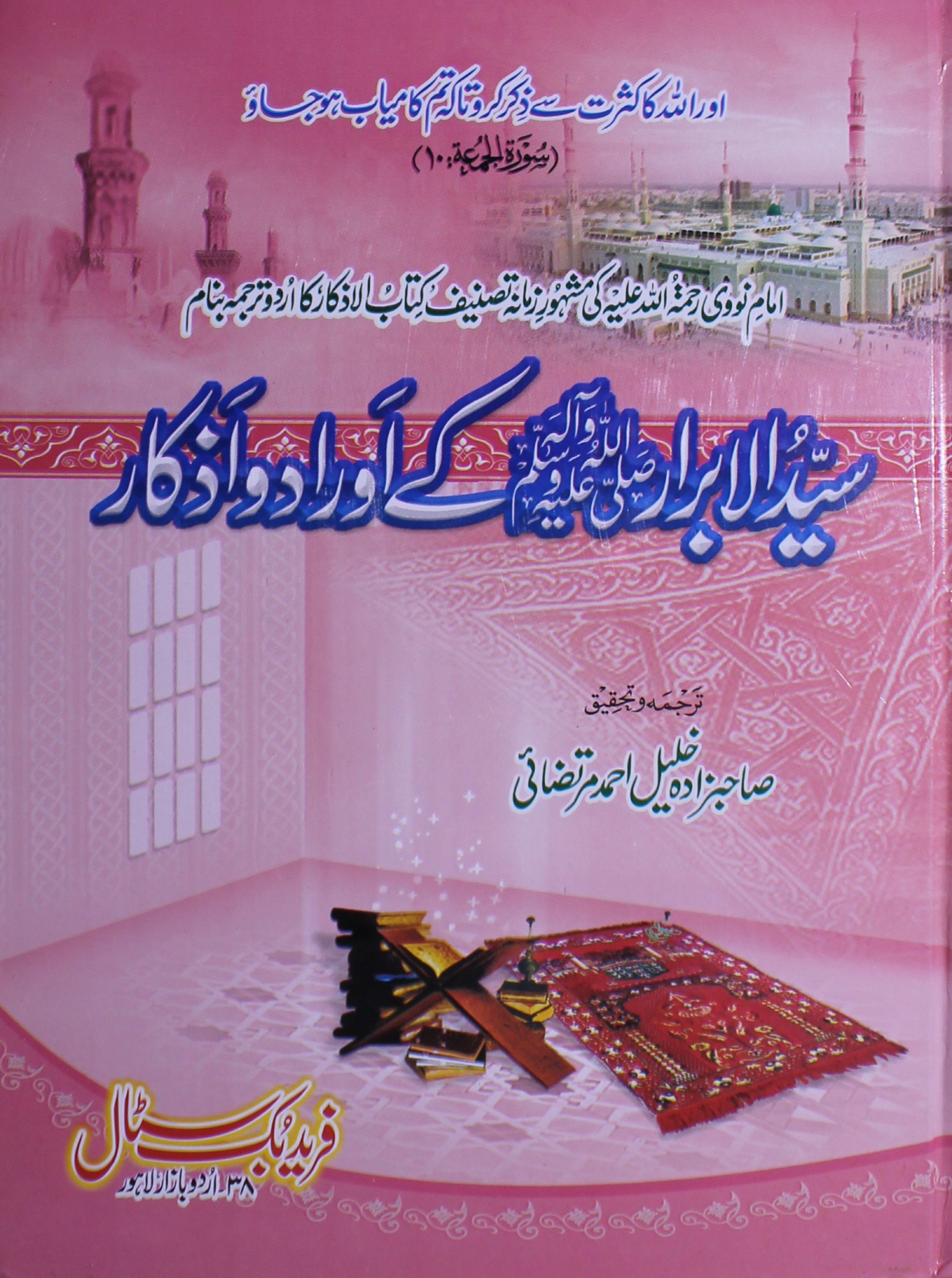
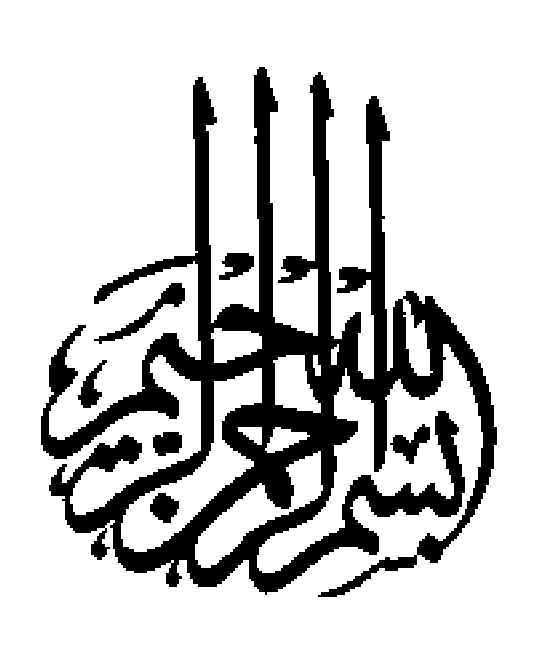

اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ
(سورۃ الجمعۃ:۱۰)
امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ تصنیف کتاب الاذکار کا اردو ترجمہ بنام
سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوراد و اذکار
ترجمہ و تحقیق
صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی
فرید بک سٹال
۳۸ اردو بازار لاہور


بسم اللہ الرحمن الرحیم


کتاب الاذکار (عربی)
سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوراد واذکار (مترجم)

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ

(سُوْرَۃُ الجُمُعَۃ: ۱۰)

کتاب الاذکار (عربی)

سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوراد واذکار (مترجم)

قرآن وسنت سے ماخوذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آٹھ سو سے زائد اذکار، دعاؤں اور کلمات استغفار کے بیان، ان کے فضائل و فوائد سمیت بے شمار ضروری فقہی مسائل کے حل اور اخلاقِ فاضلہ کے بیان پر مشتمل خوبصورت تالیف

تصنیف

شیخ الاسلام امام یحییٰ ابن شرف النووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ)

ترجمہ وتحقیق

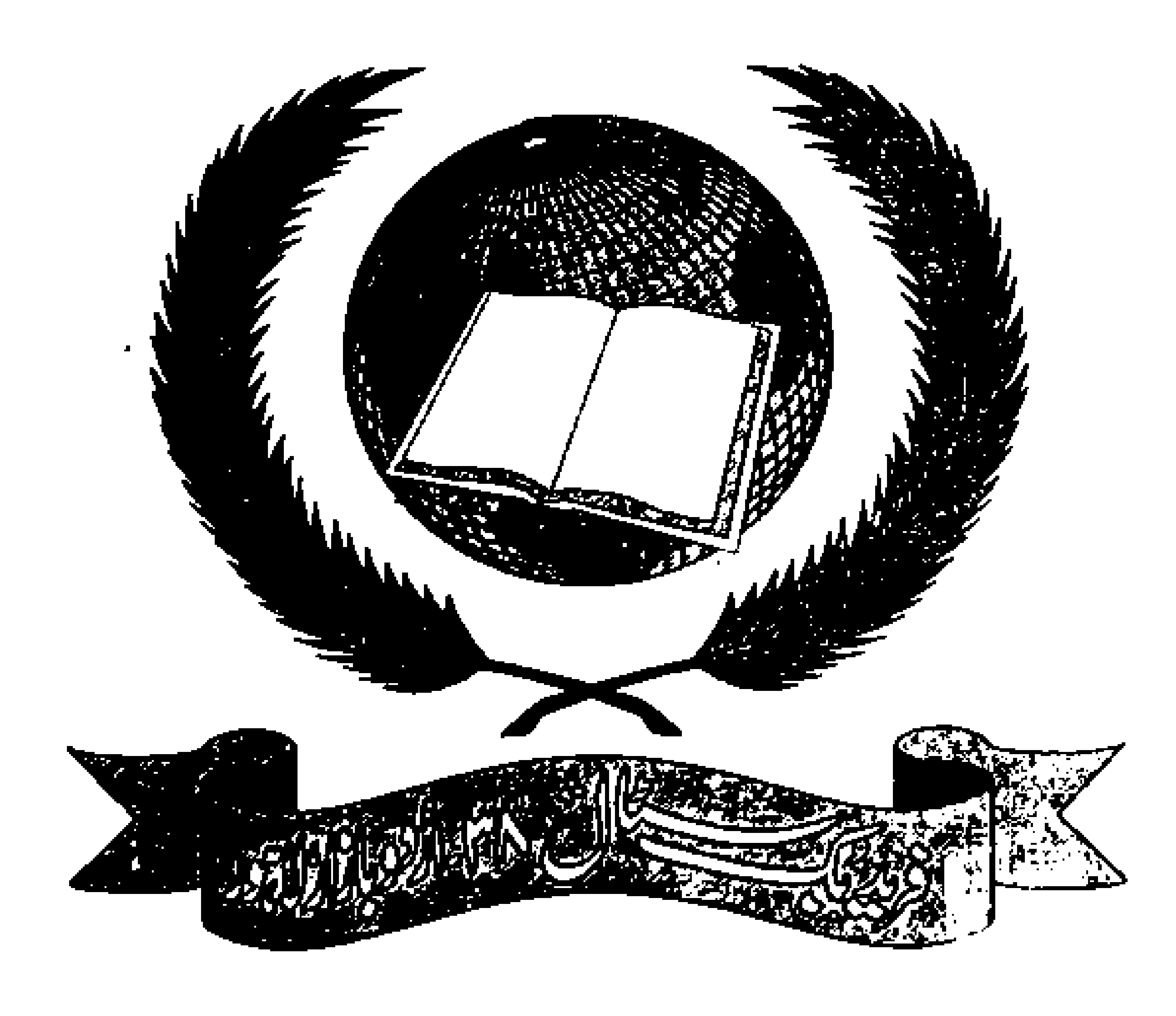
استاذ العلماء صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی

بانی ومہتمم جامعہ مرتضائیہ، قلعہ شریف، ضلع شیخوپورہ

ناشر

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور





الطبع الاوّل : رمضان 1433ھ / جولائی 2012ء
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
قیمت : روپے

Farid Book Stall
Phone No:092-42-37312173-37123435
Fax No.092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۳۱۲۱۷۳۔۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲۔۴۲۔۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسنِ ترتیب

سیّدالابرار ﷺ کے اَوراد واَذکار

انتساب

اس ادنیٰ کاوش کو اپنے جدِّ کریم

امام العارفین قدوۃ السالکین پیرِ طریقت رہبرِ شریعت

حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ

(متوفی ۱۹۰۳ء)

اور آپ کے نورِ نظر

اُستاذ المناظرین شیخ المشائخ حضرت خواجہ عالم پیر

نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۹۵۸ء)

دونوں بزرگوں کی خدمتِ اقدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں، جن کی نظرِ عنایت، حسنِ تربیت اور بے پناہ شفقتوں نے میرے والدین کریمین کو دینی ماحول اور علمی ذوق عطا کیا جو میرے لیے حصولِ علمِ دین کا سبب بن گیا۔

جزاهم الله تعالیٰ احسن الجزاء

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوالنور خلیل احمد مرتضائی

غفر اللہ لہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوانح مصنف

حضرت امام یحیٰ ابن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ

اسم گرامی

آپ کا اسم گرامی یحیٰ ہے' آپ کے والد ماجد کا نام شرف ہے۔

شجرۂ نسب

آپ کا مختصر شجرۂ نسب اس طرح ہے:

یحیٰ ابن شرف ابن موسیٰ ابن حسن ابن حسین ابن محمد ابن جمعہ ابن حزام۔

کنیت اور القاب

آپ کی کنیت ابوزکریا ہے' اور آپ کی دینی خدمات کے پیش نظر اربابِ علم وفضل نے آپ کو جن القاب سے یاد کیا' ان میں سے بعض درج ذیل ہیں:

(۱) امام (۲) حافظ (۳) محی الدین (۴) شیخ الاسلام (۵) استاذ المتاخرین (۶) حجۃ اللہ علی اللاحقین (۷) الداعی الی سبیل السالفین (۸) کبیر الفقہاء فی زمنہ (۹) شیخ المذہب (۱۰) الفقیہ العظیم۔

تاریخ پیدائش

آپ کی تاریخ پیدائش محرم الحرام ۶۳۱ ہجری ہے۔

جائے پیدائش

آپ جس گاؤں میں پیدا ہوئے' اس کا نام نویٰ ہے' جو ملک شام کے معروف شہر حوران کے نواح میں واقع ہے۔

نسبت

آبائی گاؤں کی نسبت سے آپ کو نووی کہا جاتا ہے' قریبی شہروں کی نسبت سے حورانی اور دمشقی' جبکہ ایک جد اعلیٰ کی نسبت سے حزامی بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت امام نووی کا بچپن شریف اور گھر کا ماحول

جناب یحیٰ نے جس گھر میں آنکھ کھولی' خوش قسمتی سے وہ ایک صالح' دین دار' متقی اور پرہیزگار شخص کا گھر تھا' جنہیں لوگ شرف صاحب کے نام سے پکارتے تھے' بلا مبالغہ صاحب خانہ اسم بامسمّٰی تھے' جنہوں نے گھر کا ماحول انتہائی پاکیزہ اور مذہبی بنا رکھا تھا' کسی بچے کے سیرت وکردار اور طرز زندگی (Life Style) میں ماحول کی تاثیر سے انکار ممکن نہیں' کما قال العارف

الرومی:

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

(مثنوی، دفتر اوّل صفحہ ۶۲ 'مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)

''نیکوکار کی صحبت تجھے نیک بنادے گی اور بدکار کی صحبت تجھے بُرا بنادے گی''۔

چنانچہ دین کی محبت' نماز سے لگاؤ اور قرآن مجید کا پیار آپ کو والدہ ماجدہ کی گود میں ہی نصیب ہو گیا' پھر والد ماجد کی خصوصی توجہ سے آپ نے دس سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا' اسی دوران مقامی علماء کرام کی خدمت میں حاضری دیتے اور فقہ کے ابتدائی مسائل سے اپنا دامن علم بھرتے رہے۔

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

دنیا میں کوئی بڑا کام لینے کے لیے قدرت جس شخصیت کا انتخاب کرتی ہے' اس کے بچپن کے احوال مستقبل کی غمازی کر دیتے ہیں۔ مراکش کے ایک صاحب بصیرت بزرگ شیخ یاسین ابن یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک دن نویٰ نام کی ایک بستی سے میرا گزر ہوا۔ گاؤں کے لڑکے کھیل رہے تھے' ایک دس سالہ بچے کو میں نے دیکھا جوان کے ساتھ کھیلنے سے انکاری تھا' باقی لڑکے اسے گھسیٹتے ہوئے کھیلنے پر مجبور کر رہے تھے جبکہ وہ ان سے جان چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کر رہا تھا' بالآخر وہ کامیاب ہوا اور ایک طرف بیٹھ کر اس نے قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی' میں اس بچے سے بہت متاثر ہوا' اس کا نام دریافت کیا' بتایا گیا: ان کا نام یحیٰ اور والد صاحب کا نام شرف ہے' میں نے شرف صاحب سے ملاقات کی اور صاحبزادہ صاحب پر خصوصی توجہ دینے کے لیے کافی زور ڈالا' پھر ان کے استاذ صاحب سے جا ملا اور ان سے گزارش کی کہ اس طالب علم کو خصوصی توجہ سے نوازیئے گا کہ میری نگاہیں اس برخوردار کو مستقبل میں بہت بڑا عالم دین دیکھ رہی ہیں اور پُر امید ہوں کہ اس کے علم سے بہت لوگ نفع اُٹھائیں گے۔

شیخ یاسین فرماتے ہیں: صاحبزادہ یحیٰ نووی نے قرآن مجید مکمل حفظ کر لیا تو میں نے مشورہ دیا کہ صاحبزادہ صاحب کو علوم عالیہ کی تحصیل کے لیے دمشق بھیجنا مناسب رہے گا' چنانچہ میرا مشورہ شرف قبولیت کو پہنچا اور ۶۴۹ ہجری میں آپ کو دمشق کے مدرسہ دارالحدیث الاشرفیہ میں داخل کرا دیا گیا' آپ نے نہایت عمدگی سے وہاں تحصیل علم دین کا آغاز کر دیا' جبکہ رہائش وہاں نہیں رکھی بلکہ جامع مسجد اموی کے ساتھ مشرق کی جانب واقع مدرسہ رواحیہ میں اقامت اختیار کی' یہ مدرسہ اوقاف کا نہیں تھا بلکہ ایک تاجر نے اپنے ذاتی مکان میں قائم کر رکھا تھا۔

دمشق میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی سرگرمیاں

قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ نے علم تجوید حاصل کیا اور اپنے وقت کے بہترین قاری بن گئے' پھر دیگر علوم کی تحصیل میں مصروف ہو گئے' آپ کی ذہانت اور محنت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے فقہ کی ایک کتاب ''التنبیہ'' ساڑھے چار ماہ کے مختصر عرصے میں مکمل حفظ کر لی اور سال کے باقی حصے میں فقہ شافعی کی کتاب ''المہذب'' سے کتاب العبادات کا ۴/۱ حصہ زبانی یاد کر لیا' آپ کے استاذ گرامی شیخ ابوابراہیم اسحاق ابن احمد المغربی آپ کی محنت' ذہانت' فطانت اور ذکاوت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو اپنی کلاس کا مُعید (وہ طالب علم جو استاذ کا پڑھایا ہوا سبق کلاس کے طلبہ میں دُہراتا ہے) مقرر کر دیا۔

شیخ علاء الدین ابن العطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے استاذ گرامی حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانۂ طالب علمی میں مختلف اساتذہ سے روزانہ بارہ اسباق پڑھا کرتے تھے‘ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

◆ فقہ کی کتاب الوسیط کے دو سبق ◆ فقہ شافعی کی کتاب المہذب کا ایک سبق ◆ حدیث شریف کی کتاب الجمع بین الصحیحین کا ایک سبق ◆ حدیث شریف کی کتاب صحیح مسلم کا ایک سبق ◆ علم نحو میں امام ابن جنی کی کتاب اللمع کا ایک سبق ◆ علم لغت میں امام ابن السکیت کی کتاب اصلاح المنطق کا ایک سبق ◆ علم صرف کا ایک سبق ◆ علم اصولِ فقہ کا ایک سبق ◆ علم اصولِ فقہ میں آپ نے دو کتابیں شروع کر رکھی تھیں‘ ایک دن امام ابو اسحاق کی کتاب اللمع اور دوسرے دن امام فخر الدین رازی کی کتاب المنتخب کا سبق پڑھتے تھے ◆ علم اصولِ دین کا ایک سبق ◆ اسماء الرجال کا ایک سبق۔

تمام اسباق تفصیل سے پڑھتے‘ تکرار کرتے اور ضروری ابحاث کو روزانہ احاطۂ تحریر میں لاتے۔

بیان مذکور سے دورِ طالب علمی میں آپ کی مصروفیات‘ کتب کے ساتھ لگاؤ‘ مقصد میں دلچسپی اور علم میں شغف کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور مسند تدریس

تحصیل علمِ دین سے فراغت کے بعد ۶۶۵ ہجری میں آپ اپنے ہی مادرِ علمی ''مدرسہ دارالحدیث الاشرفیہ'' میں تدریس کے منصب پر فائز ہوگئے‘ اس وقت تک آپ اپنی حیاتِ ظاہری کے ۳۴ برس گزار چکے تھے۔

بقیہ گیارہ سال بھی اسی مسند پر گزار دیئے‘ بعض دیگر مدارس میں بھی تدریس کے فرائض انجام دیئے اور اس متبرک مسند کے تقاضوں اور عزت افزائی کا حق ادا کر دیا۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اور شعبۂ تصنیف و تالیف

استاذی المکرم حضرت علامہ غلام نصیر الدین نصیر دامت برکاتہٗ (ناظم تعلیمات جامعہ نعیمیہ‘ لاہور) لکھتے ہیں:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ۶۶۰ ہجری میں جبکہ آپ ابھی تیس سال کی عمر میں تھے‘ تصنیف و تالیف کی بسم اللہ کر دی تھی‘ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوقات میں بڑی برکت رکھی تھی‘ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت آپ کے شاملِ حال اور معین و مددگار رہی‘ اللہ تعالیٰ کی اس خصوصی مدد اور اعانت سے آپ بہت سریع التصنیف واقع ہوئے‘ آپ کی مجموعی تصانیف کا حساب لگایا گیا تو یومیہ دو کراسہ سے زائد کا اوسط پڑا‘ ظاہر ہے یہ ''كُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا'' ہی کا ظہور و مظاہرہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

آپ کی تصانیف کی خوبی یہ ہے کہ ان کی عبارت سہل‘ آسان اور عام فہم ہے‘ دلیل مضبوط دیتے ہیں‘ ان کے افکار و نظریات میں ابہام نہیں ہوتا‘ بلکہ واضح اور ظاہر و باہر اور آرام سے سمجھ میں آجانے والے ہوتے ہیں‘ امام نووی امام شافعی کے مقلد ہیں‘ لیکن تعصب نام کو نہ تھا‘ اپنی کتابوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگردوں اور دوسرے فقہاء کے اقوال و آراء نقل کرنے میں انصاف پسند تھے‘ خود صوفی تھے اور بزرگانِ دین کے عقیدت مند‘ یہی وجہ ہے کہ آپ کی تصانیف صدیاں گزر جانے کے باوجود آج بھی تمام بلادِ اسلامیہ میں مسلمانوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور دلوں کا سرور ہیں اور ہر اسلامی ملک میں ان کو بڑی محبت سے پڑھا پڑھایا جاتا اور ان سے علمی استفادہ کیا جاتا ہے۔

(سوانح امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ بر ریاض الصالحین)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی چند شہرۂ آفاق تصانیف

آپ نے حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، تراجم، لغت اور دیگر متعدد علوم وفنون میں کثیر کتب تصنیف فرمائیں، چند کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

(۱) المنہاج شرح صحیح مسلم ابن الحجاج
(۲) ریاض الصالحین
(۳) کتاب الاذکار
(۴) مجموع شرح المہذب
(۵) المسائل المنثورہ
(۶) روضۃ الطالبین
(۷) الایضاح فی المناسک
(۸) المنہاج شرح المحرر
(۹) الاربعین النوویہ
(۱۰) الارشاد
(۱۱) تہذیب الاسماء واللغات
(۱۲) طبقات الفقہاء الشافعیہ
(۱۳) تحریر الفاظ التنبیہ
(۱۴) التبیان فی آداب حملۃ القرآن
(۱۵) مناقب الشافعی
(۱۶) مختصر اسد الغابہ
(۱۷) مختصر التبیان
(۱۸) تحفۃ الطالب النبیہ فی شرح التنبیہ
(۱۹) التنقیح شرح الوسیط
(۲۰) نکت علی الوسیط
(۲۱) التحقیق
(۲۲) مبہمات الاحکام
(۲۳) شرح البخاری
(۲۴) العمدہ فی تصحیح التنبیہ
(۲۵) نکت المہذب
(۲۶) منتخب مختصر التذنیب
(۲۷) دقائق الروضہ
(۲۸) مختصر الترمذی
(۲۹) قسمۃ الغنائم
(۳۰) جزء فی الاستقاء
(۳۱) جزء فی القیام لاہل الفضل
(۳۲) التقریب فی علوم الحدیث
(۳۳) مختصر مبہمات الخطیب
(۳۴) املاء حدیث انما الاعمال بالنیات
(۳۵) شرح سنن ابی داؤد
(۳۶) الخلاصہ فی احادیث الاحکام

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام

آپ نے اپنے وقت کے جن جلیل القدر علماء و مشائخ سے اکتسابِ فیض کیا، سب کا تذکرہ باعث طوالت ہوگا، چند جید اور مشہور اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

(۱) مفتی اعظم شیخ المشائخ ابوعبدالرحمٰن ابن نوح (متوفی ۶۵۴ ہجری)
(۲) امام الاتقیاء زبدۃ الاصفیاء ابوابراہیم اسحاق بن احمد المغربی شیخ الحدیث، مدرسہ رواحیہ، دمشق (متوفی ۶۵۰ ہجری)
(۳) استاذ العلماء شیخ عبدالرحمٰن ابن ابراہیم الفزاری (متوفی ۶۹۰ ہجری)
(۴) شیخ علامہ ابوالحسن سلار ابن حسن شافعی (متوفی ۶۷۰ ہجری)
(۵) شیخ محقق امام حافظ ابراہیم ابن عیسیٰ دمشقی (متوفی ۶۶۷ ہجری)
(۶) محدث کبیر شیخ عبدالعزیز ابن محمد انصاری حموی شافعی (متوفی ۶۶۲ ہجری)

(۷) امام حافظ محدث ابوالبقاء خالد ابن یوسف نابلسی (متوفی ۶۶۳ ہجری)

(۸) قاضی القضاۃ ابوالفضائل شیخ عبدالکریم ابن عبدالصمد خطیب دمشق (متوفی ۶۶۲ ہجری)

(۹) امام المحدثین ابوالفرج شیخ عبدالرحمٰن ابن محمد المقدسی (متوفی ۶۸۲ ہجری)

(۱۰) مفتی دمشق شیخ عبدالرحمٰن ابن سالم حنبلی (متوفی ۶۶۱ ہجری)

(۱۱) سند المحدثین شیخ ابومحمد اسماعیل ابن ابواسحاق التنوخی (متوفی ۶۷۱ ہجری)

(۱۲) شیخ ابوالعباس زین الدین ابن عبدالدائم المقدسی

(۱۳) شیخ رضی ابن البرھان

(۱۴) شیخ یحیٰی ابن ابوالفتح الحرانی

(۱۵) شیخ شمس الدین ابن ابوعمر رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

احساسِ ذمہ داری

وقت کسی کا انتظار نہیں کرتا اور عظیم لوگ اپنا وقت ضائع نہیں کرتے' وہ اپنے قیمتی اثاثہ جات میں وقت کو ہمیشہ سرفہرست رکھتے ہیں' حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذ رشید علامہ ابن عطار فرماتے ہیں: میرے استاذ گرامی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ وقت کے بہت بڑے قدردان تھے' علمی اور تحقیقی کام کے علاوہ کسی مصروفیت میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے تھے' چھ سال تک میں نے دیکھا کہ اگر کسی سفر کے لیے نکلے ہیں تو اس دوران بھی علمی کام میں مصروف نظر آئے۔

زہد' تقویٰ اور عبادت وریاضت

آپ علم وعمل کا پیکر اور اوامر ونواہی کے پابند تھے' اکثر روزہ سے رہتے اور رات کو قیام فرماتے' جسم کو مشقت میں مبتلا رکھتے' لذتوں اور راحتوں سے اجتناب فرماتے' چوبیس گھنٹوں میں سحری کے وقت سادہ پانی پیتے اور مغرب وعشاء کے درمیان صرف ایک وقت کھانا تناول فرماتے تھے' آپ نے سادہ زندگی گزاری' سادہ کھانا کھایا' ہمیشہ سادہ لباس استعمال کیا اور جملہ خداداد صلاحیتوں کو عبادت وریاضت' تصنیف وتالیف اور علوم دینیہ کی تدریس میں صرف کر دیا۔ آپ کے تقویٰ کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ آپ پھل تناول فرمانے سے قبل یہ تحقیق کرتے کہ کہیں یہ دمشق کے باغات سے اتار کر تو نہیں لائے گئے' اگر ثابت ہو جاتا کہ یہ دمشق کے باغات سے اتارے گئے ہیں تو آپ انہیں تناول نہ فرماتے' وجہ دریافت کرنے پر بتایا کہ یہ باغات زیادہ تر وقف اور ان املاک سے متعلق ہیں جن میں عام آدمی کو شرعاً تصرف کی اجازت نہیں ہے۔

۶۶۵ ہجری میں دارالحدیث الاشرفیہ میں بطور صدر معلم آپ کا تقرر ہوا' وظیفہ کی رقم وصول کرنے کی بجائے ناظم صاحب کے پاس جمع رہنے دیتے اور سال کے بعد اس رقم سے کتابیں اور دیگر ضروری سامان خرید کر ادارہ کے لیے وقف کر دیتے' آپ کا خرچہ گھر سے آ جاتا تھا اور ہدایا وتحائف صرف انتہائی قریبی رشتہ داروں سے قبول کرتے تھے' تلامذہ سے نذرانہ قبول نہیں کرتے تھے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ علماء اسلام کی نظر میں

امام ذہبی اپنی کتاب تذکرۃ الحفاظ میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

الشیخ الامام القدوۃ الحافظ — شیخ' امام' مقتداء' حافظ' زاہد' عابد' فقیہ' مجتہد باخلاص' شیخ الاسلام'

الزاهد العابد الفقيه المجتهد الرباني شيخ الاسلام حسنة الايام محيي الدين صاحب التصانيف التي سارت بها الركبان واشتهرت باقاصي البلدان لازم الاشتغال والتصنيف محتسبا في ذالك مبتغيا وجه الله تعالىٰ مع التعبد والصوم والذكر والاوراد وحفظ الجوارح عارفا بالحديث.

صاحب حیاتِ طیبہ' محی الدین' ایسی تصانیف کے مالک جنہیں مسافر لے کر چلے اور وہ دور دراز شہروں میں مشہور ہو گئیں' تصنیف و تالیف اور دیگر مصروفیات کے انتہائی احتیاط سے جاری رکھنے والے عبادات' روزہ' ذکر' اَوراد اور اعضاء کی حفاظت میں رضائے الٰہی کو پیش نظر رکھنے والے اور حدیث مبارک کی معرفت رکھنے والے۔

حافظ الحدیث امام برزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

النووی الشيخ الامام الحافظ الزاهد الوارع المتعبد المتقلل من الدنيا.

شیخ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ حافظ حدیث' زاہد' پارسا' عبادت گزار اور دنیا سے بہت کم حصہ لینے والے تھے۔

شیخ ابوالعباس ابن فرج بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو تین ایسے مراتب حاصل تھے کہ اگر کسی شخص کو ان میں سے ایک حاصل ہو جائے تو وہ اس لائق ہوگا کہ دور سے سفر کر کے اس کا دیدار کیا جائے۔

(۱) علم و فضل (۲) زہد و تقویٰ (۳) نیکی کا حکم دینا اور بُرائی سے روکنا۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

میرے والد گرامی شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے ۷۴۲ ہجری میں مدرسہ دارالحدیث الاشرفیہ میں اپنے قیام کے دوران حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنے تاثرات ان الفاظ سے بیان کیے:

انه كان كيحيى رحمه الله سيّدا وحصورًا وزاهدا لم يبال بخراب الدنيا اذا صير دينه ربعا معمورا له الزهد والقناعة ومتابعة السالفين من اهل السنة والجماعة.

سیادت' قدرت کے باوجود عورتوں سے بے رغبتی اور زہد و تقویٰ میں آپ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے نقش قدم پر تھے' آپ نے دین کو متاع زندگی بنایا اور نقصانِ دنیا کی کبھی پرواہ نہیں کی' زہد' قناعت اور اہل سنت و جماعت کے بزرگانِ دین کی متابعت سے ہمیشہ سرشار رہتے۔

والد گرامی (شیخ تقی الدین) جب دارالحدیث الاشرفیہ میں مسند نشین ہوئے تو نمازِ تہجد کی ادائیگی کے لیے حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی مسند کو جائے نماز بناتے' حکمت دریافت کی گئی تو آپ نے یہ اشعار سنا دیئے:

وفي دار الحديث لطيف معنى — على بسط لها اصبو وآوى

عسٰى انى امس بحر وجهى — مكانا مسه قدم النواوى

''دارالحدیث کی وہ چٹائی جس کی طرف میں کشاں کشاں چلا آتا ہوں' اس کی ایک پُرلطف وجہ ہے (وہ یہ کہ) شاید میرا چہرہ اس جگہ جا لگے' جہاں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے قدم لگ چکے ہیں''۔

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بے باکی

ظالم بادشاہ کے روبرو اس کے مزاج کے برعکس کلمہ حق بلند کر دینا' مشکل ترین کام اور موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے' اسی لیے اسے بہترین جہاد کہا گیا ہے' قدرت نے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو ہمت و طاقت عطاء فرما رکھی تھی' آپ سلاطینِ وقت اور امراء کو برملا نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع کرتے تھے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''حسن المحاضرہ'' میں لکھتے ہیں: جب کنگ ظاہر بیبرس نے ملک شام میں تاتاریوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو اس نے علماء وقت سے اس بات پر فتویٰ طلب کیا کہ کیا میں دشمن کے ساتھ مقابلہ کے لیے عوام سے مال اکٹھا کر سکتا ہوں؟ علماء نے اس کی رائے کے موافق فتویٰ دے دیا' ظاہر باشاہ نے دریافت کیا: کیا کوئی ایسا عالم رہ تو نہیں گیا جس سے فتویٰ لینا ضروری ہو اور اس نے ابھی تک فتویٰ نہ دیا ہو' بتایا گیا شیخ محی الدین نووی نے ابھی تک فتویٰ نہیں دیا' ظاہر بادشاہ نے آپ کو بلایا اور فتویٰ کی فرمائش کی' آپ نے فتویٰ دینے سے انکار کر دیا' بادشاہ نے وجہ دریافت کی' آپ نے فرمایا: مجھے معلوم ہے کہ تو ایک امیر بندوق دار کا غلام اور بالکل نادار ہوا کرتا تھا' اللہ تعالیٰ نے تجھے حاکم بنا دیا' اب تیرے پاس سونے چاندی سے لدے ہوئے ایک ہزار غلام اور دو سو باندیاں ہیں' جب تو عیش و عشرت کا یہ سارا سامان صرف کر لے گا' پھر میں عوام الناس کا مال لینے کا فتویٰ تجھے دے دوں گا۔

یہ بات سنتے ہی کنگ ظاہر غضب ناک ہو گیا اور امام سے کہا تو اسی وقت میرے شہر (دمشق) سے نکل جا' آپ نے فرمایا: ''السمع و الطاعه.'' آپ کی بات سن لی اور اطاعت ہو گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

آپ دمشق سے نکل کر اپنے آبائی گاؤں نویٰ آ گئے' علماء نے مداخلت کی اور ظاہر سے سفارش کر کے واپسی کی اجازت حاصل کر لی' مگر آپ نے فرمایا: جب تک ظاہر دمشق میں موجود ہے' میں وہاں قدم بھی نہ رکھوں گا' ٹھیک ایک ماہ بعد ظاہر کا انتقال ہو گیا۔

آپ کے فضائل اور ایک مشہور کرامت کا بیان

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ مسلکاً شافعی تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو حسد' بغض' نفرت' کینہ' تفوق و تعلی' احساسِ برتری اور احساسِ کمتری ایسی امراض قلبیہ و روحانیہ سے بالکل محفوظ رکھا ہوا تھا۔

۶۵۱ ہجری میں پہلی مرتبہ اپنے والد گرامی کے ساتھ حج بیت اللہ کے لیے حجازِ مقدس گئے تقریباً ۴۵ دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا' بیت المقدس کی زیارت کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے روضہ مقدسہ کی زیارت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔

آپ کے والد گرامی قدر بیان فرماتے ہیں: یحییٰ جب سات برس کا تھا تو میرے پہلو میں سویا ہوا تھا' رمضان المبارک کی ستائیسویں شب تھی' آدھی رات کے بعد بیدار ہو کر مجھے کہنے لگا: ''یا ابت ما هذا الضوء الذی ملاء الدار.'' ابا جان! یہ روشنی کیسی ہے؟ جس نے پورے گھر کو بقعۂ نور بنا دیا ہے۔

ہم سب اہل خانہ بیدار ہو گئے' مگر ہمیں کوئی چیز نظر نہ آئی' میں جان گیا کہ میرا یہ نورِ نظر عظیم المرتبت ہے' جسے شب قدر کا نور نظر آیا ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ہم نام تھے' اور دنیا نے دیکھا کہ آپ فقط نام میں ہی نہیں بلکہ زہد و تقویٰ' عبادت و ریاضت اور صفات عالیہ میں ان کے مظہر تھے' آپ کا ظاہر و باطن اپنے ہم نام کی طرح پاک و صاف تھا۔

آپ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی طرح تاحیات شادی نہیں کی' پُر لطف بات یہ ہے کہ نہایت پاکیزہ اور تقویٰ و طہارت کی

زندگی گزاری۔

چیئرمین (Chairman) جمعیت نشر و تالیف الازہر علامہ شیخ محمود حسن ربیع ریاض الصالحین کے مقدمہ میں آپ کی ایک کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

انه اضاءت له اصبعه لما فقد وقت التصنيف ما يسرجه عليه. — لکھتے وقت (ایک دفعہ) چراغ کی روشنی ختم ہوگئی تو آپ کی انگلی نے روشنی دینا شروع کر دی۔

وفاتِ حسرت آیات

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ جس دن سے مسند تدریس کی زینت بنے اور آپ نے تصنیف و تالیف کا آغاز کیا' علمی دنیا میں انقلاب آ گیا' طلباء میں ایک نئے ولولے نے جنم لیا' علماء کا ذوقِ علم دوچند ہوا اور میدانِ تحقیق ازسرِنو جولان گاہ بن گیا' یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ آج حضرت امام محمد ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا دارومدار حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق پر ہے۔

۶۷۶ ہجری میں صرف ۴۵ سال کی عمر میں جب آپ نے اس دارِفانی سے رحلت فرمائی تو گلستانِ علم وادب کی بلبلیں پکار اُٹھیں:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد — روئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

آپ نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ دمشق میں گزارا' تقریباً ۲۸ سال وہاں قیام پذیر رہے' جب آپ نے اپنے آبائی گاؤں نوی میں واپسی کا ارادہ فرمایا تو اوقاف سے عاریۃً لی ہوئی تمام کتب واپس جمع کروا دیں اور دمشق میں مدفون اپنے جملہ شیوخ اور اساتذہ کرام کے مزارات پر حاضری دی' فاتحہ خوانی کی' دعائیں کیں اور خوب آنسو بہائے' پھر جو احباب حیات تھے' ان سے الوداعی ملاقات کی اور اپنے آبائی گاؤں نوی آ گئے' وہاں آپ کی طبیعت علیل ہوگئی اور بدھ کی رات چودہ رجب المرجب ۶۷۶ ہجری میں اس دارِفانی سے رحلت فرما کر اپنے خالقِ حقیقی کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مزید تفصیل کے خواہش مند' درج ذیل کتب کا مطالعہ فرمائیں

(۱) الامام النووی' مصنف شیخ عبدالغنی دقر
(۲) تذکرۃ الحفاظ' مصنف امام ذہبی
(۳) البدایہ والنہایہ' مصنف امام ابن کثیر
(۴) طبقات الشافعیہ' مصنف امام سبکی
(۵) المنہاج السوی' مصنف امام سیوطی
(۶) النووی' مصنف شیخ طنطاوی
(۷) الاہتمام فی ترجمۃ الامام النووی' مصنف شیخ الاسلام سخاوی
(۸) الامام النووی' مصنف شیخ عبدالغنی دمری دمشقی
(۹) تاریخ العلماء والرواۃ' مصنف امام ابن الفرضی
(۱۰) مرآۃ الجنان' مصنف علامہ یافعی
(۱۱) النجوم الزاہرہ' مصنف ابن تغری بردی

(۱۲) معجم المؤلفین

(۱۳) الاعلام

(۱۴) العبر

(۱۵) الدارس فی تاریخ المدارس

(۱۶) شذرات الذہب

(۱۷) طبقات الاسنوی

(۱۸) السلوک للامام المقریزی

حررہٗ

ابوالنور خلیل احمد مرتضائی غفرلہٗ

بانی و منتظم جامعہ مرتضائیہ

قلعہ شریف تحصیل شرقپور شریف، ضلع شیخوپورہ

تعارف مترجم

وہ لوگ ہر دور میں خوش بخت اور سعادت مند ہوتے ہیں' جو حق کے نمائندے بن کر باطل کے خلاف' اسلام کے نمائندے بن کر کفر کے خلاف' خیر کے نمائندے بن کر شر کے خلاف' سچ کے نمائندے بن کر جھوٹ کے خلاف' علم کے نمائندے بن کر جہالت کے خلاف صف آراء ہو جائیں' ایسے لوگوں کو قدرت ازل سے ہی منتخب فرما لیتی ہے' پھر خاص ماحول میں ان کی تربیت و پرورش بھی کرواتی ہے' ایسے ہی پاک طینت' بیدار مغز' صاحب کردار' اخلاص و وفاء کے پیکر لوگوں میں ایک نام استاذ العلماء عمدۃ المدرسین' فاضل جلیل حضرت علامہ صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی دامت برکاتہم العالیہ کا بھی ہے۔

جو جواں جذبے' عزم و ہمت' محنت شاقہ' جہد مسلسل اور اخلاص نیت کے ساتھ شب و روز دینِ متین کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں' شرقپور شریف سے شیخوپورہ روڈ پر تقریباً ۷ کلومیٹر دور ایک قصبہ قلعہ شریف کے نام سے موسوم ہے' جہاں نہ صرف آپ نے ایک انتہائی معیاری' پرشکوہ دینی ادارہ ''جامعہ مرتضائیہ'' کے نام سے قائم کر رکھا ہے' بلکہ قلعہ شریف کی روحانی گدی کے وارث ہونے کے ناطے عوام الناس کے تزکیۂ نفس اور تطہیر قلب کی خدمت بھی سرانجام دے رہے ہیں' یقیناً ایسے لوگ نادر روزگار ہوتے ہیں' جن کا چلنا پھرنا' سونا جاگنا' اُٹھنا بیٹھنا بلکہ حیاتِ مستعار کا ایک ایک لمحہ خدمتِ دین و خدمتِ خلق میں صرف ہوتا ہو۔

علامہ صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی زید مجدہٗ کی خوش قسمتی یہ بھی رہی کہ انہیں والدہ ماجدہ کی گود سے گھریلو ماحول تک اور وہاں سے مادر علمی تک ہر جگہ پاکیزہ اور دینی ماحول نصیب ہوا۔ جس کی چھاپ ان کی زندگی پر گہری دکھائی دیتی ہے۔

ذیل کی سطور میں آپ کے حالاتِ زندگی اختصار کے ساتھ بیان کیے جا رہے ہیں۔

ولادت

آپ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۱ء بروز ہفتہ قلعہ شریف تحصیل شرقپور ضلع شیخوپورہ کے ایک مذہبی و روحانی گھرانے میں پیدا ہوئے' آپ کے والد ماجد پیر طریقت حضرت قبلہ مولانا نذیر احمد مرتضائی اطال اللہ عمرہ وادام اللہ صحتہ ایک باعمل' باثر' صوفی منش عالم دین اور ایسے طرحدار واعظ و خطیب ہیں کہ اگر فارسی کے اشعار پڑھیں تو مجمع پر وجد طاری ہو جاتا ہے' عربی کلام پڑھیں تو ہر آنکھ اشکبار ہو جاتی ہے' پنجابی کلام پڑھیں تو مجمع کی کیفیت دیدنی ہوتی ہے۔

انہیں یہ خزانۂ فیض' امام العارفین' قدوۃ السالکین' خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضٰی فنا فی الرسول رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرف اور ان کے فرزند ارجمند' شیخ المشائخ مناظر اسلام حضرت قبلہ خواجہ عالم پیر نور محمد فنا فی الرسول رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہنے سے ملا ہے۔

تعلیم کا آغاز

ناظرہ قرآن پاک اور دین کی بنیادی باتیں آپ کو اپنے دینی گھرانے سے ہی ملیں' پھر حسب روایت عصری تعلیم کے لیے گاؤں کے پرائمری سکول میں داخلہ لیا' اور پرائمری پاس کیا' بعد ازاں پائیلٹ سیکنڈری سکول' شرقپور سے ریگولر مڈل اور میٹرک کی تعلیم حاصل کی' ان دونوں درجوں کے امتحان لاہور بورڈ سے اچھے نمبروں میں پاس کیے' جبکہ میٹرک کے امتحان (۱۹۸۸ء)

میں اپنے سکول میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔

دینی تعلیم کی ابتداء

فارسی گرائمر' مصادر اور ابتدائی فارسی کتب کی تعلیم آپ نے اپنے والد گرامی سے حاصل کی' پھر اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے ۱۹۹۰ء میں عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ ''جامعہ نظامیہ رضویہ'' لوہاری گیٹ' لاہور میں داخلہ لیا' جہاں درس نظامی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی' ۱۹۹۹ء میں اسی جامعہ سے راقم الحروف کے ساتھ سند فراغت حاصل کی' جامعہ نظامیہ میں آپ کا تعلیمی دور انتہائی شاندار رہا' آپ لھوولعب اور غیر ضروری مشاغل میں مصروف ہوئے بغیر ہمیشہ اپنے مقصد اور اپنی تعلیم کی طرف متوجہ رہے' اپنی کلاس میں نمایاں تعلیمی ریکارڈ رہا' جامعہ کے امتحانات میں باقاعدگی سے شریک ہوتے رہے اور ہمیشہ کلاس میں اول یا دوئم پوزیشن حاصل کی۔ تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان کے چاروں درجات کے امتحانات درجہ ممتاز/ممتاز مع الشرف میں پاس کیے' جبکہ ثانویہ عامہ (میٹرک) کے امتحان (۱۹۹۲ء) میں پورے پاکستان میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ کرام

آپ نے جن جلیل القدر اساتذہ سے اکتساب فیض کیا' ان میں:

- مفتی اعظم پاکستان علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
- شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ
- ملک المدرسین علامہ محمد رشید نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- جامع المعقول والمنقول علامہ سید عباس علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
- استاذ الاساتذہ علامہ مفتی محمد گل احمد خان عتیقی دامت برکاتہم العالیہ
- شیخ الحدیث علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی دامت برکاتہم العالیہ
- ادیب اہل سنت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ
- عمدۃ المدرسین علامہ غلام نصیر الدین نصیر گولڑوی دامت برکاتہم العالیہ
- استاذ العلماء علامہ ڈاکٹر محمد فضل حنان سعیدی دامت برکاتہم العالیہ
- فاضل جلیل علامہ محمد مرتضیٰ عطائی دامت برکاتہم العالیہ

کے اسمائے گرامی سرفہرست ہیں۔

تدریس کا آغاز

جامعہ نظامیہ رضویہ سے فراغت اور دستار فضیلت کے موقع پر مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے والد گرامی حضرت مولانا نذیر احمد مرتضائی زید مجدہ الکریم سے صاحبزادہ خلیل احمد مرتضائی کو ان کے مادر علمی جامعہ نظامیہ شیخوپورہ ہی میں تدریسی خدمات کے لیے مانگا۔ والد گرامی نے عطاء فرما دیا' کسی بھی شخص کے لیے فراغت کے متصل بعد اپنے ہی مادر علمی میں تدریس کا موقع ملنا یقیناً بڑے اعزاز کی بات ہوتی ہے۔ صاحبزادہ صاحب کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا۔ جامعہ نظامیہ شیخوپورہ میں آپ نے ایک مکمل سال کامیاب تدریس فرمائی۔

جامعہ مرتضائیہ (قلعہ شریف) کا قیام

جامعہ نظامیہ میں تدریس کے دوران آپ کو اپنے علاقہ میں ایک معیاری دینی درسگاہ کے قیام کا احساس شدت کے ساتھ دامن گیر ہوا۔ آپ نے اپنا یہ پروگرام مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھا اور ان سے مشاورت و اجازت طلب کی' جسے انہوں نے بخوشی قبول فرماتے ہوئے جامعہ نظامیہ سے نہ صرف اجازت دے دی' بلکہ دعاؤں سے نوازا اور مجوزہ ادارے کے افتتاحی پروگرام میں تشریف لانے کا وعدہ بھی کر لیا۔ یاد رہے کہ مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ دوران تدریس طلباء پر دینی ادارے قائم کرنے کے حوالے سے بہت زیادہ زور دیتے تھے' اور خاص طور پر ان طلباء کو ترغیب دلاتے جو کسی دینی یا روحانی پس منظر کے حامل ہوتے' لہٰذا اگر آپ کے سامنے آپ کا کوئی شاگرد ادارہ قائم کرنے کی بات کرتا یا قائم کر کے دکھاتا تو آپ کی خوشی دیدنی ہوتی۔

جامعہ مرتضائیہ کا سنگ بنیاد

۲۴ جنوری ۲۰۰۰ء کو آپ نے اپنے گاؤں قلعہ شریف میں آستانہ عالیہ کی جامع مسجد میں مفتی اعظم حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سمیت اپنے متذکرہ بالا اساتذہ کرام' ساتھی علماء اور سلسلہ عالیہ مرتضائیہ کی بزرگ شخصیات کی موجودگی اور اپنے شیخ طریقت والد گرامی قبلہ میاں نذیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں جامعہ مرتضائیہ کا سنگ بنیاد رکھا اور درس و تدریس کا آغاز کر دیا' یہ سلسلۂ خیر آج تک جاری و ساری ہے' اور بحمد اللہ تعالیٰ اس ادارے سے اب تک سینکڑوں طلباء حفظ و ناظرہ کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں' اور کر رہے ہیں' نیز درس نظامی کی مکمل کلاسز بھی موجود ہیں۔ پہلا گروپ جامعہ نظامیہ رضویہ کے دورۂ حدیث میں پہنچ چکا ہے' علاوہ ازیں بچوں کے بہتر مستقبل کے لیے عصری تعلیم بھی دی جاتی ہے' یہ ادارہ اپنے جواں سال ناظم اعلیٰ کی قیادت میں روز افزوں ترقی کی جانب مائل ہے اور انشاء اللہ بہت جلد وطن عزیز میں اہل سنت کے ممتاز ترین اداروں میں شمار ہوگا۔

آپ کے دیگر مشاغل و ذمہ داریاں

مذکورہ جامعہ کی نظامت اعلیٰ اور تدریسی خدمات کے علاوہ آپ آستانہ عالیہ مرتضائیہ قلعہ شریف کی جامع مسجد اقصیٰ میں باقاعدہ خطابت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں' آپ کی خطابت کا انداز بڑا منفرد اور سامعین کے سننے کا انداز بھی منفرد ہوتا ہے' یہ دونوں چیزیں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں' آستانہ عالیہ سے وابستہ عقیدت مندوں اور مریدوں کی روحانی تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی آپ بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔

شادی خانہ آبادی

۱۹۹۲ء میں جب آپ ابھی ثانویہ عامہ کا امتحان دے رہے تھے' بزرگوں نے آپ کی منگنی کر دی جبکہ ۲۹ مارچ ۱۹۹۶ء بروز جمعۃ المبارک آپ رشتۂ ازدواج میں منسلک ہوئے' آپ کی نسبت آپ کے سب سے بڑے ماموں صاحبزادہ خواجہ محمد عبدالرسول مرتضائی دامت برکاتہم العالیہ (ایم۔اے) کی طرف ہوئی' جو آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مرتضائیہ عزیزیہ کے سجادہ نشین اور قصور میں رہائش پذیر ہیں۔

اولادِ امجاد

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تصدق سے آپ کو یکے بعد دیگرے چار بیٹے عطاء فرمائے' جن میں سے

دو آپ کی دستارِ فضیلت سے پہلے اور دو بعد میں پیدا ہوئے' جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:
نور احمد' ظہور احمد' شکیل احمد اور نبیل احمد سلمہم اللہ تعالیٰ۔
خداوند قدوس ان بچوں کو صحت' تندرستی اور عافیت کے ساتھ دراز عمریں عطاء فرمائے اور علم وعمل میں اپنے والد ماجد کا وارث اور امین بنائے۔ آمین!

زیارت حرمین شریفین

مئی ۲۰۰۶ء میں بصورتِ عمرہ آپ کو حرمین طیبین کی حاضری کا شرف نصیب ہوا۔
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن۔۔۔۔آمین!

از قلم
ابوالحسان محمد طاہر تبسم قادری
سیکرٹری جنرل' مجلس علماء نظامیہ' پاکستان'
و ناظم اعلیٰ' ادارہ تعلیماتِ نبویہ' لاہور

حرفِ شناسائی

شیخ الاسلام حضرت امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی یگانہ روزگار تصنیف کتاب الاذکار کے مترجم فاضل جلیل عالم نبیل برادرم مکرم حضرت صاحبزادہ خلیل احمد نقشبندی' مجددی' مرتضائی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے اور یہ ایسی ہی شخصیت سے ممکن تھا جو علومِ شریعت کے ساتھ علومِ طریقت کی بھی جامع ہو' بلاشبہ آپ دنیائے تدریس و تحقیق کے گوہر صد انوار اور چمنستان شریعت و طریقت کے گل سرسبد ہیں۔ آپ سے تعلق خاطر اور گہری وابستگی کئی دہائیوں پر محیط ہے۔ جامعہ نظامیہ رضویہ' لاہور (۱۹۹۷ء۔۱۹۹۰ء) میں درس نظامی کی تکمیل کے دوران ہم درس و ہم نوالہ و ہم پیالہ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں صاحبزادہ صاحب میرے ہم مشرب بھی ہیں اور خاندانی حوالہ بھی مشترک ہے۔ اس طرح آپ سے زمانہ طالبِ علمی سے مسند تدریس و تحقیق کی زینت بننے تک ایک ایک لمحہ کی رفاقت و شناسائی رہی ہے۔ تحصیل علم کے زمانہ میں اسباق کے تکرار و مطالعہ سے فراغت پر اور اکثر نمازِ عصر کے بعد اپنے شیخ طریقت رضی اللہ عنہ کے مزار پرانوار کی حاضری کے لیے لوہاری دروازہ سے عثمان گنج (لاہور) پیدل جاتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کے تانے بانے بنتے رہتے تھے' اگرچہ آپ اپنی خداداد ذہانت کی وجہ سے ادارہ کے ممتاز طلباء میں شمار ہوتے تھے' لیکن تب میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ میرا یہ معصوم چہرہ دیہاتی دوست فارغ التحصیل ہونے کے محض چند برس کے اندر اندر اپنے گاؤں میں سرچشمۂ علم و حکمت ''دارالعلوم جامعہ مرتضائیہ'' قائم کر دے گا جس میں تشنگانِ علم کا ہجوم ہوگا اور یہ سرسبز کونپل ایک ثمر بار درخت کی صورت اختیار کر جائے گی' جس کے حکمت بھرے لذیذ میووں سے اربابِ علم و دانش ایک مدت تک لطف اندوز ہوتے رہیں گے۔ ایک مرتبہ صاحبزادہ صاحب اور راقم قبلہ والد گرامی حضرت علامہ ابوالفیض محمد انور نقشبندی' مجددی مرتضائی نور اللہ مرقدہ (۱۹۳۵ء تا ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۹ء) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دریافت احوال اور اسباق کی تفتیش کے بعد اپنا روئے سخن صاحبزادہ صاحب کی طرف پھیرتے ہوئے فرمایا کہ دورۂ حدیث سے فراغت کے بعد کیا پروگرام ہے؟ صاحبزادہ صاحب اپنے پروگرام کی تفصیلات بیان کرنے لگے تو روک کر فرمایا: بلکہ تم اپنے گاؤں قلعہ شریف میں اپنے ہادی و مربی' پیرومرشد حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ رابعہ عصر حضرت اماں جی مخدومہ رحمت بی بی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار اقدس کے نور بار سائے میں بیٹھ جاؤ اور کریما سعدی سے شرح جامی اور بخاری شریف تک جو بھی پڑھنے آئے' پڑھاؤ' میرا پروردگار آپ کے شیخ کامل کے تصدق سے تمام وسائل مہیا فرما دے گا۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بعینہٖ مزار اقدس حضرت رابعہ عصر مخدومہ رحمۃ اللہ علیہا کے سائے میں ''جامعہ مرتضائیہ'' ایسی عظیم الشان علمی درسگاہ تعمیر ہو چکی ہے' جہاں کریما سعدی سے شرح جامی' مثنوی شریف اور بخاری شریف تک کے دروس ہو رہے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ احسانہٖ! مسجد شریف کے حجرات سے شروع ہونے والا یہ دارالعلوم اب کئی ایکڑ پر محیط ہے۔

آپ علم و فضل میں مسلمہ شخصیت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ حسب و نسب کے اعتبار سے بھی زہد و تقویٰ اور علم و فضل کے حامل خاندانوں کے چشم و چراغ ہیں۔

کہ فطرت خود بخود کرتی ہے لالے کی حنابندی

ایک طرف آپ کے والد گرامی رأس الاتقیاء زُبدۃُ الاصفیاء بقیۃ السلف عمدۃ الخلف حضرت مولانا نذیر احمد صاحب نقشبندی مجددی مرتضائی (ولادت ۱۹۳۰ء) متعنا اللہ تعالیٰ بطول حیاتہٖ ہیں اور دادا جان حضرت میاں حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو سلطان العاشقین برہان الواصلین شیخ المشائخ حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ بانی سلسلہ عالیہ مرتضائیہ (وصال ۲۱ فروری ۱۹۰۳ء) کے نواسے ہیں اور شیخ الاسلام استاذ المناظرین حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ (۴ دسمبر ۱۸۹۶ء تا ۲۱ مئی ۱۹۵۸ء) کے بھانجے ہیں دوسری طرف حضرت صاحبزادہ صاحب کے نانا جان رئیس العلماء مناظر اسلام خواجہ جہاں حضرت مولانا محمد عبدالعزیز نقشبندی مجددی مرتضائی قدس سرہ العزیز (متوفی ۱۹۷۴ء) قصوری ہیں۔ آپ کے مذکورہ اسلاف علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور مرجع خلائق تھے ان نادر روزگار ہستیوں کے علمی و تحقیقی شہ پارے ان کی جلالت علمی کے امین ہیں حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کا حضرت امام شرف الدین بوصیری مصری رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ بردہ شریف کا پنجابی زبان میں منظوم ترجمہ اپنی مثال آپ ہے جس طرح قصیدہ بردہ شریف میمیہ ہے اسی طرح آپ کا منظوم ترجمہ بھی میمیہ ہے آپ کے خلف الرشید حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ نے مرزائیوں وہابیوں دیوبندیوں شیعوں چکڑالویوں منکرین حدیث اور دیگر بدمذہبوں کو میدانِ مناظرہ میں للکارا اور ہزارہا کے اجتماعات میں انہیں شکست فاش دی ایک طرف مذاہب باطلہ کے ردّ میں آپ کے علمی و تحقیقی مقالہ جات ہندوستان بھر کے مؤقر ترین جرائد میں شائع ہوتے رہے تو دوسری طرف عقائد اہل سنت کی ترجمان لاجواب تصانیف بھی یادگار چھوڑی ہیں آپ علومِ کسبیہ اور وھبیہ کے جامع تھے فقط گیارہ سال کی عمر مبارک میں آپ نے اپنی بے نظیر ''کتاب ردّ وہابیاں'' تصنیف فرمائی جس کے جواب سے وہابیہ کے اکابر علماء عاجز رہے اور وہ تقریباً ایک صدی سے لاجواب پڑی ہے۔ آپ کی مشہور زمانہ تصنیف ظہور الصفات فی جمیع الموجودات صوفیاء کے درمیان اہم ترین نزاعی مسئلہ وحدۃ الوجود کے باب میں قول فیصل کی حیثیت رکھتی ہے آپ نے اپنی اس کتاب میں امام ربانی شہباز لامکانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی (۹۷۱ھ تا ۱۰۳۴ھ) کے مسلک وحدۃ الشہود کو ادلۂ قاہرہ و براہین باہرہ سے اس طرح ثابت کیا ہے کہ ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں آپ کی تصانیف حجتِ ربانی تحقیق الوجد حج فقیر بر آستانہ پیر توثیق الابحاث لصلوٰۃِ المستغاث بھی علمی و تحقیقی شاہکار ہیں۔

صاحبزادہ صاحب کے دادا جان حضرت میاں حسن محمد نقشبندی مجددی مرتضائی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ رشتہ داری میں اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے لیکن انہوں نے ہمیشہ رشتہ داری پر اپنے غلامی کے ناطے کو ترجیح دی۔ آپ کی اپنے پیر و مرشد کے ساتھ ایثار قربانی اور جان نثاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ نے حضرت علامہ مولانا نذیر احمد صاحب مرتضائی دامت برکاتہم العالیہ سمیت اپنے چاروں بیٹوں کو بیعت کی غرض سے اپنے پیر و مرشد کے سامنے پیش کیا تو پہلے شکرانے کے طور پر چار ایکڑ اراضی اپنے مرشد کے آستانہ عالیہ کے مصارف کے لیے وقف کر دی۔ ایک دفعہ قلعہ شریف میں عرس شریف کے موقع پر سخت بارشوں کے باعث لنگر شریف کی تیاری کے لیے خشک لکڑی کسی طور پر بھی دستیاب نہیں ہو رہی تھی۔ آپ فوراً گھر گئے اور اپنی ایک عالیشان سرائے کی چھت فوری طور پر اتروا کر اس کے قیمتی شہتیر وہاں لنگر شریف کی پکوائی کے لیے بطور ایندھن بھجوا دیئے۔ دوستوں نے اس عظیم ایثار کے متعلق بات کی تو کہنے لگے کہ ان شہتیروں کا اس سے بہتر مصرف نہیں ہو سکتا جبکہ سرائے کی چھت تو موسم درست ہونے پر دوبارہ ڈال لی جائے گی حضرت صاحبزادہ صاحب کے نانا جان رئیس العلماء مناظر اسلام حضرت مولانا محمد عبدالعزیز نقشبندی مجددی مرتضائی قصوری رحمۃ اللہ علیہ

کے قلم سے نکلے ہوئے کشف المحجوب اور غنیۃ الطالبین (ہدیہ دستگیر) کے تراجم ایک عظیم علمی سرمایہ ہیں۔ آپ کی کتب رجم الدیان لرجم العدوان اور قدم بوسی مذاہبِ باطلہ کے ردّ میں لاجواب ہیں۔

صاحبزادہ صاحب کے والد گرامی بقیۃ السلف حضرت مولانا نذیر احمد صاحب دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ خواجگان قلعہ شریف کے علمی وروحانی فیضان کے امین ہیں' آپ نے سفر وحضر میں اپنے پیرومرشد کے ساتھ رہ کر علومِ متداولہ کی تحصیل کی۔ مثنوی مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اور دیوان حافظ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چونکہ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی شغف تھا اور اسی طرح دوران وعظ مثنوی شریف اور دیوان حافظ پڑھنے کا آپ کو ایک منفرد اسلوب اور آواز کے زیر و بم پر ایک خاص قدرت اور ملکہ حاصل تھا' آپ جب لحن داؤدی کے ساتھ مثنوی شریف یا دیوان حافظ کا کوئی شعر پڑھتے تو سننے والوں پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اور ہر آنکھ اشک بار نظر آتی' حضرت صاحب نے چونکہ بشمول کتب مذکورہ دیگر دیوان ہائے فارسی حضور خواجہ صاحب سے پڑھے اور ان کی مشق بھی آپ سے کی' اس لیے جب دورانِ وعظ آپ کوئی شعر پڑھتے ہیں تو طرزِ بیان خواجہ صاحب کے بہت مشابہ ہونے سے آپ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے' آپ کو قدرت کی طرف سے ایک اور گنج گراں مایہ یہ عطاء ہوا کہ حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کا مکمل ذاتی کتب خانہ جو کہ نہایت نادر اور نایاب کتب پر مشتمل ہے آپ کو تفویض ہوا ہے' آپ جس طرح جلوت وخلوت سفر وحضر میں خواجہ صاحب کے خادم خاص تھے' اسی طرح کتب خانے کی دیکھ بھال اور خدمت آپ کے ذمہ تھی۔ آج بھی وہ اس خدمت کو انتہائی محتاط طریقہ سے سرانجام دے رہے ہیں' صاحبزادہ صاحب کے ماموں جان حضرت خواجہ عبدالرسول صاحب مرتضائی دامت برکاتہم العالیہ والقدسیہ (ایم اے) آستانہ عالیہ نقشبندیہ مرتضائیہ عزیزیہ قصور کے سجادہ نشین اور سہ ماہی مجلہ المرتضٰی کے ایڈیٹر ہیں' حضرت مترجم مدظلہ العالی کو بھی اپنے اجدادِ امجاد کی علمی و روحانی میراث سے حظ وافر تفویض ہوا ہے۔ آپ کی ہمہ جہت شخصیت میں تحریر وتقریر' تدریس وتصنیف اور نظامت کی خوبیاں بیک وقت جمع ہیں' یعنی آپ کی ذاتِ گرامی ایک ایسے ہیرے کی مانند ہے' جسے جس سمت سے بھی دیکھیں روشنی دیتا ہے۔

کتاب الاذکار کے ترجمہ سے پہلے بھی آپ اَوراد واذکار پر گراں قدر علمی وتحقیقی کام کر چکے ہیں' آپ کی ایک خوبصورت تالیف اَورادِ مرتضائیہ ہے' جس میں درودِ مستغاث شریف ہے جو کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مرتضائیہ کے وظائف میں بالخصوص شامل ہے اور بالعموم دیگر سلاسل کے اَوراد میں بھی شامل ہے' بلاشبہ مقبول بارگاہِ رسالت ﷺ درود شریف ہے اور دربارِ رسالت میں حاضری کے لیے اکسیر کا درجہ رکھتا ہے' اس میں پچاس مرتبہ پورے القابات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حبیب مکرم ﷺ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا گیا ہے۔ حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ نے اس کی نہایت مدلل شرح توثیق الابحاث لصلوٰۃ المستغاث کے نام سے تحریر فرما کر معترضین کے اعتراضات کے نہایت مسکت جوابات دیئے ہیں' حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہایت عرق ریزی سے درود مستغاث شریف کے تمام دستیاب نسخوں کا موازنہ کر کے اصل عبارت کی تصحیح اور صرفی نحوی اعرابی اشکالات دور کر کے نہایت عمدہ نسخہ تیار کیا ہے اور دیگر نسخوں کی بعض عبارات کو بین السطور درج کر دیا ہے۔ عالم اجل فاضل بے بدل حضرت سید محمد عبدالستار شاہ صاحب نقشبندی' مجددی نور اللہ مرقدہ نے اپنے پیرومرشد سلطان العاشقین برہان الواصلین حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضٰی فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کی شان میں ایک بے نظیر مدحیہ قصیدہ تاجیہ شریف کے نام سے لکھا ہے' اصل قصیدہ شریف پنجابی زبان میں ہے' جس کی شرح حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ نے فارسی زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ شرح ایک نہایت علمی وتحقیقی دستاویز ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے اس شرح کا بھی نہایت رواں شستہ ترجمہ فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ کے سلسلہ عالیہ کے متبحر علماء حضرت علامہ ضیاء الدین فروغی رحمۃ اللہ علیہ اور

علامہ نورالدین کسیلوی رحمۃ اللہ علیہ اور بعض دیگر ارادت مند علماء و مشائخ نے آپ کی شان میں کئی دیگر مدحیہ قصائد فارسی زبان میں لکھے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے ان کا خوبصورت اُردو ترجمہ کر کے انہیں اَورادِ مرتضائیہ میں جمع کر دیا ہے۔

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رحمۃ اللہ کے وظائف میں شامل ایک مقبول بارگاہِ رسالت دعا جو کہ فارسی اشعار میں ہے' آپ نے اس کا ترجمہ خوبصورت اُردو اشعار میں کیا ہے' جو کہ درج ذیل ہے:

دعا

خدایا بدہ شوق ذاتِ رسول بدردِ محمد مراکن قبول
الٰہی عطاء کر تو عشق رسول غمِ مصطفیٰ میرا کر لے قبول
شب و روز در عشق حضرت بدار ہمہ عمر در وصل احمد گزار
شب و روز رکھ عشق حضرت میں تو رکھ عمر ساری ان کی قربت میں تو
چوں بلبل براں گل فدانم بکن چوں پروانہ جلوہ نمانم بکن
فدا پھول پر مثل بلبل تو کر جلوں مثل پروانہ اس نور پر
حیاتی مماتی ہمہ وقت ما عطاکن وصال مرا مصطفی
کروں زندگی بھر میں ان کا نظارہ رہے موت تک یونہی منظر پیارا

ایک عرصہ سے مدارسِ عربیہ کے نصاب سے مثنوی شریف اور اس جیسی دیگر کتب تصوف خارج کی جا چکی ہیں جو کہ علومِ دینیہ کے طلباء کی علمی' فکری' اخلاقی اور روحانی تربیت میں اہم کردار ادا کرتی تھیں' بالخصوص مفتیِ عشق' مست بادہ قیومی حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب جس کے صفحہ اوّل پر لکھا ہے:

مثنوی ومولوی ومعنوی...... ہست قرآن درزبان پہلوی

اور اسی معرکۃ الآراء تصنیف کے باعث علماء نے آپ کے بارے لکھا:

نیست پیغمبر و لے دارد کتاب

تصوف کی اس عظیم کتاب کے علماء و مشائخ کی عدم توجہ کا شکار ہونے کی وجہ سے دینی مدارس کے طلباء میں فکری' اخلاقی اور تربیتی انحطاط آیا ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اس نادر روزگار کتاب کو نہ صرف اپنے ادارے میں شامل نصاب فرمایا ہے بلکہ اپنے شیخ طریقت حضرت خواجہ عالم نور محمد فنافی الرسول رحمۃ اللہ کے مخصوص انداز میں اس کے روزانہ درس کا اہتمام بھی فرمایا ہے۔ علماء' طلباء اور عوام الناس آپ کے درس مثنوی سے یکساں مستفید ہوتے ہیں' اس کارِ عظیم پر آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حضرت مترجم دامت برکاتہم العالیہ نے زمانے کی روش کے مطابق اپنی دینی خدمات' وعظ و تبلیغ' تصنیف و تدریس اور امامت وخطابت کو اپنا ذریعہ معاش نہیں بنایا' بلکہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر زراعت کو حصولِ رزق حلال کے لیے منتخب کیا ہے' آپ کے جدامجد اور شیخ طریقت حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول رحمۃ اللہ باوجود کہ آپ متبحر عالمِ دین' مشہور زمانہ مناظر وخطیب اور ہزارہا مریدین کے قبلہ عقیدت تھے' اپنے دست مبارک سے زمینداری فرماتے تھے۔ اس طرح اپنی محنت شاقہ کی کمائی سے اپنے ارادت مندوں کی کفالت فرماتے تھے۔ بعینہٖ آپ کے نقش قدم پر حضرت صاحبزادہ صاحب بھی اپنی قلعہ شریف ضلع

شیخوپورہ میں واقع پچاس ایکڑ اراضی پر کاشتکاری کر کے اپنے خاندان ادارہ اور ارادت مندوں کی کفالت فرماتے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست تا نبخشد خدائے بخشندہ

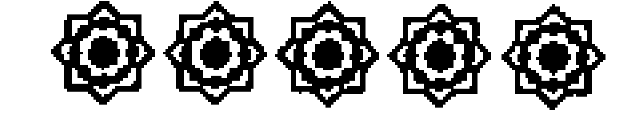
حررہٗ

ابوالفراز محمد انوار الرسول مرتضائی

نائب ناظم اعلیٰ مجلس علماء نظامیہ پاکستان

ڈائریکٹر: اقراء مدینۃ الاطفال الجدیدہ الاسلامیہ

ماڈل ٹاؤن، لاہور



حدیث دل

الحمد لله رب العالمین و الصلوٰة و السلام علٰی سید الانبیاء و المر سلین
و علٰی اٰله و اصحابه اجمعین امابعد!

اللہ تعالیٰ خالق اور بندہ اس کی مخلوق ہے' خالق اپنی مخلوق کے لیے کسی چیز کا پابند نہیں جبکہ بندہ اپنے خالق و مالک کے احکام کا پابند ہے' بندہ عبادت کرے' اللہ تعالیٰ قبول فرمانے کا پابند نہیں' بندہ نیکی کرے اللہ تعالیٰ اجر دینے کا پابند نہیں' بندہ شکر کرے' اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اضافہ فرمانے کا پابند نہیں' یونہی اگر بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواباً مساوی سلوک کرتے ہوئے بندے کو یاد کرنے کا پابند نہیں' مگر اس ذاتِ کریم نے بندہ نوازی فرمائی اور اپنے ذمۂ کرم پر لازم کرتے ہوئے فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ:۱۵۲) سو تم میرا ذکر کرو' میں تمہارا ذکر کروں گا۔

یعنی تم توبہ کرو یہ تمہارا ذکر ہے' میں درگزر کروں گا' یہ میرا ذکر ہوگا' تم عبادت کرو' میں قبول کروں گا' تم نیکیاں کرو میں ثواب دوں گا' تم سوال کرو' میں عطا کروں گا' تم ندامت کے آنسو بہاؤ میں گناہوں کو نیکیوں سے بدل دوں گا' تم میرے احکام کے مطابق عمل کرو' میں اس کی بہترین جزاء دوں گا' اور ایک قول کے مطابق تم مجھے دنیا میں یاد کرو' میں تمہیں آخرت میں یاد کروں گا۔

پھر خطا کار' عصیاں شعار' گنہگار کو ان الفاظ سے نوید مغفرت سنائی:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ O

(آل عمران:۱۳۵)

اور جن لوگوں نے جب کوئی بے حیائی کا کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا تو انہوں نے اللہ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی' اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے اور انہوں نے جان بوجھ کر ان کاموں پر اصرار نہیں کیا O

سونا' چاندی' زن' زر' زمین اور درہم و دینار وغیرہ میں سکونِ قلب کے متلاشیان کو ان الفاظ سے متنبہ فرمایا۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ O سنو! اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو سکون ملتا ہے O

(الرعد:۲۸)

ایمان والوں کو کثرتِ ذکر کی رغبت دلاتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا O (الاحزاب:۴۱) اے ایمان والو! اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو O

اور فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا O اور آپ صبح اور شام اپنے رب کے نام کا ذکر کیا کریں۔

(الدھر:۲۵)

اور فرمایا:

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً. (الاعراف:۲۰۵)

اور اپنے دل میں اپنے رب کو عاجزی اور خوف کے ساتھ یاد کرو۔

اور ایمان والوں کی ایک علامت یہ بیان فرمائی:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ. (الانفال:۲)

وہی لوگ (کامل) مؤمن ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوفزدہ ہو جائیں۔

جن لوگوں کو خرید و فروخت اور دنیوی مشاغل ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتے' ان کی تعریف و توصیف اس طرح فرمائی:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (النور:۳۷)

وہ مرد جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

ہر قسم کی نجاست سے پاک ہو کر اپنے رب کے نام کا وظیفہ کرنے والا ہر امتحان میں کامیاب ہوگا' اس حقیقت کا اعلان یوں فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰىO وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰىO (الاعلیٰ:۱۴۔۱۵)

وہ کامیاب ہو گیا جس نے اپنا باطن صاف کر لیاO اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا' پھر نماز پڑھیO

حضرت امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَرْضَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِىْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِنْ اِعْطَاءِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَمِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ.

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے اعمال میں سب سے بہتر ہو' تمہارے مالک (حقیقی) کو سب سے زیادہ خوش کرنے والا ہو' تمہارے درجات کو سب سے زیادہ بلند کرنے والا ہو' سونا اور چاندی خیرات کرنے سے بہتر ہو اور اس بات سے بھی بہتر ہو کہ تم اپنے دشمنوں سے جہاد کرو' تم ان کی گردنیں مارو' وہ تمہاری گردنیں ماریں' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے؟ فرمایا: اللہ کا ذکر۔

وَقَالَ مُعَاذُ ابْنُ جَبَلٍ مَا عَمِلَ امْرَؤٌ بِعَمَلٍ اَنْجٰى لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ.

اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انسان کوئی ایسا عمل نہیں کرتا جو اس کو اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والا ہو۔

(سنن ابن ماجہ' باب فضل الذکر' ص ۲۷۷' مطبوعہ اصح المطابع' کراچی' پاکستان)

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِىْ اِذَا هُوَ ذَكَرَنِىْ وَتَحَرَّكَتْ بِىْ شَفَتَاهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ' باب فضل الذکر' ص ۲۷۷' مطبوعہ اصح المطابع' کراچی' پاکستان)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُسْرٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ایک اعرابی نے عرض

قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ شَرَائِعَ الاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَنْبِئْنِیْ فِیْهَا بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِهٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

کہا: یارسول اللہ! اسلام کے احکام بہت زیادہ ہیں' مجھے کوئی ایسی چیز بتائیں جسے میں اپنے اوپر لازم کرلوں' آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی زبان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رکھو۔

(سنن ابن ماجہ' باب فضل الذکر' ص ۲۷۷' مطبوعہ اصح المطابع' کراچی' پاکستان)

جہاں ذکر کرنے والوں کی تعریف و توصیف فرمائی' انہیں اپنی بارگاہِ عالی میں مذکور ہونے کی نوید سنائی' بکثرت ذکر کی رغبت دلائی' سکونِ قلبی کا مژدۂ جانفزا سنایا اور فوز و فلاح کی ضمانت عطا فرمائی' وہاں ذکرِ الٰہی سے روگردانی کرنے والوں' غفلت' اعراض اور سستی کا مظاہرہ کرنے والوں کو جو وعیدیں اور سزائیں سنائیں' ملاحظہ ہوں:

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْکًا وَّ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی O (طٰہٰ:۱۲۴)

اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑ لیا تو بلاشبہ اس کی زندگی بہت تنگی میں گزرے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اُٹھائیں گے O

اور فرمایا:

وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَهٗ شَیْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیْنٌ O (الزخرف:۳۶)

اور جو شخص رحمان کے ذکر سے (غافل ہو کر) اندھا ہو جاتا ہے' ہم اس کے لیے ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں' سو وہی اس کا ساتھی ہے O

اور فرمایا:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰی عَنْ ذِکْرِنَا. (النجم:۲۹)

جو ہمارے ذکر سے پیٹھ پھیرے' آپ اس سے منہ موڑ لیں۔

اور فرمایا:

وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ کَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا O (الکہف:۲۸)

اور تم اس شخص کی اطاعت مت کرو جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے' اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی اور اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا O

بیان مذکور سے عیاں ہو گیا کہ ذکرِ الٰہی کا وظیفہ خواں اللہ تعالیٰ کا محبوب و مقرب ہے اور غفلت کا مرتکب مغضوب اور اس کی عنایتوں سے محروم ہے۔

جب ہمارا یہ ایمان ہے کہ کائنات کی جملہ نعمتوں اور تمام تر عنایتوں کا سرچشمہ ذاتِ خداوندی ہے تو مقتضائے ایمان یہی ہے کہ ہمارا قلبی و ذہنی میلان اور ذکر و فکر کا مرکز و محور اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہو' دل ہمہ وقت اس کی یاد سے معمور اور زبان اس کے ذکر سے تر رہے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَهٗ.

جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے' اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے۔

(کنز العمال ج ۲ ص ۴۲۵' مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ' بیروت)

اور ایمان والوں کی اللہ تعالیٰ نے یہ شرط بیان فرمائی:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ۔　اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

(البقرہ ۱۶۵)

جب محض محبت کثرت ذکر کی داعی ہے تو شدید محبت کا تقاضا کیا ہوگا؟ اور اشد محبت کی شدت اقتضاء کا کیا عالم ہوگا؟ آیت مبارکہ میں لفظ اشد حبا مخبر و مشعر ہے کہ دل میں یاد غیر کو بسانا اور زبان کو ذکر غیر سے ملوث کرنا مقتضائے ایمان کے منافی ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں:

ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ خوش اور شیطان مایوس ہوتا ہے' ذکر الٰہی دلوں کی غذا ہے ملتی رہے تو دل زندہ وتابندہ رہتے ہیں' منقطع ہو جائے تو دل مردہ اور اجسام ان کی قبریں بن جاتے ہیں۔ ذکر الٰہی ایک زبردست ہتھیار ہے جس سے ایمان کے چوروں اور ڈاکوؤں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ یا کہہ لیں ایک پانی ہے جس سے جہنم کے شعلے بجھائے جا سکتے ہیں' ذکر الٰہی سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے' اس کے ذریعے آفات کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے' مشکلات دور کی جا سکتی ہیں' مصائب برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا ہوتا ہے' ذکر کی برکت سے (قلبی) کانوں کا بہرا پن زبانوں کا گونگا پن اور نگاہوں کا اندھا پن دور کیا جا سکتا ہے' ذکر کرنے سے غم غلط ہو جاتے ہیں' کیف وسرور حاصل ہوتا ہے' قلب وقالب مضبوط اور صورت وسیرت نورٌ علیٰ نور ہو جاتے ہیں' ذکر کی طاقت سے انسان شیطان کو پچھاڑ سکتا ہے بالکل اسی طرح جیسے شیطان غافل انسان کو پچھاڑ دیتا ہے'

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

تین چیزوں میں حلاوت تلاش کرو۔ (۱) نماز (۲) ذکر الٰہی (۳) تلاوت قرآن۔

اگر ان عبادات میں حلاوت ولذت نصیب ہو جائے تو اطمینان رکھو ورنہ سمجھ لو دل کا دروازہ بند ہے۔

مفتی عشق محی الدین مخدومی حضرت علامہ جلال الدین رومی علیہ الرحمہ فوائد ذکر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ذکر حق پاک است پاکی چوں رسید
رخت بر بندد بروں آید پلید

(مثنوی مولانا روم دفتر سوم صفحہ ۲۲' مطبوعہ امیر حمزہ کتب خانہ' کوئٹہ)

''حق تعالیٰ کا ذکر پاک ہے اور جب پاکی آ پہنچی تو (روح کی) پلیدی بستر بوریا باندھ کر باہر بھاگ جائے گی''۔

این قدر گفتیم و باقی فکر کن
فکر اگر جامد بود رو ذکر کن
ذکر آرد فکررا دراہتزاز
ذکر را خورشید ایں افسردہ ساز

(مثنوی دفتر ششم صفحہ ۱۳۰)

''اس قدر تو (فقر ونیستی کے متعلق) ہم کہہ چکے باقی (مضمون میں تم خود) فکر کر لو اور اگر فکر منجمد اور افسردہ ہو چکی ہے تو چلو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاؤ (کیونکہ) ذکر الٰہی فکر کو حرکت میں لاتا ہے (اور اس سے حقائق قلب پر وارد اور منکشف ہونے لگتے ہیں) پس ذکر کو اس افسردہ فکر کا آفتاب بنالو (تاکہ فکر اس سے گرما جائے اور پرنور ہو جائے)۔''

آب ذکر حق و زنبور ایں زماں
ہست یاد ایں فلاں و آں فلاں

دم بخور در آب ذکر و صبر کن
تا رہی از فکر و وسواس کہن

(مثنوی دفتر چہارم صفحہ ۳۹)

''اللہ تعالیٰ کا ذکر پانی (کی مثال) ہے اور اس وقت فلاں فلاں (غیر اللہ) کا خیال ڈنگ مارنے والی مکھی ہے' ذکر الٰہی کے پانی میں غوطہ زن ہو جاؤ تاکہ پریشانیوں اور فرسودہ وساوس (کی مکھیوں) سے بچ جاؤ''۔

ذکر حق کن بانگ غولاں رابسوز
چشم چوں نرگس ازیں کرگس بدوز

(مثنوی دفتر دوم صفحہ ۷۵)

''اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کی بدولت جنات اور بھوتوں کی صداؤں (نفسانی خواہشات) کو جلا ڈالو اور اپنی نرگسیں آنکھ اس گدھ یعنی شیطان کی طرف سے بند کرلو''۔

اُذکُروا اللہ کار ہر اوباش نیست
ارجعی برپائے ہر قلاش نیست

(مثنوی دفتر چہارم، صفحہ ۲۴۹)

''اللہ کا ذکر ہر اوباش کا کام نہیں اور ہر قلاش (جو قلب سلیم سے محروم ہو) خدا کی طرف نہیں لوٹ سکتا''۔

اور بقول صاحبدلے ۔

گر تو خواہی زیستن با آبرو
ذکر اوکن ذکر اوکن ذکر او
یادِ اوسرمایہ ایمان بود
ہرگدا از یاد او سلطاں بود

''اگر عزت و آبرو سے زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو اور بس اسی کا ذکر کرو۔ کہ اللہ کا ذکر ایمان کا سرمایہ ہے اور اس کی یاد میں رہنے والا فقیر بھی سلطان ہے''۔

فوائد مذکورہ کے پیش نظر ارباب شریعت و طریقت اور مشائخ حقیقت خود بھی ذکر الٰہی کا التزام کرتے چلے آئے ہیں اور اپنے مریدین کو ذکر کی تعلیم ارشاد فرماتے رہے ہیں۔ شیخ المشائخ حضرت خواجہ عالم پیر غلام مرتضیٰ فنافی الرسول ﷺ بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ مرتضائیہ آپ اپنے ہر ارادت مند کو فرائض' واجبات اور سنن پر عمل پیرا ہونے' حرام اور مکروہات سے بچنے کی تاکید کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کی تعلیم ارشاد فرماتے' کہ آج سے ہمہ وقت چلتے، پھرتے' اٹھتے' بیٹھتے' کام کاج کرتے اور سفر و حضر میں ہر سانس کے ساتھ (اللہ' کا) ذکر جاری رہنا چاہیے' کوئی سانس بھی ذکر سے خالی نہ رہے' اللّٰھم ارزقنا ھدایۃ سبیل اولیاء ک الکرام۔ آمین

عربی زبان میں تالیف کی گئی کتاب ''کتاب الاذکار'' جس کا اردو ترجمہ آپ کے پیش نظر ہے' یہ شیخ الاسلام حضرت امام نووی شافعی علیہ الرحمہ کی محنت شاقہ کا ثمر ہے، اہل اسلام کے لئے ہدیہ گرانمایہ اور ہر مسلمان کی ضرورت ہے' کیونکہ آپ نے انتہائی محنت سے جملہ شعبہ ہائے زندگی کے اذکار اس میں جمع فرما دیئے ہیں' آپ نے اپنی اس خوبصورت تالیف کو انیس کتب

(موضوعات) پر تقسیم کیا ہے' اور ہر کتاب کے تحت کئی ابواب اور فصلیں لائے ہیں۔ جن میں قرآن وسنت سے ماخوذ رسول اللہ ﷺ کے آٹھ سو سے زائد اذکار' دعاؤں اور کلمات استغفار کا بیان ہے' ان کے فضائل وفوائد رقم کیے گئے ہیں' نماز، روزہ' حج' زکوٰۃ' جہاد' نکاح اور دیگر عبادات کے اذکار کے ساتھ ساتھ بے شمار فقہی مسائل کا حل ذکر کیا گیا ہے اور اخلاق فاضلہ کو بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کیا گیا ہے' آخر میں تیس ایسی احادیث مبارکہ لائے ہیں جو مدار اسلام ہیں۔ کتب کا اجمالی تعارف پیش خدمت ہے۔

(۱) کتاب: طہارت اور نماز کے بیان میں

یہ کتاب تمام کتب سے بڑی ہے' انہتر (۶۹) ابواب اور ایک فصل پر مشتمل ہے' صبح بیدار ہو کر عبادت کا آغاز کرنے' وضو اور غسل کرنے' جوتا اور لباس پہننے واش روم آنے جانے' گھر سے نکلنے اور کام کاج کرنے پھر واپس آنے اور سونے تک کے جملہ اذکار اس میں بیان کر دیئے گئے ہیں کتاب اول کے اختتام پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسماء حسنیٰ بیان کیے گئے ہیں۔

(۲) کتاب: تلاوت قرآن کے بیان میں

یہ کتاب آٹھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں تلاوت قرآن کے افضل اوقات' ختم قرآن کے آداب کہ کم از کم کتنی مدت میں ہونا چاہیے اور تلاوت کے متعلق دیگر مسائل بیان کئے گئے ہیں' جو آدمی وظیفہ کے دوران سو گیا اس کا حل ذکر کیا گیا ہے قرآن پاک کو التزام سے پڑھنے اور اسے فراموش نہ کرنے کی ترغیب اور خوبصورت آواز سے پڑھنے کے فضائل ذکر کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ دوران تلاوت آواز کتنی ہونی چاہیے بالخصوص کیفیت کیا ہونی چاہیے' اور کچھ بدعات کی تردید بھی کی گئی ہے۔

(۳) کتاب: اللہ تعالیٰ کی حمد کے بیان میں

یہ کتاب چھ فصول پر مشتمل ہے اور تمام کتب سے مختصر ہے۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں حمد باری تعالیٰ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حدیث شریف کے حوالہ سے بیان فرمایا ہے کہ جو عمدہ کام اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور بے برکت ہوتا ہے' لہٰذا ہر عمدہ کام خصوصاً دعا کے آغاز اور اختتام میں اور حصول نعمت کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا مستحب ہے۔

(٤) کتاب: رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھنے کے بیان میں

یہ کتاب چار ابواب اور ایک فصل پر مشتمل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہدیہ درود وسلام پیش کرنے کا حکم شرعی اور طریقہ بیان کیا گیا ہے' دعا کے آغاز میں حمد اور درود وسلام کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالی گئی ہے' آخر میں مؤلف علیہ الرحمہ ایک فصل لائے ہیں جس میں انہوں نے رضی اللہ عنہ کہنے اور رحمۃ اللہ علیہ کہنے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

(۵) کتاب: اذکار' دعاؤں اور درپیش امور کے بیان میں

اس کے بیس (۲۰) ابواب ہیں۔

اس میں استخارہ کی دعا اور طریقہ کا بیان ہے' آفات وبلیات اور دیگر مشکلات کے اذکار اور دعاؤں کا بیان ہے' کاروباری رکاوٹ اور قرض کی ادائیگی میں رکاوٹ دور کرنے کے اذکار بتائے گئے ہیں' بادشاہ یا کسی قوم سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو'

شیطان یا کسی خاص دشمن کے حملہ آور ہونے کا خوف ہو یا کسی وسوسہ' غم اور پریشانی نے گھیر رکھا ہو تو نجات کیلئے جملہ اذکار بیان کر دیئے گئے ہیں۔

(٦) کتاب: بیماری' موت اور ان کے متعلقات

یہ کتاب چونتیس (۳۴) ابواب اور دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

جن اہم امور کو زیر بحث لایا گیا ہے وہ یہ ہیں۔

(۱) کثرت سے موت کو یاد کرنا مستحب ہے (۲) کن حالات میں موت کی آرزو جائز اور کن میں ناجائز ہے (۳) وصیت کے احکام (۴) مریض کن الفاظ سے اظہار درد و الم کر سکتا ہے اور کن سے نہیں (۵) مریض کے ساتھ گفتگو کس انداز میں کی جائے (۶) مریض کی خواہش کا کس حد تک احترام کیا جائے (۷) زندگی سے مایوس مریض کن اذکار کا وظیفہ کرے (۸) میت کے پاس کیا پڑھا جائے (۹) موت کی خبر سن کر کیا پڑھا جائے (۱۰) تعزیت کس طرح کی جائے (۱۱) میت کے ساتھ چلنے اور نماز جنازہ پڑھنے کے احکام (۱۲) طریق تدفین اور زیارت قبور کے مسائل۔

(۷) کتاب: مخصوص نمازوں کے اذکار

یہ کتاب سولہ (۱۶) ابواب پر مشتمل ہے۔

اس میں جمعۃ المبارک کے دن اور رات کے اذکار بیان کیے گئے ہیں' ذوالحج کے پہلے دس ایام کے اذکار' سورج اور چاند گرہن کی نماز کے اذکار و مسائل' طلب بارش کی نماز کے اذکار' تیز آندھی یا جب ستارے ٹوٹ کر گر رہے ہوں' بجلی کی کڑک سنائی دے یا بارش ہو رہی ہو ان اوقات کے جملہ اذکار بڑی عمدگی سے بیان کئے گئے ہیں' نماز حاجت اور نماز تسبیح کے اذکار و مسائل اور کچھ زکوٰۃ کے متعلق اذکار بھی درج کر دیئے گئے ہیں۔

(۸) کتاب: روزوں کے اذکار

اس کتاب کے چھ (۶) ابواب ہیں۔

اس میں ہلال اور چاند دیکھتے وقت پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار کو بیان کیا گیا ہے۔ حالت روزہ کے اذکار' افطاری کے اذکار' شب قدر اور اعتکاف کے اذکار کو بطریق احسن بیان کیا گیا ہے۔

(۹) کتاب: حج کے اذکار

یہ کتاب چودہ (۱۴) فصول پر مشتمل ہے۔

مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں طواف' سعی اور وقوف عرفات کے اذکار بیان فرمائے ہیں' مکہ سے عرفات کی جانب اور عرفات سے مزدلفہ کی جانب نکلتے ہوئے پڑھے جانے والے اذکار اور مقام مزدلفہ اور مشعر حرام کے اذکار' مقام منیٰ کے اذکار' ایام تشریق اور آب زم زم پیتے وقت کے اذکار اور واپسی پر مکہ شریف سے باہر نکلتے ہوئے پڑھے جانے والے اذکار تفصیل سے بیان فرمائے ہیں' اور محبت بھرے انداز میں روضہ رسول مکرم ﷺ کی حاضری کے آداب و اذکار کو بیان فرمایا ہے۔

(۱۰) کتاب: جہاد کے اذکار

یہ کتاب تیرہ (۱۳) ابواب پر مشتمل ہے۔

اس میں بیان کیا گیا ہے کہ شہادت کی آرزو مستحب ہے' کمانڈر اپنے مجاہدین کو تقویٰ اور امور جہاد کی تعلیم دے' مجاہدین

کے لئے دعائیں کی جائیں اور بوقت جہاد نعرۂ تکبیر بلند کیا جائے، بلاضرورت شور وغل نہ کیا جائے' البتہ دشمن پر رعب ڈالنے کے لئے فخریہ انداز میں بہادری کے بیان پر مشتمل اشعار پڑھے جاسکتے ہیں۔

(۱۱) کتاب: مسافر کے اذکار

یہ کتاب پچیس ابواب پر مشتمل ہے۔

اس میں سفر کا آغاز کرنے سے پہلے مشاورت اور استخارہ کا بیان ہے' سفر کے لئے نکلتے وقت کے اذکار' سوار ہوتے وقت کے اذکار' دوران سفر کی دعائیں' بلندی پر چڑھتے ہوئے اور اترتے وقت کے اذکار' کوئی آبادی نظر آئے تو اسے دیکھ کر پڑھے جانے والے اذکار' راستے میں قیام کرتے وقت کے اذکار' واپسی پر اپنے شہر اور گھر داخل ہوتے وقت کے اذکار' بڑے عمدہ پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں۔

(۱۲) کتاب: کھانے اور پینے والے کے اذکار

یہ کتاب بیس (۲۰) ابواب پر مشتمل ہے۔

مولف جن اہم امور کو زیر بحث لائے وہ درج ذیل ہیں۔

(۱) کھانا سامنے رکھا جائے تو کون سی دعا پڑھی جائے (۲) بسم اللہ شریف پڑھنے کے احکام وفضائل (۳) کھانا سامنے رکھ کر میزبان کیا کہے اور مہمان کیا جواب دے (۴) کھانا پسند نہ ہو تو کیا کیا جائے (۵) کھانے کی خواہش نہ ہو تو کیسے معذرت کی جائے (۶) جو کھانے کے آداب سے ناواقف ہو اسے کیسے نصیحت کی جائے (۷) کھانے کے دوران بات چیت کرنے کا حکم (۸) فارغ ہو کر کیا دعا پڑھی جائے وغیرہ۔

(۱۳) کتاب: سلام کرنا، اجازت مانگنا اور چھینکنے والے کو جواب دینا

یہ کتاب تیرہ (۱۳) ابواب اور سات (۷) فصول پر مشتمل ہے۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں سلام کرنے کی فضیلت' کیفیت اور حکم شرعی بیان فرمایا ہے' ہاتھ کے اشارہ سے سلام کرنے کا حکم اور ان احوال کا تذکرہ فرمایا ہے جن میں سلام کرنا مکروہ ہے۔ کسی کے گھر جا کر اجازت مانگنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، چھینک مارنے والے' جمائی لینے والے اور ان کو دیکھنے اور سننے والے کے اذکار بیان فرمائے ہیں' اپنی یا کسی کی تعریف کرنے اور سننے کے احکام بیان فرمائے ہیں۔

(۱۴) کتاب: نکاح اور اس کے متعلقات کے اذکار

اس کتاب کے بارہ (۱۲) ابواب ہیں۔

منگنی کرنے کا شرعی طریقہ' عقد نکاح کا طریقہ' حکم شرعی اور بیان خطبہ' نکاح کے بعد دولہا کو مبارک دینے کا طریقہ' شب زفاف کے اذکار اور دعائیں' سسرال والوں کے ساتھ گفتگو کے آداب' بچے کی ولادت کے وقت اذکار' نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور جنم گھٹی دیتے وقت کی دعا اس کتاب کے چیدہ چیدہ موضوعات ہیں۔

(۱۵) کتاب: نام رکھنے کا بیان

یہ کتاب بیس (۲۰) ابواب پر مشتمل ہے۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں بچے کا نام رکھنے کے متعلق گفتگو فرمائی ہے کہ کب اور کیسا رکھا جائے اور اللہ

تعالیٰ کو کون کون سے نام زیادہ پسند ہیں' نا مناسب نام بدل ڈالنے کا حکم اور بزرگوں کو کن ناموں سے پکارا جائے' اچھے اور برے القاب اور ان کے احکام بیان فرمائے ہیں' کنیت کے شرعی مسائل اور ابوالقاسم کنیت رکھنے کا حکم بیان فرمایا ہے۔

(١٦) کتاب: متفرق اذکار کا بیان

یہ کتاب چھپن (٥٦) ابواب پر مشتمل ہے۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں جو متفرق امور بیان فرمائے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے' خوشخبری سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے' مرغ' گدھے یا کتے کی آواز سن کر کیا پڑھنا چاہیے۔ کسی مجلس میں بیٹھ کر یا راستے میں چلتے ہوئے یا حالت غصہ میں یا کسی بیمار یا آفت زدہ کو دیکھ کر کیا پڑھا جائے گا' بازار داخل ہوتے ہوئے' آئینہ دیکھ کر اور نیا پھل دیکھ کر کیا پڑھا جائے گا وغیرہ۔

(١٧) کتاب: زبان کی حفاظت کا بیان

یہ کتاب اٹھارہ (١٨) ابواب اور اکتیس (٣١) فصول پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں غیبت اور چغلی کی ممانعت' کسی کے نسب میں طعنہ زنی کرنے اور تکبر کرنے کی ممانعت' کسی مسلمان کو غمزدہ دیکھ کر خوش ہونے کی ممانعت' تحفہ دے کر احسان جتلانے' کسی پر لعنت کرنے' مسلمانوں کو حقیر جاننے' جھوٹی گواہی دینے' ضرورت مندوں' بوڑھوں' یتیموں اور سوالیوں کو جھڑکنے کی ممانعت کا بیان ہے۔

(١٨) کتاب: جامع دعاؤں کا بیان

یہ کتاب دس (١٠) ابواب پر مشتمل ہے۔

اس کتاب میں دعائیں اور ان کے آداب بیان کئے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنے کا بیان ہے' دعا کرتے وقت ہاتھ بلند کرنے' بار بار دعا کرنے اور حضور قلب سے دعا کرنے کے استحباب کا بیان ہے۔

(١٩) کتاب: استغفار کے بیان میں

یہ کتاب ایک باب اور ایک فصل پر مشتمل ہے۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں کلمات استغفار ذکر فرمائے ہیں اور چپ کا روزہ رکھنے کی ممانعت بیان کی ہے' مؤلف فرماتے ہیں کتب کا خاتمہ کتاب استغفار کے ساتھ کیا جا رہا ہے اس میں نیک فالی ہے کہ جب ہماری زندگی اختتام پذیر ہوگی اس وقت اللہ کریم ہمیں استغفار کی توفیق عطا فرمادے گا۔

حضرت مؤلف علیہ الرحمہ چونکہ شافعی ہیں اس لیے فقہی مسائل میں آپ نے اپنے مذہب کی ترجمانی فرمائی ہے' حنفی المذہب ہونے کے ناطے میں نے مقام اختلاف میں مذہب احناف کو کتب معتبرہ کے حوالہ سے حواشی میں بیان کر دیا ہے تاکہ قارئین احناف کو استفادہ میں دشواری نہ ہو۔

عام اردو خواں کی سہولت کے پیش نظر ترجمہ کو زیادہ سے زیادہ سلیس رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عربی کتاب میں صرف کتب اور ابواب کے عنوانات مذکور ہیں جبکہ ترجمہ میں فصول وغیرہ کے عنوانات بھی درج کر دیئے ہیں تاکہ قاری مزید سہولت کے ساتھ مطالعہ کر سکے۔

مجھے اعتراف ہے کہ بہت جلد اس ترجمہ کو مکمل نہ کر سکا ٢٠٠٥ء میں اپنے استاذ کامل محسن و مربی حضرت علامہ غلام نصیر

الدین صاحب دامت برکاتہم العالیہ (ناظم تعلیمات جامعہ نعیمیہ لاہور) کے حکم سے ترجمہ کا آغاز کیا اور ۲۰۱۰ء میں مکمل کیا' درس نظامی کی تدریسی مصروفیات' جامعہ مرتضائیہ کی انتظامی ذمہ داریاں' ارباب طریقت کی خدمت اور مخالفین کی ہنگامہ آرائیاں تاخیر کا باعث تھیں' صرف رمضان المبارک کی تعطیلات میں فرصت کے لمحات میسر آتے تھے' زیادہ تر کام اسی ماہ مبارک میں کرنے کا اتفاق ہوا۔

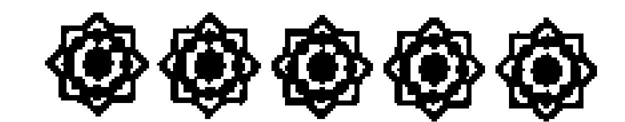
یکم تا ۲۸ مئی ۲۰۰۶ء میں حرمین طیبین کی حاضری کے دوران رسول الثقلین' سید الکونین' امام القبلتین' نبی الحرمین' وسیلتنا فی الدارین' تاجدار مدینہ' سرور قلب وسینہ احمد مجتبیٰ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہوئی' حصول برکت کے لئے چند اوراق کا ترجمہ مسجد نبوی شریف میں روضۂ مطہرہ منورہ کے سامنے بیٹھ کر کیا فالحمد للہ علی ذالک التوفیق۔

تحقیق مسائل میں تعاون پر انجمن علماء مرتضائیہ کے جملہ اراکین اور جامعہ مرتضائیہ کے مدرسین کا شکر گزار ہوں' اللہ تعالیٰ انہیں جزاء خیر عطا فرمائے۔

محترم المقام جناب حاجی محمد منیر صاحب (Bradford-UK) جنہوں نے میرے ذوق تحریر کی قدر کرتے ہوئے Parker کے خوبصورت قلم تحفہ میں پیش کیے' ان کے لئے دعا گو ہوں اللہ کریم انہیں جسمانی' روحانی صحت کاملہ نافعہ عطا فرمائے۔

دوران ترجمہ بار بار فون پر رابطہ رکھنے' کام کی نوعیت معلوم کرنے اور رغبت دلاتے رہنے پر محترم المقام جناب سید محسن اعجاز گیلانی (فرید بک سٹال اردو بازار لاہور) کے لئے دعا گو ہوں اللہ کریم انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور اشاعت کتب کے ذریعے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ابو النور خلیل احمد مرتضائی
غفر اللہ لہ ولوالدیہ ولجمیع المؤمنین



اوراد واذکار

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًاO وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًاO

اے ایمان والو! بکثرت اللہ کا ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔

(الاحزاب:۴۱۔۴۲)

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ.

پس جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے، بیٹھے، لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

(النساء:۱۰۳)

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِىْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغَافِلِيْنَ.

اپنے رب کا صبح وشام ذکر کرو اپنے دل میں عاجزی اور خوف کے ساتھ اور آہستگی زبان سے اور غافلوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

(الاعراف:۲۰۵)

فَاذْكُرُوْنِىْۤ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِىْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ. (البقرہ:۱۵۲)

تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ. (الانفال:۲)

مومن وہی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل خوف زدہ ہو جائیں۔

عصر حاضر کے عظیم مفسر، محدث اور فقیہ استاذ الاساتذہ اہل سنت وجماعت کے لیے سرمایہ افتخار اور ٹھنڈا سایہ جن کے دم قدم سے اہل سنت وجماعت کا علمی وقار مضبوط بنیادوں پر قائم ہے ''فللہ الحمد والمنۃ'' آپ نے شرح صحیح مسلم میں ذکر کے موضوع پر بڑی تفصیل سے لکھا ہے۔ اس مہکتے ہوئے گلستان کے چند گلہائے شگفتہ پیش خدمت ہیں۔

احادیث مبارکہ در ذکرِ ذکر

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: سات آدمی اس دن اللہ کے عرش کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ کے عرش کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا۔ ان میں سے ایک وہ شخص جو تنہائی اور خلوت میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں۔ (بخاری شریف، ج ۱)

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں

اللہ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ جیسی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا بکثرت ذکر کیا کرو حتیٰ کہ لوگ کہیں کہ یہ مجنون (دیوانہ) ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۵ بحوالہ شرح صحیح مسلم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافق کہیں یہ ریاکار ہے۔

حضرت سہل ابن حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہیں تو جب وہ اٹھتے ہیں تو ان سے کہا جاتا ہے اٹھو اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کردی ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو موتیوں کے منبروں پر بٹھائے گا ان کے چہروں پر نور ہوگا لوگ ان پر رشک کریں گے یعنی ان کی تعریف کریں گے حالانکہ وہ نہ تو نبی ہوں گے نہ شہید۔ ایک اعرابی گھٹنوں کے بل بیٹھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ! ہمارے لیے ان لوگوں کو بیان فرمائیں ہم ان کو پہچان لیں گے آپ نے فرمایا: جو لوگ مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں سے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے لیے آپس میں محبت کریں اور اللہ کا ذکر کرنے کے لیے جمع ہوں اور اللہ کا ذکر کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! ''من اولیاء الله ؟'' اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''اذا رؤوا ذکر الله'' اللہ کے ولی وہ ہوتے ہیں جب ان کی زیارت کی جائے تو اللہ یاد آجائے۔

پند نامہ اور ذکر

شیخ فرید الدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ (جن کے متعلق مولانا روم علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے:

ہفت شہر عشق را عطار گشت ماہنوز اندر خم یک کوچہ ایم)

فرماتے ہیں:

زندہ دار از ذکر صبح و شام را در تغافل مگزر ایں ایام را

اپنے صبح وشام ذکر الٰہی میں زندہ رکھو ان کو غفلت میں گزار کر مردار نہ بناؤ۔

یاد حق آمد غذا ایں روح را مرہم آمد ایں دل مجروح را

اللہ تعالیٰ کا ذکر روح کی غذا اور زخمی دل کے لیے مرہم ہے۔

شیخ عطار ذکر کی شرائط اور اس کی اقسام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ذکر را اخلاص می باید نخست ذکر بے اخلاص کے باشد درست

ذکر کے لیے اوّل تو اخلاص چاہیے کیونکہ اخلاص بنا ذکر درست ہی کب ہے۔

ذکر کی شرائط

ذکر بر سہ وجہ باشد بے خلاف تو ندانی ایں سخن را از گزاف

عام را نبود بجز ذکر زبان ذکر خاصاں باشد از دل بیگماں

ذکر خاص الخاص ذکر سر بود ہر کہ ذاکر نیست اوخاسر بود
ذکر بے تعظیم گفتن بدعت است واندراں یک شرط دیگر حرمت است

ذکر کی بالاتفاق تین قسمیں ہیں:

(۱) ''عام لوگوں کا ذکر جو محض زبان سے ہوتا ہے''۔

(۲) ''خاص لوگوں کا ذکر جو بلاشبہ دل سے ہوتا ہے''۔

(۳) ''اور خاص الخاص کا ذکرِ الٰہی جس کو ذکر سر کہتے ہیں وہ روحانی اور فکری طریق سے ہوتا ہے بہ ہر حال بندے کو تینوں طریق میں سے کسی نہ کسی طور ذکر کرنے والا ہونا چاہیے ورنہ اس کے لیے خسارہ ہی خسارہ اور نقصان ہی نقصان ہے''۔ کیونکہ

گر زمانے غافل از رحمان شوی اندراں دم ہمدم شیطان شوی

''جو گھڑی ذکر الٰہی سے غفلت میں گزرتی ہے وہ شیطان کی ہمدمی اور معیّت میں گزرنے والی ہوتی ہے''۔

حضرت سلطان باھو علیہ الرحمہ تو اس سے بھی آگے کی بات فرماتے ہیں:

جو دم غافل سودم کافر

''یعنی بندے کا جو سانس اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر گزرتا ہے اس دم وہ کافر جیسا ہوتا ہے''۔

اس لیے شیخ کا ارشاد ہے:

مومنا ذکر خدا بسیار گوئی تا بیابی دَر دوعالم آبروی

''اے مؤمن! اللہ کا ذکر زیادہ سے زیادہ کیا کرتا کہ دونوں جہاں میں تو عزت پائے''۔

نیز شیخ عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ہست مر ہر عضو را ذکرے دگر ہفت اعضاء ہست ذاکرا ے پسر
ذکر چشم از خوف حق بگریستن باز در آیات اونگریستن
یاری ہر عاجز آمد ذکر دست ذکر پا خویشاں زیارت کردن ست
استماع قول رحمٰن ذکر گوش ناتوانی روز و شب در ذکر کوش
اشتیاق حق بود ذکر دلت کوش تا ایں ذکر گردد حاصلت
آنکہ از جہل است دائم در گناہ کے حلاوت یابد از ذکر الٰہ
خواندن قرآن بود ذکر لسان ہر کہ را ایں نیست ہست از مفلساں

''بدن انسان کے ہر عضو اور حصے کا ذکر جدا جدا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بدن انسان کے سات اعضاء کا ذکر بطور نمونہ ہم ذکر کرتے ہیں جو اس طرح سے ہے''۔

''آنکھ کا ذکر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے آنسو بہائے اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں غور و فکر کرے''۔

''ہاتھ کا ذکر کہ ہاتھ سے کمزور کی مدد کی جائے''۔

''پاؤں کا ذکر کہ آدمی اپنے رشتہ داروں اور تعلق والوں سے ملاقات کرنے کے لیے چل کر جائے''۔

''کان کا ذکر کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دھیان سے سنا جائے (اور پھر ان پر عمل کیا جائے)''۔

''دل کا ذکر کہ دل میں حق تعالیٰ کی محبت اور اس کے ساتھ ملاقات کا اشتیاق ہو جو لوگ جہالت کی وجہ سے ہمیشہ گناہ کے

کاموں میں مبتلا رہتے ہیں وہ اللہ کے ذکر کی حلاوت اور مٹھاس محسوس نہیں کر سکتے''۔

''زبان کا ذکر قرآن پاک کی تلاوت کرنا ہے جسے یہ سعادت اور دولت میسر نہیں وہ مفلس اور نادار ہے''۔

لب مجنباں جز بذکر کردگار زانکہ پاکاں راہمیں بودست کار

''رب تعالیٰ کے ذکر کے سوا ہونٹ نہ ہلا اس لیے کہ پاک باز لوگوں کا ورد وظیفہ یہی رہا ہے''۔

مترجم کی سوانح حیات

فاضل نبیل مولانا خلیل احمد مرتضائی (زید علمہ) کے سکول میں ہم جماعت (مانیٹر) عبدالجبار (بی۔اے) جو پنجابی کے بدیہہ گو شاعر اثر انصاری فیض پوری صاحب کے لائق فرزند ارجمند ہیں۔

شیخ القرآن علامہ علی احمد سندیلوی صاحب کا ایک قول نقل کرتے ہیں:

ہر شخص کے سوانح زندگی میں کچھ نہ کچھ نصیحت وعبرت کا سامان ہوتا ہے۔جس سے قانون فطرت کے مطابق اعمال کے اٹل نتائج اور عواقب سے آگاہی حاصل ہوتی ہے۔

عبدالجبار صاحب کا کہنا ہے:

دنیا میں عبرت پذیر آنکھوں سے زیادہ کم یاب شئے کوئی نہیں' تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک معمولی بتی بھی ماحول کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے اس طرح شخصیت کتنی ہی غیر اہم ہو لیکن اس کی زندگی کے حالات سے بھی کچھ نہ کچھ روشنی حاصل کی جاسکتی ہے اور عبرت کا سامان مہیا ہو سکتا ہے خصوصاً جب حالات ''دیا جلاؤ بڑا اندھیرا ہے'' کے مصداق ہو جائیں تو ٹمٹماتی ہوئی روشنی بھی مفید ہو سکتی ہے۔ (تعارف وتصنیفات حضرت علی احمد سندیلوی ص ۶ مرتب عبدالجبار بی۔اے' ناشر شاخ ادب' فیض پور' شیخوپورہ)

اسی اصول کے پیش نظر مترجم موصوف کے تفصیلی حالات دیے ہیں علاوہ ازیں مترجم کا تعارف اس لیے بھی ضروری ہوتا ہے کہ اصل کی طرح ترجمہ بھی قارئین کے نزدیک مترجم کے ثقہ اور مستند ہونے کی وجہ سے اعتبار حاصل کر سکے۔

ترجمہ پر مختصر سی گفتگو

''الاذکار'' کا اُردو ترجمہ پڑھنے سے پہلے اس مقدمہ' تمہید یہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا ملاحظہ ہو۔شارح قاموس نے جوہری کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ''تَرْجَمَهٗ'' اور ''تَرْجَمَ عَنْهُ'' کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص کسی کے کلام کا مطلب دوسری زبان میں بیان کرے۔البتہ تفسیر ابن کثیر اور تفسیر بغوی سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ترجمہ عربی زبان میں مطلقاً بیان کرنے کو کہتے ہیں خواہ اسی زبان میں ہو جس میں اصل کلام ہے یا دوسری زبان میں' ترجمہ اور تفسیر میں متعدد وجوہ سے فرق ہے ایک فرق یہ ہے کہ ترجمہ میں اضافہ نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ترجمہ تو ہو بہو من وعن اصل کی نقل ہے' اس لیے دیانت داری کا تقاضا ہے کہ نقل کسی کمی بیشی کے بغیر اصل کے مطابق ہو' برخلاف تفسیر کے کہ اس میں اصل کی وضاحت ہوتی ہے مثلاً بعض اوقات مفسر کو الفاظ لغویہ کی شرح کی ضرورت پیش آئے گی' خصوصاً اس وقت جب کہ ان کے وضعی معانی مراد نہ ہوں' اس طرح کہیں دلائل پیش کیے جائیں گے اور کہیں حکمت بیان کی جائے گی۔یہی وجہ ہے کہ اکثر تفسیروں میں لغوی' اعتقادی' فقہی اور اصولی مباحث بیان کی جاتی ہیں کائناتی اور اجتماعی مسائل زیر بحث لائے جاتے ہیں' اسباب نزول اور ناسخ ومنسوخ کا ذکر کیا جاتا ہے جب کہ ترجمہ میں ان مباحث اور مسائل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ (علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ)

ڈاکٹر خالد ندیم سید عابد حسین کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

ترجمہ کو ادبی قدر و قیمت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب ایک زبان سے دوسری زبان میں مفہوم کے ساتھ وہ آب

ورنگ، وہ چاشنی، وہ خوشبو، وہ مزہ بھی آجائے جو اصل عبارت میں موجود تھا۔
بہر حال ترجمے کا عمل کسی فن پارے کو پورے طور پر ایک زبان سے کسی دوسری زبان میں منتقل کرنے کا نام ہے۔ جبکہ بعض اوقات ترجمے کی پیچیدگیوں، تصنیفی ضروریات یا طباعتی مشکلات کے پیش نظر مکمل ترجمے کے بجائے کسی تصنیف کے مکمل یا جزوی نظریات وافکار سے کام لینے میں سہولت محسوس کی جاتی ہے۔ اور مترجم فن پارے سے اپنے مقصد ومطلب کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ایسی صورت میں ترجمہ، ترجمہ نہیں رہتا بلکہ اخذ وتالیف یا تلخیص کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔
(۷، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ مغرب سے نثری تراجم، ص ۴۸)

ترجمہ کرنے کے لیے مترجم میں دوہری تہری صلاحیت کی ضرورت ہے۔
(۱) متن (ٹیکسٹ) کی زبان (۲) اور جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے، اس پر مکمل دسترس ہو (۳) اس موضوع سے بھی طبعی طور پر مناسبت ہونا جو متن میں موجود ہے۔
اور اس صنف ادب یا شاخ علم (شعبہ علم) سے بھی گہرا لگاؤ ہو جس سے متن متعلق ہے پھر جا کے کہیں شاید ترجمہ اعلیٰ درجہ کا ترجمہ کہلا سکے!

ترجمہ کی اہمیت

احیائے علوم کی تحریکوں کے پیچھے یا کسی قوم کے فکری اور شعوری ارتقاء میں ترجموں کا ایک نمایاں کردار ہے۔ خلافت عباسیہ کے دور میں یونانی علوم کے تراجم، یورپی احیائے علوم کی تحریک کے پس منظر میں اسلامی علوم کے تراجم، ہر دو صورتحال اس بات کا ثبوت ہیں کہ فکر وشعور کی بلندی اور تہذیبی تحریک میں ترجمے خاص کردار ادا کرتے ہیں۔
(۲۲، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی اردو زبان میں تراجم کے مسائل ص ۱۹۷)
غلام ربانی آگرو کے خیال میں تراجم کے ذریعے زبان وادب کی ترقی کے ساتھ ساتھ قومی اور بین الاقوامی سطح پر دوسری لسانی برادریوں کے ساتھ مفاہمت، افہام وتفہیم، یگانگت اور اتحاد کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔
(۱۸۔ ترجمے کا فن، نظری مباحث ۲۴۶ تا ۱۹۸۶ء ص ۱۲۷)
یہ بھی ہے کہ جب کسی قوم کا تخلیقی (تصنیفی) عمل ست روی کا شکار ہو یا اس میں تصنیف کی اہلیت کسی قدر سلب ہو گئی ہو تو ایسے دور میں قوم کی بڑی خدمت یہی ہے کہ ترجمہ کے ذریعے دنیا کی اعلیٰ درجہ کی تصانیف اپنی زبان میں لائی جائیں۔
(۲۰، ملخص مولوی عبدالحق، مقدمہ تاریخ یونان ص ۳، ترجمہ سید ہاشمی فرید آبادی)
علامہ اقبال سمیت دنیا کے عظیم ماہرین فن کا ترجمے کی طرف رجحان اور میلان جہاں ترجمے کی وقعت کو بڑھانے کا باعث بنا ہے، وہیں اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ تصنیف کے میدان میں ترجمے کی اہمیت تصنیف سے کم تر نہیں، بلکہ تصنیف کے ساتھ ساتھ ہے۔ تاہم اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ مترجم کو متعلقہ زبانوں کے اصول، قواعد، محاورات، مقامی لفظیات، تراکیب، تشبیہات واستعارات، علامات ورموز، اصطلاحات، متروکات، محاسن، معائب سے خوب آشنائی ہو۔
اب میں چند مثالیں دکھاتا ہوں۔ پنجابی ادبیات میں ایک شاہکار کتاب حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمہ کی سیف الملوک ہے۔
اس کتاب میں مولانا جامی علیہ الرحمہ کی یوسف زلیخا اور شیخ مصلح الدین سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی بوستان کے اشعار کا جو حضرت میاں محمد بخش (۱۸۳۰ء۔ ۱۹۰۷ء) نے پنجابی شعروں میں ترجمہ فرمایا ہے۔ اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں:

حریفاں بادہا خوردند و رفتند
تہی خم خانہ ہا کردند و رفتند

لے لے گئے سخن دی لذت' پی پی مست پیالے
خالی رہ گئے مٹ محمد! خانے مجلس والے

بیا جامی رہا کن شرم ساری
زصاف و درد پیش آر آنچہ داری
(یوسف زلیخا)

یاراں باجھ شراب سخن دا' ورتن تے کدجیوسی
سچا میلا کدھ محمد! جو پیوسی سو پیوسی
(سیف الملوک' ص ۲ پیکجز لمیٹڈ شاہدرہ روڈ لاہور)

''لاتشکیك فی الماهیات'' کی بہترین مثال ذرا ملاحظہ ہو (فارسی و پنجابی):

فارسی اصل:

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
درباغ لالہ روید درشورہ بوم خس
(گلستان سعدی)

ترجمہ پنجابی:

ہکو فرش زمیں دا سارا' ہکو مینہ طراوت
بوٹے' رُکھ زمین پر جتنے' سبھناں وچ تفاوت
(سیف الملوک' میاں محمد بخش)

ترجمہ اردو:

''بارش کہ جس کی لطافت طبعی میں کوئی تفاوت نہیں ہے' مگر باغ میں اس سے لالہ پیدا ہوتا ہے اور شورہ زمین میں گھاس پھوس اگتا ہے''۔

فارسی اصل:

بہ تہدید اگر برکشد تیغ حکم
بماند کروبیاں صمٌ و بکمٌ
(بوستان سعدی)

ترجمہ پنجابی:

صُمٌّ بُکمٌ رہن فرشتے' کس طاقت دم مارے
دراوں دے پر عاجز ہوکے ڈھینڈے بزرگ سارے
(سیف الملوک' میاں محمد بخش)

حمد

فارسی اصل:......(بوستان سعدی)

نہ گردن کشاں راگیرد بفور
نہ عذر آوراں را براند بجور
اگر با پدر جنگ جوید کسے
پدر بے گماں خشم گیرد بسے
وگر خویش راضی نہ باشد زخویش
چوں بیگانگانش براندز پیش
وگر خشم گیرد بکردار زشت
چوں باز آمدی ماجرا در نوشت
وگر بندہ چابک نیاید بکار
عزیزش ندارد خداوندگار

ترجمہ پنجابی:......(سیف الملوک)

مغروراں نوں پکڑ نہ کردا' اوسے وقت شتابی
معذوراں نوں چکے ناہیں' کر کے قہر خرابی
ماؤ پیؤ دی' بے فرمانی' جو بیٹا نت کردا
فرزندی دا پیار نہ رہندا' کہن' کیویں ایہہ مردا
بجن' بھین بھرا نہ ہوون' راضی جس بھراوں
گھر آئے دا کرن نہ آدر' کڈھن اوہدیاں واؤں
جے کر خفگی کرے اساں پر تک کے کماں بُریاں
بخشش کرے مہریں آوے' بھیر اوہدے دراڑیاں؟
نفر' غلام' کسے دا ہووے' خدمت اندر ڈھلا
مالک نوں کد چنگا لگدا جھڑ کے کر کر گلا

وگر ترک خدمت کند لشکری
شود شاہ لشکر کش از وے بری

میر وزیر مصاحب شاہ دے حکموں باہر ہوون
شاہ کھدیڑے غصہ کر کے ہور وی نوکر رووِن

ولیکن خداوند بالاوپست
بعصیان درِ رزق بر کس نہ بست

واہ وا! صاحب بخشنہارا! تک تک ایڈ گناہاں
عزت رزق نہ کھسے ساڈا دیندا پھیر پناہاں

دوکونش یکے قطرہ در بحر علم
گنہ بیند و پردہ پوشد بحلم

دوئے جہان اسماناں زمیاں جو وافر بے اوڑے
وچ سمندر علم اوہدے ہک قطرے تھیں تھوڑے

ادیم زمین سفرہ عام اوست
چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

کھانے پا بہائیوس چوکی ڈاہ زمیں دا پلا
سجن دشمن چنگے مندے دیندا نہ دھر کلا؟

اگر برجفا پیشہ بشتافتے
کہ از دست قہرش امان یافتے

جے اوہ قہر کماون لگدا کون کوئی جو چھٹدا
رحمت اوسدی جگ وسائے ہر ہک نعمت لٹدا

بری ذاتش از تہمت ضدو جنس
غنی ملکش از طاعت جن وانس

بندگی دی پرواہ نہ اوس نوں گھاٹا نہیں گناہوں
زہد عبادت تاہیں ہوندے جان گھلے درگاہوں

پرستار امرش ہمہ چیز و کس
بنی آدم و مرغ و مور و مگس

سدا سلامت راج اوسے دا اوس در سبھ سلامی
آدم جن ملائک ہر شے جیا جون تمامی

زمین از تپ و لرزہ آمد ستوہ
فرو کوفت بردامنش میخ کوہ

دھرتی پوند دو لاندی آہی ایدھر اودھر ہو کے
حکمت نال لگائیوس محکم کوہ قافاں دے کو کے

دہد نطفہ را صورتے چوں پری
کہ کرداست بر آب صورت گری؟

قطرے ہک منی دے تائیں کیہ کجھ جوبن دیندا
پانی اتے صورت لکھے حکمت عجب کریندا

نہد لعل و فیروزہ در صلب سنگ
گل لعل درشاخ پیروزہ رنگ

وٹے دے وچ لعل نکاندا جانن قیمت پاندے
ساوی شاخوں دیکھ نکالے پھل رنگ رنگاندے

کہ خاصاں دریں رہ فرس راندہ اند
بلا احصی ازتگ فرو ماندہ اند

اس میداں نہ چلے گھوڑا شینہ حیرت دا گجے
خاص پہلے لا احصی کہہ کے اس دوڑوں کن رجے

بمردم دریں موج دریائے خون
کزوکس نبردہ است کشتی بروں

اس خونی دریاؤں ڈردے عقل فکر دے سائیں
کس دی بیڑی باہر آئی پہنچ اجہیں جائیں

اگر طالبی کیں زمین طے کنے
نخست اسپ باز آمدن پے کنی

جے کر تینوں طلب محمد! ایس رستے ٹرا ڑیا
مڑ آون دی رکھ نہ بکھی ایتھوں کوئی نہ مڑیا

تامل در آئینہ دل کنی
صفائی بتدریج حاصل کنی

مگر بوے از عشق مستت کند
طلب گار عہد الستت کند

نال ریاضت کریں صفائی سان فکر دی گھس تو
مست خوشبو عشق دی کری طالب عہد الستوں

بپائے طلب رہ بدیں جا بری
وزیں جا ببال محبت پری

بدرد یقین پردہ ہائے خیال — پیر طلب دے کھڑن ہو تھے اُڈیں حب دے بالوں
نماند سرا پردہ الا جلال — اگوں پکڑ یقین لنگھائی' پڑدے پاڑ چناہوں
دریں بحر جز مرد داعی نرفت — ایہہ دریا موہانے باجھوں' لنگھن مول نہ ہوندا
گم آں شد کہ دُنبال راعی نرفت — رُڑھ مروایا ڈبدا جیڑا' آپ ہکلا پوندا
کسانیکہ زیں راہ برگشتہ اند — جنہاں ملاح منایا ناہیں' بیڑی چڑھے نہ اوس دی
برفتند بسیار و سرگشتہ اند — راہوں پرت پئے وچ باراں' مفت نکرمی سدی
خلاف پیمبر کسے راہ گزید — رستہ چھوڑ نبی دا ٹُریاں' کوئی نہ منزل تک دا
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید — جے لکھ محنت ایویں کریئے' کلر کول نہ اُگ دا
مپندار سعدی کہ راہ صفا — رستہ صاف نبی دے پچھے' ہور نہ جانو کوئی
تواں رفت جز بر پئے مصطفیٰ (ﷺ) — اوہو کرے شفاعت ساڈی' تاہیں ملسی ڈھوئی

نعت سید الأنبیاء والمرسلین

فارسی بوستان سعدی/ترجمہ پنجابی' سیف الملوک میاں محمد بخش رحمہ اللہ تعالیٰ

فارسی اصل:......(بوستان سعدی) — ترجمہ پنجابی:......(سیف الملوک)

ہزار بار بشویم دہن زمشک و گلاب — جے لکھ واری' عطر گلابوں' دھوئیے نت زباناں
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست (نہ معلوم) — نام اوہناں دے لائق ناہیں' کیہ قلمے دا کاناں
کلیمے کہ چرخ فلک طور اوست — سبھو نور اوسے دے نوروں' اوس دا نور حضوروں
ہمہ نورہا پر تو نور اوست — اوس نوں تخت عرش دا ملیا' موسیٰ نوں کوہ طوروں
چہ نعت پسندیدہ گویم ترا — کیہ کچھ نعت تو ساڈی آکھاں' خلقت دے سردارا
علیک السلام اے نبی الوریٰ — لکھ صلوٰۃ سلام ترے' تے لکھ درود ہزارا
درود ملک بر روان تو باد — تد پڑھوں' درود اللہ دے' آل اولاد تیری تے
بر اصحاب و بر پیروان تو باد — پیرواں' اصحاباں اُتے' بھی بنیاد تیری تے
نخستیں ابوبکر پیر و مُرید — پیر و مرید صدیق اکبر ن' پہلے یار پیارے
عمر پنجہ بر پیچ دیو مَرید — حق دے ثانی اثنین اذھما فی الغار
خرد مند عثمان شب زندہ دار — یار دوجا فاروق عمر' عدل کیتا جس چھڑ کے
چہارم علی شاہ دُلدُل سوار — ایہہ شیطان رجیم رلایا' پنجے اندر پھڑ کے
شب بیدار غنی سی تریجا' جامع جو قرآنی — چوتھا یار پیارا بھائی' خاصہ دل دا جانی
عثمان ذوالنورین پیارا' مہتر یوسف ثانی — دُلدُل دا اسوار علی ہے' حیدر شیر حقانی
ندانم کدامیں سخن گویمت — چہ صفت و کند سعدی نا تمام
کہ والا تری زانچہ من گویمت — علیک السلام اے نبی والسلام

ترا عز لولاک تمکین بس است
سخن نہیں کوئی ہُندا میں تھیں، تیری شاں قدر دا

ثنائے تو طٰہٰ ویٰسن بس است
طٰہٰ تے یٰس الٰہیٰ صفت تساڈی کردا

بوہت عزت لولاکی تینوں، کیہ میں صفت سناواں
آل، اصحاب، سمیت سلاماں، ہور درود پوچاواں

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنم خاتمہ

اگر دعوتم ردکنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

پیر سنے، وچ عشق دے نیر بیڑا میرا تاریں
میں عاجز مسکین بندے نوں نال ایمانے ماریں

توڑے ردسوال کریسیں، توڑے عرض قبولے
میں بھی دوہیں جہانیں پھڑیا دامن آل رسولے

ہرفن کی کتاب کا ترجمہ ایک ہی طرز کا نہیں ہوسکتا، بلکہ ہرفن مختلف طریقے کے ترجمہ کا متقاضی ہوتا ہے۔اس لیے مترجم پر لازم ہے کہ وہ علمی، ادبی اور صحافتی ترجمہ میں امتیاز اور فرق ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ترجمہ کرے۔علمی تراجم میں منطق وفلسفہ، علم کلام، سائنسی علوم وفنون اور غیرادبی تصانیف آتی ہیں ایسے تراجم میں الفاظ اور اصطلاحات کو بہت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ترجمہ میں اصطلاحات میں یکسانیت قائم رہنی چاہیے اور ادبی تراجم میں شعروسخن اور افسانوی نثر آتی ہیں اس میں زبان و بیاں اہم ہے۔صحافتی ترجمے میں وقتی ضرورتوں اور فوری ابلاغ پر توجہ دی جاتی ہے۔اس میں زبان وبیان کی نزاکتوں کی جگہ خبر میں موجود معلومات کو قاری تک پہنچانا زیادہ اہم ہوتا ہے۔

علمی، ادبی اور صحافتی تقسیم کے علاوہ زبان وبیان کے اعتبار سے بھی ترجمے کی تین قسمیں ہیں۔یعنی لفظی ترجمہ آزاد ترجمہ اور معتدل ترجمہ لفظی ترجمے کی بہترین مثال قرآن پاک کا اولین اردو ترجمہ ہے جسے اہل نظر نے لفظی، بے محاورہ اور دشوار قرار دیا ہے۔(۲۵ نثار احمد قریشی۔اردو میں نثری تراجم کی روایت کا مختصر جائزہ)

علوم وفنون میں لفظی ترجمے کو ہی ترجیح دی جائے، علمی کتابوں کے مترجم پر اس لیے زور دیا جاتا ہے کہ علوم کا ترجمہ ہر صورت میں لفظی ہی ہونا چاہیے۔(۲۶ ترجمہ کا فن ص ۱۳۱)

داستانوں، افسانوی کہانیوں، خاکوں اور ہلکی پھلکی نگارشات کے ترجمے کے لیے آزاد ترجمہ بہت موزوں تصور کیا جاتا ہے۔(مظفر علی سید ہرفن ترجمہ کے اصول مباحث ص ۴۰)

ماہنامہ اخبار اردو اسلام آباد فروری ۲۰۰۹ء
ڈاکٹر خالد ندیم تحقیقی مقالہ (ترجمے کا فن)

الاذکار

صوفیاء کرام فرماتے ہیں:

(مردمؤمن) پہلے فنافی الشیخ کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے پھر فنافی الرسول (ﷺ) اور پھر فنافی اللہ عزوجل کے مقام پر، امام نووی کو بھی اللہ تعالیٰ نے آل رسول ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور عشق کے وسیلہ اور برکت سے فنافی اللہ کے مرتبہ ومقام سے نوازا ہے، جس کا بین ثبوت آپ کی کتاب الاذکار ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالی شان ہے "من احب شیئًا اکثر ذکرہٗ" "جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اسی کا بکثرت ذکر کرتا ہے اور اس کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے اتنا ذکر اتنا ذکر کہ "لوگ کہیں یہ دیوانہ ہے ریاکار ہے؟

ذکر کے فوائد

ابن قیم لکھتا ہے کہ ہم نے اپنی کتاب ''الوابل الصیب ورافع الکلم الطیب'' میں سو کے قریب ذکر کے فوائد ذکر کیے ہیں چند اہم ترین فوائد یہ ہیں۔

من اهم فوائد الذکر

انه یرضی الرحمٰن عزوجل' ویطرد الشیطان' ولیقمعه ویکسره' ویزیل الهم والغم عن القلب' ویجلب له الفرح والسرور والبسط' ویقوی القلب والبدن' وینور الوجه والنفس' ویجلب الرزق' ویکسو الذاکر المهابة والحلاوة والنضرة' ویورثه المحبة التی هی روح الاسلام' وقطب رحیٰ الدین' ومدار السعادة والنجاة.

(۱) ذکر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس سے اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہوتی ہے۔

(۲) اور اس سے شیطان کی قوت ٹوٹ جاتی ہے اس کو شکست ہوتی ہے اور اس کا قلع قمع ہو جاتا ہے اور وہ ذکر کرنے والے سے دفع دور ہو جاتا ہے۔

(۳) دل سے غم اور پریشانی زائل ہو جاتی ہے۔

(۴) ذکر سے دل کو فرحت' کشادگی اور سرور حاصل ہوتا ہے۔

(۵) ذکر سے قلب اور بدن دونوں قوی ہو جاتے ہیں۔

(۶) ذکر الٰہی سے بندے کا ظاہر و باطن روشن ہو جاتا ہے۔

(۷) ذکر الٰہی سے رزق ہر طرف سے کھنچا چلا آتا ہے۔

(۸) ذکر سے ذاکر کی زبان میں مٹھاس' چہرے پر تروتازگی اور شخصیت میں ہیبت ورعب اور دبدبہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۹) ذکر الٰہی سے ذاکر کے دل میں محبت اور رواداری پیدا ہوتی ہے جو کہ اسلام کی روح ہے دین کی چکی قطب یعنی مرکزی دھرا اور کمانی ہے جس کے گرد دین گھومتا ہے۔

(۱۰) ذکر الٰہی سعادت اور نجات کا مدار ہے (یعنی اللہ کی یاد پر دنیا اور آخرت کی خوش بختی کا انحصار ہے)۔

رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

''من ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی' ومن ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم''.

(مدارج السالکین ج ۲ رقم: ۴۲۶)

ومن اراد ان یکون من الذاکرین. الخ

من اراد ان یکون من الذاکرین الذین یذکرهم الله فیمن عندهٗ فعلیه ان یقتدی بالنبی محمد ﷺ' الذی کان اکمل الخلق ذکرا لله تعالیٰ' بل کان کلامه کله ذکرٌ الله' وعده و وعیده ذکرًا منه له' وثناؤهٗ علیه بالائه' وتمجیده لصفاته و خصاله وتسبحه له 'اناء اللیل واطراف النهار هو ذکرله منه' فی کل احیانه' وعلی جمیع احواله' وکان ذکره لله یجری مع انفاسه' قائمًا وقاعدًا' وفی مشیه ورکوبه' وترحاله وحله' وظعنه و اقامته.

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ ان ذکر کرنے والوں میں شامل ہو جائے جن کا ذکر اللہ عزوجل اپنے پاس مقربین میں فرماتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی پیروی کرے جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ کامل

ذکر فرمانے والے ہیں بلکہ آپ ﷺ کا تمام کلام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے' آپ ﷺ نے جو وعد اور وعید (ثواب کی خوش خبری اور عذاب کی دھمکی) کا بیان فرمایا وہ آپ کی طرف سے اللہ کا ذکر ہوتا ہے' اسی طرح آپ ﷺ کا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے ملنے پر اس کی حمد وثنا فرمانا آپ کا اللہ تعالیٰ کی صفات وخصال کی عظمت وبڑائی بیان کرنا' رات کی ساعتوں اور دن کے اطراف میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرنا وہ تمام اوقات میں آپ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بھی ہے' مناسب وقت میں زبان مبارک سے ورنہ قلب اطہر سے' آپ ﷺ اپنی ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رکھتے تھے۔ بیٹھتے اٹھتے پیدل سواری پر اترتے وقت' سفر میں حضر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری رہتا تھا۔

یہی سبب ہے کہ قدیم وجدید علماء کرام (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) اذکار ماثورہ (جو کہ رسول اللہ ﷺ سے منقول ہیں) کی تدوین پر بڑے حریص رہے ہیں ویسے تو احادیث مبارکہ کی تقریباً تمام کتب میں اذکار اور دعاؤں کا ذخیرہ موجود ہے لیکن بعض علماء نے الگ طور پر اسی موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ جن علماء نے خصوصیت سے اذکار کے موضوع پر کتاب تصنیف فرمائی ان میں سے امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ ہیں جن کی اس موضوع پر ''عمل الیوم واللیلۃ'' کے نام سے کتاب مشہور ہے۔ اسی نام سے حضرت ابن السنی کی بھی تصنیف مشہور ہے' یہ دونوں کتابیں مکتبہ دار البیان سے چھپی ہیں۔

حضرت امام ابن السنی کی اور ان کے شاگرد ابن قیم کی کتاب ''الوابل الصیب ورافع الکلم الطیب'' قابل ذکر ہیں اور اس موضوع پر سب سے زیادہ مشہور' سب سے جامع اور سب سے ضخیم اور مفید ترین تصنیف امام ابوزکریا یحیٰ ابن شرف النووی رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف ہے جو بہت عظیم کتاب ہے اور ابواب اور فصول پر بڑی مہارت اور دقیق انداز سے مرتب کی گئی ہے۔ بلاد اسلامیہ میں بالخصوص عرب دنیا کے اندر کوئی شاذ ونادر ہی مسلمان مذہبی گھرانہ اس کتاب سے خالی ہوگا اذکار' شرق وغرب پوری دنیا میں مشہور کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کتاب کی مقبولیت کی دلیل ہے اور اس کے جلیل القدر عالم ربانی مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے اخلاص اور بارگاہ خداوندی میں مقبول ہونے کی علامت ہے' ضرورت تھی کہ اس کتاب کا اردو زبان میں ترجمہ شائع کیا جائے لیکن ترجمہ کرنے کے لیے مترجم میں ڈبل ٹریل (دوہری تہری) صلاحیت کا ہونا لازم ہے۔

(۱) متن (Text) کی زبان پر عبور ہو (۲) جس زبان میں ترجمہ کر رہا ہے اس زبان کے اصول' قواعد (صرف ونحو) مہارت تامہ کا حامل ہو (۳) اس مضمون سے بھی طبعی مناسبت ہو جو متن میں موجود ہے' محاورات' مقامی لفظیات' علامات ورموز اصطلاحات' تراکیب' تشبیہات واستعارات' متروکات' محاسن' معائب سے پوری واقفیت ہو اور خوشی کی بات کہ الحمد للہ ماشاء اللہ ہمارے ممدوح مترجم ''الاذکار'' ان جملہ علوم مذکورہ بالا کے ماہر تجربہ کار استاذ ہیں اور ترجمہ کا ملکہ رکھتے ہیں۔

منہج الکتاب (الاذکار)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اس کتاب (الاذکار) کو انیس ۱۹ کتب (عنوانات) پر تقسیم فرمایا اور ہر کتاب (عنوان) کے تحت کئی ابواب اور کئی کئی فصول آتی ہیں کتاب کے شروع میں مصنف نے ایک اہم اور جامع مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں اخلاص اور حسن نیت اور آداب ذکر پر گفتگو کی ہے' مقدمہ کا خاتمہ' ذکر کی فضیلت اور دنیا وآخرت میں اس کے فوائد پر مشتمل ہے۔

مصنف کتاب کی ابتداء اس طرح کرتے ہیں ایک بندہ مؤمن جب صبح نیند سے بیدار ہوتا ہے تو اس کو اپنے دن کا آغاز کس طرح کرنا ہے دن بھر کا عمل اور گھر لوٹنے تک کو کس طریق سے انجام دینا ہے' مصنف لکھتے ہیں:

افضل ترین طریقہ یہ ہے کہ انسان جب بیدار ہو تو وضو کرے اور نماز ادا کرنے کے بعد اپنے دوسرے کاموں کی طرف

متوجہ ہو اور رزق حلال اور کسب معاش کے لیے گھر سے نکلے اور پھر گھر لوٹ آئے تا کہ اپنے اہل خانہ کی دیکھ بھال اور ان کے حقوق کی ادائیگی کا فریضہ پورا کر سکے اس لیے اس کتاب کی ترتیب طبعی اور منطقی انداز پر واقع ہوئی ہے۔

کتاب کی ترتیب اس طرح ہے:

(۱) کتاب: الطہارۃ والصلوٰۃ' جو ۶۸ ابواب پر مشتمل ہے اور یہ سب سے بڑی کتاب ہے جو تقریباً سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔

(۲) کتاب: تلاوت قرآن کریم کے بیان میں ہے' اس کی آٹھ فصلیں ہیں۔

(۳) کتاب: اللہ تعالیٰ کی حمد کے بیان میں ہے' یہ کتاب چھ فصلوں پر مشتمل ہے۔

(۴) کتاب: اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے حضور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے امر کے بیان میں ہے' جو چار ابواب اور ایک فصل پر مشتمل ہے۔

(۵) کتاب: انسان کو پیش آنے والے امور کے لیے اذکار اور دعاؤں کے بیان پر مشتمل ہے' جو بیس ابواب پر ہے۔

(۶) کتاب: بیماری موت اور ان دونوں سے جو امور متعلق ہیں' ان کے علاج اور آسانی کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ اس کا بیان ہے' یہ کتاب ۳۲ ابواب اور دو فصلوں پر مشتمل ہے۔

(۷) کتاب: جمعہ کے دن اور رات' عیدین میں ذوالحجہ کے پہلے عشرہ میں' نماز کسوف' نماز استسقاء' آندھی کے وقت' ستارہ ٹوٹنے کے لیے' آسمانی بجلی کے کڑکنے چمکنے گرنے کے وقت' سیلاب اور طوفان اور بارانِ رحمت کے وقت کون سے اذکار اور دعائیں مسنون ہیں ان کا بیان' دس ابواب

(۸) کتاب: روزوں' افطاری' سحری' چاند کی رؤیت' لیلۃ القدر' اعتکاف میں جو اذکار مسنون ہیں' چھ ابواب۔

(۹) کتاب: حج وعمرہ اور ان کے متعلقہ تمام تر امور طواف' سعی' وقوف عرفات' مزدلفہ' مشعر حرام' یوم نحر' ایام تشریق' زم زم پیتے وقت' منیٰ' روضہ رسول ﷺ کی حاضری کے وقت کے اذکار اور دعائیں' چودہ فصلیں۔

(۱۰) کتاب: اذکار الجہاد' تیرہ ۱۳ ابواب۔

(۱۱) کتاب: اذکار المسافر' اس کے ۲۵ ابواب ہیں۔

(۱۲) کتاب: کھانے پینے کے اذکار اور دعائیں' بیس ۲۰ ابواب۔

(۱۳) کتاب: سلام' گھر میں داخل ہونے کی اجازت' چھینک کا جواب' آداب معاشرت سے متعلق اذکار ودعائیں' ۱۳ ابواب۔

(۱۴) کتاب: اذکار النکاح' عقد نکاح کے وقت مبارک باد دینا' دولہا کے لیے شب زفاف کی دعائیں' بچہ کی ولادت کے وقت کیا پڑھنا ہے گھٹی دیتے وقت کیا پڑھنا ہے؟' ۱۲ ابواب۔

(۱۵) کتاب: الاسماء' بیس ۲۰ ابواب۔

(۱۶) کتاب: متفرق اذکار' ۵۶ ابواب۔ انسان جب کوئی خوش خبری سنے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے' اس کی حمد وثناء بجا لائے' مرغ کی آواز سن کر کیا پڑھے؟ گدھے کی آواز سن کر کیا پڑھے؟' کتا بھونکے تو کیا پڑھے؟' مجالس میں اول وآخر کیا پڑھنا ہے؟' راستہ کی دعائیں' غصہ آئے تو اس کو اتارنے کی کیا دعا ہے؟' کسی مرض یا مصیبت میں مبتلا شخص کیا پڑھے؟

(۱۷) کتاب: زبان کی حفاظت' یہ کتاب اٹھارہ ابواب اور اکتیس فصلوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں مؤلف نے پہلے غیبت' چغلی اور ان دونوں کے متعلقات پر گفتگو فرمائی ہے پھر انساب میں طعن سے ممانعت اور نسبی تفاخر سے ممانعت اور مسلمان کو مشکل میں پھنسا ہوا دیکھ کر خوشی کا اظہار کرنے سے ممانعت' عطیہ دے کر احسان جتلانے والے مسلمان پر لعنت

کرنے' مسلمانوں کی تحقیر کے حرام ہونے' جھوٹی گواہی دینے فقیروں اور کمزوروں' یتیم اور سائل کو جھڑکنے کے حرام ہونے پر گفتگو فرمائی ہے۔

(۱۸) کتاب: جامع الدعوات' یہ کتاب دس ابواب پر مشتمل ہے اس کتاب میں مؤلف نے دعا اور اس کے آداب' انسان کا اپنے نیک اعمال کو بارگاہ خداوندی میں وسیلہ بنانے' دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا' بار بار دعا کرنے کے استحباب اور دعا میں حضور قلب پر برانگیختہ کرنے اور ترغیب وتشویق پر گفتگو کی ہے۔

(۱۹) کتاب: الاستغفار' یہ کتاب ایک باب اور دو فصلوں پر مشتمل ہے اس کتاب میں مؤلف استغفار اور اس کے متعلقات پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یہ باب بہت وسیع ہے ضبط کا قریب ترین راستہ اختصار ہے' لہٰذا ہم اتنی قدر پر اکتفاء کرتے ہیں' کتاب کو مؤلف نے تین ایسی اہم احادیث مبارکہ کے ذکر کے ساتھ مکمل فرمایا ہے جن پر اسلام کا مدار ہے۔

کتاب الاستغفار کو مؤلف نے اپنی عظیم کتاب الاذکار کا خاتمہ قرار دیا ہے جس سے مصنف نے نیک شگون کا قصد کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم وکریم اسی طرح ہمارا خاتمہ فرمائے کہ اخیر میں ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دعا کرتے ہوئے اس سے جا ملیں۔ (آمین)

آخر میں عزیز محترم عالم نبیل فاضل جلیل مولانا خلیل احمد مرتضائی حفظہ اللہ تعالیٰ کی صحت و من درستی کے لیے ایک نسخہ نقل کرنے کے بعد اجازت چاہوں گا' نسخہ یہ ہے۔

شکر خدای کن کہ مُوَفّق شدی بخیر زانعام وفضل اونہ معطل گزاشتت
مِنّت مَنہ کہ خدمت سلطاں ہمی کنی مِنّت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اللہ تعالیٰ کا شکر کیجئے کہ اس نے آپ کو نیکی کی توفیق دی ہے اور اپنے خاص فضل واحسان سے تمہیں بیکار نہیں چھوڑا ہے تو احسان نہ جتلا کہ آقا کی خدمت کرتا ہے بلکہ اس شہنشاہ کا احسان مان کہ اس نے تجھے (اپنے دین متین کی) خدمت کے لیے رکھا ہوا ہے۔

دوسری بات ہمیشہ ذہن نشین رہے یہ کہ ابوالطیب احمد بن حسن کندی المتنبی التوفی ۳۵۴ھ کا قول ہے:

علی قدر اهل العزم تاتی العزائم وتاتی علی قدر الکرام المکارم
وتعظم فی عین الصغیر صغارها وتصغر فی عین العظیم العظائم

''بڑے کام بڑے لوگوں سے ہی واقع ہوتے ہیں اور اعلیٰ اخلاق وعادات کا مظاہرہ انہی لوگوں سے ہوتا ہے جو اعلیٰ خاندان والے ہوتے ہیں اور حقیر اور کم ذات آدمی کی آنکھ میں اس کے چھوٹے چھوٹے کام اس کو عظیم کارنامے دکھائی دیتے ہیں اور عظیم آدمی کی نگاہ میں اس کے عظیم کام بھی اسے معمولی نظر آتے ہیں''۔

عزیز محترم! دین کی جو بھی خدمت انجام دیں اس کے صلہ کی پرواہ ہو اور نہ ہی ستائش کی تمنا' بس اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی مطلوب ہو جیسا کہ اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے فرمایا:

نہ مرا نوش زتحسین نہ زمرا نیش زطعن نہ مرا گوش بمدحے نہ مرا ہوش ذمے
منم وکنج خمولی کہ نہ گنجد دروے جز من و چند کتابے ودوات و قلمے

''ترجمہ وتصنیف اور تحریر کا یہ عمل آخری عمل ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ تقریر وتدریس وغیرہ کے ساتھ تحریر کا عمل بھی جاری رہنا چاہیے فرمان رسول ﷺ یقیناً آپ کے علم میں ہوگا کہ ''احب الاعمال الی الله ادومها وان قل''۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس کو بندہ دوام واستمرار کے ساتھ (یعنی بہ کثرت) اختیار کیے رکھے خواہ تھوڑا تھوڑا ہی ہو۔

کلمۂ اختتام

آج مسلمان دنیا میں کمزور اور پس ماندہ کیوں ہیں؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم انفرادی اجتماعی اور حکومتی سطح پر علم کے فروغ کے لیے الاُھَمّ فَالاُھَمّ (یعنی ترجیحی بنیادوں پر کام کرنے) کے اصول پر کاربند نہیں ہیں

مسلم ممالک میں پڑھے لکھے لوگ چالیس فیصد ہیں۔اور دنیا میں کوئی ایک مسلم ملک بھی ایسا نہیں ہے جہاں مسلمانوں کی شرح خواندگی سو فیصد ہے۔جبکہ غیر مسلم ممالک میں تعلیم اولین ترجیح میں شامل ہے۔عیسائی دنیا میں تقریباً ۹۸% فیصد افراد پڑھے لکھے ہیں۔اور وہ لوگ اپنی مجموعی پیداوار کا ۵% فیصد خود تعلیم وتحقیق پر خرچ کرتے ہیں جبکہ مسلمان اپنی پیداوار کا صرف اعشاریہ دو فیصد۔ مستقبل تو اس معاشرے کا ہوگا جن کی بنیاد علم ومعرفت پر رکھی گئی ہوگی۔سات سمندر پار جانے کی کیا ضرورت ہے اپنے سمندر میں رہتے ہوئے بھی توازن درست نہیں ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت اور نجدیوں کے علمی کام کا موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اہل سنت بہر قوالی و عرس بہر دیوبندی تصنیفات و درس

خرچ سنی بر قبور و خانقاہ خرچ نجدی بر علوم و درسگاہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز سے ایک سوال پوچھا گیا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک صاحب بغرض ثواب اپنے جائز روپے سے ماہوار یا سالانہ کھانا پکوا کر فاتحہ حضور پر نور ﷺ کیا کرتے ہیں اور کھانا' مساکین وغیرہ کو کھلا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں' ایک طالب علم حنفی قادری سنی سید کہ جس کی تعلیم دینی بوجہ نہ استطاعت ہونے کے اس کے ولی (سربراہ) کے غیر مکمل رہ جاتی ہو اور علوم دینی حاصل نہ کرنے کی وجہ سے اس طالب علم آل مصطفیٰ ﷺ کے بدعقیدہ ہو جانے کا اندیشہ ہو اس صورت میں اگر وہ روپیہ جو کہ فاتحہ میں صرف (خرچ) کیا جاتا ہے اگر اس طالب علم کے تعلیم دینی میں بہ نیت ثواب فاتحہ حضور ﷺ صرف کر دیا جائے تو بدل اس فاتحہ سالانہ یا ماہوار کا ہو کر باعث خوشنودی سردار دو عالم ﷺ ہوگا یا نہیں اور ثواب میں کمی تو نہ ہوگی؟

الجواب: یہ اس کا نعم البدل ہوگا اور ثواب میں کمی کیا معنی؟

اس سے ستر گنا کی زیادہ امید ہے۔بطور مذکورہ کھانا پکا کر کھانے یا بانٹنے میں ایک کے دس ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشۡرُ اَمۡثَالِهَا. جو نیکی بجالاتا ہے اس کے لیے اس کی دس مثل ہیں۔

(الانعام:۱۶۱)

اور طالب علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی ہے:

مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانے کی طرح جس نے اگائی سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے اور اللہ اس سے

فِیْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ. (البقرہ:۲۶۱) بھی زیادہ بڑھائے جس کے لیے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اس تناظر میں ہمیں تعلیمی مسئلہ کو اولین ترجیح دینی چاہیے اور صدقات نافلہ اور صدقات واجبہ کو خرچ کرنے سے پہلے ترجیحات میں تعلیم کو اولیت دینی چاہیے۔ مستحق اور ذہین طلبہ پر ایصال ثواب کی نیت سے صرف کر کے دس کی بجائے سات سو گنا ثواب حاصل کرنا چاہیے مقام مسرت ہے کہ آستانہ عالیہ علی پور شریف کے عظیم ولی حضرت قبلہ جناب سید محمد اسماعیل شاہ صاحب قدس سرہ العزیز نے ساڑھے آٹھ ایکڑ رقبہ پر مشتمل ایک عظیم الشان دارالعلوم جامعہ لاثانیہ اسلامیہ علی پور سیداں قائم فرمایا جو آپ کے جانشین دین و مسلک کے درد سے مالا مال علم دوست علامہ قاری سید کرامت حسین شاہ زید علمہٗ کے زیر انتظام و انصرام علم دین کے فروغ اور اشاعت اسلام کے لیے کوشاں ہے جناب کی یہ مساعی جمیلہ بارآور ثابت ہوں اسی طرح قلعہ شریف (شرقپور) میں عظیم علمی اور روحانی خانوادہ کے جوان سال جواں عزم علم و عمل تقویٰ اور اخلاص کے پیکر فاضل مدرس مولانا خلیل احمد مرتضائی حفظہ اللہ تعالیٰ 'قلعہ شریف' میں ایسا ہی ایک علمی اور روحانی مرکز جامعہ مرتضائیہ قائم کیے ہوئے ہیں۔

افکار

ان دو جامعات (جامعہ لاثانیہ اور جامعہ مرتضائیہ) کی خصوصیت اور طرہ امتیاز تصوف کا احیاء ہے۔

قارئین! یاد رکھیں: اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور خلافت کی اہلیت کے لیے عبادت اور تسبیح کافی نہیں ایسا تو فرشتے بڑے احسن طریقے سے کر رہے تھے بلکہ انسانی ضروریات کا علم مطلوب ہے اور یہ علم ہی انسان کی وجہ فضیلت ہے۔

عام طور پر تصوف کے بارے میں بعض حضرات نے یہ سمجھ رکھا ہے تصوف سے مراد محض ذکر ہے آپ جب کسی شیخ طریقت سے بیعت کرتے ہیں تو وہ آپ کو کچھ اوراد و وظائف کی تلقین فرماتے ہیں اور آپ شیخ کے تلقین فرمودہ اذکار و اوراد کے پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں صرف یہ چیز تصوف نہیں ہے بعض لوگ ایک قدم اور بڑھ کر کہتے ہیں کہ تصوف مراقبے مجاہدے اور چلہ کشی کا نام ہے یہ بھی درست نہیں ہے ذکر اور مجاہدہ مقصود اصلی نہیں ہے اصلی مقصود وہ ہے جس کو قرآن مجید یوں ارشاد فرماتا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا. (الشمس:۹) بے شک وہ کامیاب ہوا جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا (یعنی اسے برائیوں سے پاک ستھرا کر لیا)

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ. (البقرہ۱۲۹) اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے۔

محولہ بالا ان دونوں آیات مبارکہ میں تزکیے کا ذکر ہے جس کا مطلب ہے "پاک صاف کرنا" شریعت کی اصطلاح میں تزکیہ سے مراد یہ ہے کہ جس طرح انسان کے ظاہری اعمال وافعال ہوتے ہیں اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی ہیں مثلاً نماز قائم کرو' روزہ رکھو' زکوٰۃ دو' حج کرو' جھوٹ نہ بولو' شراب نہ پیو' زنا کے قریب بھی مت جاؤ' چوری نہ کرو' غیبت اور چغلی سے پرہیز کرو۔ ان اوامر و نواہی کا تعلق آدمی کے ظاہری اعمال سے ہے۔ اسی طرح بندے کے باطن یعنی قلب سے متعلق بھی کچھ اوامر و نواہی ہیں ان اوامر کو انجام دینا اور ان نواہی سے بچنا بھی واجب ہے جیسے تواضع' اخلاص' توکل' صبر' وغیرہ اوامر ہیں تکبر' حسد' ریاکاری وغیرہ نواہی ہیں ان میں سے اول الذکر کو فضائل اور اخلاق فاضلہ کہتے ہیں اور ثانی الذکر کو رذائل اور اخلاق

رذیلہ کہا جاتا ہے۔ حضرات مشائخ طریقت اور صوفیاء کرام کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے مریدین کے قلوب سے اخلاق رذیلہ کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دینے کے بعد ان کے دلوں میں ''الف اللہ چنبے دی بوٹی'' لگا کر پھر مسلسل اس کی نفی واثبات کے پانی سے آبیاری کرتے ہیں یہی تزکیہ ہے۔

اسلامی نظام حیات میں تزکیہ کی اہمیت اور ضرورت اہل دل پر مخفی نہیں ہے' عقائد' عبادات' اخلاقیات اور معاملات ہر شعبے میں اس کی ضرورت تسلیم شدہ ہے۔

تصوف وسلوک کی تعلیم بھی بہت ضروری ہے حضرت مولانا نقی علی خان قدس سرہٗ العزیز متوفی ۱۲۹۷ھ علم کی سات اقسام بیان فرماتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک علم اخلاق' رذائل سے بچنے اور فضائل حاصل کرنے کا طریقہ جاننا ان دونوں (علم فقہ اور علم کلام) سے اہم ہے کہ جو شخص مثلاً عُجب وریا اور ان سے بچنے کا طریقہ نہ جانے گا' بالضرور ان میں مبتلا ہوگا اور کوئی عبادت ان دوصفتوں کے ساتھ صحیح نہیں ہوتی۔

اس زمانہ میں علم دینی خصوصاً یہ علم شریف اٹھ گیا۔ بعضے اشخاص سو دوسو مسئلے نماز روزہ کے جانتے ہیں اور جب ان سے توکل' صبر' شکر اور خوف ورجا کی تحصیل اور عجب اور ریاء کی حقیقت اور ان کے ازالہ کا طریقہ پوچھا جائے تو ہرگز نہ بتلا سکیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ سے زیادہ ان چیزوں کا ذکر موجود ہے اس تعلیم سے مرید اور سالک طریقت کی زندگی پر خوش گوار اثر مرتب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا تعلق قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے۔ اس کے اندر اتباع سنت کا جذبہ صادقہ اور کاملہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کے شخصی حالات' اس کے اخلاق' اس کے معاملات' سب شریعت کے دائرے میں آجاتے ہیں آخرت کی فوز وفلاح اس کی زندگی کا نصب العین بن جاتی ہے اور دنیا اس کی نگاہ میں بے وقعت اور ہیچ ہو کر رہ جاتی ہے' اس کے اندر مخلوق کی خیر خواہی کا جذبہ اس حد تک پیدا ہو جاتا ہے کہ مخلوق کو ایذاء دینا تو ایک طرف مخلوق کی ایذاء رسانی کے تصور سے بھی اس کی روح کانپ اٹھتی ہے اس کی شخصیت ''ان مردان راہ خدا'' کے زمرہ میں شامل ہو جاتی ہے ''جو دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ'' قسم کے ہوتے ہیں اور وہ ''بادشمناں تلطف بادوستاں مدارا'' کا نہ صرف قائل بلکہ فاعل بھی ہو جاتا ہے سلوک اور معرفت کے جتنے بھی سلسلے ہیں سب کے مشائخ کرام کا ایک ہی طریق کار رہا ہے کہ وہ دلوں کی دنیا آباد کرتے ہیں اور مخلوق کو خالق کے قریب کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اگرچہ ان کا انداز جدا جدا ہی ہو مگر ایک چیز سب کے یہاں قدر مشترک ہے اور وہ اللہ کے ذکر پر مخلوق اور اس کے ذریعے باطن کی اصلاح اور تزکیہ ہے تعمیر انسانیت اور شخصیت سازی کا یہ نسخہ خود حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لیے تجویز فرمایا' جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن بشر بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ نفلی عبادات اتنی زیادہ ہیں کہ میں ان تمام کو ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا آپ میرے لیے کوئی ایسا عمل تجویز فرمادیں کہ میرا شوق بھی پورا ہو جائے اور عبادات نافلہ میں کوئی کمی بھی باقی نہ رہے آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا علاج یہ ہے کہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہے۔ (ترمذی شریف)

یہی بات قرآن کریم میں یوں ارشاد فرمائی گئی:

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ۝ وَسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الاحزاب ۴۱-۴۲)

اے ایمان والو! بہ کثرت اللہ کا ذکر کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ. (آل عمران ۱۹۱) جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر حال میں اور ہر وقت کرو۔ صوفیا کرام اور مشائخ عظام کا کام ہی یہ رہا ہے کہ وہ مختلف طریقوں سے لوگوں کو ذکر الٰہی اور یاد الٰہی کی طرف راغب کرتے ہیں اور اس راستے سے انہیں قرب الٰہی کی منزل تک لے جاتے ہیں جو مومن کا اصلی مقصود ہے اور یہی دونوں جہاں کی کامیابی اور فلاح کی نشانی ہے۔

ہمارے مدارس دینیہ کا مقصد تاسیس ظاہر کی تعمیر اور باطن کی تطہیر دونوں ہے ہمارے اسلاف اور اخلاف اگلے پچھلے بزرگوں کی نظر اس مقصد پر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ دارالعلوم کی فضائیں 'قال اللہ عزوجل وقال الرسول ﷺ کے نغمات سے بھی گونجا کرتی تھیں اور اللہ اللہ کی ضربوں سے بھی معمور ہوتی تھیں۔

ہمارے ان دو عزیز نوجوانوں نے اسی بھولے ہوئے سبق کا احیاء اور تجدید کا بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ استقامت اور اخلاص کی دولت وافر عطا فرمائے۔ آمین (تلخیص مع حذف وتغییر از محاضرہ مولانا ندیم الوری صاحب ضرب مومن ج ۱۵ ص ۳۳)

ایران کا پچھلی صدی میں ایک مشہور مصلح گزرا ہے عقلیات اور فلسفہ کا ماہر اسلامی مفکر مُلّا صدرا وہ تعلیم وتربیت اور تزکیہ نفس کا طریق کار سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اپنے فلسفیانہ انداز میں بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

* پہلا نکتہ: باخود ...... یعنی اپنی ذات کی طرف متوجہ ہونا'
* دوسرا نکتہ: باخدا ...... اللہ کے ساتھ لو لگانا اور اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا'
* تیسرا نکتہ: از خدا بہ خلق ...... اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر مخلوق کی طرف آنا'
* چوتھا نکتہ: خلق بہ خدا ...... اللہ کے بندوں کو اللہ سے ملا دینا۔

پھر ایسا ہے کہ اس مقصد کے حصول کے لیے کتاب ''الاذکار'' جو مختلف نوعیت کے سینکڑوں اذکار استغفارات اور قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں وارد مسنون دعاؤں پر مشتمل جامع ترین کتاب ہے یقین کیجئے بندے کو واقعی اللہ تعالیٰ سے ملانے والی ہے اور اس راہ میں سالک کے لیے مفید اور معاون ثابت ہوسکتی ہے اللہ تعالیٰ پڑھنے' سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آخری بات

یقیناً یہ دنیا دارالعمل اور دارالامتحان ہے جہاں آدمی کے اچھے برے عملوں کی بنیاد پر آخرت میں جنت یا دوزخ کا فیصلہ کیا جائے گا' اس وجہ سے ایک عقل مند آدمی اس دنیا میں ایسا کردار اختیار کرتا ہے جس سے وہ جنت کی منزل کو پا سکے۔

تاہم یہاں ایک اور امر بھی بڑا اہم ہے انسان طبعی طور پر اس چیز کا خواہش مند رہا کہ وہ اس دنیا کو بھی اپنے لیے جنت بنائے یعنی اس کی اس دنیائے فانی کی زندگی بھی راحت اور سکون سے گزرے' بہ ظاہر دنیا کے مسائل اور تکالیف میں یہ ممکن نظر نہیں آتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں بھی ایک ایسا طریقہ بتلا دیا ہے کہ آدمی اس دنیا میں بھی تمام مشکلات اور گوناں گوں مسائل وآلام کے باوجود راحت بھری اور پرسکون زندگی بسر کرسکتا ہے۔ کیسے؟

اللہ تعالیٰ نے اس کا بہت آسان طریق قرآنِ پاک میں ذکر فرمادیا ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے: الابذکر اللہ تطمئن القلوب' دلوں کو اطمینان تو صرف اللہ کے ذکر میں ہے۔

دیکھا جائے تو اس وقت انسانیت کا سب سے بڑا مسئلہ یہی سکون کا فقدان ہے' اور اس کے لیے ساری سعی اور تراثی ہو رہی

ہے‘ کہیں زندگی کو پرسکون بنانے کے لیے گولیاں کھائی جا رہی ہیں تو کہیں گولیاں ماری جا رہی ہیں‘ کہیں حکومت تبدیل کی جا رہی ہے‘ کہیں انقلاب کے نعرے لگ رہے ہیں‘ کہیں ساز و رنگ سے پریشانی کو دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن آدمی کی غلط فہمی یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی ظاہری چیزوں میں سکون تلاش کر رہا ہے‘ اس کی نظر میں ظاہری شان و شوکت اور دولت و منصب کا حصول سکون و راحت کا باعث ہے‘ حقیقت یہ ہے کہ ایسا ممکن نہیں کہ سب کچھ ہونے کے باوجود اس کی پریشانی اور بڑھتی چلے جاتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم حقیقی سکون حاصل کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں وہ راستہ اختیار کرنا ہوگا جو اطمینان اور راحت و سکون کے حصول کے لیے رب تعالیٰ ہمیں بتلاتا ہے‘ اور وہ راستہ صرف اور صرف یہ ہے کہ ہم جہاں ہوں‘ جو کچھ کرتے ہوں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور ذکر سے جوڑے رکھیں‘ اٹھتے بیٹھتے‘ چلتے پھرتے دل میں اس کی یاد کو بسا لیں اور زبان کو ذکر سے تر رکھیں۔ یقین کریں کہ اس سے ہماری دنیا کی زندگی بھی پرسکون ہو جائے گی اور آخرت بھی حسین۔

کیوں نہ ہو وہ کریم خود فرماتا ہے انا جلیس من ذکرنی

”جو شخص مجھے یاد کرتا ہے میں اس کا ہم نشین ہوتا ہوں‘ اللہ! اللہ! سبحان اللہ!“

سچ فرماتے ہیں: سید نصیر الدین نصیر کہ

تسکین کا پیغام ہے اللہ اللہ توحید کا اِک جام ہے اللہ اللہ
قُفل حاجات کی یہ کنجی ہے نصیر اللہ بھی کیا نام ہے اللہ اللہ

غلام نصیر الدین (ناظم تعلیمات)
جامعہ نعیمیہ‘ لاہور

۞۞۞۞۞

مقدمۃ الکتاب

(از مصنف)

تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں جو واحد' قہار' غالب اور بخشنہار ہے' نظامِ کائنات چلانے والا اور رات کو دن میں داخل فرمانے والا ہے' تاکہ اربابِ عقل و دانش غور و فکر کریں' اس ذاتِ کریم نے اپنی مخلوق میں سے جس پر نگاہِ کرم فرمائی' اسے خوابِ غفلت سے بیدار کیا اور زمرۂ اخیار میں داخل فرمالیا' اور اپنے جس بندے پر نگاہِ انتخاب فرمائی اسے گروہِ صالحین میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمادی' جس سے پیار کیا انہیں نورِ باطن سے نواز کر اس دنیا سے بیزار کر دیا تو وہ لوگ اپنے ربِ کریم کی رضاجوئی اور آخرت کی تیاری میں مصروف (Busy) ہو گئے' اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والے اعمال سے پرہیز اور نارِ جہنم سے بچاؤ کے لیے کوشاں ہو گئے' تغایرِ احوال کے وقت اور شب و روز اللہ تعالیٰ کی اطاعت و ذکر میں کمربستہ ہو گئے' پھر ان کے دل بھی انوارِ الٰہیہ کی تجلیات سے منور ہو گئے۔

اپنے ربِ کریم کی جملہ نوازشوں پر بے حد حمد بیان کرتا ہوں اور اس کے مزید فضل و احسان کا خواہاں ہوں' گواہی دیتا ہوں کہ اللہ صاحبِ عظمت کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں' جو وحدہٗ لاشریک' بے نیاز' غالب اور حکمت والا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں' برگزیدہ' محبوب اور خلیل ہیں' بعد از خدا بزرگ اور اوّل و آخر میں سب سے معزز ہیں' آپ ﷺ' تمام انبیاء کرام علیہم السلام' آپ کی آل اور جملہ صالحین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور سلام ہو!

امابعد!

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

فَاذْكُرُونِيْٓ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ:۱۵۲) سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

پھر فرمایا:

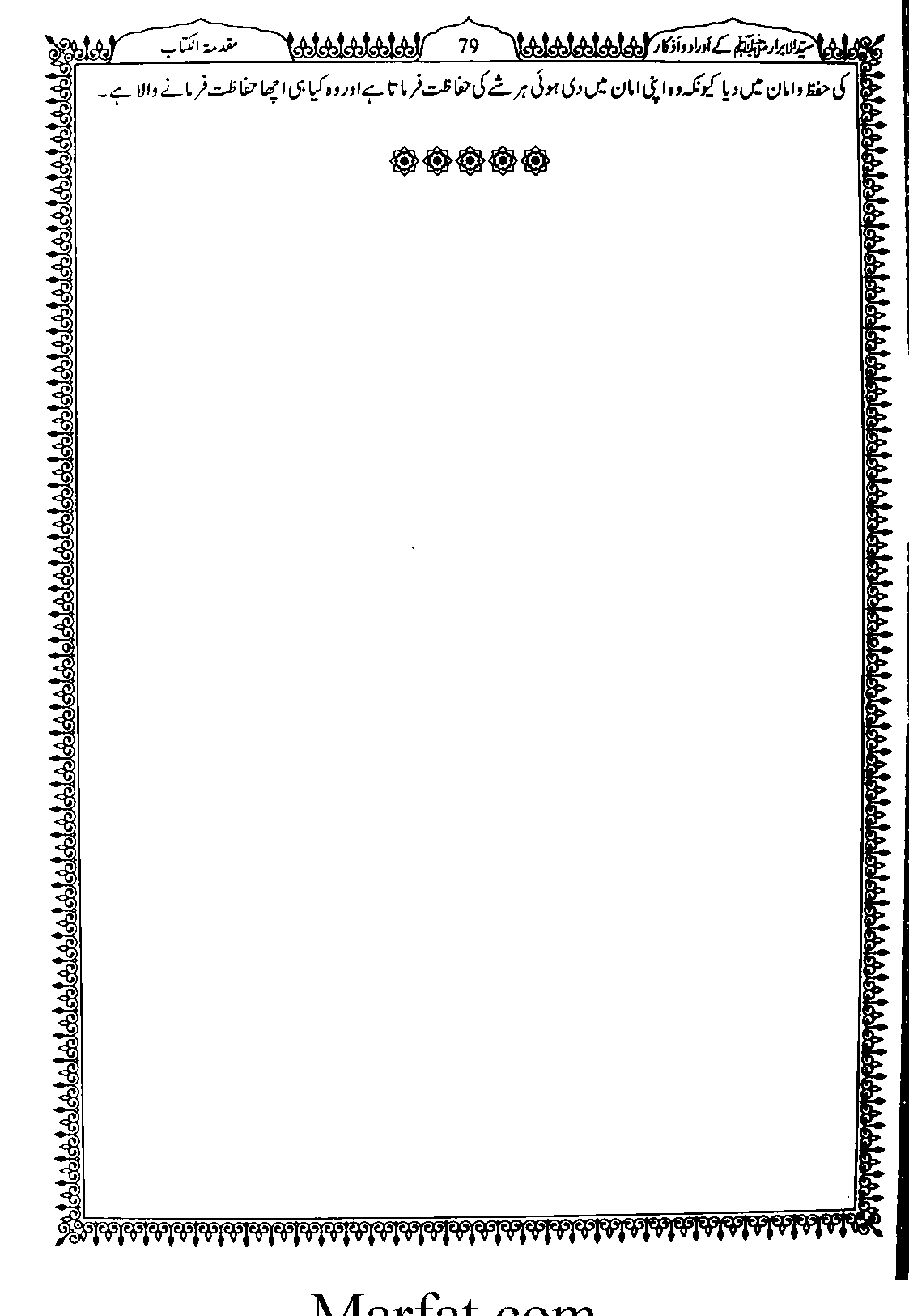
وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِO (الذاریات:۵۶) اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بندے کی بہترین حالت وہ ہے جس میں وہ اپنے ربِ کریم کا ذکر کرتا ہے اور رسولِ اکرم ﷺ سے منقول اَوراد و وظائف پڑھنے میں مشغول رہتا ہے۔

علماء کرام (علیہم الرحمہ) نے شب و روز کے اَوراد و ادعیہ میں کثیر کتب تصنیف فرمائی ہیں' جو اہلِ علم و عرفان کے پیشِ نظر ہیں' مگر ان میں تکرارِ عبادات اور ذکرِ اسانید کے باعث طوالت ہے' جسے دیکھتے ہی سالکین کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔

میں نے متلاشیانِ عرفان کی سہولت کے خیال سے اس کتاب کی تصنیف کا آغاز کر دیا۔ مذکورہ مقاصد کا اختصار میرے پیشِ نظر تھا' تاکہ اہتمام سے وظائف کرنے والے بآسانی استفادہ کر سکیں' اسی اختصار کی خاطر اکثر مقامات پر اسانید حذف کر دوں گا کیونکہ یہ کتاب عبادت گزاروں کے لیے تحریر کی جا رہی ہے' جن کو اسانید کی معرفت سے کوئی سروکار نہیں' بلکہ وہ اسے ناپسند

کرتے ہیں خواہ سند چھوٹی ہی کیوں نہ ہو' سوائے چند ایک لوگوں کے جو سند کے خواہش مند ہوتے ہیں۔
نیز اس کتاب کا مقصد اَوراد و وظائف کی معرفت' ان پر عمل پیرا ہونا اور متلاشیانِ ہدایت کے لیے مقاماتِ وظائف کا تعین کرنا ہے جس کے لیے ذکر اسانید کی ضرورت نہیں ہوتی' البتہ ان اسانید کے عوض ان شاء اللہ تعالیٰ ایسی چیز لاؤں گا جس سے اکثر بے اعتنائی برتی جاتی ہے اور وہ ہے: احادیث کے صحیح' حسن' ضعیف اور منکر ہونے کا بیان' کہ چند محدثین کے علاوہ تقریباً تمام لوگ ان چیزوں کی معرفت کے محتاج ہوتے ہیں' یہی بات زیادہ توجہ کے لائق ہے اور ایک طالب علم حدیث پختہ حفاظِ حدیث' قابلِ اعتماد اور ماہر ائمہ سے یہی تحقیق چاہتا ہے۔
اس کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ علم حدیث کے نفیس جملوں' فقہی مسائل' ضروری قواعد' طرق تہذیب نفوس اور ان آداب کا اضافہ بھی کروں گا' جن کی معرفت سالکین طریقت کے لیے انتہائی ضروری ہے اور یہ تمام اُمور اس انداز سے واضح کروں گا کہ عوام اور طلباء دین کو دشواری نہ ہو۔
[۱] صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کو نیکی اور ہدایت کی دعوت دی' اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ملے گا' اور اس سے نیکو کاروں کے اجر و ثواب میں کمی واقع نہیں ہوگی۔
میں نے اللہ والوں سے تعاون کا پروگرام بنالیا' وہ اس طرح کہ ان کا راستہ آسان کیا جائے' اس کی طرف اشارہ کیا جائے' طریق سلوک واضح کیا جائے اور مکمل راہنمائی کر دی جائے' اس کے لیے کتاب کے آغاز میں اہم فصلیں ترتیب دوں گا' جس کے بشمول صاحبِ کتاب تمام شغف رکھنے والے حاجت مند ہیں۔
اگر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا نام مشہور نہ ہوا تو میں اس کا نام ذکر کر کے ساتھ لفظ صحابی کا اضافہ کر دوں گا تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ صحابی ہیں۔
اس کتاب میں وہ احادیث مبارکہ لاؤں گا جو کتب مشہورہ میں مروی ہیں' وہ کتب جو اصولِ اسلام ہیں اور وہ یہ ہیں:
(۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابوداؤد (۴) سنن ترمذی (۵) سنن نسائی۔
کبھی کبھار ان کتب مشہورہ کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے بھی روایات لے آؤں گا۔
اجزاء اور مسانید سے تو بہت کم مقامات پر روایت نقل کروں گا' اصولِ مشہورہ سے اگر کوئی ضعیف روایت لانا پڑی تو ساتھ ضعف کا بیان کر دوں گا' ان سے اکثر اور غالباً صحیح روایات ہی ذکر کروں گا۔
ان وجوہِ مذکورہ کی بناء پر اُمید رکھتا ہوں کہ میری یہ کتاب لائق استدلال اور قابل اعتماد اصل بن جائے گی۔
پھر ہر باب میں صرف وہی حدیث ذکر کروں گا جس کی مسئلہ پر دلالت ظاہر ہوگی۔
میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں توفیق' انابت' اعانت' ہدایت اور حفاظت کا سوال کرتا ہوں' اور جن بھلائیوں کا ارادہ کر رکھا ہے ان میں آسانی کا طلبگار ہوں اور یہ کہ ہر طرح کی شرافت ہمیشہ نصیب رہے' دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میرے احباب کو جنت میں جمع فرمادے اور مسرتوں کے جملہ اسباب مہیا فرمادے۔
اور اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے' گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت و قدرت صرف اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے' وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے اور اس کی قدرت و ہمت بھی اسی کی طرف سے عطا ہوتی ہے' میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا' اللہ کی رسّی تھام لی' اسی سے مدد مانگی اور اپنا معاملہ اس ذات کریم کے حوالے کر دیا' میں نے اپنا دین' جان' اولاد' بھائی' دوست احباب' جملہ خیر خواہ' تمام مسلمان اور دنیا و آخرت کے تمام انعامات سب کچھ اللہ رب العالمین



کی حفظ و امان میں دیا کیونکہ وہ اپنی امان میں دی ہوئی ہر شے کی حفاظت فرماتا ہے اور وہ کیا ہی اچھا حفاظت فرمانے والا ہے۔

۞۞۞۞۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فصل: تمام تر ظاہری و باطنی اعمال میں حسن نیت اور اخلاص کا حکم

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ. (البینۃ:۵)

اور انہیں یہی حکم دیا گیا کہ وہ اللہ کی عبادت کریں صرف اسی کے لیے اپنے دین کو خالص کر کے' بالکل اسی کی طرف متوجہ ہو کر۔

نیز فرمایا:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ. (الحج:۳۸)

اللہ کو ہرگز نہ پہنچیں گے ان کے گوشت اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس کی بارگاہ میں ضرور پہنچے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اس آیت میں تقویٰ سے مراد نیت ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے' اور ہر انسان کو اس کی نیت کے مطابق اجر ملے گا' تو جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہو گی' اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے' اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کے لیے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہو گی۔ اس کی ہجرت اسی مقصد کے لیے قرار پائے گی جس کے لیے اس نے ہجرت کی ہو گی۔[۲]

علماءِ اسلام کی نظر میں حدیث الباب کی اہمیت

یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی صحت متفق علیہ ہے' اس کے عظیم مقام و مرتبہ پر تمام علماءِ اسلام کا اجماع ہے اور یہ ان احادیث میں سے ہے جو مدارِ اسلام ہیں۔ متقدمین علماء کرام اور ان کے پیروکار مطالعہ کرنے والے کو حسنِ نیت اور اس کی قدر و منزلت سے آگاہ کرنے کے لیے اپنی تصانیف کا آغاز اس حدیث مبارک سے کرنا پسند کرتے تھے' چنانچہ امام ابوسعید عبدالرحمٰن بن مہدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

جو آدمی کتاب تصنیف کرنا چاہے وہ اس حدیث مبارک سے آغاز کرے۔

امام ابوسلیمان خطابی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ہمارے گزشتہ مشائخ کرام ہر دینی کام کا آغاز کرنے سے پہلے حدیث نیت کو ذکر کرنا مستحب جانتے تھے کیونکہ ہر کام میں خلوصِ نیت بہر حال ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

آدمی کی حفاظت اس کی نیت کے مطابق کی جاتی ہے اور دیگر علماء کرام نے فرمایا: لوگوں کو ان کی نیتوں کے مطابق رزق دیا جاتا ہے۔

---

[۲] بخاری: ۱۔۵۴۔۲۵۲۹۔۳۸۹۸۔۵۰۷۰۔۶۶۸۹۔۶۹۵۳' مسلم: ۱۹۰۷' ابوداؤد: ۲۲۰۱' ترمذی: ۱۶۴۷' نسائی ج ۱ ص ۵۹۔۶۰' مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۔۴۳' ابن ماجہ: ۴۲۲۷

صدق اور اخلاص کی تشریح میں علماء اور صوفیاء کے اقوال

حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لوگوں کی خاطر نیک کام چھوڑ دینا ریا کاری ہے اور لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرنا شرک ہے اور اخلاص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان دونوں باتوں سے محفوظ کر لے۔

امام حارث محاسبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

صادق وہ شخص ہے کہ اگر روحانی اصلاح کی خاطر اس کی ساری عزت وعظمت لوگوں کے دلوں سے ختم ہو جائے تو اس کی پرواہ نہ کرے' اور اپنا ذرہ برابر بھی نیک عمل لوگوں پر ظاہر ہونے کو پسند نہ کرے' اور اگر اس کا کوئی گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائے تو گھبرائے نہیں۔

حضرت حذیفہ مرعشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اخلاص یہ ہے کہ جلوت وخلوت میں بندے کے افعال برابر ہوں۔

امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اخلاص یہ ہے کہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت مقصود ہو یعنی بوقت عبادت پیش نظر اللہ تعالیٰ کا قرب ہو نہ کوئی اور چیز' نہ مخلوق کے لیے بناوٹ ہو' نہ لوگوں سے داد وصول کرنا مقصد ہو اور نہ لوگوں سے اپنی مدح وثناء کی خواہش ہو' مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے سوا کوئی اور غرض نہیں ہونی چاہیے۔

حضرت ابو محمد سہل ابن عبداللہ تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دانشوروں نے اخلاص کی تفسیر میں غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچے کہ ظاہر و باطن میں آدمی کا حرکت وسکون اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جس میں نفس اور خواہشاتِ دنیا کی دخل اندازی نہ ہو۔

حضرت استاذ ابوعلی دقاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دکھلاوے سے بچنا اخلاص ہے اور نفس کی موافقت سے بچنا صدق ہے۔ پس مخلص وہ ہوگا جو ریا کار نہ ہو اور صادق وہ شخص ہوگا جو نفس پرست نہ ہو۔

حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اخلاص کی تین علامات ہیں:

(۱) لوگوں کی طرف سے تعریف وتوصیف اور مذمت دونوں کو برابر سمجھنا (۲) نیکیاں کر کے گنتی نہ کرنا (۳) ثواب کی امید آخرت میں رکھنا۔

امام قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خلوت اور جلوت کے معاملات کو برابر جاننا صدق کا ادنیٰ درجہ ہے۔

حضرت سہل تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اپنے آپ کو یا دوسروں کو دھوکا دینے والا صدق کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکے گا۔

صدق واخلاص کی تفسیر میں اور اقوال بھی ہیں' عمل کرنے والے کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

فصل: اعمالِ صالحہ بجالانے کی حتی الامکان کوشش ہونی چاہیے

جس آدمی کو فضائل اعمال سے کوئی روایت پہنچے تو اس پر عمل کرے اگرچہ ایک ہی مرتبہ کرے اسے بالکل نہ چھوڑے بلکہ حسب توفیق عمل کرتا رہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: جب میں تم کو کسی کام کا حکم دوں تو حتی الامکان اس پر عمل کرو۔[۳]

فصل: فضائل اعمال میں حدیث ضعیف کا حکم

محدثین فقہاء اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ فضائل اعمال اور ترغیب وترہیب کے معاملہ میں حدیث ضعیف پر عمل کرنا مستحب ہے۔ جبکہ وہ روایت موضوع نہ ہو (کیونکہ موضوع روایت نا قابل عمل ہوتی ہے)۔

البتہ حلال حرام بیع نکاح طلاق اور ان جیسے دیگر احکام میں حدیث صحیح یا حسن پر ہی عمل کیا جائے گا لیکن ان احکام میں اگر کہیں احتیاط پیش نظر ہو تو حدیث ضعیف بھی قابل عمل ہوگی جیسا کہ بیع اور نکاح کی بعض صورتوں کی کراہت حدیث ضعیف سے ثابت ہے تو ان صورتوں سے بچنا مستحب ہے واجب نہیں۔

نوٹ: حدیث ضعیف کا حکم اس لیے بیان کیا ہے کہ اس کتاب میں احادیث مبارکہ آ رہی ہیں کچھ کے صحیح حسن اور ضعیف ہونے کی تصریح کی جائے گی کہیں رہ بھی سکتی ہے۔ راہنمائی کے لیے قاعدہ ذکر کر دیا ہے۔

فصل: مجالس ذکر میں حاضری کی فضیلت

جس طرح اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ایک پسندیدہ عمل ہے اسی طرح مجالس ذکر میں حاضر ہونا بھی پسندیدہ ہے۔ اس پر بہ کثرت دلائل موجود ہیں جو اپنے مقام پر ان شاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے ان جملہ دلائل میں سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت ہی کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم جنت کے باغوں سے گزرو تو غذا حاصل کر لیا کرو صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: وہ مجالس ذکر ہیں اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مجالسِ ذکر کی تلاش میں گردش میں رہتے ہیں جب وہ ذکر کرنے والوں کے پاس آتے ہیں تو انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں۔[۴]

صحیح مسلم میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام کی ایک محفل میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا: تم یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: ہم یہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے اور جو اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دے کر ہم پر عظیم احسان فرمایا ہے اس کا شکر ادا کرنے کے لیے بیٹھے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بخدا! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: بخدا! ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے تم پر کسی بدگمانی کی وجہ سے تم سے قسم نہیں لی بلکہ ابھی میرے پاس حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے تھے انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہاری وجہ سے فرشتوں کے سامنے فخر فرما رہا ہے۔[۵]

---

[۳] بخاری: ۷۲۸۸ مسلم: ۱۳۳۷ نسائی ج۵ ص۱۱۰۔۱۱۱ مسند احمد ج۲ ص۲۴۷۔۲۵۸۔۴۲۸۔۴۶۷۔۴۴۷۔۵۰۸ ابن ماجہ: ۲ شرح السنہ للبغوی: ۹۸۔۹۹ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ ص۳۲۵۔۳۲۶ سنن دار قطنی ج۲ ص۲۸۱ صحیح ابن حبان: ۱۹ ۲۱ مسند ابی یعلیٰ: ۶۳۰۵

[۴] حلیۃ الاولیاء ج۶ ص۳۵۴ ترمذی: ۳۵۰۵ مسند ابی یعلیٰ: ۳۴۳۲ مسند بزار: ۳۰۶۴ حاکم ج۱ ص۴۹۴۔۴۹۵ مسند احمد ج۳ ص۱۵۰ الدعاء للطبرانی: ۱۸۹۰ الکامل لابن عدی ج۶ ص۲۱۳۸ مسند بزار: ۳۰۶۲۔۳۰۶۳ شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۹ نتائج الافکار ج۱ ص۱۶۔۲۳

[۵] مسلم: ۲۷۰۱ ترمذی: ۳۳۷۹ نسائی ج۸ ص۲۴۹ مسند احمد ج۴ ص۹۲ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۳۰۵۔۳۰۶ شعب الایمان للبیہقی: ۵۳۲ الدعاء للطبرانی: ۱۸۹۲ الکبیر ج۱۹ ص۳۱۱ صحیح ابن حبان: ۸۱۰

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ گواہی دی کہ آپ نے فرمایا: جو قوم بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لیے بیٹھتی ہے فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنی آغوش میں لے لیتی ہے' اور ان پر سکینہ کا نزول ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔[۶]

فصل: ذکر میں دل اور زبان دونوں کو شامل کرنا افضل ہے

ذکر دل سے بھی ہوتا ہے اور زبان سے بھی جبکہ افضل وہ ذکر ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو' اگر ذکر کرنے والا ایک پر اکتفاء کرنا چاہے تو دل کا ذکر افضل ہے' اور دل سے ذکر کرنا اور زبان کا ذکر اس خوف سے ترک کر دینا کہ لوگ ریاکاری سمجھیں گے' یہ بالکل نامناسب بات ہے' بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی میں دل اور زبان دونوں سے ذکر کرتے رہنا چاہیے' ابھی ہم نے حضرت فضیل ابن عیاض علیہ الرحمہ کا قول ذکر کیا تھا کہ لوگوں کی خاطر نیک کام چھوڑ دینا بھی ریاکاری ہے' اگر انسان لوگوں کا لحاظ کرنے اور ان کے فاسد خیالات سے بچنے کا ایک دروازہ کھولے گا تو نیکیوں کے کئی دروازے اپنے لیے بند کر لے گا' اور کئی اہم ترین دینی فوائد برباد کر لے گا اور ایسا کرنا عارفین کا طریقہ نہیں ہے۔

امام بخاری و مسلم علیہما الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا. (الاسراء: ۱۱۰) اور آپ اپنی نماز میں نہ بہت زیادہ بلند آواز سے پڑھیں اور نہ بالکل آہستہ۔

یہ آیت مبارکہ دعا کے متعلق نازل ہوئی ہے۔[۷]

فصل: مجالسِ ذکر کے مصادیق

حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کرام نے فرمایا کہ ذکر کی فضیلت تسبیح وتہلیل اور تحمید وتکبیر میں منحصر نہیں بلکہ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کوئی نیک عمل کرے' وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا ہے۔

حضرت عطاء علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جن مجالس میں حلال وحرام کا بیان ہو' خرید وفروخت کے شرعی مسائل بیان ہوں اور نماز' روزہ' حج' نکاح اور طلاق وغیرہ کے احکام بیان ہوں' وہ بھی ذکر کی مجالس ہیں۔

کثرت سے ذکر کرنے والوں کا مصداق اور ان کی فضیلت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کو بہت یاد

[۶] مسلم: ۲۷۰۰' ترمذی: ۳۳۷۵' مسند احمد ج ۳ ص ۳۳-۴۹-۹۲-۹۴' ابن ماجہ: ۳۷۹۱' مسند ابی یعلیٰ: ۱۲۵۲' شعب الایمان: ۵۳۰' صحیح ابن حبان: ۸۵۲' مسند ابی یعلیٰ: ۶۱۵۷

[۷] بخاری: ۴۷۲۳-۷۴۹۰-۷۵۲۶' مسلم: ۴۴۷' ترمذی: ۳۱۴۵' نسائی ج ۲ ص ۱۷۷-۱۷۸' طبرانی: ۱۲۴۵۳

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا O (الاحزاب:۳۵)

کرنے والے مرد اور (اللہ کو بہت) یاد کرنے والی عورتیں اللہ نے ان (سب) کے لیے بخشش اور بہت بڑا ثواب تیار کیا ہے O

امام مسلم علیہ الرحمہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مفرّدون سبقت لے گئے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مفردون کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے مرد اور عورتیں۔[۸]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کی صرفی تحقیق

لفظ "مـفـردون" را کی تشدید کے ساتھ باب تفعیل سے اسم مفعول اور تخفیف کے ساتھ باب افعال سے اسم مفعول دونوں طرح مروی ہے لیکن جمہور کے نزدیک مشہور را کی تخفیف کے ساتھ ہے۔

آیت مذکورہ کی تفسیر میں اقوالِ مفسرین

اس آیہ مبارکہ کی معرفت کا صاحب کتاب نے خصوصی اہتمام فرمایا ہے۔ اس کی تفسیر میں اختلاف ہے۔ چنانچہ امام ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس آیت مبارکہ کا مصداق وہ لوگ ہیں جو ہر نماز کے بعد اور صبح و شام اور بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں' اور جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں یا گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت مجاہد علیہ الرحمہ نے فرمایا:

جب تک بندہ اُٹھتے' بیٹھتے اور لیٹتے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرتا رہے' اس کا شمار کثرت سے ذکر کرنے والوں میں نہیں ہوگا۔

حضرت عطاء علیہ الرحمہ نے فرمایا:

جس نے پانچوں نمازیں جملہ لوازم کے ساتھ ادا کیں' وہ بھی کثرت سے ذکر کرنے والوں میں شامل ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رات کے وقت مرد اپنی بیوی کو جگائے تو وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مکمل دو رکعتیں پڑھ لیں تو ان کا نام کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

یہ حدیث مشہور ہے' اسے امام ابوداؤد' نسائی اور ابن ماجہ علیہم الرحمہ نے اپنی اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔[۹]

امام ابوعمرو ابن صلاح علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ کتنی مقدار ذکر کرنے سے انسان کثرت سے ذکر کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جب ان اذکار کا مسلسل وظیفہ کرے جو دن اور رات کے مختلف احوال اور اوقات میں منقول ہیں اور جن کو کتاب "عمل الیوم واللیلۃ" میں بیان کیا گیا ہے تو اس کا شمار کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں میں ہو جاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

[۸] مسلم:۲۶۷۶' ترمذی:۳۵۹۰' مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۳۔۴۱۱' الحاکم ج ۱ ص ۴۹۵' شعب الایمان للبیہقی:۵۰۵' صحیح ابن حبان:۸۵۵

[۹] ابوداؤد:۱۳۰۹۔۱۴۵۱' ابن ماجہ:۱۳۳۵' مسند احمد ج ۳ ص ۷۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۵۰۱' صحیح ابن حبان:۲۵۶۵۔۲۵۶۸' الحاکم ج ۲ ص ۴۱۶' مسند ابی یعلیٰ:۱۱۱۲' نتائج الافکار ج ۱ ص ۳۶

فصل: حیض ونفاس والی عورت اور جُنبی کے لیے ذکر اور تلاوت کا حکم

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بے وضو اور جنبی آدمی اور حیض ونفاس والی عورت کے لیے دل اور زبان دونوں سے ذکر کرنا جائز ہے اور اسی طرح ''سبحان اللّٰہ' الحمد للّٰہ ' لا الٰہ الا اللّٰہ' اللّٰہ اکبر'' درود پاک اور دیگر دعائیں پڑھنا بھی جائز ہے۔

لیکن جنبی آدمی اور حیض ونفاس والی عورت کے لیے قرآن پاک کی تلاوت کرنا حرام ہے' تلاوت تھوڑی ہو یا زیادہ' حتیٰ کہ آیت مبارکہ کے کچھ حصہ کی تلاوت بھی حرام ہے۔ البتہ ان لوگوں کے لیے زبان کا استعمال کیے بغیر صرف دل میں قرآن پاک کا تصور لانا جائز ہے۔ اسی طرح قرآن کی زیارت کرنا اور دل میں بار بار تصور لانا جائز ہے۔ ہمارے علماء کرام نے فرمایا کہ جنبی مرد اور حیض ونفاس والی عورت کسی مصیبت کے وقت درج ذیل دعائیں پڑھ سکتے ہیں:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. (البقرہ:۱۵۶) بے شک ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اور سوار ہوتے وقت:

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَلَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَO (الزخرف:۱۳) پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارا تابع بنا دیا اور ہم اسے اپنا تابع کرنے کی قوت نہ رکھتے تھےO

اور دعا کے وقت:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (البقرہ:۲۰۱) اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور نار جہنم کے عذاب سے بچا۔

مذکورہ دعائیں اس وقت پڑھ سکتے ہیں جبکہ تلاوتِ قرآن کی نیت نہ ہو' اسی طرح بسم اللہ اور الحمد للہ بھی پڑھ سکتے ہیں' ذکر کی نیت سے پڑھیں یا بالکل کوئی نیت نہ ہو' تلاوتِ قرآن کی نیت نہیں ہونی چاہیے۔ گناہ گار صرف اسی صورت میں ہوں گے جب تلاوت کی نیت ہوگی۔

اور جن آیات کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے' ان کی تلاوت بھی کر سکتے ہیں۔ جیسے:

اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا. شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت جب زنا کریں تو ان دونوں کو رجم کرو۔

اور اگر یہ لوگ کسی دوسرے انسان سے کہیں:

خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ. (مریم:۱۲) پوری قوت کے ساتھ کتاب تھام لو۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْنَ. (الحجر:۴۶) تم ان میں داخل ہو جاؤ' سلامتی کے ساتھ بے خوف ہو کر۔

یا اس طرح کا کوئی جملہ بولیں (جو قرآن پاک کی آیت بھی ہو) اس میں اگر تلاوتِ قرآن کی نیت نہ ہو تو جائز ہے۔[۱۰]

جنبی اور حائض پانی نہ پائیں تو تیمم کریں

اگر جنبی اور حیض ونفاس والی عورت حصولِ طہارت کے لیے پانی نہ پائیں تو تیمم کر لیں' اب ان کے لیے تلاوت جائز

[۱۰] الاذکار للنواوی: ۸-۲۳۳' جامع الاصول ج ۳ ص ۹۴-۴۹۵

ہو جائے گی اور اگر تیمم کے بعد طہارت ٹوٹ گئی پھر بھی تلاوت بدستور جائز رہے گی۔ جیسے غسل کے بعد بے وضو ہونے سے تلاوت حرام نہیں ہوتی۔

اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ تیمم شہر میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا ہو یا سفر میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا ہو' پھر ایسے تیمم کے بعد اگر چہ طہارت ٹوٹ جائے' تلاوت بدستور جائز رہے گی۔

ہمارے بعض علماء کرام نے کہا کہ اگر شہر میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا ہو تو نماز پڑھ سکتا ہے' نماز میں تلاوت بھی کر سکتا ہے جبکہ نماز سے باہر تلاوت نہیں کر سکتا اور صحیح وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے' کیونکہ تیمم غسل کے قائم مقام ہے۔

اگر جنبی آدمی نے تیمم کیا پھر وہ پانی کے استعمال پر قادر ہو گیا تو اب اس کے لیے پانی استعمال کرنا واجب ہے' جب تک وہ غسل نہ کرلے' تلاوتِ قرآن پاک اور ہر وہ کام جو جنبی کے لیے جائز نہیں وہ اس کے لیے حرام ہوگا۔

اور اگر اس نے تیمم کیا اور نماز ادا کی اور قرآن پاک کی تلاوت کی' پھر اسے حدث لاحق ہوا (یعنی وضو توڑنے والا کوئی سبب پایا گیا) یا کسی دوسرے فرض کی ادائیگی کے لیے یا کسی اور غرض سے تیمم کیا تو اب بھی اس کے لیے تلاوتِ قرآن جائز ہو گی یہی مذہب صحیح اور مختار ہے' ہمارے بعض علماء (شوافع) دلیل سے ثابت کرتے ہیں کہ اس صورت میں تلاوت حرام ہے' جبکہ ان کی دلیل کمزور ہے۔ ٭

٭ ایک تیمم سے متعدد فرائض ادا کیے جاسکتے ہیں

ایک تیمم سے صرف ایک فرض ادا کرنا اور دوسری فرض نماز کے لیے نیا تیمم کرنا' یہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب ہے جبکہ علماء احناف کے نزدیک ایک تیمم سے متعدد فرائض ادا کیے جاسکتے ہیں' دوسری فرض نماز کے لیے نئے تیمم کی ضرورت نہیں۔ (مترجم)

جنبی آدمی پانی اور مٹی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو کیا کرے؟

جنبی آدمی پانی اور مٹی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو وقت کی حرمت کا لحاظ کرتے ہوئے جس حال میں ہو' نماز ادا کرے اور نماز کے علاوہ قرآن کریم کی تلاوت اس کے لیے حرام ہے' اور نماز کے اندر بھی سورۂ فاتحہ سے زائد قراءت اس کے لیے حرام ہو گی۔ سورۂ فاتحہ کے بارے میں دو مذہب ہیں: پہلا اور زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ سورۃ فاتحہ کی قراءت حرام نہیں ہے بلکہ واجب ہے' کیونکہ اس کے بغیر نماز درست نہیں ہے' اور جیسے ضرورت کے پیش نظر نماز جائز ہے' اسی طرح سورۂ فاتحہ کی قراءت بھی کی جائے گی۔

دوسرا مذہب یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قراءت حرام ہے اور اس کی جگہ دوسرے اذکار و وظائف پڑھے جائیں گے' جس طرح وہ شخص پڑھتا ہے جو قرآن کریم کی صحیح تلاوت نہیں کر سکتا۔

یہ چند فقہی مسائل ہیں جن کو مذکورہ گفتگو سے متعلق ہونے کی بنا پر اختصار کے ساتھ یہاں ذکر کر دیا ہے' تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔ ٭٭

٭٭ مسئلہ مذکورہ میں مذہب احناف

جنبی آدمی پانی اور مٹی کے استعمال پر قادر نہ ہو تو کیا کرے؟ اس مسئلہ میں شوافع کا مذہب آپ پڑھ چکے ہیں جبکہ علماء احناف کا مذہب یہ ہے کہ وقت کے احترام کے پیش نظر نماز کی سی صورت بنائے اور تمام حرکات نماز بلانیت بجالائے اور قراءت بالکل نہ کرے۔ بعد میں طہارت حاصل کر کے اس نماز کی قضاء کرے۔ (مترجم)

(بحوالہ فتاویٰ شامی ج ا ص ۱۸۵ ' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ ' کوئٹہ)

فصل: مجلس ذکر میں باادب بیٹھنا افضل ہے

ذکر کرنے والے کی ہیئت مؤدبانہ ہونی چاہیے' اگر بیٹھ کر ذکر کرے تو روبقبلہ ہو جائے اور عاجزی اور خشوع وخضوع کرتے ہوئے سکون اور وقار سے سر جھکا کر بیٹھے اور اگر ان احوال کے علاوہ کسی اور حالت میں ذکر کرے (مثلاً کھڑا ہو کر یا لیٹ کر یا چلتے پھرتے) تو بھی مکروہ نہیں لیکن اگر بلاوجہ ہو تو خلاف اولیٰ ضرور ہے۔ عدم کراہت پر دلیل یہ آیت مبارکہ ہے:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۝ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ.

بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں ۝ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں وہ غور کرتے ہیں۔

(آل عمران: ۱۹۰۔۱۹۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میری گود کو تکیہ بنا کر قرآن کریم کی تلاوت فرماتے حالانکہ میں حالت حیض میں ہوتی۔[۱۱]

اور ایک روایت اس طرح ہے کہ آپ کا سر مبارک میری گود میں ہوتا اور میں حالت حیض میں ہوتی۔ ایک اور روایت اس طرح بھی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں چارپائی پر لیٹ کر بھی اپنا وظیفہ پڑھ لیا کرتی ہوں۔[۱۲]

جس جگہ ذکر ہو رہا ہو' اس کا پاک وصاف ہونا ضروری ہے

ذکر اور جس ہستی کا ذکر کیا جائے' دونوں کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ جگہ پاک وصاف ہو' اسی لیے مساجد اور محترم مقامات میں ذکر کی تعریف کی گئی ہے۔ امام ابو میسرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

پاک وصاف جگہ کے سوا اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح منہ کی صفائی بھی ضروری ہے' اگر مسواک کی ضرورت ہو تو مسواک کرے اور اگر منہ پلید ہو تو پانی سے دھو کر نجاست زائل کرے اور اگر منہ دھوئے بغیر ذکر شروع کر دیا تو حرام نہیں لیکن مکروہ ضرور ہوگا۔ اسی طرح پلید منہ سے قرآن پاک کی تلاوت بھی مکروہ ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارے علماء کرام کے دو مذہب ہیں' جن میں سے زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے۔

وہ احوال جن میں ذکر مکروہ ہے

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہر حال میں بہتر ہے لیکن جن احوال میں شریعت مطہرہ نے ذکر سے منع کر دیا ہے' ان میں ذکر نہیں کیا جائے گا۔ اشارۃً کچھ احوال کا ذکر کیے دیتے ہیں' تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ علیحدہ مستقل باب میں ہوگی۔

قضائے حاجت کے لیے بیٹھ کر ذکر کرنا مکروہ ہے' اسی طرح حالت جماع میں بھی ذکر مکروہ ہے اور حالت خطبہ میں جبکہ خطیب کی آواز سنی جا رہی ہو اور نماز میں قیام کی حالت میں بھی ذکر مکروہ ہے بلکہ اس وقت تو قراءت کی جائے گی اور اونگھنے کے وقت بھی ذکر مکروہ ہے' جبکہ راستے میں چلتے ہوئے یا حمام میں ذکر مکروہ نہیں ہے۔ ✱

[۱۱] بخاری: ۲۹۷۔۷۵۴۹' مسلم: ۳۰۱' ابوداؤد: ۲۶۰' نسائی ج ا ص ۱۹۱' ابن ماجہ: ۶۳۴' مسند احمد ج ۶ ص ۶۹۔۱۴۷۔۱۹۰۔۲۰۴' شرح السنۃ للبغوی: ۳۰۹

* فائدہ: حمام سے مراد غسل کے لیے مخصوص کی ہوئی وہ جگہ ہے جہاں لباس سمیت یا کم از کم ستر ڈھانپ کر غسل کیا جاتا ہے' زمانہ گزشتہ میں اس قسم کے حمام اکثر کھلی فضا میں بنائے جاتے تھے۔ غسل کر لینے کے بعد چونکہ یہ جگہ پاک رہتی ہے' لہٰذا کسی نے یہاں ذکر کر لیا تو مکروہ نہیں ہوگا۔

حمام سے موجودہ غسل خانے مراد نہیں ہیں جن میں برہنہ ہو کر غسل کیا جاتا ہے' کیونکہ برہنہ ہو کر غسل خانے میں ذکر کرنا مکروہ ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقال شرنبلالی و يستحب ان لا يتكلم بكلام مطلقا' اما كلام الناس فلكراهته حال الكشف واما الدعاء فلانه في مصب المستعمل ومحل الاقذار والاوحال. (ردالمحتار ج۱ ص۱۷۵)

علامہ شرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ (غسل خانے میں) کسی قسم کی گفتگو نہ کرے' دنیاوی گفتگو اس لیے نہ کرے کہ برہنہ ہونے کی حالت میں مکروہ ہے اور (ذکر و) دعا اس لیے نہ کرے کہ یہ مقام مستعمل پانی گرنے اور نجاست اور کیچڑ کا ہے۔

علامہ ابن نجیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ويسمى قبل الاستنجاء وبعده هو الصحيح الامع الانكشاف وفي موضع النجاسة. (البحر الرائق ج۱ ص۱۸)

صحیح مذہب کے مطابق استنجاء سے پہلے اور بعد بسم اللہ شریف پڑھ سکتا ہے مگر برہنہ ہونے کی حالت میں اور ناپاک جگہ پر نہیں پڑھ سکتا۔ (مترجم)

فصل: الفاظ ذکر کے معانی میں غور وفکر مفید ہے

ذکر سے مقصود حضور قلب ہے لہٰذا ذکر کرنے والے کو اس کی کوشش کرنی چاہیے اور الفاظ ذکر کے معانی میں تدبر اور غور وفکر کرنا چاہیے کیونکہ تلاوت قرآن کی طرح ذکر میں بھی تدبر ضروری اور مطلوب ہے' اسی لیے معنی مقصود یعنی حضور قلبی میں دونوں مشترک ہیں' اسی واسطے مذہب مختار کے مطابق ذکر کرتے وقت ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' میں ''لَا'' کو کھینچ کر پڑھنا مستحب ہے کیونکہ اس میں بھی تدبر وفکر ہے' اس مسئلہ میں علماء کے مختلف اقوال مشہور ہیں۔

وظیفہ ذکر کا خاص وقت گزر جائے تو بعد میں پڑھ لے

جو آدمی وظیفہ ذکر کسی مقررہ وقت میں کرتا ہو' رات یا دن میں یا کسی نماز کے بعد یا کوئی اور وقت ہو اور وہ وقت گزر جائے تو اس وظیفہ کا تدارک کرے اور جب بھی وقت ملے اس کو پڑھ لے' اسے بالکل ترک نہ کرے کیونکہ جب باقاعدہ پڑھنے کی عادت ہو جائے گی تو کبھی بھی جان بوجھ کر اسے ترک نہیں کرے گا' اور اگر وقت گزرنے پر سستی کرے گا تو وقت کے اندر وظیفہ ضائع کرنا' اس کے لیے آسان ہو جائے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کا سونے کی وجہ سے کچھ یا مکمل وظیفہ رہ گیا اور اس نے فجر یا ظہر کی نماز کے دوران اسے پڑھ لیا تو اس کا نام رات کو پڑھنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔[۱۳]

[۱۳] مسلم: ۷۴۷' موطأ ج۱ ص۲۰۰' ابوداؤد: ۱۳۱۳' ترمذی: ۵۸۱' نسائی ج۳ ص۲۵۹' ابن ماجہ: ۱۳۴۳' سنن دارمی: ۱۴۸۶' مسند احمد ج۱ ص۲۲۰۔۳۴۷' مسند ابی علی: ۲۳۵' شرح السنۃ للبغوی: ۹۸۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ ص۴۸۳۔۴۸۵' شعب الایمان للبیہقی: ۱۳۶۲' صحیح ابن حبان: ۲۶۴۳

فصل: وہ عوارض جن کی موجودگی میں ذکر روک دینا مستحب ہے

ذکر کرنے والے کو جب سلام کیا جائے تو اس کا جواب دے پھر دوبارہ ذکر شروع کر لے۔ جب اس کے پاس کسی کو چھینک آئے تو اسے ''یرحمك الله'' کہہ کر دعا دے پھر دوبارہ ذکر شروع کرے اسی طرح خطبہ سنتے وقت اور اذان واقامت کا جواب دیتے وقت اور بُرائی کا ازالہ اور نیکی کی ہدایت کرتے وقت اور کسی مسئلہ پوچھنے والے کو جواب دیتے وقت ذکر روک دینا مستحب ہے پھر دوبارہ شروع کر لے اسی طرح اگر نیند وغیرہ کا غلبہ ہو تو بھی ذکر روک دینا چاہیے فارغ ہو کر دوبارہ شروع کر لے۔

فصل: کلماتِ ذکر کی زبان سے ادائیگی ضروری ہے

نماز کے اندر یا اس کے علاوہ جتنے بھی اَوراد و وظائف ہیں جب تک زبان سے ان کا تلفظ نہ کیا جائے ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور زبان سے ادائیگی اس طرح ہو کہ اگر سماعت درست ہو کوئی رکاوٹ نہ ہو تو خود کو آواز سنائی دے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ کی جانب سے ایک وضاحت

بہت زیادہ ائمہ کرام نے شب و روز کے وظائف میں کئی عمدہ کتب تصنیف فرمائی ہیں اور جو اذکار ان میں بیان کیے ہیں انہیں متصل اسانید اور متعدد طرق سے روایت کیا ہے۔ ان سب میں بہترین کتاب امام ابوعبدالرحمٰن نسائی کی ''عمل الیوم واللیلۃ'' ہے اور سب سے زیادہ فوائد پر مشتمل اور نفیس ترین کتاب امام ابوبکر احمد ابن محمد ابن اسحاق سنی رضی اللہ عنہ کی ''عمل الیوم واللیلۃ'' ہے اور میں نے امام ابن سنی کی مکمل کتاب کی سماعت اپنے شیخ امام حافظ ابوالبقا خالد ابن یوسف ابن سعد ابن حسن رضی اللہ عنہ سے کی انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی امام علاء ابوالیمن زید ابن حسن ابن زید ابن حسن کندی (متوفی ۶۰۲ھ) نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی شیخ امام ابوالحسن سعد خیر ابن محمد ابن سہل انصاری نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی شیخ امام ابومحمد عبدالرحمٰن ابن سعد ابن احمد ابن حسن دُونی نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی قاضی ابونصر احمد ابن حسین ابن محمد ابن کسار دینوری نے۔ انہوں نے کہا: ہمیں خبر دی شیخ ابوبکر احمد ابن محمد ابن اسحاق سنی نے۔ رحمہم اللہ علیہم اجمعین!

اس جگہ میں نے اس اسناد کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ میں اپنے شیخ ابن سنی علیہ الرحمہ کی کتاب سے ان شاء اللہ کچھ جملے نقل کروں گا۔ میں نے چاہا کہ کتاب شیخ کی سند پہلے بیان کر دوں کیونکہ ائمہ حدیث اور دیگر علماء کے نزدیک سند بیان کرنا پسندیدہ عمل ہے۔ اور اس کتاب یعنی عمل الیوم واللیلۃ کی سند کا خصوصیت کے ساتھ ذکر اس لیے کیا ہے کہ یہ کتاب اس فن کی تمام کتابوں کی جامع ہے وگرنہ جو روایات بھی اپنی کتاب میں ذکر کروں گا میرے پاس الحمدللہ ان کی صحیح متصل اَسناد موجود ہیں کوئی شاذ و نادر ہی ہوگی جس کی سند متصل نہ ہو ان میں کچھ روایات وہ ہیں جو میں ان پانچ کتابوں سے ذکر کروں گا جو اصولِ اسلام ہیں جو درج ذیل ہیں: (۱) صحیح بخاری (۲) صحیح مسلم (۳) سنن ابوداؤد (۴) سنن نسائی (۵) سنن ترمذی۔

ان کے علاوہ بھی کچھ مسانید اور سنن کی کتابیں ہیں جیسے موطأ امام مالک مسند امام احمد ابن حنبل مسند ابوعوانہ سنن ابن ماجہ سنن دارقطنی اور سنن بیہقی اور ان کے علاوہ دیگر کتابیں اور اجزاء ہیں آپ ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب دیکھیں گے۔ ان تمام مذکورہ کتابوں کو الحمدللہ میں ایسی اسناد کے ساتھ روایت کروں گا جو ان کے مؤلفین تک صحیح متصل ہوں گی۔

فصل: دوسری وضاحت اور اس کے ضمن میں ایک اہم فائدہ

جو احادیث مبارکہ میں اس کتاب میں بیان کروں گا ماقبل بیان کردہ مشہور اور غیر مشہور کتابوں تک ان کی سند پہنچاؤں گا

پھر جو روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں کی ہوگی یا ان میں سے ایک کی ہوگی' اسے ان تک پہنچا کر چھوڑ دوں گا کیونکہ غرض اس روایت کی صحت کا بیان ہے اور وہ اتنی مقدار سے حاصل ہو جائے گا کیونکہ ان دونوں کتابوں کی تمام روایات صحیح ہیں اور دیگر روایات کی سند سنن اور ان جیسی دوسری کتابوں تک بیان کروں گا' ساتھ ساتھ ان کے صحیح اور حسن ہونے کا بیان بھی ہوگا اور اگر اکثر مقامات پر ضعف ہوا تو اس کا بیان بھی ہوگا۔ اور (بتقاضائے بشریت) صحیح' حسن اور ضعیف ہونے کے بیان سے غفلت بھی ہو سکتی ہے۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کا بیان کردہ ایک مفید ضابطہ

میں نے کثیر روایات سنن ابوداؤد سے نقل کی ہیں اور امام ابوداؤد سے میں نے ایک قول اس طرح روایت کیا ہے' آپ نے فرمایا:

میں نے اپنی کتاب میں جو روایات ذکر کی ہیں' کچھ صحیح ہیں اور کچھ صحیح کے مشابہ اور قریب ہیں اور جس میں زیادہ ضعف ہے' میں نے اس کو بیان کر دیا ہے اور جس کے بارے میں کچھ بیان نہ کروں تو وہ صحیح ہوگی اور ان میں سے بعض بعض سے زیادہ صحیح ہوں گی۔

یہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کا کلام ہے اور اس میں صاحب کتاب اور دیگر مصنفین کے لیے ایک اہم ترین فائدہ ہے' وہ یہ کہ جس روایت کو امام ابوداؤد اپنی سنن میں بیان کریں اور اس کے ضعف کو بیان نہ کریں تو وہ ان کے نزدیک صحیح یا حسن ہوگی۔ اور احکام میں ان دونوں کو دلیل بنایا جا سکتا ہے' جب احکام میں دلیل بن سکتی ہیں تو فضائل میں بطریق اولیٰ دلیل بن جائیں گی۔

جب یہ قاعدہ ذہن نشین ہو گیا تو جان لیجئے کہ جہاں بھی آپ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث مبارک دیکھیں اور اس کا ضعف بیان نہ کیا گیا ہو تو وہ حدیث ضعیف نہیں ہوگی۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

مجھے مناسب معلوم ہوا کہ کتاب کے آغاز میں مطلقاً فضیلتِ ذکر میں ایک باب بیان کروں' جس میں بطور تمہید کچھ اطراف احادیث بیان کروں' پھر مقصود کتاب کے ابواب میں بیان کروں گا اور کتاب کا اختتام ان شاء اللہ تعالیٰ باب استغفار سے کروں گا' نیک فالی کے طور پر کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ کے وقت ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے گا اور وہی توفیق دینے والا ہے اور اسی پر وثوق ہے اور اسی پر توکل اور اعتماد ہے اور تمام معاملات اسی کے سپرد ہیں۔

باب: اس ذکر کی فضیلت کا بیان جس کے لیے وقت مقرر نہیں ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ. (العنکبوت: ۴۵)

اور بے شک اللہ تعالیٰ کا ذکر (ہر ذکر سے) بہت بڑا ہے۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ: ۱۵۲)

تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

اور ارشاد فرماتا ہے:

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَO لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَO (الصافات: ۱۴۳۔۱۴۴)

تو اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتےO تو ضرور اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے اس دن تک جس میں لوگ اٹھائے جائیں گےO

اور ارشاد فرماتا ہے:

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَO (الانبیاء:۲۰) رات اور دن اس کی پاکی بیان کرتے ہیں (اور ذرا) سستی نہیں کرتےO

احادیث مبارکہ سے ذکر کی فضیلت کا بیان

امام المحدثین ابوعبداللہ محمد ابن اسماعیل بخاری اور امام المحدثین ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری رحمہما اللہ اپنی اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو کلمے زبان پر ہلکے' ترازو میں بھارے اور اللہ تعالیٰ کو بہت پیارے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے' اللہ عظمت والا پاک ہے۔ [۱۴]

فائدہ: ابوہریرہ آپ کی کنیت ہے جبکہ تیس اقوال میں سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن صخر ہے۔

صحیح بخاری کی یہ آخری حدیث مبارک ہے۔

صحیح مسلم میں' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب کلام کی تمہیں خبر نہ دوں؟ بے شک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ محبوب کلام ''سبحان اللّٰہ وبحمدہ'' ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون سا کلام افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جو کلام اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے منتخب فرمایا اور وہ ہے: ''سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ'' (اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے)۔ [۱۵]

صحیح مسلم میں' حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو چار کلمات ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اللہ تعالیٰ پاک ہے' اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

اور تم جس کلمہ سے بھی آغاز کرو گے' فائدہ ہی ہوگا۔ [۱۶]

صحیح مسلم میں' حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پاکیزگی جزوِ ایمان ہے اور الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے اور سبحان اللہ اور الحمد للہ دونوں یا ان میں سے ایک آسمانوں سے لے کر زمین تک فاصلے کو بھر دیتے ہیں۔ [۱۷]

---

[۱۴] بخاری: ۶۴۰۶۔ ۶۶۸۲۔ ۷۵۶۳' مسلم: ۲۶۹۴' ترمذی: ۳۴۶۳' ابن ماجہ: ۲۶۹۳' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۲' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۳۰' صحیح ابن حبان: ۸۴۸' شعب الایمان للبیہقی: ۵۹۱' الدعاء للطبرانی: ۱۶۹۲' مسند ابی یعلیٰ: ۶۰۹۶' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۶۴

[۱۵] مسلم: ۸۵۔ ۲۷۳۱' ترمذی: ۳۵۸۷' مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۲۳۔ ۸۲۵' الحاکم ج ۱ ص ۵۰۱' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۹۰۔ ۲۹۱' الدعاء للطبرانی: ۱۶۷۷۔ ۱۶۷۸

[۱۶] مسلم: ۲۱۳۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۴۵۔ ۸۴۷' مسند احمد ج ۵ ص ۱۰' ۱۱۔ ۲۰۔ ۲۱' ابن ماجہ: ۳۸۱۱' الکبیر للطبرانی: ۶۷۹۱' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۷۶' شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۱' الدعاء للطبرانی: ۱۶۸۷' المعجم الکبیر للطبرانی: ۶۷۹۱۔ ۶۷۹۲' المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۷۱۴' صحیح ابن حبان: ۸۳۲۔ ۸۳۶

[۱۷] مسلم: ۲۲۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۶۸۔ ۱۶۹' ترمذی: ۳۵۱۲' نسائی ج ۵ ص ۵۔ ۶' مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴' سنن دارمی: ۶۵۹' صحیح ابن حبان: ۸۴۱' ۱۲۷۶' شعب الایمان للبیہقی: ۲۷۰۹۔ ۲۷۱۰' نتائج الافکار ج ۱ ص ۵۲

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز ادا فرما کر ان کے پاس سے تشریف لے گئے اور وہ اپنی جائے نماز پر بیٹھی ہوئی تھیں آپ ﷺ چاشت کے بعد واپس تشریف لائے تو وہ ابھی تک جائے نماز پر موجود تھیں آپ نے فرمایا: صبح سے لے کر اسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہو جس پر میں تمہیں چھوڑ کر گیا تھا؟ عرض کیا: جی ہاں! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے بعد میں نے چار کلمات تین دفعہ پڑھے ہیں اگر تیرے صبح سے لے کر اب تک پڑھے جانے والے وظیفہ کے ساتھ ان کا وزن کیا جائے تو یہ بھاری ہو جائیں گے (وہ چار کلمات یہ ہیں:)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر اس کی رضا کے مطابق اور اس کے عرش کے وزن کے برابر اور اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر۔

اور ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی ذات کی رضا کے مطابق بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر بیان کرتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ اسی حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ام المؤمنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھادوں تاکہ تم بھی پڑھ لیا کرو (اور وہ یہ ہیں):

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ خَلْقِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رِضَا نَفْسِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ زِنَةَ عَرْشِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی مخلوق کی تعداد کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی ذات کی رضا کے مطابق بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی ذات کی رضا کے مطابق بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کی ذات کی رضا کے مطابق بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے عرش کے وزن کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر بیان کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی پاکی اس کے کلمات کی سیاہی کے برابر بیان کرتا ہوں۔ [۱۸]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ

[۱۸] مسلم: ۲۷۲۶' ترمذی: ۳۵۵۰' ابوداؤد: ۱۵۰۳' نسائی ج ۳ ص ۷۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۶۱۔ ۱۶۵' مسند احمد ج ۶ ص ۳۲۵۔ ۴۳۰' ابن ماجہ: ۳۸۹۸' صحیح ابن حبان: ۸۲۵' المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۴ ص ۱۶۲۔ ۱۶۳' الدعاء للطبرانی: ۱۷۳۱۔ ۱۷۴۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۸۱۔ ۲۸۲' مسند ابی یعلیٰ: ۷۰۶۸

إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ. کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

یہ کلمات پڑھنا مجھے ہر اُس شے سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔[۱۹]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے دس مرتبہ ان کلمات کا وظیفہ کیا:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور وہی لائق تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تو اسے اتنا اجر ملے گا جیسے اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کر دیئے۔[۲۰]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور وہی تعریف کے لائق ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس شخص کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے اس کے لیے سو نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کے سو گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور یہ کلمات صبح سے شام تک شیطان سے اس کی حفاظت کا سبب ہو جاتے ہیں اور کوئی آدمی اس سے زیادہ افضل عمل نہیں کر سکتا ماسوائے اس آدمی کے جو ان کلمات کو اس سے زیادہ مرتبہ پڑھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: اور جس شخص نے ایک دن میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ. اللہ تعالیٰ کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں۔

تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔[۲۱]

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے افضل ذکر ''لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ'' (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۲۲]

صحیح بخاری میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو اپنے رب کا ذکر نہیں کرتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے۔[۲۳]

---

[۱۹] مسلم: ۲۶۹۵ ترمذی: ۳۵۹۱ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۳۵ شرح السنہ للبغوی: ۱۲۷۷ شعب الایمان للبیہقی: ۵۹۹ صحیح ابن حبان: ۸۳۱ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۲۸۸

[۲۰] بخاری: ۶۴۰۴ مسلم: ۲۶۹۳ ترمذی: ۳۵۸۴ مسند احمد ج۵ ص۴۲۲ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۴ المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۰۲۱-۳۰۲۲

[۲۱] بخاری: ۳۲۹۳-۶۴۰۳ مسلم: ۲۶۹۱ موطأ ج۱ ص۲۰۹ ترمذی: ۳۴۶۴ مسند احمد ج۲ ص۳۰۲-۳۷۵ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۵-۲۶ ابن السنی: ۷۲ شرح السنہ للبغوی: ۱۲۷۲ ابن ماجہ: ۳۷۹۸ صحیح ابن حبان: ۸۳۶ مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۳۰۸ شعب الایمان للبیہقی: ۵۹۷-۵۹۸

[۲۲] ترمذی: ۳۳۸۰ ابن ماجہ: ۳۸۰۰ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۳۱ شرح السنہ للبغوی: ۱۲۶۹ الدعاء للطبرانی: ۱۴۸۳ شعب الایمان للبیہقی: ۴۳۷۱ صحیح ابن حبان: ۲۳۲۶ الحاکم ج۱ ص۴۹۸-۵۰۳

[۲۳] بخاری: ۶۴۰۷ مسلم: ۷۷۹ صحیح ابن حبان: ۸۵۱ شرح السنہ للبغوی: ۱۲۴۳ مسند ابی یعلیٰ: ۷۳۰۲ شعب الایمان للبیہقی: ۵۳۶

صحیح مسلم میں' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے کچھ کلمات سکھائیں جنہیں میں پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا: اس طرح پڑھو:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا' وَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِO

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے اور بہت زیادہ تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت اللہ غالب حکمت والے ہی کی طرف سے ہے۔

اس اعرابی نے عرض کیا: یہ کلمات تو میرے پروردگار کے لیے ہیں' میرے لیے کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: تو اس طرح کہہ:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاهْدِنِيْ وَارْزُقْنِيْ.

اے اللہ! میری بخشش فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت دے اور مجھے رزق عطا فرما![۲۴]

صحیح مسلم میں' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے' آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی ایک اس بات سے عاجز ہے کہ ہر روز ایک ہزار نیکی کمائے؟ حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ ہم میں سے ایک کس طرح ایک ہزار نیکی کمائے؟ آپ نے فرمایا: وہ سو مرتبہ ''سبحان اللّٰہ'' کہے' اس کے لیے ایک ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی یا اس کے ایک ہزار گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔[۲۵]

حدیث مذکور کی مختلف روایات میں اختلافِ الفاظ کا بیان

امام حافظ ابوعبداللہ حمیدی کے نزدیک اور اسی طرح صحیح مسلم کی تمام روایات میں ''اَوْ تُحَطُّ'' کا لفظ ہے۔

اور امام برقانی فرماتے ہیں: شعبہ' ابوعوانہ اور یحییٰ قطان نے موسیٰ سے روایت کیا' جن سے امام مسلم نے اس جہت سے روایت کیا' وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ''وَتُحَطُّ'' بغیر ہمزہ کے ہے۔

صحیح مسلم میں' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر کسی پر صبح ہوتے ہی ہر عضو کے بدلے صدقہ دینا لازم ہو جاتا ہے' ہر مرتبہ ''سبحان اللّٰہ'' کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ ''الحمد للّٰہ'' کہنا صدقہ ہے' ہر مرتبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنا صدقہ ہے اور ہر مرتبہ ''اللّٰہ اکبر'' کہنا صدقہ ہے اور نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان تمام اعضاء کے بدلہ میں چاشت کے وقت پڑھی جانے والی دو رکعتیں کافی ہیں۔[۲۶]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں' حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی نشاندہی نہ کروں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! کیوں نہیں! یارسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا: اس طرح پڑھو:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

---

[۲۴] مسلم:۲۶۹۶' مسند احمد ج۱ ص۱۸۰۔۱۸۵' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۲۶۶۔۲۶۷' مسند ابی یعلیٰ:۷۶۸' صحیح ابن حبان:۹۴۲' الدعاء للطبرانی:۱۷۱۰

[۲۵] مسلم:۲۶۹۸' ترمذی:۳۴۵۹' مسند احمد ج۱ ص۱۷۴۔۱۸۰۔۱۸۵' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۱۵۲' مسند ابی یعلیٰ:۷۲۳۔۷۲۹' صحیح ابن حبان:۸۲۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۲۹۴' شرح السنۃ للبغوی:۱۲۶۶' شعب الایمان للبیہقی:۶۰۰' الدعاء للطبرانی:۱۷۰۲۔۱۷۰۶

[۲۶] مسلم:۷۲۰' ابوداؤد:۱۲۸۵۔۱۲۸۶' مسند احمد ج۵ ص۱۶۷۔۱۶۸۔۳۵۴۔۳۵۹' شرح السنۃ للبغوی:۱۰۰۷' صحیح ابن حبان:۸۳۸

[۲۷]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ایک عورت کے ہاں تشریف لے گئے، اس کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں رکھی ہوئی تھیں اور وہ ان پر تسبیح گن رہی تھی، آپ نے فرمایا: میں تمہیں اس سے بھی آسان یا افضل نہ بتادوں؟ (وہ یہ ہے:)

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ. وَاللّٰهُ اَكْبَرُ مِثْلَ ذَالِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ.

اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اس کی آسمانی مخلوق کے برابر اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اس کی زمینی مخلوق کے برابر اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی ان کے برابر جو ان دونوں کے درمیان ہے اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی ساری مخلوق کے برابر اور اللہ اکبر ساری مخلوق کے برابر اور الحمد للہ ساری مخلوق کے برابر اور لا الٰہ الا اللہ ساری مخلوق کے برابر اور "لا حول ولا قوۃ الا باللہ" ساری مخلوق کے برابر۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۲۸]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں، حضرت یُسیرہ مہاجرہ صحابیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اللہ اکبر اور سبحان اللہ اور لا الٰہ الا اللہ کو باقاعدگی سے پڑھیں اور انگلیوں کے پوروں سے گنتی کریں کیونکہ ان سے پوچھا جائے گا، یہ بولیں گے۔[۲۹]

سنن ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں، حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو تسبیحات شمار کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور ایک روایت میں دائیں ہاتھ کا بیان ہے۔[۳۰]

سنن ابوداؤد میں، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہوگیا تو اس کے لیے جنت واجب ہوگئی۔[۳۱]

ترمذی میں، حضرت عبداللہ ابن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! احکامِ اسلام مجھ پر غالب آ گئے ہیں، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جسے میں انہماک سے کرتا رہوں۔ آپ نے فرمایا: تیری زبان ہر وقت اللہ تعالیٰ کے

[۲۷] بخاری: ۲۹۹۲، مسلم: ۲۷۰۴، ابوداؤد: ۱۵۲۷ـ۱۵۲۸، ترمذی: ۳۳۵۷، مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۴ـ۴۰۳ـ۴۰۷ـ۴۱۸، ابن ماجہ: ۳۸۲۴، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۳۷ـ۵۳۸ـ۵۵۲، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۱۷ـ۵۱۸، شعب الایمان للبیہقی: ۶۶۲، الدعاء للطبرانی: ۱۶۶۳ـ۱۶۷۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۷۶، شرح السنہ للبغوی: ۱۲۸۳، صحیح ابن حبان: ۸۰۱

[۲۸] ابوداؤد: ۱۵۰۰، ترمذی: ۳۵۶۳، صحیح ابن حبان: ۲۳۳۰، حاکم ج ۱ ص ۵۴۸، مسند ابی یعلیٰ: ۷۱۰، احادیث الضعیفہ ج ۱ ص ۱۳۰ (۸۳)، فتوحات ربانیہ ج ۱ ص ۲۲۴

[۲۹] ابوداؤد: ۱۵۰۱، ترمذی: ۳۵۷۷، مسند احمد ج ۶ ص ۳۷۱، الدعاء للطبرانی: ۱۷۷۲، کبیر للطبرانی: ۱۸۰/۲۵ـ۱۸۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۸۹، صحیح ابن حبان: ۲۳۳۳، حاکم ج ۱ ص ۵۴۷

[۳۰] ابوداؤد: ۱۵۰۲ـ۵۰۶۵، ترمذی: ۳۴۸۲، نسائی ج ۳ ص ۷۴ـ۷۹، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۱۳ـ۸۱۹، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۳۱، الادب المفرد للبخاری: ۱۲۱۶، ابن ماجہ: ۹۲۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۵۳، شرح السنہ للبغوی: ۱۲۶۸، الدعاء للطبرانی: ۱۷۷۳، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۰ـ۱۶۱ـ۲۰۴ـ۲۰۵، صحیح ابن حبان: ۲۳۳۴، حاکم ج ۱ ص ۵۴۷

[۳۱] ابوداؤد: ۱۵۲۹، عمل الیوم واللیلہ نسائی: ۵ـ۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۴۱، صحیح ابن حبان: ۸۶۳، حاکم ج ۱ ص ۵۱۸، ابوداؤد: ۱۳۵۳

ذکر سے تر رہنی چاہیے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۲]

ترمذی میں' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن کس کا درجہ بڑا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والوں کا۔ حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے غازی سے بھی؟ آپ نے فرمایا: اگر وہ اپنی تلوار کفار و مشرکین پر چلائے یہاں تک کہ ٹوٹ جائے اور خون آلود ہو جائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کو بہ کثرت یاد کرنے والوں کا درجہ بڑا ہے۔[۳۳]

ترمذی اور ابن ماجہ میں' حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے مالکِ حقیقی کے نزدیک سب سے اچھا اور پاکیزہ ہے' تمہارے درجات میں سب سے بلند اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور تمہارے لیے اس سے بھی بہتر ہے کہ تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں' صحابہ کرام نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! ضرور ارشاد فرمائیں' آپ نے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۳۴]

ترمذی شریف میں' حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شبِ معراج میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات کی' انہوں نے فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں بتا دینا کہ جنت پاکیزہ مٹی' میٹھے پانی اور وسیع میدان والی ہے اور اس کے پودے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ '' ''اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے'' ہیں۔ امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۵]

ترمذی شریف میں' حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' ''اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے'' پڑھا' جنت میں اس کے لیے کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۶]

ترمذی شریف میں' حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کون سا کلام اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لیے پسند فرمایا ہے (وہ یہ ہے):

سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِهٖ ' سُبْحَانَ رَبِّیْ وَبِحَمْدِهٖ. میرا پروردگار پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے' میرا پروردگار پاک ہے اور اسی کی تعریف ہے۔

[۳۲] ترمذی: ۳۳۷۷' مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۸۔۱۹۰' ابن ماجہ: ۳۷۹۳' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۰۱۔ ۱۳۵۳' الدعاء للطبرانی: ۱۸۵۴۔۱۸۵۵' المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۴۶۴۔۲۲۸۹' صحیح ابن حبان: ۲۳۱۷' حاکم ج ۱ ص ۴۹۵

[۳۳] ترمذی: ۳۳۷۳' مسند احمد ج ۳ ص ۷۵' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷' الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۷۴۴' فتوحات ربانیہ ج ۱ ص ۲۵۹۔۲۶۰

[۳۴] ترمذی: ۳۳۷۷' ابن ماجہ: ۳۷۹۰' مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۵۔ ج ۶ ص ۴۴۷' موطا ج ۱ ص ۲۱۱' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۴۴' المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۳۵۲' الدعاء للطبرانی: ۱۸۷۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۰۰' حاکم ج ۱ ص ۴۹۶' نتائج الافکار ج ۱ ص ۹۸۔۱۰۱

[۳۵] ترمذی: ۳۴۵۸' الصغیر للطبرانی: ۵۳۹' الاحادیث الصحیحہ للالبانی: ۱۰۵' نتائج الافکار ج ۱ ص ۹۸۔۱۰۱' فتوحات ربانیہ ج ۱ ص ۲۷۰۔۲۷۱

[۳۶] ترمذی: ۳۴۶۰۔۳۴۶۱' مسند ابی یعلیٰ: ۲۲۳۳' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۶۵' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۹۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۲۷' الدعاء للطبرانی: ۱۶۷۵' الصغیر للطبرانی: ۲۸۰' صحیح ابن حبان: ۲۳۳۵' حاکم ج ۱ ص ۵۰۱۔ ۵۱۲' الاحادیث الصحیحہ: ۶۴

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۳۷]

(فاضل مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: فضائل ذکر بیان کرنے کے بعد) اب مقصودِ کتاب کا آغاز کرتا ہوں اور اسے حتی الامکان واقع کی ترتیب کے مطابق ذکر کروں گا' ابتداء میں ان اذکار کا بیان ہوگا جو بوقتِ سحر نیند سے بیدار ہوکر پڑھے جاتے ہیں' پھر اس کے بعد رات کو سونے تک ترتیب وار معمولات کا بیان ہوگا' بعدازاں رات کو بیدار ہوکر سونے سے قبل پڑھے جانے والے وظائف ذکر کیے جائیں گے اور توفیق صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

۞۞۞۞۞

[۳۷] سابقہ (۱۵)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب: ۱

طہارت اور نماز کا بیان

باب: نیند سے بیدار ہو کر کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری و مسلم میں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی پر تین گرہیں لگا دیتا ہے' ہر گرہ پر تھپکی لگاتا ہے کہ رات بہت لمبی ہے' سو جا! اگر وہ بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے' پھر اگر وضو کرتا ہے تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے اور نماز پڑھ لے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں' پھر صبح کو خوش باش اٹھتا ہے ورنہ صبح کو خباثت اور سستی کے ساتھ اٹھتا ہے۔[۳۸]

صحیح بخاری میں' حضرت حذیفہ ابن یمان اور حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لیے بستر پر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے:

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ. — اے اللہ! میری زندگی اور موت تیرے ہی نام سے ہے۔

اور نیند سے بیدار ہو کر یہ دعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ. — تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے موت (نیند) کے بعد مجھے زندگی دی اور اسی کی طرف (مرنے کے بعد) اٹھنا ہے۔[۳۹]

کتاب ابن السنی میں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب نیند سے بیدار ہو تو یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَعَافَانِیْ فِیْ جَسَدِیْ وَاَذِنَ لِیْ بِذِكْرِهٖ. — تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری روح مجھ میں واپس لوٹائی اور میرے جسم کو سکون دیا اور مجھے اپنے ذکر کی اجازت دی۔[۴۰]

کتاب ابن السنی میں' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (نیند سے بیدار ہونے کے وقت) جب اللہ تعالیٰ بندے کی روح واپس لوٹاتا ہے' اس وقت جو آدمی یہ کلمات پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ. — اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور وہ لائق تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

[۳۸] بخاری: ۱۱۴۲-۳۲۶۹' مسلم: ۷۷۶' موطا ج ۱ ص ۱۷۶' ابوداؤد: ۱۳۰۶' نسائی ج ۳ ص ۲۰۳-۲۰۴' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۳-۲۵۳-۲۹۷' ابن ماجہ: ۱۳۲۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۱۵-۱۶' صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۳۱' مسند ابی یعلیٰ: ۶۲۷۸

[۳۹] بخاری: ۶۳۱۲-۶۳۱۴-۶۳۲۴-۷۳۹۴' ابوداؤد: ۵۰۴۹' ترمذی: ۳۴۱۳' شمائل للترمذی: ۲۵۷' مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۵-۳۸۷-۳۹۷-۳۹۹-۴۰۷' سنن دارمی: ۲۶۸۹' ابن ماجہ: ۳۸۸۰' نسائی: ۷۴۷-۷۴۹-۸۵۶-۸۶۰' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۱۱-۱۳۱۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۷۱- ج ۱۰ ص ۲۴۷' شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۰۸-۴۳۸۶' الدعاء للطبرانی: ۲۵۹-۲۶۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۵۰-۸۶۰

[۴۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۹' ترمذی: ۳۳۹۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۶۶

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔[۴۱]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی نیند سے بیدار ہو کر یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّوْمَ وَالْيَقْظَةَ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بَعَثَنِیْ سَالِمًا سَوِيًّا ' اَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے نیند اور بیداری کو پیدا فرمایا' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے صحیح سالم دنیا میں بھیجا' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ مُردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے سچ کہا۔[۴۲]

سنن ابوداؤد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کی نیند سے بیدار ہوتے تو دس مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' دس مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' دس مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' دس مرتبہ ''سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ'' دس مرتبہ استغفار اور دس مرتبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھتے' پھر دس مرتبہ یہ کلمات پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ ضِيْقِ الدُّنْيَا وَضِيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

اے اللہ! میں دنیا کی تنگی اور قیامت کے دن کی تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

پھر آپ نماز کا آغاز فرماتے۔[۴۳]

سنن ابوداؤد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کی نیند سے بیدار ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ.

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اے اللہ! تو پاک ہے' میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش مانگتا ہوں اور تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما! اور ہدایت عطا کر دینے کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا اور مجھے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما' بے شک تو بہت عطا فرمانے والا ہے۔[۴۴]

باب: لباس پہنتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

لباس پہنتے وقت' اسی طرح ہر اچھے کام کی ابتداء ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' سے کرنی مستحب ہے۔

کتاب ابن السنی میں' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب کوئی لباس' قمیص' رداء یا عمامہ مبارک پہنتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ

اے اللہ! میں تجھ سے اس (کپڑے) کی بھلائی اور جس مقصد کے

[۴۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۰' نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۱۲-۱۱۳

[۴۲] ابن سنی للالبانی: ۱۳' تخریج الکلم: ۵۷

[۴۳] ابوداؤد: ۵۰۸۵' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۷۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۶۱' المشکاۃ للالبانی: ۱۲۱۶' ابوداؤد: ۷۶۶' نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۱۸' صحیح ابوداؤد: ۷۴۱

[۴۴] ابوداؤد: ۵۰۶۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۶۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۵۶' الدعاء للطبرانی: ۷۶۲' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۹' حاکم ج ۱ ص ۵۴۰' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۷۴

مَا هُوَ لَهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهٗ.

لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی مانگتا ہوں اور اس کپڑے کی بُرائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[۴۵]

نوٹ: حضرت ابو سعید خدری کا اصل نام سعد ابن مالک ابن سنان رضی اللہ عنہ ہے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص نیا لباس پہن کر یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا الثَّوْبَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور کسی قوت و طاقت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔[۴۶]

باب: نیا لباس اور نئے جوتے وغیرہ پہنتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

نیا لباس، نئے جوتے اور دیگر نئی اشیاء پہنتے وقت جیسا کہ گزشتہ باب میں بیان کر دیا ہے "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا مستحب ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، قمیص یا رداء مبارک استعمال فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ کَسَوْتَنِیْهِ اَسْاَلُكَ خَیْرَهٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ.

اے اللہ! (ہر طرح کی) تعریف تیرے لیے ہے، تیری ذات نے مجھے یہ لباس پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کی بُرائی اور جس مقصد کے لیے یہ بنایا گیا ہے اس کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۴۷]

ترمذی شریف میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے نیا کپڑا پہن کر یہ کلمات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس کے ساتھ میں اپنی شرمگاہ چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ساتھ زینت حاصل کرتا ہوں۔

پھر پرانا کپڑا صدقہ کر دیا تو وہ زندگی میں اور بعد وفات اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اور اس کے زیر سایہ رہے گا اور فی سبیل اللہ قرار پائے گا۔[۴۸]

---

[۴۵] ابوداؤد: ۴۰۲۰، ترمذی: ۱۷۶۷، مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۔ ۵۰، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۰۹، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۴، الدعاء للطبرانی: ۳۹۸، صحیح ابن حبان: ۱۴۴۲، حاکم ج ۴ ص ۱۹۲

[۴۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۷۱۔ ۲۶۷، المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۳۸۹، الدعاء للطبرانی: ۳۹۶، شعب الایمان للبیہقی: ۶۲۸۵، ابوداؤد: ۴۰۲۳، ترمذی: ۳۴۵۴، ابن ماجہ: ۳۲۸۵، مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۹، حاکم ج ۱ ص ۵۰۷، نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۱۹۔ ۱۲۱، ارواء الغلیل للالبانی: ۱۹۸۹

[۴۷] ابوداؤد: ۴۰۲۰۔ ۴۰۲۲، ترمذی: ۱۷۶۷، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۰۹، مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۔ ۵۰، مسند ابی یعلیٰ: ۱۰۷۹، الدعاء للطبرانی: ۳۹۸، شعب الایمان للبیہقی: ۶۲۸۴، صحیح ابن حبان: ۱۴۴۲، حاکم ج ۴ ص ۱۹۲، نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۲۲۔ ۱۲۴

[۴۸] ترمذی: ۳۵۵۵، ابن ماجہ: ۳۵۵۷۔ ۸۲، مسند احمد ج ۱ ص ۴۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۴۵۳، حاکم ج ۴ ص ۱۹۳، شعب الایمان للبیہقی: ۶۲۸۷، الدعاء

باب: کسی دوست نے نیا کپڑا پہنا ہو تو اسے دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری میں' حضرت امّ خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کپڑے پیش کیے گئے جن میں ایک سیاہ رنگ کا جبہ تھا' آپ نے فرمایا: بتاؤ! یہ جبہ ہم کسے پہنائیں؟ لوگ خاموش رہے' پھر آپ نے خود ہی فرمایا: امّ خالد کو بلاؤ۔ مجھے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں بلایا گیا' آپ نے اپنے دستِ اقدس سے مجھے وہ جبہ پہنایا اور دو مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے: ''اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ''، '' تجھے پُرانا کرنا اور پھاڑنا (ہنڈانا) نصیب ہو''۔[۴۹]

ابن ماجہ اور ابن السنی میں' حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ایک کپڑا پہنے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: یہ نیا ہے یا دُھلا ہوا؟ عرض کیا: دُھلا ہوا ہے' اس موقع پر آپ ﷺ نے یہ دعائیہ کلمات فرمائے:

اِلْبَسْ جَدِیْدًا وَعِشْ حَمِیْدًا وَمُتْ شَهِیْدًا سَعِیْدًا. تجھے نیا لباس پہننا' عزت سے زندگی گزارنا اور شہادت کی سعادت والی موت نصیب ہو۔[۵۰]

باب: کپڑے اور جوتے پہننے اور اتارنے کا طریقہ

مستحب یہ ہے کہ قمیص پہنتے ہوئے دائیں آستین سے اور جوتا اور شلوار وغیرہ پہنتے ہوئے دائیں پاؤں سے آغاز کیا جائے اور اتارتے ہوئے پہلے بایاں پھر دایاں پاؤں نکالا جائے۔ اسی طرح سرمہ لگانا' مسواک کرنا' ناخن اتارنا' مونچھیں کاٹنا' بغلوں کے بال چننا' سر کے بال کاٹنا' نماز میں سلام پھیرنا' مسجد میں داخل ہونا' طہارت خانہ (Wash Room) سے باہر آنا' وضو اور غسل کرنا' کھانا اور پینا' مصافحہ کرنا' حجر اسود کو بوسہ دینا' کسی انسان سے کوئی چیز لینا اور اسے دینا اور ان جیسے دیگر تمام اُمور میں دائیں طرف سے ابتداء کی جائے گی اور جن کاموں کی ضد موجود ہے (مثلاً مسجد سے باہر آنا اور طہارت خانہ میں داخل ہونا) ان میں ابتداء بائیں طرف سے کی جائے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو وضو کرنے' کنگھی کرنے اور جوتا پہننے بلکہ ہر کام میں دائیں طرف سے آغاز پسند تھا۔[۵۱]

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اور دیگر محدثین صحیح اسناد کے ساتھ' ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وضو اور کھانے کے لیے دایاں ہاتھ استعمال فرماتے اور استنجاء اور دوسری نامناسب اشیاء زائل کرنے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال فرماتے۔[۵۲]

سنن ابوداؤد اور بیہقی میں' ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کھانے' پینے اور لباس پہننے

للطبرانی: ۳۹۳' نتائج الافکار ج۱ ص ۱۲۵

[۴۹] بخاری: ۳۰۷۱' ابوداؤد: ۴۰۲۴' مسند احمد ج ۶ ص ۳۶۴۔۳۶۵' المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۴۰۔ ج ۲۵' الدعاء للطبرانی ج ۲۵ ص ۲۴۰' شرح السنۃ للبغوی: ۳۱۱۳' شعب الایمان للبیہقی: ۶۲۸۹' مسند حمیدی: ۳۴۷

[۵۰] ابن ماجہ: ۳۵۵۸' مسند احمد ج ۲ ص ۸۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۱۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۶۸' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۳۱۲۷' الدعاء للطبرانی: ۳۹۹' صحیح ابن حبان: ۲۱۸۳' نتائج الافکار ج۱ ص ۱۳۵۔۱۳۷' مسند ابویعلیٰ: ۵۵۴۵' الاحادیث الصحیحہ: ۳۵۲

[۵۱] بخاری: ۱۶۸' مسلم: ۲۶۸' ابوداؤد: ۴۱۴۰' ترمذی: ۶۰۸' شمائل للترمذی: ۳۴' نسائی ج۱ ص ۷۸' ابن ماجہ: ۴۰۱' مسند احمد ج ۶ ص ۹۴۔۱۳۰۔۱۴۷۔۱۸۸۔۲۰۲۔۲۱۱

[۵۲] ابوداؤد: ۳۳' مسند احمد ج ۶ ص ۲۶۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص ۱۱۳' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۴۰' شرح السنۃ للبغوی: ۱۸۲' الارواء للالبانی ج ۲ ص ۱۳۱' نتائج الافکار ج۱ ص ۱۳۲۔۱۳۳

میں دائیں ہاتھ کا استعمال فرماتے اور باقی کاموں میں بائیں کا استعمال فرماتے۔[۵۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم لباس پہنو اور وضو کرو تو دائیں سے آغاز کرو۔ یہ حدیث حسن ہے۔[۵۴]

باب: غسل اور سونے وغیرہ کے لیے کپڑے اتارتے وقت کی دعا

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان اس وقت پردہ حائل ہو جاتا ہے جب ایک مسلمان آدمی اپنا لباس اتارتے ہوئے یہ کلمات پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔[۵۵]

باب: گھر سے باہر نکلتے وقت کی دعا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جن کا اسم گرامی ھند ہے بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَیَّ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اللہ ہی پر اعتماد کرتا ہوں اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ کسی کو گمراہ کروں یا گمراہ کیا جاؤں پھسل جاؤں یا پھسلایا جاؤں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے جاہل ہو جاؤں یا میرے ساتھ جاہلوں جیسا سلوک کیا جائے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی روایت اور دیگر روایات میں واحد متکلم کے صیغہ کے ساتھ الفاظ اس طرح ہیں: ''اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ'' اور امام ترمذی علیہ الرحمہ کے الفاظ جمع متکلم کے صیغہ سے اس طرح ہیں: ''اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ'' اور اسی طرح ''نَضِلَّ وَنُظْلَمَ وَنُجْهَلَ'' ہیں اور امام ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے: (ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے جب بھی باہر تشریف لاتے آسمان کی طرف نگاہ بلند فرماتے اور یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ.

اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اور دیگر روایات اس طرح ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا فرماتے جو ابھی مذکور ہوئی۔

واللہ اعلم[۵۶]

---

[۵۳] ابوداؤد:۳۲-۳۳' مسند احمد ج۶ ص۲۸۷-۲۸۸' صحیح ابن حبان:۱۳۳۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۱۱۳' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱ ص۱۵۲-۲۵۰' مسند ابی یعلیٰ: ۷۰۳۲' المعجم الکبیر للطبرانی:۳۴۶-ج۲۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۶۳-۶۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۲۹-۳۱

[۵۴] ابوداؤد:۴۱۴۱' ترمذی:۱۷۶۶' مسند احمد ج۲ ص۳۵۴' ابن ماجہ:۴۰۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۸۶' شعب الایمان للبیہقی:۶۲۸۱' صحیح ابن حبان:۱۰۹۰' شرح السنہ للبغوی:۳۱۵۶' مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۲۱۵' صحیح ابوداؤد:۳۴۸۸

[۵۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۲۷۳' المعجم الاوسط للطبرانی:۲۵۲۵-۷۰۶۲' الارواء للالبانی:۵۰' نتائج الافکار ج۱ ص۱۵۰-۱۵۴

[۵۶] ابوداؤد:۵۰۹۴' ترمذی:۳۴۲۳' نسائی ج۸ ص۲۶۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۸۵-۸۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۷۶' ابن ماجہ:۳۸۸۴' مسند احمد ج۶ ص۳۰۶-۳۱۸-۳۲۲' حاکم ج۱ ص۵۱۹' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۲۱۱' المعجم الکبیر للطبرانی:۷۲۶-۷۲۷-ج۲۳' الدعاء للطبرانی:۴۱۱-۴۱۸' نتائج الافکار ج۱ ص۱۵۵-۱۶۲

امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی رحمہم اللہ تعالیٰ اور دیگر ائمہ کرام، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے گھر سے باہر نکلتے وقت یہ کلمات پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرتا ہوں، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

تو اسے کہا جاتا ہے کہ تجھے کفایت کی گئی، تجھے بچالیا گیا اور تجھے ہدایت دی گئی اور شیطان اس سے دور ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، اور امام ابوداؤد نے اسی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ ایک شیطان دوسرے سے کہتا ہے کہ تجھے وہ آدمی کیسا لگا جس کو ہدایت دی گئی، کفایت کی گئی اور بچالیا گیا۔[۵۷]

ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنے گھر سے باہر تشریف لاتے تو یہ کلمات پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ التُّكْلَانُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں، اللہ ہی پر توکل ہے، گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت صرف اللہ کی عطا سے ہے۔[۵۸]

باب: گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا

جب آدمی گھر میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور گھر میں کوئی آدمی موجود ہو یا نہ ہو، السلام علیکم کہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً.

پھر جب (ان میں سے) کسی گھر میں تم داخل ہو تو اپنوں پر سلام کرو، اچھی دعا اللہ کی طرف سے برکت والی پاکیزہ۔

(النور:٦١)

ترمذی شریف میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! جب تو اپنے گھر داخل ہو تو سلام کیا کر، تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر برکتیں نازل ہوں گی۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔[۵۹]

سنن ابوداؤد میں، حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے گھر داخل ہو تو یوں دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْٓ اَسْاَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا.

اے اللہ! میں تجھ سے اچھی طرح داخل ہونے اور اچھے طریقہ سے باہر آنے کا سوال کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے نام سے ہم باہر آئے اور اللہ ہی پر جو ہمارا رب ہے، ہم نے اعتماد کیا۔

پھر اہل خانہ کو سلام کرے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے ضعیف نہیں کہا۔[۶۰]

---

[۵۷] ترمذی:۳۴۲۲، ابوداؤد:۵۰۹۵، صحیح ابن حبان:۲۳۷۵، عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۸۹، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۷۸، الدعاء للطبرانی:۴۰۷، صحیح ابوداؤد:۴۲۴۹، نتائج الافکار ج۱ ص ۱۶۴-۱۶۵

[۵۸] ابن ماجہ:۳۸۸۵، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۷۳، الادب المفرد للبخاری:۱۱۹۷، حاکم ج۱ ص۵۱۹، الدعاء للطبرانی:۴۰۶، نتائج الافکار ج۱ ص۱۶۷-۱۶۹

[۵۹] ترمذی:۲۶۹۹-۵۰۹، مسند ابی یعلیٰ:۳۶۲۴، شعب الایمان للبیہقی:۸۸۳۲

[۶۰] ابوداؤد:۵۰۹۶، المعجم الکبیر للطبرانی:۳۴۵۲، الاحادیث الصحیحہ:۲۲۵

نوٹ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کا نام حارث ہے' بعض نے کہا: عبید ہے' بعض نے کعب اور بعض نے عمرو بیان کیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہوتے ہیں: (ایک) وہ آدمی جو جہاد کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے یہاں تک کہ وہ فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جائے یا اجر اور غنیمت لے کر واپس لوٹ آئے' (دوسرا) وہ آدمی جو مسجد کی طرف چلا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے یہاں تک کہ فوت ہو کر جنت میں داخل ہو جائے یا اجر و ثواب لے کر واپس لوٹ آئے' (تیسرا) وہ آدمی جو اپنے گھر سلام کر کے داخل ہو تو وہ (بھی) اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔[۶۱]

حدیث الباب کے متعلق چند وضاحتیں

(۱) حضرت ابو امامہ باہلی کا نام صُدَیّ ابن عجلان ہے۔

(۲) حدیث میں وارد لفظ ''ضامن'' کا معنی ہے: ضمان والا' جیسے لفظ ''تامر'' کا معنی ہے: ''تمر'' یعنی کھجور والا' اور ''لابن'' کا معنی ہے: ''لبن'' یعنی دودھ والا۔ ''ضمان'' کا معنی ہے: کسی شی کی نگہبانی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی ضمان میں ہونے کا مطلب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نگہبانی اور حفاظت میں ہے' کتنی عظیم عنایت ہے' اے اللہ تعالیٰ! ہمیں عطا فرما! آمین یارب العالمین!

حضرت جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آدمی جب اپنے گھر داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کر لیتا ہے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ تمہارے لیے رات کی رہائش ہے نہ کھانا' اور جب داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات کی رہائش حاصل کر لی' اور جب آدمی کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تم نے رات کی رہائش اور کھانا دونوں حاصل کر لیے۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔[۶۲]

کتاب ابن السنی میں' حضرت عبد اللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دن کے وقت اپنے گھر تشریف لاتے تو ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَ اٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْاَلُكَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کفایت کی اور ٹھکانا دیا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ پر احسان کیا' (اے اللہ!) میں تیری بارگاہ میں جہنم سے بچاؤ کا سوال کرتا ہوں۔[۶۳]

امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور انہیں اس طرح روایت پہنچی ہے کہ جب آدمی کسی غیر رہائشی گھر میں داخل ہو تو یوں کہنا مستحب ہے:

---

[۶۱] ابوداؤد: ۲۴۹۴' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۹۴' المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۴۹۱-۷۴۹۲' صحیح ابن حبان: ۴۹۹' حاکم ج ۲ ص ۷۳' صحیح ابوداؤد: ۲۱۷۸

[۶۲] مسلم: ۲۰۱۸' ابوداؤد: ۳۷۶۵' مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۶-۳۸۳' ابن ماجہ: ۳۸۸۷' بخاری: ۲۱۷۸' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۹۶' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۷۹' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۵۷' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۲۹' صحیح ابن حبان: ۸۰۷' حاکم ج ۴ ص ۴۰۲

[۶۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۵۸' نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۷۸' فتوحات ج ۱ ص ۳۵۴-۳۵۶

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔[۶۴]

باب: رات کو بیدار ہو کر گھر سے نکلنا ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

آدمی جب رات کو بیدار ہو اور گھر سے نکلے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ آسمان کی طرف دیکھے اور سورۂ آل عمران کی ان آخری آیات کی تلاوت کرے:

اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِى الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِىْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِىْ سَبِيْلِىْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝ لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِى الْبِلَادِ ۝ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ثُمَّ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝

بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل مندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں ۝ جو کھڑے اور بیٹھے اور پہلو پر لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور کرتے ہیں' (کہتے ہیں:) اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ سب کچھ بے کار پیدا نہیں کیا' تیری ذات پاک ہے' پس ہمیں نارِ جہنم کے عذاب سے بچا ۝ اے ہمارے پروردگار! تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو ضرور تو نے اسے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۝ اے ہمارے پروردگار! بے شک ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا وہ ایمان کے لیے پکارتا ہے کہ (اے لوگو!) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لے آئے' اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری بُرائیاں ہم سے دور کر دے اور اچھے لوگوں کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما ۝ اے ہمارے پروردگار! تیری ذات نے جس چیز کا اپنے رسولوں (کی زبان) پر ہمارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرما! اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کرنا' بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا ۝ تو ان کے پروردگار نے ان کی دعا قبول فرمائی کہ میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا مرد ہو یا عورت' تم سب آپس میں ہم جنس ہو' تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں انہیں تکلیفیں دی گئیں اور انہوں نے جہاد کیا اور وہ شہید ہوئے میں ضرور ان کے سب گناہ مٹا دوں گا' اور ضرور انہیں باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی' اللہ کی طرف سے ثواب ہو گا اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے ۝ (اے مخاطب!) کافروں کا شہروں میں (خوش حالی کے ساتھ) چلنا پھرنا ہرگز تجھے دھوکے میں نہ ڈال دے ۝ یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ کیا ہی بُری جگہ ہے ۝ لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے' ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' یہ اللہ کی طرف سے مہمانی ہے' اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیک لوگوں کے لیے سب سے بہتر ہے ۝ اور بے شک

وَاِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِO يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَO (آل عمران: ۱۹۰ تا ۲۰۰)

کچھ اہل کتاب ایسے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور اس پر جو تمہاری طرف اترا اور جو ان کی طرف نازل ہوا' ان کے دل اللہ کے لیے جھکے ہوئے ہیں' وہ اللہ کی آیتوں کے بدلے حقیر معاوضہ نہیں لیتے' یہ وہ لوگ ہیں جن کا اجر ان کے رب کے پاس ہے' بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہےO اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے تیار رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤO

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ روایت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آیات مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور آسمان کی طرف نظر کرنے والی روایت' صحیح بخاری کی ہے' مسلم شریف میں نہیں ہے۔[۶۵]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب رات کو نمازِ تہجد کے لیے بیدار ہوتے تو ان الفاظ سے دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ' اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں تو آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو قائم رکھنے والا ہے' اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں' آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا تو بادشاہ ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں' تو آسمانوں' زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب کا نور ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں' تو حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور تیرا قول حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور انبیاء حق ہیں اور حضرت محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے' اے اللہ! میں تیرا فرماں بردار ہوں' تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسا کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے دشمنوں سے لڑتا ہوں اور تیری بارگاہ سے فیصلہ چاہتا ہوں' میرے اگلے' پچھلے' پوشیدہ اور ظاہر گناہ معاف فرما دے' تیری ذات ہی آگے کرنے والی اور پیچھے رکھنے والی ہے' تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

اور بعض راویوں نے (اس دعا کے آخر میں) یہ اضافہ کیا:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی عطا سے۔

[۶۶]

[۶۵] جامع الاصول: ۱۳۹۷۔ ج ۶ ص ۸۰۔۹۰' نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۸۰۔۱۸۶

[۶۶] بخاری: ۱۱۲۰' مسلم: ۷۶۹' ابوداؤد: ۷۷۱' ترمذی: ۳۴۱۸' نسائی ج ۳ ص ۲۰۹۔۲۱۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۶۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۶۰' ابن ماجہ: ۱۳۵۵' مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۸۔۳۰۲۔۳۵۸' الدعا للطبرانی: ۷۵۳۔۷۵۷' مسند ابو یعلیٰ: ۲۴۰۴

باب: طہارت خانہ (Wash Room) میں داخل ہونے سے پہلے کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری و مسلم میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء (Wash room) میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. [۶۷]

اے اللہ! میں بُرے کاموں اور شیطانوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حدیث کے لفظ ''خبث'' کا بیانِ ضبط

لفظ ''خُبث'' کے باء کو ضمہ اور سکون کے ساتھ دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ سکون کے ساتھ تلفظ جائز نہیں، ان کا قول درست نہیں ہے۔

صحیحین کے علاوہ اس طرح بھی روایت ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں، اے اللہ! میں بُرے کاموں اور شیاطین سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ [۶۸]

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی بیت الخلاء (Wash Room) داخل ہوتے وقت ''بِسْمِ اللّٰهِ'' (اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں) کہہ لے تو جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرمگاہوں کے درمیان پردہ حائل ہو جاتا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔ [۶۹]

فائدہ ۱: ماقبل میں وضاحت کردی گئی ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف بھی معتبر ہے۔

فائدہ ۲: قضائے حاجت کے لیے آدمی چاردیواری میں ہو یا کھلی فضا میں، ہمارے علماء یہی فرماتے ہیں کہ یہ دعا پڑھ لینا مستحب ہے اور یہ کہ پہلے ''بِسْمِ اللّٰهِ'' اور پھر یہ دعا پڑھ لے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

اے اللہ! میں بُرے کاموں اور شیطانوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو یوں دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِيْثِ الْمُخْبِثِ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ.

اے اللہ! میں ناپاک، پلید، خبیث، خباثت میں مبتلا کرنے والے، مردود شیطان سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ [۷۰]

باب: قضائے حاجت کے وقت ذکر اور بات چیت منع ہے

قضائے حاجت کے لیے آدمی کھلی فضا میں ہو یا چاردیواری میں، ضروری بات کے علاوہ ہر قسم کا ذکر اور گفتگو مکروہ ہے، حتیٰ کہ ہمارے بعض علماء کرام فرماتے ہیں: اگر چھینک آ جائے تو ''الحمد للہ'' نہ کہے اور نہ ہی کسی چھینکنے والے کو ''یَرْحَمُكَ

---

[۶۷] بخاری: ۱۴۲-۶۳۲۲، الادب المفرد للبخاری: ۶۹۲، مسلم: ۳۷۵، ابوداؤد: ۴-۵، ترمذی: ۵، نسائی ج ۱ ص ۲۰، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۴، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۰، مسند احمد ج ۳ ص ۹۹-۱۰۱-۲۸۲، مسند ابی یعلیٰ: ۳۹۰۳-۳۹۳۱-۳۹۴۰، صحیح ابن حبان: ۱۴۰۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۹۵، شرح السنہ للبغوی: ۱۸۶، الدعاء للطبرانی: ۳۵۹

[۶۸] الفتح الربانی ج ۱ ص ۲۴۴، الفتوحات ج ۱ ص ۳۷۸-۳۸۰

[۶۹] ترمذی: ۶۰۶، ابن ماجہ: ۲۹۷، الارواء للالبانی: ۵۰

[۷۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۵، نتائج الافکار ج ۱ ص ۱۹۸-۲۰۱، الدعاء للطبرانی: ۳۶۶-۳۶۷، ابن ماجہ: ۲۹۹

''اَللّٰہُ'' کہہ کر دعا دے' نہ سلام کا جواب دے اور نہ موذن کو جواب دے' کیونکہ سلام کرنے والا خود کوتاہی کر رہا ہے' وہ جواب کا مستحق کیسے ہو سکتا ہے' اور قضائے حاجت کے وقت اس قسم کی گفتگو مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں۔

البتہ اگر چھینک آئی اور زبان کو حرکت دیئے بغیر محض دل سے الحمد للہ کہا تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح حالت جماع میں ذکر (قلبی) کر سکتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پیشاب کر رہے تھے کہ ایک آدمی قریب سے گزرا' اس نے سلام پیش کیا' آپ نے جواب نہیں دیا۔[۷۱]

حضرت مہاجر ابن قنفذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا' درآں حالیکہ آپ پیشاب کر رہے تھے' میں نے سلام پیش کیا آپ نے جواب نہیں دیا یہاں تک کہ آپ نے وضو کیا' پھر مجھ سے معذرت کی اور فرمایا کہ میں نے طہارت کے بغیر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا۔[۷۲]

باب: قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے والے کو سلام کرنا منع ہے

گزشتہ باب میں حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت مہاجر رضی اللہ عنہما والی بیان کردہ احادیث کے پیش نظر ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں کہ قضائے حاجت کے لیے بیٹھنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے اور سلام کرنے والا جواب کا حق دار نہیں ہوگا۔

باب: بیت الخلاء (Wash Room) سے باہر نکل کر کیا پڑھنا چاہیے؟

قضائے حاجت سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ.

اے اللہ! تیری ذات پردہ پوشی فرمانے والی ہے' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کی اور مجھے سکون عطا فرمایا۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی علیہما الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (قضائے حاجت سے فارغ ہو کر) یہ پڑھا کرتے تھے: ''غُفْرَانَكَ'' ''تیری ذات پردہ پوشی فرمانے والی ہے''۔

جبکہ دعا کے باقی الفاظ نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں ہیں۔[۷۳]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ کلمات پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذَاقَنِيْ لَذَّتَهٗ وَاَبْقٰى فِيَّ قُوَّتَهٗ وَدَفَعَ عَنِّيْ اَذَاهُ.

اللہ تعالیٰ ہی تمام تعریفوں کے لائق ہے جس نے اپنی بارگاہ سے لذتوں کی چاشنی نصیب کی اور میرے جسم میں قوت کو باقی رکھا اور مجھ سے تکلیف دہ چیز دور کر دی۔[۷۴]

---

[۷۱] مسلم: ۳۷۰' ابوداؤد: ۱۶' ترمذی: ۹۰' نسائی ج ۱ ص ۳۶' ابن ماجہ: ۳۵۳' نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۰۱۔۲۰۵

[۷۲] ابوداؤد: ۱۷' نسائی ج ۱ ص ۳۷' ابن ماجہ: ۳۵۰' مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۵۔ ج ۵ ص ۹۰' سنن داری: ۲۶۴۴' المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۷۹۔۷۸۱۔ ج ۲۰' صحیح ابن حبان: ۱۸۹' حاکم ج ۱ ص ۱۶۷' صحیح ابوداؤد: ۱۳

[۷۳] ابوداؤد: ۳۰' ترمذی: ۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۹' ابن ماجہ: ۳۰۰' مسند احمد ج ۶ ص ۱۵۵' الادب المفرد للبخاری: ۶۹۳' السنن الکبری للبیہقی ج ۱ ص ۹۷' سنن داری: ۶۸۶' الدعا للطبرانی: ۳۶۹' صحیح ابن خزیمہ: ۹۰' حاکم ج ۱ ص ۱۵۸' الارواء للالبانی: ۵۲۔۵۳' ابن ماجہ: ۳۰۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۲

[۷۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۵' الدعا للطبرانی: ۳۶۷' نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۲۰۔۲۲۳

باب: وضو کا پانی کسی سے لیتے ہوئے یا انڈیلتے ہوئے کیا پڑھنا چاہیے؟

جیسا کہ باب: ۳ میں بیان کر دیا گیا ہے کہ "بسم اللّٰہ" (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں) کہنا مستحب ہے۔

باب: وضو کرتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

وضو کے آغاز میں "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم" پڑھنا مستحب ہے اور اگر صرف "بِسْمِ اللّٰه" پڑھا تو وہ بھی کافی ہے۔ ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر وضو کے آغاز میں "بسم اللّٰه" نہ پڑھ سکے تو درمیان میں پڑھ لے اور اگر آخر وضو تک جان بوجھ کر یا بھول کر "بسم اللّٰه" ترک کر دی تو وضو ہو جائے گا اور آخر میں پڑھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ موقع ختم ہو چکا ہے۔

یہ ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب ہے۔ "بسم اللّٰه" کے بارے میں کئی ضعیف احادیث وارد ہوئی ہیں۔ امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وضو میں "بسم اللّٰه" پڑھنے کے متعلق کوئی صحیح حدیث میرے علم میں نہیں آئی۔

ان احادیث (ضعیفہ) میں سے ایک پیش خدمت ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے وضو کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہ کیا، اس کا وضو نہیں ہوگا۔

اس عنوان کی تمام روایات کو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔[۷۵]

فصل: وضو کے آغاز میں تسمیہ کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

ہمارے ایک عالم دین شیخ ابوالفتح نصر مقدسی زاہد شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وضو کے آغاز میں بسم اللہ کے بعد یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُـهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ، اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

نوٹ: ان کلمات کو پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں مگر سنت ہونے کے حوالے سے ان کی کوئی دلیل موجود نہیں اور ہماری معلومات کے مطابق کسی مسلک کے عالم دین نے ان کے سنت ہونے کا قول نہیں کیا۔ واللہ اعلم!

فصل: وضو کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

وضو کرنے والا فارغ ہو کر یہ کلمات پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُـهٗ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ، سُبْحَانَكَ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والا اور خوب پاک ہونے والا بنا دے، اے اللہ! تو پاک ہے اور تعریف کے لائق ہے، میں گواہی

[۷۵] ابوداؤد: ۱۰۱، مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۸، ابن ماجہ: ۳۹۹، سنن دارقطنی ص ۲۹، حاکم ج ۱ ص ۱۴۶، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۳، الارواء للالبانی: ۸۱، نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۲۳۔ ۲۲۴، الترغیب والترہیب ج ۱ ص ۱۶۴

اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ. دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کے بعد یہ کلمات پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے (خاص) بندے اور رسول ہیں۔

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے چاہے داخل ہو جائے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور خوب پاک ہونے والوں میں شامل فرما دے![۷۶]

امام نسائی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ضعیف سند کے ساتھ یہ الفاظ روایت کیے ہیں (کہ وضو کے بعد یوں کہے):

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ. اے اللہ تعالیٰ! تو پاک ہے اور تعریف کے لائق ہے تیرا نام برکت والا اور تیری ذات بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔[۷۷]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے وضو کر کے گفتگو کرنے سے قبل یہ کلمات پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اس وضو اور اس سے پہلے وضو کے درمیان والے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔[۷۸]

مسند احمد بن حنبل، ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اچھے طریقہ سے وضو کر کے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس طرف سے چاہے داخل ہو جائے۔ اس روایت

---

[۷۶] مسلم: ۲۳۴، ابوداؤد: ۱۶۹-۱۷۰، ترمذی: ۵۵، نسائی ج ۱ ص ۹۲-۹۳، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۴، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۱، سنن دارمی: ۷۲۲، مصنف ابن ابی شیبۃ ۱ ص ۴-ج ۱۰ ص ۳۵۱-۳۵۲، المعجم الکبیر للطبرانی ج ۱۷ ص ۹۱۵-۹۱۶، ابن ماجہ: ۴۷۰، جامع الاصول: ۵۱۷۰، الارواء للالبانی: ۹۶، نتائج الافکار ۱ ص ۲۴۴

[۷۷] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۱-۸۳، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۰، حاکم ج ۱ ص ۵۶۴، نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۴۷-۲۵۰

[۷۸] سنن دارقطنی ج ۱ ص ۹۲-۹۳، نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۵۱-۲۵۲

کی سند ضعیف ہے۔[۷۹]

امام ابوبکر احمد بن محمد سنی علیہ الرحمہ نے ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ سے روایت کیا کہ ان کلمات کو تکرار سے تین دفعہ پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ [۸۰]

شیخ نصر مقدسی علیہ الرحمہ کا قول

حضرت شیخ نصر مقدسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وضو کے ان اذکار کے ساتھ درج ذیل درود شریف بھی پڑھنا چاہیے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ. اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت وسلامتی نازل فرما!

دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ اس باب میں بیان کردہ اذکار وضو کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر پڑھے جائیں گے۔

فصل: وضو کے مختلف اعضاء کی دعائیں

اعضاء وضو کی دعاؤں کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ہے البتہ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بزرگوں سے منقول دعائیں پڑھنا مستحب ہے کمی بیشی کے ساتھ منقول ان دعاؤں کا خلاصہ یہ ہے کہ آغاز میں تسمیہ کے بعد یہ پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَ الْمَاءَ طَهُوْرًا. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے پانی کو پاک کرنے والا بنایا۔

کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنِیْ مِنْ حَوْضِ نَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاْسًا لَّا اَظْمَاُ بَعْدَهٗ اَبَدًا. اے اللہ کریم! مجھے اپنے نبی حضرت محمد ﷺ کے حوضِ کوثر سے ایسا جام پلانا جس کے بعد مجھے کبھی پیاس نہ لگے۔

ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنِیْ رَائِحَةَ نَعِيْمِكَ وَجَنَّاتِكَ. اے اللہ کریم! مجھے اپنی نعمتوں اور جنتوں کی خوشبوؤں سے محروم نہ رکھنا۔

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِیْ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ. اے اللہ کریم! میرے چہرے کو سفید رکھنا جس دن کچھ چہرے سفید اور کچھ سیاہ ہو جائیں گے۔

دونوں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِيَمِيْنِیْ اَللّٰهُمَّ لَا تُعْطِنِیْ كِتَابِیْ بِشِمَالِیْ. اے اللہ کریم! میرا نامۂ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دینا، اے اللہ کریم! میرا نامۂ اعمال میرے بائیں ہاتھ میں نہ دینا۔

[۷۹] نتائج الافکار ج۱ص ۲۵۲-۲۵۳، مسند احمد ج ۳ص ۲۶۵، ابن ماجہ ۱۰۵۱-۳۶۹، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۳، الدعاء للطبرانی: ۳۸۵-۳۸۶

[۸۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۹

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ حَرِّمْ شَعْرِیْ وَبَشَرِیْ عَلَی النَّارِ. وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّكَ.

اے اللہ! میرے بال اور جلد دوزخ پر حرام کر دے اور مجھے اپنے عرش کا سایہ نصیب کرنا' جس دن تیرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کا مسح کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ.

اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں شامل فرما جو اچھی بات سن کر اس پر عمل کرتے ہیں۔

دونوں پاؤں دھوتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَیَّ عَلَی الصِّرَاطِ.

اے اللہ! پل صراط پر مجھے ثابت قدم رکھنا۔

امام نسائی اور امام ابن سنی علیہما الرحمہ اپنی اپنی کتاب ''عمل الیوم واللیلۃ'' میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں وضو کے لیے پانی لے کر حاضر ہوا' آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کو یہ دعا فرماتے سنا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ.

اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر میں کشادگی پیدا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما!

(راوی کہتے ہیں:) میں نے عرض کیا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے آپ کو اس اس طرح دعا کرتے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا: کیا ہم نے کوئی چیز چھوڑی ہے؟

امام ابن سنی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کا عنوان ذکر کیا ہے:

''بَابُ مَا يَقُوْلُ بَيْنَ ظَهْرَانَیْ وُضُوْئِهٖ؟'' وضو کے درمیان کیا پڑھنا چاہیے؟

جبکہ امام نسائی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس باب کے تحت ذکر کیا ہے:

''بَابُ مَا يَقُوْلُ بَعْدَ فَرَاغِهٖ مِنْ وُضُوْئِهٖ؟'' وضو سے فارغ ہو کر کیا پڑھنا چاہیے؟[۸۱]

باب: غسل کرتے ہوئے کیا پڑھنا چاہیے؟

غسل کرنے والے کے لیے وضو کے باب میں بیان کیے گئے تسمیہ سمیت دیگر وظائف پڑھنا مستحب ہے' اس سلسلے میں جنبی' حیض والی عورت اور ان کے ماسوا دیگر افراد میں کوئی فرق نہیں۔

ہمارے بعض علماء کرام فرماتے ہیں: اگر حالت جنابت یا حیض میں ہو تو ''بسم اللّٰه'' نہ پڑھے' اور مذہب مشہور کے مطابق دوسروں کی طرح ان کے لیے بھی ''بسم اللّٰه'' پڑھنا مستحب ہے لیکن تلاوت کی نیت سے پڑھنا ان کے لیے جائز نہیں ہے۔ ✷

✷ ایک ضروری وضاحت

غسل کرنے والے کے لیے تسمیہ سمیت دیگر وظائف اس صورت میں پڑھنا مستحب ہے کہ وہ ستر ڈھانپ کر غسل کر رہا ہو اور غسل کی جگہ نجاست سے محفوظ ہو جبکہ برہنہ ہونے کی حالت میں اور ناپاک جگہ پر غسل کرتے ہوئے ذکر و دعا خلاف ادب

[۸۱] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۰' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۸' مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۹' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۸۱' الدعا للطبرانی: ۶۵۶

ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے۔(مترجم)

باب: تیمّم کرتے ہوئے کیا پڑھنا چاہیے؟

تیمم کے آغاز میں ''بسم اللّٰہ'' پڑھنا مستحب ہے اگر حالت جنابت ہو یا (عورت) حالت حیض میں ہو تو ان کا حکم وہی ہے جو غسل کے باب میں ہم نے بیان کر دیا ہے (یعنی جنابت اور حیض وظائف پڑھنے میں رکاوٹ نہیں بنتے)۔

البتہ تیمم کے بعد تشہد (کلمۂ شہادت) پڑھنا اور وضو کے باب میں بیان کردہ دوسرے وظائف پڑھنا اور چہرے اور ہاتھوں کا تیمم کرتے ہوئے دعا پڑھنا' اس بارے میں ہمارے اور دیگر مذاہب کے علماء سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔

اور ظاہر یہی ہے کہ تیمم کا حکم وہی ہے جو ہم نے وضو میں ذکر کر دیا ہے' کیونکہ تیمم وضو کی طرح طہارت کا فائدہ دیتا ہے۔

باب: مسجد میں جانے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے؟

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ گھر سے نکل کر کہیں جانا ہو تو کیا پڑھنا چاہیے' اور اگر مسجد جانا ہو تو ساتھ اُن کلمات کو ملانا مستحب ہے۔

جو امام مسلم علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے' جب آپ اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے اور نبی کریم ﷺ کی نماز تہجد کی حدیث بیان کی کہ مؤذن نے صبح کی اذان دی تو نبی کریم ﷺ یہ دعا پڑھتے ہوئے نماز کے لیے تشریف لائے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ لِسَانِيْ نُوْرًا' وَاجْعَلْ لِيْ فِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا' وَاجْعَلْ لِيْ فِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا' وَاجْعَلْ لِيْ مِنْ خَلْفِيْ نُوْرًا' وَمِنْ اَمَامِيْ نُوْرًا' وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِيْ نُوْرًا' وَمِنْ تَحْتِيْ نُوْرًا' اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ نُوْرًا.

اے اللہ! میرے لیے میرے دل اور میری زبان میں نور پیدا فرما اور میرے لیے میرے کانوں میں نور پیدا فرما اور میرے لیے میری آنکھوں میں نور پیدا فرما اور میرے لیے میرے پیچھے اور آگے نور پیدا فرما اور میرے اُوپر اور نیچے نور پیدا فرما' اے اللہ! مجھے نور عطا فرما دے![۸۲]

کتاب ابن السنی میں' حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے تشریف لاتے تو یوں دعا فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ' اَللّٰهُمَّ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْكَ' وَبِحَقِّ مَخْرَجِيْ هٰذَا اِلَيْكَ فَاِنِّيْ لَمْ اَخْرُجْهُ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً' خَرَجْتُ اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ وَاِتِّقَاءَ سَخَطِكَ' اَسْاَلُكَ اَنْ تُعِيْذَنِيْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُدْخِلَنِيَ الْجَنَّةَ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں' میں اللہ پر ایمان لایا' اللہ تعالیٰ پر میں نے بھروسا کیا' گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ کی عطا سے ہے' اے اللہ! تیری بارگاہ کے سوالیوں کا صدقہ اور میرے اس (گھر سے نماز کے لیے) تیری طرف نکلنے کا صدقہ (میری دعا قبول فرما!) کیونکہ میں غرور' تکبر' دکھلاوے اور شہرت کے لیے نہیں نکلا' بلکہ میں تیری رضا جوئی میں اور تیری ناراضگی سے ڈرتے ہوئے نکلا ہوں' میں تیری بارگاہ میں جہنم سے بچاؤ اور جنت میں داخلے کا سوال کرتا ہوں۔

[۸۲] بخاری: ۱۱۷' مسلم: ۷۶۳' ابوداؤد: ۱۳۵۳' ترمذی: ۳۴۱۹' مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۴۔ ۳۴۳۔ ۳۵۲۔ ۳۷۳' مسند ابو یعلیٰ: ۲۳۶۵

یہ حدیث ضعیف ہے اس کی سند میں ایک راوی وازع ابن نافع عقیلی ہیں اور ان کے ضعف پر تمام محدثین کا اتفاق ہے کیونکہ وہ منکر الحدیث تھے۔[۸۳]

اور امام ابن سنی علیہ الرحمہ نے اسی معنی کی روایت عطیہ عوفی سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے جبکہ عطیہ عوفی بھی ضعیف ہیں۔[۸۴]

باب: مسجد میں داخل ہوتے وقت اور باہر آتے ہوئے کیا پڑھنا چاہیے؟

(مسجد میں داخل ہوتے وقت) یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ ' اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ.	میں شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں اس کی بزرگ ذات اور قدیم بادشاہت کے وسیلہ سے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت و سلامتی نازل فرما! اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے!

پھر "بسم اللہ" کہہ کر داخل ہوتے ہوئے دایاں پاؤں آگے بڑھائے اور باہر نکلتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور ماقبل ذکر کردہ تمام کلمات پڑھے اور "اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ" کی جگہ "اَبْوَابَ فَضْلِكَ" پڑھے۔

امام مسلم امام ابوداؤد امام نسائی امام ابن ماجہ رحمہم اللہ اور دیگر محدثین کرام صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوحمید یا ابواسید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو نبی اکرم ﷺ پر سلام پیش کرے پھر یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. — اے اللہ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب باہر نکلے تو یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ. — اے اللہ! میں تیری بارگاہ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

یہ بات کہ مسجد میں داخل ہوتے ہوئے نبی اکرم ﷺ پر سلام پیش کرے امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت میں موجود نہیں ہے اسے دیگر محدثین نے بیان کیا ہے۔

اور امام ابن سنی علیہ الرحمہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ جب آدمی مسجد سے باہر نکلے تو نبی اکرم ﷺ پر سلام پیش کرے اور یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِیْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. — اے اللہ! مجھے شیطان مردود سے محفوظ رکھنا۔

اس اضافے کو امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ نے بھی بیان کیا ہے اور امام ابن خزیمہ اور امام ابوحاتم ابن حبان نے اپنی صحیحین میں بیان کیا ہے۔[۸۵]

حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے:

---

[۸۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۸۳ 'نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۷۱

[۸۴] مسند احمد ج ۳ ص ۲۱ 'ابن ماجہ: ۷۷۸ 'عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۸۵ 'الدعا للطبرانی: ۴۲۱ 'نتائج الافکار ج ۱ ص ۲۷۱ - ۲۷۳

[۸۵] مسلم: ۷۱۳ 'ابوداؤد: ۴۶۵ 'نسائی ج ۳ ص ۵۳ 'عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۷۷ 'عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۵۶ 'السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۴۲ 'سنن دارمی: ۱۴۰۱ 'مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۷ - ج ۵ ص ۴۲۵ 'صحیح ابن حبان: ۲۰۴۶ - ۲۰۴۷ 'الدعا للطبرانی: ۴۲۶

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. میں شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ عظمت والے کی پناہ چاہتا ہوں' اس کی بزرگ ذات اور قدیم بادشاہت کے وسیلہ سے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی یہ کلمات پڑھ لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے: یہ آدمی سارا دن مجھ سے محفوظ ہو گیا۔ یہ حدیث حسن ہے۔[۸۶]

کتاب ابن السنی میں' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ. اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں' اے اللہ کریم! حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما!

اور جب باہر تشریف لاتے تو بھی یہ کلمات پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ. اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں' اے اللہ کریم! حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما![۸۷]

(امام یحییٰ ابن شرف نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ) مسجد میں داخل ہوتے وقت اور باہر آتے وقت نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے والی روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی ہم تک پہنچی ہے۔[۸۸]

کتاب ابن السنی میں' حضرت عبداللہ ابن حسن سے روایت ہے' وہ اپنی والدہ سے اور وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی دادی سے روایت کرتی ہیں' آپ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے اور "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ. اے اللہ کریم! مجھے بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اور جب باہر تشریف لاتے تو یہی دعا کرتے اور ساتھ ان کلمات کا اضافہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ. اے اللہ تعالیٰ! میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔[۸۹]

کتاب ابن السنی میں' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص مسجد سے باہر آنے کا ارادہ کرتا ہے تو ابلیس کے لشکر ہر طرف سے سمٹ کر اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور (اُس کے گرد) اِس طرح جمع ہو جاتے ہیں جیسے شہد کی مکھیاں اپنے بادشاہ کے گرد جمع ہوتی ہیں۔

لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد کے دروازے پر (باہر نکلنے کے لیے) کھڑا ہو تو یہ کلمات پڑھ لے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اِبْلِيْسَ وَجُنُوْدِهٖ. اے اللہ تعالیٰ! میں ابلیس اور اس کے لشکروں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

---

[۸۶] ابوداؤد:۶۶؍۴' الدعوات الکبیر للبیہقی:۶۸' صحیح ابوداؤد:۴۴۱

[۸۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۸۸' تخریج الکلم للالبانی:۶۳' نتائج الافکار ج۱ص۲۸۲

[۸۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۸۹' المعجم الاوسط للطبرانی:۶۶۰۸

[۸۹] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۸۷' مسند احمد ج۶ص۲۸۲۔۲۸۳' ترمذی:۳۱۴' ابن ماجہ:۷۷۳' المعجم الکبیر للطبرانی:۱۰۴۳۔ج۲۲' الدعاء للطبرانی:۴۲۳' شرح السنۃ للبغوی:۴۸۱' مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ص۴۰۵' مسند ابی یعلیٰ:۶۸۶' نتائج الافکار ج۱ص۲۸۳۔۲۸۸

کیونکہ جب یہ کلمات پڑھ لے گا تو اسے لشکر ابلیس نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔[۹۰]

باب: مسجد میں کیا پڑھنا چاہیے؟

مسجد میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ''سُبْحَانَ اللّٰهِ ' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور دیگر وظائف کو بہ کثرت پڑھنا مستحب ہے اور کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت کرنا مستحب ہے اور اسی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ، علم فقہ اور دیگر علوم شرعیہ کی درس و تدریس بھی مستحب ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ○ (النور:۳۶-۳۷)

(اللہ کے نور کی طرف ہدایت پانے والے اللہ کے ان) گھروں میں ہیں جن کے لیے اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے' ان میں اس کی صبح اور شام تسبیح کرتے ہیں○ وہ مرد جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کی یاد سے' نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی' وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں اُلٹ جائیں گے○

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ. (الحج:۳۲)

حق یہی ہے اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم بجالایا تو بے شک یہ دلوں کے تقویٰ سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ. (الحج:۳۰)

اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم بجالائے تو یہ اس کے رب کے پاس اس کے لیے بہتر ہے۔

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مسجدیں صرف انہیں کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں۔[۹۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس اعرابی نے مسجد کے ایک حصہ میں پیشاب کر دیا تھا' اسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مساجد پیشاب اور دیگر نجاستوں سے آلودہ ہونے کے لائق نہیں یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور تلاوتِ قرآن کے لیے ہیں۔[۹۲]

فصل: مسجد میں اعتکاف کی حالت میں رہنا افضل ہے

مسجد میں ٹھہرنے والے کو اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے' اگرچہ ایک لحہ کے لیے ٹھہرے' بلکہ ہمارے ایک عالم دین فرماتے ہیں: جو آدمی مسجد میں ٹھہرے بغیر گزر گیا' اس کا اعتکاف بھی درست ہے۔ لہٰذا گزرنے والے کو بھی اعتکاف کی نیت کر لینی چاہیے

[۹۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۵۵' ضعیف الجامع للالبانی:۱۳۶۹

[۹۱] مسلم:۵۶۹' ابن ماجہ:۷۶۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۷۳-۱۷۵' مسند احمد ج ۳ ص ۳۶۰-۳۶۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۵۰' صحیح ابن خزیمہ:۱۳۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۴۷' صحیح ابن حبان:۱۶۵۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۱۹

[۹۲] بخاری:۲۱۹-۲۲۱-۶۰۲۵' مسلم:۲۸۵' مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۰-۱۱۴-۱۶۷-۱۹۱-۲۲۶' صحیح ابن خزیمہ:۲۹۳' صحیح ابن حبان:۱۳۹۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۱۲-۴۱۳' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۱۹۳

کیونکہ اس قائل کے مطابق اُسے بھی اعتکاف کی فضیلت حاصل ہو جائے گی' پھر بھی گزرنے والے کے لیے بہتر یہی ہے کہ اعتکاف کی نیت سے لمحہ بھر ٹھہرے' پھر گزر جائے۔

مسجد میں نیکی کا حکم کرنا اور بُرائی سے روکنا موجب ثواب ہے

مسجد میں ٹھہرنے والے کو چاہیے کہ نیکی کا حکم کرے اور بُرائی سے روکے' اگرچہ مسجد سے باہر بھی انسان کو یہی حکم دیا گیا ہے مگر مسجد کے تحفظ' اس کی عظمت و بزرگی اور احترام کے پیش نظر اس میں یہ کام زیادہ ضروری ہے۔

تحیۃ المسجد کا نعم البدل

ہمارے ایک عالم دین فرماتے ہیں کہ آدمی جب مسجد میں داخل ہو اور بے وضو ہو جائے اور کسی اور مصروفیت کی وجہ سے تحیۃ المسجد کی نماز ادا نہ کر سکے تو اس کے لیے بہتر ہے کہ چار مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

بعض دیگر بزرگوں سے بھی منقول ہے کہ یہ کلمات پڑھ لینے چاہئیں۔

باب: مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان اور خرید و فروخت منع ہے

صحیح مسلم شریف میں' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی شخص کو مسجد میں اپنی گم شدہ چیز کی تلاش میں اعلان کرتے ہوئے سنے تو کہے: اللہ کرے تیری چیز نہ ملے کیونکہ مساجد اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔[٩٣]

صحیح مسلم شریف میں' حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا کہ سرخ اونٹ کے بارے میں کون بتائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے مساجد صرف انہیں کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے بنائی گئی ہیں۔[٩٤]

امام ترمذی علیہ الرحمہ اپنی کتاب جامع ترمذی کی کتاب البیوع کے آخر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی کو مسجد میں خرید و فروخت کرتے دیکھو تو کہہ دو:

لَا اَرْبَحَ اللّٰهُ تِجَارَتَكَ. اللہ کرے تیری تجارت نفع بخش نہ ہو۔

اور جب تم کسی کو مسجد میں گم شدہ چیز کا اعلان کرتے دیکھو تو کہہ دو:

لَا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْكَ. اللہ کرے تیری چیز نہ ملے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن ہے۔[٩٥]

---

[٩٣] مسلم: ٥٦٨' ابوداؤد: ٤٧٣' ابن ماجہ: ٧٦٧' مسند احمد ج ٢ ص ٣٤٩۔ ٤٢٠' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٢ ص ٤٤٧۔ ج ٦ ص ١٩٦۔ ج ١٠ ص ١٠٢' صحیح ابن حبان: ١٦٤٩' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٥١

[٩٤] سابقہ: ٩١

[٩٥] ترمذی: ١٣٢١' سنن دارمی: ١٤٠٨' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ١٧٦' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٥٤' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٢ ص ٤٤٧' صحیح ابن حبان: ٣١٣' حاکم ج ٢ ص ٥٦' الارواء للالبانی: ١٢٩٥

باب: مسجد میں ایسے اشعار پڑھنا منع ہے جن میں اسلام کی تعریف' زہد' تقویٰ اور اچھے اخلاق کی وعظ و نصیحت وغیرہ نہ ہو

کتاب ابن السنی میں' حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جس آدمی کو مسجد میں (غیر اسلامی' غیر اخلاقی اور بے ہودہ) اشعار پڑھتے دیکھو تو اسے تین مرتبہ یوں کہو:

فَضَّ اللّٰہُ فَاكَ. اللہ کرے! تیرے دانت ٹوٹ جائیں۔[٩٦]

باب: اذان کی فضیلت کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا ثواب معلوم ہو جائے اور وہ قرعہ اندازی کے بغیر ان چیزوں کو حاصل نہ کر سکیں تو وہ ضرور قرعہ اندازی کریں۔[٩٧]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے تو شیطان دُبر سے آواز کے ساتھ ہوا خارج کرتا ہوا پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے۔[٩٨]

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن اذان دینے والوں کی گردنیں سب سے بلند ہوں گی۔[٩٩]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مؤذن کی آواز پہنچنے کی انتہاء تک جن' انسان اور جو چیز بھی اذان کی آواز سنتی ہے' وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی۔ اذان کی فضیلت میں بہ کثرت احادیث روایت کی گئی ہیں۔[١٠٠]

امامت افضل ہے یا اذان؟

اذان اور امامت میں سے کیا افضل ہے؟ اس بارے میں ہمارے علماء (شوافع) کے چار اقوال ہیں:

(١) زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ اذان افضل ہے (٢) امامت افضل ہے (٣) اذان اور امامت دونوں برابر ہیں (٤) اگر امامت کے تمام حقوق قائم کرنا جانتا ہے اور امامت کی تمام شرائط کا جامع ہے تو امامت افضل ہے ورنہ اذان افضل ہے۔ ✷

✷ فقہاء احناف کے نزدیک امامت اذان سے افضل ہے

فقہاء احناف کے نزدیک زیادہ صحیح مذہب کے مطابق علی الاطلاق امامت اذان سے افضل ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

---

[٩٦] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٥٣' المعجم الکبیر للطبرانی: ١٤٥٤' نتائج الافکار ج ١ ص ٣٠٠-٣٠٢

[٩٧] بخاری: ٦١٥' مسلم: ٧٤٣' موطأ ج ١ ص ١٣١' نسائی ج ١ ص ٢٦٩- ج ٢ ص ٢٣' مسند ابو یعلیٰ: ٦٤٧٥

[٩٨] بخاری: ٦٠٨-١٢٢٢-٣٢٨٥' مسلم: ٣٨٩' موطأ ج ١ ص ٦٩-٧٠' ابوداؤد: ٥١٦' نسائی ج ٢ ص ٢١-٢٢' سنن دارمی: ١٢٠٧' مسند احمد ج ٢ ص ٣١٣-٣٩٨-٤٣١-٤٦٠-٥٠٣-٥٢٢-٥٣١' مسند ابو یعلیٰ: ٥٩٥٨

[٩٩] مسلم: ٣٨٧' ابن ماجہ: ٧٢٥' مسند احمد ج ٣ ص ٩٥-٩٨' مسند ابو یعلیٰ: ٧٣٨٤

[١٠٠] بخاری: ٦٠٩-٣٢٩٦-٧٥٤٨' نسائی ج ٢ ص ١٢' ابن ماجہ: ٧٢٣' مسند احمد ج ٣ ص ٣٥-٤٣' موطأ ج ١ ص ٦٧-٦٨' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١ ص ٣٩٧' مسند حمیدی: ٧٣٢' مسند ابو یعلیٰ: ٩٨٢

وھی افضل من الاذان ای علی المعتمد.

اور قابل اعتماد قول کے مطابق امامت' اذان سے افضل ہے۔

(ردالمحتار ج ۱ ص ۴۰۸' مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ حسن ابن عمار شرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وعندنا ھی ای الامامۃ افضل من الاذان لمواظبتہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم والخلفاء الراشدین علیھا.

اور ہمارے (احناف کے) نزدیک امامت اذان سے افضل ہے کیونکہ اس پر نبی اکرم ﷺ اور خلفاء راشدین نے مواظبت فرمائی ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح' باب الامامۃ) (از مترجم)

باب: اذان کے طریقہ کا بیان

اذان کے الفاظ مشہور ہیں اور ترجیع ہمارے (شوافع کے) نزدیک سنت ہے۔

ترجیع کی تعریف

جب مؤذن بلند آواز سے چار مرتبہ ''اللّٰہ اکبر'' کہہ لے تو ایک مرتبہ آہستہ آواز سے اپنے آپ کو اور قریب والوں کو سناتے ہوئے یہ کلمات پڑھے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

پھر پلٹ کر آواز کو خوب بلند کرتے ہوئے یہی چاروں کلمات دہرائے (یہ ترجیع ہے)' اور تثویب بھی ہمارے نزدیک سنت ہے۔

تثویب کی تعریف

تثویب یہ ہے کہ صرف صبح کی اذان میں ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کے بعد دو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. نماز نیند سے بہتر ہے۔

ترجیع اور تثویب کے متعلق احادیث مبارکہ موجود ہیں اور عوام میں مشہور ہیں۔

ترجیع اور تثویب ترک کرنے کا شرعی حکم

جان لیجئے کہ اگر ترجیع اور تثویب ترک کر دی تو اذان ہو جائے گی مگر ایک افضل عمل کا تارک قرار پائے گا۔

کس کی اذان درست ہے اور کس کی نہیں؟

ناسمجھ (بچے)' عورت اور کافر کی اذان درست نہیں ہے' جبکہ سمجھ دار بچے کی اذان درست ہے۔

نوٹ: کافر نے اذان پڑھی اور شہادتین بھی کہہ دیں' بعض علماء نے کہا کہ وہ مسلمان نہیں ہے جبکہ صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے گا' البتہ یہ بات طے ہے کہ وہ اذان درست نہیں کیونکہ شہادتین سے پہلے کی اذان اس نے حالت کفر میں کہی تھی۔

اذان سے متعلق اور بھی مسائل ہیں جو فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں' یہ ان کے بیان کا مقام نہیں ہے۔ ✹

✱ فقہاء احناف کے نزدیک کلمات اذان کی تعداد اور ترجیع کا حکم

فقہاء احناف کے نزدیک اذان کے کل پندرہ کلمات ہیں اور ترجیع درست نہیں ہے۔ فقہ حنفی کی معروف کتاب فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

ولا ترجیع فی الاذان.
اذان میں ترجیع درست نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج۱ ص ۶۲ 'مطبوعہ بیروت)

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

(وَلَا تَرْجِیْعَ) الترجیع ان یخفض صوتہ بالشھادتین ثم یرجع فیرفعہ بھما لاتفاق الروایات علی ان بلالاً لم یکن یرجع.

(اذان میں ترجیع درست نہیں ہے) ترجیع یہ ہے کہ آہستہ آواز سے شہادتین پڑھے' پھر بلند آواز سے پڑھے۔ ترجیع درست نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان میں ترجیع نہیں کرتے تھے۔

(فتاویٰ شامی ج۱ ص ۲۸۴ 'مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) (از مترجم)

باب: اقامت کے طریقہ کا بیان

احادیثِ صحیحہ کے مطابق صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ اقامت کے گیارہ کلمات ہیں:

''اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر' اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ' اشھد انّ محمّدا رّسولُ اللّٰہ' حیّی علی الصّلوٰۃ' حیّی علی الفلاح' قد قامت الصّلوٰۃ' قَدْ قَامتِ الصّلوٰۃُ' اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر' لَا الٰہ الا اللّٰہ''۔ ✱ ✱

✱ ✱ کلماتِ اقامت کی تعداد میں احناف کا مسلک

فقہاء احناف کے نزدیک اقامت کے کل سترہ کلمات ہیں' پندرہ اذان کے اور ''حیّی علی الفلاح'' کے بعد دو مرتبہ ''قد قامت الصلوٰۃ''۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

وَالْاِقَامَۃُ سبعَ عشرۃَ کلمۃً خمس عشرۃ منھا کلماتُ الاذان و کلمتانِ قولُہٗ قد قامتِ الصّلوٰۃُ مرّتینِ.

اور اقامت کے سترہ کلمات ہیں' پندرہ ان میں سے اذان والے اور باقی دو مرتبہ ''قد قامت الصلوٰۃ'' ہیں۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج۱ ص ۶۲ 'مطبوعہ بیروت) (مترجم)

فصل: اذان اور اقامت کا شرعی حکم

ہمارے نزدیک صحیح اور مختار مذہب کے مطابق اذان اور اقامت سنت ہیں' جمعہ کی اور دوسری اذانیں اس حکم میں برابر ہیں۔ ہمارے بعض علماء کرام نے کہا کہ یہ دونوں فرض کفایہ ہیں اور بعض نے کہا: یہ دونوں جمعہ میں فرض کفایہ ہیں باقی نمازوں میں نہیں۔

اگر ہم ان کو فرضِ کفایہ مان لیں تو پھر کسی شہر یا محلہ والے اگر ان کو ترک کریں تو ان سے قتال کیا جائے گا' اور اگر ہم ان کو سنت کہیں تو صحیح اور مختار مذہب کے مطابق ان سے قتال نہیں کیا جائے گا' جیسے ظہر کی اور ایسی دیگر سنتوں کے ترک پر قتال نہیں کیا

جائے گا۔ ہمارے بعض علماء کرام نے کہا کہ ان کے تارکین سے بھی قتال ہوگا کیونکہ یہ (شریعت اسلامیہ کی) ظاہری علامت ہیں۔

فصل: اذان و اقامت کے بعض فقہی احکام

اذان کو ٹھہر ٹھہر کر بلند آواز سے اور اقامت کو جلدی جلدی پڑھنا مستحب ہے اور اقامت کی آواز اذان سے پست ہونی چاہیے۔ اور مستحب ہے کہ مؤذن خوش الحان‘ قابل اعتماد‘ (فتنہ بازی سے) محفوظ‘ اوقاتِ نماز سے باخبر اور نیک سیرت آدمی ہو اور باوضو ہو کر بلند جگہ قبلہ رخ کھڑے ہو کر اذان و اقامت کہے۔

اگر قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے یا بیٹھ کر یا پہلو کے بل لیٹ کر یا بے وضو یا حالت جنابت میں اذان و اقامت کہہ دی تو ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ ہے اور جنبی کی کراہت بے وضو سے زیادہ ہے اور ان احوال میں اقامت کہنا اذان سے زیادہ مکروہ ہے۔ ✷

✷ فقہاءِ احناف کے نزدیک جنبی کی اذان و اقامت کا حکم

احناف کے نزدیک جنبی کی اذان و اقامت مکروہ ہے۔ اذان دوبارہ کہی جائے گی جبکہ اقامت کا اعادہ ضروری نہیں۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

واما الاذان مع الجنابة فيكره في ظاهر الرواية حتى يعاد.	ظاہر الروایہ کے مطابق جنبی کی اذان مکروہ ہے حتیٰ کہ دوبارہ کہی جائے گی۔

نیز فرمایا:

وكذا الاقامة مع الجنابة تكره لكنها لا تعاد.	اسی طرح جنبی کی اقامت بھی مکروہ ہے لیکن اس کا اعادہ نہیں کیا جائے گا۔

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۳۷۴‘ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی‘ بیروت) (مترجم)

فصل: کس نماز کے لیے اذان ہوگی؟

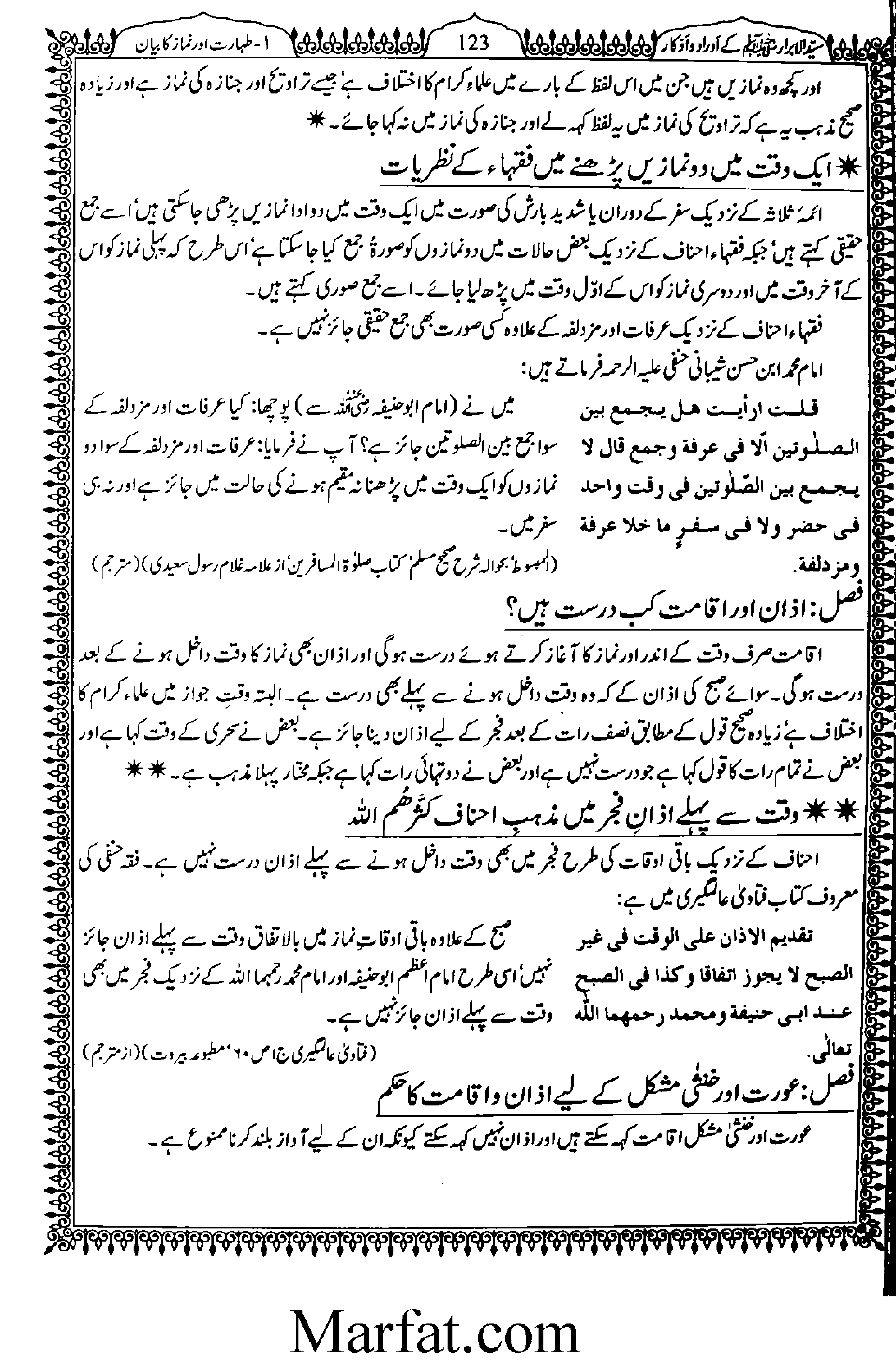
اذان صرف پانچ فرض نمازوں کے لیے جائز ہے‘ یعنی فجر‘ ظہر‘ عصر‘ مغرب‘ عشاء‘ خواہ ادا ہوں یا قضاء‘ پڑھنے والا مقیم ہو یا مسافر‘ اکیلا پڑھے یا جماعت کے ساتھ‘ اگر ایک آدمی نے اذان پڑھ دی تو وہاں موجود تمام آدمیوں کے لیے وہ کافی ہوگی‘ اسی طرح کوئی آدمی ایک ہی وقت میں فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنا چاہتا ہے تو صرف پہلی نماز کے لیے اذان کہے اور پھر ہر نماز اقامت کہہ کر پڑھتا چلا جائے۔

اور اگر کسی آدمی نے دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا تو اذان صرف پہلی نماز کے لیے کہے گا‘ پھر ہر نماز اقامت کہہ کر پڑھے گا۔

اور تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ پانچ فرض نمازوں کے علاوہ کسی دوسری نماز کے لیے اذان نہیں کہی جائے گی۔

پھر باقی نمازوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جن کو جماعت کے ساتھ ادا کرتے وقت لفظ ''اَلصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ'' نماز با جماعت کا آغاز ہوا چاہتا ہے‘ کہنا مستحب ہے جیسے نماز عید‘ نماز کسوف اور نماز استسقاء۔

اور کچھ وہ نمازیں ہیں‘ جن میں یہ لفظ کہنا مستحب نہیں ہے جیسے نمازوں کی سنتیں اور نوافل۔



اور کچھ وہ نمازیں ہیں جن میں اس لفظ کے بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے جیسے تراویح اور جنازہ کی نماز ہے اور زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ تراویح کی نماز میں یہ لفظ کہہ لے اور جنازہ کی نماز میں نہ کہا جائے۔ ✷

✷ ایک وقت میں دو نمازیں پڑھنے میں فقہاء کے نظریات

ائمۂ ثلاثہ کے نزدیک سفر کے دوران یا شدید بارش کی صورت میں ایک وقت میں دو ادا نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں' اسے جمع حقیقی کہتے ہیں' جبکہ فقہاء احناف کے نزدیک بعض حالات میں دو نمازوں کو صورۃً جمع کیا جا سکتا ہے' اس طرح کہ پہلی نماز کو اس کے آخر وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اوّل وقت میں پڑھ لیا جائے۔ اسے جمع صوری کہتے ہیں۔

فقہاء احناف کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ کے علاوہ کسی صورت بھی جمع حقیقی جائز نہیں ہے۔

امام محمد ابن حسن شیبانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قلت ارأيت هل يجمع بين الصلٰوتين الّا في عرفة وجمع قال لا يجمع بين الصّلٰوتين في وقت واحد في حضر ولا في سفرٍ ما خلا عرفة ومزدلفة.

میں نے (امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے) پوچھا: کیا عرفات اور مزدلفہ کے سوا جمع بین الصلوتین جائز ہے؟ آپ نے فرمایا: عرفات اور مزدلفہ کے سوا دو نمازوں کو ایک وقت میں پڑھنا نہ مقیم ہونے کی حالت میں جائز ہے اور نہ ہی سفر میں۔

(المبسوط' بحوالہ شرح صحیح مسلم' کتاب صلوٰۃ المسافرین' از علامہ غلام رسول سعیدی) (مترجم)

فصل: اذان اور اقامت کب درست ہیں؟

اقامت صرف وقت کے اندر اور نماز کا آغاز کرتے ہوئے درست ہو گی اور اذان بھی نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد درست ہو گی۔ سوائے صبح کی اذان کے کہ وہ وقت داخل ہونے سے پہلے بھی درست ہے۔ البتہ وقتِ جواز میں علماء کرام کا اختلاف ہے' زیادہ صحیح قول کے مطابق نصف رات کے بعد فجر کے لیے اذان دینا جائز ہے۔ بعض نے سحری کے وقت کہا ہے اور بعض نے تمام رات کا قول کہا ہے جو درست نہیں ہے اور بعض نے دو تہائی رات کہا ہے جبکہ مختار پہلا مذہب ہے۔ ✷✷

✷✷ وقت سے پہلے اذانِ فجر میں مذہب احناف کثرھم اللہ

احناف کے نزدیک باقی اوقات کی طرح فجر میں بھی وقت داخل ہونے سے پہلے اذان درست نہیں ہے۔ فقہ حنفی کی معروف کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

تقديم الاذان على الوقت في غير الصبح لا يجوز اتفاقا وكذا في الصبح عند ابي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالٰى.

صبح کے علاوہ باقی اوقاتِ نماز میں بالاتفاق وقت سے پہلے اذان جائز نہیں' اسی طرح امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک فجر میں بھی وقت سے پہلے اذان جائز نہیں ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۶۰' مطبوعہ بیروت) (از مترجم)

فصل: عورت اور خنثیٰ مشکل کے لیے اذان و اقامت کا حکم

عورت اور خنثیٰ مشکل اقامت کہہ سکتے ہیں اور اذان نہیں کہہ سکتے کیونکہ ان کے لیے آواز بلند کرنا ممنوع ہے۔

باب: اذان اور اقامت سننے والا کیا جواب دے؟

اذان و اقامت سننے والے کے لیے مستحب ہے کہ اسی طرح جواب دے البتہ ''حَیّی عَلی الصَّلٰوۃ'' اور ''حَیّی علی الفلاح'' کے بعد ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہنا چاہیے۔

اسی طرح لفظ ''الصَّلٰوۃُ خیرٌ مِّنَ النَّوم'' کے بعد ''صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ'' کہے اور بعض علماء نے فرمایا: یوں کہے:

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.

رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا کہ نماز نیند سے بہتر ہے۔

اور کلماتِ اقامت یعنی ''قد قامت الصلٰوۃ'' کے بعد کہے:

اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا.

اللہ تعالیٰ اس نماز کو قائم و دائم رکھے۔

اور ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کے بعد کہے: ''اَنَا اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' (میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں) پھر اس طرح کہے:

رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا.

میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوگیا۔

پھر جب پوری اذان کا جواب دینے سے فارغ ہو جائے تو نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پیش کرے پھر یہ دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ آتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ.

اے اللہ تعالیٰ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ و فضیلت عطا فرما اور آپ کو اس مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

بعد ازاں دنیا و آخرت کے متعلق جو چاہے دعا کرے۔[۱۰۱]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہتا ہے: اسی کی مثل تم کہو۔[۱۰۲]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم اذان سنو تو جو کچھ مؤذن کہتا ہے تم بھی اسی طرح کہو پھر مجھ پر درود شریف پڑھو کیونکہ جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا کرو کہ یہ جنت کا ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گا اور مجھے اُمید ہے کہ وہ میں ہی ہوں گا تو جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی میری شفاعت اس کے لیے حلال ہوگئی۔[۱۰۳]

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مؤذن ''اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر'' کہے تو

[۱۰۱] ابوداؤد: ۵۲۸' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۰۳-۱۰۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۱' الدعاء للطبرانی: ۴۹۱' التلخیص لابن حجر ج ۱ ص ۲۱۱' الارواء للالبانی: ۲۴۱

[۱۰۲] بخاری: ۶۱۱' مسلم: ۳۸۳' موطا ج ۱ ص ۶۷' ابوداؤد: ۵۲۲' ترمذی: ۲۰۸' نسائی ج ۲ ص ۲۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۴' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۹۰' ابن ماجہ: ۷۲۰' مسند احمد ج ۳ ص ۶-۵۳-۷۸' الدعاء للطبرانی: ۴۴۲' مسند ابویعلیٰ: ۱۱۸۹

[۱۰۳] مسلم: ۳۸۴' ابوداؤد: ۵۲۳' ترمذی: ۳۶۱۹' نسائی ج ۲ ص ۲۵' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۹۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۸' شرح السنۃ للبغوی: ۴۲۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰' صحیح ابن حبان: ۱۶۹۰

تم میں سے (ہر) ایک ''اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر'' کہے پھر مؤذن ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہے تو سننے والا بھی ''اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہے پھر مؤذن ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کہے تو سننے والا بھی ''اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' کہے پھر مؤذن ''حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ'' کہے تو سننے والا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہے پھر مؤذن ''حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ'' کہے تو سننے والا ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ'' کہے پھر مؤذن ''اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر'' کہے تو سننے والا بھی ''اللّٰہ اکبر' اللّٰہ اکبر'' کہے پھر مؤذن ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہے تو سننے والا بھی ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہے (اذان کا جواب دینے والا یہ کلمات) دلی توجہ سے کہے تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔[۱۰۴]

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤذن کو سن کر یہ کلمات کہے:

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَـہٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُـہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰـہِ رَبًّا وَّبِـمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا.	میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے اور اسلام کے دین ہونے پر راضی ہو گیا۔

تو اس آدمی کے تمام (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے' اور ایک روایت اس طرح ہے کہ جس آدمی نے مؤذن کو سن کر کہا: ''وَاَشْھَدُ'' اور میں بھی گواہی دیتا ہوں (تو اس کے بھی گناہ بخش دیئے جائیں گے)۔[۱۰۵]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو شہادت کہتے ہوئے سنتے تو آپ فرماتے: ''وَاَنَا وَاَنَا'' اور میں (بھی گواہی دیتا ہوں) اور میں (بھی گواہی دیتا ہوں)۔[۱۰۶]

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اذان سن کر یہ کلمات کہے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّـامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ' وَابْعَثْـہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّـہٗ.	اے اللہ تعالیٰ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب' حضرت محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو اس مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

تو روزِ قیامت وہ میری شفاعت کا مستحق ہو جائے گا۔[۱۰۷]

کتاب ابن سنی میں' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مؤذن کو ''حیی علی الفلاح'' کہتے ہوئے سنتے تو یوں دعا کرتے:

---

[۱۰۴] مسلم: ۳۸۵' ابوداؤد: ۵۲۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۰۸۔۴۰۹' شرح السنہ للبغوی: ۴۲۳' صحیح ابن حبان: ۱۶۸۳

[۱۰۵] مسلم: ۳۸۶' ابوداؤد: ۵۲۵' ترمذی: ۲۱۰' نسائی ج ۲ ص ۲۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۹۷' ابن ماجہ: ۷۲۱' مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۱' حاکم ج ۱ ص ۲۰۳' صحیح ابن حبان: ۱۶۹۱' مسند ابی یعلیٰ: ۷۲۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۲۶' صحیح ابن خزیمہ: ۴۲۱۔۴۲۲' الدعاء للطبرانی: ۴۲۹

[۱۰۶] ابوداؤد: ۵۲۶' مسند احمد ج ۶ ص ۱۲۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۰۹' الدعاء للطبرانی: ۴۳۷۔۴۳۸' صحیح ابن حبان: ۱۶۸۱' حاکم ج ۱ ص ۲۰۴

[۱۰۷] بخاری: ۶۱۴۔۴۷۱۹' ابوداؤد: ۵۲۹' ترمذی: ۲۱۱' نسائی ج ۲ ص ۲۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۹۵' ابن ماجہ: ۷۲۲' مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰' شرح السنہ للبغوی: ۴۲۰' صحیح ابن حبان: ۱۶۸۷' الدعاء للطبرانی: ۴۳۰' المعجم الاوسط للطبرانی: ۱۹۶' الصغیر للطبرانی: ۶۷۰' الارواء للالبانی ج ۱ ص ۲۶۰۔۲۶۱

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مُفْلِحِيْنَ. اے اللہ! ہمیں فلاح پانے والا بنا دے![۱۰۸]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت شروع کردی جب "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" پر پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا. اللہ تعالیٰ اس نماز کو قائم و دائم رکھے۔

اور اقامت کے باقی تمام الفاظ میں وہی جواب دیا جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اذان والی حدیث میں ہے۔[۱۰۹]

امام ابن سنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب مؤذن کو اقامتِ نماز کہتے ہوئے سنتے تو یوں دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰتِهٖ سُؤْلَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. اے اللہ تعالیٰ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب تو حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما اور قیامت کے دن آپ کو مراد عطا فرما! [۱۱۰]

فصل: کن حالات میں اذان واقامت کا جواب دیا جائے گا اور کن میں نہیں؟

ایک آدمی نماز ادا کر رہا ہے اس نے اذان یا اقامت سنی تو نماز کے اندر جواب نہ دے جب سلام پھیر لے تو خارج از نماز آدمی کی طرح جواب دے اور اگر نماز کے اندر ہی جواب دے دیا تو مکروہ ہے نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح جب بیت الخلاء (Wash Room) میں اذان یا اقامت سنی تو فوراً جواب نہ دے بلکہ باہر نکل کر جواب دے۔ البتہ جب قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو یا تسبیح یا حدیث یا کوئی اور علم پڑھ رہا ہو تو ان سب چیزوں سے رک کر اذان کا جواب دے جواب سے فارغ ہو کر پھر سے پہلا کام شروع کر دے کیونکہ اذان کا جواب نہ دیا تو فوت ہو جائے گا جبکہ ایسی مصروفیات اکثر فوت نہیں ہوتیں۔

اگر آدمی جواب نہ دے سکا یہاں تک کہ مؤذن نے مکمل اذان کہہ دی تو بہتر یہی ہے کہ اگر وقفہ زیادہ نہ ہوا ہو تو اذان کا جواب دے لے۔ ✷

✷ فقہاء احناف کے نزدیک اذان کا جواب واجب ہے اور نماز میں جواب دینے سے نماز ٹوٹ جائے گی

(۱) جیسا کہ آپ اس باب میں پڑھ چکے ہیں کہ شوافع کے نزدیک اذان و اقامت دونوں کا جواب دینا مستحب ہے جبکہ احناف کے نزدیک اقامت کا جواب دینا مستحب ہے اور اذان کا جواب واجب ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

يَجِبُ عَلَى السَّامِعِيْنَ عِنْدَ الْاَذَانِ الْاِجَابَةُ. سننے والوں پر اذان کا جواب دینا واجب ہے۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ص ۶۴ مطبوعہ بیروت)

(۲) شوافع کے نزدیک حالت نماز میں اذان کا جواب دینا مکروہ ہے نماز نہیں ٹوٹتی جبکہ احناف کے نزدیک دورانِ نماز اذان کا جواب دینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے:

وَاِذَا سَمِعَ الْاَذَانَ فَقَالَ مِثْلَ مَا جب اذان سن کر مؤذن کی طرح کلمات کہے اگر اذان کا جواب دینے

[۱۰۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۹۲ مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۰ المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۷۰۔۷۷۱۔ ج ۱۹ نتائج الافکار ج ۱ ص ۳۶۷

[۱۰۹] سابقہ ۱۰۱

[۱۱۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۰۵ المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۶۷۵ الدعا للطبرانی: ۴۴۲ نتائج الافکار ج ۱ ص ۳۷۲۔۳۷۳

يَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ اِنْ اَرَادَ بِهٖ جَوَابَهٗ تَفْسُدُ۔ کی نیت سے کہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

(فتاویٰ عالمگیریہ ج ۱ ص ۱۱۱' مطبوعہ بیروت) (از مترجم)

اذان کے بعد دعا کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا ردّ نہیں کی جاتی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کیا دعا مانگیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی خیریت و عافیت مانگو۔[۱۱۱]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اذانیں دینے والے ہم سے فضیلت لے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جیسے وہ کہتے ہیں تم بھی کہو' جب جواب دے چکو تو اللہ تعالیٰ سے مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔[۱۱۲]

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ' حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو دعائیں ردّ نہیں کی جاتیں یا بہت کم ردّ کی جاتی ہیں' اذان کے وقت کی گئی دعا اور جہاد کے وقت کی گئی دعا' جب بعض لوگ بعض کو قتل کر رہے ہوں۔[۱۱۳]

باب: فجر کی دو سنتیں پڑھنے کے بعد کیا کہنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں' حضرت ابوالملیح عامر ابن اسامہ سے روایت ہے اور وہ اپنے والد گرامی سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فجر کی دو رکعات ادا کیں اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے قریب دو رکعات جلدی سے ادا فرمائیں' پھر انہوں نے سنا کہ سرکار دو عالم ﷺ نے بیٹھ کر تین مرتبہ یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَمُحَمَّدٍ نِالنَّبِيِّ' اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ۔

اے اللہ تعالیٰ! حضرت جبریل' اسرافیل' میکائیل علیہم السلام اور حضرت محمد نبی ﷺ کے رب! میں آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۱۱۴]

کتاب ابن السنی میں' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے جمعہ کی صبح نماز فجر سے قبل تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق

---

[۱۱۱] ابوداؤد: ۵۲۱' ترمذی: ۳۵۸۸-۳۵۸۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۸-۶۹' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۰۲' مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۵-۲۲۵-۲۵۴' شرح السنہ للبغوی: ۴۲۵-۱۳۶۵' مصنف عبدالرزاق: ۱۹۰۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰' صحیح ابن حبان: ۲۹۶' مسند ابی یعلیٰ: ۳۶۷۹-۳۶۸۰' الدعاء للطبرانی: ۴۸۳-۴۸۴' الارواء للالبانی: ۲۴۴' نتائج الافکار ج ۱ ص ۳۷۳-۳۷۷

[۱۱۲] ابوداؤد: ۵۲۴' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰' شرح السنہ للبغوی: ۴۲۶' الدعاء للطبرانی: ۴۴۴-۴۴۵' صحیح ابن حبان: ۲۹۵

[۱۱۳] ابوداؤد: ۲۵۴۰' سنن دارمی: ۱۲۰۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۱۰- ج ۳ ص ۳۶۰' المعجم الکبیر للطبرانی: ۵۷۵۶' الدعاء للطبرانی: ۴۸۹' صحیح ابن خزیمہ: ۴۱۹' صحیح ابن حبان: ۲۹۷-۲۹۸' حاکم ج ۱ ص ۱۹۸

[۱۱۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۰۳' المعجم الکبیر للطبرانی: ۵۲۰' حاکم ج ۳ ص ۶۲۲' الاحادیث الصحیحہ: ۱۵۴۴

اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ. نہیں' وہ زندہ قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا' اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔[۱۱۵]

باب: صف میں پہنچ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا' درآں حالیکہ رسول اللہ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے' جب وہ صف میں شامل ہوا تو اس نے یہ کلمات کہے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنِیْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِیْ عِبَادَكَ الصّٰالِحِیْنَ. اے اللہ تعالیٰ! جو اجر و ثواب تو اپنے نیک بندوں کو عطا فرماتا ہے مجھے اس سے افضل عطا فرما!

جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل فرمائی تو دریافت کیا کہ ابھی ابھی یہ کلمات کون کہہ رہا تھا؟ وہ آدمی بولا: یارسول اللہ! میں کہہ رہا تھا' آپ نے فرمایا: یہ تب ہوگا جب تیرے گھوڑے کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کر دیا جائے۔[۱۱۶]

باب: نماز کے لیے کھڑے ہوتے وقت کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں' حضرت ام رافع رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایسا عمل ارشاد فرمایئے جس پر اللہ تعالیٰ مجھے اجر و ثواب عطا فرمائے' تو آپ نے فرمایا: اے ام رافع! جب تو نماز کا ارادہ کرے تو دس مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' دس مرتبہ ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' دس مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' دس مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور دس مرتبہ استغفار پڑھا کر۔

کیونکہ جب تو ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' پڑھے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے' اور جب تو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' پڑھے گی تو وہ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے اور جب تو ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پڑھے گی تو وہ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے اور جب تو ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھے گی تو وہ فرمائے گا: یہ میرے لیے ہے اور جب تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے گی تو وہ فرمائے گا: میں نے تجھے بخش دیا۔[۱۱۷]

باب: اقامت کے وقت دعا کا بیان

امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ حدیث مرسل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لشکروں کے ٹکرانے کے وقت اور نماز کی اقامت کے وقت اور بارش اترتے وقت دعا کی قبولیت طلب کرو۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بارش اترتے وقت اور اقامت نماز کے وقت طلب اجابت والی روایت میں نے متعدد راویوں سے حفظ کی ہے۔

باب: نماز کا آغاز کن الفاظ سے کرنا چاہیے؟

یہ باب بہت وسیع ہے اور اس میں مختلف انواع کی کثیر صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ اور فقہ کی کتابوں میں اس کی بہت سی جزئیات موجود ہیں۔ نادر الوقوع اور مشکل جزئیات کے علاوہ کچھ کے اصول و مقاصد پر یہاں ہم تنبیہ کریں گے۔ اختصار کے

[۱۱۵] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۸۳' المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۷۱۳' ابوداؤد: ۱۵۱۷' ترمذی: ۳۶۴۸' نتائج الافکار ج۱ ص۳۸۵-۳۸۶

[۱۱۶] کتاب الدعا للطبرانی: ۴۹۲' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۳' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۰۶' صحیح ابن حبان: ۱۶۰۹' التاریخ للبخاری ج۱ ص۲۲۲' مسند ابویعلیٰ: ۶۹۷-۶۹۷' حاکم ج۱ ص۲۰۷' نتائج الافکار ج۱ ص۳۸۸-۳۸۹

[۱۱۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۱۰۷' المعجم الکبیر للطبرانی ج۲۴ ص۳۰۲' نتائج الافکار ج۱ ص۳۹۰

پیش نظر اکثر کے دلائل بیان نہیں کریں گے کہ یہ کتاب بیانِ ادلّہ کے لیے نہیں لکھی جا رہی' یہ تو معمولات کے بیان کے لیے ہے اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

باب: تکبیر تحریمہ کے بیان میں

نماز فرض ہو یا نفل' تکبیر تحریمہ کے بغیر درست نہیں ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے اکثر ہم خیال علماء کے نزدیک تکبیر تحریمہ نماز کا جز اور اس کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ نماز کا رکن نہیں بلکہ شرط ہے۔

الفاظِ تکبیر میں مذاہب ائمہ

نمازی لفظ تکبیر یوں کہے: "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اور دوسری طرح یوں بھی کہہ سکتا ہے: "اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ"۔ امام شافعی علیہ الرحمہ' امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء کرام علیہم الرحمہ کے نزدیک دونوں طرح جائز ہے' جبکہ امام مالک علیہ الرحمہ دوسری صورت کو جائز نہیں کہتے۔

احتیاط یہ ہے کہ آدمی پہلے طریقے سے "اللّٰہ اکبر" کہے تاکہ اختلاف سے دور رہے۔ اور اگر ان دو مذکورہ الفاظ کے علاوہ تکبیر میں کوئی اور لفظ کہا' مثلاً "اَللّٰہُ الْعَظِیْمُ' اَللّٰہُ الْمُتَعَالِیْ' اَللّٰہُ اَعْظَمُ' اَللّٰہُ اَعَزُّ' اَللّٰہُ اَجَلُّ" وغیرہ تو امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان سے اکثر علماء کے نزدیک نماز درست نہ ہوگی جبکہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ان الفاظ سے نماز کا آغاز کیا جا سکتا ہے۔

اور اگر "اَکْبَرُ اللّٰہُ" کہا تو ہمارے نزدیک صحیح مذہب کے مطابق درست نہیں ہے' جبکہ بعض علماء کے نزدیک درست ہے۔ جیسے اگر نماز کے آخر میں "علیکم السلام" کہا تو صحیح مذہب کے مطابق درست ہوگا۔

تکبیر تحریمہ اور دیگر اذکار کو زبان سے پڑھنا ضروری ہے

تکبیر تحریمہ اور دیگر اذکار اس وقت تک درست نہ ہوں گے' جب تک ان کا زبان سے تلفظ نہ کیا جائے' اس طرح کہ اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو آدمی اپنے آپ کو آواز سنائے۔ کتاب کے آغاز میں اس کا بیان گزر چکا ہے اور اگر زبان میں گونگا پن یا کوئی اور عیب ہے تو بقدر استطاعت اس کو حرکت دے' نماز ہو جائے گی۔

غیر عربی میں تکبیر تحریمہ کہنے کا حکم

عربی زبان پر قادر ہوتے ہوئے غیر عربی میں تکبیر تحریمہ کہنا درست نہیں ہے اور جو قادر نہ ہو اس کے لیے درست ہے' البتہ اس کے لیے عربی سیکھنا انتہائی ضروری ہے اور اگر عربی سیکھنے میں کوتاہی کی تو (غیر عربی میں کہی ہوئی تکبیر سے) نماز درست نہ ہو گی اور جتنا عرصہ کوتاہی کی' اس دوران کی نمازوں کو لوٹانا واجب ہے۔

تحریمہ و دیگر تکبیرات کو کھینچ کر پڑھنے کا حکم

صحیح اور مختار مذہب کے مطابق تکبیر تحریمہ کو کھینچ کر نہیں پڑھا جائے گا بلکہ اختصار کے ساتھ جلدی سے ادا کرے گا' بعض علماء نے کہا: اسے کھینچ کر پڑھا جائے جبکہ پہلی بات زیادہ درست ہے۔

اور باقی تکبیرات کے متعلق صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ تکبیر کو اس قدر کھینچ کر پڑھنا مستحب ہے کہ آدمی بعد والے رکن تک پہنچ جائے۔ اور بعض علماء نے کہا کہ نہیں کھینچا جائے گا۔

اور اگر غیر مدّ کے مقام پر مدّ کر دی یا مقام مدّ پر مدّ ترک کر دی تو نماز باطل نہ ہوگی' البتہ ثواب میں کمی ہوگی۔

نوٹ: اسم جلالت (اللہ) میں مدّ کا مقام لام کے بعد ہے' اس کے علاوہ کہیں مدّ نہیں کی جائے گی۔

فصل: امام ومقتدی کے لیے تکبیرات آہستہ اور بلند کہنے کا حکم

امام کے لیے تحریمہ اور دیگر تکبیرات اس قدر بلند آواز سے پڑھنا کہ مقتدی سن لے' سنت ہے اور مقتدی اس قدر آہستہ پڑھے کہ اپنے آپ کو سنا لے۔

اور اگر مقتدی نے بلند آواز سے اور امام نے آہستہ تکبیر کہی تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔

فائدہ: لفظ تکبیر کو درست پڑھنے کی بہت زیادہ کوشش کرنی چاہیے اور جہاں مدّ کا مقام نہیں وہاں نہیں کرنی چاہیے' اگر کسی نے اسم جلالت (اللہ) میں ہمزہ کو کھینچ کر پڑھا یا لفظ ''اکبر'' میں با کے فتحہ کو دراز کر کے پڑھا' اس طور پر کہ لفظ ''اکْبَار'' ہو گیا تو نماز درست نہ ہوگی۔

فصل: دو تین اور چار رکعات والی نماز میں تکبیرات کی تعداد

دو رکعت والی نماز میں گیارہ تکبیرات ہیں اور تین رکعت والی نماز میں سترہ تکبیرات ہیں اور چار رکعت والی نماز میں بائیس تکبیرات ہیں' ہر رکعت کے اندر پانچ تکبیریں ہیں' ایک رکوع کی اور چار دونوں سجدوں کو جاتے اور اُٹھتے ہوئے اور تکبیر تحریمہ اور پہلے قعدہ سے کھڑا ہونے کی تکبیر۔

فائدہ: مذکورہ تمام تکبیرات سنت ہیں' ان کو جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دیا تو نماز باطل نہ ہوگی اور حرام کا مرتکب بھی نہیں ہوگا اور نہ ہی سجدۂ سہو کی ضرورت ہے۔ البتہ اس بات پر تمام ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بغیر نماز درست نہیں ہوتی۔

باب: تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

اس باب میں بہت احادیث مبارکہ مروی ہیں' جن کا مجموعہ یہ ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا' وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.

اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے' بہت زیادہ تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔[۱۱۸]

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ' اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ' وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ' اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ' اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ' ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ' وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ

میں نے اپنی ذات کو اس ہستی کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا' میں بُرائیوں سے بیزار ہوں' مسلمان ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں' بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا مرنا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے اور میں مسلمانوں میں سے ہوں' اے اللہ! تو بادشاہ ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں' میرے سارے گناہ بخش دے کیونکہ گناہوں کو تو ہی بخشنے والا ہے' مجھے اچھے اخلاق کی ہدایت دے کہ تیرے سوا کوئی اچھے اخلاق کی ہدایت نہیں دے سکتا' مجھے بُری عادات

[۱۱۸] سابقہ: ۱۲۴

الْاَخْلَاقِ، لَا يَهْدِىْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ، وَاصْرِفْ عَنِّىْ سَيِّئَهَا، لَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ، لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ، وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِىْ يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ، اَنَا بِكَ وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ، اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

سے بچالے کہ تیرے سوا بُری عادتوں سے کوئی بچانے والا نہیں' الٰہی! میں حاضر ہوں! تیری اطاعت پر آمادہ ہوں' ساری بھلائیاں تیرے قبضے میں ہیں اور بُرائی تیری طرف منسوب نہیں ہے' میں تجھ پر بھروسا کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں' تیری ذات بابرکت اور بلندیوں والی ہے' میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔[۱۱۹]

اور اس طرح دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِىْ وَبَيْنَ خَطَايَاىَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اَللّٰهُمَّ نَقِّنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِىْ مِنْ خَطَايَاىَ بِالثَّلْجِ وَالْمَآءِ وَالْبَرَدِ.

اے اللہ تعالیٰ! میرے اور گناہوں کے درمیان مشرق اور مغرب جتنی دوری پیدا فرما! اے اللہ تعالیٰ! مجھے گناہوں سے ایسے پاک و صاف کر دے جیسے سفید کپڑے کو میل سے پاک کیا جاتا ہے' اے اللہ تعالیٰ! میرے گناہوں کو برف' پانی اور اولوں سے دھو دے۔[۱۲۰]

مذکورہ تمام دعائیں صحیح احادیث میں موجود ہیں' اس باب میں اور احادیث بھی ہیں جن میں کچھ درج ذیل ہیں:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نماز کا آغاز ان کلمات سے فرماتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

اے اللہ تعالیٰ! تیری ذات پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں' تیرا اسم گرامی بابرکت ہے اور تیری ذات بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

اس حدیث کو امام ترمذی' امام ابوداؤد اور امام ابن ماجہ نے ضعیف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام ابوداؤد' امام ترمذی اور امام بیہقی وغیرہم نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔

نیز اس حدیث کو امام ابوداؤد' امام ترمذی' امام نسائی' امام ابن ماجہ اور امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور تمام نے اسے ضعیف قرار دیا۔

امام بیہقی نے فرمایا: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ'' سے آغاز والی روایت حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے اور تمام روایات ضعیف ہیں۔[۱۲۱]

اور فرمایا: اس بیان میں سب سے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جو حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' پھر امام بیہقی نے اس کو اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے تکبیر تحریمہ کہی' پھر یہ الفاظ کہے:

---

[۱۱۹] مسلم: ۷۷۱' ابوداؤد: ۷۶۰' ترمذی: ۳۴۲۰' نسائی ج ۲ ص ۱۳۰' مسند احمد ج ۱ ص ۹۵-۱۰۲-۱۱۹' سنن دارمی: ۱۲۴۱' صحیح ابن حبان: ۵۴۴' الدعاء للطبرانی: ۴۹۳-۵۲۵' مسند ابویعلیٰ: ۲۸۵-۵۷۴

[۱۲۰] بخاری: ۷۴۴' مسلم: ۵۹۸' ابوداؤد: ۷۸۱' نسائی ج ۲ ص ۱۲۸-۱۲۹' الدعاء للطبرانی: ۵۲۱' مسند ابویعلیٰ: ۶۰۸۱

[۱۲۱] ابوداؤد: ۷۷۵-۷۷۶' ترمذی: ۲۴۲-۲۴۳' ابن ماجہ: ۸۰۴-۸۰۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۳-۳۴' شرح السنۃ للبغوی: ۵۷۳' سنن دارقطنی ج ۱ ص ۳۰۱' صحیح ابن خزیمہ: ۴۷۰' الدعاء للطبرانی: ۵۰۲-۵۰۳' حاکم ج ۱ ص ۲۳۵' نسائی ج ۲ ص ۱۳۲' مسند ابی یعلیٰ: ۱۱۰۸' الدعاء للطبرانی: ۵۰۱' مسند احمد ج ۳ ص ۵۰-۶۹' سنن دارمی: ۱۲۴۲' الارواء للالبانی: ۳۴۱' نتائج الافکار ج ۱ ص ۴۰۶-۴۱۴

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالٰى جَدُّكَ، وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

اے اللہ تعالیٰ! تیری ذات پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، تیرا اسم گرامی بابرکت ہے اور تیری ذات بلند و بالا ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔[۱۲۲]

سنن بیہقی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نماز کا آغاز ان کلمات سے فرماتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ، ظَلَمْتُ نَفْسِيْ، وَعَمِلْتُ سُوْءً ا فَاغْفِرْلِيْ اِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَجَّهْتُ وَجْهِيْ.

تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تیری ذات پاک ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور بدعملی کی، میری مغفرت فرما کہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں، میں نے اپنی ذات کو متوجہ کیا۔الیٰ آخر الحدیث

یہ حدیث ضعیف ہے۔امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی سند میں آنے والے ایک راوی حارث اعور کے ضعف پر تمام ائمہ متفق ہیں، امام شعبی علیہ الرحمہ فرمایا کرتے تھے کہ حارث کذاب (بہت جھوٹا) ہے۔(واللہ اعلم!)[۱۲۳]

حدیث الباب کے الفاظ ''وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ'' کی تاویلات

حضور نبی مکرم ﷺ کے فرمان ''وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ'' کے متعلق محدثین، فقہاء، متکلمین، صحابہ کرام، تابعین اور بعد والے مسلم علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ ساری کائنات کی بھلائی اور شر، نفع اور نقصان سب کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارادہ اور تقدیر سے ہے، لہٰذا اس حدیث کی تاویل کرنا ہوگی۔علماء کرام نے اس سلسلہ میں چند جوابات ارشاد فرمائے ہیں:

- پہلا اور مشہور جواب جو حضرت نضر ابن شمیل علیہ الرحمہ اور ان کے بعد والے ائمہ نے پیش کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: ان الفاظ کا معنی ہے: اور شر کے ذریعے تیرا قرب حاصل نہیں کیا جا سکتا۔
- دوسرا معنی ہے: شر تیری بارگاہِ قدسیہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا وہاں تو پاکیزہ کلمات پہنچتے ہیں۔
- تیسرا معنی ہے کہ احتراماً شر کی نسبت تیری طرف نہیں کی جائے گی لہٰذا یوں نہ کہا جائے گا: اے شر کے خالق! حالانکہ حقیقت میں شر کا پیدا کرنے والا وہی ہے جیسے خنزیروں کو پیدا کرنے کے باوجود احتراماً ''یا خالق الخنازیر'' نہیں کہا جائے گا۔
- چوتھا مطلب ہے: تیری حکمت کا لحاظ کریں تو کوئی چیز شر نہیں ہے کیونکہ تیری ذات کسی چیز کو بے کار پیدا نہیں فرماتی۔

واللہ اعلم!

فصل: تکبیر تحریمہ کے بعد کتنی مقدار میں دعائیں مستحب ہیں

ابتدائے نماز کے سلسلہ میں (اس باب میں تحریمہ کے بعد) جو دعائیں مذکور ہوئیں، اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے تمام کو جمع کرنا مستحب ہے، اگر مقتدی اجازت دیں تو امام بھی ایسا کر سکتا ہے اور اگر اجازت نہ دیں تو ان کے لیے طوالت پیدا نہ کرے بلکہ بعض پر اکتفاء کر لے اور بہتر یہ ہے کہ ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ'' سے لے کر ''مُسْلِمُوْنَ'' پر اکتفاء کرے اور اختصار کا خواہش مند اکیلا نمازی بھی ایسے ہی کر لے۔

تحریمہ کے بعد دعاؤں کے اپنے مقام سے فوت ہونے کی صورت میں حکم شرعی

تمام فرائض اور نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد پڑھے جانے والے اذکار مستحب ہیں، اگر پہلی رکعت میں ان کو جان بوجھ کر یا

[۱۲۲] مسلم: ۵۲-۳۹۹، الارواء للالبانی: ۳۴۰، الخراج ۱ص ۲۰۵-۲۰۶

[۱۲۳] سنن السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ص ۳۳، الفتوحات ج ۲ص ۱۷۸-۱۷۹

بھول کر چھوڑ دیا تو بعد والی رکعات میں نہ پڑھے کیونکہ ان کا محل فوت ہو چکا ہے۔ اور اگر ایسا کر لیا تو یہ مکروہ ہوگا' نماز باطل نہیں ہوگی۔

اور اگر تکبیر تحریمہ کے بعد ان کو چھوڑ دیا' یہاں تک کہ قراءت یا تعوذ کا آغاز کر دیا تو بھی ان کا محل فوت ہو چکا ہے' اب نہ پڑھے اگر پڑھ لیا تو نماز باطل نہیں ہوگی۔

اگر نمازی مسبوق ہو جس نے امام کو کسی ایک رکعت میں پایا' اگر ان دعاؤں میں مشغولیت کی وجہ سے سورۂ فاتحہ فوت ہونے کا خوف نہ ہو تو ان کو پڑھ لے' ورنہ سورۂ فاتحہ میں مشغول ہو جائے کیونکہ اس کی تاکید زیادہ ہے' اس لیے کہ وہ واجب ہے اور یہ دعائیں سنت ہیں۔

اور اگر مقتدی مسبوق نے امام کو قیام کے علاوہ رکوع' سجدہ یا تشہد میں پایا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر اس کے ساتھ شامل ہو جائے اور جو ذکر امام کر رہا ہے' وہی شروع کر دے اور اسی وقت یا بعد میں آغاز والی دعائیں نہیں پڑھے گا۔

نمازِ جنازہ میں دعائے استفتاح کا شرعی حکم

نمازِ جنازہ میں مذکورہ دعاؤں کے مستحب ہونے میں ہمارے علماء کرام کا اختلاف ہے' زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں یہ دعائیں مستحب نہیں ہیں کیونکہ نمازِ جنازہ کی بنیاد تخفیف پر ہے۔

دعائے استفتاح ترک کرنے کی صورت میں سجدۂ سہو کا حکم

جان لیں کہ آغازِ نماز کی دعا سنت ہے' واجب نہیں ہے اسے چھوڑنے سے سجدۂ سہو لازم نہیں آئے گا۔

دعائے استفتاح آہستہ پڑھنا سنت ہے

آغازِ نماز کی دعا کو آہستہ پڑھنا سنت ہے' اگر بہ آوازِ بلند پڑھا تو یہ مکروہ ہوگا' جبکہ نماز نہیں ٹوٹے گی۔

باب: آغازِ نماز کی دعا کے بعد تعوذ کا بیان

آغازِ نماز کی دعا کے بعد تعوذ بالاتفاق سنت ہے اور قراءت سے پہلے پڑھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ (النحل:۹۸) — تو جب تم قرآن پڑھو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

جمہور علماء کرام کے نزدیک اس ارشادِ باری تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ قرآن پاک کی تلاوت کا ارادہ کریں تو تعوذ پڑھ لیا کریں۔

تعوذ کے مختار الفاظ یہ ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. — شیطان مردود سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ. — مردود شیطان سے میں اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔

ان الفاظ میں بھی کوئی حرج نہیں' لیکن مشہور اور مختار پہلے الفاظ ہی ہیں۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام بیہقی اور دیگر ائمہ علیہم الرحمہ نے روایت کیا کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں قراءت سے پہلے یہ الفاظ پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَّفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ.

مردود شیطان کے تکبر، (بُرے) شعروں اور وسوسوں سے میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

اور ایک روایت میں اس طرح الفاظ ہیں:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ.

شیطان مردود کے وسوسوں، تکبر اور شعروں سے میں اللہ تعالیٰ خوب سننے اور جاننے والے کی پناہ مانگتا ہوں۔[۱۲۴]

حدیث مبارک میں ان الفاظ کی تفسیر اس طرح سے ہے:

(۱) ''هَمْز'' کا معنی ہے: ''مُوْتَة'' اور وہ جنون اور دیوانگی کی ایک قسم ہے۔

(۲) ''نَفْخ'' کا معنی ہے: تکبر۔

(۳) ''نَفْث'' کا معنی ہے: شعر (مراد بُرے شعر یعنی گیت گانے ہیں)۔ واللہ اعلم!

فصل: نماز میں اور اس کے علاوہ تعوذ کا شرعی حکم

تعوذ مستحب ہے واجب نہیں ہے، اسے چھوڑنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔ جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑ دیا، بہر حال نماز باطل نہیں ہوگی اور نہ ہی سجدۂ سہو لازم آئے گا، تمام فرض اور نفل نماز میں تعوذ مستحب ہے اور زیادہ صحیح مذہب کے مطابق نمازِ جنازہ میں بھی مستحب ہے اور اس پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ نماز کے علاوہ تلاوتِ قرآن کرنے والے کے لیے بھی تعوذ مستحب ہے۔

فصل: نماز میں تعوذ کا محل اور ادائیگی کی کیفیت کا بیان

علماء کرام کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ پہلی رکعت میں تعوذ مستحب ہے، اگر پہلی میں نہ پڑھ سکا تو دوسری میں پڑھ لے، اور اگر دوسری میں بھی رہ گیا تو اس کے بعد والی میں پڑھ لے۔

لیکن اگر پہلی رکعت میں تعوذ پڑھ لیا تو کیا پھر بھی دوسری رکعت میں مستحب ہوگا؟ اس مسئلہ میں ہمارے علماء کے دو نظریات ہیں۔ ان میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ پھر بھی دوسری رکعت میں مستحب ہوگا، بہر حال پہلی رکعت میں استحباب کی زیادہ تاکید ہے۔

جس نماز میں قراءت آہستہ کی جائے گی، اس میں تعوذ بھی آہستہ پڑھا جائے گا اور جس میں قراءت بلند آواز سے ہوگی تو کیا اس میں تعوذ بھی بلند آواز سے پڑھا جائے گا؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ ہمارے بعض علماء نے تو کہا: آہستہ پڑھا جائے گا، جبکہ جمہور علماء نے فرمایا کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے اس میں دو قول ہیں، پہلا قول جو کتاب الام میں مذکور ہے، اس کے مطابق بلند آواز سے اور آہستہ دونوں طرح برابر ہے۔ اور دوسرا قول جو الاملاء میں مذکور ہے، اس کے مطابق بلند آواز سے تعوذ پڑھنا سنت ہے۔

[۱۲۴] ابوداؤد: ۷۶۴، ابوداؤد الطیالسی: ۳۹۱، ابن ماجہ: ۸۰۷، مسند احمد ج ۳ ص ۸۰۔۸۱۔۸۲۔۸۳۔۸۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۵، المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۵۶۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۸۔۲۴۱، شرح السنۃ للبغوی: ۵۷۵، صحیح ابن خزیمہ: ۴۶۸، صحیح ابن حبان: ۴۴۳، حاکم ج ۱ ص ۲۳۵، الارواء للالبانی: ۳۴۲، مسند ابویعلیٰ: ۷۳۹۸

اور بعض علماء نے کہا: اس مسئلہ میں دو قول ہیں' ایک یہ کہ تعوذ بلند آواز سے پڑھا جائے گا اور دوسرا یہ کہ آہستہ پڑھا جائے گا۔ مجموعی طور پر صحیح مذہب یہ ہوا کہ بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے۔ ہمارے عراقی علماء کے امام شیخ ابوحامد اسفرائنی نے اسی کو درست قرار دیا ہے۔ اور شیخ محاملی و دیگر علماء نے ان کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا معمول بھی یہی تھا۔

جبکہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما تعوذ آہستہ آواز سے پڑھا کرتے تھے اور ہمارے جمہور علماء کے نزدیک یہی طریقہ زیادہ درست اور مختار ہے۔ واللہ اعلم!

باب: تعوذ کے بعد قراءت کا بیان

نماز میں قراءت بالاجماع واجب ہے' اس پر ظاہری دلائل موجود ہیں' ہمارا اور جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اور جو آدمی اسے پڑھنے پر قادر ہو' اس کے لیے کوئی دوسری سورت کافی نہیں ہوگی۔

کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ درست نہیں ہوگی۔

اس حدیث کو ابن خزیمہ اور ابوحاتم ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے اور دونوں نے اس روایت کی صحت کا حکم لگایا ہے۔ [۱۲۵]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ سے روایت ہے:

لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ. سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔ [۱۲۶]

اور "بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ" کی قراءت واجب ہے اور یہ سورۂ فاتحہ کے آغاز میں مکمل آیت ہے۔ ✷

✷ فقہاء احناف کے نزدیک نماز میں "بسم اللّٰہ" پڑھنا سنت ہے

احناف کے نزدیک نماز میں "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

سننها رفع اليدين للتحريمة ونشر اصابعه وجهر الامام بالتكبير والثنا والتعوذ والتسمية الخ.

نماز کی سنتیں تکبیر تحریمہ کے لیے دونوں ہاتھ بلند کرنا' ہاتھوں کی انگلیوں کو کھلا رکھنا' امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا' ثناء' تعوذ اور تسمیہ ہیں۔ الخ

(فتاویٰ ہندیہ ص ۸۰' مطبوعہ بیروت) (مترجم)

اور پوری سورۂ فاتحہ کی قراءت تمام تشدیدات سمیت واجب ہے' تشدیدات چودہ ہیں' تین تسمیہ میں اور باقی بعد میں ہیں' اگر کسی شد کو صحیح طور سے ادا نہ کیا تو قراءت باطل ہو جائے گی۔

سورۂ فاتحہ کو ترتیب سے اور لگاتار پڑھنا واجب ہے' اگر ترتیب یا لگاتار پڑھنے کو ترک کر دیا تو قراءت درست نہیں ہوگی' البتہ سانس لینے کی مقدار خاموشی معاف ہے۔

اور اگر مقتدی نے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کیا یا امام کی آمین سن کر اس نے آمین کہہ دی یا اپنے لیے رحمت کا سوال کیا یا امام کی قراءت کی مناسبت سے جہنم کی آگ سے پناہ مانگی جبکہ وہ مقتدی سورۂ فاتحہ کے درمیان میں تھا تو دو میں سے زیادہ صحیح مذہب کے مطابق قراءت منقطع نہیں ہوگی' کیونکہ وہ معذور ہے۔ ✷✷✷

[۱۲۵] صحیح ابن حبان: ۱۷۸۵' صحیح ابن خزیمہ: ۴۹۰' صحیح ابوداؤد: ۷۷۹

[۱۲۶] بخاری: ۷۵۶' مسلم: ۳۹۴' ابوداؤد: ۸۲۲' ترمذی: ۲۴۷' نسائی ج ۲ ص ۱۳۷-۱۳۸' مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۴' ابن ماجہ: ۸۳۷' شرح السنہ للبغوی: ۵۷۶-۵۷۷' سنن

✷✷ علماءِ احناف کے نزدیک امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کا حکم

علماءِ احناف کے نزدیک مقتدی کے لیے سورۂ فاتحہ سمیت کسی قسم کی قراءت جائز نہیں ہے' فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ میں ہے:

وَلَا يَقْرَءُ الْمُؤْتَمُّ خَلْفَ الْإِمَامِ. اور مقتدی امام کے پیچھے بالکل قراءت نہ کرے۔

(ہدایہ ج ۱' باب صفۃ الصلوٰۃ) (مترجم)

فصل: سورۂ فاتحہ میں غلطی کرنے سے نماز باطل ہونے کا حکم

اگر سورۂ فاتحہ میں ایسی غلطی کی جس سے معنی بگڑ گئے تو نماز باطل ہو جائے گی اور اگر معنی میں بگاڑ پیدا نہ ہوا تو قراءت ہو جائے گی' وہ غلطی جو معنی میں خلل انداز ہوتی ہے مثلاً تا کے ضمہ یا کسرہ کے ساتھ ''اَنْعَمْتُ'' یا ''اَنْعَمْتِ'' کہے یا کاف کے کسرہ کے ساتھ ''اِيَّاكِ نَعْبُدُ'' کہے اور جو غلطی معنی میں خلل نہیں ڈالتی مثلاً با کے ضمہ یا فتحہ کے ساتھ ''رَبُّ الْعَالَمِيْنَ'' یا ''رَبَّ الْعَالَمِيْنَ'' کہے یا پھر دوسرے نون پر فتحہ یا کسرہ پڑھتے ہوئے ''نَسْتَعِيْنَ'' یا ''نَسْتَعِيْنِ'' کہے' اور اگر ''وَلَا الضَّآلِّيْنَ'' میں ضاد کی جگہ ظا پڑھا تو زیادہ راجح قول کے مطابق نماز باطل ہو جائے گی' البتہ اگر سیکھنے کے باوجود ضاد کا درست تلفظ نہ کر سکے تو معذور سمجھا جائے گا۔

فصل: جو آدمی سورۂ فاتحہ نہیں پڑھ سکتا' وہ کیا کرے گا؟

جو آدمی اچھی طرح سورۂ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو' وہ اتنی آیات کسی اور سورت سے پڑھ لے اور اگر اسے قرآن پاک سے کچھ بھی نہ آتا ہو تو پھر سورۂ فاتحہ کی مقدار تسبیح و تہلیل اور دیگر اذکار پڑھ لے اور اگر اسے اذکار و وظائف بھی یاد نہ ہوں اور سیکھنے کا وقت بھی نہ ہو تو قراءت کی مقدار کھڑا رہے' پھر رکوع کرے' اس کی نماز درست ہو جائے گی' بشرطیکہ اس نے قراءت وغیرہ سیکھنے میں کوتاہی نہ کی ہو اور اگر کوتاہی کی تو نمازوں کو لوٹانا واجب ہوگا' بہر حال جب بھی ممکن ہو' سورۂ فاتحہ کو سیکھنا واجب ہے' اگر کوئی آدمی عجمی زبان میں سورۂ فاتحہ پڑھ سکتا ہو اور عربی میں اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کے لیے عجمی زبان میں قراءت جائز نہیں ہوگی بلکہ وہ عاجز شمار ہوگا اور سورۂ فاتحہ کی جگہ دوسرے اذکار پڑھے گا۔

فصل: سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا بعض آیات ملانے کا شرعی حکم

سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھنا سنت ہے' اگر اسے چھوڑ دیا تو نماز ہو جائے گی' سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ نماز خواہ فرضی ہو یا نفلی حکم برابر ہے۔ اور زیادہ صحیح مذہب کے مطابق نمازِ جنازہ میں سورت کی تلاوت مستحب نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی بنیاد تخفیف پر ہے۔

نمازی کو اس بات کا اختیار ہے چاہے تو پوری سورت پڑھ لے' چاہے کسی سورت کا بعض حصہ پڑھ لے' مگر طویل سورت سے بعض آیات کے برابر کوئی چھوٹی سورت پڑھ لینا افضل ہے۔ ✷

✷ علماءِ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملانے کا حکم

علماءِ احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا اس کے قائم مقام آیات پڑھنا واجب ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

دارمی: ۱۲۴۵' صحیح ابن حبان: ۱۷۸۳

وتجب قراءة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلاث آيات قصار او آية طويلة فى الاولين بعد الفاتحة.

سورۂ فاتحہ کی قراءت واجب ہے اور (فرض نماز کی) پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ کے بعد سورت یا اس کی جگہ تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت ملانا واجب ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۷۸ 'مطبوعہ بیروت) (مترجم)

قرآن مجید کو ترتیب سے پڑھنے کا حکم

سورتوں کو قرآن کریم کی ترتیب کے مطابق پڑھنا مستحب ہے' پہلی رکعت میں جو سورت پڑھی جائے دوسری میں اس کے متصل بعد والی پڑھی جائے اور اگر اس کا الٹ کر دیا تو بھی جائز ہے۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد سورت پڑھی جائے اور اگر فاتحہ سے پہلے سورت پڑھ لی تو وہ قراءت شمار نہیں ہو گی۔

امام' منفرد اور مقتدی کے لیے فاتحہ کے بعد سورت پڑھنے کا حکم

ہم نے جو سورت کے استحباب کا ذکر کیا ہے' وہ امام اور منفرد کے لیے ہے اور مقتدی کے لیے اس نماز میں سورت پڑھنا مستحب ہے' جس میں امام آہستہ قراءت کر رہا ہو اور اگر امام بلند آواز سے قراءت کر رہا ہو اور مقتدی امام کی قراءت صاف طور پر سن رہا ہو تو پھر سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ نہ پڑھے اور اگر وہ امام کی قراءت بالکل نہیں سن رہا یا ایسی ہلکی سی آواز سن رہا ہے جس سے قراءت صاف طور پر سمجھ میں نہیں آ رہی تو زیادہ صحیح مذہب کے مطابق سورت پڑھنا مستحب ہے لیکن اس قدر آواز سے پڑھے کہ ساتھ والے کو پریشان (Disturb) نہ کرے۔ ✷

✷ علماء احناف کے نزدیک نماز میں سورتوں کو ترتیب سے پڑھنا ضروری ہے

پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت پڑھی گئی' دوسری میں اس سے پہلے والی سورت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ويكره قراءة سورة فوق التى قرأها. (مراقی الفلاح' کتاب الصلوٰۃ)

(پہلی رکعت میں) جو سورت پڑھی (دوسری میں) اس سے اوپر والی پڑھنا مکروہ ہے۔

صاحب بہار شریعت فرماتے ہیں:

خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجبات تلاوت سے ہے' واجبات نماز سے نہیں' لہٰذا سجدۂ سہو نہیں۔ (بہار شریعت بحوالہ ردالمحتار ج ۳ ص ۵۹ 'مطبوعہ شبیر برادرز) (مترجم)

فصل: کس نماز میں کون سی سورت پڑھنا سنت ہے؟

سنت طریقہ یہ ہے کہ صبح اور ظہر کی نماز میں طوال مفصل سے کوئی سورت پڑھے' عصر اور عشاء میں اوساط مفصل سے اور مغرب میں قصار مفصل سے پڑھے۔ اگر امام ہو تو مختصر قراءت کرے لیکن اگر اسے معلوم ہو کہ مقتدی طویل قراءت پسند کرتے ہیں (تو طویل کرنے میں کوئی حرج نہیں)۔

جمعہ کو نمازِ فجر میں کون سی سورت پڑھنا سنت ہے؟

جمعہ کے دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں سورت ''آلم تنزیل السجدہ'' اور دوسری رکعت میں ''هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَان'' پڑھنا سنت ہے' انہیں مکمل طور پر پڑھنا چاہیے بعض لوگ سورت سے کچھ حصہ کی تلاوت کرتے ہیں' یہ خلافِ سنت ہے۔[۱۲۷]

عید اور استسقاء کی نمازوں میں کون سی سورت پڑھنا سنت ہے؟

نمازِ عید اور استسقاء کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قٓ اور دوسری رکعت میں ''اقتربت الساعة'' پڑھنا سنت ہے۔ اگر کوئی پہلی رکعت میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی'' اور دوسری میں ''هَلْ اَتَاكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَه'' پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے' دونوں طرح سنت سے ثابت ہے۔[۱۲۸]

جمعہ کی نماز میں کون سی سورت پڑھنا سنت ہے؟

نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ جمعہ اور دوسری میں سورۃ المنافقون پڑھنا سنت ہے' اور اگر پہلی رکعت میں ''سَبِّحْ'' (سورۂ حشر) پڑھنا چاہے اور دوسری میں ''هَلْ اَتَاكَ'' تو پڑھ سکتا ہے' دونوں طرح سنت سے ثابت ہے' ان مقامات پر سورت کے بعض حصہ پر اکتفاء کرنے سے بچنا چاہیے اور اگر تخفیف کا ارادہ ہو تو تیز پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ تلفظ میں گڑبڑ نہ ہو۔[۱۲۹]

فجر کی سنتوں میں کون سی سورتیں پڑھنا سنت ہے؟

نمازِ فجر کی سنتوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا'' (البقرہ:۱۳۶) اور دوسری رکعت میں ''قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ'' (آل عمران:۶۴) پڑھے اور اگر چاہے تو پہلی رکعت میں ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ'' اور دوسری میں ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھ لے۔ صحیح مسلم میں صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں طرح پڑھا ہے۔[۱۳۰]

نمازِ مغرب کی دو سنتوں اور طواف واستخارہ کی رکعات میں کیا پڑھنا چاہیے؟

مغرب کی دو سنتوں اور طواف اور استخارہ کی نماز میں پہلی رکعت میں ''قل یا ایها الکافرون'' اور دوسری میں ''قل هو الله احد'' پڑھنی چاہیے۔[۱۳۱]

وتر کی تینوں رکعات میں کون کون سی سورت پڑھی جائے گی؟

نمازِ وتر کی جب تین رکعات پڑھے تو پہلی میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی'' اور دوسری میں ''قل یا ایها الکافرون'' اور تیسری میں ''قل هو الله احد'' اور ''قل اعوذ برب الفلق'' اور ''قل اعوذ برب الناس'' پڑھے۔ [۱۳۲]

---

[۱۲۷] مسلم:۸۷۹' ابوداؤد:۱۰۷۴' ترمذی:۵۲۰' نسائی ج ۲ ص ۱۵۹

[۱۲۸] مسلم:۸۹۱' ابوداؤد:۱۱۵۴' ترمذی:۵۳۴' نسائی ج ۳ ص ۱۸۳-۱۸۴' مسلم ۸۷۸' سنن ابوداؤد:۱۱۲۱-۱۱۲۲' ترمذی:۵۳۳' نسائی ج ۳ ص ۱۸۴' مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۰' صحیح ابن خزیمہ:۱۴۰۸' الموارد:۶۰۳

[۱۲۹] سابقہ:۱۲۸' مسلم:۸۷۸' موطا ج ۱ ص ۱۱۱' ابوداؤد:۱۱۲۲' ترمذی:۵۳۳' نسائی ج ۳ ص ۱۱۲

[۱۳۰] مسلم:۷۲۷' ابوداؤد:۱۲۵۹' نسائی ج ۲ ص ۱۵۵

[۱۳۱] ترمذی:۴۳۱' ابن ماجہ:۱۱۶۶' سابقہ:۱۳۰

[۱۳۲] ابوداؤد:۱۴۲۴' ترمذی:۴۶۳' ابن ماجہ:۱۱۷۳' حاکم ج ۱ ص ۳۰۵

نوٹ: جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے وہ صحیح اور مشہور احادیث میں موجود ہے ان کی شہرت کی وجہ سے ہم ان کے ذکر سے مستغنی ہیں۔

فصل: اگر پہلی رکعت میں مسنون سورت نہ پڑھ سکے تو کیا کرے؟

نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں اگر سورۂ جمعہ ترک کر دی تو دوسری رکعت میں سورۂ جمعہ اور منافقون دونوں پڑھ لے اسی طرح عید استسقاء وتر اور سنتِ فجر وغیرہ کی پہلی رکعت میں اگر مسنون سورت ترک کر دی تو دوسری رکعت میں پہلی اور دوسری رکعت والی سورتیں ملا کر پڑھ لے تاکہ نماز دونوں سورتوں سے خالی نہ رہے۔ اور اگر نمازِ جمعہ کی پہلی رکعت میں سورۂ منافقون پڑھ لی تو دوسری میں سورۂ جمعہ پڑھ لے دوبارہ سورۂ منافقون پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ [۱۳۲]

فصل: فرض نماز کی رکعات برابر ہوں گی یا بڑی چھوٹی

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور دیگر نمازوں میں دوسری رکعت کی بہ نسبت پہلی کو طویل کیا کرتے تھے ہمارے (شوافع کے) اکثر علماء نے اس حدیث کی تاویل کی ہے اور فرمایا ہے کہ پہلی رکعت دوسری سے طویل نہ کرے اور ان میں سے محققین کا مذہب یہ ہے کہ اس حدیث کی بناء پر پہلی رکعت کو دوسری سے طویل کرنا مستحب ہے البتہ اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ تیسری اور چوتھی رکعت پہلی اور دوسری سے چھوٹی ہوں گی اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں سورت پڑھنا مستحب نہیں ہے اور اگر ہم استحباب کا قول کریں تو زیادہ صحیح مذہب یہ ہے کہ تیسری اور چوتھی رکعات برابر ہوں گی بعض علماء نے کہا ہے کہ تیسری چوتھی سے طویل ہوگی۔

فصل: کن نمازوں میں قراءت جہری ہوگی اور کن میں سِرّی ہوگی؟

علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ نمازِ فجر میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعات میں بلند آواز سے قراءت کی جائے گی اور ظہر اور عصر کی نماز میں اسی طرح مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری اور چوتھی رکعات میں آہستہ آواز سے قراءت کی جائے گی۔ جمعہ عیدین تراویح اور ان کے بعد وتروں میں بلند آواز سے قراءت کی جائے گی یہ امام اور اس شخص کے لیے مستحب ہے جو ان میں سے کسی نماز میں منفرد رہ گیا۔ مقتدی کسی نماز میں بھی بلند آواز سے قراءت نہیں کرے گا اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

چاند گرہن کی نماز میں بلند آواز سے اور سورج گرہن کی نماز میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا سنت ہے اور نمازِ استسقاء میں بلند آواز سے قراءت کی جائے گی۔

نماز جنازہ دن میں پڑھی جائے تو قراءت آہستہ کی جائے گی اسی طرح اگر رات میں پڑھی جائے تو مذہب مختار کے مطابق قراءت آہستہ ہی ہوگی۔

نمازِ عید اور استسقاء جن کا ابھی ہم نے ذکر کیا ان کے علاوہ نوافل دن میں آہستہ قراءت سے پڑھے جائیں گے۔

رات کے نوافل میں ہمارے علماء (شوافع) کا اختلاف ہے بعض کے نزدیک آہستہ اور بعض کے نزدیک بلند آواز سے پڑھے جائیں گے۔ تیسرا قول جو زیادہ صحیح ہے اور اسی کو امام قاضی حسین اور امام بغوی نے پورے وثوق سے بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بلند اور آہستہ کی درمیانی آواز میں قراءت کی جائے گی۔

---

[۱۳۲] بخاری: ۷۶۷ مسلم: ۳۵۱ ابوداؤد: ۷۹۸ نسائی ج ۲ ص ۱۶۳۔ ۱۶۵

قضاء نماز کی قراءت آہستہ ہوگی یا بلند آواز سے؟

اگر کسی آدمی کی رات کی نماز رہ گئی جسے دن میں قضاء کیا یا دن کی رہ گئی' جسے رات میں قضا کیا تو کیا آواز بلند ہونے یا آہستہ ہونے میں فوت ہونے کے وقت کا لحاظ ہوگا یا وقتِ قضاء کا؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں' زیادہ ظاہر یہ ہے کہ وقتِ قضاء کا لحاظ کیا جائے گا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ نماز کوئی بھی ہو' قضاء میں قراءت آہستہ ہی ہوگی۔ ✳

✳ علماءِ احناف کے نزدیک قضاء نمازوں میں قراءت کے بلند اور آہستہ ہونے کا شرعی حکم

احناف کے نزدیک قضاء نمازوں کی قراءت بلند اور آہستہ ہونے میں وقت فوات کا لحاظ ہوگا' لہٰذا جہری نماز کی قضاء میں امام کے لیے جہر واجب ہوگا خواہ کسی وقت قضاء کرے اور سرّی نماز کی قضاء میں آہستہ پڑھنا واجب ہوگا خواہ کسی بھی وقت قضاء کرے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اذا ترك صلٰوة الليل ناسيا فقضاها في النهار وامّ فيها وخافت كان عليه السهو وان امّ ليلا في صلوة النهار يخافت ولا يجهر فان جهر ساهيا كان عليه السهو.

جب کسی نے رات کی نماز بھول کر چھوڑ دی پھر اسے دن میں قضاء کیا اور امامت کروائی اور قراءت آہستہ کردی تو اس پر سجدہ سہو لازم ہوگا' اور اگر دن کی نماز کی (قضاء کرتے ہوئے) رات کو امامت کروائی تو قراءت آہستہ کرے' بلند آواز سے نہ کرے' اگر بھول کر بآوازِ بلند قراءت کردی تو سجدۂ سہو لازم ہوگا (اور سجدۂ سہو ترک واجب سے ہی آتا ہے)۔

(فتاویٰ عالمگیری ج۱ ص۸۰' مطبوعہ بیروت) (مترجم)

نماز میں سرّی اور جہری قراءت کا شرعی حکم

نماز میں اپنے اپنے مقام پر بلند اور آہستہ آواز سے قراءت کرنا سنت ہے واجب نہیں۔ اگر آہستہ کے مقام پر بلند آواز سے قراءت کردی یا بلند کے مقام پر آہستہ قراءت کردی تو نماز ہو جائے گی' مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہوگا۔ سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ نماز میں قراءت اور دیگر اذکار جب آہستہ پڑھے جائیں تو ان میں ضروری ہے کہ اپنے آپ کو آواز سنائی دے اور اگر نمازی بلا وجہ اپنے آپ کو قراءت نہ سنائے تو قراءت اور ذکر درست نہ ہوگا (لہٰذا نماز بھی نہ ہوگی)۔ ✳

✳ علماءِ احناف کے نزدیک نمازوں کے جہر و اسرار کا شرعی حکم

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فجر' مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعات میں اور جمعہ و عیدین وتراویح اور وترِ رمضان کی تمام رکعات میں امام پر جہر واجب ہے اور مغرب کی تیسری اور عشاء کی تیسری و چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے (اور ترک واجب سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے)۔ (فتاویٰ شامی ص۳۴۶' مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ' کوئٹہ) (مترجم)

فصل: نماز میں سکتے کتنے اور کہاں کہاں ہوں گے؟

ہمارے علماء کرام نے فرمایا: امام کے لیے جہری نماز میں چار مقامات پر خاموشی اختیار کرنا مستحب ہے:

(۱) تکبیر تحریمہ کے بعد تا کہ نماز شروع کرنے کی دعا پڑھ لے۔

(۲) سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد فاتحہ اور آمین کے درمیان معمولی سا سکتہ تا کہ معلوم ہو جائے کہ آمین فاتحہ کی جز نہیں ہے۔
(۳) آمین کہنے کے بعد اتنی طویل خاموشی جس پر مقتدی سورۂ فاتحہ پڑھ سکیں۔
(۴) قراءت اور رکوع کی تکبیر کے درمیان فاصلہ کرنے کے لیے سورت پڑھنے کے بعد کچھ دیر خاموش رہے۔ ✷

✷ فائدہ

احناف کے نزدیک سورۂ فاتحہ کے بعد آمین اور اس کے متصل بعد سورت شروع کرنا واجب ہے۔ امام مقتدی کی رعایت کرتے ہوئے انتظار نہیں کرے گا کیونکہ مقتدی کے لیے قراءت جائز نہیں ہے' یونہی قراءت کے متصل بعد رکوع کرنا واجب ہے۔ (مترجم)

فصل: نماز میں آمین کہنے کی فضیلت' کیفیت اور لغات کا بیان

سورۂ فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد ''آمین'' کہنا مستحب ہے' اس کی فضیلت اور اجر وثواب کے بارے میں کثرت سے احادیث صحیحہ مروی ہیں۔ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کہنا ہر پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے' چاہے نماز کے اندر پڑھے یا باہر' آمین کے لفظ میں چار لغات ہیں:
(۱) زیادہ فصیح اور مشہور یہ ہے کہ آمین کو مد اور تخفیف سے پڑھا جائے (۲) قصر اور تخفیف سے پڑھا جائے (۳) اِمالہ کے ساتھ پڑھا جائے (۴) مدّ اور تشدید کے ساتھ پڑھا جائے۔
پہلی دونوں لغتیں مشہور ہیں جبکہ تیسری اور چوتھی کو امام واحدی نے اپنی کتاب بسیط کے شروع میں ذکر کیا ہے اور پہلی لغت زیادہ پسندیدہ ہے۔ میں نے مذکورہ لغات' ان کی شرح' معانی اور دلائل وغیرہ کو اپنی کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔
نماز میں امام' مقتدی اور منفرد کے لیے آمین کہنا مستحب ہے' امام اور منفرد جہری نماز میں بلند آواز سے آمین کہیں گے۔ صحیح یہ ہے کہ مقتدی بھی بلند آواز سے کہے' خواہ جماعت میں کم لوگ شریک ہوں یا زیادہ۔
مستحب یہ ہے کہ مقتدی' امام کے ساتھ ہی آمین کہہ دے' پہلے اور بعد میں نہ کہے۔ نماز میں آمین کے علاوہ کوئی ایسا مقام نہیں ہے جہاں مقتدی کا قول امام کے قول کے ساتھ متصل ہو' باقی اقوال میں مقتدی کا قول متاخر ہوگا۔ [۳۴] ✷

✷ علماء احناف کے نزدیک نماز میں آہستہ آمین کہنا سنت ہے

علماء احناف کے نزدیک نماز میں آمین کہنا سنت ہے اور امام' منفرد اور مقتدی تینوں آہستہ آواز سے آمین کہیں گے۔
شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ویسن التامین للامام والماموم والمنفرد والقاریٔ خارج الصلوٰة.

امام' مقتدی' منفرد اور نماز سے باہر تلاوت کرنے والے کے لیے آمین کہنا سنت ہے۔

پھر فرمایا:

ویسن الاسرار بھا.

اور ان کو آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح' کتاب الصلوٰۃ) (مترجم)

[۳۴] نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۵-۳۴' جامع الاصول: ۱۸۸۱-۱۲۷ء

فصل: جس آیت میں رحمت یا عذاب وغیرہ کا ذکر ہو اس کی تلاوت کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

جو آدمی نماز میں یا اس کے علاوہ قراءت کرے اس کے لیے سنت ہے کہ جب وہ ایسی آیت تلاوت کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور فضل کا سوال کرے اور اگر عذابِ الٰہی کا تذکرہ ہو تو آگ' عذاب' شر یا ہر مکروہ چیز سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے یا پھر یوں دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ. — اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں عافیت اور سکون کا سوال کرتا ہوں۔

یا اس جیسی کوئی اور دعا پڑھ لے۔ اور جب ایسی آیت کی تلاوت کرے جس میں اللہ تعالیٰ کی پاکی کا بیان ہو تو اس کی پاکیزگی بیان کرے' مثلاً یوں کہہ سکتا ہے:

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى (یا) تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ (یا) جَلَّتْ عَظَمَةُ رَبِّنَا. — وہ پاک اور بلند و بالا ہے' اللہ رب العالمین بابرکت ہے' ہمارا رب بڑی عظمت والا ہے۔

یا ان جیسا کوئی اور کلمہ کہہ سکتا ہے۔

حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات نبی مکرم ﷺ کے ساتھ میں نے نماز ادا کی' آپ ﷺ نے سورۂ بقرہ شروع فرمائی' میں نے سوچا آپ ایک سو آیت پڑھ کر رکوع فرمالیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی۔ میں نے سوچا ایک رکعت میں پوری سورت پڑھ لیں گے مگر آپ نے تلاوت جاری رکھی جب سورت مکمل ہوئی تو میں نے خیال کیا اب آپ رکوع فرمائیں گے مگر آپ نے سورۂ نساء شروع فرمائی اور مکمل پڑھ لی' پھر آپ نے سورۂ آل عمران کا آغاز کیا اور وہ بھی مکمل پڑھ لی۔ آپ ﷺ ٹھہر ٹھہر کر تلاوت فرماتے' جب کسی ایسی آیت کی تلاوت فرماتے جس میں تسبیح ہوتی تو آپ تسبیح بیان فرماتے' اگر سوال کا تذکرہ ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور اگر تعوذ کا ذکر ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے۔[١٣٥]

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ تسبیح' سوال اور استعاذہ ہر پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے چاہے نماز کے اندر ہو یا باہر۔ اسی طرح امام' مقتدی اور منفرد کے لیے بھی مستحب ہے کیونکہ یہ بھی آمین کی طرح ایک دعا ہے جس میں سب لوگ برابر ہیں۔

جو آدمی نماز کے اندر یا باہر:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ. (التین:٨) — کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟

پڑھے تو یوں کہے:

بَلٰى وَاَنَا عَلٰى ذَالِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ. — ہاں! کیوں نہیں! میں اس پر گواہوں میں سے ہوں۔

اور جب یہ آیت پڑھے:

اَلَيْسَ ذَالِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰى اَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى. (القیامۃ:٤٠) — کیا جس نے یہ کچھ کیا وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہیں؟

تو یہ الفاظ کہے:

[١٣٥] مسلم: ٧٧٢' ابوداؤد: ٨٧١۔ ٨٧٤' نسائی ج ٢ ص ١٧٦۔ ١٧٧۔ ج ٣ ص ٢٢٥۔ ٢٢٦' مسند احمد ج ٥ ص ٣٨٢۔ ٣٩٧' جامع الاصول: ٣١٩٤

بَلٰی اَشْھَدُ. ہاں! کیوں نہیں! میں گواہی دیتا ہوں۔

اور جب یہ آیت تلاوت کرے:

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ. پھر اس کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے؟

(المرسلات:۵۰)

تو یوں کہے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ. میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔

اور جب یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرے:

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی. (الاعلیٰ:۱) اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کرو جو سب سے بلند ہے۔

تو تین مرتبہ یہ الفاظ کہے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی. میں اپنے بلند و بالا رب کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

میں نے اس کے دلائل اپنی کتاب ''التبیان فی آداب حملۃ القرآن'' میں بیان کر دیئے ہیں۔[۱۳۶]

باب: رکوع کے اذکار کا بیان

احادیث صحیحہ میں رسول اللہ ﷺ سے واضح طور پر ثابت ہے کہ آپ رکوع کے لیے تکبیر کہتے تھے' یہ سنت ہے اسے ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اسے چھوڑنے سے نماز باطل ہو گی نہ سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ نماز کے اندر پائی جانے والی تمام تکبیرات کا یہی حکم ہے۔ تکبیر تحریمہ اس سے مستثنیٰ ہے کہ یہ نماز کا رکن ہے' اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔ تکبیرات کی تعداد کو میں نے آغاز نماز کے ابواب کے شروع میں بیان کر دیا تھا۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اُن کے نزدیک تمام تکبیریں واجب ہیں۔

تکبیراتِ نماز میں مدّ اور ترکِ مدّ کا حکم شرعی

رکوع کی تکبیر کو کھینچ کر لمبا کرنے کے سلسلے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے دو قول ہیں' ان میں سے زیادہ صحیح اور جدید قول یہ ہے کہ تکبیر کو اس حد تک کھینچ کر لمبا کرنا مستحب ہے کہ نمازی رکوع کرنے والوں سے جا ملے اور رکوع کی تسبیحات شروع کر دے تاکہ نماز کا کوئی جز بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی نہ رہے' البتہ تکبیر تحریمہ میں صحیح مذہب یہ ہے کہ اسے طویل نہ کیا جائے کیونکہ نمازی نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ متصل رکھنے کا محتاج ہوتا ہے۔ اگر کھینچ کر دراز کرے گا تو دشواری ہو سکتی ہے' مختصر رکھے گا تو آسانی رہے گی' باقی تکبیرات کا یہی حکم ہے کہ انہیں مختصر رکھا جائے اور تکبیر تحریمہ کے باب میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

فصل: حالتِ رکوع میں کیا پڑھنا چاہیے؟

جب نمازی رکوع کرنے والوں کی حد تک پہنچ جائے تو رکوع کے اذکار میں مشغول ہو جائے اور تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ. پاک ہے میرا رب جو عظمت والا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس طویل رکوع میں جو کہ سورۂ بقرہ' نساء اور آل عمران کی قراءت کے برابر تھا ''سبحان ربی العظیم'' پڑھا' مطلب یہ ہے کہ آپ اسے تکرار سے پڑھتے رہے جیسا

[۱۳۶] التبیان ص ۱۱۸-۱۲۰' الفتوحات الربانیہ ج ۲ ص ۲۳۵-۲۳۸

کہ سنن ابوداؤد میں یہ بات تفصیل سے موجود ہے۔[۱۳۷]

اور سنن کی کتب میں یہ روایت آئی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی آدمی تین مرتبہ ''سبحان ربی العظیم'' کہہ لے تو اس کا رکوع مکمل ہو جاتا ہے۔[۱۳۸]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدوں میں یہ کلمات پڑھتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ.

اے اللہ تعالیٰ! اے میرے رب! میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور تیری حمد کے ساتھ اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرما![۱۳۹]

صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت موجود ہے کہ نبی مکرم ﷺ جب رکوع فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعَ لَكَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَعَصَبِيْ.

یا اللہ! میں نے تیرے لیے رکوع کیا، تجھ پر ایمان لایا، تیری بارگاہ میں سر جھکایا، میرے کانوں، آنکھوں، دماغ، ہڈیوں اور پٹھوں نے تیری بارگاہ میں عاجزی کی۔[۱۴۰]

اور سنن کی کتابوں میں یہ الفاظ مروی ہیں:

خَشَعَ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَمُخِّيْ وَعَظْمِيْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِهٖ قَدَمَيَّ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

میرے کان، آنکھ، مغز، ہڈی اور جو کچھ میرے قدموں نے اٹھا رکھا ہے، سب نے اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں عاجزی کی۔[۱۴۱]

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدوں میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ.

وہ پاک ہے، پاکیزہ ہے فرشتوں اور جبریل امین کا رب ہے۔[۱۴۲]

حدیث مبارک کے بعض الفاظ کے ضبط کا بیان

اہل لغت فرماتے ہیں کہ لفظ ''سبوح'' اور ''قدوس'' میں پہلے حرف پر ضمہ اور فتحہ دونوں طرح پڑھنا لغت سے ثابت ہے، البتہ زیادہ مشہور، بہتر اور کثرت سے پڑھا جانے والا ضمہ ہے۔

حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوا، آپ نے قیام میں سورۂ بقرہ کی قراءت فرمائی، اگر ایسی آیۂ مبارکہ تلاوت فرماتے جس میں رحمت کا ذکر ہوتا تو رک کر اللہ تعالیٰ

[۱۳۷] سابقہ:۱۳۵

[۱۳۸] ابوداؤد:۸۸۶' ابوداؤد الطیالسی:۳۳۸' ترمذی:۲۶۱' ابن ماجہ:۸۹۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۶۔۱۱۰' نتائج الافکار ج ۲ ص ۶۰۔۶۶' جامع الاصول:۲۱۶۵

[۱۳۹] بخاری: ۷۹۴' مسلم: ۴۸۴' ابوداؤد: ۸۷۷' مسند احمد ج ۶ ص ۴۳۔۴۹' نسائی ج ۲ ص ۲۱۹۔۲۲۰' ابن ماجہ:۸۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۶' شرح السنۃ للبغوی:۶۱۸' صحیح ابن حبان:۱۹۲۶۔۱۹۲۷' الدعاء للطبرانی:۶۰۰۔۶۰۳

[۱۴۰] سابقہ:۱۱۹

[۱۴۱] نتائج الافکار ج ۲ ص ۶۹۔۷۰' نسائی ج ۲ ص ۱۹۲۔۱۹۳' الدعاء للطبرانی:۵۲۹

[۱۴۲] مسلم:۴۸۷' ابوداؤد:۸۷۲' نسائی ج ۲ ص ۲۲۴' مسند احمد ج ۶ ص ۳۵۔۹۴۔۱۱۵۔۱۴۸۔۱۴۹۔۱۷۶۔۱۹۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۷۔۱۰۹' صحیح ابن خزیمہ:۶۰۶' الدعاء للطبرانی:۵۴۵' صحیح ابن حبان:۱۸۹۶

سے رحمت کا سوال کرتے' جہاں عذاب کا ذکر ہوتا رک کر عذاب سے پناہ مانگتے۔ راوی فرماتے ہیں: پھر آپ ﷺ نے قیام کی مقدار رکوع فرمایا اور رکوع میں یہ کلمات آپ کے ورد زباں تھے:

سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔ — پاک ہے وہ ذات جو عظمت' سلطنت' بڑائی اور بزرگی والی ہے۔

پھر سجدہ میں بھی یہی الفاظ دہرائے۔[۱۴۳]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکوع میں اپنے رب کی تعظیم بیان کرو۔[۱۴۴]

خلاصۂ کلام

اس فصل کا مقصود یہ آخری حدیث ہے' مفہوم یہ ہے کہ رکوع میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اظہار ہونا چاہیے۔ لفظ خواہ کوئی بھی ہو' البتہ افضل طریقہ یہ ہے کہ حتی الامکان تمام اذکار کو جمع کرے' لیکن خیال رہے کہ ایسا کرنے سے دوسروں کو دشواری نہ ہو۔ بصورت جمع باقی اذکار پر تسبیح مقدم ہونی چاہیے۔ اور بصورتِ اختصار تسبیح پر اکتفاء مستحب ہے' اور تین تسبیحات کمال کا ادنیٰ درجہ ہیں۔ اگر صرف ایک مرتبہ تسبیح پڑھی تو اصل تسبیح پڑھنے والا قرار پا جائے گا۔

اگر بعض پر اکتفاء کرتا ہے تو مستحب طریقہ یہ ہے کہ کبھی کوئی بعض اذکار پڑھ لے اور دوسرے وقت میں دوسرے بعض پڑھ لے۔ مختلف اوقات میں ایسا کرنے سے تمام اذکار کا احاطہ کر لے گا' بلکہ تمام ابواب کے اذکار میں ایسا ہی ہونا چاہیے۔

رکوع میں ذکر کرنے کا شرعی حکم

ہمارے اور جمہور علماء کرام کے نزدیک رکوع میں ذکر کرنا سنت ہے' جان بوجھ کر یا بھول کر چھوڑنے کی صورت میں نماز باطل نہ ہوگی' نہ گناہ گار ہوگا اور نہ ہی سجدۂ سہو لازم آئے گا۔

امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ اور ایک جماعت کے نزدیک رکوع میں ذکر کرنا واجب ہے۔

لہٰذا نمازی کو اس ذکر کی حفاظت کرنی چاہیے کیونکہ صریح صحیح احادیث میں اس کا حکم آیا ہے' جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رکوع میں اپنے رب کی تعظیم بیان کرو۔ علاوہ ازیں اس مضمون کی دیگر روایات پہلے گزر چکی ہیں' اس طرح نمازی علماء کے اختلاف سے محفوظ رہے گا۔ واللہ اعلم!

فصل: رکوع اور سجدہ میں قرآن پاک کی قراءت کا شرعی حکم

رکوع اور سجدہ میں قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے' اگر سورۂ فاتحہ کے علاوہ قراءت کی تو نماز باطل نہ ہوگی اور زیادہ صحیح مذہب کے مطابق سورۂ فاتحہ کی قراءت سے بھی نماز باطل نہ ہوگی' جبکہ ہمارے بعض علماء کے نزدیک باطل ہو جائے گی۔

صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حالتِ رکوع یا سجدہ میں قراءت کرنے سے روک دیا۔[۱۴۵]

---

[۱۴۳] ابوداؤد: ۸۷۳' نسائی ج ۲ ص ۱۹۱۔ ج ۲ ص ۲۲۳' شمائل للترمذی: ۳۱۲' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۳۰۔ ج ۱۸' مسند احمد ج ۶ ص ۲۴' نتائج الافکار ج ۲ ص ۷۳' صحیح ابوداؤد: ۷۷۴

[۱۴۴] مسلم: ۴۷۹' ابوداؤد: ۸۷۶' نسائی ج ۲ ص ۱۸۹' مسند احمد ج ۱ ص ۲۱۹' سنن دارمی: ۱۳۳۲' صحیح ابن خزیمہ: ۵۴۸۔۵۹۹' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۴۸۔۲۴۹' مسند حمیدی: ۴۸۹' صحیح ابن حبان: ۱۸۹۳۔۱۸۹۷' الدعا للطبرانی: ۶۰۹

[۱۴۵] مسلم: ۴۸۹' ابوداؤد: ۴۰۴۴۔۴۰۴۶' نسائی ج ۲ ص ۱۸۸۔۱۸۹' موطا ج ۱ ص ۸۰' ترمذی: ۲۶۴۔۱۷۲۷' شرح السنۃ للبغوی: ۶۲۷' صحیح ابن حبان: ۱۸۹۲' السنن

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خبردار! مجھے حالت رکوع یا سجدہ میں قرآن پاک پڑھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔[۱۴۶]

باب: رکوع سے سر اُٹھاتے ہوئے اور حالتِ قومہ میں کیا پڑھنا چاہیے؟

نمازی کے لیے رکوع سے سر اٹھاتے وقت:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ. جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سن لیتا ہے۔

کہنا سنت ہے اور اگر درج ذیل کلمات کہے تو بھی جائز ہے:

مَنْ حَمِدَ اللّٰهَ سَمِعَ اللّٰهُ لَهٗ. جس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اللہ تعالیٰ نے اسے سن لیا۔

یہ بات امام شافعی علیہ الرحمہ نے کتاب ''الامّ'' میں بیان فرمائی ہے۔

اب جبکہ نمازی بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے تو یہ کلمات پڑھے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ، وَمِلْءَ الْاَرْضِ، وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

اے ہمارے پروردگار! ہر ایسی تعریف تیرے لیے ہے جو کثیر ہو، پاکیزہ اور بابرکت ہو، جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو لبالب بھر دے اور اس کے بعد جو چیز تیری پسند ہو اسے لبریز کر دے، اے وہ ذات جو تعریف اور بزرگی کے لائق ہے، بندہ جس قدر تعریف کر سکتا ہے تیری ذات اس سے زیادہ کی مستحق ہے، اور ہم سب تیرے بندے ہیں جسے جو تیری ذات عطا فرما دے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جس سے تیری ذات روک لے اسے عطا کرنے والا کوئی نہیں اور تیرے مقابلہ میں کسی جدوجہد کرنے والے کی کوشش نفع بخش نہیں ہو سکتی۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع سے اپنی پشت مبارک اٹھاتے وقت ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہتے، پھر سیدھا کھڑے ہو کر ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ'' کہتے۔

بعض روایات میں واؤ کے اضافہ سے ''وَلَكَ الْحَمْدُ'' کے الفاظ منقول ہیں۔ مذکورہ دونوں روایتیں حسن ہیں۔[۱۴۷]

اور ہم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔[۱۴۸]

صحیح مسلم میں حضرت علی اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (رکوع سے) اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو یہ کلمات پڑھتے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ، رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

جو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سنتا ہے، اے ہمارے رب کریم! ہر حمد تیرے لیے ہے اتنی مقدار جس سے تمام آسمان اور زمین بھر جائے، اس کے بعد ہر اس چیز کو بھر دے جسے تیری ذات پاک چاہے۔[۱۴۹]

الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۴۹، جامع الاصول: ۲۱۵۵

[۱۴۶] سابقہ: ۱۴۴

[۱۴۷] بخاری: ۷۸۹، مسلم: ۳۹۲، نسائی ج ۲ ص ۱۹۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۰، الدعاء للطبرانی: ۵۷۱-۵۷۵

[۱۴۸] سابقہ: ۱۳۹-۱۵۲

[۱۴۹] سابقہ: ۱۱۹، مسلم: ۴۷۶، سنن ابوداؤد: ۸۴۶، ترمذی: ۳۵۲۱، ابن ماجہ: ۸۷۸، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳، الدعاء للطبرانی: ۵۶۰-۵۶۶

اور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھاتے تو ان کلمات سے اپنے رب کریم کی حمد وثناء فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ، مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ، اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ.

اے اللہ تعالیٰ! ہمارے رب کریم! ہر تعریف تیرے ہی لیے ہے، اتنی مقدار جو آسمانوں اور زمین کو بھر دے اور اس کے بعد جس چیز کو تیری ذات چاہے اسے بھر دے، اے وہ ذات پاک جو بزرگی اور تعریف کے لائق ہے! بندہ جو تعریف کرسکتا ہے تیری ذات اس سے زیادہ حق رکھتی ہے، ہم سب تیرے عبادت گزار ہیں، اے اللہ تعالیٰ! جو کچھ تو عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں، اور تیرے مقابلہ میں کسی کوشش کرنے والے کی جدوجہد نفع بخش نہیں ہوسکتی۔[۱۵۰]

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ روایت ہے:

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

اے ہمارے پروردگار! ہر تعریف تیرے ہی لیے ہے، آسمانوں، زمین اور ہر اس چیز کو بھرنے کی مقدار جو ان کے درمیان ہے، اس کے بعد ہر اس چیز کو بھرنے کی مقدار جسے تیری ذات پسند فرمائے۔[۱۵۱]

اور صحیح بخاری میں حضرت رفاعہ ابن رافع زرقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی مکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے تھے، جب آپ نے رکوع سے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو یہ کلمات پڑھے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ.

جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرے وہ اسے سن لیتا ہے۔

اس دوران ایک مقتدی نے یہ کلمات پڑھ دیئے:

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

اے ہمارے رب کریم! ہر ایسی تعریف تیرے لیے ہے جو کثیر ہو، پاکیزہ اور بابرکت ہو۔

جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا: کون ہے وہ جس نے یہ کلمات پڑھے ہیں؟ وہ بولا: میں ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے تیس سے کچھ اوپر فرشتوں کو دیکھا جو ان کلمات کو پہلے لکھنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے۔[۱۵۲]

فصل: حالت قومہ کے اذکار کی مستحب مقدار اور ان کے حکم شرعی کا بیان

مستحب تو یہ ہے کہ جو اذکار ابھی ہم نے بیان کیے ہیں، حالت قومہ میں سب پڑھے جائیں لیکن اگر نمازی اختصار کرنا چاہے تو یہ کلمات پڑھے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ

جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے، اللہ تعالیٰ اسے سن لیتا ہے، اے ہمارے

[۱۵۰] مسلم: ۴۷۷، ابوداؤد: ۸۴۷، نسائی ج ۲ ص ۱۹۸-۱۹۹، مسند احمد ج ۳ ص ۸۷، سنن داری: ۱۳۱۹، صحیح ابن خزیمہ: ۶۱۳، صحیح ابن حبان: ۱۹۰۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۹۴، مسند ابی یعلیٰ: ۱۴۷، الدعاء للطبرانی: ۵۵۹

[۱۵۱] مسلم: ۴۷۸، نسائی ج ۲ ص ۱۹۸، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۴۶-۲۴۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۹۴، مسند احمد ج ۱ ص ۲۷۶-۲۷۰، ۳۳۳، صحیح ابن حبان: ۱۹۰۳

[۱۵۲] بخاری: ۷۹۹، موطا ج ۱ ص ۲۱۲، ابوداؤد: ۷۷۰-۷۷۳، ترمذی: ۴۰۳، نسائی ج ۲ ص ۱۹۶، مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۰، صحیح ابن خزیمہ: ۶۱۴، صحیح ابن حبان: ۱۹۰۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۹۵، حاکم ج ۱ ص ۲۲۵

اَلْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ.

پروردگار! ہر وہ تعریف تیرے لیے ہے جو آسمانوں' زمین اور اس کے درمیانی فاصلہ کو بھر دے اور اس کے بعد اس چیز کو بھر دے جسے تیری ذات چاہے۔

اور اگر نمازی مزید اختصار کا خواہاں ہو تو یہ پڑھے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ' رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

جو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے' وہ سن لیتا ہے' اے ہمارے رب کریم! تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔

اس سے زیادہ اختصار کی گنجائش نہیں ہے۔

مذکورہ تمام اذکار امام' مقتدی اور منفرد کے لیے مستحب ہیں۔ امام تمام اذکار نہیں پڑھے گا مگر اس وقت تمام پڑھ سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ مقتدی طوالت پسند کرتے ہیں۔ حالت قومہ کا یہ ذکر سنت ہے' واجب نہیں' اسے چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے' سجدۂ سہو نہیں آئے گا۔ رکوع اور سجدہ کی طرح حالت قومہ میں بھی قرآن مجید کی تلاوت مکروہ ہے۔ ✷

✷ فقہاءِ احناف کے نزدیک قومہ اور جلسہ کے اذکارِ طویلہ کا حکم

ائمہ احناف کے نزدیک قومہ اور جلسہ کے اذکارِ طویلہ نوافل پر محمول ہیں' فرائض میں مسنون نہیں' فرائض میں اختصار ملحوظ ہوتا ہے' تطویل فاحش خلافِ سنت ہے اور اگر مقتدی بوجھ محسوس کریں تو امام کے لیے بالکل منع ہے' اگر راضی ہوں تو کوئی حرج نہیں' منفرد بھی اضافہ کر سکتا ہے' جبکہ فرائض کے قومہ میں صرف تحمید سنت ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فان ابا يوسف قال سئلت ابا حنيفة رحمه الله تعالى عن الرجل يرفع راسه من الركوع في الفريضة أيقول اللهم اغفرلي قال يقول ربنا لك الحمد ويسكت.

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ ایک آدمی فرض نماز میں رکوع سے سر اٹھا کر ''اللّٰهم اغفرلی'' (اے اللہ! میری مغفرت فرما!) کہہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ ''ربنا لك الحمد'' کہہ کر خاموش ہو جائے۔

(بدائع الصنائع ج ۱ ص ۲۹۰ 'مطبوعہ بیروت)

اور علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

يجلس بين السجدتين مطمئنا وليس بينهما ذكر مسنون وكذا ليس بعد رفعه من الركوع دعاء وكذا لا ياتي في ركوعه وسجوده بغير التسبيح على المذهب وما ورد محمول على النفل.

دو سجدوں کے درمیان مطمئن ہو کر بیٹھ جائے اور ان کے درمیان کوئی ذکر مسنون نہیں ہے' اسی طرح رکوع سے سر اٹھانے کے بعد کوئی دعا مسنون نہیں ہے' اور مختار مذہب کے مطابق رکوع اور سجدہ میں تسبیح کے علاوہ کوئی دعا نہ پڑھے' اور روایات میں جن دعاؤں کا ذکر ملتا ہے وہ نوافل پر محمول ہیں۔

(درمختار' باب صفۃ الصلوٰۃ' ج ۱ ص ۶۷ 'مطبوعہ مجتبائی' دہلی) (مترجم)

باب: سجدہ کے اذکار کا بیان

جب نمازی حالت قومہ کے اذکار سے فارغ ہو جائے تو تکبیر کہے اور سجدہ ریز ہو جائے اور پیشانی زمین پر رکھنے تک تکبیر کو طویل کرے اور ماقبل میں ہم نے اس تکبیر کا حکم بیان کر دیا ہے کہ یہ سنت ہے' اگر اسے ترک کر دیا تو نماز باطل نہ ہو گی اور نہ ہی

سجدۂ سہو لازم آئے گا' جب نمازی سجدہ کرے تو سجدہ کے اذکار کرے جو کہ بہت زیادہ ہیں۔

ان میں سے ایک روایت صحیح مسلم سے لے کر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی مکرم ﷺ کے رکوع کے بیان میں ہم نے ذکر کی ہے کہ جب حضور انور ﷺ نے ایک ہی رکعت میں سورۂ بقرہ' نساء اور آل عمران کی تلاوت فرمائی' جب ایسی آیت مبارکہ سے گزر ہوتا جس میں رحمتِ الٰہی کا بیان ہوتا تو آپ اللہ تعالیٰ سے رحمت کا سوال کرتے اور جس میں عذابِ الٰہی کا بیان ہوتا وہاں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے' پھر آپ ﷺ نے سجدہ کیا اور یہ الفاظِ مبارکہ آپ کے وردِ زباں تھے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى. پاک ہے میرا رب جو بلند و بالا ہے۔

اور طوالت میں آپ کے سجدہ اور قیام کی مقدار تقریباً ایک جیسی تھی۔[۱۵۳]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدہ میں کثرت سے یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ. اے اللہ تعالیٰ! ہمارے ربِ کریم! تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں' اے اللہ! میری مغفرت فرما![۱۵۴]

اور ماقبل میں رکوع کے بیان میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم کے حوالے سے ہم نے روایت ذکر کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع اور سجدہ میں کثرت سے ان کلمات کو ورد فرمایا کرتے تھے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ. وہ ذات پاک اور منزہ ہے' ملائکہ اور روح کا پروردگار ہے۔[۱۵۵]

اور صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کناں ہوتے تو یہ کلمات ادا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ' وَبِكَ اٰمَنْتُ' وَلَكَ اَسْلَمْتُ' سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ' وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ' تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ. اے اللہ تبارک و تعالیٰ! میں تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا' تجھ پر ایمان لایا اور تیرے لیے سرِتسلیم خم کر دیا' میرے چہرے نے اس ذات کو سجدہ کیا جس نے اسے پیدا فرمایا اور صورت گری فرمائی' اس کی سماعت اور بصارت تخلیق فرمائی' بابرکت ہے اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک جو بہترین خالق ہے۔[۱۵۶]

ماقبل میں رکوع کی فصل میں کتبِ سنن کے حوالے سے حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث ہم نے بیان کر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طویل رکوع کیا' جس میں یہ کلمات آپ کے وردِ زباں تھے:

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَآءِ وَالْعَظَمَةِ. پاک ہے وہ ذات جو عظمت' سلطنت اور بڑائی اور بزرگی والی ہے۔

پھر سجدہ میں انہیں الفاظ کا اعادہ فرمایا۔[۱۵۷]

ہم نے کتبِ سنن سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایک سجدہ کرلے تو کم از کم تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى. پاک ہے میرا پروردگار جو بلند و بالا ہے۔[۱۵۸]

[۱۵۳] سابقہ:۱۳۵ [۱۵۴] سابقہ:۱۳۹ [۱۵۵] سابقہ:۱۳۲ [۱۵۶] سابقہ:۱۱۹ [۱۵۷] سابقہ:۱۳۳ [۱۵۸] سابقہ:۱۳۸

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ ایک رات میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنے بستر مبارک پر موجود نہ پایا تو میں نے آپ کی تلاش شروع کر دی' دیکھا کہ آپ رکوع یا سجدہ میں یہ کلمات پڑھ رہے ہیں:

سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

تیری ذات پاک ہے' ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔

اور صحیح مسلم کی ایک روایت اس طرح ہے: آپ فرماتی ہیں کہ نبی مکرم ﷺ مسجد میں موجود تھے' میرا ہاتھ آپ کے مبارک قدموں کے اندرونی حصے کو لگا' درآں حالیکہ دونوں قدم مبارک کھڑے تھے یعنی آپ ﷺ حالت سجدہ میں تھے اور یوں دعا گو تھے:

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ، لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ، اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

الٰہی! میں تیری ناراضگی سے تیری خوشنودی کی پناہ چاہتا ہوں' تیرے عذاب سے تیری مغفرت کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس طرح تیری ذات نے اپنی ثناء بیان فرمائی ہے' اس طرح میں تیری مدح و ثناء نہیں کر سکتا۔[۱۵۹]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکوع میں اپنے رب کریم کی بزرگی بیان کرو اور سجدہ میں خوب دعائیں کرو' یہ اس لائق ہے کہ تمہاری دعا قبول کر لی جائے۔[۱۶۰]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کی لغوی تحقیق

حدیث مذکور میں ہے: ''فَقَمِنٌ اَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ'' اس میں لفظ ''قَمِنٌ'' میم کے فتحہ اور کسرہ سے دونوں طرح پڑھا جاتا ہے اور اس لفظ کو ''قَمِيْنٌ'' پڑھنا بھی جائز ہے' معنی ہے: ''حَقِيْقٌ وَّجَدِيْرٌ'' یعنی لائق اور سزاوار ہونا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ حالت سجدہ میں اپنے پروردگار کے قریب ترین ہوتا ہے' لہٰذا سجدہ میں کثرت سے دعا مانگا کرو۔[۱۶۱]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں ان کلمات سے دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ، وَاَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ، وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ.

اے مولا کریم! میرے تمام صغیرہ' کبیرہ' اوّل و آخر اور ظاہر و باطن گناہ معاف فرما دے۔[۱۶۲]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

حدیث مبارک کے الفاظ ''دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ'' دونوں کو پہلے حرف کے کسرہ سے پڑھا جائے گا' معنی ہے: قلیل و کثیر۔

سجدہ کے اذکار کا مستحب طریقہ اور ان کا شرعی حکم

جو اذکار ہم نے بیان کیے ہیں' مستحب طریقہ یہ ہے کہ سجدہ میں وہ سب پڑھے جائیں' اگر ایک وقت میں نہیں پڑھ سکتا تو

[۱۵۹] مسلم: ۴۸۵-۴۸۶' موطا ج ۱ ص ۲۱۴' ابوداؤد: ۸۷۹' ترمذی: ۳۴۹۱' نسائی ج ۱ ص ۱۰۲-۱۰۳- ج ۲ ص ۲۲۳-۲۲۵' مسند احمد ج ۶ ص ۵۸-۲۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۲۷' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۶۶' صحیح ابن حبان: ۱۹۳۰

[۱۶۰] سابقہ: ۱۴۴

[۱۶۱] مسلم: ۴۸۲' ابوداؤد: ۸۷۵' نسائی ج ۲ ص ۲۲۶' مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲' الدعاء للطبرانی: ۶۱۱-۶۱۳

[۱۶۲] مسلم: ۴۸۳' ابوداؤد: ۸۷۸' الدعاء للطبرانی: ۶۰۷' حاکم ج ۱ ص ۲۶۳

مختلف اوقات میں پڑھ لے جیسا کہ ماقبل ابواب میں بیان کیا جا چکا ہے۔ اگر نمازی اذکار سجدہ کا اختصار چاہتا ہے تو تسبیح کے ساتھ کچھ دعا پڑھ لے البتہ تسبیح کو مقدم کرے۔ سجدہ میں تلاوتِ قرآن مکروہ ہونے اور دیگر فروعات کا حکم وہی ہے جو ہم نے رکوع میں بیان کر دیا ہے۔

فصل: اس اختلاف کا بیان کہ نماز میں سجدہ افضل ہے یا قیام؟

نماز میں سجدہ اور قیام میں سے افضل کیا ہے؟ اس سلسلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے ہم ذہن علماء کے نزدیک قیام افضل ہے' کیونکہ نبی مکرم ﷺ کا فرمان ہے: افضل نماز وہ ہے جس میں قیام طویل ہو۔ نیز یہ کہ قیام کا ذکر قرآن پاک ہے اور سجدہ کا ذکر تسبیح ہے اور قرآن پاک تسبیح سے افضل ہے' لہٰذا وہی رکن افضل ہوگا جس کے ذریعے کثرت سے قرآن پاک پڑھا جا سکے (اور وہ قیام ہے)۔ [۱۶۳]

بعض علماء کرام کے نزدیک سجدہ افضل ہے' دلیل وہ حدیث ہے جو ماقبل میں بیان کی جا چکی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: حالتِ سجدہ میں بندہ اپنے پروردگار کے قریب ترین ہوتا ہے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیفِ لطیف میں بیان فرمایا ہے کہ علماء کرام کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک نماز میں طویل قیام افضل ہے اور بعض کے نقطۂ نظر سے کثرتِ رکوع و سجود افضل ہے۔ امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس بارے میں نبی آخر الزماں ﷺ سے دو حدیثیں مروی ہیں' لیکن امام احمد نے اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا (کہ کیا افضل ہے کیا نہیں)۔

حضرت علامہ اسحاق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دن کو کثرتِ رکوع و سجود افضل ہے جبکہ رات کو طویل قیام افضل ہے ماسوائے اس آدمی کے جس نے عبادت کے لیے رات کا کوئی حصہ مخصوص کر رکھا ہو' اس کے لیے رکوع و سجود کی کثرت میرے نزدیک محبوب تر ہے کیونکہ وہ (دن کی طرح) روٹین اور تسلسل سے عبادت کرتا چلا آ رہا ہے جبکہ کثرتِ رکوع و سجود ہے بھی نفع بخش۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ اسحاق علیہ الرحمہ کے نقطۂ نظر کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے جہاں بھی نبی مکرم ﷺ کی رات کی نماز کا ذکر فرمایا ہے' اس میں طویل قیام کا ذکر فرمایا ہے۔ جبکہ دن کی نمازوں میں طویل قیام کا ذکر نہیں ملتا۔ [۱۶۴]

فصل: سجدۂ تلاوت کے اذکار کا بیان

جب کوئی آدمی سجدۂ تلاوت کرے تو اس کے لیے وہی اذکار مستحب ہیں جو ہم نے سجدۂ نماز میں بیان کیے ہیں اور مزید ان کلمات کا اضافہ مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّاَعْظِمْ لِيْ بِهَا اَجْرًا' وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا' وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

اے مولا کریم! اس سجدہ کو میرے لیے اپنے پاس ذخیرہ بنا' اس کے عوض مجھے اجرِ عظیم عطا فرما' میرا بوجھ ہلکا فرما اور میری طرف سے یہ سجدہ اس طرح قبول فرما جیسے تو نے حضرت داؤد علیہ السلام سے قبول فرمایا۔

---

[۱۶۳] مسلم: ۷۵۶' ترمذی: ۳۸۷' ابن ماجہ: ۱۴۲۱' مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۲۔ ۳۱۴۔ ۳۹۱' ابوداؤد الطیالسی: ۲۹' صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۵۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۸' شرح السنۃ للبغوی: ۶۵۹' صحیح ابن حبان: ۱۷۵۵

[۱۶۴] سابقہ: ۱۶۱

اس دعا کے ساتھ یہ آیت مبارکہ پڑھنا بھی مستحب ہے۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا. (الاسراء:۱۰۸)
ہمارا رب پاک ہے بے شک ہمارے رب کریم کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

اس آخری آیت مبارکہ پر امام شافعی علیہ الرحمہ نے نص بیان فرمائی ہے۔

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن نسائی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تلاوتِ قرآن کے سجدوں میں یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ ' وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ.
میرے چہرے نے اس مبارک ذات کی بارگاہ میں سجدہ کیا جس نے اسے تخلیق فرمایا اور صورت گری فرمائی' اس کے کان اور آنکھیں بنائیں' یہ سجدہ اسی کی دی ہوئی قوت اور طاقت سے نصیب ہوا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔ امام حاکم علیہ الرحمہ نے اس کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا:

فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.
پس اللہ بڑی برکت والا ہے سب سے بہتر بنانے والا ہے۔

اور فرمایا: یہ اضافہ صحیحین کی شرط پر بالکل درست ہے۔[۱۶۵]

آغازِ فصل میں ذکر کی گئی دعا ''اللهم اجعلها لی عندك ذخرا. الخ'' اس کو امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسنادِ حسن کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام حاکم علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔[۱۶۶]

باب: سجدہ سے سر اٹھاتے ہوئے اور دو سجدوں کے درمیان نمازی کیا پڑھے؟

سنت یہ ہے کہ نمازی سجدہ سے سر اُٹھاتے ہوئے تکبیر کہے اور تکبیر اس قدر طویل ہو کہ کہتے ہوئے سیدھا ہو کر بیٹھ جائے۔

تکبیرات کی تعداد' ان کی طوالت کا اختلاف اور وہ طوالت جو ان کو باطل کر دیتی ہے' ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

تکبیر سے فارغ ہو کر نمازی سیدھا بیٹھ جائے۔

وہ دعا مانگنا سنت ہے جو سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی اور سنن بیہقی وغیرہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے' جب انہیں رات کو حضور نبی مکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز کی سعادت حاصل ہوئی' جس میں آپ ﷺ نے طویل قیام فرمایا۔ سورۂ بقرہ' نساء اور آل عمران کی تلاوت فرمائی' جس میں رکوع اور سجدہ کی مقدار قیام کی مثل تھی۔

راوی فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ دعا مانگتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ' رَبِّ اغْفِرْلِيْ.
اے میرے ربِ کریم! میری مغفرت فرما! اے میرے ربِ کریم! میری مغفرت فرما!

اور آپ ﷺ جلسہ میں سجدہ کرنے کی مقدار ٹھہرتے تھے۔[۱۶۷]

اور وہ دعا مانگنا بھی سنت ہے جو سنن بیہقی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' جب آپ نے اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات بسر کی اور آقائے دوعالم ﷺ کی نماز کا مشاہدہ کیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب نبی مکرم ﷺ

[۱۶۵] ابوداؤد: ۱۴۱۴' ترمذی: ۵۸۰' نسائی ج ۲ ص ۲۲۲' مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۔۳۱۔ ۲۱۷' صحیح ابن خزیمہ: ۵۶۳' حاکم ج ۱ ص ۲۲۰

[۱۶۶] ترمذی: ۵۷۹' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۲۶۲' ابن ماجہ: ۱۰۵۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۲۰' صحیح ابن خزیمہ: ۵۶۲۔ ۵۶۳' صحیح ابن حبان: ۶۹۱' الاحادیث الصحیحہ: ۲۷۱۰

[۱۶۷] سابقہ: ۱۳۵

سجدہ سے اپنا سرِ انور اُٹھاتے تو یوں دعا گو ہوتے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاهْدِنِیْ.

اے اللہ تعالیٰ! میری مغفرت فرما! اور مجھ پر رحم فرما! اور مجھے غنی فرما! اور میرا درجہ بلند فرما! اور مجھے رزق عطا فرما! اور مجھے ہدایت پر ثابت قدم فرما!

اور امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی روایت میں ''وَعَافِنِیْ'' اور مجھے عافیت عطا فرما' کے الفاظ ہیں اور اس کی اسناد حسن ہے۔

[۱۶۸] ✱

✱ فائدہ

علماء احناف کے نزدیک جلسہ کے اذکار طویلہ نوافل پر محمول ہیں' فرائض میں مسنون نہیں۔ ''کَمَا مَرَّ تَفْصِیْلُہٗ''۔ (مترجم)

فصل: دوسرے سجدہ کے اذکار اور جلسۂ استراحت کا بیان

نمازی جب دوسرا سجدہ کرے تو اس میں بعینہٖ وہی اذکار پڑھے جن کا ہم نے پہلے سجدہ میں بیان کر دیا ہے' جب دوسرے سجدہ سے سر اُٹھائے تو تکبیر کہتے ہوئے اُٹھائے اور لمحہ بھر پُر سکون ہو کر استراحت کے لیے بیٹھے' پھر دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے۔ ہمارے علماء کے نزدیک بہترین طریقہ یہ ہے کہ دوسرے سجدہ سے سر اُٹھانے سے لے کر بالکل سیدھا کھڑا ہونے تک مد کے ساتھ تکبیر کہتا چلا جائے' اور یہ مد اسم جلالت (اللہ) میں لام کے بعد ہوگی۔

علماء کرام نے ایک طریقہ یہ بیان کیا ہے کہ بغیر تکبیر کے سجدہ سے سر اُٹھائے اور جلسۂ استراحت کرے' اس کے بعد تکبیر کہتے ہوئے کھڑا ہو جائے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر کہتے ہوئے سجدہ سے سر اُٹھائے' جلسۂ استراحت پر تکبیر منقطع کر دے' پھر بغیر تکبیر کے کھڑا ہو جائے۔

یہ بات طے ہے کہ اس موقع پر دو تکبیریں نہیں کہی جائیں گی۔

ہمارے علماء کرام نے پہلے طریقہ کو اس لیے بہترین قرار دیا ہے تا کہ نماز کا کوئی جز ذکر سے خالی نہ رہے۔

جلسۂ استراحت کا مقام اور اس کا حکمِ شرعی

صحیح بخاری اور دیگر کتب احادیث میں موجود ہے کہ جلسۂ استراحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور آپ کے مبارک فعل سے ثابت ہے۔ ان احادیث صحیحہ کی روشنی میں ہمارا (شوافع کا) مذہب یہ ہے کہ جلسۂ استراحت مستحب ہے۔

نیز یہ کہ جلسۂ استراحت ہر اس رکعت میں مستحب ہے جس میں سجدۂ ثانیہ کے بعد قیام کیا جائے گا۔

نماز میں سجدۂ تلاوت کے بعد جلسۂ استراحت مستحب نہیں ہے۔ واللہ اعلم! ✱

✱ علماء احناف کے نزدیک جلسۂ استراحت کا حکم

دوسرے سجدہ اور قیام کے درمیان حصولِ راحت کے لیے تھوڑا سا ٹھہرنا جلسۂ استراحت کہلاتا ہے' فقہاء احناف کے نزدیک جلسۂ استراحت مستحب نہیں ہے' بلکہ بلا عذر مکروہ تنزیہی ہے۔ جن روایات میں اس کا ذکر ملتا ہے وہ حالت عذر پر محمول ہیں۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

[۱۶۸] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۲۲' ابوداؤد: ۸۵۰' ترمذی: ۲۸۴' ابن ماجہ: ۸۹۸' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲۳۴۹۔ ۱۲۳۹۳' الدعا للطبرانی: ۶۱۴' الحاکم ج ۱ ص ۲۶۲۔ ۲۷۱

ثم اذا فرغ من السجدة ينهض عى صدور قدميه ولا يقعد ولا يعتمد علي الارض بيديه عند قيامه.

جب (دوسرے) سجدہ سے فارغ ہو تو پاؤں کے بل سیدھا کھڑا ہو جائے نہ بیٹھے اور نہ کھڑا ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھوں سے سہارا لے۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۸۳ 'مطبوعہ بیروت)

ملک العلماء علامہ کاسانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وما رواه الشافعي محمول علي حالة الضعف.

جن احادیث سے امام شافعی علیہ الرحمہ نے استدلال کیا ہے وہ کمزوری کی حالت پر محمول ہیں۔

(بدائع الصنائع ص ۴۹۵ 'مطبوعہ بیروت) (مترجم)

باب: دوسری رکعت کے اذکار کا بیان

ہم نے پہلی رکعت میں جن فرض' نفل اور دیگر اذکار کا ذکر کیا ہے' دوسری رکعت میں بعینہٖ وہی پڑھے جائیں گے ماسوائے چند چیزوں کے' جو درج ذیل ہیں:

(۱) پہلی رکعت کے آغاز میں تکبیر تحریمہ ہے جو کہ رکن ہے' جبکہ دوسری کے آغاز میں تکبیر تحریمہ نہیں ہے بلکہ وہ تکبیر ہے جو دوسرے سجدہ سے سر اُٹھاتے وقت پڑھی جاتی ہے اور وہ سنت ہے۔

(۲) دوسری رکعت کے آغاز میں دعاء استفتاح نہیں ہے جبکہ پہلی کے شروع میں ہے۔

(۳) ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پہلی رکعت کے آغاز میں تعوذ کے متعلق کوئی اختلاف نہیں جبکہ دوسری رکعت میں ہے' زیادہ بہتر یہ ہے کہ دوسری رکعت کے آغاز میں تعوذ پڑھیں گے۔

(۴) مختار مذہب کے مطابق دوسری رکعت کی قراءت پہلی رکعت سے مختصر ہوگی اور اختلاف ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

واللہ اعلم! ✻

✻ احناف کے نزدیک دوسری رکعت کے آغاز میں تعوذ کا حکم

فقہاء احناف کے نزدیک دوسری رکعت کے آغاز میں تعوذ مسنون نہیں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ويفعل في الركعة الثانية مثل ما فعل في الركعة الاولي الا انه لا يستفتح ولا يتعوذ.

دوسری رکعت کے معمولات پہلی رکعت جیسے ہیں البتہ دوسری میں نہ ثناء پڑھے گا نہ تعوذ۔

(فتاویٰ عالمگیری ص ۸۳ 'مطبوعہ بیروت) (مترجم)

باب: نمازِ فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کا بیان

حدیث سے ثابت ہے کہ نمازِ فجر میں دعائے قنوت پڑھنا سنت ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے پردہ فرمانے تک نمازِ فجر میں مسلسل دعائے قنوت پڑھتے رہے ہیں۔ اس حدیث کو امام حاکم علیہ الرحمہ نے روایت کیا اور ابوعبداللہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاربعین میں روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔[۱۶۹]

[۱۶۹] مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۲' مصنف عبدالرزاق: ۴۹۶۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۰۱' شرح السنہ للبغوی: ۶۳۹' سنن دارقطنی ج ۲ ص ۳۹

ہمارے (شوافع کے) نقطۂ نظر سے نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اسے ترک کرنے سے نماز باطل نہیں ہوگی جبکہ سجدۂ سہو کرنا پڑے گا' خواہ جان بوجھ کر ترک کرے یا بھول کر۔

فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں قنوت پڑھنے کے متعلق اقوالِ فقہاء

کیا نمازی فجر کے علاوہ باقی نمازوں میں قنوت پڑھے گا؟ اس سلسلے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے تین اقوال ہیں۔ ان میں سے زیادہ صحیح اور مشہور قول یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کو کسی آفت کا سامنا کرنا پڑے تو تمام نمازوں میں اس کے لیے قنوت پڑھیں گے ورنہ نہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مطلقاً دعائے قنوت پڑھیں گے خواہ کسی مصیبت کا سامنا ہو یا نہ ہو۔

تیسرا قول یہ ہے کہ بالکل دعائے قنوت نہیں پڑھی جائے گی۔

نمازِ وتر میں دعائے قنوت پڑھنے میں فقہاء کے مذاہب

ہمارے نقطۂ نظر سے رمضان المبارک کے نصف آخر میں وتروں کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے' ہمارے علماء کا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ سارا مہینہ پڑھی جائے گی اور تیسرا مؤقف یہ ہے کہ سارا سال وتروں کی آخری رکعت میں دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ جبکہ ہمارا معروف مذہب وہی پہلے والا ہے۔

فصل: دعائے قنوت کے الفاظ اور نماز میں اس کے محل کا بیان

ہمارے مؤقف کے مطابق نمازِ فجر میں دوسری رکعت کے رکوع سے سر اُٹھانے کے بعد (قومہ میں) دعائے قنوت پڑھی جائے گی۔ امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رکوع سے پہلے پڑھی جائے گی۔ ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: اگر شافعی مسلک کے کسی نمازی نے رکوع سے قبل دعائے قنوت پڑھ لی تو زیادہ صحیح مذہب کے مطابق اسے شمار نہیں کیا جائے گا' اور ہمارا ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ اسے شمار کرلیا جائے گا' جبکہ زیادہ صحیح مذہب کے مطابق وہ نمازی رکوع کے بعد پھر سے قنوت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اور ایک قول کے مطابق سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔

دعائے قنوت کے بہترین الفاظ وہ ہیں جو حدیث صحیح میں سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور سنن بیہقی کے حوالے سے ہم نے اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیے ہیں' آپ فرماتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے چند کلمات سکھائے جو میں وتروں میں پڑھتا ہوں' اور وہ یہ ہیں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ' وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ' وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ' وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ' وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ' فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ' وَاِنَّهٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ' تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ.

اے اللہ تعالیٰ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت عطا فرمائی' ان کے ساتھ مجھے بھی ہدایت عطا فرما! اور جن لوگوں کو تو نے عافیت بخشی ہے ان کے ساتھ مجھے بھی عافیت نصیب فرما! اور جن لوگوں کے ساتھ تو نے محبت فرمائی' اس زمرہ میں مجھ سے بھی محبت فرما! اور اپنی عطاؤں میں برکت پیدا فرما! اور اپنے فیصلہ کے شر سے مجھے بچا! بے شک تو فیصلہ فرماتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا' بلاشبہ جسے تو نے اپنی محبت سے نوازدیا وہ ذلیل نہیں ہوسکتا' اے ہمارے رب کریم! تیری ذات بابرکت اور بلند و بالا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور دعائے قنوت کے سلسلے میں اس سے بہتر روایت ہمارے علم میں نہیں

آئی' جو نبی مکرم ﷺ سے مروی ہو۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد ابن حنفیہ فرماتے ہیں: یہ وہ دعا ہے جسے میرے والد گرامی قدر نمازِ فجر کی قنوت میں پڑھا کرتے تھے۔[۱۷۰]

اس دعا کے بعد یہ درود شریف پڑھنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ.

اے اللہ تعالیٰ! حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتِ کاملہ اور سلامتی نازل فرما!

یہ حدیث امام نسائی علیہ الرحمہ سے اسنادِ حسن کے ساتھ اس طرح مروی ہے:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ.

اللہ تعالیٰ نبی مکرم ﷺ پر رحمتِ کاملہ نازل فرمائے۔

ہمارے علماء فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت ان الفاظ سے پڑھی جائے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔ آپ نے نمازِ فجر میں رکوع کے بعد ان الفاظ سے دعائے قنوت پڑھی:

اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ، وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْلَعُ مَنْ يَّفْجُرُكَ، اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ، وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ، وَإِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ، نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ، إِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ. اَللّٰهُمَّ عَذِّبِ الْكَفَرَةَ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ، وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ، وَيُقَاتِلُوْنَ أَوْلِيَاءَ كَ. اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ، وَأَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِهِمْ، وَأَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ، وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْإِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ، وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ ﷺ، وَأَوْزِعْهُمْ أَنْ يُّوْفُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَهُمْ عَلَيْهِ، وَانْصُرْهُمْ عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ إِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ. (سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۱۰)

اے اللہ تعالیٰ! بلاشبہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے ہی مغفرت چاہتے ہیں' ہم تیری ناشکری نہیں کرتے' تجھ پر ایمان لاتے ہیں' اور تیرے نافرمان سے تعلق قطع کرتے ہیں' اے اللہ کریم! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز و سجدہ ادا کرتے ہیں اور تیری بارگاہ میں دوڑے آتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں' تیری رحمت کے امیدوار ہیں' اور تیرے عذاب سے خوف زدہ ہیں' بے شک تیرا سخت ترین عذاب کفار کو پہنچے گا' اے اللہ! ان کفار کو عذاب میں مبتلا کر جو تیرے راستے سے روکتے ہیں' اور تیرے رسولوں کو جھوٹا کہتے ہیں اور تیرے ولیوں سے لڑتے ہیں' اے اللہ کریم! مؤمن مسلمان مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما! ان کی اصلاح فرما! ان کے دلوں میں محبت پیدا فرما! اور ان کے دلوں میں ایمان و حکمت ڈال دے' اور انہیں رسول اللہ ﷺ کے دین پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرما اور جو وعدہ تو نے ان سے فرمایا ہے' انہیں وہ وعدہ پورا کرنے کی توفیق عطا فرما' اپنے اور ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد فرما! اے معبودِ برحق! ہمیں ان لوگوں کے زمرے میں داخل فرما![۱۷۱]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ''عَذِّبِ الْكَفَرَةَ أَهْلَ الْكِتَابِ'' کے الفاظ منقول ہیں کیونکہ ان کی جنگ اہل کتاب کافروں

[۱۷۰] ابوداؤد: ۱۴۲۵۔۱۴۲۶' ترمذی: ۴۶۴' نسائی ج ۳ ص ۲۴۸' مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۹' ابن ماجہ: ۱۱۷۸' سنن داری: ۱۵۹۹۔۱۶۰۰' المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۷۰۳۔۲۷۰۵۔۲۷۰۷' الدعاء للطبرانی: ۷۳۵۔۷۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۰۹۔۲۹۸' صحیح ابن خزیمہ: ۱۰۹۵۔۱۰۹۶' حاکم ج ۳ ص ۱۷۲' الارواء للالبانی: ۴۲۹' نتائج الافکار ج ۲ ص ۱۳۸۔۱۴۲

[۱۷۱] نتائج الافکار ج ۲ ص ۱۴۶

سے بھی اور اب اختیار ہے کہ آدمی صرف ''عَذِّبِ الْكَفَرَةَ'' کہہ لے کیونکہ یہ جملہ اہل کتاب اور دوسرے تمام کفار کو شامل ہے۔

دعا میں موجود بعض الفاظ کی لغوی تحقیق اور ضبط کا بیان

لفظ ''نَخْلَعُ'' کا معنی ہے: ہم ترک کرتے ہیں ''يَفْجُرُكَ'' تیری صفات کا انکار کرتے ہیں ''نَحْفِدُ'' فا کے کسرہ سے معنی ہے: ہم جلدی کرتے ہیں ''الجدُّ'' جیم کے کسرہ سے معنی ہے: ثابت شدہ ''مُلْحَقٌ'' حاء کے کسرہ سے مشہور ہے جبکہ فتح بھی جائز ہے' ایسا ہی ذکر کیا ہے ابن قتیبہ وغیرہ نے ''ذَاتَ بَيْنِهِمْ'' مراد ہے: معاملات اور تعلقات ''وَالْحِكْمَةَ'' ہر وہ چیز جو قبیح سے روکے ''اَوْزِعْهُمْ'' ان کو توفیق عطا فرما ''وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ'' یعنی ان لوگوں میں جو ان صفات کے حامل ہیں۔

قنوت کی مختلف دعاؤں کو جمع کرنے کا بیان

ہمارے علماء کا قول ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول دعائے قنوت اور ماقبل بیان کی گئی دعائے قنوت کو جمع کر کے پڑھنا مستحب ہے اور جمع کی صورت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائے قنوت مؤخر کی جائے گی اور اگر کوئی اختصار کرنا چاہے تو پہلی دعا پر اکتفاء کرلے۔

دونوں دعائیں ملا کر پڑھنا اس وقت مستحب ہے جب اکیلا نماز پڑھ رہا ہو یا قیدیوں کی امامت کر رہا ہو' جو طوالت کے خواہاں ہوں۔

دعائے قنوت کی تعیین اور اس میں جمع کا صیغہ استعمال کرنے کا بیان

مختار مذہب کے مطابق قنوت میں کوئی دعا متعین نہیں ہے' نمازی جو چاہے دعا مانگے قنوت حاصل ہو جائے گی' اور اگر دعائے قنوت میں قرآن کریم کی ایک یا چند ایسی آیات تلاوت کرلے جو دعا کے مفہوم پر مشتمل ہوں تو بھی قنوت ادا ہو جائے گی۔ مگر زیادہ فضیلت کی حامل وہی دعائیں ہیں جو سنت سے ثابت ہیں۔

ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت کا مؤقف ہے کہ یہ دعائیں متعین ہیں' ان سے ہٹ کر کوئی دعا کفایت نہیں کرے گی۔

امام جب دعا مانگے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے ''اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا'' کہے' اسی طرح پوری دعا میں جمع کے صیغے لائے' اور اگر واحد کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے ''اِهْدِنِیْ'' کہا تو کراہت کے ساتھ دعائے قنوت ادا ہو جائے گی۔ کیونکہ امام کے لیے دعا میں اپنی ذات کو مختص کرنا مکروہ ہے۔

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا آدمی امامت کا اہل نہیں جو دوسروں کو چھوڑ کر محض اپنی ذات کے لیے دعا مانگے' اگر اس نے ایسا کیا تو ان سے خیانت کا مرتکب ہوا۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۷۲]

فصل: نمازِ فجر کی دعائے قنوت میں ہاتھ اُٹھانے اور چہرے پر پھیرنے کا حکم

نمازِ فجر کی دعائے قنوت میں ہاتھ اُٹھانے اور انہیں چہرے پر پھیرنے کے متعلق ہمارے علماء کے تین اقوال ہیں۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ ہاتھوں کو اُٹھانا مستحب ہے مگر انہیں چہرے پر نہیں پھیرا جائے گا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ہاتھ اُٹھائے اور چہرے پر بھی پھیرے جبکہ تیسرا قول یہ ہے کہ نہ ہاتھ اُٹھائے اور نہ ہی چہرے پر پھیرے۔

---

[۱۷۲] ابوداؤد: ۹۰۔۹۱' ترمذی: ۳۵۷' ابن ماجہ: ۶۱۹۔ ۹۲۳' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۹۳' مسند احمد ج ۵ ص ۲۸۰' شرح السنۃ للبغوی: ۶۴۱' مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۰۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱' ابن ماجہ: ۶۱۷' المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۵۰۷' حاکم ج ۱ ص ۱۶۸' ضعیف ابوداؤد: ۱۵

اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ چہرے کے علاوہ سینہ وغیرہ پر ہاتھ نہیں پھیرے گا بلکہ وہ اس حرکت کو مکروہ کہتے ہیں۔

دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی جائے گی یا آہستہ؟

دعائے قنوت بلند آواز سے پڑھی جائے گی یا آہستہ آواز سے؟ اس بارے میں ہمارے علماء کے متعدد اقوال ہیں۔ صحیح مختار اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ اگر نمازی منفرد ہو تو آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر امام ہو تو بلند آواز سے پڑھے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ امام بھی نماز کی باقی دعاؤں کی طرح قنوت آہستہ پڑھے گا۔ جہاں تک مقتدی کا معاملہ ہے' اگر امام آہستہ قنوت پڑھتا ہے تو وہ بھی دیگر دعاؤں کی طرح قنوت آہستہ پڑھے گا' اور اس مسئلہ میں امام کی موافقت کرے گا اور اگر امام بہ آوازِ بلند قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی اسے سن رہا ہے تو وہ امام کی دعا پر آمین کہے اور آخر میں ثناء میں اس کے ساتھ شرکت کر لے اور اگر وہ امام کی قنوت نہیں سن رہا تو پھر آہستہ پڑھے۔ بعض کہتے ہیں: آمین کہے' اور بعض کا قول ہے کہ مقتدی سننے کے ساتھ ساتھ پڑھنے میں بھی شریک ہو' جبکہ پہلا مذہب مختار ہے۔

نمازِ فجر کے علاوہ دیگر نمازوں میں جب دعائے قنوت پڑھے تو اگر وہ جہری نمازیں ہیں جیسے مغرب اور عشاء ہے' ان میں فجر کی طرح بلند آواز سے پڑھے گا اور ظہر اور عصر کی نماز میں ایک قول کے مطابق سری پڑھے اور دوسرے قول کے مطابق فجر کی طرح بلند آواز سے پڑھے۔

صحیح حدیث کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے لیے دعائے قنوت پڑھی تھی جنہوں نے بئر معونہ پر قراء صحابہ کرام کو شہید کر دیا تھا۔ اس حدیث کا ظاہر تقاضا کرتا ہے کہ تمام نمازوں میں دعائے قنوت بہ آوازِ بلند پڑھی جائے۔ [۱۷۳]

صحیح بخاری کے باب التفسیر میں اس آیت مبارکہ "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ" کے تحت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے دو عالم ﷺ نے قنوتِ نازلہ بلند آواز سے پڑھی تھی۔ ✱

✱ دعائے قنوت کے متعلق مذہب احناف

فقہاء احناف کے نقطۂ نظر سے دعائے قنوت صرف نمازِ عشاء کے وتروں میں تیسری رکعت کے رکوع سے قبل پڑھنا واجب ہے اور یہ حکم پورے سال کے لیے ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فالقنوت واجب عند ابی حنیفة. امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے۔

(بدائع الصنائع ص ۶۱۲' مطبوعہ دار احیاء التراث العربی' بیروت)

شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقنت قائما قبل الركوع فی جميع السنة ولا يقنت فی غير الوتر. اور نمازی پورا سال حالت قیام میں رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھے اور وتروں کے علاوہ کسی نماز میں دعائے قنوت نہ پڑھے۔

(نور الایضاح' باب الوتر)

اور جن روایات میں نمازِ فجر میں قنوت پڑھنے کا ذکر ملتا ہے' اس سے مراد قنوتِ نازلہ ہے جو قراء صحابہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کے موقع پر پڑھی گئی' جو صرف ایک ماہ کے لیے تھی پھر اسے ترک کر دیا گیا' قنوتِ نازلہ اب بھی کسی مصیبت کے نزول پر پڑھی جا سکتی ہے۔

[۱۷۳] نتائج الافکار ج ۲ ص ۱۵۹' بخاری: ۴۵۶۰' جامع الاصول: ۳۵۳۵

در مختار میں ہے:

ولا یقنت لغیرہ الا لنازلۃ. — وتر کے علاوہ قنوت نہ پڑھے' مگر کسی مصیبت کے نزول پر پڑھ سکتا ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار ص ۴۹۶' مطبوعہ رشیدیہ) (مترجم)

باب: نماز میں تشہد پڑھنے کا بیان

دو رکعت نماز میں صرف ایک تشہد پڑھا جائے گا جیسے نماز فجر اور نوافل ہیں اور اگر تین یا چار رکعات ہوں تو اس میں دو تشہد ہوں گے: پہلا اور دوسرا' اور مسبوق کے لیے تین تشہد ہو سکتے ہیں بلکہ نماز مغرب میں اس کے لیے چار بھی ممکن ہیں' وہ اس طرح کہ دوسری رکعت کے رکوع کے بعد جماعت میں شامل ہو' پہلا اور دوسرا تشہد امام کے ساتھ پڑھے' اب نماز کی ایک رکعت اس کو حاصل ہوگئی' امام کے سلام پھیرنے کے بعد مسبوق باقی دو رکعات پڑھنے کے لیے کھڑا ہو جائے' ایک رکعت پڑھ کر تشہد پڑھے کیونکہ وہ اس کی دوسری رکعت ہے اور دو کے بعد تشہد ہوتا ہے' پھر تیسری رکعت کے بعد آخری تشہد پڑھے' اس طرح کل چار تشہد ہو گئے۔

نفل نماز میں اگر چار رکعات سے زیادہ کی نیت کرتا ہے' مثلاً سو رکعات نماز کی نیت باندھ لی تو بہتر یہ ہے کہ ان میں صرف دو تشہد پڑھے' یوں کہ نیت کے مطابق نماز پڑھتا چلا جائے' آخری دو رکعات سے قبل ایک تشہد پڑھے' پھر دو رکعات پڑھ کر دوسرا اور آخری تشہد پڑھ لے اور سلام پھیر دے۔

ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ دو سے زیادہ تشہد پڑھنا جائز نہیں' نیز پہلے اور دوسرے تشہد کے درمیان دو سے زیادہ رکعات پڑھنا بھی جائز نہیں' البتہ دونوں کے درمیان ایک رکعت پڑھی جا سکتی ہے' اور اگر دو سے زیادہ تشہد پڑھے یا دو کے مابین دو سے زیادہ رکعات پڑھ دیں تو نماز باطل ہو جائے گی۔ دیگر علماء نے فرمایا: ہر رکعت میں تشہد پڑھنا جائز ہے' بہتر یہ ہے کہ ایک نہیں بلکہ دو رکعات کے بعد تشہد پڑھنا جائز ہے۔ واللہ اعلم!

پہلے اور دوسرے تشہد کے حکم میں مذاہب اربعہ کا بیان

امام شافعی علیہ الرحمہ' امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ اور اکثر علماء کے نزدیک آخری تشہد واجب ہے' امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کے مذہب میں سنت ہے۔

جبکہ پہلا تشہد امام شافعی' امام مالک اور امام اعظم ابو حنیفہ علیہم الرحمہ اور اکثر علماء کے نزدیک سنت ہے اور امام احمد علیہ الرحمہ کے مذہب میں واجب ہے۔ اگر نمازی نے پہلا تشہد ترک کر دیا تو امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک نماز درست ہو جائے گی مگر اسے سجدۂ سہو کرنا ہوگا' خواہ جان بوجھ کر ترک کرے یا بھول کر۔ ✷

✷ احناف کے نزدیک پہلے اور دوسرے تشہد کا حکم

فقہاء احناف کے نزدیک پہلے اور دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔

شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ویجب قراۃ التشھد فیہ ای فی الاوّل. — اور پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا واجب ہے۔

نیز فرمایا:

ویجب قراء تہ ای التشہد فی الجلوس الأخیر ایضا.

اور آخری قعدہ میں بھی تشہد پڑھنا واجب ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح، کتاب الصلوۃ) (مترجم)

فصل: الفاظِ تشہد میں مختلف روایات کا بیان

الفاظِ تشہد کے حوالے سے حضور نبی مکرم ﷺ سے تین روایات مروی ہیں:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے ایک تشہد ان الفاظ سے روایت کیا ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

تمام تر قولی، بدنی اور مالی عبادات اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں، اے پیارے نبی ﷺ! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔[۱۷۴]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے الفاظِ تشہد یوں روایت کیے ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ، اَلصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَلَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

تمام تر قولی عبادات، مبارک اشیاء، بدنی اور مالی عبادات اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے ہیں، اے نبی محترم ﷺ! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات کا نزول ہو، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔[۱۷۵]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے الفاظِ تشہد اس طرح روایت کرتے ہیں:

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

ہر طرح کی قولی، مالی اور بدنی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں، اے نبی مکرم ﷺ! آپ پر سلام، اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات کا نزول ہو، ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیکوکار بندوں پر سلام ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔[۱۷۶]

سنن بیہقی میں جید سند کے ساتھ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مجھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تشہد سکھایا اور فرمایا: یہ رسول اللہ ﷺ کا تشہد ہے:

---

[۱۷۴] بخاری: ۶۲۶۵، طرف: ۸۳۱، مسلم: ۴۰۲، ابوداؤد: ۹۶۸۔۹۶۹، ترمذی: ۲۸۹، نسائی ج ۲ ص ۲۳۷، سنن دارمی: ۱۳۴۷، مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۴، الارواء للالبانی: ۳۲۱، مسند ابو یعلیٰ: ۵۰۸۲

[۱۷۵] مسلم: ۴۰۳، ابوداؤد: ۹۷۴، ترمذی: ۲۹۰، نسائی ج ۲ ص ۲۴۲۔۲۴۳، مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۴۰، شرح السنہ للبغوی: ۶۷۹، صحیح ابن حبان: ۱۹۵۱

[۱۷۶] مسلم: ۴۰۴، ابوداؤد: ۹۷۲۔۹۷۳، نسائی ج ۳ ص ۴۲، ابن ماجہ: ۹۰۱، مسند ابو یعلیٰ: ۷۲۲۴

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

سب کی سب قولی' بدنی اور مالی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتوں کا نزول ہو' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہ ہوں بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔ [۱۷۷]

نوٹ: تشہد کے ان الفاظ میں ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ یہ تشہد حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے اور الفاظ تشہد وہ ہیں جو امتیوں کے استعمال کے ہیں۔

مؤطا امام مالک' سنن بیہقی اور دیگر کتب احادیث میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن ابن عبدالقاری سے مروی ہے کہ انہوں نے سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر لوگوں کو تشہد کی تعلیم دیتے ہوئے سنا' آپ رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے: لوگو! تشہد اس طرح پڑھو:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ' اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ' اَلطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

تمام عباداتِ قولیہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' تمام پاکیزہ اشیاء اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' تمام مالی اور بدنی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اے نبی محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں پر سلام ہو' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ [۱۷۸]

مؤطا امام مالک' سنن بیہقی اور احادیث کی دیگر کتب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی صحیح اسناد کے ساتھ یہ روایت موجود ہے کہ آپ اس طرح تشہد پڑھا کرتی تھیں:

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ' اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

تمام تر قولی' مالی' بدنی عبادات تمام پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو' اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں' ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔

کتب مذکورہ میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ان الفاظ سے ہے:

اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ' اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

تمام تر قولی' بدنی' مالی عبادات اور پاکیزہ اشیاء اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے ہیں' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ ایک

[۱۷۷] سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۴۴-۱۴۵' نتائج الافکار ج ۲ ص ۱۶۴

[۱۷۸] مؤطا ج ۱ ص ۹۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۴۴-۱۴۵' حاکم ج ۱ ص ۲۶۵-۲۶۶' مصنف عبدالرزاق: ۳۰۶۷

وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ.

ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں اے پیارے نبی ﷺ! آپ پر سلام ہو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو۔[۱۷۹]

موطأ امام مالک اور سنن بیہقی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ان الفاظ سے تشہد پڑھا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ ، اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ، اَلصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ ، اَلزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ ، اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ، شَهِدْتُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ، شَهِدْتُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

اللہ رب العزت کے نام سے آغاز کرتا ہوں تمام قولی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں تمام بدنی عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں تمام پاکیزہ اشیاء اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں حضور نبی مکرم ﷺ پر سلام اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو میں نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں میں نے گواہی دی کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔[۱۸۰]

یہ ہیں تشہد کی انواع و اقسام جو احادیث مبارکہ میں بیان فرمائی گئی ہیں۔

امام بیہقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تشہد کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے تین احادیث ثابت ہیں ایک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ دوسری حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور تیسری حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی۔

ایک اور صاحب فرماتے ہیں: تین احادیث صحیح ثابت ہیں اور سب سے زیادہ صحیح وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام کے نقطۂ نظر سے مذکورہ تشہدات میں سے جو بھی پڑھ لیا نماز ہو جائے گی البتہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک افضل تشہد وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کیونکہ اس میں لفظ ''اَلْمُبَارَكَاتُ'' کا اضافہ ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: راویوں کے الفاظ مختلف ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تشہد کے معاملہ میں الفاظ کے حوالے سے وسعت اور اختیار موجود ہے۔ ✱

✱ احناف کے نزدیک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا اولیٰ ہے

علماء احناف کے نزدیک حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی تشہد پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

شیخ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ومن وجوه الترجيح ايضا ان الائمة الستة اتفقوا عليه لفظا ومعنى وهو نادر.

تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک وجہ ترجیح یہ ہے کہ اس کے الفاظ و معانی پر ائمہ ستہ کا اتفاق ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

(فتح القدیر۔ کتاب الصلوٰۃ۔ ج۱ص ۳۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

[۱۷۹] موطا ج۱ص۹۱۔۹۲ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ص ۱۴۳

[۱۸۰] موطا ج۱ص۹۱ السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ص ۱۴۲ ابوداؤد:۹۷۱ نتائج الافکار ج۲ص ۱۷۰۔۱۷۲

علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ولان تشهد ابن مسعود ابلغ في الثناء.

تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک وجہ ترجیح یہ ہے کہ اس میں ثناء زیادہ ہے۔

(بدائع الصنائع۔ کتاب الصلوٰۃ۔ ص ۴۹۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت) (مترجم)

فصل: تشہد کے بعض الفاظ حذف کر دینے کا حکم

بہتر تو یہ ہے کہ نمازی ماقبل مذکور تین میں سے کوئی ایک تشہد مکمل پڑھے اور اگر بعض الفاظ حذف کر دیئے تو کیا یہ کفایت کرے گا؟ اس میں تفصیل ہے۔

جان لیجئے کہ لفظ ''مبارکات' الصلوات' الطیبات'' اور ''الزاکیات'' یہ سنت ہیں' تشہد میں شرط نہیں ہیں۔ اور اگر مذکورہ تمام الفاظ حذف کرتے ہوئے ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ'' سے لے کر آخر تشہد تک پڑھ لیا تو یہ کافی ہے اور اس صورت میں ہمارے علماء میں اختلاف بھی نہیں ہے اور دیگر الفاظ یعنی ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' سے لے کر آخر تک واجب ہیں' ان میں سے کسی بھی لفظ کا ترک جائز نہیں۔ البتہ ''رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ'' کے الفاظ میں ہمارے علماء کے تین نظریات ہیں' پہلا اور زیادہ صحیح نقطہ نظر یہ ہے کہ ان میں سے کوئی لفظ بھی حذف کرنا جائز نہیں' دلیل یہی چاہتی ہے اور احادیث اسی پر متفق ہیں۔ دوسرا یہ کہ حذف کرنا جائز ہے اور تیسرا یہ کہ لفظ ''رَحْمَةُ اللّٰهِ'' حذف کرنا جائز نہیں جبکہ ''وَبَرَكَاتُهٗ'' کو حذف کیا جا سکتا ہے۔

حضرت ابوالعباس ابن سُریج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: تشہد میں ''اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ' سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ' سَلَامٌ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' ان الفاظ پر اقتصار کرنا جائز ہے۔

''السلام عليك'' اور ''السلام علينا'' میں دونوں جگہ لفظ سلام اکثر روایات میں الف لام کے ساتھ معرفہ استعمال ہوا ہے اور بعض روایات میں الف لام کے بغیر نکرہ بھی استعمال ہوا ہے۔ ہمارے بعض علماء کے نزدیک دونوں صورتیں درست ہیں' لیکن بہتر یہ ہے کہ الف لام کے ساتھ معرفہ پڑھا جائے کیونکہ اکثر روایات میں اسی طرح آیا ہے۔ نیز یہ کہ اس میں حروف کا بھی اضافہ ہے اور احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ✷

✷ علماءِ احناف کے نزدیک الفاظِ تشہد میں کمی اور زیادتی کا حکم

علماء احناف کے نزدیک مکمل تشہد پڑھنا واجب ہے' اس کے الفاظ میں کمی کرنا جائز نہیں۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قوله الى عبده ورسوله اشار به الى ان المراد به التشهد الواجب بتمامه قال في شرح المنية والمراد من التشهد التحيات الى عبده ورسوله هو الصحيح لا ما زعم البعض انه لفظ الشهادتين

ماتن نے اپنے قول ''الى عبده ورسوله'' سے مکمل تشہد کے واجب ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے' اور شرح منیہ میں فرمایا: تشہد سے مراد ''التحيات'' سے لے کر ''عبده ورسوله'' تک ہے' یہی صحیح ہے' ایسے نہیں جو بعض لوگوں نے گمان کیا کہ تشہد فقط شہادتین کا نام ہے۔

فقط. (فتاویٰ شامی ص ۳۳۱ مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفا او یبتدئ بحرف قبلہ.　تشہد کے اندر یا آغاز میں کسی حرف کا اضافہ کرنا مکروہ ہے۔

(بدائع الصنائع ص ۴۹۹ دار احیاء التراث العربی بیروت) (مترجم)

تشہد سے قبل تسمیہ پڑھنے کا بیان

تشہد سے پہلے تسمیہ (''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے) کے ثبوت میں سنن نسائی اور سنن بیہقی وغیرہ میں حدیث مرفوع موجود ہے' نیز حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تشہد میں اس کا اثبات سابق میں گزر چکا ہے۔

لیکن امام بخاری' امام نسائی اور دیگر ائمہ حدیث علیہم الرحمہ فرماتے ہیں کہ تسمیہ کا اضافہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح طور پر ثابت نہیں ہے۔ اسی لیے ہمارے جمہور علماء نے کہا: تسمیہ مستحب نہیں ہے' جبکہ بعض کے نزدیک مستحب ہے۔

مذہب مختار یہی ہے کہ نمازی تشہد سے قبل تسمیہ نہ پڑھے کیونکہ وہ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان جنہوں نے تشہد روایت کیا ہے' تسمیہ کو روایت نہیں کیا۔

فصل: الفاظ تشہد کی ترتیب اور اسے غیر عربی میں پڑھنے کا حکم

تشہد (کے جملوں) میں ترتیب مستحب ہے' واجب نہیں ہے اور اگر بعض (جملوں) کو بعض پر مقدم کر دیا تو جمہور کے بیان کردہ مختار مذہب کے مطابق تشہد درست ہو جائے گا' امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الام'' میں یہی بیان فرمایا ہے اور بعض کے نزدیک سورۂ فاتحہ کی طرح تشہد کے الفاظ میں تقدم و تاخر جائز نہیں ہے۔ جواز کی دلیل وہ روایات ہیں جن کے بعض میں لفظ ''سلام'' کو ''شہادۃ'' پر مقدم کیا گیا ہے اور بعض دوسری میں مؤخر کیا گیا ہے جیسا کہ ماقبل میں وہ روایات گزر چکی ہیں۔

رہا سورۂ فاتحہ کا معاملہ' اس کے تو الفاظ اور ترتیب معجز ہیں' ان میں تبدیلی ہرگز درست نہیں۔

جو شخص عربی کے تلفظ پر قادر ہو' اس کے لیے عجمی زبان میں تشہد پڑھنا جائز نہیں ہے' اور جو عربی پر قادر نہ ہو وہ اپنی زبان میں تشہد پڑھے اور عربی میں پڑھنا سیکھے' جیسا کہ تکبیر تحریمہ کے باب میں پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔

فصل: تشہد آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے

تمام مسلمانوں کا اس مسئلہ میں اتفاق ہے کہ نماز میں تشہد آہستہ آواز سے پڑھا جائے گا۔ اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن بیہقی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: سنت طریقہ یہ ہے کہ نمازی تشہد آہستہ آواز سے پڑھے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور امام حاکم علیہ الرحمہ نے فرمایا: صحیح ہے۔

تمام فقہاء کرام' محدثین عظام' علماء اصول اور متکلمین علیہم الرحمہ کا متفق علیہ' صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ جب کوئی صحابی کہے: یہ سنت طریقہ ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے فرمایا ہے۔

اگر کسی نے بلند آواز سے تشہد پڑھ لیا' اس نے مکروہ کا ارتکاب کیا' البتہ اس کی نماز باطل نہیں ہوگی اور نہ ہی سجدۂ سہو کرنا پڑھے گا۔ واللہ اعلم [۱۸۱]

[۱۸۱] ابوداؤد: ۹۸۶' ترمذی: ۲۹۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۴۶' الحاکم ج ۱ ص ۲۰

باب: تشہد کے بعد نبی مکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنے کا بیان

آخری تشہد کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک واجب ہے۔ اگر اس میں درود شریف ترک کر دیا تو نماز درست نہیں ہوگی۔

صحیح اور مشہور مذہب کے مطابق حضور نبی مکرم ﷺ کی آل پاک پر درود شریف پڑھنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ جبکہ ہمارے کچھ علماء کرام اسے واجب کہتے ہیں۔

درود شریف کے سب سے بہتر الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ، وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ، وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ.

اے اللہ تعالیٰ! رحمتِ کاملہ نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر! جو تیرے خاص بندے، رسول اور اُمّی نبی ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی آل پاک، ازواجِ مطہرات اور اولاد و امجاد پر جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر رحمتِ کاملہ نازل فرمائی، اور برکت نازل فرما حضرت محمد ﷺ پر جو اُمّی نبی ہیں اور حضرت محمد ﷺ کی آل پاک، ازواجِ مطہرات اور اولاد امجاد پر جیسا کہ تو نے عالمین میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر برکت نازل فرمائی، بے شک تیری ذات لائق حمد اور بزرگ و برتر ہے۔

ماسوائے چند الفاظ کے درود شریف پڑھنے کی یہی کیفیت صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہم نے روایت کی ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر رُواۃ کے لحاظ سے بھی وہ صحیح ہے۔ تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ درود شریف کے باب میں ذکر کر دی جائے گی۔ [۱۸۲]

درود شریف میں ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' کے الفاظ واجب ہیں اگر نمازی چاہے تو یوں پڑھ لے: ''صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' اس طرح بھی پڑھ سکتا ہے: ''صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ'' یا پھر اس طرح پڑھ لے: ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ''۔

ہمارا ایک مؤقف یہ بھی ہے: (نماز میں) ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ'' ان الفاظ کے علاوہ کسی اور لفظ سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ہمارا ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ ''صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى اَحْمَدَ'' بھی جائز ہے۔ ایک مؤقف کے مطابق ''صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ'' بھی پڑھ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم!

اس پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ پہلے تشہد میں درود شریف پڑھنا واجب نہیں۔ کیا مستحب ہے؟ اس بارے میں دو اقوال ہیں زیادہ صحیح قول کے مطابق مستحب ہے۔

صحیح مذہب کے مطابق (پہلے تشہد میں) آل پاک پر درود پڑھنا مستحب نہیں ہے جبکہ بعض نے استحباب کا قول کیا ہے۔

ہمارے علماء کرام کے نزدیک پہلے تشہد میں دعا پڑھنا مستحب نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے کیونکہ اس کی بنا تخفیف پر ہے، آخری تشہد اس کے برعکس ہے۔ ✱

[۱۸۲] بخاری: ۳۳۷۰، مسلم: ۴۰۶، ترمذی: ۴۸۳، ابوداؤد: ۹۷۶-۹۷۸، نسائی ج ۳ ص ۴۷، عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۵۴، مسند احمد ج ۴ ص ۲۴۱-۲۴۳-۲۴۴، ابن ماجہ: ۹۰۴، سنن دارمی: ۱۳۴۸، الارواء للالبانی: ۳۲۰

✸ علماء احناف کے نزدیک پہلے اور آخری تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم

علماء احناف کے نقطۂ نظر سے فرض' سنت مؤکدہ اور وتر نماز کے پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بعد فوراً کھڑا ہونا واجب ہے۔ تشہد پر کسی قسم کا اضافہ بشمول درود شریف جائز نہیں ہے۔

شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

یجب القیام الی الرکعة الثالثة من غیر تراخ بعد قراءة التشهد حتی لو زاد علیه بمقدار اداء رکن ساهیا یسجد للسهو لتاخیر واجب القیام للثالثة.

تشہد پڑھنے کے بعد تیسری رکعت کے لیے بلاتاخیر کھڑا ہونا واجب ہے حتیٰ کہ اگر بھول کر تشہد پر اداء رکن کی مقدار اضافہ کر دیا تو سجدہ سہو کرے گا کیونکہ تیسری رکعت کے فرض قیام میں تاخیر ہو چکی ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح۔ کتاب الصلوٰۃ' قدیمی کتب خانہ کراچی)

قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے' واجب نہیں۔

شیخ حسن ابن عمار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وتسن الصلوة علی النبی ﷺ فی الجلوس الا خیر.

آخری قعدہ میں حضور نبی اکرم ﷺ پر درود شریف پڑھنا سنت ہے۔

(مراقی الفلاح۔ کتاب الصلوٰۃ' قدیمی کتب خانہ کراچی)

شیخ علامہ ابن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

والصلوة علی النبی فی هذه القعدة لست من الواجبات.

قعدہ اخیرہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود شریف پیش کرنا واجب نہیں ہے۔

(المحیط البرہانی ص ۳۶۷' دار الکتب العلمیہ' بیروت) (مترجم)

باب: آخری تشہد کے بعد دعا کا بیان

آخری تشہد میں دعا مانگنا بغیر کسی اختلاف کے مشروع ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت نبی معظم ﷺ نے صحابہ کرام کو تشہد کی تعلیم فرمائی' آخر میں فرمایا: پھر نمازی کو دعا میں اختیار ہے۔ صحیح بخاری کی روایت ہے: جو چاہے دعا مانگے۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: پھر سوال کرنے میں اختیار ہے جو چاہے کرے۔ [۱۸۳]

یہ دعا مستحب ہے' واجب نہیں ہے اگر امام نہ ہو تو طویل دعا مانگنا مستحب ہے۔ نمازی کو اختیار ہے اُمورِ دنیا و آخرت میں سے جو چاہے مانگے' روایات میں منقول دعائیں بھی مانگ سکتا ہے۔ اپنی طرف سے بھی مانگ سکتا ہے' مگر منقول دعائیں افضل ہیں۔

منقول دعاؤں میں کچھ خاص اسی مقام کے لیے ہیں' کچھ دیگر مقامات کے لیے ہیں۔ نماز میں افضل وہی ہیں جو خاص اسی مقام کے لیے ذکر کی گئی ہیں۔

---

[۱۸۳] سابقہ: ۱۷۳

آخری تشہد کے بعد پڑھی جانے والی منقول دعائیں

اس مقام پر کثیر دعائیں ثابت ہیں' منجملہ ایک وہ دعا ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی نمازی جب آخری تشہد سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے: (۱) دوزخ کے عذاب سے (۲) قبر کے عذاب سے (۳) زندگی اور موت کے فتنہ سے (۴) مسیح دجال کے شر سے۔

امام مسلم علیہ الرحمہ نے متعدد طرق سے یہ روایت بیان کی ہے۔

ایک روایت یوں ہے کہ تم میں سے جب کوئی نمازی تشہد پڑھے تو چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے یوں کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.

اے مولیٰ کریم! میں دوزخ کے عذاب سے' قبر کے عذاب سے' زندگی اور موت کے فتنہ سے اور فتنہ مسیح دجال کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ [۱۸۴]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی معظم ﷺ نماز میں ان الفاظ سے دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

اے اللہ کریم! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں' مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور موت و حیات کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اے اللہ تعالیٰ! میں گناہ اور تاوان سے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔ [۱۸۵]

صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو تشہد اور سلام کے درمیان ان الفاظ سے دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَسْرَفْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّىْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

اے اللہ کریم! میرے پہلے' بعد والے پوشیدہ اور اعلانیہ گناہ معاف فرما دے' جو میں نے اسراف کیا وہ بھی معاف فرما دے اور جس چیز کو تیری ذات مجھ سے زیادہ جانتی ہے' تیری ذات ہی مقدم ہے' تیری ذات ہی مؤخر ہے' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ [۱۸۶]

(یہ دعا تعلیم امت کے لیے ہے۔)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! مجھے نماز میں پڑھنے کے لیے کوئی دعا تعلیم فرمایئے' آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح دعا مانگا کرو۔

[۱۸۴] مسلم: ۵۸۸' ابوداؤد: ۹۸۳' نسائی ج ۳ ص ۵۹۸ - ج ۸ ص ۲۷۵ - ۲۷۶' سنن دارمی: ۱۳۵۰' مسند احمد ج ۲ ص ۴۷۷' شرح السنۃ للبغوی: ۶۹۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۳۷' صحیح ابن خزیمہ: ۷۲۱' صحیح ابن حبان: ۱۹۶۴' مسند ابی یعلیٰ: ۶۱۳۳' الدعا للطبرانی: ۶۲۱ - ۱۳۷۳ - ۱۳۷۴

[۱۸۵] بخاری: ۸۳۲' مسلم: ۵۸۹' ابوداؤد: ۱۵۴۳' ترمذی: ۳۴۸۹' مسند احمد ج ۶ ص ۵۷ - ۸۸ - ۲۰۷' نسائی ج ۸ ص ۲۶۲' ابن ماجہ: ۳۸۳۸' شرح السنۃ للبغوی: ۶۹۱' صحیح ابن حبان: ۱۹۹۵' مسند ابی یعلیٰ: ۴۴۷۴ - ۴۹۲۲

[۱۸۶] مسلم: ۷۷۱' ابوداؤد: ۷۶۰' ترمذی: ۳۴۱۷ - ۳۴۱۹' نسائی ج ۲ ص ۱۳۰' مسند احمد ج ۱ ص ۹۵ - ۱۰۲ - ۱۰۳' ابوداؤد الطیالسی: ۱۴۷' مسند ابی یعلیٰ: ۲۸۵ - ۵۷۴

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا، وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ، وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ.

اے مولیٰ کریم! میں نے اپنی جان پر بے پناہ ظلم کیا ہے' اور تیرے سوا گناہوں کی مغفرت کرنے والا کوئی نہیں' مجھے اپنی بارگاہِ عالیہ سے مغفرت عطا فرما' اور مجھ پر رحم فرما' بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔[١٨٧]

حدیث کے بعض الفاظ کے ضبط کا بیان

اکثر روایات میں ''ظُلْمًا کَثِیْرًا'' کا لفظ ہے اور بعض روایات میں ''کَبِیْرًا'' ہے' دونوں ہی درست ہیں' بہتر یہ ہے کہ دونوں کو ملا کر ''ظُلْمًا کَثِیْرًا کَبِیْرًا'' پڑھ لیا جائے۔

امام بخاری' امام بیہقی اور دیگر ائمہ حدیث علیہم الرحمہ نے اسی حدیث سے نماز کے آخر میں دعا پر استدلال کیا ہے جو بالکل درست ہے' کیونکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قول ''فِیْ صَلَاتِیْ'' پوری نماز کو شامل ہے جبکہ نماز میں دعا مانگنے کا مقام تو یہی (تشہد کے بعد) ہے۔

سنن ابوداؤد میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: حضور نبی معظم ﷺ نے ایک آدمی سے پوچھا: تم نماز میں کیا پڑھتے ہو؟ اس نے عرض کیا: میں تشہد پڑھ کر یہ دعا مانگتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْجَنَّۃَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ.

اے اللہ کریم! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

البتہ میں آپ کی طرح اور حضرت معاذ کی طرح اچھے طریقہ سے گنگنا نہیں سکتا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت کی طلب میں دوزخ سے پناہ مانگتے ہوئے گنگناتے رہا کرو۔

اور ہر موقع پر پڑھی جانے والی دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ الْھُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی.

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ سے درگزر اور عافیت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ کریم! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔[١٨٨]

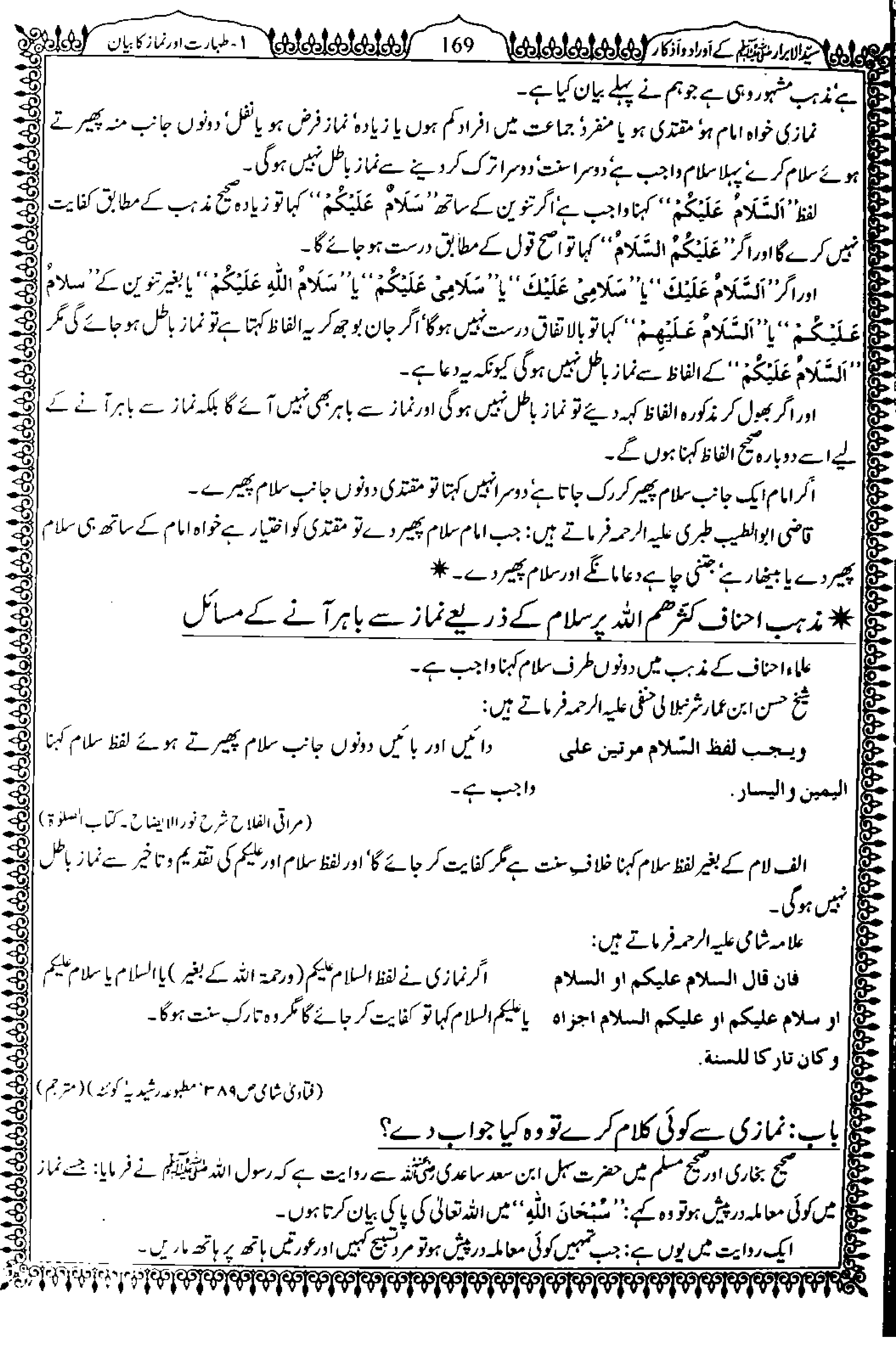
باب: نماز سے باہر آنے کے لیے سلام کا بیان

نماز سے باہر آنے کے لیے سلام پھیرنا نماز کا رکن اور فرض ہے' اس کے بغیر نماز درست نہ ہوگی۔ امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل' جمہور متقدمین اور متاخرین علماء علیہم الرحمہ کا یہی مذہب ہے اور مشہور صحیح احادیث میں اسی کی تصریح ہے۔

کامل ترین سلام یہ ہے کہ نمازی دائیں طرف منہ کرتے ہوئے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' کہے' اسی طرح بائیں جانب منہ کرتے ہوئے بھی ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ'' کہے۔ ''وَبَرَکَاتُہٗ'' کے الفاظ مستحب نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ مشہور الفاظ کے خلاف ہیں۔ اگرچہ امام ابوداؤد کی ایک روایت میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ ہمارے علماء کرام مثلاً امام الحرمین امام زاہر سرخسی علیہ الرحمہ اور امام رویانی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''حلیہ'' میں اس کو بیان کیا ہے مگر یہ شاذ

[١٨٧] بخاری: ٨٣٤۔٦٣٢٦'٧٣٨٨' مسلم: ٢٧٠٥' ترمذی: ٣٥٢٨' نسائی ج ٣ ص ٥٣' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ١٧٩' مسند احمد ج ١ ص ٤-٧' ابن ماجہ: ٣٨٣٥' مسند ابی یعلیٰ: ٣١' صحیح ابن خزیمہ: ٨٤٥' صحیح ابن حبان: ١٩٧٣' الدعا للطبرانی: ٦١٧

[١٨٨] ابوداؤد: ٧٩٢۔٧٩٣' مسند احمد ج ٣ ص ٤٧٤' ابن ماجہ: ٩١٠۔٣٨٤٧' صحیح ابن حبان: ٥١٤



ہے مذہب مشہور وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

نمازی خواہ امام ہو' مقتدی ہو یا منفرد' جماعت میں افراد کم ہوں یا زیادہ' نماز فرض ہو یا نفل' دونوں جانب منہ پھیرتے ہوئے سلام کرے' پہلا سلام واجب ہے' دوسرا سنت' دوسرا ترک کر دینے سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

لفظ ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' کہنا واجب ہے' اگر تنوین کے ساتھ ''سَلَامٌ عَلَيْكُمْ'' کہا تو زیادہ صحیح مذہب کے مطابق کفایت نہیں کرے گا اور اگر ''عَلَيْكُمُ السَّلَامُ'' کہا تو اصح قول کے مطابق درست ہو جائے گا۔

اور اگر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ'' یا ''سَلَامِيْ عَلَيْكَ'' یا ''سَلَامِيْ عَلَيْكُمْ'' یا ''سَلَامُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ'' یا بغیر تنوین کے ''سلامُ عَلَيْكُمْ'' یا ''اَلسَّلَامُ عَلَيْهِمْ'' کہا تو بالاتفاق درست نہیں ہوگا' اگر جان بوجھ کر یہ الفاظ کہتا ہے تو نماز باطل ہو جائے گی مگر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ'' کے الفاظ سے نماز باطل نہیں ہوگی کیونکہ یہ دعا ہے۔

اور اگر بھول کر مذکورہ الفاظ کہہ دیئے تو نماز باطل نہیں ہوگی اور نماز سے باہر بھی نہیں آئے گا بلکہ نماز سے باہر آنے کے لیے اسے دوبارہ صحیح الفاظ کہنا ہوں گے۔

اگر امام ایک جانب سلام پھیر کر رک جاتا ہے' دوسرا نہیں کہتا تو مقتدی دونوں جانب سلام پھیرے۔

قاضی ابوالطیب طبری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب امام سلام پھیر دے تو مقتدی کو اختیار ہے خواہ امام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے یا بیٹھا رہے' جتنی چاہے دعا مانگے اور سلام پھیر دے۔ ✷

✷ مذہب احناف کثرھم اللہ پر سلام کے ذریعے نماز سے باہر آنے کے مسائل

علماء احناف کے مذہب میں دونوں طرف سلام کہنا واجب ہے۔

شیخ حسن ابن عمار شرنبلالی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ويجب لفظ السّلام مرتين على اليمين واليسار.	دائیں اور بائیں دونوں جانب سلام پھیرتے ہوئے لفظ سلام کہنا واجب ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح۔ کتاب الصلوٰۃ)

الف لام کے بغیر لفظ سلام کہنا خلاف سنت ہے مگر کفایت کر جائے گا' اور لفظ سلام اور علیکم کی تقدیم و تاخیر سے نماز باطل نہیں ہوگی۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

فان قال السلام عليكم او السلام او سلام عليكم او عليكم السلام اجزاه وكان تاركا للسنة.	اگر نمازی نے لفظ السلام علیکم (ورحمۃ اللہ کے بغیر) یا السلام یا سلام علیکم یا علیکم السلام کہا تو کفایت کر جائے گا مگر وہ تارک سنت ہوگا۔

(فتاوی شامی ص ۳۸۹' مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ) (مترجم)

باب: نمازی سے کوئی کلام کرے تو وہ کیا جواب دے؟

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے نماز میں کوئی معاملہ درپیش ہو تو وہ کہے: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

ایک روایت میں یوں ہے: جب تمہیں کوئی معاملہ درپیش ہو تو مرد تسبیح کہیں اور عورتیں ہاتھ پر ہاتھ ماریں۔

ایک روایت اس طرح ہے: تسبیح مردوں کے لیے اور تالی بجانا عورتوں کے لیے ہے۔[۱۸۹]

باب: نماز کے بعد پڑھے جانے والے اذکار کا بیان

نماز کے بعد ذکر کے مستحب ہونے پر علماء کرام متفق ہیں اور اس بارے میں کثیر صحیح احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں' ہم کچھ اہم ترین احادیث کے اقتباسات بیان کرتے ہیں۔

سنن ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کیا گیا: کون سی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۹۰]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں تکبیر سن کر رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام معلوم کرلیا کرتا تھا۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں ''کُنَّا'' کا لفظ ہے یعنی ہم معلوم کرلیا کرتے تھے۔

صحیحین کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہوتے تو بآوازِ بلند ذکر کیا کرتے تھے' اور میں ان کی آواز سن کر جان لیتا کہ وہ نماز سے فارغ ہوچکے ہیں۔[۱۹۱]

صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے' پھر یہ کلمات کہتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ.	اے اللہ کریم! تیری ذات سلام ہے' تیری طرف سے سلام ہے' اے بزرگی اور اکرام والے! تیری ذات بابرکت ہے۔

اس حدیث مبارک کے ایک راوی امام اوزاعی علیہ الرحمہ سے کسی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کیسے کی جائے؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ ' اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ.	میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔[۱۹۲]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوجاتے تو یہ ذکر کرتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ'	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے' اے مولا کریم! جو تو عطا فرمادے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روک لے

[۱۸۹] بخاری: ۶۸۴' مسلم: ۴۲۱' ابوداؤد: ۹۴۰۔ ۹۴۲' نسائی ج ۲ ص ۷۷۔ ۷۸۔ ج ۸ ص ۲۴۳۔ ۲۴۴' ابن ماجہ: ۱۰۳۴' سنن دارمی: ۱۴۷۱' صحیح ابن خزیمہ: ۱۶۲۳' موطأ ج ۱ ص ۱۳۶۔ ۱۳۷' مسند ابویعلیٰ: ۷۵۱۳

[۱۹۰] ترمذی: ۳۴۹۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۸' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲۳۱' نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۳۲

[۱۹۱] بخاری: ۸۴۱۔ ۸۴۲' مسلم: ۵۸۳' ابوداؤد: ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳' نسائی ج ۳ ص ۶۷' مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۲۔ ۳۶۷' مسند ابویعلیٰ: ۲۳۹۲

[۱۹۲] مسلم: ۵۹۱' ابوداؤد: ۱۵۱۳' ترمذی: ۳۰۰' نسائی ج ۳ ص ۶۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۳۹' سنن دارمی: ۱۳۵۵' مسند احمد ج ۵ ص ۲۷۵۔ ۲۷۹' ابن ماجہ: ۹۲۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۸۳' صحیح ابن خزیمہ: ۷۳۷۔ ۷۳۸' الدعا للطبرانی: ۶۴۹' صحیح ابن حبان: ۲۰۰۰' مسند ابویعلیٰ: ۴۷۲۰

وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ۔ وہ دے کوئی نہیں سکتا' اور تیرے مقابلہ میں کسی کی جدوجہد مفید نہیں ہو سکتی۔ [۱۹۳]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ سلام پھیر کر ہر نماز کے بعد ان کلمات سے ذکر کیا کرتے تھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور اسی کے لیے حمد ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے' نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر متصور نہیں ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں' نعمتیں اور فضل اسی کا ہے' ہر اچھی تعریف اسی کی ہے' (ہم اقرار کرتے ہیں کہ) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر پسند نہ کریں۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان مذکورہ کلمات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ [۱۹۴]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فقراء مہاجرین رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ دولت مند بلند درجات اور دائمی نعمتیں حاصل کر گئے' وہ نماز' روزہ تو ہمارے جیسا کرتے ہیں لیکن انہیں مالی فضیلت حاصل ہے جس کے ذریعے وہ حج' عمرے' جہاد اور صدقات وخیرات کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیز نہ سکھا دوں جس کے ذریعے تم سبقت لے جانے والوں تک رسائی حاصل کر لو اور بعد والوں سے سبقت لے جاؤ اور جب تک کوئی آدمی تم جیسا وظیفہ نہیں کرے گا تم سے افضل نہیں ہو سکتا۔ عرض کیا: کیوں نہیں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح' تحمید اور تکبیر کہہ لیا کرو۔

ابوصالح راوی بیان کرتے ہیں: جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس ذکر کا طریقہ دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور ان میں سے ہر ایک تینتیس مرتبہ ہونا چاہیے۔ [۱۹۵]

صحیح مسلم میں حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یکے بعد دیگرے پڑھے جانے والے کچھ کلمات ایسے ہیں جنہیں پڑھنے والا یا ادا کرنے والا خسارے میں نہیں رہ سکتا۔ وہ ہر فرض نماز کے بعد تینتیس مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' تینتیس مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' اور چونتیس مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' ہے۔ [۱۹۶]

---

[۱۹۳] بخاری: ۸۴۴' مسلم: ۵۹۳' ابوداؤد: ۱۵۰۵' نسائی ج ۳ ص ۷۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۳۰' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۱۵' مسند احمد ج ۴ ص ۲۴۵_۲۴۷_۲۵۰_۲۵۴' سنن دارمی: ۱۳۵۶' الدعا للطبرانی: ۶۸۴_۷۰۴' جامع الاصول: ۲۱۹۴

[۱۹۴] مسلم: ۵۹۴' ابوداؤد: ۱۵۰۶' نسائی ج ۳ ص ۷۰' مسند احمد ج ۴ ص ۴_۵' صحیح ابن خزیمہ: ۷۴۰' صحیح ابن حبان: ۲۰۰۶' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۳۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۸۵' شرح السنہ للبغوی: ۷۱۶' الدعا للطبرانی: ۶۸۱' مسند ابویعلیٰ: ۶۸۱۰

[۱۹۵] بخاری: ۸۴۳_۶۳۲۹' مسلم: ۵۹۵' موطا ج ۱ ص ۲۰۹' ابوداؤد: ۱۵۰۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۴۶' سنن دارمی: ۱۳۶۰' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۸' صحیح ابن خزیمہ: ۷۴۹' شرح السنہ للبغوی: ۷۲۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۸۶' صحیح ابن حبان: ۲۰۱۱' الدعا للطبرانی: ۷۲۰_۷۲۲

[۱۹۶] مسلم: ۵۹۶' ترمذی: ۳۴۰۹' نسائی ج ۳ ص ۷۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۵۵_۱۵۶' الادب المفرد للبخاری: ۶۲۲' المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۵۹_۲۶۵_ج ۱۹' شعب الایمان للبیہقی: ۶۱۳' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۲۸' صحیح ابن حبان: ۲۰۱۶

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' تینتیس مرتبہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' تینتیس مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' اور سو کا عدد مکمل کرتے ہوئے یہ کلمات کہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے، ہر حمد اسی کی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔[۱۹۷]

صحیح بخاری، کتاب الجہاد کے آغاز میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے بعد ان کلمات سے تعوذ پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَاَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ تعالیٰ! میں بزدلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں بڑھاپے سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں دنیا کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔[۱۹۸]

سنن ابوداؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم شفیع معظم ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں یا عادتیں ایسی ہیں جو بھی بندۂ مؤمن ان کی حفاظت کرے گا، ضرور جنت میں داخل ہوگا، وہ بہت آسان ہیں مگر ان پر عمل پیرا ہونے والے بہت کم ہیں، ایک یہ کہ ہر نماز کے بعد دس مرتبہ ''سبحان اللّٰه'' دس مرتبہ ''الحمد للّٰه'' اور دس مرتبہ ''اللّٰه اکبر'' کہے تو یہ ایک دن میں زبان سے ایک سو پچاس ادا ہوں گی جبکہ میزان میں پندرہ سو تک پہنچ جائیں گی۔

دوسری یہ کہ سونے سے قبل چونتیس مرتبہ ''اللّٰه اکبر'' تینتیس مرتبہ ''الحمد للّٰه'' اور تینتیس مرتبہ ''سبحان اللّٰه'' کہے، اس طرح زبان سے تو ایک سو کی ادائیگی ہو گی جبکہ میزان میں ایک ہزار ہو جائیں گی۔ راوی فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کو اپنے دست اقدس سے تسبیحات شمار کرتے ہوئے میں نے خود دیکھا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آسان کیسے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے والے تعداد میں کم کیوں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سونے کے وقت تم میں سے کسی ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور تسبیحات کا وظیفہ کرنے سے پہلے ہی اس کو سلا دیتا ہے اور نماز میں آ کر وظیفہ سے قبل کوئی ضروری کام یاد دلا دیتا ہے۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے مگر اس میں ایک راوی عطاء ابن سائب ہے جس کے اختلاط کی وجہ سے اس میں اختلاف ہے۔

حضرت ایوب سختیانی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے۔[۱۹۹]

سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور دیگر کتب میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے

[۱۹۷] مسلم: ۵۹۷، مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۱ ـ ۴۸۳، موطا ج ۱ ص ۱۹۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۴۲ ـ ۱۴۳، صحیح ابن حبان: ۲۰۱۰، مسند ابی یعلیٰ: ۵۹ ۶۳ ـ ۶۲ ۶۳، صحیح ابن خزیمہ: ۷۵۰، الدعا للطبرانی: ۷۱۶ ـ ۷۱۹

[۱۹۸] بخاری: ۲۸۲۲، ترمذی: ۳۵۶۲، نسائی ج ۸ ص ۲۵۶ ـ ۲۶۶، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۳۱ ـ ۱۳۲، مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۳ ـ ۱۸۶، صحیح ابن خزیمہ: ۷۴۶، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۱۸۸ ـ ۱۸۹، الدعا للطبرانی: ۶۶۱، صحیح ابن حبان: ۱۰۰۰ ـ ۱۰۰۴

[۱۹۹] ابوداؤد: ۵۰۶۵، ترمذی: ۳۴۰۷، نسائی ج ۳ ص ۷۴ ـ ۷۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۱۹، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۰ ـ ۲۰۵، ابن ماجہ: ۹۲۶، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۴۱، الدعا للطبرانی: ۷۲۶ ـ ۷۲۷، مصنف عبدالرزاق: ۳۱۸۹ ـ ۳۱۹۰، شعب الایمان للبیہقی: ۶۱۳، صحیح ابن حبان: ۲۳۴۳

رسول اللہ ﷺ نے ہر نماز کے بعد معوذتین (سورۂ فلق اور سورۂ ناس) پڑھنے کا حکم فرمایا۔ سنن ابوداؤد کی روایت میں ''معوّذات'' کا لفظ ہے۔[۲۰۰]

لہٰذا نماز کے بعد سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھنی چاہئیں۔

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں صحیح سند کے ساتھ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! بخدا! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں' پھر فرمایا: اے معاذ! میں تجھے چند کلمات کی وصیت کرتا ہوں' نماز کے بعد ان کو ترک مت کرنا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

اے اللہ کریم! اپنے ذکر اور شکر اور بطریق احسن اپنی عبادت کی مجھے توفیق عطا فرما۔[۲۰۱]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ والیٔ کونین ﷺ جب نماز مکمل فرما لیتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنی جبین اقدس پر پھیرتے' پھر یہ کلمات فرماتے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ' اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ رحمٰن و رحیم کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' اے اللہ تعالیٰ! میری پریشانی اور غم دور فرما![۲۰۲]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ کسی فرض یا نفل نماز کے بعد جب بھی میں سرورِ دو عالم ﷺ کے قریب ہوا' میں نے آپ کو یہ کلمات پڑھتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَخَطَايَايَ كُلَّهَا' اَللّٰهُمَّ اَنْعِشْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ' وَاهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ' اِنَّهٗ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ.

اے پروردگارِ عالم! میرے تمام تر گناہ اور خطائیں معاف فرما دے' اے اللہ کریم! میرا مرتبہ بلند فرما! مجھے بے نیاز فرما! اچھے اعمال و اخلاق کی ہدایت عطا فرما! تیرے سوا اعمالِ صالحہ کی ہدایت اور بُرے اعمال سے اعراض کی توفیق دینے والا کوئی نہیں۔[۲۰۳]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو سلام پھیرنے سے پہلے یا بعد (راوی کو شک ہے) حسب ذیل آیاتِ مبارکہ کا وظیفہ فرماتے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝

تیرا پروردگار مالکِ عزت ان (نامناسب) باتوں سے پاک ہے جو وہ کیا کرتے ہیں ۝ اور رسولوں پر سلام ہو ۝ اور تمام تعریفیں تمام جہانوں کو پالنے والے کے لیے ہیں ۝[۲۰۴]

(صٰفّٰت: ۱۸۰-۱۸۲)

---

[۲۰۰] ابوداؤد:۱۵۲۳' ترمذی:۲۹۰۳' نسائی ج ۸ ص ۲۵۱-۲۵۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۸۹۹' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۲۲' مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۴-۱۴۶-۱۴۸-۱۴۹-۱۵۱-۲۰۴' سنن داری:۳۴۴۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۹۴-۳۹۵' شعب الایمان للبیہقی:۲۵۶۵' صحیح ابن حبان:۱۷۷۶-۲۳۴۷' حاکم ج ۱ ص ۲۵۳-ج ۲ ص ۵۴۰' مسند ابی یعلیٰ:۱۷۳۴-۱۷۳۵' الدعا للطبرانی:۶۷۷' صحیح ابوداؤد:۱۳۴۸

[۲۰۱] ابوداؤد:۱۵۲۲' نسائی ج ۳ ص ۵۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۱۰۹' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۱۸' مسند احمد ج ۵ ص ۲۴۵-۲۴۷' المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۱۱۰' حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۲۴۱' شعب الایمان للبیہقی:۴۰۱۰' الدعا للطبرانی:۶۵۴' صحیح ابن خزیمہ:۷۵۱' صحیح ابن حبان:۲۳۴۵' حاکم ج ۱ ص ۲۷۳

[۲۰۲] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۱۲' الدعا للطبرانی:۶۵۹' المعجم الاوسط للطبرانی:۲۵۲۰' بزار:۳۱۰۰' الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۱۶۰۰

[۲۰۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۱۶' المعجم الکبیر للطبرانی:۷۸۹۳

[۲۰۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۱۹' عبد بن حمید:۹۵۴' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۰۳' الدعا للطبرانی:۶۵۱' ابوداؤد والطیالسی:۲۷۸۴' ابویعلیٰ:۱۱۱۸' نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۹۰

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نماز سے فارغ ہو کر بارگاہِ رب العزت میں یوں دعا گو ہوتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ اٰخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ، وَاجْعَلْ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ لِقَائِكَ.

پروردگارِ عالم! میری عمر کا آخری حصہ بہترین بنا' خاتمہ بالخیر فرما اور تیری ملاقات کا دن میری زندگی کا بہترین دن ہو۔[۲۰۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْکُفْرِ، وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

اے اللہ کریم! میں کفر' فقر اور عذابِ قبر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ [۲۰۶]

کتاب ابن السنی میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت فُضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء سے آغاز کرے' پھر نبی مکرم ﷺ پر درود شریف پڑھے' بعد ازاں جو چاہے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے۔[۲۰۷]

باب: نمازِ فجر کے بعد ذکرِ الٰہی کی ترغیب کا بیان

دن میں ذکر کا افضل ترین وقت نمازِ فجر کے بعد ہے۔

سنن ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نمازِ فجر باجماعت ادا کی' پھر سورج طلوع ہونے تک بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا' پھر (ارتفاعِ شمس کے بعد) اس نے دو رکعت نماز پڑھی تو اس کے لیے کامل واکمل حج اور عمرہ کا ثواب ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۲۰۸]

سنن ترمذی اور دیگر کتب احادیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے نمازِ فجر کے بعد درآں حالیکہ اس نے اپنے پاؤں سمیٹے ہوئے تھے' کسی کے ساتھ کلام کرنے سے قبل درج ذیل کلمات دس مرتبہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں' اسی کی بادشاہی ہے' اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں' وہ زندگی اور موت دیتا ہے' وہ ہر شے پر قادر ہے۔

تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور سارا دن ہر مکروہ چیز سے محفوظ رہے گا' شیطان سے بھی بچا رہے گا اور شرک کے علاوہ کوئی گناہ اس کے لیے نقصان دہ نہیں ہو گا۔

---

[۲۰۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۲۱' المعجم الاوسط للطبرانی: ۹۴۰۷' نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۹۲

[۲۰۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۱۱' مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۔ ۴۴' ابوداؤد: ۵۰۹۰' نسائی ج ۳ ص ۷۳۔ ۷۴۔ ج ۸ ص ۲۶۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۲' نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۹۴

[۲۰۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۱۳' ابوداؤد: ۱۴۸۱' ترمذی: ۳۴۷۳۔ ۳۴۷۵' نسائی ج ۳ ص ۴۴' مسند احمد ج ۶ ص ۱۸' صحیح ابن خزیمہ: ۷۰۹' صحیح ابن حبان: ۱۹۶۰' حاکم ج ۱ ص ۲۳۰۔ ۲۶۸' نتائج الافکار ج ۲ ص ۲۹۶۔ ۳۰۱

[۲۰۸] ترمذی: ۵۸۶' صحیح ترمذی: ۴۸۰' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۰۱۔ ۳۰۴

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور بعض نسخوں میں حسن صحیح کے الفاظ ہیں۔[۲۰۹]

سنن ابوداؤد میں حضرت مسلم ابن حارث تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں سرگوشی فرمائی' آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز مغرب سے فارغ ہو جاؤ تو سات مرتبہ یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ. اے مولا کریم! مجھے آگ سے بچا لے۔

جب تم نے یہ وظیفہ کر لیا پھر اسی رات تمہارا وصال ہو گیا تو تمہارے لیے آگ سے پناہ لکھ دی جائے گی۔

اور اگر صبح کو تم نے یہ کلمات پڑھے پھر اسی روز تم وفات پا گئے تو تمہارے لیے آگ سے پناہ لکھ دی جائے گی۔[۲۱۰]

مسند امام احمد' سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز فجر ادا فرما لیتے تو اس طرح دعا گو ہوتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا. اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ سے ایسا علم جو نفع بخش ہو' ایسا عمل جو لائق قبولیت ہو اور پاکیزہ رزق کا سوال کرتا ہوں۔[۲۱۱]

کتاب ابن السنی میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر کے بعد اپنے مبارک لبوں کو ہلا رہے تھے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! آپ کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اُحَاوِلُ وَبِكَ اُصَاوِلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ. اے اللہ کریم! میں تیرے ساتھ ارادہ کرتا ہوں' تیری قوت سے حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری مدد سے جہاد کرتا ہوں۔[۲۱۲]

ذکر کردہ احادیث مبارکہ کے ہم معنی اور بہت سی احادیث موجود ہیں' آئندہ صبح کے اذکار کے باب میں ان کا ایسا بیان ہو گا جس سے آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

ابومحمد بغوی علیہ الرحمہ نے شرح السنہ میں روایت کیا ہے کہ حضرت علقمہ بن قیس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ نماز فجر کے بعد عالم دین کے سو جانے سے زمین اللہ رب العزت کی بارگاہ میں چلا اٹھتی ہے۔ واللہ اعلم![۲۱۳]

باب: صبح اور شام کو کون سے اذکار پڑھے جائیں گے؟

یہ باب بہت وسیع ہے اور کتاب میں اس سے زیادہ وسعت پر مشتمل کوئی باب نہیں ہے۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ اختصار سے اس کا ذکر کروں گا' جس کو تمام اذکار پڑھنا نصیب ہو گئے' اس پر اللہ تعالیٰ کا انعام اور فضل ہے اور اس کے لیے خوش خبری ہے اور جو سارے نہ پڑھ سکے' وہ اختصار کر لے اگرچہ ایک ذکر ہو۔

اس باب کی اصل قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کے حسب ذیل فرامین ہیں:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے رہیے' طلوع آفتاب سے

---

[۲۰۹] ترمذی: ۳۴۷۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۲۷' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۰۳-۳۰۹' ضعیف ترمذی: ۶۸۸

[۲۱۰] ابوداؤد: ۵۰۸۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۱۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۳۹' الدعاء للطبرانی: ۶۶۵' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۱۰-۳۱۲' تخریج الموارد: ۲۳۴۶' الاحادیث الضعیفہ: ۱۶۲۴

[۲۱۱] مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۴-۳۰۵-۳۲۲' ابن ماجہ: ۹۲۵-۷۵۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۴-۱۱۰' مصنف عبدالرزاق: ۳۱۹۱' ابوداؤد الطیالسی: ۴۸۰' الکبیر للطبرانی: ۶۸۶-ج ۲۴' الدعاء للطبرانی: ۶۶۹-۶۷۱-۶۷۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۳۴' مسند ابی یعلیٰ: ۶۹۳۰-۶۹۵۰-۶۹۹۷

[۲۱۲] مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۲-۳۳۳' المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۳۱۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۱۷' الدعاء للطبرانی: ۶۶۴

[۲۱۳] شرح السنہ ج ۳ ص ۲۲۲' الفتوحات الربانیہ ج ۳ ص ۷۱-۷۲

الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. (طٰہٰ:۱۳۰)
قبل اور غروب آفتاب سے قبل۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ. (غافر:۵۵)
اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح اور شام تسبیح کیجئے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ. (الاعراف:۲۰۵)
اور اپنے رب کو اپنے دل میں خوف اور عاجزی کے ساتھ یاد کرو اور زبان سے آواز بلند کیے بغیر صبح اور شام کو یاد کرو۔

آیت مبارکہ کے لفظ ''اصال'' کی لغوی تحقیق

اہل لغت فرماتے ہیں: ''اصال'' ''اَصِيْلٌ'' کی جمع ہے۔ عصر اور مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔ انتہیٰ

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ. (الانعام:۵۲)
اور ان کو دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں درآں حالیکہ وہ اسی کی رضاجوئی کرتے ہیں۔

آیت مبارکہ کے لفظ ''عَشِيّ'' کا لغوی معنیٰ

اہل لغت فرماتے ہیں: ''اَلْعَشِيّ'' سورج کے زوال اور غروب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔ انتہیٰ

فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ. (النور:۳۶-۳۷)
جن گھروں کے بلند کیے جانے اور ان میں اس کا نام ذکر کیے جانے کا اللہ نے حکم دیا ہے ان میں صبح اور شام اس کی تسبیح کرتے ہیں○ وہ مرد جن کو تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ. (ص:۱۸)
ہم نے پہاڑوں کو ان کے تابع کر دیا تھا کہ وہ شام کو اور دن چڑھے ان کے ساتھ تسبیح پڑھیں۔

صحیح بخاری میں حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''سیّد الاستغفار'' اس طرح ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ.
اے اللہ کریم! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تو میرا خالق ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں حتی الامکان تیرے عہد و پیمان پر قائم ہوں، تیری نعمتوں کا اعتراف اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، میری مغفرت فرما، بے شک گناہوں کو بخشنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں، تیری مخلوق کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ [۲۱۴]

---

[۲۱۴] بخاری:۶۳۰۶-۶۳۲۳، الادب المفرد للبخاری:۶۱۷، ترمذی:۳۳۹۰، نسائی ج ۸ ص ۲۷۹، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۱۹-۴۶۳-۵۸۰، مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۲-۱۲۵، المعجم الکبیر للطبرانی:۷۱۷۳-۷۱۸۷-۷۱۸۹، الدعا للطبرانی:۳۱۲-۳۱۵-۳۱۶، صحیح ابن حبان:۹۲۸-۹۲۹، شرح السنۃ للبغوی:۱۳۰۸، شعب الایمان للبیہقی:۶۶۷

اگر یہ وظیفہ شام کو پڑھا اور فوت ہو گیا تو جنت میں جائے گا اور اگر بوقتِ صبح یہ وظیفہ کیا' پھر اسی روز اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا تو بھی جنت میں جائے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح و شام سو مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ. اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

روزِ محشر ان کلمات کا وظیفہ کرنے والے سے افضل کوئی نہ ہوگا سوائے اس آدمی کے جو اس کے برابر یا زیادہ وظیفہ کرے گا۔

امام ابوداؤد کی روایت میں یہ کلمات ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ. اللہ تعالیٰ عظمت والے کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

[۲۱۵]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی اور دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن خُبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ایک رات بارش اور سخت تاریکی میں ہم حضور نبی مکرم ﷺ کی تلاش میں نکلے تاکہ آپ ہمیں نماز پڑھائیں ہم نے آپ کو پالیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کہو! مگر میں خاموش رہا' پھر فرمایا: کہو! میں پھر خاموش رہا' پھر فرمایا: کہو! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! میں کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: صبح' شام تین تین دفعہ سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھا کرو' تمہاری ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ [۲۱۶]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم شفیع معظم ﷺ صبح کے وقت ان کلمات کا وظیفہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَبِكَ نَمُوْتُ' وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ. اے اللہ کریم! ہم تیرے فضل سے صبح و شام کرتے ہیں' ہماری موت و حیات تیری طرف سے ہے' اور روزِ محشر تیری بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے۔

اور شام کے وقت ان کلمات کا ورد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا' وَبِكَ نَحْيَا' وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ. الٰہی! ہماری شام اور صبح تیرے کرم سے ہے' ہماری حیات و موت تیری طرف سے ہے اور قیامت میں تیری بارگاہ میں حاضری ہوگی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ [۲۱۷]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ جب سفر میں ہوتے تو سحری کے وقت یوں دعا گو ہوتے:

---

[۲۱۵] مسلم: ۲۶۹۲' بخاری: ۶۴۰۵' ابوداؤد: ۵۰۹۱' ترمذی: ۳۴۶۶' مسند احمد ج ۲ ص ۵۱۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۶۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۴' ابن ماجہ: ۳۸۱۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۹۰' شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۶۲' صحیح ابن حبان: ۸۲۶-۸۵۶-۸۵۷' حاکم ج ۱ ص ۵۱۸' الدعا للطبرانی: ۳۲۶

[۲۱۶] ابوداؤد: ۵۰۸۲' ترمذی: ۳۵۷۰' نسائی ج ۸ ص ۲۵۰' زیادات المسند ج ۵ ص ۳۱۲' عبد بن حمید: ۴۹۴' صحیح ابوداؤد: ۴۲۴۱

[۲۱۷] ابوداؤد: ۵۰۶۸' ترمذی: ۳۳۸۸' ابن ماجہ: ۳۸۶۸' الادب المفرد للبخاری: ۱۱۹۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸-۵۶۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۵' مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۴-۵۲۲' الدعا للطبرانی: ۲۹۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۴۴' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۴' الاحادیث الصحیحہ: ۲۶۲-۲۶۳

سَمَّعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا.

ہم سے اللہ تعالیٰ کی حمد سننے والا دوسروں کو سنا دے کہ ہم اس کی نعمتوں اور عمدہ آزمائش پر اس کی حمد وثناء کرتے ہیں' اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنا قرب عطا فرما اور ہم پر فضل فرما!

آپ ﷺ آگ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہوئے یہ دعا فرماتے۔[۲۱۸]

حدیث الباب کے لفظ ''سَمَّعَ'' کے معنی میں قاضی عیاض اور امام خطابی کی تصریح

حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمہ' صاحب مطالع اور دیگر علماء کے نزدیک لفظ ''سَمَّعَ'' میم کی تشدید اور فتحہ سے پڑھا جائے گا' مفہوم ہے: ہماری بات سننے والا دوسرے تک پہنچا دے۔ اس میں سحری کے وقت ذکر و دعا پر تنبیہ ہے۔

امام خطابی و دیگر علماء علیہم الرحمہ اس کو (سَمِعَ) میم کی تخفیف اور کسرہ سے پڑھتے ہیں اور ''سَمِعَ سَامِعٌ'' کا معنی بیان کرتے ہیں: گواہی دینے والا گواہی دے دے۔ اور اس لفظ سے مراد یہ ہے کہ سننے والا سن لے اور گواہی دینے والا گواہی دے دے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور عمدہ آزمائش پر اس کی حمد وثناء کرتے ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شام کے وقت سرور کونین ﷺ ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے:

اَمْسَيْنَا وَاَمْسٰى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ.

ہم نے شام کی' (سدا) بادشاہی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔

راوی کہتے ہیں: میرے خیال میں آپ ﷺ نے یہ کلمات بھی پڑھے تھے:

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابٍ فِي النَّارِ وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ.

ملک اسی کا ہے' حمد اسی کے لیے ہے' وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے' پروردگار! میں تیری بارگاہ سے اس رات کی بھلائی اور اس کے بعد کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس رات کے شر اور اس کے مابعد کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' پروردگارِ عالم! میں سستی' بڑھاپے اور بڑھاپے کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں' میرے خالق و مالک! میں آگ اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

آپ ﷺ صبح کے وقت ان کلمات کا اضافہ بھی فرما لیتے:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ.

ہم نے صبح کی اور ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے۔[۲۱۹]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! رات کو مجھے بچھو نے کاٹ لیا ہے' جس سے میں تکلیف میں ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تم نے رات کو یہ کلمات پڑھے ہوتے:

[۲۱۸] مسلم:۱۸:۲۷' ابوداؤد:۵۰۸۶' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۵۳۶' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۵۱۴' حاکم ج ۱ ص ۴۴۶

[۲۱۹] مسلم:۲۷۲۳' ابوداؤد:۵۰۷۱' ترمذی:۳۳۸۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۲۳۔ ۲۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۵۱۴' مسند احمد ج ۱ ص ۴۴۰' مصنف ابن ابی شیبہ

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَO	میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اس کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں آتا ہوںO

تو بچھو تجھے نقصان نہ دیتا۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خولہ بنت حکیم کی حدیث کے متصل اس کو بیان کیا ہے۔

کتاب ابن السنی کی روایت اس طرح ہے: جس نے تین بار یہ کہا:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.	میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے اس کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

تو اسے کوئی شے نقصان نہیں دے گی۔[۲۲۰]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب میں عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ ﷺ! مجھے ایسے کلمات ارشاد فرمایئے جن کو میں صبح و شام پڑھ لیا کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهٗ. اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهٖ.	اے اللہ تعالیٰ! اے خالقِ ارض و سماء! اے دانائے سِرّ ونہاں! ہر چیز کے پروردگار و مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: صبح و شام اور اپنے بستر پر لیٹتے ہوئے یہ کلمات پڑھ لیا کرو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۲۲۱]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمیں کوئی وظیفہ ارشاد فرمائیں جو ہم صبح و شام اور بستر پر لیٹتے ہوئے پڑھ لیا کریں پھر انہوں نے مذکورہ روایت بیان کی اور لفظ ''شِرْكِهٖ'' کے بعد ان کلمات کا اضافہ کیا:

وَاَنْ نَقْتَرِفَ سُوْءً ا عَلٰى اَنْفُسِنَا اَوْ نَجُرَّهٗ اِلٰى مُسْلِمٍ.	اور گناہوں کے ارتکاب یا کسی مسلمان پر تہمت زنی سے ہم تیری پناہ چاہتے ہیں۔[۲۲۱م]

حدیث کے لفظ ''شرکہ'' کے ضبط اور معانی کا بیان

لفظ ''شرکہ'' کو دو طریقوں سے روایت کیا گیا ہے، زیادہ ظاہر اور مشہور طریقہ یہ ہے کہ شین کے کسرہ اور را کے سکون سے پڑھا جائے۔ معنی ہوگا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کی شیطان جو دعوت دیتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے، میں اس سے اللہ تعالیٰ کی

ج ۱۰ ص ۲۳۸، صحیح ابن حبان: ۹۵۹، الدعا للطبرانی: ۳۴۱-۳۴۲

[۲۲۰] مسلم: ۲۷۰۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰-۳۸۵، ابن ماجہ: ۳۵۱۸، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۸۵-۵۹۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۱۲، صحیح ابن حبان: ۱۰۱۶-۱۰۱۷، الدعا للطبرانی: ۳۴۶-۳۵۲

[۲۲۱] ابوداؤد: ۵۰۶۷، ترمذی: ۳۳۸۹، الادب المفرد للبخاری: ۱۲۰۲-۱۲۰۳، سنن دارمی: ۲۲۹۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۷، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۱-۵۶۷-۷۹۵، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۵-۷۴۳، الدعا للطبرانی: ۲۸۹، ابوداؤد الطیالسی: ۱۲۴۱، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۳۷، صحیح ابن حبان: ۲۳۴۹، حاکم ج ۱ ص ۵۱۳

[۲۲۱م] ابوداؤد: ۵۰۸۳، المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۴۵۰، الدعا للطبرانی: ۲۸۹، الادب المفرد للبخاری: ۱۲۰۴

پناہ چاہتا ہوں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ ''شرکہ'' کو شین اور را کے فتحہ سے پڑھا جائے' معنی ہوگا: شیطان کی رسیاں اور پھندے۔ لفظ ''شَرَكٌ'' کا واحد ''شَرَكَةٌ'' آتا ہے۔

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی صبح و شام تین تین دفعہ یہ کلمات پڑھ لیتا ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ.

اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے آغاز کرتا ہوں' وہ ذات جس کے نام پاک کی برکت سے زمین و آسمان میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ ذاتِ پاک سننے اور جاننے والی ہے۔

تو کوئی شے اسے نقصان نہیں دے سکتی۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ یہ سنن ترمذی کے الفاظ تھے۔ سنن ابوداؤد کی روایت اس طرح ہے: وہ اچانک نازل ہونے والی مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔ [۲۲۲]

سنن ترمذی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے شام کے وقت ان کلمات کا وظیفہ کیا:

رَضِیْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا.

میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہوگیا۔

تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو راضی فرمائے گا۔ [۲۲۳]

نوٹ: اس حدیث کی سند میں ایک راوی سعید ابن مرزبان ابوسعید بقال کوفی ہیں' جو حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہ کے غلام ہیں اور حفاظِ حدیث کے نزدیک بالاتفاق ضعیف ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس طریق سے یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔ ممکن ہے کسی اور سند سے ان کے نزدیک یہ حدیث صحیح ہو۔

امام ابوداؤد اور امام نسائی نے جید اسانید سے حضور نبی معظم ﷺ کے ایک خادم سے انہیں الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے' الحمد للہ! اصل حدیث ثابت ہوگئی۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں بخاری و مسلم کے حوالے سے اس حدیث کو نقل کیا اور فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں ''وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا'' کے الفاظ ہیں اور سنن ترمذی میں ''رَسُوْلًا'' کی جگہ ''نَبِیًّا'' کا لفظ ہے۔ مستحب یہ ہے کہ آدمی دونوں کو جمع کرتے ہوئے ''وَبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّرَسُوْلًا'' پڑھ لے اور اگر کسی ایک پر اکتفاء کیا تو حدیث پر عمل ہو جائے گا۔

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ جسے امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے ضعیف قرار نہیں دیا' حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے صبح و شام ان کلمات کا ایک دفعہ ورد کیا:

---

[۲۲۲] ابوداؤد: ۵۰۸۸-۵۰۸۹' ترمذی: ۳۳۸۵' مسند احمد ج ۱ ص ۶۲-۶۳' الادب المفرد للبخاری: ۶۶۰' ابن ماجہ: ۳۸۶۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۵-۱۶-۳۴۶' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۴' الدعا للطبرانی: ۳۱۷' ابوداؤد الطیالسی: ۱۲۲۲' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۲۶' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۲' حاکم ج ۱ ص ۵۱۴' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۴۷-۳۵۱

[۲۲۳] ترمذی: ۳۳۸۶' الدعا للطبرانی: ۳۰۴' ضعیف ترمذی: ۶۷۲

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اُشْھِدُكَ وَاُشْھِدُ حَمَلَةَ عَرْشِكَ وَمَلَآئِكَتَكَ وَجَمِيْعَ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ.

اے اللہ کریم! میں صبح سویرے تیری ذات پاک، تیرا عرش اٹھانے والے، جمیع ملائکہ اور ساری مخلوق کو گواہ بناتا ہوں کہ تو ہی معبودِ برحق ہے، تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور بلاشبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے عبدِ خاص اور رسول ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کا ایک چوتھائی جہنم سے آزاد فرمادے گا، جس نے دو مرتبہ ان کلمات کا ورد کیا، اللہ تعالیٰ اس کا نصف جہنم سے آزاد فرمادے گا اور جس نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کا تین چوتھائی جہنم سے آزاد فرمائے گا اور جس نے چار مرتبہ ان کلمات کو پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ اسے مکمل طور پر جہنم سے آزاد فرمادے گا۔[۲۲۴]

سنن ابوداؤد میں جید غیر ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن غنام بیاضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے صبح کے وقت ان کلمات کا وظیفہ کیا:

اَللّٰھُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.

اے اللہ کریم! آج صبح مجھے ملنے والی نعمتیں تیری ہی عطا سے ہیں، تیری ذات یکتا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں، حمد اور شکر تیرے ہی لیے ہے۔

اس نے اس دن کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھے، اس نے اس رات کا شکر ادا کر دیا۔[۲۲۵]

سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح اور شام کے وقت ان دعاؤں کو کبھی ترک نہ فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَافِيَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ، اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِیْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِیْ، اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ بَيْنِ يَدَیَّ وَمِنْ خَلْفِیْ وَعَنْ يَّمِيْنِیْ وَعَنْ شِمَالِیْ وَمِنْ فَوْقِیْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِیْ.

اے مولا کریم! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ تعالیٰ! میں تجھ سے درگزر کرنے اور اپنے دین و دنیا، اہل خانہ اور مال و اسباب میں عافیت کا طلب گار ہوں، اللہ کریم! مجھے شرم گاہ ڈھانپ کر رکھنے کی توفیق عطا فرما! خوف کے حملوں سے امن عطا فرما! اے اللہ تعالیٰ! میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اور اوپر سے میری حفاظت فرما! اور میں زمین میں دھنسا دیئے جانے سے تیری عظمت کے توسل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔[۲۲۶]

---

[۲۲۴] نتائج الافکار ج۲ ص۳۵۷، ابوداؤد:۵۰۶۹، ترمذی:۳۳۹۵، الادب المفرد للبخاری:۱۲۰۱، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۹۔۱۰، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۶۹، المعجم الکبیر للطبرانی:۶۰۶۱۔۶۰۶۲، الدعا للطبرانی:۲۹۷۔۳۰۰، ضعیف ابوداؤد:۱۰۷۷

[۲۲۵] ابوداؤد:۵۰۷۳، عمل الیوم واللیلۃ:۷، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۴۱، صحیح ابن حبان:۲۳۶۱، الدعا للطبرانی:۳۰۶۔۳۰۷، شرح السنۃ للبغوی:۱۳۲۸، شعب الایمان للبیہقی:۴۳۶۸، نتائج الافکار ج۲ ص۳۶۰، ضعیف ابوداؤد:۱۰۷۹

[۲۲۶] نتائج الافکار ج۲ ص۳۶۲، الادب المفرد للبخاری:۶۹۸، ابوداؤد:۵۰۷۴، مسند احمد ج۲ ص۲۵، ابن ماجہ:۳۸۷۱، نسائی ج۸ ص۲۸۲، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۵۶۶، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۴۰، المعجم الکبیر للطبرانی:۱۳۲۹۶، الدعا للطبرانی:۳۰۵، الادب المفرد للبخاری:۱۲۰۰، صحیح ابن حبان:۲۳۵۶، حاکم ج۱ ص۵۱۷

سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے وقت ان کلمات کا وظیفہ کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ الْكَرِيْمِ وَبِكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ، اَللّٰهُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ، اَللّٰهُمَّ لَا يُهْزَمُ جُنْدُكَ وَلَا يُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ.

اے اللہ کریم! میں تیری ذاتِ کریمہ اور کلماتِ تامہ کے وسیلہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی سے تو گرفت فرمانے والا ہے، اے مولا کریم! تیری ذات پاک تاوان اور عصیان کو زائل فرمانے والی ہے، اے اللہ تعالیٰ! تیرے لشکر کو شکست نہیں دی جا سکتی اور تیرے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی جا سکتی اور کسی جدوجہد کرنے والے کو اس کی کوشش تیری مرضی کے برخلاف کوئی فائدہ نہ دے گی، تیری ذات پاک ہے اور تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔[۲۲۷]

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں جید اسانید کے ساتھ حضرت ابوعیاش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ والیٔ کونین ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے بوقتِ صبح یہ کلمات پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تو اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل پاک سے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر اجر ملے گا۔ اس کے نامۂ اعمال میں دس نیکیاں درج کر دی جائیں گی، اس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے، اسے دس درجے بلند کر دیا جائے گا اور وہ شام تک شیطان سے محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو یہ کلمات پڑھے وہ صبح ہونے تک انعاماتِ مذکورہ کے ساتھ ساتھ شیطان سے محفوظ رہے گا۔[۲۲۸]

سنن ابوداؤد میں غیر ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم صبح کے وقت یوں کہا کرو:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ.

ہم نے صبح کی اور بادشاہی اللہ رب العالمین کے لیے ہے، اے مولا کریم! میں تیری بارگاہ سے آج کے دن کی بھلائی، فتح و نصرت، نور، برکت اور ہدایت کا طلب گار ہوں، اور آج کے دن کے شر اور مابعد کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

پھر آدمی شام کو بھی انہیں کلمات کا وظیفہ کر لیا کرے۔[۲۲۹]

سنن ابوداؤد میں حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے والد گرامی کی خدمت میں عرض کیا: ابو جان! میں آپ کو ہر صبح یہ دعا مانگتے ہوئے سنتا ہوں:

---

[۲۲۷] ابوداؤد: ۵۰۵۲، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۶۷، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۱۳، الدعاء للطبرانی: ۲۳۷۔۲۳۸، المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۷۷۵، الصغیر للطبرانی: ۹۹۸، ضعیف ابوداؤد: ۱۰۷۲

[۲۲۸] ابوداؤد: ۵۰۷۷، مسند احمد ج ۴ ص ۶۰، ابن ماجہ: ۳۸۶۷، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۷، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۴، المعجم الکبیر للطبرانی: ۵۱۴۱، الدعاء للطبرانی: ۳۳۱۔ ۳۳۲، صحیح ابوداؤد: ۴۲۴۰

[۲۲۹] ابوداؤد: ۱۰۸۷۔ ۵۰۸۴، المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۴۵۳، مسند الشامیین: ۱۶۷۵، نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۶۸

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

اے مولا کریم! میرے بدن میں عافیت عطا فرما! میرے کانوں میں عافیت عطا فرما! میری آنکھوں میں عافیت عطا فرما! الٰہی! میں کفر اور تنگ دستی سے تیری پناہ چاہتا ہوں' الٰہی! میں عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں۔

ابو جان! آپ صبح اور شام تین تین دفعہ ان کلمات کا وظیفہ پڑھتے ہیں۔ والد گرامی نے فرمایا: بیٹا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کلمات کا وظیفہ کرتے سنا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہو جاؤں۔ [۲۳۰]

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے بوقتِ صبح ان آیاتِ کریمہ کی تلاوت کی:

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ○ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ○ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ○ (الروم: ۱۸-۱۹)

پس شام کے وقت اللہ کی تسبیح کرو اور جب تم صبح کو اٹھو ○ اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمینوں میں اور پچھلے پہر اور دوپہر کو ○ وہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم (قبروں سے) نکالے جاؤ گے ○

تو اس نے اس دن ہر رہ جانے والی چیز کو پالیا اور جس نے شام کو ان آیاتِ کریمہ کی تلاوت کی' اس نے رات میں رہ جانے والی چیز پالی۔ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا' جبکہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے تاریخ کبیر اور کتاب الضعفاء میں اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ [۲۳۱]

سنن ابوداؤد میں حضور نبی مکرم ﷺ کی ایک دخترِ نیک اختر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے انہیں یہ کلمات سکھائے اور فرمایا: انہیں صبح کے وقت پڑھا کرو:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا.

اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد کے ساتھ' ہر قوت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے' اللہ تعالیٰ جو چاہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ مجھے علم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے علم نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے۔

جس نے بوقتِ صبح یہ کلمات پڑھے وہ شام تک اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رہے گا اور جس نے شام کو پڑھے' وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔ [۲۳۲]

---

[۲۳۰] ابوداؤد: ۵۰۹۰' مسند احمد ج ۲ ص ۳۵' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۲-۵۷۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۹' الدعاء للطبرانی: ۳۴۵' ابوداؤد الطیالسی: ۱۲۴۳' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۷۰' صحیح ابوداؤد: ۴۲۴۵

[۲۳۱] ابوداؤد: ۵۰۷۶' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۶-۷۹' الدعاء للطبرانی: ۳۲۳' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۲۹۹۱' المعجم الاوسط للطبرانی: ۸۶۳۲' تاریخ للبخاری ج ۳ ص ۲۶۰' الکامل لابن عدی ج ۳ ص ۹۱۷' الضعفاء للعقیلی ج ۲ ص ۱۰۰' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۸۱

[۲۳۲] ابوداؤد: ۵۰۷۵' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۶' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۷۵' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۸۰

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے' وہاں ابوامامہ نامی ایک انصاری آدمی کو دیکھا' فرمایا: ابوامامہ! خیریت تو ہے ابھی نماز کا وقت نہیں ہوا اور تم مسجد میں بیٹھے ہوئے ہو۔ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! قرض اور غموں کا مارا ہوا ہوں۔

غمگسار امت ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں جنہیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا غم دور فرما دے گا اور قرض بھی ادا فرما دے گا' انہوں نے عرض کیا: ہاں! کیوں نہیں! یارسول اللہ ﷺ! تو آپ نے فرمایا: صبح اور شام ان کلمات کا وظیفہ کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ.

اے مولا کریم! میں فکر و غم سے تیری پناہ چاہتا ہوں' عاجزی اور کاہلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں' بزدلی اور کنجوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور قرض کے غلبے اور لوگوں کے جبر و تشدد سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ کلمات پڑھے تو اللہ تعالیٰ نے میرے فکر و غم دور فرما دیئے اور قرض کی ادائیگی کی توفیق بھی عطا فرما دی۔ [٢٣٣]

کتاب ابن السنی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن ابزیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بوقتِ صبح ان کلمات سے ذکر کرتے:

اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ' وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ' وَعَلٰى مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ ﷺ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

ہم نے فطرتِ اسلامیہ' کلمۂ اخلاص' اپنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین اور اپنے جدامجد حضرت ابراہیم علیہ السلام جو ہر باطل سے جدا اور اپنے پروردگار کی بارگاہ میں سرتسلیم خم کرنے والے تھے' ان کی ملت پر صبح کی اور میں مشرکین میں سے نہیں ہوں۔

کتاب ابن السنی کے الفاظ اسی طرح ہیں: ''وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ'' اور یہ ناممکن نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ الفاظ تعلیم امت کے لیے بہ آوازِ بلند پڑھے ہوں۔ واللہ اعلم! [٢٣٤]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن ابواوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت ان کلمات کا ورد کرتے:

اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ' وَالْكِبْرِيَاءُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ' وَالْخَلْقُ وَالْاَمْرُ وَاللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَمَا سَكَنَ فِيْهِمَا لِلّٰهِ تَعَالٰى' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوَّلَ هٰذَا النَّهَارِ صَلَاحًا' وَاَوْسَطَهٗ نَجَاحًا' وَاٰخِرَهٗ

ہم نے اور ساری کائنات نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے صبح کی' تمام تعریفیں' بزرگی اور عظمت اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' خلق' امر' لیل و نہار اور جو ان کے درمیان سکونت پذیر ہے اللہ تعالیٰ کے لیے ہے' مولا کریم! آج کے دن کا آغاز بہتر' وسط کامیاب اور اختتام کامران فرما۔ یاارحم الراحمین! [٢٣٥]

[٢٣٣] ابوداؤد: ٣٣٣ـ١٥٥٥' نتائج الافکار ج ٢ ص ٣٧٦

[٢٣٤] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٣٣' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ١ـ٢ـ٣ـ ٣٣٣ـ ٣٣٣ـ ٣٣٣' مسند احمد ج ٣ ص ٤٠٦ـ ج ٥ ص ١٢٣' سنن دارمی: ٢٦٩١' مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٠ ص ٢٣٩' الدعوات الکبیر للبیہقی: ٢٦ـ٢٧' الدعاء للطبرانی: ٢٩٣ـ٢٩٤

[٢٣٥] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٣٨' عبد بن حمید: ٥٣١' الدعاء للطبرانی: ٢٩٦' الکامل لابن عدی ج ٦ ص ١٥٧٢

فَلَاحًا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ.

سنن ترمذی اور کتاب ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کون و مکان ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے صبح کے وقت تین مرتبہ ان کلمات کا وظیفہ کیا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِO — میں اللہ تعالیٰ سمیع اور علیم کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود کے شر سے۔

اور ان کلمات کے ساتھ سورۂ حشر کی تین آیات کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتوں کی ڈیوٹی (Duty) لگا دیتا ہے جو شام تک اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں' اگر اس دن فوت ہو گیا تو مرتبۂ شہادت پر فائز ہوگا' اور اگر شام کو یہ وظیفہ کیا تو بھی ان درجات سے بہرہ مند ہو جائے گا۔[۲۳۶]

کتاب ابن السنی میں محمد ابن ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جہاد کے لیے روانہ کیا اور تلقین فرمائی کہ صبح و شام اس آیۂ مبارکہ کا وظیفہ کرتے رہنا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَO (المؤمنون:۱۱۵) — تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار بنایا ہے اور تمہیں ہماری طرف لوٹنا نہیں ہے۔

ہم نے یہ آیۂ مبارکہ پڑھی تو ہمیں مال غنیمت بھی ملا اور ہم محفوظ بھی رہے۔[۲۳۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح و شام یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَجْاَةِ الْخَیْرِ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فَجْاَةِ الشَّرِّ. — اے مولا کریم! میں تیری بارگاہ میں اچانک نصیب ہونے والی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اچانک نازل ہونے والے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۲۳۸]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی لختِ جگر نورِ نظر حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: میری وصیت سننے سے تجھے کون سی چیز مانع ہے؟ صبح و شام یہ ذکر کیا کرو:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِكَ اَسْتَغِیْثُ فَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ. — اے زندہ! اے قائم رکھنے والی ذات! میں تجھ ہی سے مدد کا خواستگار ہوں' میرے تمام معاملات میں بہتری پیدا فرما اور مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے حوالے نہ کرنا۔[۲۳۹]

کتاب ابن السنی میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں شکایت کی کہ مجھے آفتوں نے گھیر رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صبح سویرے ان کلمات کا وظیفہ کیا کرو:

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰی نَفْسِیْ وَاَهْلِیْ وَمَالِیْ. — اپنی جان' اولاد اور مال پر اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

تو تیری کسی چیز کو نقصان نہیں ہوگا' اس نے یہ کلمات پڑھے تو مصیبتیں دور ہو گئیں۔[۲۴۰]

---

[۲۳۶] ترمذی: ۳۹۲۲' سنن دارمی: ۳۴۲۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۸۱' مسند احمد ج ۵ ص ۲۶' الدعا للطبرانی: ۳۰۸' الارواء للالبانی: ۳۴۲' ضعیف ترمذی: ۵۶۰

[۲۳۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۷

[۲۳۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۹' مسند ابی یعلیٰ: ۳۴۷۱

[۲۳۹] عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۷۰' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸' حاکم ج ۱ ص ۵۴۵' الاحادیث الصحیحہ: ۲۲۷

[۲۴۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۱' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۸۷

سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ صبح کے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا، وَرِزْقًا طَيِّبًا، وَعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا.

اے مولا کریم! میں تیری بارگاہِ عالیہ سے نفع بخش علم، پاکیزہ رزق اور قبولیت والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔[۲۴۱]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے صبح اور شام کے وقت تین تین دفعہ ان کلمات کا وظیفہ کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ مِنْكَ فِیْ نِعْمَةٍ وَّعَافِيَةٍ وَّسَتْرٍ، فَاَتِمَّ نِعْمَتَكَ عَلَیَّ وَعَافِيَتَكَ وَسَتْرَكَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ.

اے اللہ کریم! میں نے تیری طرف سے نعمت، عافیت اور پردہ پوشی میں صبح کی۔ پس دنیا و آخرت میں اپنی نعمت، عافیت اور پردہ پوشی مجھ پر مکمل فرما!

تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے اپنی نعمتوں سے نوازے گا۔[۲۴۲]

سنن ترمذی اور کتاب ابن السنی میں حضرت زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر صبح منادی ان کلمات سے نداء کرتا ہے'':

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ.

پاک ہے وہ ذات جو بادشاہ ہے اور پاکیزگی والی ہے۔

ابن السنی کی روایت میں ہے: کوئی پکارنے والا چلا کر کہتا ہے: اے لوگو! اس ہستی کی تسبیح بیان کرو جو بادشاہِ حقیقی ہے اور خوب پاکیزہ ہے۔[۲۴۳]

کتاب السنی میں حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی مومن نے صبح و شام ان کلمات کا ورد کیا:

رَبِّیَ اللّٰهُ، تَوَكَّلْتُ عَلَيْهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِیُّ الْعَظِيْمُ، مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ، وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ، اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ، وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا.

میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، میں نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کیا، اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے اللہ بزرگ و برتر کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اللہ تعالیٰ جو چاہے گا وہ ہوگا اور جو نہیں چاہے گا وہ نہیں ہوگا، میرے علم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ کہ اس کے علم نے ہر شے کو گھیر رکھا ہے۔

پھر وہ آدمی فوت ہوگیا تو جنت میں داخل ہو جائے گا۔[۲۴۴]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم لوگ ابو ضمضم کی طرح اجر پانے سے عاجز ہو؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ابو ضمضم کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ صبح کے وقت اس طرح دعا کرتا ہے:

[۲۴۱] سابقہ: ۲۱۱

[۲۴۲] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۵، نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۸۹۔۳۹۰

[۲۴۳] ترمذی: ۳۵۶۴، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۲، مسند ابی یعلیٰ: ۶۸۵، عبد بن حمید: ۹۸، شعب الایمان للبیہقی: ۱۰۷۳۱، ضعیف ترمذی: ۷۱۸

[۲۴۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۴، نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۹۲

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ وَھَبْتُ نَفْسِیْ وَعِرْضِیْ لَکَ. الٰہی! میں نے اپنی جان اور عزت تیرے سپرد کر دی۔

پھر جو اسے گالی دے جواباً اسے گالی نہیں دیتا' جو اس پر ظلم کرے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا اور جو اسے مارے اس سے انتقام نہیں لیتا۔[۲۴۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی روزانہ صبح وشام سات دفعہ حسب ذیل وظیفہ کرے:

حَسْبِیَ اللّٰہُ' لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ' عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ. مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے' اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' میں نے اسی پر توکل کیا اور وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام معاملات میں کفایت فرمائے گا۔[۲۴۶]

سنن ترمذی اور ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے صبح کے وقت سورۂ غافر کی ابتدائی تین آیات اور آیت الکرسی تلاوت کی' وہ اس کی تلاوت کی بدولت شام تک محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو ان کی تلاوت کی' وہ صبح تک محفوظ رہے گا۔[۲۴۷]

یہ ہیں وہ جملہ احادیث مبارکہ جنہیں ہم نے قصداً ذکر کیا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے' اس کے لیے یہ کافی ووافی ہیں۔ ہم اللہ رب العزت کی بارگاہِ بیکس پناہ میں سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ان احادیث مبارکہ اور تمام وجوہِ خیر پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کتاب ابن السنی میں حضرت طلق ابن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: آپ کا گھر جل چکا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرا گھر نہیں جلا اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم کے سبب ایسا نہیں فرمائے گا' کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس آدمی نے دن کے آغاز میں یہ کلمات پڑھے' وہ شام تک مصیبتوں سے محفوظ رہے گا اور جس نے شام کو پڑھ لیے وہ صبح تک محفوظ رہے گا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ' مَاشَاءَ اللّٰہُ کَانَ' وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ' لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ' اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ' وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ' وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا' اِنَّ

اے اللہ کریم! تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' میں نے تجھ ہی پر بھروسا کیا' اور تو عرشِ عظیم کا پروردگار و مالک ہے' جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہو گیا جو نہ چاہا وہ نہ ہوا' نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' میرے علم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے' الٰہی! میں اپنے نفس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور ہر اس حیوان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے تو پیشانی سے گرفت فرمانے والا ہے' بے شک میرا پروردگار سیدھے راستے پر ملتا ہے۔[۲۴۸]

---

[۲۴۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۵' الارواء للالبانی ج ۸ ص ۳۲' نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۹۳-۳۹۸

[۲۴۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۱' ابوداؤد: ۵۰۸۱' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۸۵

[۲۴۷] ترمذی: ۲۸۸۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۶' شعب الایمان للبیہقی: ۲۴۷۳

[۲۴۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۷' الدعا للطبرانی: ۳۴۳

رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ.

صاحبِ کتاب نے اسی حدیث کو دوسری سند سے ایک اور صحابی سے بیان کیا جس میں موجود ہے کہ وہ آدمی دوبارہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہنے لگا: جلدی جلدی پہنچئے! آپ کا گھر جل چکا ہے' آپ نے فرمایا: وہ نہیں جلا کیونکہ میں نے نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس آدمی نے صبح کے وقت یہ مذکورہ کلمات پڑھے اسے جان' مال اور اولاد کے حوالے سے کوئی پریشانی نہیں آئے گی اور میں نے آج صبح ان کلمات کا وظیفہ کر لیا تھا' پھر حاضرین سے کہا: میرے ساتھ چلو' لوگ آپ کے ساتھ چل پڑے' گھر پہنچے تو دیکھا کہ اردگرد جل چکا تھا جبکہ گھر بالکل محفوظ تھا۔ واللہ اعلم!

باب: جمعۃ المبارک کی صبح کیا پڑھنا چاہیے؟

جو اذکار جمعہ کے علاوہ باقی دنوں میں پڑھے جائیں گے وہ جمعہ کو بھی پڑھے جائیں گے' باقی دنوں کے مقابلے میں جمعۃ المبارک کو کثرت سے ذکر کرنا مستحب ہے اور اس مبارک دن میں بارگاہِ رسالت پناہ میں کثرت سے ہدیۂ درود و سلام پیش کرنا چاہیے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کسی مؤمن نے جمعۃ المبارک کو نمازِ فجر سے قبل تین دفعہ ان کلمات کا وظیفہ کیا:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہوں وہ ذات کہ جس کے علاوہ کوئی لائقِ عبادت نہیں' وہ زندہ ہے' قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت فرما دے گا اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔[۲۴۹]

جمعہ کا پورا دن طلوعِ آفتاب سے لے کر غروب تک بہ کثرت دعائیں مانگنا مستحب ہے' اس اُمید کے ساتھ کہ شاید قبولیت کی گھڑی نصیب ہو جائے۔ اس ساعتِ ہمایوں کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا: طلوعِ فجر کے بعد اور طلوعِ شمس سے قبل ہے اور بعض کے نزدیک طلوعِ شمس کے بعد ہے' بعض کے نزدیک زوال کے بعد ہے اور بعض نے کہا: عصر کے بعد ہے۔ اس کے علاوہ اقوال بھی موجود ہیں۔

اس مبارک لمحہ کے تعین کے سلسلے میں سب سے بہتر قول وہ ہے جسے امام مسلم رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبولیت کی وہ مبارک گھڑی امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز کا سلام پھیرنے تک ہے۔ واللہ اعلم![۲۵۰]

باب: جب سورج طلوع ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج طلوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ان کلمات کے ساتھ اپنے ربِ کریم کی حمد و ثناء اور دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَلَّلَنَا الْیَوْمَ عَافِیَتَهٗ ' وَجَاءَ بِالشَّمْسِ مِنْ مَطْلَعِهَا'

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آج ہمیں اپنی عافیت سے نوازا' اور سورج کو اپنے مقام سے طلوع فرمایا' الٰہی! میں تیرے لیے وہی گواہی

---

[۲۴۹] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۸۳

[۲۵۰] مسلم: ۸۵۳' ابوداؤد: ۱۰۴۹' صحیح ابن خزیمہ: ۱۷۳۹' الدعا للطبرانی: ۱۸۱' الفتح ج ۲ ص ۴۱۹' ضعیف ابوداؤد: ۲۲۹

اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْتُ اَشْھَدُ لَکَ بِمَا شَھِدْتَ بِهٖ لِنَفْسِكَ، وَشَھِدَتْ بِهٖ مَلَآئِكَتُكَ وَحَمَلَةُ عَرْشِكَ وَجَمِيْعُ خَلْقِكَ اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْقَآئِمُ بِالْقِسْطِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، اُكْتُبْ شَهَادَتِيْ بَعْدَ شَهَادَةِ مَلَآئِكَتِكَ وَاُولِي الْعِلْمِ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ السَّلَامُ، اَسْاَلُكَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اَنْ تَسْتَجِيْبَ لَنَا دَعْوَتَنَا، وَاَنْ تُعْطِيَنَا رَغْبَتَنَا، وَاَنْ تُغْنِيَنَا عَمَّنْ اَغْنَيْتَهٗ عَنَّا مِنْ خَلْقِكَ، اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعِيْشَتِيْ، وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ اِلَيْهَا مُنْقَلَبِيْ.

دیتا ہوں جو تو نے اپنی ذات کے لیے دی ہے اور جو گواہی تیرے ملائکہ حاملین عرش اور تیری جمیع مخلوق نے دی ہے کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تو انصاف قائم فرمانے والا ہے، تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، تو غالب حکمت والا ہے، اپنے ملائکہ اور اہل علم کی گواہی کے بعد میری گواہی لکھ لے، اے مولا کریم! تیری ذات سلام، تیری طرف سے سلام اور تیری طرف سلام، اے وہ ذاتِ پاک جو بزرگی اور اکرام کے لائق ہے! میں تیری بارگاہِ عالی میں دستِ سوال دراز کرتا ہوں کہ ہماری اس دعا کو شرفِ قبولیت عطا فرما اور ہماری پسندیدہ چیز ہمیں عطا فرما! اور ہمیں اپنی اس مخلوق سے بے نیاز فرما جسے تو نے ہم سے بے نیاز کر رکھا ہے، الٰہی! میرے لیے میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے معاملہ کی عصمت ہے، میرے لیے میری دنیا بہتر فرما، جس میں میری معیشت ہے اور میری آخرت درست فرما دے جس کی طرف مجھے لوٹ کر جانا ہے۔ آمین![۲۵۱]

اس کتاب میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ طلوعِ آفتاب دیکھنے کے لیے ایک آدمی کو مقرر فرماتے۔ جب وہ آپ ﷺ کو طلوعِ آفتاب کی خبر دیتا تو آپ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لَنَا هٰذَا الْيَوْمَ وَاَقَالَنَا فِيْهِ عَثَرَاتِنَا.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آج کا دن ہمیں عطا فرمایا اور اس میں ہماری لغزشیں درگزر فرمائیں۔[۲۵۲]

باب: جب سورج بلند ہو جائے تو کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عمرو ابن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سورج بلند ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق اس کی تسبیح وتحمید بیاں کرتی ہے ماسوائے گروہِ شیطان اور اعتاء انسان کے۔

میں نے عرض کیا: انسانوں میں ''اِعْتَاء'' کون ہیں؟ فرمایا: شرارتی لوگ۔[۲۵۳]

باب: سورج کے زوال سے لے کر عصر تک کیا پڑھنا چاہیے؟

ماقبل بیان ہو چکا کہ لباس پہنتے ہوئے، گھر داخل ہوتے ہوئے، بیت الخلاء (Wash Room) داخل ہوتے ہوئے اور باہر نکلتے ہوئے، مسجد جانے کا ارادہ کرتے ہوئے، مسجد کے دروازے تک پہنچ کر، اس میں داخل ہو کر، اذان اور اقامت پڑھنے والے کو سنتے ہوئے اور اذان واقامت کے مابین آدمی کیا اذکار پڑھے گا۔ اور یہ بھی گزر چکا کہ قیامِ نماز کا ارادہ کرتے ہوئے کیا پڑھے گا اور نماز میں ابتداء سے لے کر آخر تک کیا پڑھے گا اور آدمی نماز کے بعد کیا پڑھے گا۔ یہ اذکار تمام نمازوں میں مشترک

[۲۵۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۳۷، الدعا للطبرانی: ۳۱۹، البزار: ۳۱۰۳، نتائج الافکار ج ۲ ص ۳۱۴

[۲۵۲] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۳۸

[۲۵۳] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۳۹، حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۱۱۱، مسند الشامیین للطبرانی: ۹۶۰، صحیح الجامع للالبانی: ۵۷۵۴

ہیں (جبکہ مخصوص مقامات کے اذکار کا بیان آگے آ رہا ہے)۔

زوال کے بعد کثرت سے دعا واستغفار، اذکار اور دیگر عبادات میں مشغول ہونا مستحب ہے، کیونکہ سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محبوبِ خدا ﷺ زوالِ شمس کے بعد ظہر سے قبل چار رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا: یہ وہ لمحات ہیں جن میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور میری خواہش ہے کہ میرے نیک اعمال ان دروازوں سے آسمانوں کی طرف بلند ہوں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

نمازِ ظہر کے بعد کثرت سے ذکر کرنا مستحب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اس قولِ مبارک میں عموم ہے:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ. (غافر:۵۵)
اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح اور شام تسبیح کیجئے۔[۲۵۴]

نوٹ: علماءِ لغت فرماتے ہیں کہ آیۂ مبارکہ کے لفظ ''اَلْعَشِيّ'' سے مراد زوالِ آفتاب سے لے کر غروب تک کا وقت ہے۔

امام ابو منصور الازھری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہلِ عرب کے نزدیک ''عَشِيّ'' سے مراد زوالِ آفتاب سے لے کر غروب تک کا وقت ہے۔

باب: عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کیا پڑھنا چاہیے؟

ماقبل میں ظہر اور عصر کے اذکار کا بیان گزر چکا ہے۔ عصر کے وقت میں کثرت سے ذکر کرنا تاکیداً مستحب ہے۔ کیونکہ متقدمین اور متاخرین علماءِ کرام کی کثیر تعداد کے نقطۂ نظر سے یہی ''الصلوٰۃ الوسطی'' ہے۔

ایسے ہی فجر میں بھی کثرتِ ذکر کا اہتمام کرنا چاہیے کیونکہ ان دونوں نمازوں کو ''الصلوٰۃ الوسطی'' کہا گیا ہے۔

نمازِ عصر کے بعد کثرت سے ذکر کرنا مستحب ہے اور دن اختتام پذیر ہو تو اور زیادہ کثرت سے ذکر کرنا چاہیے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا. (طٰہٰ:۱۳۰)
اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے رہیے، طلوعِ آفتاب سے قبل اور غروبِ آفتاب سے قبل۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ. (غافر:۵۵)
اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ صبح اور شام تسبیح کیجئے۔

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ. (الاعراف:۲۰۵)
اور اپنے رب کو اپنے دل میں خوف اور عاجزی کے ساتھ یاد کرو اور زبان سے آواز بلند کیے بغیر صبح اور شام کو یاد کرو۔

يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِO رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِO (النور:۳۶-۳۷)
ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے ہیں وہ مرد جن کو تجارت اور خرید وفروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

پہلے بیان گزر چکا ہے کہ لفظ ''اصال'' سے عصر اور مغرب کا درمیانی وقت مراد ہے۔

کتاب ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ نماز

[۲۵۴] ترمذی: ۴۷۸، مسند احمد ج ۳ ص ۴۱۱، الکبریٰ للنسائی: ۱/۳۳۱، صحیح ترمذی: ۳۹۶

عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں' ان کی مجلس میں حاضر رہنا مجھے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل پاک سے آٹھ غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ واللہ اعلم![۲۵۵]

باب: اذانِ مغرب سن کر کیا پڑھنا چاہیے؟

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ اذانِ مغرب کے وقت پڑھنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے مجھے درج ذیل کلمات تعلیم فرمائے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْلِيْ.

اے مولا کریم! یہ تیری رات آنے اور دن جانے کا وقت ہے' اور یہ تیری طرف بلانے والوں کی صدائیں ہیں' میری مغفرت فرما دے! واللہ اعلم! [۲۵۶]

باب: نمازِ مغرب کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

ہر نماز کے بعد پڑھے جانے والے اذکار کا بیان ماقبل میں گزر چکا ہے۔

نمازِ مغرب کی سنتیں پڑھ لینے کے بعد ذکر میں ان کلمات کا اضافہ کر لینا مستحب ہے جن کو ہم نے کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ مغرب سے فارغ ہو کر دردولت تشریف لاتے' دو رکعت نماز ادا فرماتے' پھر ان کلمات سے دعا فرماتے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰى دِيْنِكَ.

اے دلوں کو پھیرنے والے! ہمارے دلوں کو اپنے دین پر قائم فرما! [۲۵۷]

سنن ترمذی میں حضرت عمارۃ ابن شبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے نمازِ مغرب کے بعد دس مرتبہ ان کلمات کا وظیفہ کیا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے' تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں' وہ زندگی اور موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اسلحہ بردار محافظ (Guards) بھیج دیتا ہے جو شیطان کے حملوں سے صبح تک اس کی حفاظت کرتے ہیں' اور اس کے لیے جنت لازم کرنے والی دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اس کے دس مہلک گناہ مٹا دیتا ہے اور دس مؤمن غلام آزاد کرنے کے برابر اسے اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہم نہیں جانتے کہ حضرت عمارہ نے حضور نبی مکرم ﷺ سے سماع کیا ہو۔

امام نسائی علیہ الرحمہ نے اسی حدیث کو اپنی کتاب عمل الیوم واللیلۃ میں دو سندوں سے روایت کیا ہے۔ ایک سند مذکور اور دوسری اس طرح ہے: ''عَنْ عُمَارَةَ عَنْ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ''۔ حضرت حافظ ابوالقاسم ابن عساکر علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ دوسری

[۲۵۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۷۰' مسند ابی یعلیٰ: ۳۳۹۲_۳۱۲۵_۳۱۲۶' الدعاء للطبرانی: ۱۸۷۹' ابوداؤد: ۳۶۶۷

[۲۵۶] ابوداؤد: ۵۳۰' ترمذی: ۳۵۸۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۳۹' مسند ابی یعلیٰ: ۶۸۹۶' الکبیر للطبرانی ص ۳۰۳ ج ۲۳' الدعاء للطبرانی: ۳۳۳_۳۳۶' حاکم ج ۱ ص ۱۹۹' شعب الایمان للبیہقی: ۵۶۲' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۵

[۲۵۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۵۸' ترمذی: ۳۵۱۷' مسند احمد ج ۶ ص ۳۰۲_۳۱۵' الدعاء للطبرانی: ۱۲۵۷_۱۲۵۸' ابوداؤد الطیالسی: ۱۲۷۳' عبد بن حمید: ۱۵۳۴' کتاب السنۃ: ۲۲۳

سند درست ہے۔[۲۵۸]

حدیث کے لفظ ''مَسْلَحَةٌ'' کا ضبط اور معنیٰ

لفظ ''مسلحة'' میم کے فتحہ' سین کے سکون اور لام اور حاء کے فتحہ سے ہے' معنیٰ ہے: اسلحہ لے کر حفاظت کرنے والے۔

باب: نمازِ وتر میں اور اس کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

تین رکعات وتر پڑھنے والے کے لیے سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھے۔

اگر پہلی رکعت میں ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' پڑھنا بھول گیا تو اسے دوسری رکعت میں سورۃ الکافرون کے ساتھ ملا کر پڑھ لے' اسی طرح اگر دوسری رکعت میں کافرون پڑھنا بھول گیا تو اسے تیسری رکعت میں سورۂ اخلاص اور معوذتین کے ساتھ ملا کر پڑھ لے۔[۲۵۹]

سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ وتر کا سلام پھیرتے تو یہ کلمات پڑھتے:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ.

پاک ہے وہ ذات جو بادشاہِ حقیقی ہے' پاکیزہ ہے۔

سنن نسائی اور کتاب ابن السنی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ یہ کلمات تین دفعہ پڑھا کرتے تھے۔[۲۶۰]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن نسائی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ وتر کے آخر میں یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' وَاَعُوْذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ' لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

الٰہی! میں تیری ناراضگی سے تیری خوشنودی کی پناہ چاہتا ہوں' تیرے عذاب سے تیری مغفرت کی پناہ چاہتا ہوں اور تجھ سے تیری پناہ چاہتا ہوں' جس طرح تیری ذات نے اپنی ثناء بیان فرمائی ہے' میں اس طرح تیری مدح وثناء نہیں کر سکتا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ واللہ اعلم![۲۶۱]

باب: سونے کے ارادہ سے بستر پر لیٹ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِO الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ

بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات اور دن کے اختلاف میں عقل والوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیںO جو لوگ کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور کروٹ کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور وفکر کرتے رہتے ہیں۔

[۲۵۸] ترمذی:۳۵۲۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۵۷۷۔۵۷۸' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۷' صحیح ترمذی:۲۸۰۰

[۲۵۹] سابقہ:۱۳۲' جامع الاصول:۴۱۴۳۔۴۱۴۸

[۲۶۰] ابوداؤد:۱۴۳۰' نسائی ج ۳ ص ۲۴۴' عمل الیوم واللیلۃ:۷۳۰' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۷۰۶' صحیح ابن حبان:۶۷۷' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۳۰۰' صحیح ابوداؤد:۱۲۶۷

[۲۶۱] سابقہ:۱۵۹

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱)

صحیح بخاری میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے تو اس طرح دعا فرماتے:

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَحْيَا وَاَمُوْتُ. اے اللہ تعالیٰ! میری زندگی اور موت تیرے نام کی برکت سے ہے۔ [۲۶۲]

یہی حدیث صحیح مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ [۲۶۳]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اور خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر یا سونے کی جگہ پر آؤ تو تینتیس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' تینتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' اور تینتیس دفعہ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' پڑھ لیا کرو۔

ایک روایت میں ہے: چونتیس دفعہ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ'' اور ایک روایت میں ہے: چونتیس دفعہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' پڑھ لیا کرو۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے میں نے یہ وظیفہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے سنا ہے' اسے کبھی ترک نہیں کیا' آپ سے دریافت کیا گیا: کیا جنگ صفین کی رات بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں! [۲۶۴]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ عربی ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب اپنے بستر پر لیٹنے کے لیے آئے تو اسے اپنے تہبند کے اندرونی حصہ (یا کسی دوسرے کپڑے) سے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد بستر پر کیا ہوا۔ پھر یہ کلمات پڑھے:

بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ' اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.

اے میرے ربِ کریم! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیرے نام سے اُٹھاؤں گا' اگر تو نے میری روح کو روک لیا تو اس پہ رحم فرمانا اور اگر اسے بھیج دیا تو اس کی اس چیز سے حفاظت فرمانا جس سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔

ایک روایت میں ہے: وہ تین مرتبہ اپنا بستر جھاڑ لے۔ [۲۶۵]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے اور سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھ کر دونوں مبارک ہاتھوں کو اپنے جسم مبارک پر پھیر لیتے۔ [۲۶۶]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہر رات یہ معمول تھا کہ جب آپ اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے' اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو جمع فرماتے پھر ان میں پھونک

---

[۲۶۲] سابقہ: ۳۹

[۲۶۳] مسلم: ۲۷۱۱' مسند احمد ج ۴ ص ۲۹۴-۳۰۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۵۱-۷۷۲

[۲۶۴] بخاری: ۳۱۱۳' مسلم: ۲۷۲۷' ابوداؤد: ۵۰۶۲-۵۰۶۳' ترمذی: ۳۴۰۵' مسند احمد ج ۱ ص ۹۶-۱۰۷-۱۳۶-۱۴۶' سنن داری: ۲۶۸۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۱۳' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۲۲' صحیح ابن حبان: ۶۸۸۲-۶۸۸۳' مسند ابی یعلیٰ: ۲۷۴' الدعا للطبرانی: ۲۲۳-۲۲۷

[۲۶۵] بخاری: ۶۳۲۰-۷۳۹۳' الادب المفرد للبخاری: ۱۲۱۷' مسلم: ۲۷۱۴' ابوداؤد: ۵۰۵۰' ترمذی: ۳۳۹۸' ابن ماجہ: ۳۸۷۴' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۶-۲۸۳-۲۹۵-۴۲۲-۴۲۳' سنن داری: ۲۶۸۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۹۱-۷۹۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۱۰' الدعا للطبرانی: ۲۵۲-۲۵۷' شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۰۷' صحیح ابن حبان: ۵۵۰۹-۵۵۱۰

مارتے اور ان میں سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھتے پھر جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم مبارک پر پھیرتے۔ سر مبارک' رخ انور اور جسد اقدس کے سامنے والے حصہ سے آغاز فرماتے (پھر باقی جسم مبارک پر پھیر لیتے)' یہ عمل تین دفعہ فرماتے۔[۲۶۷]

نوٹ: ''النفث'' کا معنی ہے: نرمی سے پھونکنا' جس میں تھوک کی آمیزش نہ ہو۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو مسعود عقبہ ابن عامر انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت کی' وہ اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔[۲۶۸]

نوٹ: کافی ہونے سے کیا مراد ہے: اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے: ہر رات میں نازل ہونے والی آفات سے کفایت کریں گی اور بعض نے کہا: اس رات کے قیام سے کفایت کریں گی' میں سمجھتا ہوں دونوں معانی مراد لیے جا سکتے ہیں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر آنے لگو تو وضو کرو جیسے نماز کے لیے وضو کیا جاتا ہے' پھر دائیں پہلو پر لیٹ کر یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِىْ اِلَيْكَ' وَفَوَّضْتُ اَمْرِىْ اِلَيْكَ' وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِىْ اِلَيْكَ' رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ' لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ' اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ اَنْزَلْتَ' وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ اَرْسَلْتَ.

اے اللہ کریم! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا معاملہ تیرے حوالے کر دیا' تیرے شوق میں اور تیرے خوف سے میں نے اپنا تن من تیرے سپرد کر دیا' صرف تیری بارگاہ جائے پناہ اور ٹھکانا ہے' میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جسے تو نے مبعوث فرمایا۔

(آپ ﷺ نے فرمایا: یہ دعا پڑھ کر سونے کے بعد) اگر تمہیں موت آ گئی تو فطرتِ اسلامیہ پر مرو گے' لہٰذا ان کلمات کو اپنی آخری گفتگو بناؤ۔

یہ الفاظ صحیح بخاری کی ایک روایت کے ہیں۔ صحیح بخاری کی دیگر روایات اور صحیح مسلم کی تمام روایات اس کے قریب المعنیٰ ہیں۔[۲۶۹]

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقۂ فطر (کے مال) کی حفاظت پر مقرر فرمایا۔ ایک آنے والا (چور) آیا اور دونوں ہاتھوں سے کھانے کا مال سمیٹنا شروع ہو گیا (میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے کہا کہ تجھے ضرور بارگاہِ رسالت میں پیش کروں گا' اس نے منت سماجت شروع کر دی کہ برائے مہربانی مجھے چھوڑ دیجئے' میں سخت محتاج اور عیالدار ہوں۔ میں نے اسے چھوڑ دیا' صبح بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو دانائے ما کان وما یکون ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! تیرے رات والے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: حضور! اس نے مجبوری بیان کی مجھے رحم آ گیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آقائے دو جہاں ﷺ نے فرمایا: وہ جھوٹ بول گیا ہے' دوبارہ آئے گا۔ مجھے یقین ہو

[۲۶۷] بخاری: ۵۰۱۷-۵۷۴۸-۶۳۱۹' مسلم: ۲۱۹۲' موطا ج ۲ ص ۹۴۲-۹۴۳' ابوداؤد: ۳۹۰۲' ترمذی: ۳۳۹۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۸۸-۱۰۰۹' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۹۷' مسند احمد ج ۶ ص ۱۱۶-۱۵۴' صحیح ابن حبان: ۵۵۱۸' الدعا للطبرانی: ۲۷۳-۲۷۴' شعب الایمان للبیہقی: ۲۵۷۰

[۲۶۸] بخاری: ۴۰۰۸' مسلم: ۱۸۰۸' ابوداؤد: ۱۳۹۷' ترمذی: ۲۸۸۴' ابن ماجہ: ۱۳۶۹' مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۸-۱۲۱-۱۲۲' سنن دارمی: ۱۳۹۵-۱۳۹۱-۳۳۹۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۱۸-۷۲۱' شعب الایمان للبیہقی: ۲۵۸۵' شرح السنہ للبغوی: ۱۱۹۹' صحیح ابن حبان: ۷۷۸-۲۵۶۶

[۲۶۹] بخاری: ۶۳۱۳-۶۳۱۵-۷۴۸۸' مسلم: ۲۷۱۰' ابوداؤد: ۵۰۴۶-۵۰۴۸' ترمذی: ۳۳۹۱-۳۵۶۹' مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۵-۲۹۰-۲۹۲-۲۹۳-۲۹۶-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۱-۳۰۲' سنن دارمی: ۲۶۸۶' ابن ماجہ: ۳۸۷۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۷۳-۷۸۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۰۸' صحیح ابن حبان: ۵۵۱۱' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۱۵' مسند ابی یعلیٰ: ۱۷۲۱' شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۰۳

گیا کہ وہ ضرور دوبارہ آئے گا' اب تو میں نے اس کا انتظار شروع کر دیا' وہ رات کو آیا اور حسب سابق سامانِ خورد و نوش دونوں ہاتھوں سے سمیٹنا شروع کر دیا' میں نے اسے پکڑ لیا' اس نے پھر منت سماجت شروع کر دی' مجھے رحم آ گیا اور اسے چھوڑ دیا۔ صبح بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا تو عالم ما کان و ما یکون ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! رات والے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے مجبوری بیان کی تو میں نے اسے چھوڑ دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے' وہ پھر آئے گا۔ اب تیسری مرتبہ میں نے اس کا انتظار شروع کر دیا' وہ آ گیا' حسب سابق کھانے کے مال پر دست درازی کی کہ میں نے اسے دبوچ لیا اور کہا: یہ تیسری مرتبہ ہے' اب میں تجھے ہرگز نہیں چھوڑوں گا' ضرور بارگاہ رسالت مآب میں پیش کروں گا۔ اس نے بھرپور منت سماجت کی اور کہا: مجھے چھوڑ دیجئے' میں آپ کو ایسے کلمات سکھاتا ہوں جنہیں پڑھو گے تو اللہ تعالیٰ فائدہ دے گا' میں نے کہا: بتاؤ! وہ کلمات کون سے ہیں؟ تو اس نے کہا:) جب بستر پر آرام کرنے کے لیے آؤ تو آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرو' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ تمہارے ساتھ مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب نہیں آ سکے گا (میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح بارگاہِ رسالت مآب میں سارا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:) وہ بہت بڑا جھوٹا ہے' تمہیں سچی بات بتا گیا ہے' اے ابو ہریرہ! جانتے ہو وہ تین دن سے تمہارے پاس آنے والا کون تھا؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: وہ شیطان تھا۔[۲۷۰]

حدیث مذکور کی سند متصل ہے' قولِ حمیدی درست نہیں

حدیث مذکور امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں روایت کی اور فرمایا: ''وقال عثمان ابن الهيثم حدثنا عوف عن محمد ابن سيرين عن ابی هريرة'' اور یہ سند متصل ہے کیونکہ جن اساتذہ کرام سے امام بخاری علیہ الرحمہ نے احادیث مبارکہ روایت کی ہیں' ان میں سے ایک عثمان ابن الہیثم بھی ہیں۔

جبکہ ''جمع بين الصحيحين'' میں ابو عبداللہ حمیدی کا یہ قول درست نہیں کہ امام بخاری نے اس حدیث کو تعلیقاً روایت کیا ہے' کیونکہ محققین علماء کرام کا صحیح اور مختار مذہب یہ ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ اور دیگر محدثین کرام جب ''وَقَالَ فُلَانٌ'' کہیں تو یہ سماع اور اتصال پر محمول ہوگا بشرطیکہ قائل مدلس نہ ہو اور اس کی ملاقات ثابت ہو۔ جبکہ یہاں ایسا ہی ہے (یعنی امام بخاری علیہ الرحمہ مدلس نہیں ہیں اور عثمان ابن الہیثم سے ملاقات ثابت ہے کہ وہ آپ کے استاذ ہیں)۔

البتہ معلق وہ حدیث ہوگی جس سے امام بخاری علیہ الرحمہ ایک استاذ یا ایک سے زیادہ اساتذہ کو ساقط فرما دیں' مثال کے طور پر اسی ماقبل مذکور حدیث میں کہیں: ''وَقَالَ عَوْفٌ'' یا اس طرح کہیں: ''قَالَ مُحَمَّدُ ابْنُ سِيرِيْنَ'' یا کہیں: ''قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ''۔ واللہ اعلم!

سنن ابو داؤد میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے' اپنا دایاں دست اقدس اپنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور تین مرتبہ ان الفاظ سے دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ قِنِىْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ.

اے اللہ کریم! قیامت کے روز جب تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا' مجھے اپنے عذاب سے بچالینا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی مکرم ﷺ سے روایت کیا۔ اسی طرح حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا لیکن اس میں لفظ ''ثلاث مرّات'' (تین مرتبہ) کا ذکر نہیں ہے۔[۲۷۱]

---

[۲۷۰] بخاری: ۲۳۱۱_۳۲۷۵_۵۰۱۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۵۹

[۲۷۱] ابوداؤد: ۵۰۴۵' مسند احمد ج ۶ ص ۲۸۷_۲۸۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۶۱_۷۶۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۳۲' مسند ابی یعلیٰ: ۷۰۳۴_۷۰۵۸' شعب

صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر آرام فرما ہوتے تو ان الفاظ سے اپنے مولا کریم کی حمد و ثناء اور دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الْاَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ کُلِّ شَیْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰی، مُنْزِلَ التَّوْرَاۃِ وَالْاِنْجِیْلِ وَالْقُرْاٰنِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ کُلِّ ذِیْ شَرٍّ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ، اَنْتَ الْاَوَّلُ فَلَیْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَیْسَ بَعْدَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الظَّاھِرُ فَلَیْسَ فَوْقَكَ شَیْءٌ، وَاَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَیْسَ دُوْنَكَ، اِقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ، وَاَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ.

اے مولا کریم! اے آسمانوں، زمین، عرشِ عظیم، ہمارے اور ہر شے کے پروردگار! دانہ اور گٹھلی کو چیرنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کریم نازل فرمانے والے! ہر وہ ذی شر چیز جسے تو اس کی پیشانی سے گرفت فرمانے والا ہے، اس کے شر سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں، تیری ذات اوّل ہے، تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں، تیری ذات آخر ہے تیرے بعد کوئی شے نہیں، تو ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی چیز نہیں، تو باطن ہے تجھ سے بعید کوئی چیز نہیں، ہم سے قرض دور فرما اور ہمیں فقر سے بے نیاز فرما۔[۲۷۲]

سنن ابوداؤد کی روایت میں "وَاقْضِ عَنِّی الدَّیْنَ" اور "وَاَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ" واحد متکلم کے الفاظ ہیں۔

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بسترِ راحت پر تشریف فرما ہوتے ہوئے ان کلمات کا وظیفہ فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِوَجْھِكَ الْكَرِیْمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِہٖ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ تَكْشِفُ الْمَغْرَمَ وَالْمَاْثَمَ، اَللّٰھُمَّ لَا یُھْزَمُ جُنْدُكَ، وَلَا یُخْلَفُ وَعْدُكَ، وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ، سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِكَ.

الٰہی! ہر وہ چیز جس کی پیشانی تیری گرفت میں ہے، اس کے شر سے تیری ذاتِ کریمہ اور کلماتِ تامہ کی پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ تعالیٰ! تو تاوان اور گناہوں کو دور فرمانے والا ہے، اے مولا کریم! تیرے لشکروں کو شکست نہیں دی جا سکتی، تیری وعدہ خلافی نہیں کی جا سکتی اور کسی کوشش کرنے والے کی کوشش تیرے برخلاف نفع بخش نہیں ہو سکتی، اے اللہ تعالیٰ! تیری ذات پاک ہے اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں۔[۲۷۳]

صحیح مسلم، سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر آرام فرما ہوتے تو ان کلمات سے دعا کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا، فَكَمْ مِمَّنْ لَّا كَافِیَ لَہٗ، وَلَا مُؤْوِیَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا، پلایا، ہماری کفایت فرمائی اور ہمیں پناہ دی، کتنے ہی لوگ ہیں جن کی نہ کوئی کفایت کرنے والا ہے اور نہ انہیں کوئی پناہ دینے والا ہے۔

الایمان للبیہقی: ۴۷۰۹، ترمذی: ۳۳۹۵، مسند احمد ج۵ ص۳۸۲، ترمذی: ۳۳۹۷، مسند احمد ج۴ ص۲۸۱-۲۹۰-۲۹۸-۳۰۰-۳۰۳-۳۰۴، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۵۳-۷۵۸، مسند ابویعلیٰ: ۱۶۸۳-۱۷۱۱، صحیح ابن حبان: ۱۴۷۹، صحیح ابوداؤد: ۴۲۱۸

[۲۷۲] مسلم: ۲۷۱۳، الادب المفرد للبخاری: ۱۲۱۲، ابوداؤد: ۵۰۵۱، ترمذی: ۳۳۹۷، ابن ماجہ: ۳۸۷۳، احمد ج۲ ص۳۸۱-۴۰۴-۵۳۲، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۹۰، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۱۵، صحیح ابن حبان: ۵۵۱۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج۱۰ ص۲۵۱، الدعا للطبرانی: ۲۶۱-۲۶۲

[۲۷۳] سابقہ: ۲۲۷

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[٢٧٤]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوالازھر المعروف ابوزھیر انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب اپنے بستر مبارک پر آرام فرما ہوتے تو اس طرح دعا فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ، وَاَخْسِىءْ شَيْطَانِيْ، وَفُكَّ رِهَانِيْ، وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ، وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى.

اللہ تعالیٰ کے نام سے میں نے پہلو رکھا، اے مولا کریم! میرے گناہ بخش دے، اور میرے شیطان کو ذلیل کر دے اور میرا رہن چھڑا دے، ترازو میں میرے اعمال کا وزن بڑھا دے اور مجھے افضل ترین ملائکہ تک رسائی عطا فرما![٢٧٥]

حدیث الباب کے لفظ ''الندی'' کا ضبط اور معنی

لفظ ''الندی'' نون کے فتحہ، دال کے کسرہ اور یاء کی تشدید سے پڑھا جاتا ہے۔ امام ابوسلیمان احمد ابن محمد خطابی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لفظ ''النَّدِیّ'' کا معنی ہے: مجلس میں جمع ہونے والے لوگ، اور لفظ ''النادی'' بمعنی مجلس اسی سے بنا ہے، ''نَدِیّ'' کی جمع ''اَنْدِیَۃٌ'' ہے اور حدیث کے لفظ ''النَّدِیّ الاعلیٰ'' سے ملاء اعلیٰ فرشتے مراد ہیں۔

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت نوفل اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورۃ الکافرون پڑھ کر سویا کرو کیونکہ یہ شرک سے براءت (کی ضمانت) ہے۔[٢٧٦]

مسند ابویعلیٰ موصلی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتادوں جو تمہیں شرک سے محفوظ رکھے؟ تم سوتے وقت سورۃ الکافرون پڑھ لیا کرو۔[٢٧٧]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سونے سے قبل مسبحات (وہ سورتیں جن کا آغاز لفظ ''سُبْحَانَ، سَبَّحَ، يُسَبِّحُ'' یا ''سَبِّحْ'' سے ہوتا ہے) کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[٢٧٨]

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہ سوتے جب تک سورۃ ''بنی اسرائیل'' اور ''زمر'' کی تلاوت نہ فرمالیتے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[٢٧٩]

سنن ابوداؤد میں اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر راحت پر جلوہ گر ہوتے تو یوں دعا فرماتے:

---

[٢٧٤] مسلم: ٢٧١٥، ابوداؤد: ٥٠٥٣، ترمذی: ٣٣٩٦، شمائل للترمذی: ٢٥٦، مسند احمد ج ٣ ص ١٥٣۔ ١٦٧۔ ٢٥٣، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٧٩٩، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٧١١، صحیح ابن حبان: ٥٥١٥

[٢٧٥] ابوداؤد: ٥٠٥٤، المعجم الکبیر للطبرانی: ج ٢٢ ص ٧٥٨، الدعا للطبرانی: ٢٦٤، مسند الشامیین للطبرانی: ٥٣٥، حاکم ج ١ ص ٥٤٠۔ ٥٤٩

[٢٧٦] ابوداؤد: ٥٠٥٥، ترمذی: ٣٤٠٠۔ ٣٤٠١، مسند احمد ج ٥ ص ٤٥٦، سنن دارمی: ٣٤٣٠، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٨٠١۔ ٨٠٤، شعب الایمان للبیہقی: ٢٥١٩۔ ٢٥٢١، الدعا للطبرانی: ٢٧٧۔ ٢٧٨، صحیح ابن حبان: ٢٣٦٣، حاکم ج ٢ ص ٥٣٨، نتائج الافکار ج ٣ ص ٦٢

[٢٧٧] حلیۃ الاولیاء ج ٣ ص ٩٦، الحیوان ج ١ ص ٣٦١

[٢٧٨] ابوداؤد: ٥٠٥٧، ترمذی: ٣٤٠٣، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٧١٣۔ ٧١٤، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٦٨٢، مسند احمد ج ٤ ص ١٢٨، شعب الایمان للبیہقی: ٢٥٠٣۔ ٢٥٠٤، نتائج الافکار ج ٣ ص ٦٣۔ ٦٤

[٢٧٩] ترمذی: ٣٤٠٢، مسند ابی یعلیٰ: ٤٣٦٣۔ ٤٦٢٣۔ ٤٨٧٤، مسند احمد ج ٦ ص ٦٨۔ ١٢٢، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٧١٢، صحیح ابن خزیمہ: ١١٦٣، حاکم ج ٢ ص ٤٣٤، الاحادیث الصحیحۃ: ٦٤١

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَفَانِیْ وَآوَانِیْ وَاَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ فَاَفْضَلَ وَالَّذِیْ اَعْطَانِیْ فَاَجْزَلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ اَللّٰهُمَّ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْكَهٗ وَاِلٰهَ كُلِّ شَیْءٍ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ.

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری کفایت کی اور مجھے پناہ دی اور مجھے کھلایا اور پلایا' مجھ پر خوب احسان فرمایا' مجھے وافر عطا فرمایا' ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اے اللہ تعالیٰ! ہر شے کے پروردگار اور مالک! ہر شے کے معبود! میں نارِ جہنم سے تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں۔[۲۸۰]

سنن ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے بستر پر لیٹتے ہوئے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ زندہ ہے' قائم رکھنے والا ہے اور میں اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دے گا' اگرچہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں' آسمان کے ستاروں برابر ہوں' مقامِ عالج کی ریت کے ذروں برابر ہوں یا دنیا کے ایام برابر ہوں۔[۲۸۱]

سنن ابوداؤد وغیرہ میں صحیح سند کے ساتھ قبیلہ بنی اسلم کے ایک صحابی سے مروی ہے' بیان کرتے ہیں کہ میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر تھا کہ ایک صحابی آئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آج رات مجھے ڈس لیا گیا' جس کی وجہ سے صبح تک سو نہیں سکا۔ فرمایا: کس چیز نے ڈسا؟ عرض کیا: بچھو نے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر تو شام کے وقت یہ کلمات پڑھ لیتا تو ان شاء اللہ تجھے کوئی چیز نقصان نہ دیتی:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے شر سے' اس کے کلمات تامہ کی پناہ میں آتا ہوں۔[۲۸۲]

اور یہی حدیث مبارک سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اسی طرح صحیح مسلم کے حوالے سے صبح وشام کے وظائف کے بیان میں ہم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کر چکے ہیں۔[۲۸۳]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کو وصیت فرمائی کہ جب تم بستر (Bed) پر آرام کرنے لگو تو سورۂ ''حشر'' پڑھ لیا کرو' اور فرمایا: اگر تمہیں موت آ گئی تو وہ شہادت کی موت ہوگی' یا فرمایا: تم جنتی ہو جاؤ گے۔[۲۸۴]

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ جب بستر پر لیٹنا چاہو تو یہ کلمات پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِیْ وَاَنْتَ

الٰہی! تو نے ہی میری جان کو پیدا فرمایا اور تو ہی اسے وفات دے گا'

[۲۸۰] ابوداؤد: ۵۰۵۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۹۸' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۲۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۷' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۱۹' مسند ابی یعلیٰ: ۵۷۵۸' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۷' نتائج الافکار ج ۳ ص ۶۷' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۵۸ [۲۲۹]

[۲۸۱] ترمذی: ۳۳۹۴' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰' مسند ابی یعلیٰ: ۱۳۳۹' نتائج الافکار ج ۳ ص ۶۸' ضعیف ترمذی: ۶۷۴

[۲۸۲] ابوداؤد: ۳۸۹۸' مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۲۔ ج ۵ ص ۴۳۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۹۳۔ ۵۹۵' ابن ماجہ: ۳۵۱۸

[۲۸۳] سابقہ: ۲۲۰

[۲۸۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۱۸' نتائج الافکار ج ۳ ص ۷۰

تَتَوَفَّاهَا، لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا، إِنْ أَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا، وَإِنْ أَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ.

اس کی موت و حیات تیرے ہی لیے ہے' اگر اسے حیات عطا فرمائے تو اس کی حفاظت فرمانا اور اگر تو اسے موت دے تو اسے بخش دینا' اے اللہ کریم! میں تیری بارگاہِ اقدس سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح سنا ہوا ہے۔[۲۸۵]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (صبح و شام کے وظائف کے بیان میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے واقعہ کے ضمن میں یہ حدیث ماقبل میں گزر چکی ہے) کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: صبح و شام اور بستر پر لیٹتے وقت ان کلمات کو پڑھ لیا کرو:

اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيْكَهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ.

اے اللہ تعالیٰ! آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمانے والے! پوشیدہ اور ظاہر اُمور کے جاننے والے! ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں' میں اپنے نفس کے شر' شیطان کے شر اور اس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۲۸۶]

سنن ترمذی اور کتاب ابن السنی میں حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان سوتے وقت بستر پر لیٹتے ہوئے قرآن کریم کی کوئی سورت تلاوت کر لے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو آدمی کے بیدار ہونے تک کوئی تکلیف دہ چیز اس کے قریب نہیں آنے دیتا۔ اس کی سند ضعیف ہے۔[۲۸۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی سونے کے لیے اپنے بستر پر آتا ہے تو فرشتہ اور شیطان جلدی سے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں' فرشتہ اس آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ سے اچھے انجام کی دعا کرتا ہے جبکہ شیطان بُرے انجام کی خواہش کرتا ہے۔ اگر وہ آدمی اللہ تعالیٰ کا ذکر کر کے سوتا ہے تو فرشتہ رات بھر اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔[۲۸۸]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سونے کے لیے بستر پر آرام فرما ہوتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ رَبِّيْ وَضَعْتُ جَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ.

اے اللہ! میرے پروردگار تیرے نام کی برکت سے میں نے پہلو رکھ دیا ہے' میرے گناہ معاف فرما دے۔[۲۸۹]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی باوضو ہو کر بستر پر آیا' اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا حتیٰ کہ اسے نیند نے آ لیا' رات کے جس لمحہ میں وہ اللہ تعالیٰ

[۲۸۵] مسلم: ۲۷۱۲' مسند احمد ج ۲ ص ۷۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۹۶-۷۹۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۲۱' مسند ابی یعلیٰ: ۵۷۲۶' صحیح ابن حبان: ۵۵۱۶

[۲۸۶] سابقہ: ۲۲۱

[۲۸۷] ترمذی: ۳۴۰۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۱۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۴۶' مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۵' الکبیر للطبرانی: ۷۱۷۵-۷۱۷۶' الدعا للطبرانی: ۲۷۵-۶۲۷-۶۲۸-۶۳۰' صحیح ابن حبان: ۲۴۱۶' حاکم ج ۱ ص ۵۰۸' نتائج الافکار ج ۳ ص ۷۲-۷۷' ضعیف ترمذی: ۶۷۶

[۲۸۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۴۵' مسند ابی یعلیٰ: ۱۷۹۱' الادب المفرد للبخاری: ۱۲۱۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۵۳-۸۵۵' الدعا للطبرانی: ۲۲۰' صحیح ابن حبان: ۲۳۶۲' حاکم ج ۱ ص ۵۴۸

[۲۸۹] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۱۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۷۰' الدعا للطبرانی: ۲۵۸' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۳-۱۷۴' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۴۹

سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگے گا' اللہ تعالیٰ ضرور اسے عطا فرمائے گا۔[۲۹۰]

کتاب ابن السنی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر جلوہ گر ہوتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَمْتِعْنِیْ بِسَمْعِیْ وَبَصَرِیْ' وَاجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّیْ' وَانْصُرْنِیْ عَلٰی عَدُوِّیْ وَاَرِنِیْ مِنْہُ ثَارِیْ' اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَمِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّہٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ.

اے اللہ کریم! مجھے میرے کانوں اور میری آنکھوں سے نفع عطا فرما! اور ان دونوں کو میرا وارث بنا دے! دشمن کے خلاف میری مدد فرما اور مجھے اس سے میرا بدلہ دکھا دے! الٰہی! میں قرض کے غلبہ اور بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں بلاشبہ یہ ہم پہلو ہونے والی بُری چیز ہے۔[۲۹۱]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے معانی کی وضاحت

علماء کرام فرماتے ہیں: لفظ ''اِجْعَلْھُمَا الْوَارِثَ مِنِّی'' کا معنی ہے: میرے فوت ہونے تک ان (سماعت اور بصارت) کو صحیح سلامت رکھنا۔ بعض علماء نے کہا: اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بڑھاپا آ جائے۔ اعضاء اور باقی حواس کمزور ہو جائیں تو انہیں باقی رکھنا اور تقویت دینا یعنی دیگر اعضاء کی قوت کا ان دونوں کو وارث بنانا اور ان اعضاء کی طاقت زائل ہونے کے بعد ان دونوں میں باقی رکھنا۔ بعض علماء نے کہا: ''سمع'' سے مراد ہے: سنی ہوئی بات کو یاد رکھنا اور اس پر عمل کرنا اور ''بصر'' سے مراد ہے: دیکھی ہوئی چیز سے عبرت حاصل کرنا۔

بعض روایات میں ''اجعلہ الوارث منی'' ہے' اس ضمیرِ واحد کا مرجع ''امتاع'' ہے یعنی اس ''امتاع'' کو میرا وارث بنا دے۔ واللہ اعلم!

کتاب ابن السنی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں کہ جب سے میں رسول اللہ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی ہوں' آپ ﷺ کا تاحیات یہی معمول رہا کہ سوتے وقت بزدلی' سستی' اکتاہٹ' کنجوسی' بُرے بڑھاپے' اہل خانہ اور مال کی بربادی' عذابِ قبر' شیطان اور اس کے شرک سے (اللہ تعالیٰ کی) پناہ مانگتے۔[۲۹۲]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ سوتے وقت اس طرح دعا مانگتی تھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ رُؤْیَا صَالِحَۃً صَادِقَۃً غَیْرَ کَاذِبَۃٍ' نَافِعَۃً غَیْرَ ضَارَّۃٍ.

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ میں ایسے سچے خواب کا سوال کرتی ہوں جو جھوٹا نہ ہو' سودمند ہو' نقصان دِہ نہ ہو۔[۲۹۳]

حضرت ام المومنین جب یہ دعا مانگ لیتیں تو اہل خانہ جان لیتے کہ اب آپ صبح تک یا رات کو بیدار ہونے تک کسی سے کلام نہیں فرمائیں گے۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ' حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' آپ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں وہ آدمی نا سمجھ

[۲۹۰] ترمذی: ۳۵۲۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۱۹' الکبیر للطبرانی: ۷۵۶۸' نتائج الافکار ج ۳ ص ۸۲' ضعیف ترمذی: ۷۰۲

[۲۹۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۳۴' نتائج الافکار ج ۳ ص ۸۷' بزار: ۳۱۹۴' حاکم ج ۱ ص ۵۲۷' ترمذی: ۳۴۹۲' ۳۴۷۰-۳۳۹۷' تہذیب ج ۲ ص ۱۷۹' الاحادیث الضعیفۃ: ۲۹۱۷

[۲۹۲] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۳۶' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۸۹

[۲۹۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۴۳

ہے جو سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات تلاوت کرنے سے قبل سو جائے۔[۲۹۴]

اس حدیث کی سند صحیح بخاری وصحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں اس مسلمان کو عقل مند نہیں خیال کرتا جو آیۃ الکرسی پڑھنے سے پہلے ہی سو جائے۔[۲۹۵]

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علماء کرام لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے کہ جب سونے کے لیے بستر پر آؤ تو معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) پڑھ لیا کرو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ علماء کرام ہر رات تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص' فلق اور ناس پڑھنا مستحب جانتے تھے۔

امام مسلم علیہ الرحمہ کی شرط پر اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[۲۹۶]

اس باب میں بہت سی احادیث اور آثار ہیں جو ہم نے ذکر کی ہیں' اس آدمی کے لیے کافی ہیں جسے عمل کی توفیق نصیب ہو۔

پڑھنے والے کی اکتاہٹ کے پیش نظر دیگر احادیث کو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔ یہ البتہ جس قدر روایات ہم نے ذکر کی ہیں' بہتر یہ ہے کہ آدمی ان میں موجود تمام اذکار پڑھے اور اگر تمام پڑھنے سے قاصر ہو تو ان میں سے اہم وظائف ضرور پڑھے۔

باب: اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر سونا مکروہ ہے

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی جگہ بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خسارے میں رہے گا اور جس آدمی نے بستر پر لیٹ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا وہ بھی خسارے میں رہے گا۔[۲۹۷]

حدیث میں موجود لفظ ''الترۃ'' تا کے کسرہ اور را کی تخفیف سے ہے' معنی ہے: نقص' خسارہ۔

باب: رات کو جاگ کر دوبارہ سونا چاہے تو کیا ذکر کرے؟

رات کو بیدار ہونے والے لوگ دو طرح کے ہیں' کچھ وہ جو بیدار ہونے کے بعد دوبارہ نہیں سوتے۔ ان کے اذکار کتاب کے آغاز میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو دوبارہ سونے کا ارادہ رکھتے ہیں' ان کے لیے مستحب ہے کہ نیند غالب آنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہیں۔ ان کے لیے کثیر اذکار احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں' کچھ کا بیان قسم اوّل میں گزر چکا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رات کو بیدار ہو کر یہ وظیفہ کیا:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ یکتا ہے' اس کا کوئی شریک
لَـهٗ لَـهُ الْمُلْكُ وَلَـهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى	نہیں' ملک اسی کا ہے' تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں' اور وہ ہر شے پر قادر ہے
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ' وَسُبْحَانَ	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے' اللہ تعالیٰ کے

[۲۹۴] نتائج الافکار ج ۳ ص ۹۱

[۲۹۷] ابوداؤد: ۴۸۵۶-۵۰۵۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۰۴-۴۰۶-۸۱۷-۸۱۸' الدعاء للطبرانی: ۱۹۲۷' حاکم ج ۱ ص ۵۵۰' صحیح ابن حبان: ۲۳۲۱' شعب الایمان للبیہقی: ۵۴۴-۵۴۵' الاحادیث الصحیحۃ: ۷۸

اللّٰهِ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. سوا کوئی لائق عبادت نہیں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر نہیں ہے۔

اس کے بعد یہ دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ. اے مولا کریم! میری مغفرت فرما!

یا کوئی اور دعا مانگی تو وہ قبول کر لی جائے گی۔ باوضو ہو کر نماز پڑھتا ہے تو وہ بھی قبول کر لی جائے گی۔

نوٹ ۱: ہمارے تحقیقی سماع اور صحیح بخاری کے قابل اعتماد نسخوں کے مطابق یہ حدیث اسی طرح ہے جبکہ دیگر کئی نسخوں میں لفظ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' سے قبل ''وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ساقط ہے۔ علامہ حُمیدی نے بھی ''جمع بین الصحیحین'' میں اس کو ذکر نہیں کیا۔ البتہ سنن ترمذی اور دیگر کئی کتب میں یہ الفاظ ثابت ہیں اور سنن ابوداؤد کی روایت میں موجود نہیں ہیں۔

اور حدیث کے الفاظ ''اِغْفِرْلِيْ اَوْ دَعَا'' یہ شک حدیث کے ایک راوی ولید ابن مسلم کی طرف سے ہے جو امام بخاری' امام ابوداؤد' امام ترمذی علیہم الرحمہ اور اس حدیث کو بیان کرنے والے دیگر محدثین کے استاذ ہیں۔[۲۹۸]

نوٹ ۲: حدیث میں موجود لفظ ''تَعَارَّ'' یہ را کی تشدید سے ہے' معنی ہے: بیدار ہوا۔

سنن ابوداؤد میں ضعیف اسناد کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو بیدار ہوتے تو ان کلمات کا وظیفہ فرماتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِيْ، وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِيْ عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِيْ بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِيْ، وَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ. تیرے سوا کوئی معبود نہیں' اے مولا! تیری ذات پاک ہے' میں اپنے گناہوں کی تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' اور تجھ سے تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں' اے اللہ کریم! میرے علم میں اضافہ فرما' اور ہدایت عطا فرمانے کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ کرنا' مجھے اپنی بارگاہ سے رحمت عطا فرما' بے شک تو بہت عطا فرمانے والا ہے۔[۲۹۹]

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو آپ کے وردِ زباں یہ کلمات ہوتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ، رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ ایک ہے' بہت قابو میں رکھنے والا ہے' آسمانوں' زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے سب کا پروردگار ہے' غالب خوب بخشنے والا ہے۔[۳۰۰]

کتاب ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ رات کے وقت جب کسی مسلمان کی روح واپس لوٹائے اور وہ بندۂ مسلم اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرے' استغفار کرے اور دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتا ہے۔[۳۰۱]

[۲۹۸] بخاری: ۱۱۵۴۔ ۳۳۱۱' ابوداؤد: ۵۰۶۰' ترمذی: ۳۴۱۱' مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۳' ابن ماجہ: ۳۸۷۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۶۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۶۱' صحیح ابن حبان: ۲۵۸۷' الدعاء للطبرانی: ۷۶۳

[۲۹۹] سابقہ: ۴۴

[۳۰۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۵۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۶۴' الدعاء للطبرانی: ۷۶۳' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۸' حاکم ج ۱ ص ۵۴۰' الاحادیث الصحیحہ: ۲۰۶۶

[۳۰۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۵۳' الاحادیث الضعیفہ: ۲۶۲۰

سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی رات کو بستر سے اُٹھے پھر واپس آنا چاہے تو اپنے تہبند کے کنارے سے تین دفعہ اسے جھاڑ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے اُٹھ جانے کے بعد اس بستر پر کیا ہوا اور لیٹتے ہوئے یہ کلمات پڑھ لے:

بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ اَرْفَعُهُ، اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَاِنْ رَدَدْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ.

اے مولا کریم! میں نے تیرے نام سے اپنا پہلو بستر پر رکھا اور تیرے نام سے اسے اُٹھاؤں گا، اگر تو نے میری روح کو روک لیا تو اس پر رحم فرمانا اور اگر اسے لوٹا دیا تو اس کی اس چیز کے ساتھ حفاظت فرمانا جس کے ساتھ تو نے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۰۲]

نوٹ: لفظ "صَنِفَةُ الْاِزَارِ" نون کے کسرہ سے ہے، مراد تہبند کا وہ کنارہ ہے جس طرف چھور (لَیس، پھول اور کڑھائی وغیرہ) نہ ہو۔ بعض اہل لغت نے فرمایا: "صَنِفَة" سے مراد مطلق کنارہ ہے خواہ کیسا ہو۔

امام مالک علیہ الرحمہ کی تصنیف لطیف موطأ کی کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں دعا کے باب میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ آدھی رات کو جاگ کر یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَغَارَتِ النُّجُوْمُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ.

آنکھیں سو جاتی ہیں اور ستارے ڈوب جاتے ہیں جب کہ تیری ذات زندہ، قائم رکھنے والی ہے۔[۳۰۳]

باب: آدمی بستر (Bed) پر بے چین ہو، نیند نہ آئے تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت زید ابن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ رسالت مآب میں اپنی بے خوابی کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمات پڑھو:

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَهَدَاَتِ الْعُيُوْنُ وَاَنْتَ حَيٌّ قَيُّوْمٌ لَا تَاْخُذُكَ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اِهْدِئْ لَيْلِيْ وَاَنِمْ عَيْنِيْ.

اے مولا کریم! ستارے غروب ہو گئے، آنکھیں پرسکون ہو گئیں، اور تیری ذات زندہ، قائم فرمانے والی ہے، تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند، اے وہ ذات جو زندہ ہے، قائم فرمانے والی ہے، میری رات پرسکون بنا دے اور میری آنکھوں کو نیند عطا فرما دے!

حضرت زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ وظیفہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے میری شکایت دور فرما دی۔[۳۰۴]

کتاب ابن السنی میں حضرت محمد ابن یحییٰ ابن حبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کو بے خوابی کی تکلیف لاحق ہوئی تو آپ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شکایت پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: سوتے وقت اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے بندوں کے شر سے اس کے کلمات تامہ کی پناہ مانگ لیا کرو اور شیاطین کے وساوس اور ان کی حاضری سے بھی پناہ مانگ لیا کرو۔[۳۰۵]

---

[۳۰۲] ترمذی: ۳۳۹۸، ابن ماجہ: ۳۸۷۳، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۸۹۰، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۶۵، بخاری: ۶۳۲۰، مسلم: ۲۷۱۴، ابوداؤد: ۵۰۵۰، مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۶_۲۸۳_۲۹۵_۴۲۲_۴۳۲، سابقہ: ۲۶۵

[۳۰۳] نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۰۷

[۳۰۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۴۹، نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۱۰، الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۱۳۱۴، الکبیر للطبرانی: ۴۸۱۷

[۳۰۵] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۵۰، نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۱۲، الاحادیث الصحیحہ: ۲۶۴

نوٹ: یہ حدیث مرسل ہے' محمد ابن یحییٰ تابعی ہیں اور اہل لغت کے نزدیک لفظ ''اَرَقٌ'' کا معنی ہے: بے خوابی۔

سنن ترمذی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت مآب میں شکایت عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں بے خوابی (Insomnia) کی وجہ سے رات سو نہیں سکتا تو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب بستر پر سونے کے لیے آؤ تو یہ وظیفہ کرلیا کرو:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ، وَرَبَّ الْاَرَضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ، وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ، کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِّنْھُمْ وَاَنْ یَّبْغِیَ عَلَیَّ، عَزَّ جَارُکَ، وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ، وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ.

اے مولا کریم! اے سات آسمانوں اور اس چیز کے پروردگار جس پر وہ سایہ فگن ہیں' زمینوں اور اس چیز کے پروردگار جسے یہ اُٹھائے ہوئے ہیں' شیاطین اور ان کے پروردگار جن کو انہوں نے گمراہ کر رکھا ہے' اپنی تمام مخلوق کے شر سے مجھے پناہ عطا فرما' نہ مجھ پر زیادتی کر سکیں نہ میرے خلاف بغاوت کر سکیں' عزت والا ہے جسے تیری پناہ نصیب ہو جائے' تیری ثناء بزرگی والی ہے' تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ واللہ اعلم!

[۲۰۶]

باب: نیند میں ڈر جانے والا کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور کتاب ابن السنی اور دیگر کتب میں حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند میں ڈر جانے والوں کو رسول اللہ ﷺ یہ کلمات سکھایا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ.

میں اللہ تعالیٰ کے غضب' اس کے بندوں کے شر' شیاطین کے وسوسوں اور ان کے حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

[۲۰۷]

نوٹ: حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور ناسمجھ بچوں کے گلے میں لکھ کر ڈال دیتے تھے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

کتاب ابن السنی کی روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا اور نیند میں خوف زدہ ہونے کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سونے کے ارادہ سے اپنے بستر پر آؤ تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو:

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ، وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ.

میں اللہ تعالیٰ کے غضب' اس کے بندوں کے شر' شیاطین کے وساوس اور ان کے اپنے پاس حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

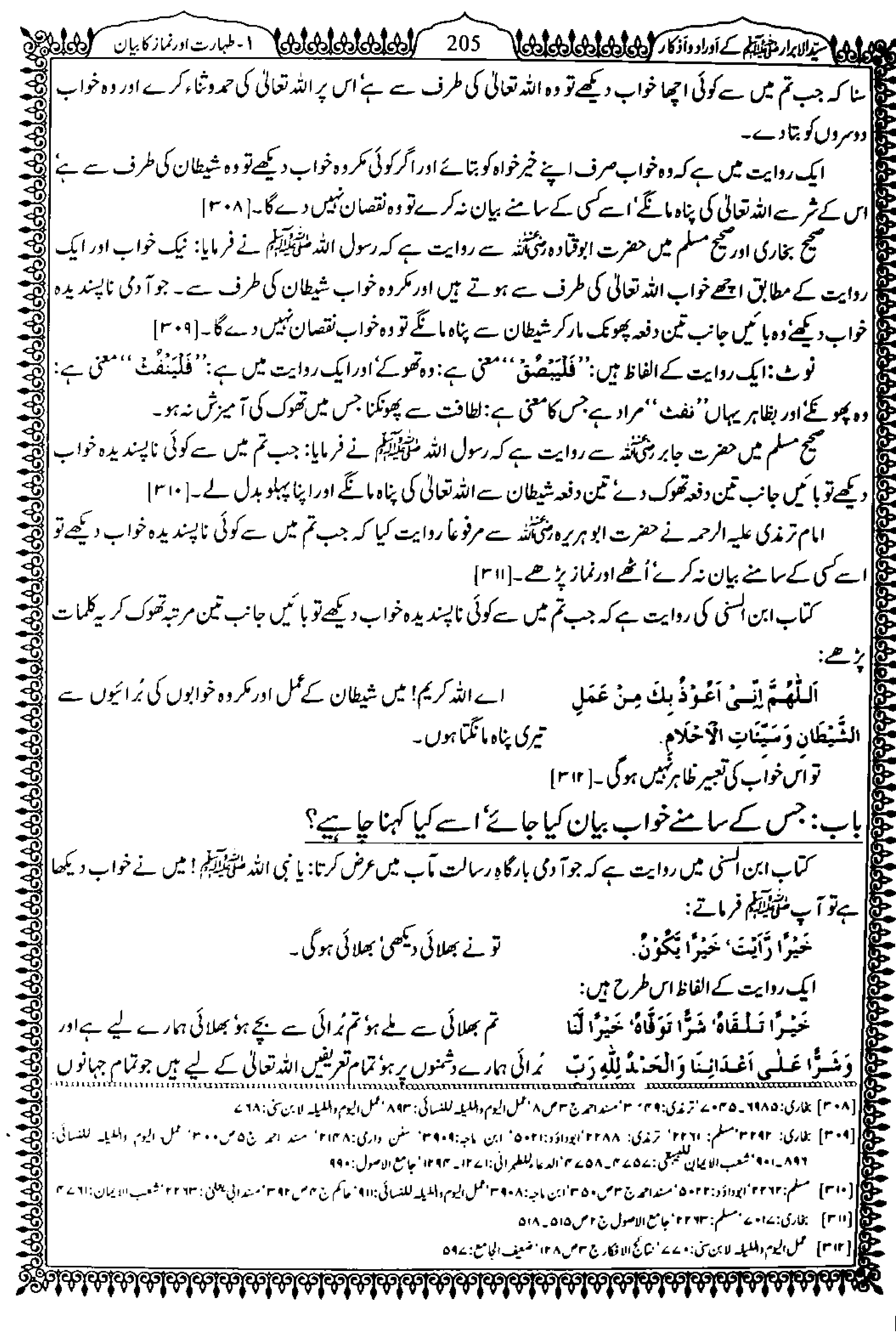
اس آدمی نے یہ وظیفہ پڑھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تکلیف دور فرمادی۔

باب: خواب میں کوئی پسندیدہ یا ناپسندیدہ معاملہ دیکھا تو کیا پڑھے؟

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے حضور نبی آخر الزماں ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے

[۲۰۶] ترمذی: ۳۵۱۸' الدعاء للطبرانی: ۱۰۸۵' المعجم الاوسط للطبرانی: ۶:۱۳

[۲۰۷] ابوداؤد: ۳۸۹۳' ترمذی: ۳۵۱۹' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۷۴۸' مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۷۶۵' الدعاء للطبرانی: ۱۰۸۶' الاحادیث الصحیحۃ: ۲۶۴



سنا کہ جب تم میں سے کوئی اچھا خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے' اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور وہ خواب دوسروں کو بتا دے۔

ایک روایت میں ہے کہ وہ خواب صرف اپنے خیر خواہ کو بتائے اور اگر کوئی مکروہ خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے' اس کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے' اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے تو وہ نقصان نہیں دے گا۔[۳۰۸]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب اور ایک روایت کے مطابق اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور مکروہ خواب شیطان کی طرف سے۔ جو آدمی ناپسندیدہ خواب دیکھے' وہ بائیں جانب تین دفعہ پھونک مار کر شیطان سے پناہ مانگے تو وہ خواب نقصان نہیں دے گا۔[۳۰۹]

نوٹ: ایک روایت کے الفاظ ہیں: ''فَلْيَبْصُقْ'' معنی ہے: وہ تھوکے' اور ایک روایت میں ہے: ''فَلْيَنْفُثْ'' معنی ہے: وہ پھونکے' اور بظاہر یہاں ''نفث'' مراد ہے جس کا معنی ہے: لطافت سے پھونکنا جس میں تھوک کی آمیزش نہ ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے' تین دفعہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور اپنا پہلو بدل لے۔[۳۱۰]

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو اسے کسی کے سامنے بیان نہ کرے' اُٹھے اور نماز پڑھے۔[۳۱۱]

کتاب ابن السنی کی روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی ناپسندیدہ خواب دیکھے تو بائیں جانب تین مرتبہ تھوک کر یہ کلمات پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ وَسَيِّئَاتِ الْاَحْلَامِ. — اے اللہ کریم! میں شیطان کے عمل اور مکروہ خوابوں کی بُرائیوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

تو اس خواب کی تعبیر ظاہر نہیں ہوگی۔[۳۱۲]

باب: جس کے سامنے خواب بیان کیا جائے' اسے کیا کہنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں روایت ہے کہ جو آدمی بارگاہِ رسالت مآب میں عرض کرتا: یا نبی اللہ ﷺ! میں نے خواب دیکھا ہے تو آپ ﷺ فرماتے:

خَيْرًا رَأَيْتَ' خَيْرًا يَكُوْنُ. — تو نے بھلائی دیکھی' بھلائی ہوگی۔

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

خَيْرًا تَلْقَاهُ' شَرًّا تَوَقَّاهُ' خَيْرًا لَنَا وَشَرًّا عَلٰى اَعْدَائِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ — تم بھلائی سے ملے ہو' تم بُرائی سے بچے ہو' بھلائی ہمارے لیے ہے اور بُرائی ہمارے دشمنوں پر ہو' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں

[۳۰۸] بخاری: ۶۹۸۵-۷۰۴۵' ترمذی: ۳۴۵۳' مسند احمد ج ۳ ص ۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۹۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۶۸

[۳۰۹] بخاری: ۳۲۹۲' مسلم: ۲۲۶۱' ترمذی: ۲۲۸۸' ابوداؤد: ۵۰۲۱' ابن ماجہ: ۳۹۰۹' سنن دارمی: ۲۱۴۸' مسند احمد ج ۵ ص ۳۰۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۹۶-۹۰۱' شعب الایمان للبیہقی: ۴۷۵۷-۴۷۵۸' الدعا للطبرانی: ۱۲۷۱-۱۲۹۴' جامع الاصول: ۹۹۰

[۳۱۰] مسلم: ۲۲۶۲' ابوداؤد: ۵۰۲۲' مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۰' ابن ماجہ: ۳۹۰۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۹۱۱' حاکم ج ۴ ص ۳۹۲' مسند ابی یعلیٰ: ۲۲۶۳' شعب الایمان: ۴۷۶۱

[۳۱۱] بخاری: ۷۰۱۷' مسلم: ۲۲۶۳' جامع الاصول ج ۲ ص ۵۱۵-۵۱۸

[۳۱۲] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۷۰' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۲۸' ضعیف الجامع: ۵۹۷

الْعَالَمِيْنَ. کا پروردگار ہے۔[۳۱۳]

باب: ہر رات کے نصف ثانی میں دعا و استغفار کی ترغیب

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر رات کا جب آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور نداء فرماتا ہے: کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں' مجھ سے سوال کرے میں اسے عطا کروں' کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے میں اسے بخش دوں؟

صحیح مسلم کی روایت اس طرح ہے کہ ہر رات کا جب پہلا تہائی حصہ گزر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا ہے اور نداء فرماتا ہے: میں بادشاہ ہوں' میں بادشاہ ہوں' کون ہے جو مجھ سے مانگے؟ میں اس کی دعا قبول کروں' کون ہے جو مجھ سے سوال کرے؟ میں اسے عطا کروں' کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے؟ میں اسے معاف کر دوں۔ فجر روشن ہونے تک یہ معاملہ اسی طرح رہتا ہے۔

ایک روایت اس طرح ہے: جب رات کا نصف یا دو تہائی گزر جائے۔[۳۱۴]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عمرو ابن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رات کے نصف ثانی میں پروردگارِ عالم اپنے بندے کے قریب ترین ہوتا ہے۔ اگر آپ ان لحات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو ہو جائیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۳۱۵]

باب: ہر رات کی تمام ساعتوں میں اس امید سے دعا کرنا کہ قبولیت کی گھڑی نصیب ہو جائے

صحیح مسلم میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رات میں ایک ایسی گھڑی آتی ہے' مردِ مؤمن اس لمحے اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی جو چیز بھی مانگے' اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے اور وہ ساعت ہر رات میں پائی جاتی ہے۔[۳۱۶]

باب: اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا. (الاعراف:۱۸۰)
اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں تو ان ہی ناموں سے اس کو پکارو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے اسمائے گرامی ننانوے یعنی ایک کم سو ہیں' جس نے انہیں شمار کیا وہ جنت میں داخل ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ طاق ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ (اسمائے حسنیٰ یہ ہیں:)

---

[۳۱۳] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۷۲۔۷۷۳' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۳۰۔۱۳۲' میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۱۵

[۳۱۴] بخاری: ۱۱۴۵۔۶۳۲۱۔۷۴۹۴' مسلم: ۷۵۸' موطأ ج ۱ ص ۲۱۴' ترمذی: ۳۴۹۳' سنن ابوداؤد: ۱۳۱۵۔۴۷۳۳' ابن ماجہ: ۱۳۶۶' سنن داری: ۱۴۸۶۔۱۴۸۷' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۸۔۲۶۴۔۲۶۵۔۲۸۲۔۴۱۹۔۴۳۳۔۴۸۷۔۵۰۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۷۶۔۴۸۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۹' الدعاء للطبرانی: ۱۳۲۔۱۴۸' صحیح ابن حبان: ۹۱۵۔۹۱۶' الارواء للالبانی: ۴۵۰

[۳۱۵] ابوداؤد: ۱۲۷۷' ترمذی: ۳۵۷۴' نسائی ج ۱ ص ۲۷۹۔۲۸۰' الدعاء للطبرانی: ۱۲۸' حاکم ج ۱ ص ۳۰۹' صحیح ابوداؤد: ۱۱۳۷

[۳۱۶] مسلم: ۷۵۷' مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۳۔۳۳۱۔۳۴۸' مسند ابی یعلیٰ: ۱۹۱۱۔۲۲۸۱

(۱) ''هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ'' وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں (۲) ''اَلرَّحْمٰنُ'' بے حد رحم فرمانے والا (۳) ''اَلرَّحِیْمُ'' بڑا مہربان (۴) ''اَلْمَلِكُ'' بادشاہِ حقیقی (۵) ''اَلْقُدُّوْسُ'' ہر عیب سے پاک (۶) ''اَلسَّلَامُ'' سلامتی دینے والا (۷) ''اَلْمُؤْمِنُ'' امن دینے والا (۸) ''اَلْمُهَيْمِنُ'' نگہبان (۹) ''اَلْعَزِیْزُ'' غالب (۱۰) ''اَلْجَبَّارُ'' شکستہ دلوں کو جوڑنے والا (۱۱) ''اَلْمُتَكَبِّرُ'' بڑائی والا (۱۲) ''اَلْخَالِقُ'' پیدا کرنے والا (۱۳) ''اَلْبَارِئُ'' ایجاد فرمانے والا (۱۴) ''اَلْمُصَوِّرُ'' صورت بنانے والا (۱۵) ''اَلْغَفَّارُ'' بہت بخشنے والا (۱۶) ''اَلْقَهَّارُ'' بہت قابو میں رکھنے والا (۱۷) ''اَلْوَهَّابُ'' بہت دینے والا (۱۸) ''اَلرَّزَّاقُ'' خوب رزق دینے والا (۱۹) ''اَلْفَتَّاحُ'' بہت بڑا مشکل کشا (۲۰) ''اَلْعَلِیْمُ'' سب کچھ جاننے والا (۲۱) ''اَلْقَابِضُ'' تنگ کر دینے والا (۲۲) ''اَلْبَاسِطُ'' کشادہ کرنے والا (۲۳) ''اَلْخَافِضُ'' پست کرنے والا (۲۴) ''اَلرَّافِعُ'' بلند کرنے والا (۲۵) ''اَلْمُعِزُّ'' عزت دینے والا (۲۶) ''اَلْمُذِلُّ'' ذلت دینے والا (۲۷) ''اَلسَّمِیْعُ'' خوب سننے والا (۲۸) ''اَلْبَصِیْرُ'' خوب دیکھنے والا (۲۹) ''اَلْحَكَمُ'' فیصلہ فرمانے والا (۳۰) ''اَلْعَدْلُ'' خوب انصاف کرنے والا (۳۱) ''اَللَّطِیْفُ'' لطف وکرم فرمانے والا (۳۲) ''اَلْخَبِیْرُ'' ہر چیز سے خبردار (۳۳) ''اَلْحَلِیْمُ'' بُردبار (۳۴) ''اَلْعَظِیْمُ'' عظمت والا (۳۵) ''اَلْغَفُوْرُ'' بہت بخشنے والا (۳۶) ''اَلشَّكُوْرُ'' شکر کا بدلہ دینے والا (۳۷) ''اَلْعَلِیُّ'' بہت بلند (۳۸) ''اَلْكَبِیْرُ'' بہت بڑا (۳۹) ''اَلْحَفِیْظُ'' حفاظت فرمانے والا (۴۰) ''اَلْمُقِیْتُ'' مدد کرنے والا (۴۱) ''اَلْحَسِیْبُ'' کفایت فرمانے والا (۴۲) ''اَلْجَلِیْلُ'' بزرگ (۴۳) ''اَلْكَرِیْمُ'' بہت کرم فرمانے والا (۴۴) ''اَلرَّقِیْبُ'' بڑا نگہبان (۴۵) ''اَلْمُجِیْبُ'' دعا قبول کرنے والا (۴۶) ''اَلْوَاسِعُ'' وسعت دینے والا (۴۷) ''اَلْحَكِیْمُ'' حکمت والا (۴۸) ''اَلْوَدُوْدُ'' بہت محبت کرنے والا (۴۹) ''اَلْمَجِیْدُ'' بزرگ (۵۰) ''اَلْبَاعِثُ'' انبیاء ورسل کو بھیجنے والا (۵۱) ''اَلشَّهِیْدُ'' حاضر وناظر (۵۲) ''اَلْحَقُّ'' سچا (۵۳) ''اَلْوَكِیْلُ'' کارساز (۵۴) ''اَلْقَوِیُّ'' طاقتور (۵۵) ''اَلْمَتِیْنُ'' شدید قوت والا (۵۶) ''اَلْوَلِیُّ'' دوست (۵۷) ''اَلْحَمِیْدُ'' لائقِ تعریف (۵۸) ''اَلْمُحْصِیْ'' شمار کرنے والا (۵۹) ''اَلْمُبْدِئُ'' پہلی بار پیدا کرنے والا (۶۰) ''اَلْمُعِیْدُ'' دوبارہ پیدا کرنے والا (۶۱) ''اَلْمُحْیِیْ'' زندگی عطا فرمانے والا (۶۲) ''اَلْمُمِیْتُ'' موت دینے والا (۶۳) ''اَلْحَیُّ'' ہمیشہ زندہ رہنے والا (۶۴) ''اَلْقَیُّوْمُ'' دوسروں کو قائم رکھنے والا (۶۵) ''اَلْوَاجِدُ'' پانے والا (۶۶) ''اَلْمَاجِدُ'' بزرگی والا (۶۷) ''اَلْوَاحِدُ'' اکیلا (۶۸) ''اَلصَّمَدُ'' بے نیاز (۶۹) ''اَلْقَادِرُ'' قدرت والا (۷۰) ''اَلْمُقْتَدِرُ'' صاحبِ اختیار (۷۱) ''اَلْمُقَدِّمُ'' آگے کرنے والا (۷۲) ''اَلْمُؤَخِّرُ'' پیچھے رکھنے والا (۷۳) ''اَلْاَوَّلُ'' سب سے پہلے (۷۴) ''اَلْاٰخِرُ'' سب کے بعد (۷۵) ''اَلظَّاهِرُ'' ظاہر (۷۶) ''اَلْبَاطِنُ'' پوشیدہ (۷۷) ''اَلْوَالِیْ'' مالک (۷۸) ''اَلْمُتَعَالِ'' سب سے بلند (۷۹) ''اَلْبَرُّ'' اچھا سلوک کرنے والا (۸۰) ''اَلتَّوَّابُ'' زیادہ توبہ قبول کرنے والا (۸۱) ''اَلْمُنْتَقِمُ'' بدلہ لینے والا (۸۲) ''اَلْعَفُوُّ'' خوب درگزر فرمانے والا (۸۳) ''اَلرَّءُوْفُ'' بہت مہربان (۸۴) ''مَالِكُ الْمُلْكِ'' حکومتوں کا مالک (۸۵) ''ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ'' بزرگی اور انعام والا (۸۶) ''اَلْمُقْسِطُ'' انصاف کرنے والا (۸۷) ''اَلْجَامِعُ'' جمع کرنے والا (۸۸) ''اَلْغَنِیُّ'' بے نیاز (۸۹) ''اَلْمُغْنِیْ'' بے نیاز کر دینے والا (۹۰) ''اَلْمَانِعُ'' باز رکھنے والا (۹۱) ''اَلضَّارُّ'' نقصان کا مالک (۹۲) ''اَلنَّافِعُ'' نفع پہنچانے والا (۹۳) ''اَلنُّوْرُ'' نور والا (۹۴) ''اَلْهَادِیْ'' ہدایت دینے والا (۹۵) ''اَلْبَدِیْعُ'' بے مثال موجد (۹۶) ''اَلْبَاقِیْ'' ہمیشہ رہنے والا (۹۷) ''اَلْوَارِثُ'' مالک (۹۸) ''اَلرَّشِیْدُ'' سب کی راہنمائی کرنے والا (۹۹) ''اَلصَّبُوْرُ'' تحمل اور برداشت والا۔

نوٹ ۱: اس حدیث شریف کو امام بخاری اور امام مسلم علیہما الرحمہ نے ''یُحِبُّ الْوِتْر'' تک روایت کیا ہے' اس کے مابعد سنن ترمذی وغیرہ کی روایت ہے اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

نوٹ ۲: ایک روایت میں ''اَلْمُغِیْثُ'' کی جگہ ''اَلْمُقِیْتُ' اَلرَّقِیْبُ'' کی جگہ ''اَلْقَرِیْبُ'' اور ''اَلْمَتِیْنُ'' کی جگہ ''اَلْمُبِیْنُ'' ہے جبکہ مشہور ''اَلْمَتِیْنُ'' ہے۔

نوٹ ۳: امام بخاری علیہ الرحمہ اور دیگر محدثین کے نزدیک ''اَحْصَاهَا'' کا معنی ہے: ''حَفِظَهَا'' یعنی جس نے انہیں زبانی یاد کیا۔ اس مفہوم کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے جس کے الفاظ ہیں: ''من حفظها دخل الجنة'' (جس نے ان اسمائے حسنیٰ کو یاد کرلیا وہ جنتی ہوگیا)۔

بعض علماء کے نزدیک لفظ ''مَنْ اَحْصَاهَا'' کا مطلب ہے: جس نے ان کے معانی کو پہچانا اور ان پر ایمان لایا۔

بعض کے نزدیک مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے ان کی بطریق احسن رعایت کی اور حتی الامکان ان کے معانی پر عمل کیا۔ [۳۱۷]

۞ ۞ ۞ ۞ ۞

[۳۱۷] صحیح ابن حبان: ۸۰۵' الدعاء للطبرانی: ۱۱۱' ترمذی: ۳۵۰۲' جامع الاصول ج ۴ ص ۱۷۴' الفتوحات ربانیہ ج ۳ ص ۲۲۲۔ ۲۲۳' شعب الایمان للبیہقی ج ۱ ص ۱۱۴۔ ۱۲۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب: ۲

تلاوتِ قرآن مجید کا بیان

سب سے افضل ذکر قرآن مجید کی تلاوت ہے اور تلاوت کا مقصد اس کتابِ حکیم کے معانی اور مطالب میں غور وفکر کرنا ہے۔ تلاوتِ قرآن کے کچھ آداب اور مقاصد ہیں۔ اس سے قبل میں ایک مختصر کتاب (التبیان فی علوم القرآن) تحریر کر چکا ہوں' جس میں قراء اور قراءت کے آداب' تلاوتِ قرآن کی صفات اور دیگر اُمور کا بیان کر دیا ہے۔ یہ تمام چیزیں حاملِ قرآن کے پیش نظر رہنی چاہئیں۔ اختصار کے ساتھ چند مقاصد کی طرف اس کتاب میں بھی اشارہ کروں گا' اور طالب وضاحت کی راہنمائی ان شاء اللہ ان کے مقام پر ہو جائے گی۔

فصل: ختم قرآن کی کم از کم مدت اور احوالِ متقدمین

آدمی کو چاہیے کہ خواہ سفر میں ہو یا حضر میں' دن رات قرآن مجید کی تلاوت جاری رکھے' اور اس سعادت سے بہرہ مند ہوتا رہے۔ ختم قرآن کے سلسلہ میں اسلاف کرام کی عادات مختلف رہی ہیں۔ کچھ دو ماہ میں' کچھ ایک ماہ میں' کچھ دس راتوں میں اور کچھ آٹھ راتوں میں ختم کرتے تھے جبکہ اکثر مشائخ کرام کا طرزِ عمل یہ تھا کہ سات راتوں میں ایک دفعہ قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے۔

پھر بعض اسلاف عظام چھ راتوں میں' بعض پانچ' بعض چار اور کئی بزرگ تین راتوں میں بھی قرآن مجید ختم کرتے رہے ہیں۔

چوبیس گھنٹوں میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرنے والوں کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ بعض دو مرتبہ اور بعض تین مرتبہ ختم کرتے رہے ہیں جبکہ بعض بزرگ ایسے بھی ہوئے ہیں جو دن رات میں آٹھ مرتبہ قرآن مجید ختم کرتے تھے' چار مرتبہ رات میں اور چار مرتبہ دن میں۔

حضرت صوفی سید جلیل ابن کاتب رضی اللہ عنہ ان جلیل المرتبت افراد میں سے ہیں جو چار مرتبہ دن میں اور چار مرتبہ رات میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے' ہماری معلومات کے مطابق چوبیس گھنٹوں میں ختم قرآن کی یہ زیادہ سے زیادہ مقدار ہے۔

سید جلیل احمد دورقی علیہ الرحمہ نے حضرت منصور ابن زاذان تابعی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ (منصور) ظہر اور عصر کے درمیان' اسی طرح مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور ماہِ رمضان المبارک میں مغرب اور عشاء کے درمیان دو مرتبہ مکمل اور کچھ اوپر پڑھا کرتے تھے۔ البتہ رمضان المبارک میں نمازِ عشاء رات کا ایک چوتھائی گزر جانے کے بعد ادا کرتے تھے۔

ابن ابوداؤد علیہ الرحمہ نے صحیح سند سے روایت کیا کہ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ رمضان المبارک میں مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن مجید ختم کر لیا کرتے تھے۔

اور وہ نفوسِ قدسیہ اَن گنت ہیں جو ایک رکعت میں قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے' منجملہ حضرت عثمان ابن عفان' حضرت تمیم

داری اور حضرت سعید ابن جُبیر رضی اللہ عنہم ہیں۔

ختم قرآن کے دورانیہ میں عاداتِ مشائخ مختلف کیوں؟

قول مختار کے مطابق ختم قرآن کے اوقات کا یہ اختلاف شخصیات کے مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ تو جس کے لیے بدقت نظر تلاوت کرنے سے قرآن کے لطائف و معارف عیاں ہوتے ہوں' اسے اتنی مقدار قرآن پڑھنا چاہیے جتنا مکمل سمجھ آ جائے۔

ایسے ہی جو شخص علومِ دینیہ کی ترویج' مسلمانوں کے مابین فیصلوں' دیگر اُمورِ دینیہ یا عوامی فلاحی کاموں میں مشغول ہو تو وہ اس قدر تلاوت کرے جس سے اس کے معاملات میں خلل واقع نہ ہو۔

اور جو ان اُمورِ مذکورہ میں مشغول نہ ہو' وہ حتی الامکان کثرت سے تلاوت کرے' لیکن اس حد تک کہ طبع میں ملال اور اکتاہٹ پیدا نہ ہو اور نہ ہی تیز رفتاری سے الفاظ کی ادائیگی میں بگاڑ پیدا ہو۔

ختم قرآن کی کم از کم مدت میں متقدمین کی ایک جماعت کا مؤقف

متقدمین کی ایک جماعت کے نقطۂ نظر سے چوبیس گھنٹوں کے اندر قرآن مجید ختم کرنا مکروہ ہے۔

اس پر دلیل وہ حدیث ہے جو سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی اور دیگر کتب میں حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے تین دن سے کم مدت میں قرآن پاک ختم کیا' وہ اسے نہیں سمجھا۔[۳۱۸]

قرآن پاک کا آغاز اور اختتام کب ہونا چاہیے؟

تلاوت کرنے والے کو اختیار ہے جب چاہے آغاز کرے' جب چاہے اختتام کرے' اگر ہفتہ میں ایک مرتبہ ختم کرنے کی روٹین ہے تو پیشِ نظر رہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جمعہ کی رات تلاوت کا آغاز فرماتے اور جمعرات کی رات ختم فرماتے تھے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: افضل طریقہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ رات کو ختم کرے تو دوسری مرتبہ دن کو' اور دن میں ختم قرآن بروز پیر نمازِ فجر کی دو رکعتوں میں یا ان کے بعد ہونا چاہیے اور رات میں بروز جمعرات نمازِ مغرب کی دو رکعات میں یا ان کے بعد ہونا چاہیے تاکہ دن کے آغاز اور اختتام دونوں اطراف کو نمائندگی حاصل ہو جائے۔

ابن ابوداؤد نے جلیل القدر تابعی حضرت عمرو ابن مرّہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ علماء کرام پسند فرماتے تھے کہ رات یا دن کے ابتدائی حصہ میں قرآن پاک ختم کیا جائے۔

جلیل القدر امام حضرت طلحہ ابن مصرّف تابعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس نے دن کے کسی بھی وقت میں قرآن پاک ختم کیا۔ فرشتے شام تک اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں' اگر رات کی کسی ساعت میں ختم کیا تو فرشتے صبح تک دعائیں کرتے ہیں۔ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ کی روایت بھی اسی کی مثل ہے۔

ابومحمد داری علیہ الرحمہ جن کے حفظ' جلالت' اتقان اور تقویٰ پر علماء کا اتفاق ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس نے رات کی ابتداء میں قرآن پاک ختم کیا' فرشتے صبح تک اس کے لیے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور جسے رات کے آخری حصہ میں ختم قرآن کا اتفاق ہوا' فرشتے اگلے دن شام تک اس کے لیے دعائیں کرتے ہیں۔ امام

[۳۱۸] ابوداؤد: ۱۳۹۴' ترمذی: ۲۹۵۰' ابن ماجہ: ۱۳۴۷' سنن داری: ۱۵۰۱' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴۔۱۸۹۔۱۹۵' صحیح ابن حبان: ۷۵۵' نتائج الافکار ۳ ص ۱۶۴۔۱۶۵' سنن ابوداؤد: ۱۳۴۲

دارمی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۱۹]

فصل: تلاوتِ قرآن کے افضل اور مباح اوقات کا بیان

سب سے افضل تلاوت وہ ہے جو نماز میں کی جائے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے نماز میں طویل قیام کرنا طویل سجود اور دیگر ارکان سے افضل ہے اور نماز کے علاوہ تلاوت میں رات کا وقت سب سے افضل ہے اور رات کا آخری نصف پہلے سے افضل ہے۔

مغرب اور عشاء کے درمیان قرآن مجید کی تلاوت پسندیدہ ہے۔ دن کی تلاوت میں افضل وقت نمازِ فجر کے بعد ہے۔ اور چوبیس گھنٹوں میں کسی وقت بھی تلاوتِ قرآن مکروہ نہیں ہے اور نہ ہی ان اوقات میں مکروہ ہے جن میں نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے۔

اور وہ روایت جو ابن ابوداؤد علیہ الرحمہ نے معاذ ابن رفاعہ علیہ الرحمہ سے اور انہوں نے اپنے مشائخ سے بیان کی کہ وہ عصر کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ یہودیوں کے پڑھنے کا وقت ہے۔ یہ روایت ناقابل قبول اور بے اصل ہے۔

تلاوتِ قرآن کے لیے دنوں میں جمعہ' پیر' جمعرات اور عرفہ کا دن افضل ہے۔ عشروں میں ذوالحج کا پہلا اور رمضان المبارک کا آخری عشرہ افضل ہے اور مہینوں میں رمضان المبارک افضل ہے۔

فصل: ختم قرآن کے آداب اور دیگر اُمور کا بیان

ماقبل میں گزر چکا ہے کہ اگر اکیلا تلاوت کر رہا ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ نماز میں قرآن پاک ختم کرے' اور اگر نماز کے علاوہ ختم کریں جیسے چند لوگ جمع ہو کر قرآن پاک ختم کرتے ہیں تو ان کے لیے مستحب ہے کہ دن یا رات کے آغاز میں ختم کریں اور ختم قرآن کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے بشرطیکہ وہ دن ایسا نہ ہو جس میں شریعت مطہرہ نے روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

حضرت طلحہ ابن مصرّف' حضرت میب ابن رافع اور حضرت حبیب ابن ابوثابت علیہم الرحمہ جس روز قرآن مجید ختم فرماتے تھے' اس دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

جو آدمی قرآن پاک کی تلاوت کر سکتا ہو یا جو نہ کر سکتا ہو' تمام کے لیے ختم قرآن پاک کی محفل میں جانا مستحب ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے حیض والی عورتوں کو عید کے دن باہر آنے کا حکم فرمایا' تاکہ وہ بھلائی کے اُمور اور مسلمانوں کی دعا میں شامل ہوں۔[۳۲۰]

مسند دارمی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے تلاوتِ قرآن کرنے والوں کی نگرانی کے لیے ایک آدمی مقرر کر رکھا تھا۔ جب کوئی قاری ختمِ قرآن کا ارادہ کرتا تو وہ آدمی آپ کو اطلاع کر دیتا' آپ ختم قرآن کی اس تقریب میں شرکت فرماتے۔

ابن ابوداؤد نے دو صحیح سندوں کے ساتھ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ جب قرآن پاک ختم فرماتے تو اپنے اہل خانہ کو جمع کرتے اور دعا فرماتے۔

---

[۳۱۹] التبیان ص ۶۰

[۳۲۰] بخاری: ۳۲۴' مسلم: ۸۹۰' ابوداؤد: ۱۱۳۶' ترمذی: ۵۳۹' نسائی ج ۳ ص ۱۸۰-۱۸۱' جامع الاصول: ۴۲۶۳

جلیل القدر تابعی حضرت حکم ابن عتیبہ علیہ الرحمہ سے صحیح اسانید کے ساتھ مروی ہے' آپ فرماتے ہیں کہ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ اور عبدہ ابن ابولبابہ علیہ الرحمہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ ہمارا ختم قرآن پاک کا پروگرام ہے' اس لیے آپ کو دعوت دے رہے ہیں' ضرور تشریف لائیں کیونکہ ایسے مواقع پر دعا مستجاب ہوتی ہے۔

بعض صحیح روایات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ ختمِ قرآن کی تقریب میں رحمت الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے۔

صحیح سند کے ساتھ حضرت مجاہد علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ختم قرآن پاک کی تقریب سعید میں لوگ جمع ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ختم قرآن کی محفل میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔[۳۲۱]

فصل: ختم قرآن مجید کے وقت دعا مانگنے کا استحباب

ختم قرآن مجید کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اور ماقبل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اس کی بڑی تاکید آئی ہے۔

مسند دارمی میں حضرت حمید اعرج علیہ الرحمہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن مجید مکمل کیا' پھر دعا مانگی تو اس کی دعا پر چار ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں۔[۳۲۲]

بہتر یہ ہے کہ دعا گڑگڑا کر اور عاجزی سے مانگی جائے' اس میں اہم اُمور ذکر کیے جائیں اور کلمات جامع ہوں' دعا کا اکثر حصہ یا مکمل دعا اُمورِ آخرت پر مشتمل ہو' مسلمانوں کے معاملات' بادشاہ اور افسر شاہی (Bureaucracy) کی اصلاح پر مشتمل ہو اور یہ کہ انہیں اطاعت کرنے اور ممنوعات سے بچنے کی توفیق نصیب ہو۔ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں باہمی تعاون' قیامِ انصاف میں آپس کا اتفاق اور دشمنانِ اسلام اور دیگر مخالفین پر غلبہ نصیب ہو۔

میں نے اپنی کتاب ''آداب القرآن'' میں کچھ دعاؤں کی طرف اشارہ کر دیا ہے' وہاں اختصار سے دعائیں بھی ذکر کر دی ہیں جس کا ارادہ ہو وہاں سے نقل کر سکتا ہے۔

جب آدمی ختم قرآن پاک سے فارغ ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ ساتھ ہی دوبارہ تلاوت کا آغاز کر دے۔ اسی طریقہ کو بزرگانِ دین نے پسند کیا ہے اور استدلال کیا ہے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کام حل اور رحلت ہے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ حل اور رحلت کیا ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: قرآن کا آغاز اور اختتام۔[۳۲۳]

فصل: جو آدمی معمول کا وظیفہ کیے بغیر سو گیا وہ کیا کرے؟

صحیح مسلم میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی رات کا مکمل یا کچھ وظیفہ پڑھے بغیر سو گیا' وہ نمازِ فجر اور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو اس کا اندراج رات والی فائل میں کر دیا جائے گا۔[۳۲۴]

فصل: قرآن مجید کو یاد رکھنے اور اسے بھولنے سے بچنے کا حکم

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد الانبیاء ﷺ نے فرمایا: قرآن مجید کو یاد رکھو اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (مصطفےٰ ﷺ) کی جان ہے! قرآن مجید رسّیاں توڑ کر فرار ہونے والے

[۳۲۱] سنن دارمی: ۳۳۷۵' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۷۲

[۳۲۲] سنن دارمی: ۳۳۸۳' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۷۷۔۱۷۸

[۳۲۳] ترمذی: ۲۹۴۹۔۵۶۸' شعب الایمان للبیہقی: ۲۰۶۹

[۳۲۴] سابقہ: ۱۳

اونٹ سے زیادہ تیزی کے ساتھ (حفاظ کے سینوں سے) نکلنے والا ہے۔[۳۲۵]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سیّد المرسلین ﷺ نے فرمایا: حافظِ قرآن کی مثال باندھے ہوئے اونٹوں کی طرح ہے' اگر ان کا مالک ان کی نگرانی کرے گا تو وہ رہیں گے اور اگر چھوڑ دے گا تو فرار ہو جائیں گے۔[۳۲۶]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے سامنے میری امت کے نیک اعمال پیش کیے گئے' حتیٰ کہ وہ تنکا بھی دکھایا گیا جسے آدمی اُٹھا کر مسجد سے باہر پھینک دیتا ہے' اسی طرح امت کے گناہ بھی پیش کیے گئے' میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ ایک آدمی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو اور وہ اسے بھلا دے۔[۳۲۷]

سنن ابوداؤد اور مسند دارمی میں حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے قرآن مجید یاد کر کے بھلا دیا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں پیش ہوگا کہ وہ مرضِ جذام (کوڑھ) میں مبتلا ہوگا۔[۳۲۸]

فصل: قاریٔ قرآن کے لیے قابلِ توجہ آداب و مسائل

قاریٔ قرآن کے لیے آداب و مسائل بہت زیادہ ہیں۔ ہم یہاں چند درج کریں گے۔ مگر شہرت اور پریشان کن طوالت کے باعث ان کے دلائل ذکر نہیں کریں گے۔

اوّل یہ کہ خلوصِ نیت سے محض رضائے الٰہی کی خاطر تلاوت کرے' اس کے علاوہ کوئی مقصد نہیں ہونا چاہیے۔

دوم یہ کہ تلاوت کرتے ہوئے قرآن عظیم کا دامنِ ادب و احترام ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔

اور سوم یہ کہ ذہن میں یہ بات مستحضر رہے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہمکلام ہے اور اس کی کتابِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ لہٰذا ایسی کیفیت میں تلاوت کرے' گویا وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہا ہے' اور اگر یہ کیفیت نصیب نہیں تو پھر یہ بات تو طے شدہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے۔

فصل: تلاوت سے قبل مسواک کرنا' طریقۂ کار اور دیگر احکام

تلاوتِ قرآن مجید سے قبل مسواک وغیرہ سے منہ اچھی طرح صاف کر لینا چاہیے۔ مسواک خواہ پیلو کے درخت کی ہو یا کوئی اور' یوں ہی سُعد' اشنان' کھردرے کپڑے اور برش' منجن وغیرہ کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔

انگلی کے استعمال سے صفائی کے حصول میں شوافع کے تین اقوال ہیں:

(۱) زیادہ مشہور یہی ہے کہ صفائی حاصل نہیں ہوگی۔

(۲) صفائی حاصل ہو جائے گی۔

(۳) اگر مسواک یا برش وغیرہ کوئی اور چیز موجود نہ ہو تو انگلی سے صفائی حاصل ہو جائے گی ورنہ نہیں ہوگی۔

---

[۳۲۵] بخاری:۵۰۳۳' مسلم:۷۹۱' مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۷_۴۱۱' مسند ابی یعلیٰ:۷۳۰۵

[۳۲۶] بخاری:۵۰۳۱' مسلم:۷۸۹' موطأ ج ۱ ص ۲۰۲' نسائی ج ۲ ص ۱۵۴' ابن ماجہ:۳۷۸۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷_ ۶۴_ ۱۱۲' صحیح ابن حبان:۷۶۱_ ۷۶۲' شرح السنہ للبغوی:۱۲۲۱

[۳۲۷] ابوداؤد:۴۶۱' ترمذی:۲۹۱۷' ضعیف ابوداؤد:۸۸

[۳۲۸] ابوداؤد:۱۴۷۴' سنن دارمی:۳۳۴۳' مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۷' نتائج الافکار ج ۳ ص ۱۹۱' ضعیف ابوداؤد:۳۱۷

انسان سنت پر عمل پیرا ہونے کی نیت سے منہ کی دائیں جانب سے آغاز کرے اور مسواک دانتوں کی چوڑائی میں کرے۔
ہمارے بعض علماء کرام نے فرمایا: مسواک کا آغاز کرتے ہوئے یہ دعا مانگ لے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے اللہ کریم! اے ارحم الراحمین! اس مسواک میں میرے لیے برکت پیدا فرما!

دانتوں کے اندرونی و بیرونی حصوں کو صاف کرے دانتوں کے کناروں اور ڈاڑھوں کے اوپر نیچے مسواک استعمال کرے۔ حلق کے بالائی حصہ میں بھی نرمی سے استعمال کرلے۔

مسواک متوسط درجہ کی ہو نہ بالکل خشک ہو اور نہ ہی حد سے زیادہ نرم ہو اور اگر زائد از ضرورت خشک ہو تو پانی سے نرم کرلے۔

خون وغیرہ کی وجہ سے اگر منہ پلید ہو تو دھونے سے قبل تلاوتِ قرآن مکروہ ہے۔ حرمت کے بارے میں دو قول ہیں' زیادہ صحیح یہ ہے کہ حرام نہیں ہے۔ جیسا کہ گزشتہ اوراق میں بیان کردیا گیا ہے' نیز اس فصل سے متعلق باقی ماندہ مسائل ماقبل فصول میں بیان کیے جاچکے ہیں۔

فصل: قرآن مجید کی تلاوت کیفیتِ وجد سے ہونی چاہیے

قاریٔ قرآن کو چاہیے کہ وہ خشوع' خضوع اور تدبّر سے تلاوت کرے کہ یہی مقصودِ تلاوت ہے۔ اسی سے شرح صدور اور دلوں کو نور نصیب ہوتا ہے۔ اس موضوع پر اَن گنت دلائل موجود ہیں۔

بزرگانِ دین کا ایسا گروہ بھی ہوا ہے جو ساری رات ایک ہی آیت کی تلاوت کرتے رہتے یا دورانِ تلاوت کسی ایک آیت میں غور و خوض کرتے ہوئے رات کا اکثر حصہ گزار دیتے' کچھ پر غشی طاری ہو جاتی اور کچھ راہیٔ ملکِ بقاء ہو جاتے۔

دورانِ تلاوت رونا مستحب ہے اور جو رونے پر قادر نہ ہو' وہ رونے کی کوشش کرے اور رونے والوں جیسی شکل و صورت بنائے کیونکہ دورانِ تلاوت رونا اور آنسو بہانا عارفین کی صفت اور صالحین کا شعار ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا۝ (الاسراء:۱۰۹)

اور وہ روتے ہوئے ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں اور قرآن ان کے خشوع اور خضوع کو اور بڑھاتا ہے۝

میں نے اپنی کتاب التبیان فی آداب حملۃ القرآن میں اس موضوع پر کثیر روایات ذکر کی ہیں۔

کرامات' معارف' مواہب اور لطائف کے حامل عظیم بزرگ حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پانچ چیزیں دل کی دوا ہیں: (۱) قرآن مجید کی تلاوت غور و فکر سے کرنا (۲) خالی پیٹ رہنا (۳) رات کا قیام (۴) بوقتِ سحر رونا (۵) نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا۔ ✱

✱ آنسو بہا کر عبادت کرنا قربِ خداوندی کا بہترین ذریعہ ہے

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عالم پیر نور محمد فنافی الرسول رضی اللہ عنہ اپنی تصنیفِ لطیف ''تحقیق الوجد'' میں فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے: قیامت کے روز سات شخص سایۂ عرش میں کھڑے ہوں گے' جن میں سے ایک وہ ہے جو خلوت میں یادِ الٰہی میں روئے۔ (صحیح بخاری۔ کتاب الاذان۔ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰة)

سنن ترمذی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَی اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ قَطْرَةِ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةِ دَمٍ تُهْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.

دو قطروں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو کوئی چیز زیادہ پیاری نہیں' ایک قطرہ آنسو کا اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور خون کا ایک وہ قطرہ جو راہِ خدا میں گرایا جائے۔

(سنن ترمذی۔ ابواب فضائل الجہاد۔ ص ۲۰۰' مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

ولنعم ما قیل

کہ برابر می نہد شاہ مجید — اشک را ہم وزن با خون شہید

سبحان اللہ! رونے والے کے آنسو اور شہیدوں کے خون کا ایک ہی رتبہ ہے۔

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ یَّخْرُجُ مِنْ عَیْنَیْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ کَانَ مِثْلَ رَاْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ثُمَّ یُصِیْبُ شَیْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَی النَّارِ.

جس مؤمن کی آنکھوں سے خوفِ خدا سے آنسو نکلیں اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں' پھر وہ آنسو چہرے پر بہہ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس مؤمن کو آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ۔ باب الحزن والبکاء)

یہ خوف کا رونا ہے اور عشق ومحبتِ الٰہی کا رونا' اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

ساری چمک دمک تو انہی موتیوں سے ہے — آنسو نہ ہوں تو عشق میں کچھ آبرو نہ ہو

(مترجم)

فصل: قرآن مجید دیکھ کر تلاوت کرنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے؟

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے اور اسلاف کرام کا مذہب مشہور یہی ہے۔ لیکن مطلقاً یہ بات درست نہیں بلکہ اگر قاری کو مصحف سے دیکھ کر پڑھنے کی بجائے زبانی پڑھنے سے تدبر' تفکر اور قلب ونظر کی جمعیت زیادہ نصیب ہو تو زبانی پڑھنا افضل ہے' اور اگر دونوں جانب کیفیت برابر ہو تو دیکھ کر پڑھنا افضل ہے اور اسلاف کی یہی مراد ہے۔

فصل: تلاوتِ قرآن مجید بلند آواز سے افضل ہے یا آہستہ؟

قرآن مجید بلند آواز سے اور آہستہ دونوں طرح پڑھنے کی فضیلت میں روایات موجود ہیں۔ ان میں باہم تطبیق دیتے ہوئے علماء کرام نے فرمایا: جسے ریاکاری کا خدشہ ہو' اس کے لیے آہستہ پڑھنا افضل ہے اور جسے یہ خدشہ نہ ہو اس کے لیے بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے' بشرطیکہ کسی نمازی' سونے والے یا کسی دوسرے آدمی کے لیے باعث اذیت نہ ہو۔

بلند آواز سے پڑھنا اس لیے بھی افضل ہے کہ اس صورت میں تلاوت زیادہ ہوتی ہے' اس کا نفع دوسروں تک پہنچتا ہے' قاری کا دل بیدار ہوتا ہے' وہ غور وخوض کرتا ہے' اس کے کان تلاوت کی طرف متوجہ رہتے ہیں' نیند دور رہتی ہے' اس کے ذوق و شوق میں اضافہ ہوتا ہے اور وہ سونے والے کو بیدار اور غافل کو ہوشیار کرتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی نیت ہو تو بلند آواز سے پڑھنا افضل ہے۔

فصل: خوبصورت آواز سے تلاوت کرنا مستحب ہے

خوبصورت آواز سے تلاوت کرنا مستحب ہے بشرطیکہ آواز پھیلانے کی وجہ سے قواعد تجوید سے تجاوز نہ ہو اور اگر تجوید وقراءت کے اصول وقواعد سے تجاوز کر گیا' بایں طور کہ حرف کا اضافہ کر دیا یا حرف غائب کر دیا تو یہ حرام ہے۔

ترنم سے تلاوت کرنے کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر قواعد سے تجاوز کر گیا تو حرام ہے ورنہ نہیں۔

خوبصورت آواز سے تلاوت کرنے کے متعلق کثیر مشہور احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ میں نے اپنی کتاب آداب القراءت میں چند ذکر کر دی ہیں۔

فصل: تلاوتِ قرآن مجید کے آغاز اور اختتام کا مقام

قاریٔ قرآن اگر کسی سورت کے درمیان سے تلاوت کا آغاز کرتا ہے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ کلامِ مربوط کے شروع سے تلاوت کا آغاز کرے (کلام مربوط یعنی بعض کلام کا بعض کے ساتھ ربط ہو مثلاً کسی واقعہ یا مسئلہ کا بیان ہو تو قاری وہاں سے تلاوت کا آغاز کرے جہاں سے وہ واقعہ یا مسئلہ شروع ہو رہا ہو) اور اگر وقف کرنا ہو تو وہ بھی کلام مربوط پر کرے یعنی جہاں کوئی بات مکمل ہو رہی ہو۔

تلاوتِ قرآنِ مجید کی ابتداء اور اختتام میں اجزاء' احزاب اور اعشار کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کیونکہ بسا اوقات یہ کلام مربوط کے درمیان میں آ جاتے ہیں۔

اور ان آداب کا لحاظ نہ کرنے والے اور مرتکبین اغلاط کی کثیر تعداد دیکھ کر آدمی کو دھوکے میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

عظیم بزرگ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ کا فرمان پیش نظر رہے' آپ فرماتے ہیں: راہ ہدایت کے سالکین کی قلت تمہیں وحشت میں مبتلا نہ کرے اور ہلاک ہونے والوں کی کثرت تمہیں دھوکے میں مبتلا نہ کرے۔

اسی لیے علماء کرام نے فرمایا: کسی طویل سورت میں سے چند آیاتِ مبارکہ تلاوت کرنے کی بجائے ان آیات کے برابر کوئی مختصر سورت مکمل پڑھ لینا افضل ہے کیونکہ کثیر لوگ کلام کے باہمی ربط کا علم نہیں رکھتے یا کئی لوگوں کی بعض احوال اور مقامات میں ربط کی طرف توجہ نہیں رہتی۔

فصل: نمازِ تراویح پڑھانے والوں کی ایک ناپسندیدہ بدعت

ایک ناپسندیدہ بدعت وہ ہے جس کا ارتکاب لوگوں کو نمازِ تراویح پڑھانے والے کئی جاہل قاری کرتے ہیں۔ وہ رمضان المبارک کی ساتویں رات تراویح کی آخری رکعت میں مکمل سورۂ انعام پڑھتے ہیں' اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ یہ مستحب ہے اور یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ سورت یکبارگی نازل ہوئی ہے۔ اس حرکت میں وہ لوگ کئی خرابیوں کے مرتکب ہوتے ہیں:

(۱) اس کو مستحب جاننا۔

(۲) عوام کو اس کے مستحب ہونے کا وہم ڈالنا۔

(۳) دوسری رکعت کو پہلی سے طویل کرنا۔

(۴) مقتدیوں کے لیے طوالت کا باعث بننا۔

(۵) قراءت میں تیز رفتاری کی وجہ سے گڑبڑ کرنا۔

(۶) ابتدائی رکعات میں زائد از ضرورت تخفیف کرنا۔

فصل: سورتوں کے نام رکھنا مکروہ نہیں ہے

قرآن مجید کی سورتوں کے نام رکھتے ہوئے سورۂ بقرہ' سورۂ آل عمران' سورۂ نساء' سورۂ عنکبوت اور سورۂ روم وغیرہ کہنا جائز ہے' اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

بعض علماء نے اس انداز کو مکروہ قرار دیا ہے' وہ کہتے ہیں: یوں کہنا چاہیے کہ وہ سورت جس میں گائے کا ذکر ہے یا وہ سورت جس میں عورتوں کا ذکر ہے۔ وغیر ذالك!

قول اوّل درست ہے اور یہی علماء متقدمین اور متاخرین کا مذہب ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اَن گنت احادیث مبارکہ میں اس کا ثبوت موجود ہے اور صحابہ کرام اور تابعین سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔

یوں ہی قراءت کی نسبت کرتے ہوئے اس طرح کہنا مکروہ نہیں ہے کہ یہ قراءت ابوعمرو کی ہے یا یہ قراءت ابن کثیر کی ہے وغیر ذالك۔ یہی صحیح اور مختار مذہب ہے اور متقدمین ومتاخرین علماء کرام کا اسی پر عمل ہے۔ کسی کا انکار ثابت نہیں' البتہ حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فلاں کی قراءت یا فلاں کا سال کہنے کو لوگ مکروہ سمجھتے تھے' جبکہ صحیح مذہب وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے۔

فصل: قرآن مجید بھولنے کی نسبت اپنی طرف کرنا مکروہ ہے

ایسا کہنا مکروہ ہے کہ میں فلاں آیت یا فلاں سورت بھول گیا ہوں' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ مجھے فلاں آیت بھلا دی گئی ہے یا (بھلا دیئے جانے کی وجہ سے) فلاں آیت میں ساقط کر بیٹھا ہوں۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ بھلا دیا جاتا ہے۔ اور صحیحین کی ایک روایت اس طرح ہے: کتنا برا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ تو بھلا دیا گیا ہے۔[۳۲۹]

صحیحین میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ایک آدمی کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے' اس نے مجھے ایک آیت مبارکہ یاد دلا دی ہے جو (بھلا دیئے جانے کی وجہ سے) میں ساقط کر بیٹھا تھا۔ ایک روایت اس طرح ہے: جو مجھے بھلا دی گئی تھی۔[۳۳۰]

خلاصۂ کلام

قاری اور قراءت کے آداب اس قدر کثیر ہیں کہ احاطہ کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔ البتہ ان مختصر فصول میں چند اہم مقاصد ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔ ذاکر اور قاری کے بعض آداب کتاب کی ابتدائی فصلوں میں بھی بیان کیے جا چکے ہیں اور قراءت سے متعلق کچھ آداب اذکار صلوٰۃ کے ضمن میں بھی بیان کیے گئے ہیں۔ جو مزید مطالعہ کا خواہش مند ہو' وہ ہماری کتاب "التبیان فی آداب حملة القرآن" کا مطالعہ کرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے' وہی مجھے کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

فصل: تلاوتِ قرآن مجید تمام اذکار سے افضل ذکر ہے

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ تلاوتِ قرآن مجید کی تاکید تمام اذکار سے زیادہ ہے' لہٰذا اس پر مداومت کرنی چاہیے اور کوئی

[۳۲۹] بخاری: ۵۰۳۲-۵۰۳۹' مسلم: ۷۹۰' ترمذی: ۲۹۴۳' نسائی ج ۲ ص ۱۵۴' عمل الیوم واللیلة للنسائی: ۷۲۵-۷۲۸' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲-۴۱۷-۴۲۳-۴۲۹-۴۳۸-۴۴۹-۴۶۳' سنن دارمی: ۲۷۴۸-۲۷۵۰' مسند حمیدی: ۹۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۳۹۵' شرح السنة للبغوی: ۱۲۲۲' صحیح ابن حبان: ۷۵۹

[۳۳۰] بخاری: ۲۶۵۵-۵۰۳۷-۵۰۳۸' مسلم: ۷۸۸' مسند ابی یعلیٰ: ۴۴۹۲' ابوداؤد: ۱۳۳۱' تبیان ص ۱۶۹-۱۷۰

دن اور رات تلاوت سے خالی نہیں گزرنا چاہیے۔ چند آیاتِ مبارکہ کی تلاوت سے اصلِ قراءت حاصل ہو جاتی ہے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر روز و شب پچاس آیات کی تلاوت کی، وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔ جس نے ایک سو کی تلاوت کی وہ عبادت گزاروں میں لکھ دیا جائے گا، جس نے دو سو کی تلاوت کی، روزِ محشر قرآن مجید اس کے ساتھ جھگڑا نہیں کرے گا اور جس نے پانچ سو کی تلاوت کی اس کے لیے ڈھیروں اجر لکھا جائے گا۔ ایک روایت میں پچاس کی جگہ چالیس اور ایک روایت میں بیس آیات کا ذکر ہے۔[۳۳۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: جس نے دس آیات کی تلاوت کی، وہ غافلین میں نہیں لکھا جائے گا۔[۳۳۲]

اس عنوان کی اور بہت زیادہ احادیث موجود ہیں، شب و روز میں تلاوت کرنے کے لیے احادیثِ مبارکہ میں کئی سورتوں کا ذکر موجود ہے، مثلاً سورۂ یٰسین ''تبارك الذی بیده الملك'' الواقعہ اور الدخان۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رضائے الٰہی کی خاطر چوبیس گھنٹوں میں ایک دفعہ سورۂ یٰسین کی تلاوت کر لی، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔[۳۳۳]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک روایت اس طرح ہے: جس نے رات کو سورۂ دخان کی تلاوت کی وہ اس حال میں صبح کرے گا کہ اس کی بخشش ہو چکی ہو گی۔[۳۳۴]

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی وہ کبھی فاقہ میں مبتلا نہیں ہو گا۔[۳۳۵]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر شب اس وقت تک آرام فرما نہ ہوتے جب تک سورۂ ''الم تنزیل الکتاب'' اور ''تبارك الذی بیده الملك'' کی تلاوت نہ فرما لیتے۔[۳۳۶]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید الکونین ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے رات کو سورۂ ''اذا زلزلت الارض'' کی تلاوت کی، اس کے لیے نصف (۱/۲) قرآن مجید تلاوت کرنے کے برابر ثواب ہو گا اور جس نے سورۂ ''قل یا ایها الکافرون'' کی تلاوت کی، اسے ایک چوتھائی (۱/۴) قرآن تلاوت کرنے کے برابر ثواب ہو گا اور جس نے سورۂ ''قل هو الله احد'' کی تلاوت کی اس کے لیے ایک تہائی (۱/۳) قرآن مجید تلاوت کرنے کا اجر و ثواب ہو گا۔[۳۳۷]

ایک روایت اس طرح ہے: جس نے آیۃ الکرسی اور سورت حٰم کی ابتدائی آیات کی تلاوت کی، وہ اس روز ہر بُری چیز سے

---

[۳۳۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۰۰

[۳۳۲] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۷۰۲، حاکم ج ۱ ص ۵۵۵، الاحادیث الصحیحہ: ۶۴۲

[۳۳۳] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۷۳، سنن دارمی: ۳۴۲۰، ابو داؤد الطیالسی: ۱۹۷۰، شعب الایمان للبیہقی: ۲۲۳۵۔۲۲۳۶، الصغیر للطبرانی: ۴۱۷، مسند ابی یعلیٰ: ۶۲۲۴، نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۵۶۔۲۶۰

[۳۳۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۷۹، ترمذی: ۲۸۹۱، شعب الایمان: ۲۴۷۶، ترمذی: ۲۸۹۰، شعب الایمان: ۲۴۷۵

[۳۳۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۸۰، شعب الایمان للبیہقی: ۲۴۹۸۔۲۵۰۰، مسند ابی یعلیٰ: ۶۲۲۴۔۶۲۳۲، الاحادیث الضعیفہ: ۲۸۹، نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۶۲۔۲۶۴

[۳۳۶] ترمذی: ۲۸۹۴۔۳۴۰۱، الادب المفرد للبخاری: ۱۲۰۹، سنن دارمی: ۳۴۱۴، مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۰، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۷۰۶۔۷۰۹، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۷۵، الدعا للطبرانی: ۲۶۶۔۲۷۲، شرح السنہ للبغوی: ۱۲۰۷۔۱۲۰۸، شعب الایمان: ۲۳۵۵۔۲۳۵۶، الاحادیث الصحیحہ: ۵۸۵، نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۶۵۔۲۶۸

[۳۳۷] ترمذی: ۲۸۹۶، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۸۶، شعب الایمان: ۲۵۱۶۔۲۵۱۷، ضعیف الجامع: ۵۷۶۹، الجامع الصحیح: ۶۳۴۲، الاحادیث الضعیفہ: ۱۳۴۲

محفوظ کر دیا جائے گا۔[۳۳۸]

اس عنوان کی کثیر احادیث مبارکہ موجود ہیں' ہم نے مقاصد کی طرف اشارہ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ درست بات کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور تمام نعمتوں کا مالک وہی ہے' اور توفیق و عصمت اسی کی بارگاہ سے نصیب ہوتی ہے۔

❁❁❁❁❁

[۳۳۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۸۷' شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۷۳۔ ۳۴۷۴' الدعاء للطبرانی: ۳۲۲' ترمذی: ۲۸۸۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۷' نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۷۳' الفتوحات ج ۳ ص ۲۸۷۔ ۲۹۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب: ۳

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

(۱) قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلٰمٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی. (النمل:۵۹)
آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

(۲) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ سَیُرِیْکُمْ اٰیٰتِہٖ فَتَعْرِفُوْنَھَا. (النمل: ۹۳)
اور آپ کہیے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں عنقریب تمہیں وہ اپنی نشانیاں دکھائے گا تو تم ان کو پہچان لو گے۔

(۳) وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا. (الاسراء:۱۱۱)
اور آپ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جس نے اپنی اولاد نہیں بنائی۔

(۴) لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ. (ابراہیم:۷)
اگر تم نے شکر کیا تو میں ضرور تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا۔

(۵) فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ. (البقرہ:۱۵۲)
سو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو۔

ان کے علاوہ کثیر تعداد میں آیات مبارکہ موجود ہیں جن میں حمد اور شکر کا حکم دیا گیا ہے اور ان کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔
سنن ابوداؤد‘ سنن ابن ماجہ اور مسند ابوعوانہ اور اسفرائینی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّدالانبیاء ﷺ نے فرمایا: ہر وہ ذی شان کام جس کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد سے نہ کیا جائے‘ وہ بے برکت ہوتا ہے۔

ایک روایت اس طرح ہے: ''بِحَمْدِ اللّٰہِ''۔

ایک اس طرح ہے: ''بِالْحَمْدِ فَھُوَ اَقْطَعُ''۔

ایک اس طرح ہے:

کُلُّ کَلَامٍ لَّا یُبْدَاءُ فِیْہِ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ فَھُوَ اَجْذَمُ.
ہر وہ ذی شان کام جس کا آغاز الحمد للہ کہہ کر نہ کیا جائے‘ وہ ناقص ہوتا ہے۔

اور ایک روایت اس طرح ہے:

کُلُّ اَمْرٍ ذِیْ بَالٍ لَّا یُبْدَاءُ فِیْہِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ فَھُوَ اَقْطَعُ.
ہر وہ ذی شان کام جس کا آغاز بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بغیر کیا جائے‘ وہ بے برکت ہوتا ہے۔[۳۳۹]

ہم نے یہ الفاظ حافظ عبدالقادر رہاوی علیہ الرحمہ کی ''کتاب الاربعین'' سے نقل کیے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے۔ موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح سے روایت کی گئی ہے‘ روایت موصول کی اسناد جید ہے۔ جمہور علماء کرام کا یہ ضابطہ ہے کہ جب کوئی روایت

[۳۳۹] ابوداؤد: ۴۸۴۰‘ ابن ماجہ: ۱۸۹۴‘ مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۹‘ صحیح ابن حبان: ۱۹۹۳‘ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۹۴-۴۹۵‘ شعب الایمان للبیہقی: ۴۳۷۲‘ الارواء للالبانی: ۱-۳‘ نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۷۷-۲۸۲

موصولاً اور مرسلاً دونوں طرح سے مروی ہو تو زیادہ ثقہ ہونے کی بناء پر حکم روایتِ موصول کے مطابق ہوگا اور جمہور علماء کے نزدیک وہی مقبول ہوگی۔

حدیث الباب کے بعض مشکل الفاظ کے معانی

لفظ ''ذِیْ بَالٍ'' کا معنی ہے: ذی شان۔

لفظ ''اَقْطَعُ'' کا معنی ہے: ناقص، قلیل البرکت یا بے برکت۔

لفظ ''اَجْذَمُ'' کا معنی وہی ہے جو ''اَقْطَعُ'' کا ہے۔

ہر ذی شان کام کا آغاز حمد سے کرنا مستحب ہے

علماء کرام فرماتے ہیں: ہر مصنّف، طالب علم، مدرّس، خطیب اور منگنی کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد سے اپنے کام کا آغاز کرے بلکہ تمام تر اہم اُمور سے قبل اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد بیان کر لینی چاہیے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں پسند کرتا ہوں کہ آدمی خطبہ اور ہر امر مطلوب سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اور بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرے۔

فصل: بعض اُمور جن سے فراغت کے بعد حمد بیان کرنا مستحب ہے

جیسا کہ ہر اچھے اور ذی شان کام کے آغاز میں حمد بیان کرنا مستحب ہے، اسی طرح کھانے، پینے، چھینک مارنے اور قضائے حاجت سے فارغ ہونے کے بعد بھی حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ منگنی (Betrothal) اور نکاح کے وقت بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے متعلقہ ابواب میں دلائل کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوگا اور دیگر مسائل بھی بیان ہوں گے۔

البتہ یہ چیزیں ماقبل میں بیان کر دی گئی ہیں کہ بیت الخلاء سے باہر آ کر آدمی کیا پڑھے گا؟ تصنیف کی جانے والی کتب کے آغاز میں کیا پڑھے؟ مدرسین اور طلباء حدیث، فقہ اور دیگر کتب درسیات کے آغاز میں کیا پڑھیں گے؟ یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کریں گے اور بیانِ حمد میں بہترین الفاظ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَO تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہےO

فصل: حمدِ باری تعالیٰ خطبۂ جمعہ کا رکن ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد خطبۂ جمعۃ المبارک اور دیگر خطبات کا رکن ہے، اس کے بغیر کوئی خطبہ درست نہیں ہوگا، حمد کے کم از کم الفاظ جن سے واجب ادا ہو جائے، یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

جبکہ افضل یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ثناء بیان کرے۔ خطبہ کا عربی زبان میں ہونا شرط ہے۔ تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

فصل: دعا کا آغاز اور اختتام حمد باری تعالیٰ سے مستحب ہے

اللہ رب العالمین کی حمد کے ساتھ دعا کا آغاز اور اختتام کرنا مستحب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَاٰخِرُ دَعْوَاهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ. (یونس:۱۰)

اور ہر بات کے آخر میں ان کا یہ کہنا ہوگا: ''الحمد للہ رب العالمین''۔

دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وتمجید سے کرنے کی دلیل ان شاء اللہ تعالیٰ عنقریب کتاب الصلوٰۃ علیٰ رسول اللہ ﷺ میں بیان کی جائے گی۔

فصل: حصولِ نعمت کے وقت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے

جب کوئی نعمت نصیب ہو یا کسی امر مکروہ کا دفاع کیا جا رہا ہو' اس وقت اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے' خواہ وہ نعمت اپنی ذات کو حاصل ہو یا کسی دوست کو یا عام مسلمانوں کو حاصل ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شب معراج حضور نبی مکرم ﷺ کے سامنے شراب اور دودھ کے دو پیالے پیش کیے گئے' (پھر آپ سے کہا گیا: دونوں میں سے جسے چاہیں اختیار کر لیں) آپ ﷺ نے دونوں کو دیکھا پھر دودھ والا پکڑ لیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے فطرتِ اسلامیہ کی طرف آپ کی راہنمائی فرمائی' اگر آپ شراب پکڑ لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔[۳۴۰]

فصل: جب کوئی نقصان ہو جائے تو بھی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے

سنن ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر آئے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کا جگر پارہ قبض کر لیا ہے؟ عرض کرتے ہیں: ہاں! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تو میرے بندے نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں: مولا! تیری حمد بیان کی اور ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام ''بَيْتُ الْحَمْدِ'' رکھ دو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۴۱]

فضیلتِ حمد کے بیان میں بہ کثرت احادیث مبارکہ مروی ہیں' سبحان اللہ اور الحمد للہ کے فضائل کے ضمن میں چند احادیث کتاب کے آغاز میں بیان کی جا چکی ہیں۔

فصل: حمدِ باری تعالیٰ کی قسم اُٹھانے کی مختلف صورتیں اور قسم ٹوٹنے سے بچنے کے طریقے

ہمارے متاخرین خراسانی علماء کرام نے فرمایا: اگر کسی آدمی نے قسم اُٹھائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جامع حمد بیان کرے گا یا کہا کہ وہ سب سے بڑی حمد بیان کرے گا۔ اگر اس نے ان الفاظ سے حمد کی تو قسم پوری ہو جائے گی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِئُ مَزِيْدَهٗ.

ہر حمد اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ایسی حمد جو اس کی نعمتوں کے برابر اور مزید نعمتوں کے لیے کافی ہو۔

ہمارے علماء کرام نے فرمایا: اگر کسی آدمی نے قسم اُٹھائی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی سب سے اچھی ثناء بیان کرے گا' وہ ان الفاظ سے ثناء کرے تو قسم پوری ہو جائے گی:

[۳۴۰] نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۸۳' بخاری: ۳۳۹۴_۳۴۳۷_۴۷۰۹_۵۵۷۶_۵۶۰۳_۵۵۷۶' مسلم: ۱۶۸' ترمذی: ۳۱۳۰' مسند احمد ج ۲ ص ۵۱۲' نسائی ج ۸ ص ۳۱۲' صحیح ابن حبان: ۵۲

[۳۴۱] ترمذی: ۱۰۲۱' مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۵' صحیح ابن حبان: ۲۹۴۸' نتائج الافکار ج ۳ ص ۲۸۰' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴۰۸

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ.
مولا کریم! میں تیری اس طرح ثناء گوئی نہیں کر سکتا جس طرح تو نے اپنی ذات کی ثناء بیان فرمائی ہے۔

بعض نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

فَلَكَ الْحَمْدُ حَتّٰی تَرْضٰی.
تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں حتیٰ کہ تیری ذات راضی ہو جائے۔

حضرت ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آغاز میں لفظ ''سُبْحَانَكَ'' کا اضافہ کر لے۔

حضرت ابونصر تمار علیہ الرحمہ' حضرت محمد ابن نضر علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا: مولا کریم! تو نے مجھے کسب معاش میں مصروف کر دیا ہے' مجھے ایسے کلمات تعلیم فرما جو حمد اور تسبیح کے جامع ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی: اے آدم! صبح اور شام تین تین مرتبہ یہ کلمات پڑھ لیا کرو:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَمْدًا يُّوَافِیْ نِعَمَهٗ وَيُكَافِیْ مَزِيْدَهٗ.
ہر حمد اللہ رب العالمین کے لیے ہے' ایسی حمد جو اس کی نعمتوں کے برابر ہو اور اس کی مزید نعمتوں کے لیے کافی ہو۔

ان الفاظ میں حمد اور تسبیح کو جمع کر دیا گیا ہے۔

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ٤

سیّد عالم ﷺ پر درود و سلام کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًاO (الاحزاب:٥٦)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں' اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود پڑھو اور بہ کثرت سلام پڑھوO

درود شریف کی فضیلت اور اس کے مامور بہ ہونے کے متعلق بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں' حصولِ برکت کے لیے چند کا ذکر کروں گا۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا' اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔[۳۴۲]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھا' اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔[۳۴۳]

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو (دنیا میں) مجھ پر سب سے زیادہ درود شریف پڑھتا رہا ہوگا۔[۳۴۴]

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ نیز فرمایا: حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف' حضرت عامر ابن ربیعہ' حضرت عمار' حضرت ابوطلحہ' حضرت انس اور حضرت اُبَی ابن کعب رضی اللہ عنہم سے بھی یہ حدیث روایت کی گئی ہے۔

سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت اوس ابن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعۃ المبارک کا دن باقی دنوں سے افضل ہے۔ اس میں کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود شریف مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں موجود صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا درود شریف آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسد اقدس اس وقت تک بوسیدہ ہو چکا ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کے جسم زمین پر حرام کر دیئے ہیں۔[۳۴۵]

---

[۳۴۲] سابقہ: ۱۰۳

[۳۴۳] مسلم: ۴۰۸' ترمذی: ۴۸۵' ابوداؤد: ۱۵۳۰' نسائی ج ۳ ص ۵۰' مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۲_۳۷۵' مسند ابی یعلیٰ: ۶۴۹۵' شعب الایمان: ۱۵۵۳' الادب المفرد للبخاری: ۶۴۵' صحیح ابن حبان: ۹۰۲

[۳۴۴] ترمذی: ۴۸۴' مسند ابی یعلیٰ: ۵۰۸۰' شرح السنۃ للبغوی: ۶۸۶' صحیح ابن حبان: ۲۳۸۹' شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۶۳_۱۵۶۴' الفتوحات ج ۳ ص ۳۰۷_۳۰۸

[۳۴۵] ابوداؤد: ۱۰۴۷_۱۵۳۱' نسائی ج ۳ ص ۹۱_۹۲' ابن ماجہ: ۱۰۸۵_۱۶۳۶' مسند احمد ج ۴ ص ۸' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۶' سنن داری: ۱۵۸۰' الکبیر للطبرانی: ۵۸۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۸' فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی: ۲۲' صحیح ابن حبان: ۵۵۰' حاکم ج ۱ ص ۲۷۸

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

لفظ ''أَرَمْــتَ'' را کے فتحہ' میم کے سکون اور تا مخففہ کے فتحہ سے پڑھا جائے گا۔ امام خطابی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس کی اصل ہے: ''أَرْمَمْتَ'' ایک میم کو حذف کر دیا' یہ بعض عربوں کی لغت ہے' جیسے کہتے ہیں: ''ظَلْتُ أَفْعَلُ كَذَا'' اصل میں ''ظَلَلْتُ أَفْعَلُ كَذَا'' تھا۔

بعض علماء کے نزدیک یہ لفظ ''أَرَمَّتْ'' ہے' را کے فتحہ' میم مشددہ کے فتحہ اور تا کے سکون کے ساتھ یعنی ''أَرَمَّتِ الْعِظَامُ'' (ہڈیاں بوسیدہ ہو گئیں) دیگر اقوال بھی موجود ہیں۔ واللہ اعلم!

سنن ابوداؤد میں کتاب الحج کے اندر زیارت قبور کے باب میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر کو عید نہ بنانا اور مجھ پر درود شریف پڑھتے رہنا تم جہاں بھی ہو' تمہارا درود شریف مجھ تک پہنچ جاتا ہے۔[۳۴۶]

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو واپس لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔[۳۴۷]

باب: جس کے پاس نبی مکرم ﷺ کا ذکر ہوا سے درود و سلام پڑھنے کا حکم

سنن ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا' اس کا ناک خاک آلود ہو (یعنی وہ ذلیل و رسوا ہو)۔[۳۴۸]

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

کتاب ابن السنی میں جید اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا جائے' وہ مجھ پر درود شریف پڑھے کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھے' اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل فرماتا ہے۔[۳۴۹]

کتاب ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے پاس میرا تذکرہ ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا' وہ بدبخت ہے۔[۳۵۰]

سنن ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کنجوس ہے وہ شخص جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور اس نے مجھ پر درود شریف نہ پڑھا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہی حدیث سنن نسائی میں حضرت امام حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے یہ حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا: بعض اہل علم سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی محفل میں

---

[۳۴۶] ابوداؤد: ۲۰۴۲' مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۷' شعب الایمان للبیہقی: ۴۱۶۲

[۳۴۷] ابوداؤد: ۲۰۴۱' مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷' فضل الصلوۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی: ۱۶' شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۸۱' القول البدیع للسخاوی ص ۲۲۹۔۲۳۰

[۳۴۸] ترمذی: ۳۵۴۹' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۴' صحیح ابن حبان: ۵۵۰' حاکم ج ۱ ص ۲۷۸

[۳۴۹] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۸۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۶۱' مسند ابی یعلیٰ: ۴۰۰۲' الفتوحات الربانیہ ج ۳ ص ۳۲۲

[۳۵۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۸۱' ضعیف الجامع: ۵۵۸۵

تاجدارِ مدینہ ﷺ پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھ لیتا ہے' وہ جملہ اُمورِ مجلس سے کفایت کر جاتا ہے۔[۳۵۱]

باب: بارگاہِ رسالت مآب میں درود وسلام پیش کرنے کا طریقہ

بارگاہِ رسالت مآب میں تفصیل سے اور اختصار سے ہدیۂ درود وسلام پیش کرنے کا طریقہ کتاب الصلوٰۃ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ ہمارے بعض علماء اور ابن ابوزید مالکی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ درود شریف پر ان الفاظ کا اضافہ کرنا مستحب ہے:

وَارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ. اور حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحم فرما!

لیکن ان کا یہ قول بدعت اور بے اصل (Baseless) ہے۔

امام ابوبکر ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شرح ترمذی میں اضافے کے اس قول کا سختی سے انکار کیا ہے۔ ابن ابوزید کو خطاوار اور اس اضافے پر عمل پیرا ہونے والے کو ناسمجھ دار قرار دیا ہے۔

امام ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ہمیں درود شریف کا طریقہ بتا دیا ہے' اگر ہم اضافہ کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ کے فرمان میں نقص اور کمی ہے (جسے پورا کیا جا رہا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے)۔

فصل: درود وسلام دونوں مامور بہ ہیں

جب بھی آدمی حضور سیّد العالمین ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرے تو درود اور سلام دونوں کو جمع کرے' کسی ایک پر اکتفاء کرتے ہوئے صرف ''صلّی اللّٰہ علیہ'' یا ''علیہ السلام'' نہ کہے۔

فصل: درود وسلام مناسب بلند آواز سے پڑھنا مستحب ہے

حدیث مبارک اور دیگر علومِ دینیہ پڑھنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جب رسول اللّٰہ ﷺ کا ذکر آئے تو وہ بلند آواز سے بارگاہِ رسالت میں درود وسلام کے نذرانے پیش کرے' خیال رہے کہ آواز زائد از ضرورت بلند نہ ہو۔

امام حافظ ابوبکر خطیب بغدادی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام نے بآوازِ بلند درود شریف پڑھنے پر نص بیان کی ہے۔ اور میں نے اسے ''علوم الحدیث'' میں نقل کر دیا ہے۔

ہمارے علماء کرام اور دیگر اہل علم نے سنن ترمذی' سنن ابوداؤد اور سنن نسائی کے حوالے سے بیان فرمایا ہے کہ تلبیہ میں درود شریف پڑھتے ہوئے آواز بلند کرنا مستحب ہے۔ واللّٰہ اعلم[۳۵۲]

باب: دعا کا آغاز حمدِ باری تعالیٰ اور درود شریف سے کرنا چاہیے

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن نسائی میں حضرت فضالہ ابن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ ﷺ نے ایک آدمی کو نماز میں دعا کرتے ہوئے سنا' جس نے نہ تو حمد باری تعالیٰ بیان کی اور نہ ہی بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود پیش کیا' تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے عجلت سے کام لیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اسے بلایا' اس آدمی کو یا حاضرین میں سے کسی دوسرے کو فرمایا: جب بھی نماز کا آغاز کرو' اللّٰہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرو' پھر درود شریف پڑھو' پھر جو چاہو اللّٰہ تعالیٰ سے مانگو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۳۵۳]

---

[۳۵۱] ترمذی: ۳۵۴۰' مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۶۔۵۷' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۸۲' ابوداؤد: ۶۷۷۶' شعب الایمان للبیہقی: ۱۵۶۷' اسماعیل القاضی: ۳۲' حاکم ج ۱ ص ۵۴۹' صحیح ابن حبان: ۹۰۶' الارواء للالبانی: ۵

[۳۵۲] ابوداؤد: ۱۵۹۹۔۱۸۱۴' ترمذی: ۸۲۹' نسائی ج ۵ ص ۱۶۲' ابن ماجہ: ۲۹۲۲' حاکم ج ۱ ص ۴۵۰

[۳۵۳] سابقہ: ۲۰۷

سنن ترمذی میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ بے شک دعا آسمان و زمین کے درمیان رکی رہتی ہے' بلند نہیں ہوتی جب تک تم اپنے نبی ﷺ پر درود شریف نہیں پڑھ لیتے۔ [۳۵۴]

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ دعا کی ابتداء میں باری تعالیٰ کی حمد و ثناء کی جائے' پھر بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود و سلام پیش کیا جائے۔ اسی طرح دعا کا اختتام بھی حمد و ثناء اور درود شریف پر ہونا چاہیے۔ اس عنوان کی بے شمار احادیثِ مبارکہ موجود ہیں۔

باب: انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مستقلاً اور ان کی آل وغیرہ پر تبعاً درود شریف پڑھنے کا بیان

ہمارے نبی مکرم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرنے پر تمام علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اسی طرح قابلِ اعتماد علماء کرام کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ پر ابتداءً اور اصالۃً درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

البتہ جمہور علماء کے نزدیک غیر انبیاء پر ابتداءً درود شریف پڑھنا درست نہیں' لہٰذا اس طرح کہنا جائز نہیں ہے: حضرت ابوبکر صدیق ﷺ۔

اس عدم جواز کے درجات مختلف ہیں۔ بعض علماء نے اسے حرام کہا ہے' اکثر کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور کثیر علماء نے اسے خلاف اولیٰ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ مکروہ تنزیہی نہیں ہے۔

صحیح اور راجح قول اکثر علماء کا ہے کہ ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ یہ اہل بدعت کا شعار ہے اور ہمیں ان کا شعار اختیار کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اور مکروہ وہ ہوتا ہے جس میں نہی مقصود وارد ہو۔

علماء کرام فرماتے ہیں: قابلِ اعتماد قول کے مطابق اسلاف کرام کی زبان سے درود شریف انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہو چکا ہے۔ جیسے لفظ عَزَّ وَجَلَّ' اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے' تو جس طرح حضرت محمد عزّ وجلّ نہیں کہہ سکتے حالانکہ آپ ﷺ عزیز اور جلیل ہیں' اسی طرح حضرت ابوبکر یا حضرت علی ﷺ نہیں کہہ سکتے' اگرچہ معنوی لحاظ سے ایسا کہنا درست ہے۔

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ غیر انبیاء پر درود شریف' انبیاء کرام کے تابع کر کے پڑھا جا سکتا ہے' یوں کہا جائے گا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ.

اے اللہ کریم! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پاک اور آپ کے صحابہ کرام اور آپ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی اولادِ اطہار اور آپ کے پیروکاروں پر رحمتِ کاملہ نازل فرما!

کیونکہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا ثبوت موجود ہے اور تشہد میں ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے' خارج از نماز بھی بزرگانِ دین کا یہی معمول رہا ہے۔

ہمارے ایک عالم دین شیخ ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سلام اور صلوٰۃ کا ایک ہی حکم ہے۔ غیر انبیاء غائب کے لیے (مستقلاً) سلام کا استعمال جائز نہیں ہے' لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کہنا جائز نہیں' فوت شدگان اور زندہ اس حکم میں برابر ہیں۔ البتہ حاضر کو لفظ سلام سے مخاطب کیا جا سکتا ہے۔ اسے "سَلَامٌ عَلَيْكَ' سَلَامٌ عَلَيْكُمْ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ" یا "عَلَيْكُمُ السَّلَامُ" کہا جا سکتا ہے' اس پر تمام علماء متفق ہیں۔ اس کی مزید وضاحت ان شاء اللہ تعالیٰ سلام کے ابواب میں آ جائے گی۔

[۳۵۴] ترمذی: ۴۸۶' شعب الایمان: ۱۵۷۶' الارواء للالبانی: ۴۳۲

فصل: صحابہ کرام' تابعین اور دیگر بزرگانِ دین کے لیے رضی اللہ عنہ اور علیہ الرحمہ کہنا مستحب ہے

صحابہ کرام' تابعین عظام اور ان کے بعد کے علماء عابدین اور صالحین کے لیے رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ تعالیٰ کہنا مستحب ہے اور بعض علماء کا یہ قول کہ رضی اللہ عنہ' صحابہ کرام کے ساتھ خاص ہے باقی کے لیے رحمہ اللہ کہا جائے گا' غلط اور نا قابل موافقت ہے۔ جمہور علماء کا مذہب درست ہے کہ تمام کے لیے رضی اللہ عنہ اور رحمہ اللہ کہنا مستحب ہے اور اس مذہب پر اَن گنت دلائل موجود ہیں۔

اگر کسی صحابی کے والد گرامی بھی صحابی ہوں تو ترضّی میں دونوں کو شامل کرتے ہوئے رضی اللہ عنہما کہا جائے گا جیسے "قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا" اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما' ابن زبیر رضی اللہ عنہما' ابن جعفر رضی اللہ عنہما اور اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما وغیرہ تاکہ باپ اور بیٹا دونوں ترضّی میں شامل ہو جائیں۔

فصل: ایک سوال اور اس کا جواب

سوال: اگر حضرت لقمان اور حضرت مریم کا ذکر ہو تو کیا انبیاء کرام کی طرح ان پر درود شریف پڑھا جائے گا یا صحابہ کرام اور اولیاء عظام کی طرح رضی اللہ عنہ کہا جائے گا یا علیہا السلام کہا جائے گا؟

جواب: جمہور علماء کرام کے نقطۂ نظر سے یہ دونوں شخصیات مقامِ نبوت پر فائز نہیں ہیں' جن لوگوں نے ان کی نبوت کا قول کیا ہے' وہ شاذ' نا قابلِ التفات اور نالائقِ اعتماد ہے۔ میں نے اپنی کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں یہ بات بڑی تفصیل سے بیان کر دی ہے۔

بعض علماء کرام کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ اس طرح کہا جائے گا:

قال لقمان او مریم صلی اللّٰہ علی الانبیاء وعلیہ او علیہا وسلم.	حضرت لقمان یا حضرت مریم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ انبیاء کرام اور ان دونوں پر درود و سلام نازل فرمائے۔

کیونکہ جن لوگوں کے لیے رضی اللہ عنہ کہا جائے گا' مرتبہ اور مقام کے لحاظ سے ان لوگوں سے یہ بلند ہیں' قرآن عزیز میں ان کا ذکر ان کے علو مرتبت کی دلیل ہے۔

میرے خیال میں ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں' لیکن بہتر یہ ہے کہ رضی اللہ عنہ یا رضی اللہ عنہا کہا جائے کیونکہ یہ الفاظ غیر انبیاء کے لیے ہیں اور ان کا نبی ہونا ثابت نہیں ہے۔

امام الحرمین اپنی کتاب "الارشاد" میں فرماتے ہیں: علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نبیہ نہیں ہیں۔ اگر کوئی آدمی حضرت لقمان یا حضرت مریم کے نام کے ساتھ علیہ السلام یا علیہا السلام کہہ دے تو بظاہر اس میں بھی کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم! "ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم"

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب:۵

پیش آمدہ معاملات کے لیے دعائیں اوراذکار

گزشتہ ابواب میں جن اذکار کا بیان ہوا' وہ ہر چوبیس گھنٹے میں پڑھے جانے والے اذکار و وظائف تھے' اب جن اذکار اور دعاؤں کا تذکرہ ہوگا وہ کبھی کبھار درپیش ہونے والے معاملات کے لیے ہیں' اسی لیے ان میں ترتیب کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

باب: دعائے استخارہ کا بیان

صحیح بخاری میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس طرح ہمیں قرآن مجید کی سورت تعلیم فرماتے' اسی طرح تمام درپیش معاملات کے لیے استخارہ تعلیم فرماتے تھے۔ آپ ﷺ فرماتے: جب تمہیں کوئی مشکل درپیش ہوتو دو رکعت نفل پڑھو' پھر یہ دعا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ' وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ' وَاَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ' فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ' وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ' وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ' اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ. اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ' ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ' وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ. اَوْ قَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ رَضِّنِیْ بِہٖ.

اے اللہ کریم! میں تیرے علم کے توسل سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے وسیلہ سے تجھ سے طاقت طلب کرتا ہوں' میں تیری بارگاہ سے تیرا فضلِ عظیم مانگتا ہوں' بے شک تو قدرت رکھتا ہے' میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو تمام غیبوں کو خوب جاننے والا ہے' اے اللہ کریم! اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام دینی لحاظ سے' معاشی لحاظ سے اور انجامِ کار میرے لیے بہتر ہے تو وہ میرے لیے مقدر فرما اور اسے میرے لیے آسان فرما! پھر میرے لیے اس میں برکت پیدا فرما! اور اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام دینی لحاظ سے' معاشی لحاظ سے اور انجامِ کار میرے لیے اچھا نہیں ہے تو اسے مجھ سے دور فرما اور مجھے اس سے بچالے اور میرے لیے بھلائی مقدر فرما وہ جہاں بھی ہو' پھر مجھے اس سے راضی فرما!

حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگ کر پھر اپنی حاجت بیان کرے۔ [۳۵۵]

علماء کرام فرماتے ہیں: استخارہ نماز اور مذکور دعا کے ساتھ مستحب ہے۔ نماز دو رکعت نفل ہونی چاہیے۔ دو رکعت سنت' تحیۃ المسجد یا فرضوں کے علاوہ کسی بھی قسم کے دو رکعت نفل ادا کرنے سے استخارہ حاصل ہو جاتا ہے۔

[۳۵۵] بخاری: ۶۳۸۲_۱۱۶۲_۷۳۹۰_۷۳۹۰' الادب المفرد للبخاری: ۷۰۳' ابوداؤد: ۱۵۳۸' ترمذی: ۴۸۰' نسائی ج ۶ ص ۸۰_۸۱' عمل الیوم والملیلۃ للنسائی: ۴۹۸' عمل الیوم والملیلۃ لابن سنی: ۵۹۶' مسند احمد ج ۳ ص ۳۴۴' ابن ماجہ: ۱۳۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۵۲' ابویعلیٰ: ۲۰۸۶' السنۃ لابن ابی عاصم: ۲۲۱' الدعاء للطبرانی: ۱۳۰۳' صحیح ابن حبان: ۸۸۴

پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ''قُلْ یَا اَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ'' اور دوسری میں ''قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ'' پڑھے۔ اور اگر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو صرف دعا کے ساتھ استخارہ کر سکتا ہے۔[۳۵۶]

دعا کا آغاز اور اختتام حمد باری تعالیٰ اور بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود و سلام سے کرنا مستحب ہے۔

استخارہ تمام معاملات میں مستحب ہے جیسا کہ صحیح حدیث کی نص سے صراحتًا ثابت ہے۔

استخارہ کر لینے کے بعد انتظار کرے' اسے شرحِ صدر نصیب ہو جائے گا۔

سنن ترمذی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب کسی کام کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ. اے مولا کریم! مجھے بہتر چیز عطا فرما اور میرے لیے عمدہ شے منتخب فرما!

[۳۵۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! جب کسی کام کا ارادہ کرو تو سات مرتبہ اپنے پروردگار سے اس میں بھلائی طلب کرو' پھر دیکھو تمہارے دل میں کیا خیال آتا ہے' بہتری اسی میں ہو گی۔[۳۵۸]

اس حدیث کی سند غریب ہے' اس میں کچھ ایسے افراد ہیں جنہیں میں نہیں جانتا۔ واللہ اعلم!

باب: اہم اُمور اور مصیبت کے وقت مانگی جانے والی دُعائیں

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ غم کے وقت ان کلمات کا وظیفہ فرماتے تھے:

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْعَظِیْمُ الْحَلِیْمُ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو عظیم اور بردبار ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرشِ عظیم کا رب ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں' زمین اور عرشِ کریم کا رب ہے۔

اور صحیح مسلم کی روایت اس طرح ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو یہ ذکر فرماتے۔[۳۵۹]

نوٹ: حدیث کے لفظ ''حَزَبَہٗ اَمْرٌ'' کا معنی ہے: آپ ﷺ کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا یا کوئی غم لاحق ہوتا۔

سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ کو کوئی پریشان کن معاملہ درپیش ہوتا تو آپ یہ ذکر فرماتے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ. اے زندہ! اے قائم رکھنے والے! میں تیری رحمت کے وسیلہ سے تجھ سے مدد طلب کرتا ہوں۔

---

[۳۵۷] ترمذی: ۳۵۱۶' شعب الایمان للبیہقی: ۲۰۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۹۷' الفتوحات ج ۳ ص ۳۵۶' الاحادیث الضعیفہ: ۱۵۱۵

[۳۵۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۹۸' الفتح ج ۱۱ ص ۱۸۷

[۳۵۹] بخاری: ۶۳۴۵-۶۳۴۶-۷۴۲۱-۷۴۳۱' الادب المفرد للبخاری: ۷۰۰' مسلم: ۲۷۳۰' ترمذی: ۳۴۳۱' ابن ماجہ: ۳۸۸۳' مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۸-۲۵۴-۲۵۹-۲۸۰-۲۸۴-۳۳۹-۳۵۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۵۲-۶۵۳' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۳۱-۱۳۳۲' مسند ابی یعلیٰ: ۲۵۳۱

امام حاکم علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔[۳۶۰]

سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی محترم ﷺ کو جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو آپ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف بلند فرماتے اور یہ ذکر فرماتے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ. پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عظمت والا ہے۔

اور جب کوشش سے دعا فرماتے تو یہ کلمات پڑھتے:

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ. اے زندہ! اے قائم رکھنے والے![۳۶۱]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. اے اللہ کریم! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے محفوظ فرما!

امام مسلم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کا ارادہ فرماتے تو یہی دعا مانگتے اور اگر تفصیل سے دعا کرتے تو اس میں بھی یہ دعا ضرور کرتے۔[۳۶۲]

سنن نسائی اور کتاب ابن السنی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ کلمات تلقین فرمائے اور غم اور مصیبت کے وقت پڑھنے کا حکم فرمایا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْكَرِيْمُ الْعَظِيْمُ، سُبْحَانَهٗ، تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو کریم اور عظیم ہے' اس کی ذات پاک ہے' بابرکت ہے اللہ تعالیٰ جو عرشِ عظیم کا پروردگار ہے' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اس حدیث مبارک کے ایک راوی حضرت عبداللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما ان کلماتِ طیبہ کی تلقین فرمایا کرتے' ان کلمات سے بخار کے مریض کو دم کیا کرتے' اور اپنی ان بیٹیوں کو یہ کلمات سکھاتے جن کی شادی برادری سے باہر ہوئی تھی۔[۳۶۳]

نوٹ: حدیث کے لفظ ''اَلْمَوْعُوْكُ'' کا معنی ہے: بخار کا مریض' بعض نے کہا: وہ شخص مراد ہے جس کا بخار ابتدائی مراحل میں ہو' اور لفظ ''اَلْمُغْتَرِبَةُ مِنَ النِّسَاءِ'' کا مفہوم ہے: وہ عورتیں جن کی شادی رشتہ داروں سے باہر ہو۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: غم زدہ کی دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ اَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ. الٰہی! میں تیری رحمت کا اُمیدوار ہوں مجھے لمحہ بھر کے لیے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا' میرے تمام معاملات کی اصلاح فرما' تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔[۳۶۴]

---

[۳۶۰] ترمذی: ۳۴۹۶_۳۴۳۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۴۷

[۳۶۱] ترمذی: ۳۵۲۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۳۸' مسند ابی یعلیٰ: ۶۵۴۵' ضعیف ترمذی: ۶۷۹

[۳۶۲] بخاری: ۴۵۲۲_۶۳۸۹' مسلم: ۲۶۹۰' ابوداؤد: ۱۵۱۹' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۱_۲۰۸_۲۰۹_۲۴۷_۲۷۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۵۴_۱۰۵۵' مسند ابی یعلیٰ: ۳۲۷۴_۳۸۹۳' الدعا للطبرانی: ۱۲۲

[۳۶۳] عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۳۰' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۴۱' مسند احمد ج ۱ ص ۹۴' شعب الایمان للبیہقی: ۶۲۳' صحیح ابن حبان: ۲۳۷۱' حاکم ج ۱ ص ۵۰۸

[۳۶۴] ابوداؤد: ۵۰۹۰' الادب المفرد للبخاری: ۷۰۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۵۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۴۲' مسند احمد ج ۵ ص ۴۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۱۹۶' الدعا للطبرانی: ۱۰۳۲' صحیح ابن حبان: ۲۳۷۰' تمام المنہ: ۳۳۲' صحیح ابوداؤد: ۴۲۴۶

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان کرتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھادوں جن کو پریشانی کے وقت تم پڑھ لیا کرو؟ وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا. میرا رب اللہ تعالیٰ ہے' میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا۔ [۳۶۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مصیبت کے وقت آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کی' اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔[۳۶۶]

کتاب ابن السنی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک ایسا کلمہ میرے علم میں ہے' اسے جو کوئی غم زدہ پڑھے گا' اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی دور فرمادے گا' وہ میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا کلمہ ہے:

فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ O (الانبیاء:۸۷)

پھر انہوں نے تاریکیوں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے' تو پاک ہے' بے شک میں (ہی) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا O

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب کریم سے اس طرح دعا کی:

لَا اِلٰــهَ اِلَّا اَنْــتَ سُبْـحَـانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ.

تیرے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں' تیری ذات پاک ہے' بے شک میں (ہی) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔

بندۂ مسلم جس مشکل میں بھی یہ دعا کرے گا' اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔[۳۶۷]

باب: جب آدمی کو کوئی چیز خوف زدہ کرے یا وہ گھبرا جائے تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی چیز سے خوف زدہ ہوتے تو یہ کلمات پڑھتے:

هُوَ اللّٰهُ ' اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وہ اللہ ہے' اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔[۳۶۸]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عمرو ابن شعیب سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے (یعنی اپنے والد سے) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں خوف کے وقت یہ کلمات تعلیم فرماتے تھے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

میں اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے بندوں کے شر اور شیاطین کے وسوسوں اور ان کے اپنے پاس حاضر ہونے سے اللہ تعالیٰ کے کلمات تامہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

[۳۶۵] ابوداؤد:۱۵۲۵' ابن ماجہ:۳۸۸۲' مسند احمد ج۶ ص۳۶۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۶۴۷-۶۴۹' الدعاء للطبرانی:۱۰۲۷' صحیح ابن حبان:۲۳۶۹' الاحادیث الصحیحہ:۲۷۵۵

[۳۶۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۳۴

[۳۶۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۳۴۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۶۵۵-۶۵۶' ترمذی:۳۵۰۰' مسند ابی یعلیٰ:۷۷۲' مسند احمد ج۱ ص۱۷۰' الدعاء للطبرانی:۱۲۴' شعب الایمان للبیہقی:۶۲۰' حاکم ج۱ ص۵۰۵۔ ج۲ ص۳۸۳' الفتوحات ج۴ ص۱۱

[۳۶۸] عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۶۵۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۳۳۵' الدعاء للطبرانی:۱۰۳۱' الفتوحات ج۴ ص۱۲' صحیح الجامع:۳۶۰۳

حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما اپنے سمجھ دار بچوں کو یہ کلمات سکھاتے تھے اور چھوٹے بچوں کے گلے میں ان کلمات کا تعویذ بنا کر ڈال دیتے تھے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ واللہ اعلم! [۳۶۹]

باب: جب آدمی کو حزن و ملال کا سامنا ہو تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے غم یا پریشانی کا سامنا ہو وہ ان کلمات سے دعا مانگے:

اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ، اِبْنُ عَبْدِكَ، اِبْنُ اَمَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ، اَسْاَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ، سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ، اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ، اَوْ عَلَّمْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، اَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ نُوْرَ صَدْرِيْ، وَرَبِيْعَ قَلْبِيْ، وَجَلَاءَ حُزْنِيْ، وَذَهَابَ هَمِّيْ.

مولا کریم! میں تیرا بندہ ہوں' تیرے بندے اور تیری بندی کا بیٹا ہوں' میری پیشانی تیرے دست قدرت میں ہے' تیرا ہر حکم میرے حق میں نافذ ہے' تیرا ہر فیصلہ میرے حق میں عدل ہے' تیرے ہر اس نام کے توسل سے جو تو نے اپنے لیے رکھا' یا اپنی کتاب میں اس کو نازل فرمایا' یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو اس کا علم عطا فرمایا' یا اپنے خزانۂ غیب میں اس کو محفوظ فرمایا' میں تیری بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے سینے کا نور' میرے دل کا سرور' میرے غم کا ازالہ اور میرے دکھوں کا مداوا بنا دے۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! جو ان کلمات کو بھول گیا وہ تو بہت کند ذہن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! سو تم لوگ یہ کلمات پڑھا کرو اور دوسروں کو سکھایا کرو۔ جس آدمی نے ان کے فوائد و برکات طلب کرتے ہوئے ان کلمات کا وظیفہ کیا۔ اللہ تعالیٰ اس کا غم دور فرما دے گا اور اسے تادیر خوش و خرم رکھے گا۔ واللہ اعلم! [۳۷۰]

باب: جب انسان کسی مہلک مصیبت میں مبتلا ہو تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اے علی! کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ سکھا دوں کہ جب تمہیں کسی مہلک مصیبت کا سامنا ہو تو پڑھ لیا کرو؟ میں نے عرض کیا: قربان جاؤں! کیوں نہیں! یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی مہلک مصیبت واقع ہو تو یہ کلمات پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے' اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ بلند و برتر اور بزرگی والے کی طرف سے ہے۔

خواہ کسی قسم کی مصیبت ہو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے۔ [۳۷۱]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''وَرْطَة'' واؤ کے فتحہ سے اور را کے سکون سے ہے' معنی ہے: ہلاکت۔ واللہ اعلم!

---

[۳۶۹] سابقہ: ۳۰۷

[۳۷۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۳۹' الفتوحات ج ۴ ص ۱۳' مسند ج ۱ ص ۳۹۱۔ ۴۵۲' صحیح ابن حبان: ۲۳۷۲' حاکم ج ۱ ص ۵۰۹' مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۶' الاحادیث الصحیحہ: ۱۹۹

[۳۷۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۳۶' کتاب الدعاء للطبرانی: ۱۹۶۱

باب: جب لوگوں سے خطرہ ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب لوگوں سے کوئی خطرہ ہوتا تو حضور نبی مکرم ﷺ یہ وظیفہ پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ.

مولا کریم! ہم تجھے ان کے سینوں میں رکھتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔[۳۷۲]

باب: جب بادشاہ سے خطرہ ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد الکونین ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں بادشاہ یا کسی اور افسر وغیرہ سے کوئی خطرہ ہو تو یہ وظیفہ پڑھو:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں جو بردبار اور حکمت والا ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے جو سات آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں عزت والا ہے جسے تیری پناہ نصیب ہو جائے تیری ثناء عظیم ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس خوف میں وہ دعا مانگنا بھی مستحب ہے جو اس سے پہلے باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی گئی ہے۔[۳۷۳]

باب: دشمن دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تھے دشمن سے سامنا ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو یہ کلمات پڑھتے ہوئے سنا:

يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

اے بدلے کے دن کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

میں نے دشمن لوگوں کو گرتے ہوئے دیکھا فرشتے آگے اور پیچھے سے ان کی پٹائی کر رہے تھے۔[۳۷۴]

اس مقام میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ دعا پڑھنا مستحب ہے۔

باب: جب شیطان کا سامنا ہو یا اس سے خوف محسوس ہو تو آدمی کیا پڑھے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ○

(حٰم السجدہ (فصلت):۳۶)

اور (اے مخاطب!) جب کبھی شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو بے شک وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہے○

[۳۷۲] ابوداؤد: ۱۵۳۷ مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۴-۴۱۵ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۶۰۱ عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۳۳ صحیح ابن حبان: ۴۷۶۴ حاکم ج ۲ ص ۱۴۲ صحیح ابوداؤد: ۱۳۷۵ الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۱۶-۱۷

[۳۷۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۴۵ الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۱۷-۱۸

[۳۷۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۳۴ الدعاء للطبرانی: ۱۰۳۴ مخریج الکلم للالبانی: ۱۲۶

اور ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۝ (الاسراء:۴۵)

اور جب آپ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان لوگوں کے درمیان پوشیدہ حجاب ڈال دیتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے۔

آدمی کو چاہیے کہ پہلے تعوذ پڑھے پھر جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن پاک پڑھ لے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے ہم نے آپ ﷺ کو تین مرتبہ یہ الفاظ پڑھتے ہوئے سنا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ.

میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔

پھر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ.

میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت بھیجتا ہوں۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک آگے بڑھائے جیسے کوئی چیز پکڑنے کا ارادہ ہو۔

جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے نماز میں ایسا کلام سنا ہے جو اس سے قبل کبھی نہیں سنا اور ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنے ہاتھ مبارک بھی دراز فرمائے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دشمنِ خدا ابلیس میرے چہرے پر مارنے کے لیے آگ کا انگارہ لے کر آیا تھا' میں نے تین مرتبہ اس طرح تعوذ پڑھا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ.

میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر یوں کہا:

اَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ.

میں تجھ پر اللہ تعالیٰ کی مکمل لعنت بھیجتا ہوں۔

لیکن وہ تینوں مرتبہ پیچھے نہیں ہٹا۔ پھر میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کر لیا۔ اللہ کی قسم! اگر میرے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا پیش نظر نہ ہوتی تو صبح کو وہ رسیوں سے باندھا ہوا ہوتا اور مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیل رہے ہوتے۔[۳۷۵]

میں سمجھتا ہوں ایسے موقع پر نماز کی سی اذان پڑھی جائے کیونکہ صحیح مسلم میں حضرت سہیل ابن ابوصالح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے قبیلہ بنی حارثہ کی طرف بھیجا' میرے ساتھ ہمارا غلام یا ہمارا دوست تھا۔ کسی نے دیوار کی طرف سے اس کا نام لے کر آواز دی۔ میرے ساتھی نے دیوار کی طرف دیکھا مگر کوئی چیز نظر نہ آئی۔ میں نے والد ماجد سے اس بات کا تذکرہ کیا' انہوں نے فرمایا: اگر مجھے علم ہوتا کہ تمہارے ساتھ یہ واقعہ پیش آئے گا تو میں تمہیں کبھی نہ بھیجتا' لیکن اگر ایسی آواز سنو تو اذان پڑھ دیا کرو' کیونکہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جائے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔[۳۷۶]

باب: جب کوئی معاملہ غالب آجائے تو آدمی کیا پڑھے؟

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاقتور مؤمن' کمزور مؤمن سے بہتر اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے۔ بھلائی ہر کسی میں موجود ہے' فائدہ مند چیز کی خواہش کرو' اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور کمزوری نہ دکھاؤ'

[۳۷۵] مسلم:۵۴۲' نسائی ج ۳ ص ۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۶۳' صحیح ابن حبان:۱۹۷۶

[۳۷۶] مسلم:۱۸۔۳۸۹

اگر کوئی پریشانی لاحق ہو جائے تو یوں نہ کہو کہ اگر میں ایسے کرتا تو ایسے ہو جاتا۔

بلکہ اس طرح کہو: اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مقدر فرمایا ہے اور وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ''لَو'' (اگر) کا لفظ عملِ شیطان کا دروازہ کھول دیتا ہے۔[۳۷۷]

سنن ابوداؤد میں حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ فرمایا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا' اس نے واپس جاتے ہوئے یہ کلمات پڑھے:

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔

تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کمزوری کو پسند نہیں فرماتا۔ نرمی اور وقار سے کام کرتے چلے جاؤ' اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو اس طرح کہو:

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ. مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔[۳۷۸]

نوٹ: لفظ ''کَیْس'' کاف کے فتحہ اور یا کے سکون سے ہے۔ کئی معانی کے لیے آتا ہے۔ ایک معنی ہے: نرمی۔ ''عَلَیْكَ بِالْکَیْسِ'' کا معنی یہ ہوگا کہ نرمی سے کام کرتے رہو تا کہ ہمیشہ کرسکو۔ واللہ اعلم!

باب: جب کوئی کام دشوار ہو جائے تو آدمی کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس طرح دعا مانگی:

اَللّٰھُمَّ لَا سَھْلَ اِلَّا مَا جَعَلْتَہٗ سَھْلًا' وَاَنْتَ تَجْعَلُ الْحَزْنَ اِذَا شِئْتَ سَھْلًا.

مولا کریم! آسان کام وہی ہے جسے تو آسان بنا دے اور جب تیری مرضی ہو تو سخت اور ناہموار زمین بھی نرم اور ہموار ہو جاتی ہے۔[۳۷۹]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''حَزْن'' کا معنی ہے: سخت اور کھردری زمین۔ واللہ اعلم!

باب: معیشت تنگ ہو تو کیا وظیفہ کرنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری معیشت تنگ ہو جائے تو تمہیں گھر سے نکلتے ہوئے درج ذیل کلمات کا وظیفہ کرنے سے کیا چیز روکتی ہے:

بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَمَالِیْ وَدِیْنِیْ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِكَ' وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ.

میں اپنے جان و مال اور دین پر اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں' مولا کریم! اپنے فیصلے پر راضی رہنے کی مجھے توفیق عطا فرما اور جو کچھ میرے مقدر میں ہے اس میں برکت پیدا فرما' حتیٰ کہ جو چیز تو نے مؤخر فرمائی ہے میں اسے جلدی حاصل کرنے کی خواہش نہ کروں اور جو چیز مُعجّل فرمائی ہے میں اسے مؤخر کرنے کی سستی نہ کروں۔[۳۸۰]

---

[۳۷۷] مسلم: ۲۶۶۴' مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۶-۳۷۰' ابن ماجہ: ۷۹-۴۱۶۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۶۲۱-۶۲۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۴۸' شعب الایمان للبیہقی: ۱۹۴' صحیح ابن حبان: ۵۶۹۱

[۳۷۸] ابوداؤد: ۳۶۲۷' مسند احمد ج ۶ ص ۲۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۶۲۶' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۴۹' شعب الایمان للبیہقی: ۱۲۱۳' تخریج الکلم للالبانی: ۱۳۷

[۳۷۹] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۵۱' صحیح ابن حبان: ۲۴۲۷' الاحادیث الصحیحۃ: ۲۸۸۶

[۳۸۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۵۰' الکامل لابن عدی ج ۵ ص ۱۳۸۸

باب: آفات وبلیات سے بچنے کے لیے کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے بندے کو اہل' مال اور اولاد میں جب کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ ان کلمات سے اپنے مولا کا شکر ادا کرے:

مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. — جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو' اللہ تعالیٰ کی عطا کے بغیر کوئی طاقت نہیں۔

ایسا ہو نہیں سکتا کہ وہ ان چیزوں میں موت کے سوا کوئی آفت دیکھے۔ واللہ اعلم![۳۸۱]

باب: تھوڑی یا زیادہ مصیبت پہنچے تو آدمی کیا پڑھے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ O الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَO اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَO

اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیجئےO جن کو جب مصیبت پہنچتی ہے تو وہ کہتے ہیں: ہم اللہ ہی کے لیے ہیں اور بے شک ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیںO یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے خصوصی نوازشیں ہیں اور رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پر ثابت قدم ہیںO

(البقرہ:۱۵۵تا۱۵۷)

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں ہر مصیبت میں ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ'' کہنا چاہیے حتیٰ کہ جوتے کا تسمہ گم ہونے پر بھی یہ کہنا چاہیے کیونکہ یہ بھی ایک مصیبت ہے۔[۳۸۲]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''شِسْعٌ'' شین کے کسرہ اور سین کے سکون سے ہے' معنی ہے: جوتے کا تسمہ۔

باب: جب آدمی اپنا قرض ادا کرنے سے عاجز ہو تو کیا وظیفہ کرے؟

سنن ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عبد مکاتب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: میں اپنا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں' میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھا دوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائے تھے' اگر تیرے ذمہ میں پہاڑ کے برابر قرض ہوا تو وہ بھی ادا ہو جائے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ. — مولا کریم! مجھے اپنا رزق حلال عطا فرما کر حرام سے بچالے اور اپنے فضل سے اپنے ماسوا سے بے نیاز فرما دے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۳۸۳]

صبح اور شام کے اذکار کے باب میں امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی حدیث ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس میں حضرت ابوامامہ صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور آپ کا قول مذکور ہے کہ مجھے غموں اور قرضوں نے اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔[۳۸۴]

---

[۳۸۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۳۵۷' الصغیر للطبرانی:۵۸۸' شعب الایمان للبیہقی:۴۳۶۹' الاحادیث الضعیفہ:۲۰۱۰

[۳۸۲] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۳۵۲-۳۵۳' الفتوحات ج۴ص۲۸-۲۹

[۳۸۳] ترمذی:۳۵۵۸' مسند احمد ج۱ص۱۵۳' الدعا للطبرانی:۱۰۳۲' حاکم ج۱ص۵۳۸' الفتوحات ج۴ص۲۹' صحیح ترمذی:۲۸۲۲

[۳۸۴] سابقہ:۲۳۳

باب: جسے وحشت محسوس ہو وہ کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ولید ابن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں وحشت محسوس کرتا ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا: جب بستر پر جانے لگو تو یہ کلمات پڑھ لیا کرو:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَشَرِّ عِبَادِهٖ' وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ.

میں اللہ تعالیٰ کے غضب' اس کے عِقاب' اس کے بندوں کے شر' شیاطین کے وسوسوں اور ان کی اپنے پاس حاضری سے اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں آتا ہوں۔

تو وحشت تجھے نقصان نہیں دے گی یا تیرے قریب نہیں آئے گی۔[۳۸۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر وحشت زدہ ہو جانے کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات کثرت سے پڑھا کرو:

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ رَبِّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ' جُلِّلَتِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرْضُ بِالْعِزَّةِ وَالْجَبَرُوْتِ.

تو پاک ہے' بادشاہ ہے پاکیزہ ہے' فرشتوں اور روح کا رب ہے' تیری ذات آسمانوں اور زمین میں عزت اور سلطنت والی ہے۔

اس شخص نے یہ ذکر کیا تو اس کی وحشت ختم ہو گئی۔[۳۸۶]

باب: وسوسوں کا مریض کیا پڑھے؟

اللہ تبارک تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُO (حٰم السجدہ:۳۶)

اور (اے مخاطب!) جب کبھی شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کوئی وسوسہ آئے تو اللہ کی پناہ طلب کرو' بے شک وہ بہت سننے والا خوب جاننے والا ہےO

سب سے بہتر بات تو وہی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ادب سکھایا اور جس کا ہمیں حکم فرمایا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شیطان تم میں سے کسی ایک کے پاس آ کر کہتا ہے: اس چیز کو کس نے بنایا؟ اِسے کس نے بنایا؟ حتیٰ کہ یہاں تک کہہ دیتا ہے: تیرے رب کو کس نے بنایا؟ جب وہ اس حد تک پہنچ جائے تو آدمی کو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہیے اور رک جانا چاہیے۔

ایک اور صحیح حدیث کا مضمون اس طرح ہے: لوگ ایک دوسرے سے سوال کریں گے حتیٰ کہ یوں کہا جائے گا کہ اس مخلوق کو تو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا' (بتاؤ) اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ تو جو ایسا خیال پائے وہ یہ کلمات پڑھے:

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ.

میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا۔[۳۸۷]

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّد المرسلین ﷺ نے فرمایا: جس آدمی

[۳۸۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۳۸' مسند احمد ج ۴ ص ۵۷۔ ج ۶ ص ۶

[۳۸۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۳۹' الاحادیث الضعیفہ: ۲۸۷۷

[۳۸۷] بخاری: ۳۲۷۶' مسلم: ۱۳۴' ابوداؤد: ۴۷۲۱۔ ۴۷۲۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۶۲۔ ۶۶۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۲۵' مسند حمیدی: ۱۱۵۳' الدعاء للطبرانی: ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۸' الفتح ج ۱۳ ص ۲۷۲۔ ۲۷۳

کو اس قسم کے وسوسے آئیں اُسے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھنے چاہئیں:

اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ. ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

تو اس کے وَساوِس جاتے رہیں گے۔[۳۸۸]

صحیح مسلم میں حضرت عثمان ابن ابوالعاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! شیطان میرے اور میری نماز وقراءت کے درمیان حائل ہو کر خلل ڈالتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان ہے جس کا نام "خَنْزَبْ" ہے جب تم اسے (حملہ آور) محسوس کرو تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو اور بائیں جانب تین مرتبہ تھوک دو۔ (حضرت عثمان ابن ابوالعاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے مجھ سے دور فرما دیا۔ [۳۸۹]

حدیث الباب کے لفظ "خنزب" کا بیانِ ضبط

لفظ "خنزب" خاء منقوطہ نون ساکنہ زاء مفتوحہ اور باء مؤحدہ کے ساتھ ہے۔ حرف اوّل خاء کے ضبط میں علماء کا اختلاف ہے بعض نے فتحہ اور بعض نے کسرہ کا قول کیا ہے اور یہی دونوں مشہور ہیں۔ علامہ ابن اثیر نے "نہایت الغریب" میں ضمہ کا قول بھی نقل کیا ہے جبکہ مشہور فتحہ اور کسرہ ہیں۔

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوزمیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں عرض کیا: حضور! میں اپنے دل میں کیا چیز پاتا ہوں؟ آپ نے فرمایا: بتاؤ! وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میں اسے اپنی زبان پر نہیں لاؤں گا۔ فرمایا: کیا شک میں سے کچھ ہے؟ اور مسکرا دیئے فرمایا: اس سے تو کوئی بھی محفوظ نہیں رہا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ مبارکہ نازل فرمائی:

فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ. (یونس:۹۴) پس (اے مخاطب!) اگر تم اس چیز کے متعلق شک میں ہو جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا۔

پھر آپ نے فرمایا: اگر اپنے دل میں ایسے وساوس پاؤ تو یہ آیہ مبارکہ پڑھا کرو:

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌO (الحدید:۳) وہی اوّل اور آخر ہے اور ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہےO [۳۹۰]

وسوسوں کے علاج میں اقوالِ علماءِ کرام

حضرت استاذ ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ عظیم بزرگ حضرت احمد بن عطاء رُودباری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں طہارت کے معاملہ میں بہت محتاط واقع ہوا ہوں ایک روز زیادہ پانی استعمال کرنے کی وجہ سے میں بہت تنگ دل اور بے چین ہو گیا تو میں نے دعا کی: پروردگارِ عالم مجھے معاف فرما دے میری بخشش فرما دے۔ میں نے ہاتف غیبی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ معافی علم میں ہے تو میری پریشانی (Distraction) ختم ہو گئی۔

بعض علماء کرام فرماتے ہیں: جسے وضو نماز یا دیگر عبادات میں وسوسہ آتا ہو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ یہ وظیفہ کرے:

---

[۳۸۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۶۲۶، الصلول:۶۲۴

[۳۸۹] مسلم:۲۲۰۳، مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۶

[۳۹۰] ابوداؤد:۵۱۱۰۔۵۱۱۲، صحیح ابوداؤد:۴۲۶۲

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

کیونکہ شیطان جب یہ ذکر سنتا ہے تو بھاگ جاتا ہے اور "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" ذکر کی بنیاد ہے اسی لیے اس امتِ مرحومہ کے بزرگانِ دین اور صوفیاء کرام سالکین کی تربیت اور مریدین کی تادیب کے لیے انہیں خلوت میں "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے ذکر کی تلقین کرتے ہیں اور انہیں اس ذکر پر مداومت اور ہمیشگی کا حکم دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وسوسہ کا سب سے بہترین اور مؤثر علاج یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا جائے۔

حضرت احمد ابن ابوحواری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوسلیمان دارانی علیہ الرحمہ سے وسوسوں کی شکایت کی آپ نے فرمایا: وسوسے ختم کرنا چاہتے ہو تو خوش رہا کرو کیونکہ شیطان کے لیے مؤمن کی فرحت اور خوشی سے زیادہ تکلیف دہ اور کوئی چیز نہیں اور جب تم وساوس کی وجہ سے غمگین ہو گے تو وہ ان میں اضافہ کرے گا۔

میں کہتا ہوں: اس سے بعض ائمہ کرام کے اس قول کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ وسوسہ میں مبتلا ہونا کمالِ ایمان کی علامت ہے کیونکہ چور اُجڑے ہوئے گھر کا ارادہ نہیں کرتا۔ واللہ اعلم بالصواب!

باب: نیم پاگل اور ڈسے ہوئے کو کیسے دم کیا جائے؟

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں کہ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک سفر پر روانہ ہوئے۔ دورانِ سفر ایک عرب قبیلہ کے پاس قیام پذیر ہوئے۔ ان کے ہاں بطور مہمان ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی انہوں نے انکار کر دیا۔

اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ان لوگوں نے ہر ممکن علاج کیا مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ ایک آدمی بولا: کاش! تم لوگ اس گروہ کے پاس جاؤ جو تمہارے مہمان بننا چاہتے تھے شاید ان میں سے کسی کے پاس تمہارے درد کا علاج ہو۔ وہ لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے قافلہ والو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے اور ہم نے ہر ممکن کوشش کی ہے مگر فائدہ نہیں ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی نے کہا: اللہ کی قسم! میں اسے دَم کر سکتا ہوں مگر ہم لوگوں نے تمہارا مہمان بننے کی خواہش کی اور تم نے انکار کر دیا اب میں بغیر اُجرت کے دَم نہیں کروں گا۔ انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بکریوں کا ایک ریوڑ دینے کا وعدہ کیا وہ صحابی گئے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا اور ڈنگ والی جگہ اپنا لعاب لگایا۔

اس سردار نے اُٹھ کر چلنا شروع کر دیا گویا اسے کوئی مرض تھا ہی نہیں۔ ان لوگوں نے حسب وعدہ بکریوں کا ریوڑ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حوالے کر دیا۔

بعض صحابہ کرام نے بکریاں تقسیم کرنے کا مشورہ دیا۔ جن صحابی نے دَم کیا تھا انہوں نے فرمایا: اس ریوڑ کو تقسیم نہ کرو ہم بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر سارا ماجرا بیان کرتے ہیں پھر دیکھیں آپ ﷺ کیا حکم فرماتے ہیں؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے صحابی! تمہیں کیسے علم ہوا کہ اس سورت میں بچھو کے ڈسنے کا دَم ہے؟ پھر فرمایا: تم لوگوں نے بالکل درست کیا بکریاں تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکال لینا۔ پھر آپ ﷺ مسکرا دیے۔

یہ روایت صحیح بخاری کی ہے اور دیگر روایات سے مکمل ترین ہے۔

ایک روایت اس طرح ہے: اس صحابی رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھی لعاب جمع کیا اور مریض کے ڈنگ والی جگہ پر لگا دیا تو وہ صحت یاب ہو گیا۔

ایک روایت میں یوں ہے کہ اس صحابی نے قبیلہ والوں کو تیس بکریاں دینے کو کہا۔[۳۹۱]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''قَلَبَۃٌ'' قاف لام اور باء کے فتحہ سے ہے' معنی ہے: تکلیف اور درد۔

کتاب ابن السنی میں حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے' انہوں نے ایک آدمی سے اور اس نے اپنے والد سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا بھائی تکلیف میں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آپ کے بھائی کو کیا تکلیف ہے؟ عرض کیا: کچھ دیوانگی ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ' اسے لا کر آپ کے سامنے بٹھا دیا گیا۔ آپ ﷺ نے درج ذیل آیات پڑھ کر اسے دَم فرمایا:

(۱) سورۂ فاتحہ (۲) سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیاتِ مبارکہ (۳) سورۂ بقرہ کے وسط سے دو آیات: ۱۶۳۔ ۱۶۴ (۴) آیۃ الکرسی (۵) سورۂ بقرہ کی آخری تین آیاتِ مبارکہ (۶) سورۂ آلِ عمران کی آیت: ۱' اور ۱۸ (۷) سورۂ اعراف کی آیت: ۵۴ (۸) سورۃ المومنون کی آیت: ۱۱۶ (۹) سورۂ جن کی آیت: ۳ (۱۰) سورۂ صافات کی ابتدائی دس آیاتِ مبارکہ (۱۱) سورۂ حشر کی آخری تین آیاتِ مبارکہ (۱۲) سورۂ اخلاص (۱۳) معوذتین (سورۂ فلق اور ناس)۔[۳۹۲]

نوٹ: حدیث میں آنے والے لفظ ''لَمَمٌ'' کا معنی بیان کرتے ہوئے اہل لغت فرماتے ہیں: انسان پر طاری ہونے والی کچھ دیوانگی۔

سنن ابوداؤد میں حضرت خارجہ ابن صلت رضی اللہ عنہ کے چچا جان سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا' پھر واپس آ رہا تھا کہ ایسی قوم کے پاس سے گزر ہوا جن کے پاس ایک دیوانہ آدمی تھا جو لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس کے اہل خانہ نے کہا: ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ کے یہ صاحب (نبی مکرم ﷺ) بھلائی کے ساتھ جلوہ گر ہوئے ہیں' کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہے جس سے اس مریض کا علاج کر سکو؟

میں نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کیا تو وہ بالکل شفایاب ہو گیا' ان لوگوں نے مجھے ایک سو بکریاں پیش کیں۔ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں نے یہی نہیں بیان کیا؟ ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو نے اس کے علاوہ کچھ پڑھا تھا؟ میں نے کہا: نہیں! تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بکریاں لے لو' میری عمر کی قسم! ممانعت کا حکم اس کے لیے ہے جس نے باطل کے ساتھ دَم کیا' تم تو حق کے ساتھ دَم کر کے معاوضہ لے رہے ہو۔[۳۹۳]

سنن ابوداؤد کی ایک دوسری روایت ہے' جسے ہم نے کتاب ابن السنی میں روایت کیا ہے' صاحب کتاب حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم بارگاہِ رسالت مآب سے واپس آ رہے تھے کہ ایک عرب قبیلہ کے پاس پہنچے' ان لوگوں نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی دوائی ہے کیونکہ ہم نے ایک نیم پاگل زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے' وہ اس نیم پاگل کو زنجیروں سمیت میرے سامنے لے آئے' میں اسے تین دن تک صبح و شام سورۂ فاتحہ پڑھ کر دَم کرتا رہا' اپنا لعاب جمع کرتا اور اس کو لگاتا رہا حتیٰ کہ وہ مکمل شفایاب ہو گیا۔ ان لوگوں نے مجھے بکریوں کا ایک ریوڑ دیا' میں نے لینے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے

---

[۳۹۱] بخاری: ۲۲۷۶۔ ۵۰۰۷۔ ۵۷۳۶۔ ۵۷۴۹' مسلم: ۲۲۰۱' ابوداؤد: ۳۹۰۰' ترمذی: ۲۰۶۳' ابن ماجہ: ۲۱۵۶' مسند احمد ج ۳ ص ۲۔ ۱۰۔ ۴۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۲۷۔ ۱۰۳۰' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۳۶' صحیح ابن حبان: ۶۰۷۹

[۳۹۲] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۳۲' مسند ابی یعلیٰ: ۱۵۹۳' الفتوحات ج ۳ ص ۳۲' المجمع ج ۵ ص ۱۱۵

[۳۹۳۔ ۹۴] ابوداؤد: ۳۴۲۰۔ ۳۸۹۶۔ ۳۹۰۱' مسند احمد ج ۵ ص ۲۱۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۳۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۳۰' صحیح ابن حبان: ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰' حاکم ج ۱ ص ۵۶۰' الاحادیث الصحیحۃ: ۲۰۲۷

کہا: آپ اپنے نبی اکرم ﷺ سے پوچھ لیں۔ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: وہ بکریاں لے کر کھالو میری عمر کی قسم! ممانعت کا حکم اس کے لیے ہے جس نے باطل (کلمات) کے ساتھ دَم کیا' تم نے تو حق کے ساتھ دَم کیا ہے۔[۳۹۴]

نوٹ: حضرت خارجہ رضی اللہ عنہ کے چچا کا نام علاقہ ابن صُحار ہے' بعض نے کہا: عبداللہ ہے رضی اللہ عنہ۔

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک مریض کے کان میں دَم کیا تو وہ شفایاب ہو گیا۔ نبی مکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: تو نے اس کے کان میں کیا پڑھا تھا؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں نے یہ آیاتِ مبارکہ پڑھیں:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا۔ کیا تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ ہم نے تم کو بے مقصد پیدا کیا؟

(المؤمنون:۱۱۵)

اس آیہ مبارکہ سے لے کر سورت کے آخر تک پڑھ کر دم کیا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی آدمی یقین سے ان آیاتِ کریمہ کو پڑھ کر پہاڑ کو دَم کر دے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔[۳۹۵]

باب: بچوں وغیرہ کو کن کلماتِ طیبہ سے دَم کیا جائے؟

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلماتِ طیبہ سے دَم فرمایا کرتے تھے:

اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔ میں تم دونوں کو ہر شیطان اور زہریلی چیز اور ہر نظر بد سے اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامّہ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

اور آپ ﷺ فرماتے کہ تمہارے والد (حضرت ابراہیم علیہ السلام) ان کلماتِ طیبہ سے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو دَم فرمایا کرتے تھے۔[۳۹۶]

حدیث شریف کے الفاظ ''ھامّہ'' اور ''لامّہ'' کے ضبط اور معنی کا بیان

علماءِ کرام فرماتے ہیں: لفظ ''ھامّہ'' میم کی تشدید کے ساتھ ہے اور اس کا اطلاق ہر زہریلے جانور پر ہوتا ہے جیسے سانپ' بچھو وغیرہ جن کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''ھَامَّہ'' کی جمع ''ھَوَامٌّ'' آتی ہے۔

کبھی ''ھَوَامٌّ'' کا اطلاق ہر چلنے والے جانور پر کر دیا جاتا ہے اگرچہ ان کو قتل کرنے کا حکم نہ ہو جیسے حشرات الارض۔

اور یہی دوسرا معنی مراد ہے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے تیرے سَر کی ''ھوام'' یعنی جوئیں تکلیف دیتی ہیں۔[۳۹۷]

اور لفظ ''العین اللّامّہ'' میم کی تشدید سے ہے' معنی ہے: نظر بد۔

باب: پھوڑے اور پھنسی وغیرہ پر کیسے دَم کیا جائے؟

اس باب میں وہ حدیث بھی ذکر کی جا سکتی ہے جو حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور عنقریب باب

[۳۹۵] ابن علان ج ۴ ص ۲۴' عمل الیوم والليلة لابن سنی:۶۳۱' مسند ابی یعلیٰ:۵۰۴۵' الدعا للطبرانی:۱۰۸۱

[۳۹۶] بخاری:۳۳۷۱' ابوداؤد:۴۷۳۷' ترمذی:۲۰۶۱' ابن ماجہ:۳۵۲۵' مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۶' عمل الیوم والليلة للنسائی:۱۰۰۶-۱۰۰۷' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۳۹۔ ج ۱۰ ص ۳۱۵' صحیح ابن حبان:۱۰۰۸-۱۰۰۹

[۳۹۷] بخاری:۱۸۱۴' مسلم:۱۲۰۱' ابوداؤد:۱۸۵۶-۱۸۶۱' ترمذی:۹۵۳' نسائی ج ۵ ص ۱۹۴' ابن ماجہ:۳۰۷۹' جامع الاصول:۱۷۰۷

بعنوان: مریض کیا پڑھے اور اس کو کیسے دم کیا جائے؟ میں آ رہی ہے۔

کتاب ابن السنی میں ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے' دیکھا کہ میری انگلی میں پھنسی نکلی ہوئی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) ہے؟ پھر آپ ﷺ نے اسے پھنسی پر لگایا اور یہ دعا پڑھنے کا حکم فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مُصَغِّرَ الْكَبِيْرِ وَمُكَبِّرَ الصَّغِيْرِ صَغِّرْ مَابِيْ. اے مولا کریم! بڑی چیز کو چھوٹا اور چھوٹی چیز کو بڑا کرنے والے! میری پھنسی ختم فرما دے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میری پھنسی ختم ہوگئی۔[۳۹۸]

حدیث مذکور کے لفظ ''بثرہ'' اور ''ذریرہ'' کے ضبط اور معنی کا بیان

لفظ ''البثرہ'' با کے فتحہ اور ثا کے سکون سے ہے اور ایک لغت کے مطابق با اور ثا دونوں کے فتحہ سے ہے' معنی ہے: پھنسی۔ اہل عرب لفظ ''بَثَرَ وَجْهُهُ'' اس آدمی کے لیے بولتے ہیں جس کے چہرے پر پھنسیاں نکلی ہوئی ہوں' اس کی ماضی مفتوح العین' مکسور العین اور مضموم العین تینوں طرح استعمال ہوتی ہے۔ لفظ ''ذَرِیْرَہ'' سے مراد ہند کے علاقے میں پائی جانے والی بانس نما خوشبودار لکڑی کا چورا ہے۔

[۳۹۸] عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۳۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۳۵' مسند احمد ج ۵ ص ۳۷۰' الفتوحات ج ۴ ص ۴۸۔۴۹' حاکم ج ۴ ص ۲۰۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب:٦

مرض موت اور اس کے متعلقات کا بیان

باب: موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے

کتاب سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لذتوں کو ختم کرنے والی (موت) کو کثرت سے یاد کیا کرو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[٣٩٩]

باب: مریض کے عزیز و اقارب سے اس کے احوال دریافت کرنا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کا جس مرض میں وصال ہوا، حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس دوران آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے بعد واپس جا رہے تھے کہ لوگوں نے دریافت کیا: اے ابوالحسن! حضور ﷺ نے کس حال میں صبح کی؟ انہوں نے فرمایا: الحمدللہ تعالیٰ! صبح کے وقت طبیعت مبارکہ کافی بہتر تھی۔[٤٠٠]

باب: مریض کیا پڑھے اور اس کی تیمارداری کیسے کی جائے؟

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر مبارک پر تشریف فرما ہوتے، اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو جمع فرما کر ان میں پھونک مارتے، پھر سورۂ اخلاص، فلق اور ناس پڑھ کر ان میں دَم فرماتے، پھر جہاں تک ممکن ہوتا دونوں ہاتھوں کو اپنے جسم مبارک پر پھیرتے۔ سر، چہرۂ مبارک اور جسم کے اگلے حصہ سے آغاز فرماتے، اور آپ ﷺ تین مرتبہ ایسا کرتے تھے۔

ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ کی طبیعت مبارکہ علیل ہوئی تو آپ ﷺ مجھے ایسا کرنے کا حکم فرماتے تھے۔

صحیح کی ایک روایت اس طرح ہے کہ جس مرض میں رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا، اس میں آپ معوذات (سورۂ اخلاص، فلق اور ناس) پڑھ کر خود اپنے آپ کو دَم فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب آپ کی علالت میں اضافہ ہوا تو میں معوذات پڑھ کر آپ کو دم کر دیتی اور برکت کے طور پر آپ ﷺ کے ہی مبارک ہاتھ آپ کے رخِ انور پر پھیر دیتی۔

اور ایک روایت یوں ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی طبیعت مبارکہ جب علیل ہوتی تو آپ معوذات پڑھ کر خود کو دم فرمالیا کرتے تھے۔

---

[٣٩٩] ترمذی: ٢٣٠٨، نسائی ج ٤ ص ٤، ابن ماجہ: ٤٢٥٨، مسند احمد ج ٢ ص ٢٩٣، شعب الایمان للبیہقی: ١٠٥٥٩۔ ١٠٥٦٠، صحیح ابن حبان: ٢٥٥٩۔ ٢٥٦٢، حاکم ج ٤ ص ٣٢١، الارواء للالبانی: ٦٨٢

[٤٠٠] بخاری: ٤٤٤٧۔ ٦٢٦٦، مسند احمد ج ١ ص ٢٦٣۔ ٣٢٥

اس حدیث کے ایک راوی امام زہری علیہ الرحمہ سے سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ کیسے دم فرماتے تھے؟ انہوں نے کہا: اپنے دونوں مبارک ہاتھوں پر دم فرما کر رُخِ انور پر پھیر لیتے تھے۔[۴۰۱]

نوٹ: مریض کو سورۂ فاتحہ وغیرہ کے ساتھ دم کیا جا سکتا ہے جیسا کہ احادیثِ مبارکہ میں موجود ہے' جن کا بیان باب: نیم پاگل کو کیسے دم کیا جائے؟ میں گزر چکا ہے۔

صحیح بخاری' صحیح مسلم' سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب کوئی آدمی حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہ میں کسی مرض کی شکایت کرتا یا اسے پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی مکرم ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح کرتے (اس حدیث کے ایک راوی حضرت سفیان ابن عیینہ نے انگلی رکھنے کا طریقہ بتاتے ہوئے اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھ کر اُٹھائی) اور اس طرح دعا فرماتے:

بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى بِهٖ سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا.

اللہ کے نام سے آغاز کرتا ہوں' ہماری زمین کی مٹی کے ساتھ' ہم میں سے بعض کے تھوک کے ساتھ' ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض اس سے شفایاب ہوتے ہیں۔

ایک روایت میں واؤ کے اضافہ سے یہ الفاظ ہیں:

تُرْبَةُ اَرْضِنَا وَرِيقَةُ بَعْضِنَا.

ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کا تھوک۔[۴۰۲]

نوٹ: علماء کرام فرماتے ہیں: ''بِرِيقَةِ بَعْضِنَا'' سے مراد ہے: بعض کا تھوک اور بعض سے مراد انسان ہیں۔

ابن فارس کہتے ہیں: ''اَلرِّيْقُ'' کا اطلاق انسان اور غیر انسان دونوں کے تھوک پر ہوتا ہے اور ''رِيْقٌ'' کا مؤنث ''رِيقَةٌ'' ہے۔

امام جوہری اپنی صحاح میں فرماتے ہیں: ''اَلرِّيقَةُ'' خاص اور ''رِيْقٌ'' عام ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے بعض اہل خانہ کو دم فرمایا کرتے' اپنا دایاں دستِ اطہر مرض والی جگہ پر پھیرتے اور ان کلمات سے دم فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذْهِبِ الْبَاْسَ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

مولا کریم! اے لوگوں کے پروردگار! مصیبت دور فرما! شفا عطا فرما! تو ہی شفا عطا فرمانے والا ہے' ہر شفاء در حقیقت تیری ہی طرف سے ہے' ایسی شفاء عطا فرما جو مرض کو باقی نہ چھوڑے۔

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دَم فرمایا کرتے تھے:

اِمْسَحِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَاءُ لَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا اَنْتَ.

اے لوگوں کے پروردگار! اس تکلیف سے نجات عطا فرما! شفاء صرف تیرے دستِ قدرت میں ہے' اس بیماری کو تیرے سوا کوئی دور کرنے والا نہیں۔[۴۰۳]

---

[۴۰۱] ساجد:۲۶۷

[۴۰۲] بخاری:۵۷۴۵-۵۷۴۶' مسلم:۲۱۹۴' ابوداؤد:۳۸۹۵' مسند احمد ج ٦ ص ۹۳' ابن ماجہ:۳۵۲۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۰۲۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۵۷٦' مسند ابی یعلیٰ:۴۵۵۰-۴۵۵۰' الدعاء للطبرانی:۱۱۴۵

[۴۰۳] بخاری:۵۷۴۳' مسلم:۲۱۹۱' مسند احمد ج ٦ ص ۴۵-۱۰۹-۱۱۵-۱۲۶-۱۲۷-۱۳۱-۲٦۱-۲۷۸' ابن ماجہ:۱۶۱۹-۳۵۲۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۰۱۰' الدعاء للطبرانی:۱۱۰۰-۱۱۰۳' صحیح ابن حبان:۲۹۵۹-۲۹٦۱-۶۰٦۳' جامع الاصول:۵۷۰۱

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''لَا يُغَادِرُ'' کا معنی ہے: نہ چھوڑے اور لفظ ''اَلْبَاْسُ'' کا معنی ہے: شدت اور بیماری۔

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا میں تجھے اس طرح دم نہ کروں، جس طرح رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان کلمات سے دم فرمایا:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاْسِ، اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ اِلَّا اَنْتَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

اے مولا کریم! لوگوں کے پروردگار! مصیبت دور فرمانے والے شفاء عطا فرما! تو شفاء عطا فرمانے والا ہے، تیرے سوا کوئی شفاء دینے والا نہیں، ایسی شفاء عطا فرما جو مرض کو باقی نہ چھوڑے۔ [۴۰۴]

صحیح مسلم میں حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب میں شکایت کی کہ میرے جسم میں درد ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: اپنے جسم کے اس حصہ پر ہاتھ رکھو جہاں درد ہو رہا ہے اور تین مرتبہ یہ کلماتِ طیبہ پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

اور سات مرتبہ یہ کلماتِ مبارکہ پڑھو:

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ.

میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ چاہتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جو میں محسوس کر رہا ہوں اور جس سے میں خوف زدہ ہوں۔ [۴۰۵]

صحیح مسلم میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور میرے حق میں یوں دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا، اَللّٰهُمَّ اشْفِ سَعْدًا.

اے اللہ کریم! سعد کو شفاء عطا فرما! اے اللہ کریم! سعد کو شفاء عطا فرما! اے اللہ کریم! سعد کو شفاء عطا فرما! [۴۰۶]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی ایسے مریض کی تیمارداری کے لیے آئے جو قریب الموت نہ ہو اور اس کے پاس سات مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ.

میں اللہ تعالیٰ عظمت والے کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں جو عرشِ عظیم کا رب ہے کہ وہ آپ کو شفاء عطا فرمائے۔

تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں فرمایا: یہ حدیث امام بخاری علیہ الرحمہ کی شرط پر صحیح ہے۔ [۴۰۷]

---

[۴۰۴] بخاری: ۵۷۴۲، ابوداؤد: ۳۸۹۰، ترمذی: ۹۷۳، مسند احمد ج ۳ ص ۱۵۱۔ ۲۶۷۔ ۲۱۸، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۲۲

[۴۰۵] مسلم: ۲۲۰۲، موطأ ج ۲ ص ۹۴۲، ابوداؤد: ۳۸۹۱، ترمذی: ۲۰۸۱، مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۷، ابن ماجہ: ۳۵۲۲، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۹۹۹۔ ۱۰۰۲، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۴۵، الدعا للطبرانی: ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۳، صحیح ابن حبان: ۲۹۵۳۔ ۲۹۵۴، جامع الاصول: ۵۷۱۸

[۴۰۶] بخاری: ۵۶۵۹، مسلم: ۸۔ ج ۳ ص ۲۵۳، شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۰۳

[۴۰۷] ابوداؤد: ۳۱۰۶، ترمذی: ۲۰۸۴، الادب المفرد للبخاری: ۵۳۶، مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۹۔ ۲۴۳۔ ۳۵۲، شرح السنہ للبغوی: ۱۴۱۹، شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۰۳، الکبیر للطبرانی: ۱۲۷۳۱۔ ۱۲۷۳۳، الدعا للطبرانی: ۱۱۱۳۔ ۱۱۲۰، مسند ابی یعلیٰ: ۲۴۳۰۔ ۲۴۸۳، صحیح ابن حبان: ۷۱۳، حاکم ج ۱ ص ۳۴۲۔ ۴۱۶، صحیح ابوداؤد: ۲۷۱۹

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''اَنْ یَّشْفِیَكَ'' یا کے فتحہ سے (ثلاثی مجرد) ہے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سیّد المرسلین ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی کسی مریض کی تیمارداری کے لیے آئے تو اس کے لیے یوں دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ اشْفِ عَبْدَكَ یَنْکَأُ لَكَ عَدُوًّا اَوْ یَمْشِیْ لَكَ اِلٰی صَلٰوۃٍ. اے اللہ کریم! اپنے بندے کو شفاء عطا فرما! جو تیری خاطر تیرے دشمن سے برسرِ پیکار ہوتا ہے یا تیری رضا جوئی میں نماز کی طرف جاتا ہے۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا۔[۴۰۸]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''یَنْکَأُ'' ثلاثی مجرد سے مھموز اللام ہے' معنی ہے: وہ اذیت اور تکلیف دیتا ہے۔

سنن ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں بیمار تھا' رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس سے گزر ہوا' اس وقت میں یہ الفاظ کہہ رہا تھا: اے اللہ! اگر میری موت آ چکی ہے تو مجھے اس سے راحت پہنچا اور اگر متاخر ہے تو یہ تکلیف مجھ سے دور فرما اور اگر آزمائش ہے تو مجھے صبر عطا فرما!

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا کہہ رہے ہو؟ (راوی حدیث فرماتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ الفاظ دہرائے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اپنے قدم مبارک سے ٹھوکر لگائی اور یوں دعا دی:

اَللّٰھُمَّ عَافِهٖ اَوِ اشْفِهٖ. اے اللہ کریم! اسے عافیت عطا فرما! یا شفاء عطا فرما!

کلمہ ''اَوْ'' جس شک پر دلالت کر رہا ہے وہ اس حدیث کے راوی حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ کو واقع ہوا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس دعا کے بعد دوبارہ مجھے کبھی درد نہیں ہوا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۴۰۹]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' دونوں نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بندہ ان کلمات سے اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے اور جواباً یہ ارشاد فرماتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَاللّٰهُ اَكْبَرُ. میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

اور جب بندہ ان کلمات سے اپنے مولا کی حمد بیان کرتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

تو جواباً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا وَحْدِیْ لَا شَرِیْكَ لِیْ. میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' میں ایک ہوں میرا کوئی شریک نہیں۔

اور جب بندہ ان الفاظ سے اپنے مالک و خالق کو یاد کرتا ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تمام

[۴۰۸] ابوداؤد: ۳۱۰۷' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۲' الدعا للطبرانی: ۱۱۲۴' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۴۷' صحیح ابن حبان: ۷۱۵' حاکم ج ۱ ص ۳۴۴-۵۴۹' الاحادیث الصحیحۃ: ۱۳۰۴

[۴۰۹] ترمذی: ۳۵۵۹' مسند احمد ج ۱ ص ۸۳-۸۴-۱۰۷-۱۲۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۰۵۸' صحیح ابن حبان: ۲۲۰۹' حاکم ج ۲ ص ۶۲۱' المشکاۃ للالبانی: ۱۰۹۸' الفتوحات ج ۴ ص ۶۳' مسند ابویعلیٰ: ۲۸۴

الْحَمْدُ. — تعریفیں اسی کے لیے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ اس طرح فرماتا ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَـا لِـیَ الْـمُلْكُ وَلِیَ الْحَمْدُ. — میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' بادشاہی میری ہے اور تمام تعریفیں میرے لیے ہیں۔

اور جب بندہ یوں کہتا ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ. — اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنَا لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِیْ. — میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف میری طرف سے ہے۔

حضور اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: جس نے مرض کی حالت میں یہ کلمات کہے پھر وہ فوت ہو گیا تو اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۴۱۰]

صحیح مسلم' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا محمد ﷺ! کیا آپ کی طبیعت مبارکہ ناساز ہے؟ فرمایا: ہاں! تو حضرت جبریل علیہ السلام نے ان کلمات سے آپ ﷺ کو دم کیا:

بِسْمِ اللّٰـهِ اَرْقِیْكَ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ. — اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں' ہر اس شی سے جو آپ کو تکلیف دیتی ہے' ہر نفس یا حاسد کی آنکھ کے شر سے اللہ تعالیٰ آپ کو شفاء عطا فرمائے' اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے میں آپ کو دم کرتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۴۱۱]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ایک اعرابی کی تیمارداری کے لیے تشریف لائے۔ راوی فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو اس طرح ارشاد فرماتے:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. — کوئی حرج نہیں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو (گناہوں سے) پاکیزگی ہو جائے گی۔[۴۱۲]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لیے تشریف لائے اسے بخار تھا' آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[۴۱۰] ترمذی: ۳۴۲۶' ابن ماجہ: ۳۷۹۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۰-۳۱-۳۴۸' صحیح ابن حبان: ۲۳۲۵' الاحادیث الصحیحہ: ۱۳۹۰

[۴۱۱] مسلم: ۲۱۸۶' ترمذی: ۹۷۲' مسند احمد ج ۳ ص ۲۸-۵۶-۵۸-۷۵' ابن ماجہ: ۳۵۲۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۰۵' مسند ابی یعلیٰ: ۱۰۶۶' الدعاء للطبرانی: ۱۰۹۲

[۴۱۲] بخاری: ۳۶۱۶-۵۶۵۶-۵۶۶۲-۷۴۷۰' الادب المفرد للبخاری: ۵۱۴-۵۲۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۲-۳۸۳' شعب الایمان: ۹۲۰۹' الدعاء للطبرانی: ۲۰۲۲' الکبیر للطبرانی: ۱۱۹۵۱' شرح السنہ للبغوی: ۱۴۱۲' صحیح ابن حبان: ۲۹۳۸

كَفَّارَةٌ وَّطُهُوْرٌ. (یہ گناہوں کا) کفارہ اور (ان سے) پاکیزگی ہے۔[۴۱۳]

سنن ترمذی اور ابن السنی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مریض کی مکمل عیادت اس طرح ہوتی ہے کہ تم اس کی پیشانی یا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اس کی خیریت دریافت کرو۔[۴۱۴]

یہ ترمذی کے الفاظ کا ترجمہ ہے اور ابن السنی کی روایت اس طرح ہے: مریض کی مکمل عیادت یہ ہے کہ تم مریض پر اپنا ہاتھ رکھو اور اسے پوچھو: صبح آپ کی طبیعت کیسی تھی یا شام کو طبیعت کیسی تھی؟

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس روایت کی سند کمزور ہے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: میں بیمار تھا، رسول اللہ ﷺ میری بیمار پرسی کے لیے تشریف لائے، آپ نے ان کلمات سے مجھے دعا دی:

يَا سَلْمَانُ شَفَى اللّٰهُ سَقَمَكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَعَافَاكَ فِيْ دِيْنِكَ وَجِسْمِكَ اِلٰى مُدَّةِ اَجَلِكَ.

اے سلمان! اللہ تعالیٰ تجھے مرض سے شفاء عطا فرمائے اور تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیری مدتِ وفات تک تیرے دین اور جسم کو عافیت عطا فرمائے![۴۱۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: میں بیمار ہو گیا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لایا کرتے۔ ایک دن آپ ﷺ میری عیادت کے لیے جلوہ افروز ہوئے تو مجھے اس دعا سے نوازا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ مِنْ شَرِّ مَا تَجِدُ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے، جو مرض تمہیں لاحق ہے اس کے شر سے میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں وہ اللہ تعالیٰ جو ایک ہے، بے نیاز ہے، جس نے کسی کو جنا نہیں اور نہ وہ جنا گیا ہے اور نہ کوئی اس کی برابری کر سکتا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لے جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو فرمایا: اے عثمان! ان کلمات سے دَم کرو، تم نے ان جیسے کلمات سے کبھی دم نہیں کیا۔[۴۱۶]

باب: مریض کے اہل خانہ اور خدام کو اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی تلقین کرنا مستحب ہے

صحیح مسلم میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئی، وہ زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایسی حرکت سرزد ہوئی ہے جس کی وجہ سے میں حد کی سزاوار ہوں، لہٰذا مجھ پر حد قائم فرما دیجئے۔ حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کے سربراہ کو بلا کر فرمایا: اس کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنا اور جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ نبی مکرم ﷺ کے حکم کے مطابق اس عورت کے کپڑے اس پر سختی سے باندھ دیئے گئے پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس عورت کو رجم کیا گیا پھر آپ ﷺ

[۴۱۳] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۳۵، مسند احمد ج ۳ ص ۲۵۰، مسند ابی یعلیٰ: ۴۲۳۲

[۴۱۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۳۶، ترمذی: ۲۷۳۲، شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۰۴-۹۲۰۶، الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۶۹-۷۰، الاحادیث الضعیفہ: ۱۲۸۸

[۴۱۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۴۸، الفتوحات ج ۴ ص ۷۱، حاکم ج ۱ ص ۵۴۹

[۴۱۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۵۳، الاحادیث الضعیفہ: ۷۸۴، الفتوحات ج ۴ ص ۷۲

نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔[۴۱۷]

باب: سر درد، بخار یا کسی بھی جسمانی تکلیف کے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر قسم کی تکلیف اور بخار کی صورت میں لوگوں کو درج ذیل کلمات کی تعلیم فرمایا کرتے تھے:

بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جو بہت بڑا ہے، ہم اللہ عظمت والے کی پناہ مانگتے ہیں، جوش مار کر خون نکالنے والی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے۔[۴۱۸]

جیسا کہ پہلے بیان کر دیا گیا ہے کہ مریض سورۂ فاتحہ، اخلاص، فلق اور ناس پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک مارے اور چہرے اور جسم پر پھیر لے اور وہ دعا مانگے جو مصیبت کے وقت مانگی جاتی ہے۔

باب: مجھے شدید درد ہے یا مجھے بخار ہے، ایسا کہنا جائز ہے اگر جزع فزع نہ ہو

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کو بخار تھا۔ میں نے آپ ﷺ کے جسم مبارک کو مَس کیا اور عرض کیا: آپ کو تو سخت بخار ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جیسے تم میں سے دو مَردوں کو ہوتا ہے۔[۴۱۹]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: مجھے شدید درد تھا، رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے، میں نے عرض کیا: آپ میری صورتِ حال ملاحظہ فرما رہے ہیں، میں ایک مال دار آدمی ہوں اور میری بیٹی کے علاوہ میرا کوئی وارث نہیں .... الیٰ آخر الحدیث۔[۴۲۰]

صحیح بخاری میں حضرت قاسم ابن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے سر درد! تو نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں: ہائے سر درد۔ یہ حدیث مرسل ہے۔[۴۲۱]

باب: کسی نقصان کی صورت میں موت کی خواہش منع ہے مگر دین کے نقصان کا خوف ہو تو جائز ہے

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہیں کوئی نقصان پہنچے تو موت کی ہرگز خواہش نہ کرنا اور اگر ضرور کچھ کہنا ہو تو اس طرح کہنا:

اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ.

اے مولا کریم! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھنا اور جب موت بہتر ہو موت عطا فرما دینا۔[۴۲۲]

---

[۴۱۷] مسلم: ۱۶۹۶، ترمذی: ۱۴۳۵، ابوداؤد: ۴۴۴۰-۴۴۴۱، سنن دارمی: ۲۳۳۰، نسائی ج ۴ ص ۶۳، مسند احمد ج ۴ ص ۴۳۰-۴۳۵-۴۳۷-۴۴۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۸۷-۸۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۲۲۵، الکبیر للطبرانی ج ۱۸ ص ۷۵-۷۶، صحیح ابن حبان: ۴۴۲۴

[۴۱۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۶۶، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۰، ترمذی: ۲۰۷۴، ابن ماجہ: ۳۵۲۶، حاکم ج ۴ ص ۴۱۴، الکبیر للطبرانی: ۱۱۵۶۳، الدعاء للطبرانی: ۱۰۹۷-۱۰۹۸، ضعیف ترمذی: ۳۶۲

[۴۱۹] بخاری: ۵۶۴۷-۵۶۴۸-۵۶۶۰-۵۶۶۱-۵۶۶۷، مسلم: ۲۵۷۱، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۱-۴۴۱-۴۴۵، سنن دارمی: ۲۷۷۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۷۲، شرح السنہ للبغوی: ۱۴۳۱-۱۴۳۲، صحیح ابن حبان: ۲۹۲۶

[۴۲۰] بخاری: ۵۶، مسلم: ۱۶۲۸، موطأ ج ۲ ص ۷۶۳، ترمذی: ۹۷۵، ابوداؤد: ۲۸۶۴، نسائی ج ۶ ص ۲۴۱-۲۴۳، مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۶-۱۷۹، سابقہ: ۴۰۶

[۴۲۱] بخاری: ۵۶۶۶-۷۲۱۷، مسلم: ۲۳۸۷، مسند احمد ج ۶ ص ۲۲۸

علماء کرام فرماتے ہیں: کراہت اس وقت ہے جب دنیوی نقصان کی وجہ سے موت کی خواہش کی جائے اور اگر حالات اس قدر بگڑ جائیں کہ دین میں فتنہ وفساد کا خوف ہو تو مرنے کی تمنا مکروہ نہیں ہے۔

باب: مدینہ منورہ میں وفات کی دعا کرنا مستحب ہے

صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ اس طرح دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اے اللہ تعالیٰ! مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور مجھے اپنے پیارے رسول ﷺ کے شہر میں موت عطا فرما!

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے کہا: یہ کیونکر ممکن ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا مجھے یہ سعادت عطا فرمادے گا۔[۴۲۳]

باب: مریض کو تسلی دینا مستحب ہے

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی مریض کی عیادت کے لیے آؤ تو اسے موت کے بارے میں تسلی دو' تمہاری یہ تسلی تقدیر نہیں ٹال سکتی مگر مریض کو قدرے اطمینان ہو جائے گا۔[۴۲۴]

مریض کو تسلی دینے کے سلسلے میں وہ حدیث کافی ہے جو بحوالہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما "باب ما یقال للمریض" میں گزر چکی ہے کہ مریض کو ان الفاظ سے تسلی دی جائے:

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى.

پریشان مت ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ (گناہوں سے) طہارت ہو جائے گی۔[۴۲۵]

باب: مریض کا خوف دور کرنے کے لیے اس کے اعمال حسنہ کا ذکر کرنا تا کہ وہ اپنے پروردگار کے بارے میں حسن ظن رکھے

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ پر کوئی بوجھ نہیں' آپ بڑے خوش نصیب ہیں' آپ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی تو آپ نے اس رفاقت کو بطریق احسن نبھایا پھر جب سرور دو عالم ﷺ نے آپ کو داغ مفارقت دیا تو آپ سے خوش تھے۔ پھر آپ کو خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رفاقت ملی' دوستی کا یہ سفر بھی آپ نے خوش اسلوبی سے طے کیا

[۴۲۲] بخاری: ۵۶۷۱-۶۳۵۱-۷۲۳۳' مسلم: ۲۶۸۰' ترمذی: ۹۷۱' ابوداؤد: ۳۱۰۸-۳۱۰۹' نسائی ج ۴ ص ۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۵۷-۱۰۵۹-۱۰۶۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۵۰' ابن ماجہ: ۴۲۶۵' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۱-۱۰۴-۱۷۱-۱۹۵-۲۰۸-۲۴۷-۲۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۷۷' شعب الایمان للبیہقی: ۹۹۲۰' الدعاء للطبرانی: ۱۳۳۲-۱۳۳۳' شرح السنۃ للبغوی: ۱۴۴۴' صحیح ابن حبان: ۲۹۵۵-۲۹۹۰

[۴۲۳] بخاری: ۱۸۹۰

[۴۲۴] ترمذی: ۲۰۸۸' ابن ماجہ: ۱۴۳۸' شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۱۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۳' الدعاء للطبرانی: ۱۰۸' الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۱۸۲۱' الاحادیث الضعیفہ: ۱۸۴

[۴۲۵] سابقہ: ۴۱۴

اور بوقت رحلت وہ بھی آپ سے خوش تھے' پھر آپ نے عامۃ المسلمین کے ساتھ رفاقت اختیار فرمائی اور اس رفاقت کو بڑی عمدگی سے گزارا' اگر آپ ان سے جدا ہو گئے تو آپ اس حال میں جدا ہوں گے کہ وہ آپ سے راضی ہوں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔[۴۲۶]

صحیح مسلم میں حضرت ابن شماسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: ہم حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ پر نزع کا عالم طاری تھا' زار و قطار رو رہے تھے' اور اپنا چہرہ دیوار کی جانب پھیر لیا' آپ کے فرزند ارجمند بولے: قبلہ ابا حضور! کیا رسول اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں خوش خبری نہیں دی؟ کیا نبی اللہ ﷺ نے آپ کو فلاں بشارت نہیں دی؟ آپ نے متوجہ ہو کر فرمایا: ہم جس چیز کو افضل شمار کرتے ہیں' وہ یہ گواہی دینا ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔[۴۲۷]

صحیح بخاری میں حضرت قاسم ابن محمد ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا علیل ہو گئیں' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: اے ام المؤمنین! آپ بھرپور صدق لے کر بارگاہِ رسالت اور بارگاہِ صداقت کی جانب سفر فرمانے والی ہیں۔[۴۲۸]

اسی روایت کو امام بخاری علیہ الرحمہ نے ابن ابی ملیکہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے قبل جبکہ آپ پر نزع کا عالم تھا' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضری کی اجازت چاہی' آپ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ میری تعریف کی جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ مسلمانوں کی طرف سے رسول اللہ کے چچازاد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: انہیں اجازت دے دو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حاضر خدمت ہو کر طبیعت مبارکہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا: اگر تقویٰ نصیب رہے تو بھلائی ہی بھلائی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا: آپ ان شاء اللہ تعالیٰ بھلائی پر ہیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں۔ آپ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی باکرہ خاتون سے شادی نہیں کی۔ اور آپ کا عذر آسمان سے نازل ہوا ہے۔[۴۲۹]

باب: مریض کی خواہش کا احترام کرنا چاہیے

سنن ابن ماجہ اور ابن السنی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ ایک آدمی کی عیادت کے لیے تشریف لائے' آپ ﷺ نے فرمایا: کوئی چیز کھانے کو جی چاہتا ہے؟ کیک کھاؤ گے؟ اس نے کہا: ہاں! تو آپ ﷺ نے اس کے لیے کیک (Cake) طلب فرمایا۔[۴۳۰]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو' انہیں اللہ تعالیٰ کھلاتا اور پلاتا ہے۔[۴۳۱]

باب: عیادت کرنے والے مریض سے دعا کی درخواست کریں

سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں اسنادِ صحیح یا حسن کے ساتھ حضرت میمون ابن مہران' حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ

[۴۲۶] بخاری: ۳۶۹۲ [۴۲۷] مسلم: ۱۲۱ [۴۲۸] بخاری: ۳۷۷۱ [۴۲۹] بخاری: ۴۷۵۳-۴۷۵۴

[۴۳۰] ابن ماجہ: ۱۴۴۰-۳۴۴۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۴۰' الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۸۸-۸۹

[۴۳۱] ترمذی: ۲۰۴۱' ابن ماجہ: ۳۴۴۴' شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۲۹' الفتوحات ج ۴ ص ۲۹۰' الاحادیث الصحیحہ: ۷۲۷

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مریض کی عیادت کے لیے جاؤ تو اسے کہو کہ وہ تمہارے لیے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا جیسی ہے۔ مگر میمون ابن مہران کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ [۴۳۲]

باب: صحت یابی کے بعد مریض کو توبہ واستغفار کی نصیحت کرنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا. (الاسراء: ۳۴)

اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا. (البقرہ: ۱۷۷)

اور عہد کو پورا کرنے والے جب وہ عہد کرلیں۔

کتاب ابن السنی میں حضرت خوات ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: میں علیل تھا' رسول اللہ ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے خوات! تندرست رہو۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ کے جسم اقدس کو بھی صحت مند رکھے! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کرو۔ میں نے عرض کیا: میں نے تو اللہ تعالیٰ سے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! جب بھی کوئی مؤمن بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ بہتری پیدا فرماتا ہے (اور وہ بندہ توبہ واستغفار کرتا ہے اور اپنے رب کریم سے وعدے کرتا ہے) لہٰذا تم نے بھی جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر رکھا ہے اسے پورا کرو۔ اللہ ورسولہ اعلم بالصواب! [۴۳۳]

باب: اپنی زندگی سے مایوس ہونے والا کیا پڑھے؟

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت پانی کا ایک پیالہ آپ کے پاس موجود تھا' آپ اپنا مبارک ہاتھ پانی میں ڈال کر رخ انور پر مل لیتے' پھر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَكَرَاتِ الْمَوْتِ. [۴۳۴]

اے مولا کریم! موت کی شدتوں اور اس کی سختیوں پر میری مدد فرما!

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: (بوقت وصال) رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ ٹیک لگا رکھی تھی اور میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا فرماتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى

اے اللہ کریم! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے! [۴۳۵]

---

[۴۳۲] ابن ماجہ: ۱۴۴۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۵۷' تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۱۰۷' الاحادیث الضعیفہ: ۱۰۰۴

[۴۳۳] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۵۸' الفتوحات ج ۴ ص ۹۳' کتاب المرض والکفارات: ۱۶۲

[۴۳۴] الفتوحات ج ۴ ص ۹۶' ترمذی: ۹۷۸' ابن ماجہ: ۳۵۷ - ۱۶۲۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۹۳' الفتوحات ج ۴ ص ۹۵

[۴۳۵] بخاری: ۴۴۴۰ - ۵۶۷۴' مسلم: ۲۴۴۴' مالک ج ۱ ص ۲۳۸' ترمذی: ۳۴۹۰' مسند احمد ج ۶ ص ۱۲۶ - ۲۳۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۹۵ - ۱۰۹۶' دلائل النبوۃ للبیہقی ج ۷ ص ۲۰۹' شرح السنۃ للبغوی: ۳۸۲۸' صحیح ابن حبان: ۶۵۸۴

نزع کی حالت میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر کرنا مستحب ہے۔ جزع فزع' بداخلاقی' گالی گلوچ اور اُمورِ دنیا میں جھگڑنا مکروہ ہے۔ دل اور زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور تصور کرے کہ یہ اس کا آخری وقت ہے اور خاتمہ بالخیر کی کوشش کرے۔ جلد از جلد لوگوں کے حقوق ادا کرے' ظلماً ضبط کی ہوئی اشیاء واپس کرے' امانتاً اور عاریۃً رکھی ہوئی چیزیں بھی فوراً واپس کرے۔ اپنی بیوی' والدین' اولاد' ملازمین' ہمسائے اور دوستوں سے واجبات معاف کرانے کی کوشش کرے' اور ان لوگوں سے بھی حقوق اور واجب الاداء اشیاء معاف کرالے جن کے ساتھ کاروباری شراکت یا اور کوئی معاملہ رہا ہو۔

اگر دادا سرپرستی کے لیے موجود نہ ہو تو اپنی اولاد کو کچھ وصیتیں کرے' اور جن اُمور کی فوری ادائیگی ممکن نہ ہو ان کی وصیت کرے مثلاً قرض کی ادائیگی وغیرہ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ پر حسن ظن رکھے کہ وہ اس پر رحم فرمائے گا' اور تصور کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حقیری مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے اور یہ کہ وہ اس کی بندگی کا محتاج نہیں' اور تصور رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے اور اس کی بارگاہِ اقدس سے معافی' درگزر' احسان اور نظر کرم کی بھیک مانگتا ہے۔

قرآن مجید سے ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت کرے جن میں بشارات مذکور ہیں اور وہ امید پر دلالت کرتی ہیں۔ پُرسوز آواز سے ان کی تلاوت کرے یا کوئی دوسرا تلاوت کرے اور وہ سنے۔ قریب مرگ کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ وہ امید پر دلالت کرنے والی احادیث مبارکہ' نیک لوگوں کے واقعات اور ان کے اقوال پڑھے۔ کثرت سے خیرات کرے' نمازوں کی پابندی کرے اور نجاستوں سے اجتناب کرے۔ دیگر اوراد و وظائف پڑھتا رہے' تنگی اور تکلیف پر صبر کرے' سستی اور کاہلی سے احتراز کرے' دنیا آخرت کی کھیتی ہے' اس کے آخری لمحات میں واجبات اور مستحبات میں کوتاہی کرنا انتہائی بدقسمتی ہوگی۔ یہ آزمائش کا وقت ہے اگر کوئی آدمی ان اُمورِ مذکورہ میں سے کسی چیز کے ترک کا مشورہ دے تو اس کی بات ہرگز نہ مانے کیونکہ ایسا شخص بظاہر دوست مگر حقیقت میں دشمن ہوتا ہے' کوشش کرے کہ زندگی کے آخری لمحات اللہ تعالیٰ کی اطاعت و عبادت میں صرف ہوں۔

مریض کے لیے مستحب ہے کہ وہ اپنے اہل خانہ اور عزیز و اقارب کو صبر اور برداشت کی تلقین کرے' بالخصوص رونے پیٹنے اور چیخنے چلّانے سے اجتناب کرنے کی وصیت کرے' اور انہیں بتائے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ اہل خانہ وغیرہ کے رونے پیٹنے کی وجہ سے میت کو تکلیف ہوتی ہے۔ لہٰذا اے میرے عزیزو! میرے عذاب کا بندوبست مت کرو۔[۴۳۶]

انہیں وصیت کرے کہ وہ اس کے بچوں' ملازمین اور دیگر پسماندگان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں۔

اور انہیں یہ بھی وصیت کرے کہ وہ اس کے دوستوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں اور انہیں بتائے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ایک بہترین نیکی ہے۔[۴۳۷]

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ ان کی سہیلیوں کی عزت و تکریم فرمایا کرتے تھے۔[۴۳۸]

وُرثاء کو تاکید سے وصیت کرے کہ جنازہ میں بدعات کے ارتکاب سے پرہیز کریں' بلکہ اس بات کا ان سے عہد لے۔

انہیں وصیت کرے کہ وہ اس کے لیے دعائیں کریں اور وقت گزرنے کے ساتھ اسے بھول نہ جائیں۔ انہیں وقتاً فوقتاً یاد دلائے کہ جب میری جانب سے کوئی سستی اور کوتاہی ملاحظہ کرو تو مجھے پیار سے یاد دلا دیا کرو' مجھے نصیحت کرتے رہو کیونکہ مجھے

[۴۳۶] بخاری: ۱۲۸۶۔۱۲۸۸' مسلم: ۷۔۹۲۔۹۲۹' نسائی ج ۴ ص ۱۸۔۱۹' شرح السنۃ للبغوی: ۷۔۱۵۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۷۳' صحیح ابن حبان: ۵: ۳۱۲۵' جامع الاصول: ۸۵۷۰

[۴۳۷] مسلم: ۱۱۔۱۲۔۱۳۔۲۵۵۲' ترمذی: ۱۹۰۳' ابوداؤد: ۵۱۴۳' مسند احمد ج ۲ ص ۸۸۔۹۱۔۹۷۔۱۱۱' الادب المفرد للبخاری: ۴۱' صحیح ابن حبان: ۴۳۱۔۴۳۲

[۴۳۸] بخاری: ۳۸۱۸۔۳۸۲۶' مسلم: ۲۴۳۴۔۲۴۳۷' ترمذی: ۳۸۸۵۔۳۸۸۶' مسند احمد ج ۶ ص ۲۰۲۔۲۷۹' جامع الاصول: ۶۶۶۸

غفلت، سستی اور کاہلی کا سامنا ہے۔ جب مجھ سے کوتاہی سرزد ہو تو مجھے چست کیا کرو اور سفرِ آخرت کی اس تیاری میں میرے ساتھ تعاون کرو۔

ان مسائل کے دلائل مشہور و معروف ہیں، ہم نے اختصار کے پیشِ نظر حذف کر دیئے ہیں ورنہ ان کے لیے کئی دفتر درکار ہیں۔

قریب الموت اپنی زندگی کے آخری لمحات میں کیا وظیفہ کرے؟

زندگی کے آخری لمحات میں انسان کو کثرت سے ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا ذکر کرنا چاہیے تاکہ یہ کلمہ توحید اس کی زندگی کی آخری گفتگو قرار پائے۔

سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں مشہور حدیث مبارک حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کی آخری گفتگو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' ہوگی وہ جنت میں داخل ہو گیا۔[۴۳۹]

امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں لکھا ہے کہ اس حدیث مبارک کی سند صحیح ہے۔

صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دیگر کتب احادیث میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے قریب الموت لوگوں کو ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کی تلقین کرو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۴۴۰]

یہی مذکورہ روایت صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔[۴۴۱]

علماء کرام فرماتے ہیں: اگر قریب الموت شخص ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کا وظیفہ نہ کر رہا ہو تو حاضرین اسے تلقین کریں، اور انتہائی پیار اور محبت سے تلقین کریں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تنگ دل ہو کر انکار کر بیٹھے، جب وہ ایک مرتبہ کلمہ پڑھ لے تو اسے تکرار پر مجبور نہ کریں، البتہ اگر وہ کوئی اور بات چیت کرے تو اسے دوبارہ تلقین کی جائے گی۔

علماء کرام فرماتے ہیں: مستحب یہ ہے کہ تلقین کرنے والا تہمت زن حاسد نہ ہو، تاکہ بے محل گفتگو سے میت کا نقصان نہ کرے۔

علماء کے ایک گروہ کا کہنا ہے کہ تلقین ان کلمات سے کی جائے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

جبکہ جمہور علماء کے نقطہ نظر سے ''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سے تلقین کرنا کافی ہے۔

ان اقوال کے قائلین کا بیان دلائل سمیت میں نے اپنی کتاب شرح المہذب کی کتاب الجنائز میں تفصیل سے کر دیا ہے۔

باب: میت کی آنکھیں بند کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہ جن کا اسم گرامی ھند رضی اللہ عنہا ہے، آپ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، حضرت

---

[۴۳۹] ابوداؤد:۳۱۱۶، مسند احمد ج۵ ص ۲۳۳، الدعا للطبرانی:۱۴۷۱، شعب الایمان للبیہقی:۹۲۲۳_۹۲۳۴، حاکم ج ۱ ص ۳۵۱، صحیح ابن حبان:۷۱۹، الارواء للالبانی:۶۸۷

[۴۴۰] مسلم:۹۱۶، ترمذی:۹۷۶، ابوداؤد:۳۱۱۷، نسائی ج ۴ ص ۵، مسند احمد ج ۳ ص ۳، ابن ماجہ:۱۴۴۵، شرح السنۃ للبغوی:۱۴۶۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۳، شعب الایمان للبیہقی:۹۲۳۳، الدعا للطبرانی:۱۱۴۲_۱۱۴۷، صحیح ابن حبان:۲۹۹۱_۲۹۹۲

[۴۴۱] مسلم:۹۱۷، ابن ماجہ:۱۴۴۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۳، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۲۳۷، الدعا للطبرانی:۱۱۴۴_۱۱۴۵، صحیح ابن حبان:۲۹۹۳

ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے ان کی وفات ہو چکی تھی اور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کیں اور فرمایا: جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نگاہ اس کا تعاقب کرتی ہے۔ اہل خانہ نے چیخ و پکار شروع کر دی تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے لیے بھلائی کی دعا کرو کیونکہ فرشتے تمہاری دعا پر آمین کہتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو اس دعا سے نوازا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَبِیْ سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَهْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ.

اے مولا کریم! ابو سلمہ کی مغفرت فرما! اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا مقام بلند فرما! اس کو عمدہ جانشین عطا فرما! اے پروردگارِ عالم! ہماری اور اس کی بخشش فرما! اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اسے وہاں نور عطا فرما! [۴۴۲]

سنن بیہقی میں صحیح اسناد کے ساتھ عظیم تابعی حضرت بکر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم میت کی آنکھیں بند کر لو تو یہ کلمات پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

اللہ تعالیٰ کے نامِ مبارک سے آغاز کرتا ہوں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقے اور دین پر ہوں۔

اور جب میت کو اٹھاؤ تو یہ کلمات پڑھو:

بِسْمِ اللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے آغاز کر رہا ہوں۔

پھر جب تک میت اٹھائے رکھو تسبیح پڑھتے رہو۔ [۴۴۳]

حدیث الباب کے لفظ ''شَقَّ بَصَرُهٗ'' کے ضبط اور معنی کا بیان

حدیث میں موجود لفظ ''شقّ بصرهٗ'' میں ''شقّ'' شین کے فتحہ سے ماضی معروف کا صیغہ ہے اور ''بَصَرُهٗ'' اس کا فاعل ہے۔ حفاظِ حدیث اور اہل ضبط کا اسی پر اتفاق ہے۔

کتاب ''الافعال'' کے مصنف فرماتے ہیں: لفظ ''شَقَّ بَصَرُ الْمَیِّتِ'' اور ''شَقَّ الْمَیِّتُ بَصَرَهٗ'' اس وقت بولتے ہیں جب میت کی آنکھیں کھلی ہوں۔

باب: میت کے پاس کیا پڑھا جائے؟

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم مریض یا میت کے پاس آؤ تو اچھے کلمات کہو کیونکہ فرشتے تمہاری گفتگو پر آمین کہتے ہیں۔

آپ بیان فرماتی ہیں کہ جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ابو سلمہ اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ دعا مانگا کرو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَهٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْهُ عُقْبٰی حَسَنَةً.

اے اللہ! میری اور ان کی مغفرت فرما! اور ان کے بعد مجھے ان سے بہتر عطا فرما!

[۴۴۲] مسلم: ۹۲۰، ابوداؤد: ۳۱۱۸، مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۷، ابن ماجہ: ۱۴۵۴، شرح السنۃ للبغوی: ۱۴۶۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۴، مسند ابی یعلیٰ: ۷۰۳۰، الدعاء للطبرانی: ۱۱۵۴، صحیح ابن حبان: ۷۰۰۱، جامع الاصول: ۸۵۵۴

[۴۴۳] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۵، الفتوحات ج ۴ ص ۱۱۷

آپ فرماتی ہیں: میں نے یہ دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر خاوند حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ عطا فرما دیئے۔ [۴۴۴]

نوٹ: یہ صحیح مسلم کی روایت ہے اور سنن ترمذی کی روایت بھی اسی طرح ہے کہ جب تم مریض یا میت کے پاس آؤ۔ جبکہ سنن ابوداؤد میں بلا تردید صرف میت کا لفظ ہے۔

سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اپنے فوت شدگان پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔

میرے خیال میں اس روایت کی سند ضعیف ہے' اس میں دو راوی مجہول ہیں جبکہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا۔

ابن ابوداؤد نے مجالد سے' انہوں نے شعبی علیہ الرحمہ سے روایت کیا کہ انصار مدینہ میت کے پاس سورۂ بقرہ پڑھا کرتے تھے۔ البتہ مجالد ضعیف راوی ہیں۔ واللہ اعلم! [۴۴۵]

باب: جس کا کوئی عزیز فوت ہو جائے تو وہ کیا پڑھے؟

صحیح مسلم میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو آدمی مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا.

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں' اے اللہ! مجھے مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بعد مجھے اس سے بہتر عطا فرما!

تو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت کا اجر عطا فرماتا ہے اور اس کے بعد اسے بہتر عطا فرماتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اس وقت جو دعا رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم فرمائی تھی' میں نے وہ مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بہتر خاوند سید المرسلین ﷺ عطا فرما دیئے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کو جب مصیبت کا سامنا ہو تو وہ یہ کلمات پڑھے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ عِنْدَكَ اَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ فَاْجُرْنِيْ فِيْهَا وَاَبْدِلْنِيْ بِهَا خَيْرًا مِّنْهَا.

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں' مولا کریم! میں اپنی مصیبت کے اجر کی امید تیری بارگاہ سے رکھتا ہوں' مجھے اس میں اجر عطا فرما اور اس کا نعم البدل عطا فرما! [۴۴۶]

سنن ترمذی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی کا بچہ فوت ہو

---

[۴۴۴] مسلم:۹۱۹' ابوداؤد:۳۱۱۵' مسند احمد ج۶ ص۲۹۱۔۳۰۶۔۳۲۲' ترمذی:۹۷۷' نسائی ج۴ ص۴۔۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۰۶۹' ابن ماجہ:۱۴۴۷۔۱۵۹۸' حاکم ج۴ ص۱۶' مصنف ابن ابی شیبہ ج۳ ص۲۳۶' شرح السنہ للبغوی:۱۴۶۱' الدعا للطبرانی:۱۱۴۸۔۱۱۵۱' المعجم الکبیر للطبرانی ج۲۳ ص۳۱۴' صحیح ابن حبان:۲۹۹۴

[۴۴۵] ابوداؤد:۳۱۲۱' مسند احمد ج۵ ص۲۶۔۲۷' ابن ماجہ:۱۴۴۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۰۷۴' شعب الایمان للبیہقی:۹۲۳۲' حاکم ج۱ ص۵۶۵' صحیح ابن حبان:۳۰۰۲' الارواء للالبانی:۶۸۸

[۴۴۶] مسلم:۳۔۹۱۸' موطا ج۱ ص۲۳۶' ابوداؤد:۳۱۱۹' ترمذی:۳۵۰۶' مسند احمد ج۶ ص۳۰۹۔۳۱۳۔۳۱۷۔۳۲۱' نسائی ج۴ ص۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۱۰۷۰۔۱۰۷۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۵۸۰' ابن ماجہ:۱۵۹۸' شعب الایمان للبیہقی:۹۶۹۷۔۹۶۹۸' الدعا للطبرانی:۱۲۲۹۔۱۲۳۳' المعجم الکبیر للطبرانی ج۲۳ ص۲۶۲' جامع الاصول:۴۶۲۳

جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں! پھر فرماتا ہے: اس کی محبت چھین لائے ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں: ہاں! پھر فرماتا ہے: تو میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں: اس نے تیری حمد بیان کی اور "اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے اس بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۴۴۷]

اور اسی کے ہم معنی ہے وہ روایت جو صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دنیا میں اپنے مؤمن بندے کے کسی پیارے کی روح قبض کروں اور وہ مجھ سے اجر کی امید رکھے تو میرے پاس اس کی جزا جنت ہے۔[۴۴۸]

باب: کسی عزیز کی وفات کی خبر ملنے پر کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: موت گھبراہٹ ہے جب تم میں سے کسی کو بھائی کی وفات کی خبر ملے تو وہ یہ کلمات پڑھے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ، اَللّٰهُمَّ اكْتُبْهُ عِنْدَكَ فِي الْمُحْسِنِيْنَ، وَاجْعَلْ كِتَابَهٗ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَاخْلُفْهُ فِيْٓ اَهْلِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.

بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں لوٹ کر جانے والے ہیں اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں، الٰہی! اسے اپنے ہاں نیک لوگوں میں لکھ لے اور اس کا نامۂ اعمال جنت الفردوس والوں میں شامل فرما! اسے عمدہ جانشین نصیب فرما! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالنا۔[۴۴۹]

باب: کسی دشمنِ اسلام کے مرنے کی خبر ملے تو کیا کہنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: میں نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے (دشمن اسلام) ابو جہل کو ہلاک کر دیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَصَرَ عَبْدَهٗ وَاَعَزَّ دِيْنَهٗ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اپنے بندے کو فتح و نصرت سے نوازا اور اپنے دین کو عزت عطا فرمائی۔[۴۵۰]

باب: میت پر نوحہ کرنے اور جاہلوں کی طرح واویلا کرنے کی ممانعت کا بیان

امت مسلمہ کا اتفاق ہے کہ میت پر نوحہ کرنا، جاہلوں کا سا واویلا کرنا اور مصیبت کے وقت اپنے لیے تباہی و بربادی کی دعا کرنا حرام ہے۔

(مصیبت کے وقت) اپنے منہ پر تھپڑ مارے، گریبان چاک کیا اور جاہلیت کا سا واویلا اور بین کیا وہ ہم میں سے نہیں

---

[۴۴۷] سابقہ: ۳۴۱

[۴۴۸] بخاری: ۶۴۲۴، مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۷، شعب الایمان للبیہقی: ۹۸۶۲

[۴۴۹] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۶۱، الدعا للطبرانی: ۱۱۵۹، الکبیر للطبرانی: ۱۲۴۶۹

[۴۵۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۶۳، الکبیر للطبرانی: ۸۴۷۱-۸۴۷۲، الدعا للطبرانی: ۱۰۷۶-۱۰۷۸، الفتوحات ج ۴ ص ۱۲۵، مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۶

ہے۔[٣٥١]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صالِقہ، حالِقہ اور شاقہ سے براءت کا اظہار فرمایا۔[٣٥٢]

حدیث مذکور کے الفاظ صالِقہ، حالِقہ اور شاقہ کے معانی

صالِقہ سے مراد وہ عورت ہے جو میت کے پاس باآواز بلند نوحہ کرتی ہے۔ حالِقہ وہ عورت ہے جو مصیبت کے وقت اپنا سر منڈوا دیتی ہے اور شاقہ وہ عورت جو مصیبت کے وقت اپنا گریبان چاک کر دیتی ہے۔ علماء کا اتفاق ہے کہ یہ تمام حرکتیں حرام ہیں، اسی طرح بال بکھیرنا، منہ پر طمانچے مارنا، چہرہ چھیل کر زخمی کر لینا اور ہلاکت کی دعا کرنا حرام ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے بیعت میں اس بات کا عہد لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔[٣٥٣]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو علامات کفر سے ہیں: (١) نسب میں طعن کرنا (٢) میت پر نوحہ کرنا۔[٣٥٤]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔[٣٥٥]

نوحہ کا معنی اور میت پر رونے کا حکم

بلند آواز سے بَین کرنا نوحہ ہے اور میت کی خوبیاں بیان کرنا بَین ہے، بعض علماء کے نزدیک رو رو کر میت کی خوبیاں شمار کرنا بَین ہے۔ ہمارے علماء فرماتے ہیں: روتے ہوئے چیخنا چلانا حرام ہے البتہ میت کے پاس بغیر بَین اور نوحہ کے رونا حرام نہیں ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ، حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لائے، آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف، حضرت سعد ابن ابی وقاص اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو جاری ہو گئے، دیکھ کر لوگ بھی رونا شروع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو! اللہ تبارک و تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کی افسردگی کے باعث عذاب نہیں دیتا، زبان مبارک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: بلکہ اس کی وجہ سے عذاب یا ثواب دیتا ہے۔[٣٥٦]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آپ کا فوت شدہ

---

[٣٥١] بخاری: ١٢٩٤، مسلم: ١٠٣، ترمذی: ٩٩٩، نسائی ج ٣ ص ٢٠، مسند احمد ج ١ ص ٣٨٦-٢٣٢-٢٤٢-٤٥٦-٤٦٥، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٦٤، شعب الایمان للبیہقی: ١٠١٥٦، صحیح ابن حبان: ٣١٣٩

[٣٥٢] بخاری تعلیقاً: ١٢٩٦، مسلم: ١٠٤، ابوداؤد: ٣١٣٠، نسائی ج ٣ ص ٢٠، مسند احمد ج ٤ ص ٣٩٦-٣٩٧-٤٠٤-٤١١-٤١٦، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٦٤، شعب الایمان للبیہقی: ١٠١٥٧، صحیح ابن حبان: ٣١٤٢، جامع الاصول: ٨٥٧٤، مسند ابویعلیٰ: ٧٢٣٥

[٣٥٣] بخاری: ١٣٠٦-٤٨٩٢-٧٢١٥، مسلم: ٩٣٦، نسائی ج ٧ ص ١٤٨-١٤٩، ابوداؤد: ٣١٢٧، مسند احمد ج ٥ ص ٨٥، جامع الاصول: ٨٥٨٠، الفتح ج ٣ ص ١٤١-١٤٥

[٣٥٤] مسلم: ٦٧، ترمذی: ١٠٠١، مسند احمد ج ٢ ص ٣٧٧-٤١٥-٤٣١-٤٤١-٤٥٥-٤٩٦-٥٢٦، شعب الایمان: ٦٦٧٤

[٣٥٥] ابوداؤد: ٣١٢٨، شعب الایمان للبیہقی: ١٠١٦٠، الارواء للالبانی: ٧٦٩

[٣٥٦] بخاری: ١٣٠٤، مسلم: ٩٢٤، شرح السنہ للبغوی: ١٥٢٩، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٦٩، شعب الایمان للبیہقی: ١٠١٦٥، صحیح ابن حبان: ٣١٤٩

نواسہ لایا گیا تو آپ ﷺ کی چشمانِ اقدس سے آنسو بہہ پڑے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ آنسو کیسے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔[۴۵۷]

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے لختِ جگر نورِ نظر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے وہ حالتِ نزع میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ بھی رو رہے ہیں؟ رحمتِ عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابن عوف! یہ رحمت ہے' پھر مزید آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک آنکھ سے آنسو بہتا ہے اور دل غمگین ہوتا ہے' ہم زبان سے وہی لفظ ادا کریں گے جو ہمارے رب کو راضی کر دے' اے ابراہیم! ہم تمہارے فراق میں غمگین ہیں۔[۴۵۸]

اہل خانہ کے آہ و بکا سے میت کو عذاب دیئے جانے کا مفہوم

جن احادیث مبارکہ میں وارد ہے کہ اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے میت کو عذاب دیا جاتا ہے وہ اپنے ظاہر اور اطلاق پر نہیں بلکہ ان میں تاویل کی جائے گی' تاویل میں علماء کے مختلف اقوال ہیں' زیادہ ظاہر قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرنے والے نے اہل خانہ کو وصیت کی ہو کہ میرے مرنے کے بعد مجھ پر رونا' لہٰذا ایسی میت کو اہل خانہ کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوگا۔

میں نے دیگر اقوال اپنی کتاب ''شرح المہذب'' کی کتاب الجنائز میں ذکر کر دیئے ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

علماء کرام فرماتے ہیں: موت سے قبل اور بعد رونا جائز ہے مگر صحیح حدیث کے مطابق موت سے قبل رونا بہتر ہے۔ سیّد عالم ﷺ کا فرمانِ مبارک ہے: جب موت لازم ہو جائے تو کوئی رونے والی نہ روئے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور آپ کے اصحاب نے نص بیان کی ہے کہ موت کے بعد میت پر رونا مکروہ تنزیہی ہے حرام نہیں۔ اور حدیث مبارک ''فَلَا تَبْكِيَنَّ بَاكِيَةٌ'' (کوئی رونے والی مت روئے) کی نہی کو کراہت تنزیہی پر محمول کیا ہے۔[۴۵۹]

باب: تعزیت اور اظہارِ افسوس کا بیان

سنن ترمذی اور امام بیہقی علیہ الرحمہ کی سنن کبریٰ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مصیبت زدہ سے اظہارِ افسوس کیا وہ اس کے برابر ثواب پائے گا۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے۔[۴۶۰]

سنن ترمذی میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسی خاتون سے تعزیت کی جس کا بچہ فوت ہو گیا ہو اسے جنت میں دھاری دار چادر پہنائی جائے گی۔

اس روایت کی سند قوی نہیں ہے۔[۴۶۱]

---

[۴۵۷] بخاری: ۱۲۸۴' مسلم: ۹۲۳' ابوداؤد: ۳۱۲۵' نسائی ج ۴ ص ۲۱-۲۲' مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۴-۲۰۶-۲۰۷' ابن ماجہ: ۱۵۸۸' شعب الایمان: ۹۷۳۷

[۴۵۸] بخاری: ۱۳۰۳' مسلم: ۲۳۱۵' ابوداؤد: ۳۱۲۶' مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۴' شعب الایمان: ۱۰۱۶۲

[۴۵۹] نسائی ج ۴ ص ۱۳-۱۴' موطأ ج ۱ ص ۲۳۳' ابن ماجہ: ۲۸۰۳' ابوداؤد: ۳۱۱۱' صحیح ابن حبان: ۱۶۱۶' حاکم ج ۱ ص ۳۵۲' مسند احمد ج ۵ ص ۴۴۶' احکام الجنائز و بدعہا ص ۳۹-۴۰' جامع الاصول ج ۴ ص ۱۷۱' صحیح ابوداؤد: ۲۷۲۳

[۴۶۰] ترمذی: ۱۰۷۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۵۹' شعب الایمان: ۹۲۸۳-۹۲۸۵' الدعاء للطبرانی: ۱۲۲۳-۱۲۲۴' ابن ماجہ: ۱۶۰۲' الارواء للالبانی: ۷۶۵' الفتوحات ج ۴ ص ۱۳۷-۱۳۸' بدائع الفوائد لابن القیم ص ۴۸۰

[۴۶۱] ترمذی: ۱۰۷۶' مسند ابی یعلیٰ: ۷۴۳۹' شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۸۱' الارواء للالبانی: ۷۶۴

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی لختِ جگر نورِ نظر خاتونِ جنت حضرت سیّدۃ نساء العالمین فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے فرمایا: گھر سے کیسے آنا ہوا؟ عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس میت کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کرنے اور اہلِ خانہ کے ساتھ اظہارِ افسوس کے لیے آئی ہوں۔[۴۶۲]

سنن ابن ماجہ اور سنن بیہقی میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت عمرو ابن حزم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: جس مؤمن نے اپنے کسی مصیبت زدہ مسلمان بھائی سے اظہارِ افسوس کیا' قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ اسے عزت و کرامت کا جبہ پہنائے گا۔[۴۶۳]

تعزیت کیا ہے؟

تعزیت سے مراد صبر کی تلقین کرنا ہے اور ایسے اُمور کا تذکرہ ہے جس سے میت کے پس ماندگان کو تسلی ہو اور ان کا غم ہلکا ہو جائے اور مصیبت برداشت کرنا آسان ہو جائے۔

تعزیت مستحب ہے اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر مشتمل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى. اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(المائدہ:۲)

تعزیت پر اس آیۂ مبارکہ سے بہترین استدلال کیا جاسکتا ہے۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔[۴۶۴]

تعزیت کا وقت

میت کو دفن کرنے سے پہلے اور بعد تعزیت مستحب ہے۔ علماء فرماتے ہیں: وفات کے بعد تعزیت کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دفن کرنے کے تین دن بعد تک جاری رہتا ہے۔ تین دن اندازے سے پورے کیے جائیں گے' بہتر گھنٹے کی حد مقرر نہیں ہے۔ یہ قول شیخ ابومحمد جوینی شافعی علیہ الرحمہ کا ہے۔

ہمارے علماء کرام کے نقطۂ نظر سے تین دن کے بعد تعزیت مکروہ ہے' کیونکہ تعزیت کا مقصد مصیبت زدہ کے دل کو سکون دلانا ہے اور تین دن کے بعد دل کو چین آ ہی جاتا ہے۔ اب اس کا غم تازہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جمہور علماء کا یہی مذہب ہے جبکہ ابوالعباس ابن القاص شافعی علیہ الرحمہ کے خیال میں تین دن کے بعد تعزیت کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ تعزیت کا وقت ہمیشہ رہتا ہے خواہ مدت کتنی ہی گزر جائے۔ امام حرمین شریفین نے بھی بعض علماء سے یہ روایت نقل کی ہے۔ مذہب مختار کے مطابق تین دن کے بعد تعزیت نہیں کی جائے گی۔ بعض علماء نے دو صورتیں اس سے مستثنیٰ کی ہیں وہ یہ کہ جس سے تعزیت کی جائے گی یا مصیبت زدہ دفن کے وقت موجود نہ ہوں اور تین دن کے بعد واپس آئیں' ان سے تین دن کے بعد بھی تعزیت کی جا سکتی ہے۔

---

[۴۶۲] ابوداؤد: ۳۱۲۳' نسائی ج ۴ ص ۲۷' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۶۰' صحیح ابن حبان: ۳۱۶۷' حاکم ج ۱ ص ۳۷۳' ضعیف ابوداؤد: ۶۸۴

[۴۶۳] ابن ماجہ: ۱۶۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۵۹' الاحادیث الضعیفہ: ۶۱۰

[۴۶۴] مسلم: ۲۶۹۹' ابوداؤد: ۴۹۴۶' ترمذی: ۱۴۲۵' ۱۹۳۱_۱۹۳۰' ۲۹۴۶' ابن ماجہ: ۲۲۵' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۲_۴۰۷' صحیح ابن حبان: ۵۰۲۳

دفن کر لینے کے بعد تعزیت افضل ہے کیونکہ تدفین سے قبل اہل خانہ تجہیز و تکفین میں مشغول ہوتے ہیں اور بعد میں تعزیت کی ایک یہ وجہ بھی ہے کہ تدفین کے بعد میت کی جدائی کی وجہ سے حزن و ملال میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ حکم مذکور اس وقت ہے جب حالات نارمل ہوں اگر اہل خانہ جزع وفزع میں مبتلا ہوں تو ان کی دل جوئی کے لیے تدفین سے پہلے بھی تعزیت کی جاسکتی ہے۔

فصل: تعزیت کس سے کی جائے؟

میت کے تمام اہل خانہ چھوٹے بڑے مردوں عورتوں تمام رشتہ داروں سے تعزیت مستحب ہے سوائے جوان لڑکی کے۔ اس سے صرف اس کے محرم تعزیت کریں۔ علماء فرماتے ہیں: بچوں کی ذمہ داری اور مشکلات برداشت کرنے پر نیک اور کمزور لوگوں سے تعزیت کرنا زیادہ ضروری ہے۔

فصل: تعزیت کے لیے بیٹھنے کا شرعی حکم

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام کے نقطہ نظر سے تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے یعنی میت کے اہل خانہ ایک جگہ جمع ہو جائیں اور لوگ ان کے پاس آئیں (جیسا کہ فی زمانہ مروّج ہے)۔ بلکہ انہیں اپنے معاملات اور کام کاج میں مصروف ہو جانا چاہیے۔ تعزیت کے لیے جگہ مخصوص کر کے بیٹھنا جیسے مردوں کے لیے مکروہ ہے عورتوں کے لیے بھی مکروہ ہے۔ امام محاملی علیہ الرحمہ نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے اسی طرح نص بیان کی ہے۔

اگر کوئی اور بدعت ساتھ نہ ہو تو اس انداز سے تعزیت کے لیے بیٹھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر کوئی بدعتِ محرّمہ شامل ہو گئی تو ایسا کرنا حرام ہو جائے گا (جیسا کہ آج کل لوگ تدفین کے بعد تین دن کی قید سے بے نیاز ہو کر بھوراڈال کر بیٹھ جاتے ہیں وہاں دنیاوی سیاسی کاروباری اور دیگر مختلف لایعنی موضوعات کا سلسلہ ایسا دراز ہوتا ہے کہ بسا اوقات بات غیبت تک جا پہنچتی ہے۔ العیاذ باللہ)۔

صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ (دین میں) ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔[۴۶۵]✱

واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم بالصواب!

✱ احناف کے نزدیک تعزیت کے لیے جگہ مخصوص کر کے بیٹھنے کا حکم

تعزیت کے لیے آنے والوں کی سہولت کے پیش نظر کوئی جگہ مخصوص کرنے میں حرج نہیں ہے۔ البتہ گھر کے دروازے پر یا شارع عام پر بھوراڈال کر بیٹھنا بری بات ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ولاباس لاھل المصیبۃ ان یجلسوا فی البیت اوفی مسجد ثلثۃ ایام والناس یاتونھم ویعزونھم	اہل مصیبت (یعنی میت کے رشتہ دار) تین دن تک گھر یا مسجد میں بیٹھ سکتے ہیں تاکہ تعزیت کے لیے لوگ آتے جاتے رہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ جلد اول صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (مترجم)

فصل: اظہارِ تعزیت کے الفاظ

تعزیت کے الفاظ معین نہیں ہیں اس کے لیے کوئی بھی مناسب لفظ استعمال کیا جاسکتا ہے۔

[۴۶۵] مسلم: ۸۶۷ ابن ماجہ: ۴۵ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۰۶ مسند احمد ج ۳ ص ۳۱۰-۳۳۸-۳۷۱ نسائی ج ۳ ص ۱۸۸ شرح السنۃ للبغوی: ۴۲۹۵ صحیح ابن حبان: ۱۰

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: کسی مسلمان سے مسلمان میت کی تعزیت ان الفاظ سے مستحب ہے:

أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ. اللہ تعالیٰ تجھے عظیم اجر دے اور مصیبت پر عمدہ صبر عطا فرمائے اور تمہاری میت کی مغفرت فرمائے۔

اور مسلمان سے کافر میت کی تعزیت ان الفاظ سے کی جائے گی:

أَعْظَمَ اللّٰهُ أَجْرَكَ وَأَحْسَنَ عَزَاءَكَ. اللہ تعالیٰ تجھے بڑا اجر دے اور مصیبت پر عمدہ صبر کی توفیق عطا فرمائے!

اور کافر سے مسلمان میت کی تعزیت اس طرح ہوگی:

وَأَحْسَنَ اللّٰهُ عَزَاءَكَ وَغَفَرَ لِمَيِّتِكَ. اللہ تعالیٰ تجھے مصیبت پر اچھے طریقہ سے صبر کی توفیق عطا فرمائے اور تمہاری میت کی مغفرت فرمائے!

اور کافر سے کافر میت کی تعزیت یوں ہوگی:

أَخْلَفَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. اللہ تعالیٰ تجھے میت کا بدل عطا فرمائے![٤٦٦]

الفاظ تعزیت کے حوالے سے بہترین روایت وہ ہے جسے امام بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی ایک دختر نیک اختر رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ کا نواسہ موت و حیات کی کشمکش میں ہے' لہٰذا آپ تشریف لائیں۔ نبی اکرم ﷺ نے قاصد سے فرمایا: جاؤ! اور میری لخت جگر سے کہہ دو: اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لیا ہے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ وہ عطا فرماتا ہے اس کا مالک وہی ہے' اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے' اسے کہو کہ صبر کرے اور اجر کی امید رکھے۔[٤٦٧]

حدیث مذکور بالا کی اہمیت اور الفاظ کی تشریح

مذکور حدیث اسلام کے عظیم قواعد وضوابط سے ہے اور دینِ حنیف کے اہم ترین اصول وفروع پر مشتمل ہے۔ اس میں آداب کی تعلیم' آفات وبلیات پر صبر' اور غم وامراض اور دیگر مشکلات برداشت کرنے کی تلقین ہے۔

حدیث کے لفظ:

اَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مَا اَخَذَ. اللہ تعالیٰ نے جو لیا ہے وہ اسی کا ہے۔

مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سارے جہان کا مالک ہے وہ تمہاری کوئی چیز نہیں لیتا بلکہ اس نے جو کچھ تمہیں عاریۃً عطا کیا ہوا ہے' وہ لیتا ہے۔

اور حدیث کے جملہ:

وَلَهٗ مَا اَعْطٰی. اور اسی کا ہے جو اس نے عطا کیا۔

مطلب یہ ہے کہ جو کچھ اس ذات نے تمہیں عطا کیا ہے وہ اس کی ملکیت سے خارج نہیں ہوا' وہ اس کا مالک ہے جیسے چاہے اس میں تصرف کرے۔

وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی. اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے۔

لہٰذا جزع وفزع نہ کرو' اس ذات نے جس کی روح قبض فرمائی' سمجھ لو اس کی مدت پوری ہوگئی' اس کی تقدیم وتاخیر محال ہے۔ جب تمہیں یہ باتیں معلوم ہوگئیں تو صبر کرو' مصائب وآلام برداشت کرو اور اجر وثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھو۔

[٤٦٧] ساجد: ٣٥٧

سنن نسائی میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت معاویہ ابن قرہ ابن ایاس رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی معظم ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو موجود نہ پایا' اس کے متعلق دریافت فرمایا' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اس کا فلان بیٹا جسے آپ نے دیکھا ہوا ہے وہ فوت ہوگیا ہے' نبی مکرم ﷺ اس کی ملاقات کے لیے تشریف لے گئے' بچے کے متعلق دریافت فرمایا' اس نے بتایا: وہ بچہ وفات پا چکا ہے' آپ ﷺ نے اس سے تعزیت کی پھر فرمایا: اے میرے صحابی! تمہیں ان دو میں سے کون سی بات زیادہ پسند ہے؟ عمر بھر اپنے لختِ جگر سے لطف اندوز ہونا یا کل قیامت میں جب تو جنت میں جائے تو یہ آگے بڑھ کر تیرے لیے جنت کا دروازہ کھولے؟ عرض کیا: یانبی اللہ ﷺ! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ یہ پہلے جنت میں داخل ہوکر میرے لیے دروازہ کھولے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے یہی ہے۔[٤٦٨]

امام بیہقی علیہ الرحمہ نے اپنی سند کے ساتھ امام شافعی علیہ الرحمہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کو خبر ملی کہ عبدالرحمٰن ابن مہدی علیہ الرحمہ کا بیٹا فوت ہوگیا ہے اور انہوں نے شدید بے صبری کا مظاہرہ کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے ان کی طرف پیغام بھیجا: میرے بھائی جیسے دوسروں کو صبر کی تلقین کرتے ہو خود بھی صبر کرو' دوسروں کے لیے جس فعل کو قبیح جانتے ہو اپنے لیے بھی قبیح جانو' جان لو کہ اطمینان اور اجروثواب سے محرومی سب سے بڑی مصیبت ہے۔ بوجھ کی گٹھڑی میں یہ چیزیں بھی شامل ہوگئیں تو کیفیت کیا ہوگی؟ میرے بھائی تمہارا حصہ مانگنے سے قبل جب تمہاری دسترس میں ہو تو اسے لے لو' اب تو وہ دور ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں مشکلات پر صبر کرنے کی توفیق عطا فرمائے' ہمیں اور آپ کو صبر کا اجر عطا فرمائے۔ اور یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

اِنِّـی مُـعَـزِّيْكَ لَا اَنِّـی عَـلٰـی ثِقَـةٍ مِـنَ الْـخُـلُـودِ وَلٰـكِـنْ سُنَّـةُ الدِّیْـنِ
فَـمَـا الْـمُـعَـزّٰی بِبَـاقٍ بَعْدَ مَیِّـتِـهٖ وَلَا الْـمُـعَـزِّیْ وَلَوْ عَـاشَـا اِلٰی حِیـنِ

''میں آپ سے تعزیت کر رہا ہوں اس لیے نہیں کہ مجھے دائمی زندگی کا یقین ہے بلکہ اس لیے کہ دین اسلام میں سنت ہے' جس سے تعزیت کی جائے اور تعزیت کرنے والا اس میت کے بعد ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں اگرچہ دونوں ایک عرصہ تک زندگی گزار لیں''۔

ایک آدمی نے اپنے بھائی کو اس کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے خط لکھا' جس کا مضمون ہے:

امابعد! بے شک بیٹا جب تک زندہ رہتا ہے والد کے لیے باعثِ غم اور آزمائش ہوتا ہے' جب آگے چلا جائے تو باعث رحمت و برکت ہوتا ہے' تمہیں غم اور آزمائش ختم ہونے پر جزع وفزع نہیں کرنی چاہیے' اور اس کے عوض بارگاہِ رب العزت سے ملنے والی رحمت و برکت ضائع نہیں کرنی چاہیے۔

حضرت موسیٰ ابن مہدی علیہ الرحمہ نے حضرت ابراہیم ابن سالم علیہ الرحمہ سے ان کے بیٹے کی تعزیت کرتے ہوئے فرمایا: ایک چیز جب مصیبت اور آزمائش تھی آپ اس سے خوش تھے اور جب وہ چیز رحمت و برکت بن گئی آپ اس سے پریشان ہوگئے۔

ایک صاحب نے دوسرے سے تعزیت کرتے ہوئے کہا: خوفِ خدا اور صبر کا دامن مضبوطی سے تھام لو کیونکہ اجروثواب کا امیدوار صبر سے ہی اجر پاتا ہے اور جزع وفزع کرنے والا بھی بالآخر اسی کی طرف لوٹ آتا ہے۔

ایک اور بندۂ خدا اپنے مسلمان بھائی سے یوں تعزیت کرتا ہے:

[٤٦٨] نسائی ج ٤ ص ٢٢۔ ٢٣' مسند احمد ج ٥ ص ٣٥' شعب الایمان للبیہقی: ٩٧٥٣' صحیح ابن حبان: ٢٩٤٧' حاکم ج ١ ص ٣٨٤' الفتوحات ج ٤ ص ١٤٥' احکام الجنائز للالبانی: ٢٠٥

جو چیز تمہارے لیے آخرت میں باعثِ اجر وثواب ہو وہ اس سے بہتر ہے جو دنیا میں خوشی اور سرور کا سبب ہو۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے فوت شدہ لخت جگر کو دفن کیا اور اس کی قبر کے پاس ہنس دیئے۔ عرض کیا گیا: قبلہ! یہ ہنسنے اور مسکرانے کا مقام نہیں' آپ کیوں ہنسے؟ فرمایا: میں شیطان کو ذلیل وخوار کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت ابن جُریج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو آدمی مصیبت کے وقت اجر وثواب کی امید سے صبر نہیں کرتا۔ بالآخر وہ بھی تسلی پائے گا مگر جانوروں کی طرح۔

حضرت حمید اعرج علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سعید ابن جُبیر علیہ الرحمہ کو دیکھا وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر کہہ رہے تھے: میں تیرے اندر ایک اچھا وصف جانتا ہوں۔ حاضرین سے کسی نے عرض کیا: وہ کون سا ہے؟ فرمایا: یہ فوت ہوگا تو میں حصول ثواب کے لیے صبر کروں گا۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے اپنے بچے کی وفات پر خوب بے صبری کا مظاہرہ کیا اور میرے سامنے اس کا اظہار کیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا: کیا تیرا بیٹا تیری نظروں سے غائب بھی ہوا کرتا تھا؟ اس نے کہا: ہاں! اکثر غائب رہا کرتا تھا۔ میں نے کہا: اب بھی یوں سمجھو کہ وہ کہیں گیا ہوا ہے اور صبر کرو گے تو اس کی یہ غیر موجودگی تمہارے لیے عظیم اجر کا باعث ہوگی۔ اس نے کہا: اے ابوسعید! آپ نے میرے لیے بیٹے کی جدائی کا غم برداشت کرنا آسان کر دیا ہے۔

حضرت میمون ابن مہران علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک آدمی نے حضرت عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے ان کے بیٹے عبدالملک علیہ الرحمہ کی وفات پر اظہارِ تعزیت کیا۔ آپ نے فرمایا: جو تقدیر عبدالملک پر نازل ہوئی ہم اسے جانتے ہیں لیکن جب وہ نازل ہوگئی ہم اس کا انکار نہیں کر سکتے تھے۔

حضرت بشر ابن عبداللہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے اپنے لخت جگر حضرت عبدالملک علیہ الرحمہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: اے میرے بیٹے! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے! تو ولادت کے وقت خوشیاں لے کر آیا' نیک بن کر جوان ہوا' میں یہ خواہش نہیں کرتا کہ تو میری آواز کا جواب دے۔

حضرت مسلمہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب حضرت عبدالملک ابن عمر علیہما الرحمہ کا انتقال ہوا' اُن کے والد حضرت عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ نے ان کے چہرے سے کپڑا اُٹھا کر فرمایا: میرے بچے! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے! تیری ولادت کی بشارت سن کر میں بہت مسرور ہوا تھا اور عمر بھر تجھے دیکھ کر خوش ہوتا رہا لیکن مشکل کی اس گھڑی میں پہلے سے بھی زیادہ خوش ہوں' اللہ کی قسم! تو اپنے باپ کو جنت کی دعوت دے رہا ہے۔

حضرت ابوالحسن مدائنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ اپنے لخت جگر کی عیادت کے لیے تشریف لائے وہ تکلیف میں تھا۔ آپ نے فرمایا: بیٹا کیسے ہو؟ عرض کیا: موت کو قریب تر پا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: بیٹا! میری خواہش ہے کہ تو میرے ترازو میں آئے نہ کہ میں تیرے ترازو میں چلا جاؤں۔ بیٹے نے عرض کیا: ابا جان! مجھے آپ کی خواہش اپنی پسند سے زیادہ عزیز ہے۔

حضرت جُویریہ ابن اسماء رضی اللہ عنہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ تین بھائی تُستر کی جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ ان کی والدہ ماجدہ کسی کام سے بازار گئیں' ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو تُستر کی جنگ میں شریک تھا۔ مائی صاحبہ نے اسے پہچان لیا اور اپنے بیٹوں کا حال دریافت کیا' اس نے کہا: وہ شہید ہو گئے ہیں۔ پوچھا: پیش قدمی کرتے ہوئے یا پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے؟ اس نے کہا: پیش قدمی کرتے ہوئے' وہ نیک بخت خاتون بولیں: الحمد للہ! وہ کامیاب ہوئے اور انہوں نے خاندان کا

تحفظ کرلیا' ان پر میری جان اور میرے ماں باپ قربان!

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے معانی اور ضبط

حدیث مذکور بالا کا لفظ ''اَلذِّمَارُ'' ذال معجمہ کے کسرہ سے ہے' معنی ہے: آدمی کے وہ اہل وعیال اور ماتحت جن کی حفاظت اور نگہداشت آدمی کے ذمہ ہوتی ہے۔

لفظ ''حَاطُوْا'' کا معنی ہے: انہوں نے حفاظت کی یا نگہبانی کی۔

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے اپنے نورِ چشم کی وفات پر یہ شعر کہا:

وَمَا الدَّهْرُ اِلَّا هٰكَذَا فَاصْبِرَنْ لَهٗ رَزِيَّةُ مَالٍ اَوْ فِرَاقُ حَبِيْبٍ

''زمانہ ایسے ہی ہے اس کے لیے صبر کر' مال کی مصیبت ہے یا دوست کی جدائی''۔

حضرت ابوالحسن مدائنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عبیداللہ ابن حسن علیہ الرحمہ کے والد گرامی حضرت حسن علیہ الرحمہ کا وصال ہوگیا' ان دنوں عبیداللہ بصرہ کے قاضی اور امیر تھے۔ تعزیت کرنے والوں کی کثیر تعداد ان کے پاس موجود تھی۔ موضوعِ سخن تھا: کس طرح معلوم ہوتا ہے کہ آدمی صبر کی بجائے جزع کا مرتکب ہے۔ سب نے اتفاق کیا کہ اگر آدمی وہ کام ترک کر دے جو وہ پہلے کیا کرتا تھا تو یہ جزع اور بے صبری ہوگی۔

نوٹ: اس باب میں کثیر روایات موجود ہیں کچھ کا ذکر کر دیا ہے تا کہ کتاب اس موضوع سے خالی نہ رہے۔

فصل: زمانہ اسلام میں پھیلنے والے بعض طاعون کا بیان

طاعون کا ذکر اس لیے کیا جا رہا ہے تا کہ صبر وتحمل کے مزید جذبات پیدا ہوں اور معلوم ہو جائے کہ آج کے انسان کی مشکلات پہلے لوگوں سے کم ہیں۔

حضرت ابوالحسن مدائنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زمانہ اسلام میں پانچ بڑے طاعون پھیلے ہیں۔

عہد رسالت مآب ﷺ چھ ہجری میں مدائن کے علاقے میں طاعون شیرویہ کی وبا پھیلی۔

پھر عہد فاروقی میں ملک شام کے اندر طاعون عمواس کی وبا پھیلی جس میں پچیس ہزار آدمی لقمۂ اجل بنے۔

بعدازاں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں شوال انہتر (٦٩) ہجری میں طاعون کی وبا پھیلی تین دن میں یومیہ ستر ہزار کے حساب سے ہلاکتیں ہوئیں' اسی دوران حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کے خاندان سے تراسی (٨٣) بقول بعض تہتر (٧٣) افراد وفات پا گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی اولاد سے چالیس افراد اس فانی دنیا سے کوچ کر گئے۔

طاعون الفتیات کا آغاز شوال ستاسی (٨٧) ہجری میں ہوا۔

پھر رجب ١٣١ھ میں طاعون پڑا' ماہِ رمضان میں شدت اختیار کر گیا' صرف مقام سکۃ المربد میں روزانہ ایک ہزار جنازے شمار کیے جاتے تھے پھر شوال میں اس کی شدت میں کمی آئی اور آہستہ آہستہ ختم ہوگیا۔

کوفہ میں طاعون کی وبا پچاس ہجری (٥٠) میں چلی' اسی میں حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ حضرت ابوالحسن مدائنی علیہ الرحمہ کی گفتگو مکمل ہوئی۔

امام ابن قتیبہ علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''المعارف'' میں حضرت اصمعی علیہ الرحمہ سے کچھ کمی بیشی کے ساتھ اتنے ہی طاعون شمار کیے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: طاعون الفتیات کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ بصرہ' واسط' شام اور کوفہ میں کنواری لڑکیوں سے

شروع ہوا تھا' اسے طاعون الاشراف بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں بہت زیادہ امراء واشراف فوت ہوئے تھے۔

آپ فرماتے ہیں: مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں کبھی طاعون کی وبا نہیں پھیلی۔

یہ موضوع بہت وسیع ہے اور میں نے یہاں کافی روایات ذکر کردی ہیں۔ مزید تفصیل شرح صحیح مسلم للنووی کے آغاز میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب: میت کے عزیز واقارب کو اطلاع دینا جائز ہے جبکہ جاہلیت کی سی تشہیر مکروہ ہے

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں روایت ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (وصیت کرتے ہوئے) فرمایا: جب میں فوت ہو جاؤں تو کسی کو اطلاع نہ کرنا مجھے خوف ہے کہ یہ نعی (جاہلیت کی سی تشہیر) نہ بن جائے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو نعی سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۴٦٩]

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نعی سے بچو کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری روایت بھی ہے جو مرفوع نہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غیر مرفوع' مرفوع سے اصح ہے اور دونوں روایتوں کو امام ترمذی نے ضعیف قرار دیا ہے۔[۴۷۰]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو نجاشی کے فوت ہونے کی خبر دی۔[۴۷۱]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور اکرم ﷺ کو اطلاع کیے بغیر ایک میت رات کے وقت دفن کردی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگوں نے مجھے اطلاع کیوں نہ کی؟[۴۷۲]

محققین اور ہمارے اکثر علماء کے نقطۂ نظر سے میت کے عزیز واقارب اور دوستوں کو اطلاع دینا مستحب ہے گزشتہ دونوں حدیثوں کا مفہوم یہی ہے اور جس نعی سے منع کیا گیا ہے وہ زمانہ جاہلیت کی سی نعی اور تشہیر ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب ان کا کوئی سردار مرجاتا تو وہ مختلف قبائل کی جانب سوار روانہ کرتے جو اس طرح اعلان کرتے: ''نَعَایَا فُلَانٌ'' یا کہتے: ''یَا نعایا العرب'' جس کا مفہوم یہ ہے کہ فلاں کے مرنے سے اہل عرب ہلاک ہوگئے۔ اور اس نعی کے ساتھ چیخ وپکار ہوتی تھی۔

فوتیدگی کی اطلاع اور اعلان کے بارے میں کتاب ''حاوی'' کے مصنف نے ہمارے علماء کے دو نظریات بیان کیے ہیں' ایک یہ کہ فوت ہونے والا کوئی مسافر ہو یا مقامی اعلان کرنا مستحب ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ نماز جنازہ میں شرکت کریں اور اس کے لیے دعائیں کریں' دوسرا یہ کہ اجنبی اور مسافر کی موت کا اعلان مستحب ہے کسی دوسرے کا نہیں۔

میرے نقطۂ نظر سے مطلقاً اعلان کرنا مستحب ہے جبکہ محض اطلاع کی حد تک ہو۔ اس کی مزید تفصیل میں نے ''شرح صحیح بخاری'' اور ''شرح مہذب'' میں کردی ہے۔

باب: میت کو غسل اور کفن دیتے وقت کیا پڑھا جائے؟

میت کو غسل اور کفن دیتے ہوئے کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ علماء کرام فرماتے

---

[۴٦٩] ترمذی:۹۸٦' ابن ماجہ:۱۴۷٦' مسند احمد ج ۵ ص ۴۰٦' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۷۴' احکام الجنائز للالبانی ص ۳۱

[۴۷۰] ترمذی:۹۸۴-۹۸۵' ضعیف ترمذی:۱٦۵-۱٦٦

[۴۷۱] بخاری:۱۲۴۵' مسلم:۹۵۱' ابوداؤد:۳۲۰۴' ترمذی:۱۰۲۲' نسائی ج ۴ ص ۷۲' مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۱-۴۳۸-۴۳۹' شرح السنہ للبغوی:۱۴۸۹' صحیح ابن حبان:۳۰۵۷

[۴۷۲] بخاری:۴۵۸-۴٦۰-۱۳۳۷' مسلم:۹۵٦' ابوداؤد:۳۲۰۳' مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳-۳۸۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۴۷' شرح السنہ للبغوی:۱۴۹۹' ابن ماجہ: ۱۵۲۷' مسند ابی یعلیٰ:٦۴۲۹' صحیح ابن حبان:۳۰۷۵

ہیں: غسل دینے والا اگر میت سے کسی اچھی چیز کا مشاہدہ کرے مثلاً چہرے کی نورانیت اور بدن سے خوشبو وغیرہ تو لوگوں میں اس کا تذکرہ کرے اور اگر کوئی نامناسب چیز دیکھ لے مثلاً چہرے کا سیاہ ہونا' بدبو آنا' کسی عضو میں تغیر آ جانا اور صورت کا مسخ ہو جانا وغیرہ تو خاموش رہے' میت کے ان عیوب کا کسی کے سامنے ذکر کرنا حرام ہے۔

علماء کرام نے اس مسئلہ پر حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے استدلال کیا ہے جو ابوداؤد اور ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے فوت شدگان کی خوبیاں بیان کرو اور ان کے عیوب ظاہر کرنے سے باز رہو۔[۴۷۳]

امام بیہقی علیہ الرحمہ کی کتاب ''سنن کبیر'' میں رسول اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے میت کو غسل دیا اور اس کی پردہ پوشی کی تو اللہ تعالیٰ اسے چالیس مرتبہ معاف فرمائے گا۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے اسے اپنی کتاب مستدرک میں روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث مبارک امام مسلم علیہ الرحمہ کی شرط پر صحیح ہے۔[۴۷۴]

جمہور علماء کرام کے نزدیک ہر میت کا یہی حکم ہے جو مذکور ہوا جبکہ کتاب ''البیان'' کے مصنف حضرت ابوالخیر یمنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر مرنے والا بدعتی ہو اور بدعات کا پرچار کرتا ہو اور غسل دینے والا اس کا کوئی عیب دیکھے تو لوگوں کے سامنے بیان کرے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

باب: نمازِ جنازہ کا بیان

تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے' اسی طرح میت کو غسل دینا' کفن دینا اور دفن کرنا بھی فرضِ کفایہ ہے۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کے لیے کم از کم کتنے افراد ہوں تو فرض ساقط ہو جائے گا؟ اس میں علماء کرام کے چار مؤقف ہیں: پہلا اور سب سے زیادہ صحیح مؤقف یہ ہے کہ ایک آدمی کے نمازِ جنازہ پڑھ لینے سے فرضیت ساقط ہو جائے گی' دوسرے مؤقف کے مطابق دو آدمی' تیسرے کے مطابق تین آدمی اور چوتھے کے مطابق چار آدمیوں کا ہونا شرط ہے' خواہ باجماعت نماز ادا کریں یا اکیلے۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کا طریقہ

نمازِ جنازہ چار تکبیرات پر مشتمل ہے' چاروں ضروری ہیں' اگر ایک تکبیر بھی چھوڑ دی تو نماز درست نہ ہوگی اور اگر کسی نے پانچویں تکبیر کا اضافہ کر دیا تو اس کی نماز کے بطلان میں دو آراء ہیں' زیادہ صحیح رائے کے مطابق نماز درست ہو جائے گی۔

اگر نمازی مقتدی ہو اور امام پانچویں تکبیر کہہ دے' اب مقتدی کیا کرے؟ اگر اس قول اور رائے کو اختیار کریں جس کے مطابق پانچویں تکبیر سے نماز باطل ہو جائے گی پھر تو مقتدی امام سے علیحدہ ہو جائے گا' جیسا کہ چار رکعت والی نماز میں اگر امام پانچویں کے لیے کھڑا ہو جائے۔

اور اگر اس زیادہ صحیح قول کو لیا جائے جس کے مطابق پانچویں تکبیر سے نمازِ جنازہ باطل نہیں ہوگی تو پھر مقتدی امام سے علیحدگی اختیار نہیں کرے گا۔ اور زیادہ صحیح رائے کے مطابق پانچویں تکبیر میں امام کی اتباع بھی نہیں کرے گا جبکہ ہمارے بعض علماء

[۴۷۳] ابوداؤد: ۴۹۰۰_۱۰۴۷' ترمذی: ۱۰۱۹' حاکم ج ۱ ص ۳۸۵' شعب الایمان للبیہقی: ۶۶۷۹

[۴۷۴] حاکم ج ۱ ص ۳۵۴_۳۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۹۵' شعب الایمان للبیہقی: ۹۲۶۵' اربعین کبیر للمنذری ج ۴ ص ۱۷۱' الدرایہ لابن حجر: ۱۴۰' احکام الجنائز للالبانی ص ۵۱

نے یہ ضعیف رائے دی ہے کہ وہ امام کی اتباع کرلے۔ اگر اس زیادہ صحیح اور مشہور موقف کو لیں کہ مقتدی پانچویں تکبیر میں امام کی اتباع نہیں کرے گا تو پھر کیا کرے؟

کیا سلام پھیرنے کے لیے امام کا انتظار کرے یا فوراً سلام پھیر دے؟ اس میں دو مذہب ہیں' زیادہ صحیح مذہب کے مطابق انتظار کرے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے۔ مزید تفصیل کے لیے میری کتاب ''شرح المہذب'' کا مطالعہ کیجئے۔

ہر تکبیر کے ساتھ (کانوں تک) ہاتھ بلند کرنا مستحب ہے۔ تکبیر کا طریقہ' اس کے مستحبات' جن چیزوں سے تکبیر باطل ہو جاتی ہے اور دیگر فروعات ماقبل باب ''صفة الصلوٰة واذکارھا'' میں بیان کردی گئی ہیں۔ ٭

٭ فقہاء احناف کے نزدیک جنازہ کی تکبیرات میں رفع یدین کا حکم

احناف کے نزدیک نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے ساتھ امام اور مقتدی ہاتھ کانوں تک اٹھائیں گے جبکہ بعد کی تکبیرات کے ساتھ ہاتھ بلند نہیں کیے جائیں گے۔

ولا یرفع یدیه الا فی التکبیرة الاولٰی فی ظاهر الروایه	ظاہر الروایہ کے مطابق صرف پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے جائیں گے۔

(فتاویٰ عالمگیری کتاب الصلوٰۃ جلد اول' صفحہ ۱۸۰' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت) (مترجم)

تکبیراتِ جنازہ کے دوران پڑھے جانے والے اذکار

پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے' دوسری کے بعد درود شریف' تیسری کے بعد میت کے لیے دعا کرے اور دعا میں ایسے الفاظ پڑھنا واجب ہیں جنہیں دعا کہا جاسکے۔ چوتھی تکبیر کے بعد کچھ نہیں پڑھا جائے گا یعنی واجب نہیں اگر استحباباً پڑھنا چاہتا ہے تو ان اذکار کا بیان آرہا ہے۔

پہلی تکبیر کے بعد سورۂ فاتحہ سے قبل ثناء اور تعوذ اور بعد میں کوئی اور سورت ملانے میں ہمارے علماء کا اختلاف ہے۔ ایک رائے کے مطابق تمام اُمور مستحب ہیں۔ دوسری کے مطابق کوئی بھی مستحب نہیں جبکہ تیسری اور درست رائے یہ ہے کہ سورۂ فاتحہ سے قبل تعوذ مستحب ہے' ثناء اور بعد کی سورت مستحب نہیں۔ سورۂ فاتحہ کے بعد آمین کے مستحب ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے ایک نمازِ جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ جان لو! یہ سنت ہے۔ آپ کا یہ قول کہ یہ سنت ہے' یہ صحابی کے قول ''مِنَ السُّنَّةِ كَذَا وَكَذَا'' کی طرح ہے۔ [۴۷۵]

سنن ابوداؤد کے الفاظ اس طرح ہیں: ''اِنَّهَا مِنَ السُّنَّةِ'' یعنی یہ بھی سنت طریقہ ہے۔ اصول حدیث کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ حدیث رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہے۔ ہمارے علماء کرام کے نزدیک صحیح اور مشہور مذہب کے مطابق نماز جنازہ خواہ رات کو پڑھی جائے یا دن کو سورۂ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی' جہراً نہیں۔ جبکہ بعض علماء کے نزدیک اگر نمازِ جنازہ دن میں پڑھی جائے تو سورۂ فاتحہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر رات میں ہو تو بلند آواز سے پڑھے۔

دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا واجب ہے اور کم از کم الفاظ جن سے وجوب ادا ہو جائے' یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ	اے اللہ کریم! حضرت محمد ﷺ پر رحمت نازل فرما!

درود شریف پر ان الفاظ کا اضافہ مستحب ہے:

[۴۷۵] بخاری: ۱۳۳۵' ابوداؤد ۳۱۹۸' ترمذی: ۱۰۲۶' نسائی ج ۴ ص ۷۴۔۷۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۸' صحیح ابن حبان: ۳۰۶۰۔۳۰۶۱' حاکم ج ۱ ص ۳۵۸

وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ. اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمت نازل فرما!

جمہور علماء کے نزدیک یہ اضافہ واجب نہیں۔ بعض علماء نے اسے واجب قرار دیا ہے جبکہ یہ قول شاذ اور ضعیف ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اور آپ کے شاگرد اس مسئلہ میں متفق ہیں کہ اگر وقت ہو تو مؤمنین اور مؤمنات کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔ امام مُزنی علیہ الرحمہ نے امام شافعی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ الحمد للہ پڑھنا بھی مستحب ہے' علماء کی ایک جماعت نے اس کی تائید کی ہے جبکہ جمہور علماء نے اس کا انکار کیا ہے۔ اگر استحباب والے قول کو اختیار کریں تو تکبیر ثانی کے بعد ترتیب یوں ہوگی۔ پہلے حمد باری تعالیٰ پھر درود شریف اس کے بعد مؤمنین اور مؤمنات کے لیے دعا' اس ترتیب کی خلاف ورزی میں کوئی حرج نہیں البتہ خلاف اولیٰ ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ درود و سلام پیش کرنے کے متعلق احادیث مبارکہ سنن بیہقی میں موجود ہیں۔ یہاں اختصار پیش نظر ہے' تفصیل کتب فقہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ''شرح المہذب'' میں بھی اس کی وضاحت موجود ہے۔[۴۷۶]

تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا واجب ہے۔ دعا کے لیے کم از کم اتنے الفاظ ضرور ہوں جن پر دعا کا اطلاق ہو سکے۔ مثلاً:

رَحِمَهُ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے!

اَوْ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ. یا' اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائے!

اَوْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ. یا' اے اللہ کریم! اس کی بخشش فرما!

اَوْ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ. یا' اے اللہ تعالیٰ! اس پر رحم فرما!

اَوْ اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِهٖ. یا' اے اللہ! اس پر لطف و کرم فرما!

یا اس جیسے دیگر دعائیہ کلمات بھی نمازِ جنازہ میں پڑھے جا سکتے ہیں' ان سے وجوب ادا ہو جائے گا جبکہ مستحب وہ دعائیں ہیں جو احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہیں' ملاحظہ فرمائیں:

صحیح مسلم میں حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ جنازہ پڑھائی' میں نے آپ کی دعا زبانی یاد کر لی' آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ.

اے اللہ کریم! اس کی بخشش فرما اور اس پر رحم فرما' اسے عافیت عطا فرما اور اس سے درگزر فرما! اسے قابل عزت مہمان بنا اور اس کی قبر میں کشادگی فرما! اسے پانی' برف اور اولوں سے نہلا دے' اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے تو سفید کپڑے کو میل سے پاک فرماتا ہے' اسے دنیا کے گھر سے اچھا گھر عطا فرما! دنیا کے اہل خانہ سے اچھے اہل عطا فرما! دنیا کی زوجہ سے اچھی زوجہ عطا فرما! اسے جنت میں داخل فرما اور اسے! عذابِ قبر اور عذابِ جہنم سے پناہ عطا فرما!

یہ دعا سن کر میں نے خواہش کی: کاش! اس میت کی جگہ میں ہوتا۔

[۴۷۶] السنن ج ۴ ص ۳۹' الفتوحات ج ۴ ص ۱۶۹

صحیح مسلم کی ایک اور روایت اس طرح ہے:

وَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ الْقَبْرِ. اور اسے قبر کے فتنہ اور عذاب سے بچا!

حدیث مذکور اس باب کی تمام روایات سے زیادہ صحیح ہے۔[۴۷۷]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا' وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا' وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا' اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ' وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ' اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ.

اے اللہ کریم! ہمارے زندہ اور مردہ' چھوٹے اور بڑے' مذکر اور مؤنث' حاضر اور غائب سب کی مغفرت فرما! مولا کریم! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جسے وفات دے اسے حالت ایمان پر وفات دینا' اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں مبتلا نہ کرنا۔

امام حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بخاری و مسلم کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔[۴۷۸]

حدیث مذکور بالا سنن بیہقی میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور سنن ترمذی میں حضرت ابو ابراہیم اشہلی کے والد گرامی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت محمد ابن اسماعیل یعنی امام بخاری علیہ الرحمہ کا فرمان ہے کہ جن احادیث میں ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا الخ'' کے الفاظ ہیں' ان میں سب سے زیادہ صحیح روایت حضرت ابو ابراہیم اشہلی رضی اللہ عنہ کے والد گرامی کی ہے' جبکہ اس باب کی تمام روایات میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ کی ہے۔

سنن ابوداؤد کے الفاظ اس طرح ہیں:

فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِيْمَانِ وَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِسْلَامِ. اسے ایمان پر زندگی عطا فرما اور اسلام پر موت عطا فرما!

جبکہ حدیث کی بڑی بڑی کتابوں کے مشہور الفاظ یہ ہیں:

فَاَحْيِهِ عَلَى الْاِسْلَامِ وَتَوَفَّهُ عَلَى الْاِيْمَانِ. اسے اسلام پر زندگی عطا فرما اور ایمان کی حالت میں موت عطا فرما! [۴۷۹]

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم نماز جنازہ پڑھ لو تو میت کے لیے خلوص دل سے دعا کرو۔[۴۸۰]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ میں یہ دعا پڑھی:

---

[۴۷۷] مسلم: ۹۶۳' ترمذی: م۱۰۲۵' نسائی ج ۴ ص ۷۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۸۷' مسند احمد ج ۶ ص ۲۳۔۲۸' ابن ماجہ: ۱۵۰۰' شرح السنہ للبغوی: ۱۴۹۵' السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۴۰' المعجم الکبیر للطبرانی: ۷۸۔ ج ۱۸' الدعاء للطبرانی: ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۴' صحیح ابن حبان: ۳۰۶۳

[۴۷۸] ابوداؤد: ۳۲۰۱' ترمذی: ۱۰۲۴' السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۴۱' نسائی ج ۴ ص ۷۴' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۸۰۔۱۰۸۱' ابن ماجہ: ۱۴۹۸' مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۸' الدعاء للطبرانی: ۱۱۷۲۔۱۱۷۵' صحیح ابن حبان: ۷۵۷' حاکم ج ۱ ص ۳۵۸

[۴۷۹] السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۴۱' مسند احمد ج ۵ ص ۲۹۹۔۳۰۸۔۴۱۲' الدعاء للطبرانی: ۱۱۷۱' نسائی ج ۴ ص ۷۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۸۴۔۱۰۸۶' ترمذی: ۱۰۲۴' مسند احمد ج ۴ ص ۷۰' الدعاء للطبرانی: ۱۱۶۶۔۱۱۷۰' احکام الجنائز للالبانی ص ۱۲۴

[۴۸۰] ابوداؤد: ۳۱۹۹' ابن ماجہ: ۱۴۹۷' السنن الکبری للبیہقی ج ۴ ص ۴۰' الدعاء للطبرانی: ۱۲۰۵۔۱۲۰۶' الارواء للالبانی: ۷۳۲' صحیح ابن حبان: ۷۵۴

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا، وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا، وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ، وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَعَلَانِيَتِهَا، جِئْنَا شُفَعَاءَ فَاغْفِرْ لَهٗ.

اے اللہ کریم! تو اس کا رب ہے اور تو نے ہی اسے پیدا فرمایا ہے' اس کو تو نے ہی اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور تو نے ہی اس کی روح قبض فرمائی' تیری ذات اس کو اور اس کے باطنی و ظاہری اعمال کو بہتر جانتی ہے' ہم تو سفارشی ہیں' اس کی مغفرت فرما دے۔[۴۸۱]

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مسلمان مرد کی نماز جنازہ پڑھائی' میں نے آپ کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانَةَ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ، وَاَنْتَ اَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

اے اللہ کریم! یہ فلاں خاتون کا بیٹا تیرے ذمۂ کرم اور تیری پناہ کے عہد میں ہے' اسے قبر کے فتنہ اور عذاب نار سے محفوظ فرما! تیری ذاتِ پاک وفادار اور لائقِ حمد ہے' مولا کریم! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما! بے شک تو خوب بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔[۴۸۲]

امام شافعی علیہ الرحمہ نے ان احادیث مبارکہ اور دیگر روایات سے یہ دعا منتخب فرمائی:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ، خَرَجَ مِنْ رَوْحِ الدُّنْيَا وَسَعَتِهَا، وَمَحْبُوْبِهٖ وَاَحِبَّائِهٖ فِيْهَا، اِلٰى ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَمَا هُوَ لَاقِيْهِ، كَانَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ، وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ نَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ، وَاَصْبَحَ فَقِيْرًا اِلٰى رَحْمَتِكَ، وَاَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ، وَقَدْ جِئْنَاكَ رَاغِبِيْنَ اِلَيْكَ، شُفَعَاءَ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا فَزِدْ فِيْ اِحْسَانِهٖ، وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا فَتَجَاوَزْ عَنْهُ، وَاٰتِهٖ بِرَحْمَتِكَ رِضَاكَ، وَقِهٖ فِتْنَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابَهٗ، وَافْسَحْ لَهٗ فِيْ قَبْرِهٖ، وَجَافِ الْاَرْضَ عَنْ جَنْبَيْهِ، وَلَقِّهٖ بِرَحْمَتِكَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِكَ حَتّٰى تَبْعَثَهٗ اِلٰى جَنَّتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ.

مولا کریم! یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کی اولاد ہے' دنیا کے آرام' اس کی کشادگی' وہاں کے دوستوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر قبر کی تاریکی اور اس کے پیش آمدہ معاملات کی جانب نکل آیا ہے' یہ گواہی دیا کرتا تھا کہ تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں' اور تیری ذات اس سے بخوبی واقف ہے' مولا کریم! یہ تیرا مہمان ہے اور تو سب سے زیادہ کریم مہمان نواز ہے' یہ تیری رحمت کا محتاج ہے اور تو اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے' ہم تیری بارگاہِ اقدس سے امید رکھتے ہوئے اس کے سفارشی بن کر آئے ہیں' مولا کریم! اگر یہ نیکوکار تھا تو اس کی نیکیوں میں اضافہ فرما اور اگر یہ خطا کار تھا تو اس سے درگزر فرما! اپنی رحمت کے صدقے اس سے راضی ہو جا! اسے قبر کے فتنہ اور عذاب سے بچا! اس کی قبر کشادہ فرما! اس کے جسم سے زمین کو دور ہٹا! اپنی رحمت کے صدقے اسے عذاب سے امان عطا فرما! تاکہ تو اسے اپنی جنت میں بھیج دے۔ یا ارحم الراحمین![۴۸۳]

یہ دعا کتاب ''مختصر المزنی'' میں امام شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: اگر میت بچہ ہو تو نمازی اس کے والدین کے لیے اس طرح دعا کرے:

[۴۸۱] ابوداؤد: ۳۲۰۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۷۶۔۱۰۷۸' الدعا للطبرانی: ۱۱۷۸۔۱۱۸۵' الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۱۷۶' احکام الجنائز للالبانی ص ۱۲۴

[۴۸۲] ابوداؤد: ۳۲۰۲' ابن ماجہ: ۱۴۹۹' مسند احمد ج ۳ ص ۴۹۱' الدعا للطبرانی: ۱۱۸۸' صحیح ابن حبان: ۷۵۸' احکام الجنائز للالبانی ص ۱۲۵

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَهُمَا فَرَطًا، وَاجْعَلْهُ لَهُمَا سَلَفًا، وَاجْعَلْهُ لَهُمَا ذُخْرًا، وَثَقِّلْ بِهٖ مَوَازِيْنَهُمَا، وَاَفْرِغِ الصَّبْرَ عَلٰى قُلُوْبِهِمَا وَلَاتَفْتِنْهُمَا بَعْدَهٗ وَلَا تَحْرِمْهُمَا اَجْرَهٗ.

اے اللہ کریم! اس بچے کو والدین کے لیے آگے جا کر انتظام کرنے والا بنا دے' اسے ان کے لیے آگے جانے والا اجر بنا دے' اسے ان کے لیے ذخیرۂ آخرت بنا دے' اس کے ذریعے ان کا ترازو وزنی فرما دے' ان کے دلوں کو صبر عطا فرما' اس کے بعد انہیں کسی آزمائش میں نہ ڈالنا اور ان کو اس کے اجر سے محروم نہ رکھنا۔[۴۸۴]

یہ وہ الفاظ ہیں جو ہمارے ایک عالم دین شیخ ابوعبداللہ زبیری علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الکافی'' میں لکھے ہیں۔ دیگر علماء کرام نے ان کے ہم معنی الفاظ ذکر کیے ہیں اور اضافہ کیا کہ ساتھ ''اللّٰھم اغفر لحینا و میّتنا الخ'' مکمل دعا پڑھی جائے۔
شیخ زبیری فرماتے ہیں: اگر میت عورت ہو تو ابتداء میں ''اَللّٰھُمَّ هٰذِهٖ اَمَتُكَ'' لگا کر باقی دعا اسی طرح پڑھی جائے گی۔
واللہ اعلم!

چوتھی تکبیر کے بعد بالاتفاق کوئی ذکر واجب نہیں' البتہ وہ دعا مستحب ہے جو امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''البویطی'' میں بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: چوتھی تکبیر کے بعد یوں دعا کرے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ.

مولا کریم! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کرنا اور اس کے بعد ہمیں آزمائش میں نہ ڈالنا۔

ایک عالم دین حضرت ابوعلی ابن ابوہریرہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: متقدمین علماء چوتھی تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا!

یہ دعا امام شافعی علیہ الرحمہ سے منقول نہیں ہے اگر کوئی پڑھ لے تو بہتر ہے۔ میرے خیال میں اس دعا کے بہتر ہونے کی وہی دلیل کافی ہے جو باب دعاء الکرب میں حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ضمن میں گزر چکی ہے (کہ آپ رضی اللہ عنہ جب بھی دعا کرتے تو انہیں کلمات سے کرتے اور اگر زیادہ دعائیں کرتے تو ان میں یہ دعا ضرور کرتے)۔
چوتھی تکبیر کے بعد دعا کی دلیل وہ روایت ہے جو امام بیہقی علیہ الرحمہ نے سنن کبیر میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہے کہ آپ نے اپنی دختر نیک اختر کا جنازہ پڑھایا اور اس میں چار تکبیریں پڑھیں' دو تکبیروں کے مابین وقفہ کی مقدار چوتھی تکبیر کے بعد قیام کیا اور اس میں میت کے لیے دعا کی۔ پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ چار تکبیریں کہنے کے بعد کچھ دیر ٹھہرے رہے' ہم سمجھے شاید پانچویں تکبیر کا ارادہ ہے مگر آپ نے دائیں بائیں سلام پھیر دیا۔ فارغ ہونے کے بعد ہم نے دریافت کیا کہ یہ وقفہ کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے' میں نے اس پر اضافہ نہیں کیا۔ یا فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی طرح کیا تھا۔
امام حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔[۴۸۵] ✱

✱ احناف کے نزدیک تکبیراتِ جنازہ کے دوران اذکار اور ان کا شرعی حکم

علماء احناف کے نزدیک نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد ثناء' دوسری کے بعد درود شریف اور تیسری کے بعد میت کے لیے دعا

[۴۸۴] بخاری تعلیقاً ج ۳ ص ۲۰۳
[۴۸۵] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۵' حاکم ج ۱ ص ۳۶۰

کرنا سنت ہے:

وسننها اربع قيام الامام بحذاء صدرا لميّت ذكرا كان او انثى والثناء بعد التكبيرة الاولى والصلوة على النبى صلى الله عليه وسلّم بعد الثانية والدعاء للميت بعد الثالثة.

نمازِ جنازہ میں چار چیزیں سنت ہیں: (۱) میت خواہ مرد ہو یا عورت امام کا میت کے سینہ کے برابر کھڑا ہونا (۲) پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا (۳) دوسری کے بعد بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرنا (۴) تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعا کرنا۔

(نورالایضاح' باب احکام الجنائز)

اور ظاہر الروایہ کے مطابق چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کسی ذکر و دعا کے سلام پھیرنا واجب ہے:

ويسلم وجوبا بعد التكبيرة الرابعة من غير دعاء بعدها فى ظاهر الروايه.

ظاہر الروایہ کے مطابق چوتھی تکبیر کے بعد بغیر دعا پڑھے سلام پھیرنا واجب ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح' کتاب الصلوٰۃ' باب احکام الجنائز) (مترجم)

فصل: مسبوق باقی ماندہ نمازِ جنازہ کیسے ادا کرے؟

نمازِ جنازہ کی تکبیرات اور اذکار سے فارغ ہو کر دیگر فرضی نمازوں کی طرح دونوں جانب سلام پھیر دے' جیسا کہ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بیان کر دیا گیا ہے' اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلام پھیرنے کا حکم وہی ہے جو دیگر فرضی نمازوں میں ہے۔ صحیح اور مختار مذہب یہی ہے۔ ہلکا پھلکا اختلاف بھی ہے جسے یہاں ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر مسبوق آیا اور امام کو دورانِ نماز پایا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر فوراً نماز میں شامل ہو جائے۔ سورۂ فاتحہ پڑھے پھر دیگر اذکار ترتیب وار پڑھے۔ قراءت میں امام کی موافقت کی ضرورت نہیں۔

اگر مقتدی نے تکبیر کہی اور اس کے ذکر سے فارغ ہونے سے پہلے ہی امام نے دوسری تکبیر کہہ دی تو اس سے اذکار کی قراءت ساقط ہو جائے گی جیسے دوسری فرضی نمازوں میں مسبوق سے قراءت ساقط ہو جاتی ہے۔

امام نے سلام پھیر دیا جبکہ مسبوق کے ذمہ ابھی کچھ تکبیرات باقی ہیں تو لازم ہے کہ ترتیب وار تکبیریں کہے اور ان کے اذکار پڑھے۔ ہمارا صحیح اور مشہور مذہب یہی ہے۔

ایک کمزور نقطۂ نظر یہ بھی ہے کہ وہ تکبیرات ترتیب وار کہے اور ان کے اذکار نہ پڑھے۔ واللہ اعلم!

باب: جنازہ کے ساتھ چلنے والا کیا پڑھے؟

جنازہ کے ساتھ چلنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور میت کو درپیش احوال میں غور و فکر کرے اور اس کے انجام کے متعلق سوچ بچار کرے اور پیش نظر رکھے کہ دنیا اور اہل دنیا کا یہی انجام ہے۔ نامناسب اور بے فائدہ گفتگو سے مکمل اجتناب کرے۔ کیونکہ یہ وقت ذکر و فکر کا ہے۔ اس میں غفلت' کھیل کود اور لایعنی گفتگو میں مشغول ہونا قبیح ہے۔ بے مقصد اور لاطائل کلام تو ہر حال میں ممنوع ہے۔ اس حالت میں کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

اسلاف کا مختار مذہب یہی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چلتے ہوئے خاموشی اختیار کی جائے' تلاوتِ قرآن' ذکر الٰہی اور دیگر وظائف باآواز بلند نہ کیے جائیں۔ وجہ ظاہر ہے کہ اس میں زیادہ تسکین خاطر ہے اور اُمور جنازہ کے متعلق جامع غور و فکر کیا جا سکتا

ہے اور مقتضائے حال بھی یہی ہے' اور یہی حق بات ہے۔ مخالفین کی کثرت تمہیں دھوکا میں نہ ڈالے۔ حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ کا قول اسی معنی میں ہے' آپ فرماتے ہیں: ہدایت کے طریقوں کو لازم پکڑ' سالکین کی قلت تجھے نقصان نہ دے' گمراہی کے راستوں سے بچ اور ہلاک ہونے والوں کی کثرت سے دھوکا میں نہ آنا۔

میرے قول کی تائید میں سنن بیہقی میں بھی ایک روایت موجود ہے' دمشق اور دیگر علاقوں کے جاہل لوگ جنازہ کے ساتھ جو کھینچ کھینچ کر قرآن پڑھتے ہیں وہ حرام ہے' اس پر علماء کا اتفاق ہے۔ میں نے اس کی قباحت' حرمت اور منکر کا فسق اپنی کتاب ''کتاب آداب القراءات'' میں بیان کر دیا ہے۔[٤٨٦]

باب: جس کے پاس سے جنازہ گزرے یا وہ جنازہ دیکھے تو کیا پڑھے؟

مستحب یہ ہے کہ وہ ان کلمات کا وظیفہ کرے:

سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ. پاک ہے وہ ذات جو زندہ ہے جسے موت نہیں۔

ہمارے ایک عالم دین قاضی امام رویانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''البحر'' میں فرماتے ہیں: وہ میت کے لیے کوئی دعا کرے اور یہ وظیفہ پڑھے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَيُّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ. اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ زندہ ہے اسے موت نہیں۔

میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے' اگر وہ لائق تعریف ہے تو اس کی مناسب تعریف ہونی چاہیے۔ حد سے تجاوز درست نہیں ہے۔

باب: میت کو قبر میں داخل کرنے والا کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن بیہقی وغیرہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب میت کو قبر میں اتارتے تو یہ کلمات آپ کے ورد زبان ہوتے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر (ہم میت کو قبر میں اتار رہے ہیں)۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[٤٨٧]

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: ان کلمات کے ساتھ میت کے لیے دعا کرنا مستحب ہے۔

سب سے عمدہ وہ دعا ہے جو امام شافعی علیہ الرحمہ نے بیان فرمائی ہے جو کتاب ''مختصر المزنی'' میں موجود ہے' آپ فرماتے ہیں: میت کو قبر میں داخل کرنے والے یہ دعا کریں:

اَللّٰهُمَّ اَسْلَمَهُ اِلَیْكَ الْاَشِحَّاءُ مِنْ اَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ' وَقَرَابَتِهٖ وَاِخْوَانِهٖ' وَفَارَقَ مَنْ كَانَ یُحِبُّ قُرْبَهٗ' وَخَرَجَ مِنْ سَعَةِ اے اللہ کریم! اس کے اہل خانہ' اولاد' عزیز و اقارب اور برادری کے حریص افراد نے اسے تیرے حوالے کر دیا' اور ہر وہ شخص اس سے جدا ہو گیا جو اس کے قرب کا خواہاں تھا' یہ دنیا اور زندگی کی وسعتوں سے نکل کر قبر کی

[٤٨٦] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٧٤' احکام الجنائز للالبانی ص ٧١

[٤٨٧] ابوداؤد: ٣٢١٣' ترمذی: ١٠٤٦' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٥٥' ابن ماجہ: ١٥٥٠' مسند احمد ج ٢ ص ٢٧-٤٠-٥٩-١٢٧' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ١٠٨٨-١٠٨٩' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٥٨٤' مسند ابی یعلیٰ: ٥٧٥٥' الدعاء للطبرانی: ١٢٠٧-١٢٠٩' صحیح ابن حبان: ٧٧٣' حاکم ج ١ ص ٣٦٦' احکام الجنائز للالبانی ص ١٥٢' الارواء للالبانی: ٧٤٨' الفتوحات الربانیہ ج ٤ ص ١٨٥-١٨٦

الدُّنْيَا وَالْحَيَاةِ اِلٰى ظُلْمَةِ الْقَبْرِ وَضِيقِهٖ، وَنَزَلَ بِكَ وَاَنْتَ خَيْرُ مَنْزُوْلٍ بِهٖ، اِنْ عَاقَبْتَهٗ فَبِذَنْبٍ، وَاِنْ عَفَوْتَ عَنْهُ فَاَنْتَ اَهْلُ الْعَفْوِ، اَنْتَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ، وَهُوَ فَقِيْرٌ اِلٰى رَحْمَتِكَ، اَللّٰهُمَّ اشْكُرْ حَسَنَتَهٗ، وَاغْفِرْ سَيِّئَتَهٗ، وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاجْمَعْ لَهٗ بِرَحْمَتِكَ الْاَمْنَ مِنْ عَذَابِكَ، وَاكْفِهٖ كُلَّ هَوْلٍ دُوْنَ الْجَنَّةِ، اَللّٰهُمَّ اخْلُفْهُ فِيْ تَرِكَتِهٖ فِي الْغَابِرِيْنَ، وَارْفَعْهُ فِيْ عِلِّيِّيْنَ، وَعُدْ عَلَيْهِ بِفَضْلِ رَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

تاریکی اور تنگی میں داخل ہو رہا ہے' یہ تیرا مہمان ہے اور تیری ذات بہترین مہمان نواز ہے' اگر تو اسے سزا دے تو یہ اس کے گناہوں کا بدلہ ہے' اگر معاف فرما دے تو تیری ذات معاف فرمانے والی ہے' تو اسے عذاب دینے سے بے نیاز ہے اور یہ تیری رحمت کا محتاج ہے' مولا! اس کی نیکیوں کو شرف قبولیت عطا فرما! اس کے گناہ معاف فرما! اور اسے عذابِ قبر سے بچا! اپنی رحمت کے صدقے اسے اپنے عذاب سے امن نصیب فرما! دخولِ جنت سے قبل ہر خوف سے اسے محفوظ فرما! اے اللہ! پسماندگان میں اسے عمدہ جانشین عطا فرما! اسے مقام علیین عطا فرما اور اپنے فضل و کرم سے اسے بہرہ ور فرما! یا ارحم الراحمین! [۴۸۸]

باب: میت کو دفن کرنے کے بعد کیا پڑھنا چاہیے؟

میت کو دفن کرتے وقت جو لوگ وہاں موجود ہوں ان کے لیے سنت ہے کہ دونوں ہاتھ ملا کر مٹی سے بھر لیں اور میت کے سر کی جانب سے قبر میں ڈال دیں' اس عمل کو تین مرتبہ دہرائیں۔

ہمارے کچھ علماء کرام فرماتے ہیں: پہلی مرتبہ مٹی ڈالتے ہوئے یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے:

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ. ہم نے اسی (مٹی) سے تمہیں پیدا کیا۔

دوسری مرتبہ مٹی ڈالتے ہوئے یہ پڑھے:

وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ. اور اسی میں تم کو لوٹا دیں گے۔

اور تیسری مرتبہ یہ پڑھے:

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى. اور ایک مرتبہ پھر اس سے تمہیں نکالیں گے۔

دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے' جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تیار کیا جاتا ہے۔ بیٹھنے والوں کی مصروفیت یہ ہو کہ تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دعا کریں' وعظ بیان کریں' بزرگوں کی حکایات اور نیک لوگوں کے واقعات بیان کریں۔ [۴۸۹]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ میں شریک تھے' رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور تشریف فرما ہو گئے' ہم آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ کے پاس ایک چھڑی تھی۔ آپ نے سر مبارک جھکایا اور چھڑی سے زمین کریدنا شروع ہو گئے' پھر فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانا جہنم یا جنت لکھ دیا گیا ہے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم اسی تحریر پر بھروسہ نہ کرلیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم عمل کرتے جاؤ ہر ایک کے لیے اسی میں آسانی کی گئی ہے جس کے لیے اس کی تخلیق کی گئی ہے۔ [۴۹۰]

[۴۸۹] ابن ماجہ: ۱۵۶۵' تلخیص الحبیر ج ۵ ص ۲۲۲' احکام الجنائز للالبانی ص ۱۵۳

[۴۹۰] بخاری: ۱۳۶۲' مسلم: ۷' ۲۶۴' ابوداؤد: ۴۶۹۴' ترمذی: ۷' ۲۱۳۔ ۳۳۴۱' مسند احمد ج ۱ ص ۱۲۹۔ ۱۳۲۔ ۱۴۰۔ ۱۵۷' ابن ماجہ: ۷۸' شرح السنہ للبغوی: ۷۲' صحیح ابن حبان:

صحیح مسلم میں حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حاضرین سے کہا: جب تم لوگ مجھے دفن کر لو تو اتنی دیر میری قبر کے پاس موجود رہنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تیار کیا جاتا ہے تا کہ میں تم سے انس و محبت حاصل کروں اور اطمینان سے اپنے پروردگار کے نمائندوں کو جواب دے سکوں۔[۴۹۱]

سنن ابوداؤد اور سنن بیہقی میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ میت کی تدفین سے فارغ ہو کر اس کے پاس تشریف فرما ہو جاتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لیے مغفرت طلب کرو اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو کیونکہ اب اس سے سوالات کیے جائیں گے۔[۴۹۲]

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: میت کے پاس قرآن مجید سے کچھ تلاوت کرنا مستحب ہے اور اگر مکمل قرآن مجید پڑھ لیں تو یہ بہت ہی بہتر ہے۔

سنن بیہقی میں اسنادِ حسن کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے نقطۂ نظر سے میت کو دفن کرنے کے بعد قبر کے پاس سورۂ بقرہ کی ابتدائی اور اختتامی آیات کی تلاوت مستحب ہے۔[۴۹۳]

فصل: تدفینِ میت کے بعد تلقین کا بیان

ہمارے کثیر علماء نے تدفینِ میت کے بعد تلقین کو مستحب قرار دیا ہے۔ ان میں قاضی حسین علیہ الرحمہ نے اپنی تعلیق میں اور ابوسعد متولی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب تتمہ میں استحباب کا قول کیا ہے اور دیگر علماء میں شیخ امام زاہد ابوالفتح نصر ابن ابراہیم ابن نصر مقدسی اور امام ابوالقاسم رافعی علیہم الرحمہ شامل ہیں جنہوں نے تلقین کے استحباب کا قول کیا ہے۔ قاضی حسین علیہ الرحمہ نے کئی علماء سے تلقین کا استحباب نقل کیا ہے۔ شیخ نصر علیہ الرحمہ تلقین کے الفاظ ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: تلقین کرنے والا میت کو دفن کرنے کے بعد سر کی جانب کھڑا ہو کر یہ الفاظ کہے:

يَا فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ' اُذْكُرِ الْعَهْدَ الَّذِيْ خَرَجْتَ عَلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ' وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ' وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا' وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ قُلْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا' وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا' وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا' وَّبِالْكَعْبَةِ قِبْلَةً' وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا' وَّبِالْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَانًا' رَبِّيَ اللّٰهُ ' لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ' وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.

اے فلاں ابن فلاں! وہ عہد یاد کرو جو دنیا سے لے کر گئے ہو یعنی اس بات کی گواہی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور اللہ تعالیٰ اہل قبور کو اُٹھائے گا' اور کہہ دو: میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے' اسلام کے دین ہونے' حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے' کعبہ مقدسہ کے قبلہ ہونے' قرآن مجید کے امام ہونے اور مسلمانوں کے بھائی ہونے پر راضی ہوں' میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرشِ عظیم کا پروردگار ہے۔[۴۹۴]

۳۳۶-۳۳۵

[۴۹۱] مسلم: ۱۲۱

[۴۹۲] ابوداؤد: ۳۲۲۱' حاکم ج ۱ ص ۳۷۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۵۶' احکام الجنائز للالبانی ص ۱۵۶

[۴۹۳] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۵۶-۵۷

[۴۹۴] الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۱۹۵-۱۹۶' المجمع ج ۳ ص ۴۵' الکبیر للطبرانی: ۷۹۷۹' الدعاء للطبرانی: ۱۲۱۴' زاد ج ۱ ص ۵۲۳' الاحادیث الضعیفۃ للالبانی: ۵۹۹

یہ الفاظ شیخ نصر مقدسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''التھذیب'' میں ذکر کیے ہیں' دیگر رواۃ کے الفاظ ان سے ملتے جلتے ہیں۔ بعض نے ان سے کم الفاظ ذکر کیے ہیں۔ بعض ناقلین نے ان الفاظ سے آغاز کیا ہے: ''يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ اَمَةِ اللّٰهِ'' بعض نے یوں کہا: ''يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ حَوَّاءَ'' بعض نے کہا: میت کا نام لے کر اس طرح کہے: ''يَا فُلَانُ ابْنُ اَمَةِ اللّٰهِ'' یا کہے: ''يَا فُلَانُ ابْنُ حَوَّاءَ'' تمام الفاظ قریب المعنی ہیں۔

حضرت شیخ ابوعمرو ابن صلاح علیہ الرحمہ سے اس تلقین کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے اپنے فتاویٰ میں جواب ارشاد فرمایا کہ تلقین ہمیں پسند ہے اور یہ ہمارے معمولات میں داخل ہے اور ہمارے خراسانی علماء کی ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: ہم نے اس مسئلہ میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل کی ہے مگر اس کی سند قوی نہیں' البتہ کچھ شواہد اور اہل شام کے قدیم طرزِ عمل سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

آپ فرماتے ہیں: شیرخوار بچے کی تلقین کے متعلق کوئی مستند روایت نہیں ہے اور ہمارے خیال میں اس کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

بچہ خواہ شیرخوار ہو یا اس سے بڑا' جب تک حدِ بلوغ کو نہ پہنچا ہو اور احکامِ شرعیہ کا مکلف نہ ہو چکا ہو' صحیح یہ ہے کہ اس کو تلقین نہیں کی جائے گی۔

باب: میت کا وصیت کرنا کہ فلاں مخصوص آدمی اس کی نمازِ جنازہ پڑھائے ۔۔۔۔۔۔۔ یا اسے خاص طریقہ سے یا خاص جگہ پر دفن کیا جائے' اسی طرح کفن اور دیگر اُمور کا بیان

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے' آپ فرماتی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حالت مرض میں تھے میں آپ کے پاس آئی۔ آپ نے پوچھا: تم لوگوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟ میں نے کہا: تین کپڑوں میں' پھر دریافت کیا: رسول اللہ ﷺ کا وصال کس دن ہوا تھا؟ میں نے کہا: پیر کے دن' پوچھا: آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا: پیر' فرمایا: اس رات تک وصال کی امید ہے' پھر آپ نے وہ لباس دیکھا جو زیب تن تھا جس میں آپ بیمار ہوئے تھے' وہ زعفران سے رنگا ہوا تھا' فرمایا: میرا یہ کپڑا دھولینا اور مزید دو کپڑوں کا اضافہ کر لینا اور تین کپڑوں میں میری تکفین کر دینا' میں نے کہا: یہ کپڑا تو پرانا ہے' فرمایا: میت کی بجائے زندہ آدمی نئے لباس کا زیادہ حق دار ہے' یہ تو پیپ ہی کے لیے ہے' پیر کی شام تک آپ کا وصال ہو گیا اور صبح سے قبل آپ کو دفن کر دیا گیا۔ [۴۹۵]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کے ضبط اور معنی کا بیان

لفظ ''رَدْعٌ'' را کے فتحہ اور دال کے سکون سے ہے' معنی ہے: اثر' نشان۔ ''اَلْمُهْلَةُ'' میم کے فتحہ' کسرہ اور ضمہ سے تینوں طرح پڑھا جا سکتا ہے' ھا ساکنہ ہے' معنی ہے: میت کے بدن سے خارج ہونے والی پیپ۔

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ جب زخمی ہوئے تو آپ نے فرمایا: میری وفات کے بعد مجھے اُٹھا کر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے جانا' سلام پیش کرنا اور عرض کرنا: عمر اجازت چاہتا ہے' اگر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اجازت عطا فرما دیں تو مجھے حجرۂ مقدسہ میں لے جا کر دفن کر دینا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے مسلمانوں کے

[۴۹۵] بخاری: ۱۲۶۴۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۳۔ ۱۳۸۷' مسلم: ۹۴۱' موطأ ج ۱ ص ۲۲۳' ترمذی: ۹۹۶' ابوداؤد: ۳۱۵۱' نسائی ج ۴ ص ۳۵' مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۔ ۹۳۔ ۱۱۸۔ ۱۳۲۔

قبرستان میں دفن کر دینا۔[٤٩٦]

صحیح مسلم میں حضرت عامر ابن سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے لیے لحد بنانا اور اوپر کچی اینٹیں لگا دینا جیسے رسول اللہ ﷺ کی قبر انور تیار کی گئی تھی۔[٤٩٧]

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ نے حالت نزع میں وصیت فرمائی کہ میری وفات کے بعد کوئی نوحہ کرنے والی عورت اور آگ میرے قریب نہ آنے دینا اور جب مجھے دفن کر لو تو میری قبر پر مٹی تھوڑی تھوڑی کر کے ڈالنا' پھر میری قبر کے ارد گرد اتنی دیر ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت تیار کیا جاتا ہے' تاکہ میں تم سے اُنس حاصل کروں اور اطمینان سے منکر نکیر کو جواب دے سکوں۔[٤٩٨]

حدیث شریف کے لفظ ''شنّوا'' کا بیانِ تلفظ و معنی

لفظ ''شُنُّوا'' شین اور سین دونوں کے ساتھ مروی ہے' معنی ہے: تھوڑا تھوڑا کر کے ڈالو۔

اسی مفہوم کی حدیث حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے گزشتہ باب بعنوان: میت کے ورثاء کا اعلانِ فوتیدگی' میں بیان کر دی گئی ہے۔[٤٩٩]

اس عنوان کی جتنی روایات ہم نے بیان کی ہیں' وہ عمل کرنے والے کے لیے کافی ہیں' اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

میت کی وصایا پر عمل درآمد کے بارے میں مصنف علیہ الرحمہ کا نقطۂ نظر

میت کی ہر وصیت پر عمل درآمد نہ کیا جائے بلکہ اسے علماء پر پیش کیا جائے جسے جائز قرار دیں اس پر عمل کر لیا جائے' جسے ناجائز کہیں اس پر عمل نہ کیا جائے۔ مثلاً اس نے وصیت کی کہ اسے اس کے شہر کے مخصوص قبرستان میں دفن کیا جائے کیونکہ وہاں علماء و مشائخ کی قبریں ہیں تو ایسی وصیت پر ضرور عمل کیا جائے۔

اگر کسی اجنبی کے متعلق وصیت کی کہ وہ میری نمازِ جنازہ پڑھائے تو دیکھنا ہوگا کہ میت کے عزیز و اقارب پر اس کو فوقیت دی جا سکتی ہے یا نہیں؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ ہمارے صحیح مذہب کے مطابق میت کے قریبی رشتہ دار کو نمازِ جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق ہے۔ لیکن اگر وہ اجنبی ایک نیک آدمی' باعمل عالم دین اور اچھی شہرت کا حامل ہو اور کوئی رشتہ دار ان صفات کا حامل نہ ہو تو اسے ایثار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس اجنبی کو اجازت دینی چاہیے تاکہ میت کی وصیت پر عمل ہو سکے۔

اگر وصیت کی کہ اسے تابوت میں دفن کیا جائے تو اس کی وصیت نافذ العمل نہیں ہوگی' لیکن اگر زمین نرم یا گیلی ہو جہاں تابوت کے بغیر چارہ نہ ہو تو وصیت نافذ ہو جائے گی اور کفن کی طرح اخراجات میت کے ترکہ سے ادا کیے جائیں گے۔

اگر وصیت کی کہ اس کی میت دوسرے شہر منتقل کر دی جائے تو وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ صحیح اور مختار مذہب کے مطابق ایک شہر سے دوسرے شہر میت کو بلاوجہ منتقل کرنا حرام ہے۔ اکثر علماء کا یہی قول ہے اور محققین نے اسی کی تصریح کی ہے۔ بعض علماء نے کہا: ایسا کرنا مکروہ ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے۔ ہاں اگر مکہ مکرمہ' مدینہ منورہ یا بیت المقدس منتقل کرنے کی وصیت کی تو حصولِ برکت کے لیے ان مقامات پر میت کو منتقل کر دیا جائے گا۔

اگر وصیت کی کہ قبر میں اس کے نیچے رضائی بچھائی جائے یا سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھا جائے تو وصیت قابل عمل نہیں ہوگی۔ یونہی اگر ریشم کے کفن کی وصیت کی تو بھی قابل عمل نہیں ہوگی کیونکہ مردوں کو ریشم کا کفن پہنانا حرام ہے' عورتوں کے لیے حرام

[٤٩٦] بخاری: ١٣٩٢-٣٠٥٢-٣١٦٢-٣٧٠٠-٣٨٨٨-٧٢٠٧ ۔ ١٩٥-٢٣١' ابن ماجہ: ١٤٦٩' جامع الاصول: ٨٥٤٠ [٤٩٧] مسلم: ٩٦٦ [٤٩٨] سابقہ: ٤٩١ [٤٩٩] سابقہ: ٤٦٩

نہیں البتہ مکروہ ہے' ہیجڑے کے احکام مرد والے ہیں۔

اگر وصیت کی کہ قدر مسنون سے زیادہ کپڑوں میں کفن دیا جائے یا اتنے کم کپڑوں میں دیا جائے جو بدن ڈھانپ نہ سکیں تو وصیت نافذ نہیں ہوگی۔

اگر وصیت کی کہ اس کی قبر کے پاس قرآن پاک کی تلاوت کی جائے یا اس کی طرف سے صدقہ وغیرہ دیا جائے تو اس وصیت پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن اگر کسی ایسے کام کی وصیت کی جو خود تو جائز ہے مگر اس کے ساتھ خلاف شرع حرکت کا ارتکاب لازم آتا ہے تو اس وصیت پر عمل نہیں کیا جائے گا۔ اگر وصیت کی کہ اس کا جنازہ تاخیر سے پڑھا جائے جبکہ شریعت میں اتنی تاخیر کی گنجائش نہ ہو تو یہ وصیت بھی قابل عمل نہیں ہوگی۔

اگر وصیت کی کہ مسلمانوں کے مشترکہ قبرستان میں اس کی قبر پر کمرہ وغیرہ بنایا جائے تو یہ وصیت نافذ العمل نہیں ہوگی۔ بلکہ ایسا کرنا حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

باب: میت کے لیے ایصالِ ثواب کا بیان

علماء کرام کا اجماع ہے کہ فوت شدگان کو دعا فائدہ دیتی ہے اور ان تک اس کا ثواب پہنچتا ہے' وہ اس آیہ مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَآؤُوْا مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. (الحشر:١٠)

(اور یہ اموال) ان کے لیے ہیں جنہوں نے ان کے بعد ہجرت کی' وہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اور بھی کافی آیات ہیں جو ایصالِ ثواب پر دلالت کرتی ہیں۔

احادیث مبارکہ سے بھی ایصالِ ثواب کا ثبوت ملتا ہے جیسے حضور اکرم ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! قبرستان بقیع غرقد والوں کو معاف فرما! اور یہ دعا بھی فرمائی: اے اللہ! ہمارے زندہ اور فوت شدگان کی مغفرت فرما![٥٠٠]

اس مضمون کی اور بھی کافی احادیث موجود ہیں۔

تلاوتِ قرآن مجید کا ثواب میت کو پہنچتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ نہیں پہنچتا' امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ' علماء کرام کی ایک جماعت اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے بعض شاگردوں کے نقطۂ نظر سے تلاوت کا ثواب میت کو پہنچ جاتا ہے۔ بہتر ہے کہ قاری قرآن مجید کی تلاوت سے فارغ ہو کر یوں دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَاْتُهٗ اِلٰى فُلَانٍ.

اے اللہ کریم! میری اس تلاوت کا ثواب فلاں کو پہنچا دے۔

واللہ اعلم بالصواب!

میت کی تعریف وتوصیف اور اچھے الفاظ سے اس کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک جنازہ کے قریب سے گزر ہوا تو انہوں نے میت کے بارے میں اچھے تاثرات ظاہر کیے' حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ کے قریب سے گزرے تو اس کی برائی بیان کردی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا واجب ہوگئی؟ فرمایا: جس کا

[٥٠٠] مسلم: ٩٧٤' موطا ج ١ ص ٢٤٢' نسائی ج ٤ ص ٩١-٩٤' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ١٠٩٢' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٥٩١-٥٩٢' ابن ماجہ: ١٥٤٦' مسند احمد ج ٦ ص ٧١-١١١-١٨٠-٢٢١' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٧٩' الدعاء للطبرانی: ١٢٤٦' صحیح ابن حبان: ٣١٦٢' جامع الاصول: ٨٦٧٠

تم لوگوں نے ذکر خیر کیا اس کے لیے جنت اور جس کی تم نے بُرائی بیان کی اس کے لیے جہنم واجب ہوگئی' تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔[٥٠١]

صحیح بخاری میں حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں مدینہ منورہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ ایک جنازہ گزرا' حاضرین کی زبانوں سے میت کے لیے کلماتِ خیر صادر ہوئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا اس کی بھی تعریف کی گئی' آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ پھر تیسرا جنازہ گزرا جس کا بُرے الفاظ سے ذکر کیا گیا' پھر آپ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا واجب ہوگئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے وہی بات کی ہے جو حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمائی تھی کہ چار آدمی جس مسلمان کے نیک ہونے کی گواہی دے دیں' اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ ہم نے عرض کیا: اگر تین (گواہی دیں)؟ فرمایا: خواہ تین ہوں' ہم نے عرض کیا: اگر دو؟ فرمایا: خواہ دو ہوں' پھر ہم نے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔[٥٠٢]

اس باب کی اور بھی کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

باب: فوت شدگان کو گالی دینے کی ممانعت کا بیان

صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فوت شدہ لوگوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اس چیز تک پہنچ چکے ہیں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا۔[٥٠٣]

سنن ابوداؤد میں اور ضعیف اسناد کے ساتھ سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے فوت شدگان کی خوبیاں بیان کرو اور ان کی عیب جوئی سے پرہیز کرو۔[٥٠٤]

علماء کرام فرماتے ہیں: مسلمان جو اعلانیہ فسق کا ارتکاب نہ کرتا ہو فوت ہو جائے تو اسے گالی دینا حرام ہے۔

کافر اور فاسق معلن مسلمان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے اور دلائل متضاد ہیں' میں نے اقوال علماء سمیت تمام دلائل شرح صحیح بخاری کی کتاب الجنائز میں درج کر دیئے ہیں' مزید تحقیق کا متلاشی وہاں سے مطالعہ کر لے' اس کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ اصل مقصد کو ترک بھی نہیں کیا بلکہ مقصد کی طرف لطیف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس باب کی گفتگو سے فوت شدگان کو گالی دینے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

بُرے لوگوں کو سب وشتم کی اجازت میں کافی روایات موجود ہیں' منجملہ وہ واقعہ ہے جو قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اور ہمیں اس کی تلاوت کا حکم دیا ہے۔

اس موضوع پر کثیر احادیث موجود ہیں' جیسے وہ روایت جس میں رسول اکرم ﷺ نے عمرو ابن لُحی کا ذکر فرمایا' اسی طرح ابورغال کا قصہ اور اس آدمی کا واقعہ جو اپنی کھونٹی کے ساتھ حاجیوں کا سامان چوری کیا کرتا تھا اور ابن جدعان کا قصہ وغیرہ۔[٥٠٥]

---

[٥٠١] بخاری: ١٣٦٧-٢٦٤٢' مسلم: ٩٤٩' ترمذی: ١٠٥٨' نسائی ج ٤ ص ٤٩-٥٠' ابن ماجہ: ١٤٩١' سنن دارمی: ٢٥١٤' مسند احمد ج ٣ ص ١٧٩-١٨٦-٢١١-٢٤٥' شرح السنۃ للبغوی: ١٥٠٧' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٧٥- ج ١٠ ص ٢٠٩' شعب الایمان للبیہقی: ٩٣١٨' صحیح ابن حبان: ٣٠١٢' جامع الاصول: ٦٤٤٣

[٥٠٢] بخاری: ١٣٦٨-٢٦٤٣' ترمذی: ١٠٥٩' نسائی ج ٤ ص ٥١' مسند احمد ج ١ ص ٢٢-٣٠-٤٥-٤٦-٥٤' صحیح ابن حبان: ٣٠١٧' جامع الاصول: ٦٤٤٥

[٥٠٣] بخاری: ١٣٩٣-٦٥١٦' ابوداؤد: ٣٨٩٩' نسائی ج ٤ ص ٥٢-٥٣' سنن دارمی: ٢٥١٤' مسند احمد ج ٦ ص ١٨٠' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ٧٥' شعب الایمان للبیہقی: ٦٦٧٨' الدعا للطبرانی: ٢٠٦٣' شرح السنۃ للبغوی: ١٥٠٩' صحیح ابن حبان: ٣٠١٠' جامع الاصول: ٨٤٤٧

[٥٠٤] سابقہ: ٤٧٣

ماقبل مذکور حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے کہ ایک جنازہ گزرا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی بُرائی بیان کی' رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: واجب ہوگئی۔ ان نصوص کی تطبیق میں علماء کے کئی اقوال ہیں' سب سے بہتر قول یہ ہے کہ مردہ کفار کی بُرائیاں ذکر کرنا جائز ہے۔

مسلمان فوت شدگان جو اعلانیہ فسق یا بدعت وغیرہ کے مرتکب ہوں' ان کے ان عیوب کا تذکرہ جائز ہے بشرطیکہ کوئی مصلحت ہو۔ لوگوں کو ڈرانا ان کی بات ماننے سے بچانا یا ان کی اقتداء سے بھگانا پیش نظر ہو تو عیوب بیان کیے جا سکتے ہیں اور اگر محض کسی کوڈی گریڈ کرنا مطلوب ہو تو جائز نہیں۔ اور حدیث کے راویوں کی جرح و تعدیل کے جواز پر علماء کرام کا اجماع ہے۔

باب: قبروں کی زیارت کرنے والا کیا پڑھے؟

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: جس رات رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف فرما ہوتے' رات کے آخری حصہ میں قبرستان بقیع میں تشریف لے جاتے اور ان کلمات سے اہل قبور کو دعا و سلام فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاَتَاكُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ غَدًا مُّؤَجَّلُوْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِاَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ.

اے مؤمن لوگوں کے شہر والو! تم پر سلام ہو! جس چیز کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا وہ تم تک پہنچ چکی' کل جلد ہی ان شاء اللہ ہم تم سے آملیں گے' اے اللہ! بقیع غرقد والوں کو معاف فرما![٥٠٦]

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں زیارتِ قبور کے وقت کیا کہوں؟ فرمایا: یوں کہو:

اَلسَّلَامُ عَلٰى اَهْلِ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَيَرْحَمُ اللّٰهُ الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَمِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.

اس بستی کے مؤمنوں اور مسلمانوں کو سلام ہو! تم میں سے اور ہم میں پہلے جانے والوں اور بعد میں آنے والوں پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ہم ان شاء اللہ تمہیں ملنے والے ہیں۔[٥٠٧]

سنن ابوداوٗد' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لائے اور اہل قبور کو مخاطب کر کے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ.

اے مؤمن قوم کے شہر والو! تم پر سلامتی ہو اور بے شک ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں۔[٥٠٨]

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا مدینہ منورہ کے قبرستان کے پاس سے گزر ہوا' اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر آپ ﷺ نے یہ کلمات فرمائے:

---

[٥٠٥] بخاری: ١٣٦٧-٢٦٤٢' مسلم: ٩٤٩' جامع الاصول: ٦٠٩

[٥٠٦] سابقہ: ٥٠٠

[٥٠٧] مسلم: ٩٧٤-١٠٣' نسائی ج ٧ ص ٧٢-٧٣' مسند ابو یعلیٰ: ٤٦١٩' الارواء للالبانی: ٧٧٦

[٥٠٨] مسلم: ٢٤٩' نسائی ج ١ ص ٩٣-٩٥' مسند احمد ج ٢ ص ٣٠٠-٤٠٨' ابن ماجہ: ٤٣٠٦' الدعاء للطبرانی: ١٢٤٠-١٢٤٥' جامع الاصول: ٦٧٨٢

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ.

اے قبرستان والو! تم کو سلام ہو! اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف فرمائے' تم پہلے چلے گئے ہم بعد میں آ رہے ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔[٥٠٩]

صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان جب قبرستان جاتے تو رسول اللہ ﷺ ان کو وہ دعا سکھا کر بھیجتے جو وہ وہاں جا کر پڑھتے' دعا یہ ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ.

اے مؤمنوں کی بستی والو! تم کو سلام ہو! اور ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں ان شاء اللہ' میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

نسائی شریف میں اسی طرح مروی ہے اور ابن ماجہ میں ''لَلَاحِقُوْنَ'' کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہے:

اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ.

تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے بعد آنے والے ہیں۔[٥١٠]

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جنت البقیع (قبرستان) تشریف لائے اور یہ کلمات ارشاد فرمائے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ لَنَا فَرَطٌ وَّاِنَّا بِكُمْ لَاحِقُوْنَ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهُمْ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُمْ.

اے مؤمن قوم کی بستی والو! تم کو سلام ہو! تم ہمارے پیش رو اور ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں' اے اللہ! ہمیں ان کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور ان کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرنا۔[٥١١]

زیارتِ قبور کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ کثرت سے تلاوت اور ذکر کرے' اس قبرستان والوں' تمام فوت شدگان اور جملہ مسلمانوں کے لیے بہ کثرت دعا کرے' خوب زیارات کرے اور اولیاء کرام کی قبروں کے پاس زیادہ دیر بیٹھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب!

باب: قبر کے پاس رونے' جزع و فزع اور بے صبری کا مظاہرہ کرنے والے کو صبر کی تلقین کرنا

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کا ایک ایسی عورت کے قریب سے گزر ہوا جو قبر کے پاس بیٹھ کر رو رہی تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: اے خاتون! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔[٥١٢]

سنن ابوداؤد' سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت بشیر ابن معبد عرف ابن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ جا رہا تھا کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو جوتوں سمیت قبروں کے درمیان سے گزرتے ہوئے دیکھا' فرمایا: اے جوتوں سمیت گزرنے والے! اپنے جوتے اتار لے۔الخ[٥١٣]

---

[٥٠٩] ترمذی:١٠٥٣' احکام الجنائز للالبانی ص١٩٧

[٥١٠] مسلم:٩٧٥' نسائی ج ٣ ص ٩٤' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:١٠٩' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:٥٨٩' مسند احمد ج ٥ ص ٣٥٣_٣٥٩_٣٦٠' ابن ماجہ:١٥٤٧' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٣ ص ٧٩' شرح السنہ للبغوی:١٥٥٥' الدعا للطبرانی:١٢٣٥_١٢٣٩' صحیح ابن حبان:٣١٧٣

[٥١١] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:٥٩١' مسند احمد ج ٦ ص ٧٦_١١١' ابن ماجہ:١٥٤٦' شعب الایمان:١٩١' الارواء للالبانی ج ٣ ص ٢٣٤

[٥١٢] بخاری:١٢٥٢' مسلم:٩٢٦' ابوداؤد:٣١٢٤' ترمذی:٩٨٧' نسائی ج ٣ ص ٢٢' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:١٠٦٨' ابن ماجہ:١٥٩٦' مسند احمد ج ٣ ص ١٣٠_١٤٣_٢١٧' شرح السنہ للبغوی:١٥٣٩' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٣ ص ٦٥' شعب الایمان للبیہقی:٩٧٠٢' مسند ابی یعلیٰ:٣٤٥٨_٣٥٠٤

[٥١٣] ابوداؤد:٣٢٣٠' نسائی ج ٤ ص ٩٦' ابن ماجہ:١٥٦٨' الادب المفرد للبخاری:٧٧٥_٨٢٩' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٣ ص ٨٠' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:٤٠٠' مصنف ابن ابی شیبہ ج ٣ ص ٣٩٦' صحیح ابن حبان:٧٩٠' حاکم ج ١ ص ٣٧٣' الارواء للالبانی:٧٦٠

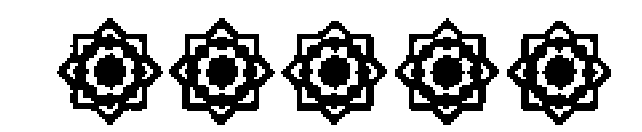
حدیث الباب کے لفظ ''اَلسِّبْتِيَّةُ'' کے ضبط اور معنی کا بیان

''اَلسِّبْتِيَّةُ'' اس جوتے کو کہتے ہیں جس پر بال نہ ہوں' یہ لفظ سین کے کسرہ اور باء کے سکون سے ہے۔

نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب پر امت مسلمہ کا اجماع ہے۔ دلائل کتاب وسنت میں موجود ہیں۔

باب: ظالموں کی قبروں اور قتل گاہوں کے قریب سے گزرتے وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے رونا

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب ثمود کی تباہ شدہ بستیوں سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ان عذاب دیئے گئے لوگوں پر صرف روتے ہوئے داخل ہونا اور اگر رونہ سکے تو داخل نہ ہونا کہیں ان کا عذاب تمہیں نہ آ پہنچے۔[۵۱۴]



[۵۱۴] بخاری: ۴۳۳' مسلم: ۲۹۸۰' مسند احمد ج ۲ ص ۹۔۵۸۔۶۶۔۷۲۔۷۴۔۹۱۔۹۲۔۹۶۔۱۱۳۔۱۱۷۔۱۳۷' شرح السنہ للبغوی: ۴۱۶۵۔۴۱۶۹' السنن الکبری للبیہقی ج ۲ ص ۴۵۱' صحیح ابن حبان: ۶۱۶۶۔۶۱۷۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب: ۷

مخصوص نمازوں کے اذکار کا بیان

باب: جمعۃ المبارک کے شب و روز کے مستحب اذکار اور دعاؤں کا بیان

جمعۃ المبارک کے شب و روز میں بہ کثرت تلاوتِ قرآن مجید کرنا' اذکار و وظائف پڑھنا اور دعائیں کرنا مستحب ہے' اسی طرح بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں کثرت سے ہدیۂ درود و سلام پیش کرنا بھی مستحب ہے۔ اس دن سورۂ کہف پڑھنا بھی مستحب ہے' امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''الام'' میں فرماتے ہیں: شب جمعۃ المبارک کو بھی اس سورت کی تلاوت مستحب ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم جمعۃ المبارک کا ذکر فرمایا کہ اس میں ایک مبارک گھڑی آتی ہے' جو کوئی بندۂ مسلم اس میں نماز قائم کرتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔[۵۱۵]

جمعۃ المبارک کے دن مقبول گھڑی کون سی ہے؟

جمعۃ المبارک کے ان مقبول الدعا لمحات کے حوالے سے علماء کرام میں کافی زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ میں نے تمام اقوال کا ذکر ان کے قائلین سمیت اپنی کتاب شرح المہذب میں کر دیا ہے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقطۂ نظر سے یہ ٹائم نمازِ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد ہے۔ اور ''قَائِمٌ يُّصَلِّي'' سے مراد ہے کہ وہ نماز کا منتظر رہے' کیونکہ نماز کا انتظار کرنے والا بھی نماز میں ہی ہوتا ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ صحیح مسلم کی روایت اس باب کی تمام روایات سے زیادہ صحیح ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ مقبول الدعا مبارک لمحہ امام کے منبر پر بیٹھنے سے لے کر نماز مکمل کرنے کے درمیان ہے۔[۵۱۶]

سورۂ کہف کی تلاوت اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرنے کے فضائل میں بہ کثرت احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ ان کی شہرت کے پیشِ نظر تمام کا ذکر نہیں کیا جا رہا' بعض کا بیان گزر چکا ہے۔[۵۱۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے جمعۃ المبارک کی صبح نمازِ فجر سے قبل تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ.	میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں وہ ذات جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ زندہ ہے قائم فرمانے والا ہے' میں اس کی بارگاہ میں توبہ

[۵۱۵] بخاری: ۹۳۵۔۵۲۹۴۔۶۴۰۰' مسلم: ۸۵۲' موطأ ج ۱ ص ۱۰۸' مسند احمد ج ۲ ص ۴۸۶' سنن دارمی: ۱۵۷۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۶۹۔۴۷۳' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۷۳' الدعا للطبرانی: ۱۳۹۔۱۷۸

[۵۱۶] ساجد: ۲۵۰

[۵۱۷] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۴۹' شعب الایمان للبیہقی: ۲۴۴۶' حاکم ج ۲ ص ۳۶۸' الارواء للالبانی: ۶۲۶

کرتا ہوں۔

تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا اگر چہ سمندر کی جھاگ برابر ہوں۔[۵۱۸]

کتاب مذکور میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعۃ المبارک کو جب مسجد میں تشریف لاتے تو دروازے کی چوکھٹ کے دونوں بازو پکڑ کر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَوْجَهَ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْکَ وَاَقْرَبَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ، وَاَفْضَلَ مَنْ سَاَلَکَ وَرَغِبَ اِلَیْکَ.

اے اللہ کریم! جو تیری طرف متوجہ ہے مجھے اس سے زیادہ توجہ کرنے والا بنا دے' جو تیرا قریبی ہے مجھے اس سے زیادہ قرب عطا فرما اور جو تیرا سوالی اور تیری طرف راغب ہے مجھے اس سے افضل بنا دے۔[۵۱۹]

میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ ہم لوگ جب یہ دعا کریں تو اس میں لفظ ''مِنْ'' کا اضافہ کرتے ہوئے اس طرح دعا کرنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَوْجَهِ مَنْ تَوَجَّهَ اِلَیْکَ، وَمِنْ اَقْرَبِ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیْکَ، وَمِنْ اَفْضَلِ مَنْ سَاَلَکَ وَرَغِبَ اِلَیْکَ.

الٰہی! مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جو تیری بارگاہ میں سب سے زیادہ توجہ کرنے والے ہیں اور سب سے زیادہ قرب حاصل کرنے والے ہیں اور تیرے سوالیوں اور تیری طرف رغبت کرنے والوں میں سب سے افضل ہیں۔

جمعۃ المبارک کے روز نماز فجر اور نمازِ جمعہ میں مستحب قراءت کا بیان اذکار الصلوٰۃ کے باب میں گزر چکا ہے۔

کتاب ابن السنی میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نمازِ جمعہ کے بعد جس نے سات مرتبہ سورۂ اخلاص' سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھی' اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو دوسرے جمعہ تک ہر پریشانی سے نجات عطا فرمائے گا۔[۵۲۰]

فصل: نماز جمعۃ المبارک کے بعد کثرتِ ذکر کی دلیل

نمازِ جمعہ کے بعد بہ کثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا مستحب ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْکُرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَO (الجمعۃ:۱۰)

پھر جب نماز پڑھ لی جائے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کا بہت زیادہ ذکر کرو تاکہ تم کامیابی حاصل کروO

باب: ایام عیدین کے مشروع اذکار

عیدین کی راتوں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا' نمازیں پڑھنا اور دیگر عبادات کرنا مستحب ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

جس نے عیدین کی راتوں میں عبادت کی اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے: جس نے عیدین کی راتیں رضائے الٰہی کی خاطر حصولِ ثواب کے لیے جاگ کر عبادت میں گزار دیں اس کا دل مردہ نہیں ہوگا جب لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔[۵۲۱]

---

[۵۱۸] سابقہ:۱۵۵

[۵۱۹] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۳۷۴' الفتوحات ج ۴ ص ۲۳۲

[۵۲۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۳۷۵

[۵۲۱] الاحادیث الضعیفۃ:۵۲۱' ابن ماجہ:۱۷۸۲' شعب الایمان:۳۷۱۱

امام شافعی اور امام ابن ماجہ علیہما الرحمہ کی روایات اسی طرح ہیں' یہ حدیث ضعیف ہے' ہم نے اسے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح روایت کیا ہے اور دونوں روایتیں ضعیف ہیں' البتہ ہم آغاز میں بیان کر چکے ہیں کہ فضائل کے معاملہ میں ہاتھ ہلکا رکھا جاتا ہے۔

کتنی مقدار عبادت پر شب بیداری کا اطلاق کیا جائے گا؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے' زیادہ ظاہر یہ ہے کہ شب بیداری رات کا اکثر حصہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض کے نزدیک ایک ساعت کی عبادت سے بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

فصل: عیدین کی تکبیرات

دونوں عیدوں کی راتوں میں تکبیریں کہنا مستحب ہے' عید الفطر میں غروبِ آفتاب سے لے کر امام کے نمازِ عید کی تحریمہ کہنے تک تکبیراتِ عید پڑھنا مستحب ہے۔ نماز کے بعد اور دیگر احوال میں بھی تکبیرات کہنا مستحب ہے۔ لوگوں کی بھیڑ ہو تو کثرت سے تکبیرات کہے' پیدل چلتے ہوئے' بیٹھتے ہوئے اور پہلو کے بل لیٹتے ہوئے تکبیریں کہے' اسی طرح راستے میں' مسجد میں اور بستر پر بھی تکبیرات کہتا رہے۔

عید الاضحیٰ میں یوم عرفہ (۹ ذی الحج) کی نمازِ فجر سے لے کر آخری یوم تشریق (۱۳ ذی الحج) کی نمازِ عصر تک تکبیرات پڑھے' اس نماز عصر کے بعد بھی تکبیرات پڑھے پھر ختم کر دے۔ زیادہ صحیح مذہب یہی ہے اور اسی پر عمل ہے۔ اس مسئلہ میں ہمارا اور دیگر ائمہ کرام کا اختلاف مشہور ہے لیکن زیادہ صحیح وہی ہے جو ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

اس مسئلہ میں احادیث مبارکہ موجود ہیں جنہیں سنن بیہقی میں روایت کیا گیا ہے' میں نے ان تمام کی وضاحت اپنی کتاب شرح المہذب میں کر دی ہے۔ اس کی تمام فروع بھی ذکر کر دی ہیں' اب اس کے مقاصد اختصار سے ذکر کر رہا ہوں۔

علمائے کرام فرماتے ہیں: تکبیر کے الفاظ یہ ہیں: ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ''۔

اس طرح تین مرتبہ پے در پے کہے' اور حسب منشاء ان کا تکرار کر سکتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے شاگردوں کا کہنا ہے کہ اگر اضافہ کر کے درج ذیل الفاظ پڑھے تو بہتر ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا' وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ' صَدَقَ وَعْدَهٗ' وَنَصَرَ عَبْدَهٗ' وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' بے پناہ تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' صبح وشام میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اپنے دین کو اس کے لیے خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر پسند نہ کریں' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے' اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا' اور اس نے اپنے خاص بندے کی مدد فرمائی' اور تنہا ایک لشکر کو شکست دی' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔

ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ وہ الفاظ بھی درست ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں' وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا

اَلْحَمْدُ. ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔[۵۲۲]

فصل: تکبیراتِ تشریق اور نمازِ عید کی تکبیرات میں مقتدی کے لیے امام کی اتباع کا حکم

ایام تکبیر میں پڑھی جانے والی ہر نماز کے بعد تکبیرات مشروع ہیں نماز خواہ فرض ہو نفل ہو یا نمازِ جنازہ ہو اور فرض خواہ ادا ہوں قضا ہوں یا نذر کے ہوں۔ بعض صورتوں میں اختلاف ہے لیکن یہاں تفصیل اختلاف کی گنجائش نہیں۔ صحیح نقطۂ نظر وہی ہے جو میں نے بیان کر دیا ہے اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر عمل ہے۔

امام اور مقتدی کے خیالات میں اختلاف ہو جائے کہ امام یوم عرفہ یا ایام تشریق کی تکبیرات کو جائز سمجھتا ہے اور مقتدی ناجائز یا امام ناجائز اور مقتدی جائز سمجھتا ہے اگر امام نے تکبیریں کہنا شروع کر دیں تو کیا مقتدی اس کی اتباع کرے یا اپنے اعتقاد کے پیش نظر خاموش رہے؟ اس میں علماء کرام کے دو قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ اپنے اعتقاد کے مطابق عمل کرے امام کی اتباع ضروری نہیں کیونکہ نماز کا سلام پھیرتے ہی اقتداء تو ختم ہو چکی ہے۔

نمازِ عید کی تکبیرات کا حکم اس سے مختلف ہے اگر نمازِ عید میں امام نے مقتدی کے خیال سے زیادہ تکبیرات کہیں تو مقتدی اتباع کرے گا کیونکہ اقتداء جاری ہے۔ ✱

✱ علماء احناف کے نزدیک صرف فرض نماز کے بعد تکبیراتِ تشریق مشروع ہیں

علماء احناف کے نزدیک صرف اس فرض نماز کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے جو جماعتِ مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی لہٰذا نفل وتر اور جنازہ کی نماز کے بعد تکبیر مشروع نہیں ہے مفتیٰ بہ قول کے مطابق منفرد پر بھی واجب نہیں اگر پڑھ لے تو بہتر ہے اور قضاء اگر ان دنوں کی ہو اور انہی دنوں میں باجماعت پڑھی جائے تو اس کے بعد تکبیر واجب ہوگی ورنہ نہیں۔

(ملخص از فتاویٰ عالمگیری المحیط البرہانی جوہرہ نیرہ) (مترجم)

فصل: نمازِ عید کی زائد تکبیرات کا بیان

نمازِ عید میں قراءت سے قبل زائد تکبیرات کہنا سنت ہے پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیرات کہی جائیں گی دوسری رکعت میں سجدے سے سر اٹھاتے ہوئے پڑھی جانے والی تکبیر کے علاوہ پانچ تکبیریں ہوں گی۔ پہلی رکعت کی تکبیریں ثناء کے بعد اور تعوذ سے قبل پڑھی جائیں گی اور دوسری رکعت میں بھی تعوذ سے پہلے پڑھی جائیں گی۔ ہر دو تکبیروں کے درمیان درج ذیل کلمات پڑھنا مستحب ہے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

میں اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

ہمارے جمہور علماء کرام کا یہی قول ہے جبکہ بعض نے یہ الفاظ بتائے ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں ہر بھلائی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اور وہ ہر شی پر قادر ہے۔

[۵۲۲] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۷۹

ہمارے علماء میں سے علامہ ابونصر ابن صباغ علیہ الرحمہ وغیرہ فرماتے ہیں: اگر وہ کلمات پڑھے جو عوام الناس میں مشہور ہیں تو بھی بہتر ہے، وہ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا　اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور

وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا.　اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور حمد ہے صبح اور شام۔

مذکورہ وظائف میں گنجائش موجود ہے بغیر کسی رکاوٹ کے کوئی بھی پڑھا جا سکتا ہے اور اگر تمام اذکار ترک کر دیئے حتیٰ کہ سات اور پانچ تکبیرات بھی چھوڑ دیں تو نماز ہو جائے گی سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن ان کی فضیلت سے محروم رہے گا اور اگر تکبیرات زوائد کہنا بھول گیا اور قراءت شروع کر دی تو صحیح قول کے مطابق لوٹ کر دوبارہ تکبیرات نہیں کہے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کا ایک قول ضعیف ہے کہ پلٹ کر دوبارہ تکبیرات کہہ لے۔

نمازِ عید کے دو خطبوں میں سے پہلے کے آغاز میں نو مرتبہ اور دوسرے کے آغاز میں سات دفعہ تکبیرات کہنا سنت ہے۔

نمازِ عید میں قراءت کا بیان پہلے گزر چکا ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ قٓ اور دوسری میں ''اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ'' پڑھنا مستحب ہے اور اگر چاہے تو پہلی رکعت میں بعد از فاتحہ ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' اور دوسری میں ''هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ'' پڑھ لے۔ ✱

✱ فقہاء احناف کے نزدیک نمازِ عید کی زائد تکبیرات اور ان کا حکم شرعی

فقہاء احناف شکر اللہ سعیہم کے نزدیک نمازِ عید میں زائد تکبیرات واجب ہیں۔ یہ چھ ہیں۔ تین پہلی رکعت میں ثنا کے بعد اور تعوذ سے قبل اور تین دوسری رکعت میں قراءت کے بعد اور تکبیر رکوع سے قبل۔ زائد تکبیرات میں سے ہر دو تکبیروں کے درمیان ایک رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار سکتہ کرے۔ اس دوران کوئی ذکر مسنون نہیں ہے اگر کر لیا تو کوئی حرج بھی نہیں۔

ويجب تكبيرات العيدين وهى ثلاث فى كل ركعة.　تکبیرات عیدین واجب ہیں اور یہ ہر رکعت میں تین ہیں۔

(حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ صفحہ ۲۹۲ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ويسكت بين كل تكبيرتين مقدار ثلاث تسبيحات.　ہر دو تکبیروں کے درمیان تین تسبیحات کی مقدار خاموش رہے۔

(فتاویٰ عالمگیری صفحہ ۱۶۶ جلد اول مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

عیدین کی کل یا بعض تکبیرات بھول جانے سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے۔ البتہ نمازیوں کی کثرت کے باعث سجدۂ سہو نہ کرنا بہتر ہے۔

اذا تركها او نقص منها اوزاد عليها اواتى بها فى غير موضعها فانه يجب عليه السجود الاان مشائخنا قالوا لايسجد للسهو فى العيدين والجمعة لئلا يقع الناس فى فتنة.　تکبیرات عیدین ترک کر دیں یا کمی یا زیادتی کر دی یا غیر محل میں کہہ دیں تو سجدہ سہو واجب ہے　مگر ہمارے مشائخ علیہم الرحمہ نے فرمایا عیدین اور جمعہ میں سجدہ سہو نہ کرے تاکہ لوگ پریشان نہ ہوں۔

(فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) جلد اول صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت) (مترجم)

باب: ذوالحج کے پہلے دس دنوں کے وظائف

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ. (الحج:۲۸)
اور مقررہ ایام میں اللہ کا نام ذکر کریں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما' امام شافعی علیہ الرحمہ اور جمہور علماء کرام کے نقطۂ نظر سے ''ایام معلومات'' سے مراد ذوالحج کے ابتدائی دس دن ہیں۔

باقی ایام کی نسبت ان دس دنوں میں کثرت سے ذکر کرنا مستحب ہے اور یومِ عرفہ (نو ذوالحج) میں باقی نو دنوں سے زیادہ ذکر کرنا مستحب ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: دیگر ایام کا کوئی عمل ان دس دنوں کے عمل سے افضل نہیں ہوسکتا' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ فرمایا: جہاد بھی نہیں' سوائے اس آدمی کے جو اپنا جان و مال خطرہ میں ڈال کر گھر سے نکلے اور کوئی چیز واپس نہ لائے۔ یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں۔

سنن ترمذی میں ہے: دیگر ایام میں کیا ہوا کوئی نیک عمل ان دس دنوں میں کیے گئے عمل سے اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارا نہیں ہے۔

سنن ابوداؤد کی روایت بھی اسی طرح ہے مگر انہوں نے ''من هذه الايّام'' کے بعد ''العَشر'' کا لفظ ذکر نہیں کیا۔

مسند امام دارمی کی روایت اس طرح ہے:

ذوالحج کے دس دنوں میں کیے جانے والے عمل سے افضل کسی دن کا عمل نہیں ہے' عرض کیا گیا: جہاد بھی نہیں؟ پھر آگے مکمل حدیث بیان فرمائی۔

ایک روایت میں ''عشر ذی الحجه'' کی بجائے ''عشر الاضحٰی'' کے الفاظ ہیں۔[۵۲۳]

سنن ترمذی میں حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بہترین دعا یوم عرفہ کی دعا ہے اور بہترین کلام میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے' وہ یہ ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے' اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔

مؤطا امام مالک علیہ الرحمہ میں یہی روایت مرسل اسناد کے ساتھ اور الفاظ کی کمی کے ساتھ موجود ہے' روایت اس طرح ہے: افضل دعا یومِ عرفہ کی ہے اور افضل کلام میرا اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے' وہ یہ ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ.
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے۔[۵۲۴]

[۵۲۳] بخاری:۹۶۹' ابوداؤد:۲۴۳۸' ترمذی:۷۵۷' ابن ماجہ:۱۷۲۷' مسند احمد ج ا ص ۲۲۴۔ ۳۳۸' سنن دارمی:۱۷۸۰' شرح السنۃ للبغوی:۱۱۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۸۴' شعب الایمان للبیہقی:۳۴۷۹۔ ۳۷۵۸' صحیح ابن حبان:۳۲۴' جامع الاصول:۶۸۹۳

حضرت سالم ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہم نے عرفہ کے دن ایک آدمی کو لوگوں سے بھیک مانگتے ہوئے دیکھا' فرمایا: اے عاجزی کرنے والے! تو آج کے دن بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کو چھوڑ کر لوگوں سے مانگتا پھرتا ہے؟[۵۲۵]

صحیح بخاری میں امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مقام منیٰ میں اپنے خیمے کے اندر تکبیریں کہتے تھے' ان کو سن کر اہل مسجد تکبیریں کہتے' پھر بازار والے کہتے' حتیٰ کہ منیٰ میں تکبیرات کی گونج پڑ جاتی۔[۵۲۶]

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ذوالحج کے ابتدائی دس دنوں میں بازار تشریف لے جاتے اور تکبیرات کہتے' ان کو دیکھ کر لوگ بھی تکبیریں کہنا شروع کردیتے۔[۵۲۷]

باب: چاند اور سورج گرہن کے وقت پڑھے جانے والے اذکار

سورج اور چاند گرہن کے وقت کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور دعائیں کرنا مسنون ہے' اور مسلمانوں کا اجماع ہے کہ گرہن کے وقت نماز پڑھنا بھی مسنون ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں' ان کے گرہن کا تعلق کسی کی موت یا پیدائش سے نہیں ہے' اگر تم سورج یا چاند گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو' تکبیرات کہو اور صدقہ وخیرات کرو۔[۵۲۸]

کتب مذکورہ کی بعض روایات میں ہے: جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت اسی طرح ہے:[۵۲۹]

صحیح کی دونوں کتب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم لوگ اس قسم کی کوئی چیز دیکھو تو خوف کے باعث اللہ تعالیٰ کا ذکر اور دعا واستغفار کرو۔[۵۳۰]

دونوں کتب مذکورہ میں حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم گرہن دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور نماز پڑھو۔[۵۳۱]

امام بخاری علیہ الرحمہ' حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت لائے ہیں۔[۵۳۲]

صحیح مسلم میں حضرت عبدالرحمٰن ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوا' اس وقت سورج کو گرہن لگا ہوا تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نماز کے اندر حالت قیام میں تھے' دونوں ہاتھ مبارک فضا میں بلند فرما کر تسبیح' تہلیل اور تکبیر پڑھ رہے تھے' حمد باری بیان کر رہے تھے اور دعائیں مانگ رہے تھے یہاں تک کہ گرہن ختم ہوگیا' پھر آپ

---

[۵۲۴] ترمذی:۹۔۳۵۰۵' موطا ج۱ ص ۲۱۴۔۲۱۵' الفتوحات الربانیہ ج۴ ص ۲۴۸۔۲۴۹' الاحادیث الصحیحہ:۱۵۰۳

[۵۲۵] حلیۃ الاولیاء ج۲ ص ۱۹۴

[۵۲۶] بخاری ج۲ ص ۴۶۱

[۵۲۷] بخاری ج۲ ص ۴۵۷

[۵۲۸] بخاری:۱۰۴۴' مسلم:۹۰۱۔۹۰۳' موطا ج۱ ص ۱۸۶' ابوداؤد:۱۱۷۷۔۱۱۸۰۔۱۱۸۷۔۱۱۸۸۔۱۱۹۰۔۱۱۹۱' ترمذی:۵۶۱۔۵۶۳' نسائی ج۳ ص ۱۲۷' مسند احمد ج۶ ص ۷۶۔۸۷۔۱۶۸' ابن ماجہ:۱۲۶۳' شرح السنۃ للبغوی:۱۱۴۳۔۱۱۴۶' صحیح ابن حبان:۲۸۴۴۔۲۸۴۵' جامع الاصول:۴۲۶۹

[۵۲۹] بخاری:۸۶' مسلم:۹۰۵

[۵۳۰] بخاری:۱۰۵۹' مسلم:۱۰۵۹' نسائی ج۳ ص ۱۵۳۔۱۵۴' صحیح ابن حبان:۲۸۴۵

[۵۳۱] بخاری:۱۰۴۳۔۱۰۶۰۔۶۱۹۹' مسلم:۹۱۵' صحیح ابن حبان:۲۸۱۶

[۵۳۲] بخاری:۱۰۴۰۔۱۰۴۸۔۱۰۶۲۔۱۰۶۳۔۵۷۸۵' نسائی ج۳ ص ۱۲۴' صحیح ابن حبان:۲۸۲۲۔۲۸۲۳

ﷺ نے دو سورتیں پڑھیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائی۔[۵۳۳]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''حُسِرَ'' حاء کے ضمہ اور سین کے کسرہ سے ہے' معنی ہے: ظاہر کیا گیا' روشن کر دیا گیا۔

فصل: سورج گرہن کی نماز میں قراءت' رکوع اور سجدہ وغیرہ کی مقدار

نمازِ کسوف میں طویل قراءت مستحب ہے' پہلی رکعت کے قیام میں سورۂ بقرہ کی مقدار قراءت کرے' دوسری میں دو سو آیات کے برابر' تیسری میں ایک سو پچاس آیات کے برابر اور چوتھی میں ایک سو آیات کے برابر قراءت کرے۔

پہلے رکوع میں ایک سو آیات کے برابر تسبیحات پڑھے' دوسرے اور تیسرے میں ستر آیات کے برابر اور چوتھے میں پچاس کے برابر پڑھے۔

رکوع کی طرح سجدہ بھی طویل کرے' پہلا سجدہ پہلے رکوع کے برابر اور دوسرا دوسرے کے برابر کرے' صحیح مذہب یہی ہے' اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف مشہور ہے۔

میں نے نمازِ کسوف میں طوالتِ سجدہ کو مستحب قرار دیا ہے' آپ کو شک نہیں ہونا چاہیے' کیونکہ اکثر کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ سجدہ طویل نہیں ہوگا حالانکہ یہ غلط ہے یا ضعیف ہے۔ درست یہی ہے کہ طویل سجدہ کیا جائے گا' اس کے دلائل موجود ہیں' رسول اکرم ﷺ سے متعدد طرق سے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں اس کا ثبوت موجود ہے۔ میں نے اپنی کتاب شرح المہذب میں اس کے دلائل و شواہد وضاحت سے لکھ دیئے ہیں' یہاں اپنا مؤقف اشارۃً بیان کر دیا ہے تاکہ کسی اختلاف کے باعث آپ دھوکا میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی کئی مقامات پر سجدہ کی طوالت کا استحباب بیان فرمایا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب![۵۳۴]

ہمارے علماء کرام کا مؤقف ہے کہ دو سجدوں کے درمیان طویل بیٹھنا مستحب نہیں بلکہ دیگر نمازوں کی طرح معمول کے مطابق بیٹھے' لیکن یہ بات درست نہیں کیونکہ صحیح حدیث سے دو سجدوں کے درمیان جلسہ کی طوالت ثابت ہے' اور میں نے اس کو پوری وضاحت سے ''شرح المہذب'' میں بیان کر دیا ہے' بہر حال مختار مذہب یہی ہے کہ طوالت جلسہ مستحب ہے۔

رکوع کے بعد قومہ میں رکوع ثانی سے زیادہ طوالت نہیں کی جائے گی' اسی طرح تشہد اور اس کے لیے بیٹھنے میں بھی زیادہ طوالت نہیں کی جائے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اگر ہر طرح کی تطویل ترک کر دی اور صرف سورۂ فاتحہ پر اکتفاء کیا تو نماز درست ہو جائے گی' رکوع سے سر اٹھا کر یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. حامد کی حمد اللہ تعالیٰ نے سن لی' اے ہمارے رب! ہر حمد تیرے ہی لیے ہے۔

یہ صحیح کی روایت ہے۔

چاند گرہن کی نماز میں جہری (باوازِ بلند) قراءت کرنا مسنون ہے' اور سورج گرہن کی نماز میں سرّی (مخفی آواز سے) قراءت کرنا مستحب ہے' امام کو چاہیے کہ نماز کے بعد دو خطبے دے جن میں لوگوں کو خوفِ خدا کی تبلیغ کرے' اللہ تعالیٰ کی اطاعت' سچائی پر کاربند رہنے اور غلام آزاد کرنے کی ترغیب دے' یہ تمام اُمور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں' اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر

[۵۳۳] مسلم: ۹۱۳' ابوداود: ۱۱۹۵' نسائی ج ۳ ص ۱۲۵' صحیح ابن حبان: ۲۸۴۷

[۵۳۴] بخاری: ۱۰۴۴' مسلم: ۹۰۱۔ ۹۰۳' جامع الاصول: ۴۲۶۹

کرنے پر براہیختہ کرے اور غفلت اور دھوکا بازی سے بچنے کی ترغیب دے۔

صحیح بخاری و دیگر کتب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن کے وقت غلام آزاد کرنے کا حکم دیا۔[۵۳۵]

باب: خشک سالی میں طلب بارش کے اذکار

خشک سالی میں بارش طلب کرنے کے لیے خشوع وخضوع اور عاجزی کے ساتھ کثرت سے دعا' ذکر اور استغفار کرنا مستحب ہے'اس کی دعائیں مشہور ہیں' ان میں سے ایک یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا غَدِقًا مُّجَلِّلًا سَحًّا عَامًّا طَبَقًا دَائِمًا' اَللّٰهُمَّ عَلَى الظِّرَابِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ' وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ' اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ اِنَّكَ كُنْتَ غَفَّارًا' فَاَرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْنَا مِدْرَارًا' اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِيْنَ' اَللّٰهُمَّ اَنْبِتْ لَنَا الزَّرْعَ' وَاَدِرَّ لَنَا الضَّرْعَ' وَاسْقِنَا مِنْ بَرَكَاتِ السَّمَاءِ' وَاَنْبِتْ لَنَا مِنْ بَرَكَاتِ الْاَرْضِ' اَللّٰهُمَّ ارْفَعْ عَنَّا الْجَهْدَ وَالْجُوْعَ وَالْعُرْيَ' وَاكْشِفْ عَنَّا مِنَ الْبَلَاءِ مَا لَا يَكْشِفُهٗ غَيْرُكَ.

اے اللہ کریم! ہمیں بارش عطا فرما جو موسلا دھار' خوشگوار' بڑے قطرات والی' کثیر نفع والی' خوب برسنے والی' عام فائدہ مند اور دائمی ہو' اے اللہ تعالیٰ! ٹیلوں اور درختوں کے اُگنے کی جگہ پر بارش نازل فرما! وادیوں کے دامنوں میں بارش برسا! الٰہی! ہم تجھ سے مغفرت کے طلب گار ہیں' بے شک تو خوب بخشنے والا ہے' ہم پر موسلا دھار بارش نازل فرما! اے مولا! ہمیں بارش سے سیراب فرما اور ہمیں مایوس ہو جانے والوں سے نہ بنا! اے اللہ تعالیٰ! ہمارے لیے کھیتی پیدا فرما! اور ہمارے جانوروں کی کھیری دودھ سے بھر دے اور ہمیں آسمان کی برکات سے سیراب فرما' اور زمین کی برکات پیدا فرما! الٰہی! ہم سے مشقت' بھوک اور عریانی دور فرما! اور ہم سے وہ مشکلات دور فرما جنہیں تیرے علاوہ کوئی دور نہیں کر سکتا!

اگر وہاں کوئی متقی اور پرہیزگار آدمی موجود ہو تو مستحب ہے کہ اس کے وسیلہ سے دعا مانگیں اور یوں کہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَسْقِيْ وَنَتَشَفَّعُ اِلَيْكَ بِعَبْدِكَ فُلَانٍ.

اے اللہ کریم! ہم تجھ سے بارش مانگتے ہیں اور تیری بارگاہ میں تیرے فلاں بندے کی سفارش پیش کرتے ہیں۔[۵۳۶]

صحیح بخاری کی روایت ہے کہ جب قحط پڑتا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ بارش نازل فرما دیتا' دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَاِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْقِنَا.

اے اللہ کریم! ہم تیری بارگاہ اقدس میں اپنے نبی محترم حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے تھے' ہمیں بارش عطا فرما! اور ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی مکرم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں' ہمیں بارش عطا فرما![۵۳۷]

---

[۵۳۵] بخاری: ۲۵۱۹_۱۵۰۴_۲۵۱۹، ۵۱۲۰' ابوداؤد: ۱۱۹۲' سنن دارمی: ۱۵۳۹' مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۵' شرح السنۃ للبغوی: ۷: ۱۱۴' حاکم ج ۱ ص ۳۳۱_۳۳۲' صحیح ابن حبان: ۲۸۴۴' جامع الاصول: ۴۲۷۱

[۵۳۶] الام للشافعی ج ۱ ص ۲۵۱

[۵۳۷] بخاری: ۱۰۱۰_۳۷۱۰' شرح السنۃ للبغوی: ۱۱۶۵' الدعا للطبرانی: ۹۶۵' الکبیر للطبرانی: ۸۴' المعجم الاوسط للطبرانی: ۲۴۵۸' صحیح ابن حبان: ۲۸۵۰

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صالحین کے توسل سے نزولِ بارش کی دعا مانگا کرتے تھے۔
جو کچھ نمازِ عید میں پڑھا جاتا ہے وہی نمازِ استسقاء میں پڑھنا مستحب ہے' طریقہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ پہلی رکعت کے آغاز میں سات تکبیریں کہے اور دوسری کے آغاز میں پانچ بالکل نمازِ عید کی طرح' سات اور پانچ تکبیرات کے حوالے سے جو فروعات اور مسائل وہاں بیان کیے گئے ہیں یہاں بھی وہی سمجھ لیں' پھر دو خطبے پڑھے جن میں کثرت سے دعا و استغفار کرے۔ [۵۳۸]

فقہا احناف کے نزدیک نمازِ استسقاء میں عیدین کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں

فقہاء احناف علیہم الرحمہ نے نمازِ استسقاء کا جو طریقہ بیان کیا ہے' اس میں عیدین کی طرح زائد تکبیرات نہیں ہیں' اس کی ادائیگی عام نماز کی طرح ہوگی۔ (مترجم)
سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کچھ لوگ قحط سالی کے باعث روتے ہوئے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے' تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيًّا مَّرِيْعًا نَّافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ.

اے اللہ کریم! ہمیں خوب برسنے والی خوشگوار بارش عطا فرما' جو نفع بخش ہو' نقصان دِہ نہ ہو' جلدی آ جائے' تاخیر نہ کرے۔

اسی وقت آسمان پر بادل چھا گئے (اور موسلا دھار بارش ہوئی)۔[۵۳۹]
سنن ابوداؤد میں اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول معظم ﷺ بارش مانگنے کے لیے اس طرح دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهَائِمَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَاَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ.

اے پروردگارِ عالم! اپنے بندوں اور چوپاؤں کو بارش سے سیراب فرما! اپنی رحمت پھیلا دے اور اپنے مُردہ شہروں کو زندہ فرما![۵۴۰]

اسی کتاب میں صحیح سند سے روایت ہے جس کے آخر میں امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث مبارک کی سند جید ہے' ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں بارش نہ ہونے کی شکایت کی' آپ ﷺ نے منبر لگانے کا حکم دیا' عیدگاہ میں آپ کے لیے منبر لگا دیا گیا' لوگوں کے وہاں آنے کے لیے آپ ﷺ نے ایک دن مقرر فرما دیا' جب سورج کا کنارہ ظاہر ہوا تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے آئے اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہو گئے' اللہ تعالیٰ کی کبریائی بیان کی اور حمد و ثناء کی' پھر فرمایا: تم لوگوں نے اپنے اپنے علاقوں کی خشک سالی کی شکایت کی ہے اور یہ کہ وقت مقررہ پر بارش نہیں ہو رہی' اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس سے دعا کرو اور تمہارے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا۔ پھر آپ ﷺ نے ان کلمات سے دعا مانگی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ' مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ' اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ' اَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ' وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَّبَلَاغًا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا بہت مہربان نہایت رحم فرمانے والا' بدلے کے دن کا مالک' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' اے اللہ! تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو غنی ہے ہم محتاج ہیں' ہم پر بارش نازل فرما! اور اس کو ایک وقت تک ہمارے لیے قوت اور کفایت والی بنا!

[۵۳۸] قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ ص ۱۴۲ [۵۳۹] ابوداؤد: ۱۱۶۹ [۵۴۰] ابوداؤد: ۱۱۷۶

اِلٰی حِیْنٍ.

پھر آپ ﷺ نے دونوں ہاتھ مبارک بلند فرمائے یہاں تک کہ مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنا شروع ہوگئی' پھر لوگوں کی جانب اپنی پشت انور فرمائی اور اپنی چادر مبارک اُلٹ دی' ابھی دست اطہر بلند ہی تھے' پھر اپنا رخ انور لوگوں کی جانب فرمایا' منبر شریف سے نیچے تشریف لائے اور حاضرین کو دو رکعات نماز پڑھائی' اسی وقت اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا فرما دیئے' گرج چمک ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسنا شروع ہوگئی' ابھی آپ ﷺ عیدگاہ سے مسجد میں تشریف نہ لائے تھے کہ ندی نالے پانی سے بھر گئے' لوگوں نے اپنے اپنے گھروں کی جانب دوڑیں لگا دیں' آپ ﷺ دیکھ کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنا شروع ہو گئے' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔[۵۴۱]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کے ضبط اور معنی کا بیان

(۱) لفظ "اِبَّانَ" ہمزہ کے کسرہ اور باء کی تشدید سے ہے' "اِبَّانُ الشَّیِٔ" کا معنی ہے: کسی شے کا وقت۔

(۲) "قُحُوْط" قاف اور حاء کے ضمہ سے ہے' "قُحُوْطُ الْمَطَر" کا معنی ہے: بارش کا رک جانا۔

(۳) "اَلْجَدْب" دال کے سکون سے ہے' معنی ہے: خشک سالی۔

(۴) "اَمْطَرَتْ" اس میں دو لغات ہیں' بغیر ہمزہ کے "مَطَرَتْ" اور ہمزہ کے ساتھ "اَمْطَرَتْ" بعض کے نزدیک "اَمْطَرَ" ہمزہ کے ساتھ عذاب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جبکہ یہ قول لائق التفات نہیں۔

(۵) "بَدَتْ نَوَاجِذُہٗ" کا معنی ہے: آپ کے دانت مبارک ظاہر ہوئے' لفظ "نَوَاجِذ" ذال معجمہ کے ساتھ ہے۔

اس حدیث میں تصریح ہے کہ خطبہ نماز سے پہلے ہوگا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے لیکن اسے بیان جواز پر محمول کیا جائے گا' ہمارے اور دیگر مسالک کے علماء کی کتب فقہ میں مشہور یہ ہے کہ نماز کو خطبہ پر مقدم کرنا مستحب ہے کیونکہ دیگر احادیث مبارکہ میں یہ بات موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز کو خطبہ پر مقدم فرمایا۔ واللہ اعلم!

مستحب ہے کہ دعا میں آواز کبھی بلند کی جائے اور کبھی آہستہ رہے اور ہاتھ خوب اُٹھائے جائیں' امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دعا ان الفاظ سے ہونی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَمَرْتَنَا بِدُعَائِكَ وَوَعَدْتَنَا اِجَابَتَكَ وَقَدْ دَعَوْنَاكَ كَمَا اَمَرْتَنَا' فَاَجِبْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا' اَللّٰھُمَّ امْنُنْ عَلَيْنَا بِمَغْفِرَةِ مَا قَارَفْنَا وَاِجَابَتِكَ فِيْ سُقْيَانَا وَسَعَةِ رِزْقِنَا.

اے اللہ کریم! تو نے ہمیں اپنی ذات سے مانگنے کا حکم دیا اور ہمارے ساتھ قبولیت کا وعدہ فرمایا ہم نے تیرے حکم کے مطابق تیری بارگاہ میں دست سوال دراز کیا ہے' اپنے وعدہ کے مطابق ہماری دعا قبول فرما! اے اللہ! ہماری زیادتیاں درگزر فرما کر ہم پر احسان فرما اور نزول بارش اور وسعت رزق کے متعلق ہماری دعا قبول فرما کر احسان فرما!

اور مؤمن مردوں اور عورتوں کے لیے دعا کرے اور بارگاہ رسالت مآب میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرے' ایک یا دو آیتوں کی تلاوت کرے اور امام یوں کہے: میں اپنے اور تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' پھر وہ دعا کرے جو مصیبت کے وقت مانگی جاتی ہے اور یہ دعا بھی کرے:

اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

اے اللہ تعالیٰ! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور

[۵۴۱] ابوداؤد: ۱۱۷۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۴۹' صحیح ابن حبان: ۹۸۔۲۸۴۹' حاکم ج ۱ ص ۳۲۸

الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے!

اس کے علاوہ صحیح احادیث میں وارد دیگر دعائیں بھی کرے۔

کتاب الأم میں امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نمازِ عید کی طرح نمازِ استسقاء میں امام دو خطبے پڑھے' ان میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی اور حمد بیان کرے اور حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرے' کثرت سے استغفار کرے حتیٰ کہ اکثر کلام استغفار پر مشتمل ہو جائے اور کثرت سے ان آیات کی تلاوت کرے:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاO يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًاO (نوح:۱۰۔۱۱)

پس میں نے ان سے کہا: تم اپنے رب سے معافی مانگو بے شک وہ بہت زیادہ معاف فرمانے والا ہےO وہ تم پر موسلا دھار بارش نازل فرمائے گاO

پھر امام شافعی علیہ الرحمہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی روایت پیش کی کہ آپ نے نمازِ استسقا ادا فرمائی' آپ کی دعا کا اکثر حصہ استغفار پر مشتمل تھا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دعا میں استغفار کی کثرت ہونی چاہیے' استغفار سے ہی اپنی دعا کا آغاز کرے' اسی کو درمیان میں لائے اور اسی پر دعا کا اختتام کرے' لوگوں کو توبہ' اطاعتِ الٰہیہ اور تقرب الی اللہ کی ترغیب دلائے۔

باب: تیز آندھی کے وقت کیا پڑھے؟

صحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب کبھی تیز آندھی چلتی تو حضور نبی مکرم ﷺ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ.

اے اللہ کریم! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کی بھلائی اور جس کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر' اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر اور جس چیز کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۵۴۲]

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہے' یہ رحمت بھی لاتی ہے اور عذاب بھی جب تم اسے دیکھو تو اسے برا بھلا نہ کہو بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کی بھلائی کا سوال کرو اور اس کے شر سے پناہ مانگو۔[۵۴۳]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''روح'' راء کے فتحہ سے ہے اور ''مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ'' کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت ہے۔

سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب آسمان کے کناروں سے نمودار ہوتا ہوا بادل ملاحظہ فرماتے تو کام کاج ترک فرما دیتے خواہ نماز ہی کیوں نہ ہو' پھر یہ دعا فرماتے:

---

[۵۴۲] مسلم:۸۹۹' ترمذی:۳۴۴۵' عمل الیوم واللیلۃ: ۹۴۰۔۹۴۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۰۲' شعب الایمان للبیہقی: ۵۴۲' بخاری: ۳۲۰۶' مسند ابو یعلیٰ: ۳۲۰۶

[۵۴۳] ابوداؤد: ۵۰۹۷' مسند احمد ج۲ ص ۲۶۸۔۴۰۹۔۵۱۸' الادب المفرد للبخاری: ۹۰۶' ابن ماجہ: ۳۷۲۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۲۹۔۹۳۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۶۱' شعب الایمان للنسائی: ۵۲۳۳' الدعا للطبرانی: ۹۷۱۔۹۷۶' مسند ابو یعلیٰ: ۹۱۳۲

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا.
اے اللہ! میں اس آندھی وغیرہ کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

اگر بارش شروع ہو جاتی تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ صَیِّبًا هَنِیْئًا.
اے اللہ کریم! اس بارش کو موسلا دھار خوشگوار بنا دے۔[۵۴۴]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

(۱) لفظ ''نَاشِئًا'' لام کلمہ کے ہمزہ سے ہے' معنی ہے: بادل کے ٹکڑے۔

(۲) لفظ ''اَلصَّیِّبْ'' یاء مشددہ مکسورہ سے ہے' معنی ہے: کثیر بارش' بعض نے کہا: وہ بارش جس کا پانی بہہ پڑے۔

(۳) لفظ ''نَاشِئًا'' بناء بر مفعولیت منصوب ہے' تقدیر عبارت ہے: ''اَسْاَلُكَ نَاشِئًا'' یا ''اِجْعَلْهُ نَاشِئًا''۔

سنن ترمذی میں حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آندھی کو گالیاں نہ دو اگر تم کوئی ناموافق امر دیکھو تو یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَخَیْرِ مَا فِیْهَا وَخَیْرِ مَا اُمِرَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرِّیْحِ وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُمِرَتْ بِهٖ.
اے اللہ کریم! میں تیری بارگاہ میں اس ہوا کی بھلائی اور جو اس کے اندر ہے اس کی بھلائی اور جو حکم اسے دیا گیا ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس ہوا کے شر' اور جو اس کے اندر ہے اس کے شر اور جو حکم اسے دیا گیا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اور اس باب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' حضرت ابوہریرہ' حضرت عثمان ابن ابوالعاص' حضرت انس' حضرت ابن عباس اور حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے روایات موجود ہیں۔[۵۴۵]

کتاب ابن السنی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سلمہ ابن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: جب آندھی چلتی تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَقِحًا لَّا عَقِیْمًا.
اے اللہ کریم! اس (ہوا اور بادل) کو پانی والا بنا' بن پانی برسائے نہ گزارنا۔[۵۴۶]

نوٹ: ''لَقِحًا'' کا معنی ہے: پانی اُٹھانے والا' جیسے ''اَللَّقْحَةُ مِنَ الْاِبِلِ'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جس نے پانی اُٹھا رکھا ہو اور ''اَلْعَقِیْمُ'' کا معنی ہے: جس میں پانی نہ ہو' اور عقیم حیوان لاولد کو کہتے ہیں۔

اسی کتاب میں حضرت انس اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی بڑا واقعہ رونما ہو یا تیز آندھی چلے تو تکبیرات کہا کرو' اس سے سیاہ گرد و غبار ختم ہو جاتا ہے۔[۵۴۷]

امام شافعی علیہ الرحمہ نے کتاب الام میں اپنی اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب کبھی آندھی آتی' رسول اللہ ﷺ دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے اور یہ دعا فرماتے:

---

[۵۴۴] ابوداؤد: ۵۰۹۹' الادب المفرد للبخاری: ۶۹۹' ابن ماجہ: ۳۸۹۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۹۱۰۔ ۹۲۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۰۲' مسند احمد ج ۶ ص ۱۹۰' الاحادیث الصحیحہ: ۲۷۵۷

[۵۴۵] ترمذی: ۲۲۵۳' مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۳' الادب المفرد للبخاری: ۷۱۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۹۳۳۔ ۹۳۹' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۹۹' الاحادیث الصحیحہ: ۲۷۵۶

[۵۴۶] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۹۹' الادب المفرد للبخاری: ۷۱۸' حاکم ج ۴ ص ۲۸۶' الکبیر للطبرانی: ۶۲۹۶' صحیح ابن حبان: ۲۰۰۲' الاحادیث الصحیحہ: ۲۰۵۸

[۵۴۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۹۳' ضعیف الجامع للالبانی: ۸۲۹

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَةً وَّلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَّلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا.

اے اللہ تعالیٰ! اسے رحمت بنا' اسے عذاب نہ بنانا' اے مولا کریم! اسے ریاح (مفید ہوا) بنادے' اسے ریح (تباہ کن آندھی) نہ بنانا![۵۴۸]

(لفظ''ریح''اور''ریاح''کے مفاہیم کا فرق بیان کرتے ہوئے) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا. (القمر:۱۹)

بے شک ہم نے ان پر تیز وتند آندھی بھیجی۔

اَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الرِّیْحَ الْعَقِیْمَ. (الذاریات:۴۱)

ہم نے ان پر رحمت سے خالی آندھی بھیجی۔

وَاَرْسَلْنَا الرِّیَاحَ لَوَاقِحَ. (الحجر:۲۲)

اور ہم نے بادلوں کا بوجھ اُٹھانے والی ہوائیں بھیجیں۔

وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرَاتٍ. (الروم:۴۶)

اور اس کی بعض نشانیوں میں سے خوش خبری دیتی ہوئی ہواؤں کا بھیجنا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ ایک منقطع حدیث بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضور نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں فقرو فاقہ کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: معلوم ہوتا ہے تو نے ہوا کو گالیاں دی ہیں۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کسی کو جائز نہیں ہوا کہ ہواؤں کو گالیاں دے کیونکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی تابع مخلوق اور اس کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے' وہ جب چاہتا ہے اسے رحمت اور جب چاہتا ہے اسے زحمت بنا دیتا ہے۔[۵۴۹]

باب: جب ستارے ٹوٹ کر گر رہے ہوں تو کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ جب ستارے ٹوٹ کر گر رہے ہوں تو ہم نظر سے ان کا تعاقب نہ کریں بلکہ ان کلمات کا وظیفہ کریں:

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی وہی ہوگا' ہر قسم کی طاقت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔[۵۵۰]

باب: ستارہ ٹوٹتے اور بجلی چمکتے وقت ان کی طرف دیکھنا اور اشارہ کرنا منع ہے

اس عنوان کی ایک روایت تو وہ ہے جو ماقبل باب میں گزر چکی ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب''الام'' میں حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' آپ فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی جب ستارہ ٹوٹتے یا بارش کو برستے ہوئے دیکھے تو اس کی طرف اشارہ نہ کرے بلکہ اس کی تعریف وتوصیف کرے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہل عرب (اشارہ کرنے کو) ہمیشہ ناپسند کرتے رہے ہیں۔[۵۵۱]

---

[۵۴۸] الام للشافعی ج ۱ ص ۲۵۳

[۵۴۹] الام للشافعی ج ۱ ص ۲۵۳

[۵۵۰] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۵۳

[۵۵۱] الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۲۸۲' ارواء الغلیل للالبانی ج ۱ ص ۴۹

باب: جب انسان بجلی کی کڑک سنے تو کیا پڑھے؟

سنن ترمذی میں ضعیف اسناد سے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کڑک اور بجلی چمکنے کے وقت آواز سماعت فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ. مولا کریم! ہمیں اپنے غضب سے ہلاک نہ کرنا اور اپنے عذاب سے تباہ نہ کرنا' اور ان سے قبل ہی عافیت عطا فرما دینا۔[۵۵۲]

کتاب مؤطا میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ جب بجلی کی کڑک سنتے تو گفتگو ترک فرما دیتے اور ان کلمات کا وظیفہ فرماتے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ. پاک ہے وہ ذات کہ بارش پر مقرر فرشتہ حمد کے ساتھ جس کی تسبیح بیان کرتا ہے اور دیگر فرشتے بھی اس ذات کے خوف سے اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔[۵۵۳]

امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں صحیح سند کے ساتھ امام طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بجلی کی کڑک سن کر یہ کلمات وظیفہ فرماتے:

سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحْتَ لَهٗ. پاک ہے وہ ذات جس کی تو پاکی بیان کر رہا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: گویا وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر عمل کرتے تھے:

یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ. بارش پر مقرر فرشتہ اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہم رکاب تھے کہ اچانک کڑک' بجلی اور سردی نے ہمیں آلیا' اس وقت حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو آدمی بجلی کی کڑک سن کر تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ مَنْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلَآئِكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ. پاک ہے وہ ذات کہ بارش پر مقرر فرشتہ جس کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح بیان کرتے ہیں)۔

تو اللہ تعالیٰ اسے کڑک کے نقصانات سے محفوظ رکھتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نے یہ کلمات پڑھے' اللہ تعالیٰ نے ہمیں محفوظ فرما لیا۔[۵۵۴]

باب: بارش ہو رہی ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بارش دیکھ کر رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا. اے مولا کریم! اسے خوشگوار نفع بخش بنا دے۔

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ آپ ﷺ یہی دعا دو یا تین مرتبہ فرماتے۔[۵۵۵]

---

[۵۵۲] مسند ابی یعلیٰ: ۵۵۰۷' مسند احمد ج ۲ ص ۱۰۰' الادب المفرد للبخاری: ۷۲۱' ترمذی: ۳۴۵۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۲۷-۹۲۸' الدعا للطبرانی: ۹۸۱' الکبیر للطبرانی: ۱۳۳۳۰' حاکم ج ۴ ص ۲۸۶' الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۲۸۳-۲۸۴' تخریج الکلم: ۱۵۸

[۵۵۳] الادب المفرد للبخاری: ۷۲۳' نتائج الافکار لابن علان ج ۴ ص ۲۸۵

[۵۵۴] الفتوحات ج ۴ ص ۲۸۶' الدعا للطبرانی: ۹۸۵

[۵۵۵] بخاری: ۱۰۳۲' الادب المفرد للبخاری: ۶۸۶' ابوداؤد: ۵۰۹۹' ابن ماجہ: ۳۸۸۹' نسائی ج ۳ ص ۱۶۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۱۲-۹۲۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۶۱

امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الام میں جید اسناد کے ساتھ حدیث مرسل ذکر فرمائی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: لشکروں کے ٹکرانے' نماز کی اقامت اور بارش کے وقت دعا کی قبولیت طلب کرو۔[۵۵۶]

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بارش اور اقامتِ صلوٰۃ کے وقت دعا کی قبولیت میں نے ایک سے زیادہ مقامات سے نوٹ کی ہے۔

باب: بارش ختم ہو جائے تو پھر کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت زید ابن خالد جُہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مقامِ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی' اس سے قبل رات کو بارش ہو کر تھم چکی تھی' نماز سے فارغ ہو کر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو بہتر معلوم ہے' فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: صبح ہوتی ہے تو میرے بندوں میں سے کچھ مؤمن ہوتے ہیں اور کچھ کافر' جس نے کہا: اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان لایا اور ستاروں کا انکار کرنے والا ہوا اور جس نے کہا: ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی' وہ میرا انکار کرنے والا اور ستاروں پر ایمان لانے والا ہوا۔[۵۵۷]

علماء کرام فرماتے ہیں: اگر کسی مسلمان نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ہوئی ہے' اور اس کا عقیدہ یہ ہے کہ ستارہ ہی بارش کا موجد' فاعل اور خالق حقیقی ہے تو وہ بلا شک و شبہ کافر مرتد ہوگا اور اگر نیت یہ ہے کہ ستارے کا گرنا بارش کی علامت ہے' جب یہ علامت پائی جائے تو بارش ہوتی ہے لیکن اس کا مؤثر حقیقی اور خالق اللہ تبارک و تعالیٰ ہے تو اس پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔

ایسے قول کی کراہت میں علماء کرام کا اختلاف ہے' مختار کراہت ہے کیونکہ یہ الفاظ کفار کے ہیں' اور حدیث کا ظاہر بھی اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے بھی کتاب الام میں یہی بیان فرمایا ہے۔

مستحب ہے کہ بارش ہو تو اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔

باب: بارش سے نقصان کا خوف ہو تو کیا پڑھنا چاہیے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بروزِ جمعۃ المبارک مسجد نبوی میں داخل ہوا' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اموال تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور راستے منقطع ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا فرمائیں' رسول اللہ ﷺ نے دستِ اطہر بلند فرما کر یوں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا' اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا' اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا. اے اللہ کریم! ہمیں بارش عطا فرما! اے اللہ کریم! ہمیں بارش عطا فرما! اے اللہ کریم! ہمیں بارش عطا فرما!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! آسمان پر بادل تو کیا ایک ٹکڑا بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہمارے اور جبل سلع کے درمیان کا علاقہ صاف تھا کوئی حویلی اور گھر وغیرہ نہ تھا (جبل سلع' مدینہ منورہ کے قریب ایک معروف پہاڑ کا نام ہے) ڈھال نما

۔ ۳۶۲' مسند احمد ج ۶ ص ۹۰۔ ۱۲۹۔ ۱۶۶۔ ۱۶۹' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۱۸' الدعاء للطبرانی: ۱۰۰۳۔ ۱۰۱۰' صحیح ابن حبان: ۹۸۹۔ ۹۹۰

[۵۵۶] الام للشافعی ج ۱ ص ۲۲۳۔ ۲۲۴' سابقہ: ۱۱۸' ضعیف الجامع: ۲۴۶۲۔ ۲۴۶۳' فتوحات ج ۲ ص ۱۳۷۔ ج ۴ ص ۲۸۷

[۵۵۷] بخاری: ۸۴۶' مسلم: ۷۱' موطا ج ۱ ص ۱۹۲' ابوداؤد: ۳۹۰۶' نسائی ج ۳ ص ۱۶۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۹۲۵' مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۷' شرح السنہ للبغوی: ۱۱۶۹' مسند حمیدی: ۸۱۳' صحیح ابن حبان: ۱۸۸' جامع الاصول: ۹۱۹۸

بادل جبل سلع کے پیچھے سے نمودار ہوا' اور آسمان کے وسط میں پہنچ کر پھیل گیا' پھر بارش شروع ہو گئی' اللہ کی قسم! پورا ہفتہ ہم نے سورج کی جھلک تک نہیں دیکھی' پھر دوسرے جمعۃ المبارک کو ایک آدمی اسی دروازے سے داخل ہوا' رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اموال تباہ و برباد ہو رہے ہیں اور راستے منقطع ہو چکے ہیں' اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ بارش روک دے۔ رسول اللہ ﷺ نے مبارک ہاتھ بلند فرما کر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالظِّرَابِ' وَبُطُوْنِ الْاَوْدِیَۃِ' وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ.

اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش نازل فرما! ہم سے ہٹا لے' اے اللہ کریم! ٹیلوں پر' چٹانوں پر' وادیوں کے دامن میں اور درخت اُگنے کی جگہ بارش نازل فرما!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بارش اسی وقت تھم گئی' ہم دھوپ میں چل کر باہر آ گئے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے یہی الفاظ ہیں' البتہ صحیح بخاری میں ''اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا'' کی جگہ ''اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا'' کے الفاظ ہیں۔ نیز یہ حدیث مبارک بے شمار فوائد پر مشتمل ہے۔[۵۵۸]

باب: نمازِ تراویح کے اذکار

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ نمازِ تراویح سنت ہے' اس کی بیس رکعات ہیں' ہر دو رکعات پر سلام پھیرے' اس کی نماز کا طریقہ دیگر نمازوں کی طرح ہے جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے' اس کے اذکار بھی دوسری نمازوں والے ہی ہیں' مثلاً ثناء' باقی اذکار کی تکمیل' مکمل تشہد اور اس کے بعد کی دعا وغیرہ' اگرچہ یہ باتیں ظاہر ہیں مگر میں اس لیے وضاحت کر رہا ہوں کہ اکثر لوگ غفلت کرتے ہیں اور کئی اذکار حذف کر دیتے ہیں۔[۵۵۹]

قراءت کے حوالے سے اکثر علماء کرام کے مذہب اور عوام الناس کا معمول یہی ہے کہ پورے ماہِ رمضان المبارک کی تراویح میں ایک مرتبہ مکمل قرآن مجید پڑھا جائے' ہر رات تیس میں سے ایک پارہ پڑھا جائے' قرآن مجید کو ترتیل اور خوب وضاحت سے پڑھنا مستحب ہے' ایک پارہ سے زیادہ تلاوت کر کے نماز طویل کرنے سے (حافظ صاحب کو) پرہیز کرنا چاہیے' اور کئی مساجد کے جاہل ائمہ میں رواج ہے کہ رمضان المبارک کی ساتویں رات آخری رکعت میں مکمل سورۂ انعام پڑھتے ہیں' اس سے کلیۃً اجتناب کرنا چاہیے' وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ سورت یکبارگی نازل ہوئی ہے' لہٰذا ایک ہی رکعت میں پڑھی جائے گی' حالانکہ یہ طریقہ قبیح بدعت' واضح جہالت اور بے شمار خرابیوں پر مشتمل ہے' بیان پہلے گزر چکا ہے' یہی بات میں نے اپنی کتاب ''التبیان فی آداب حملۃ القرآن'' میں کافی وضاحت سے بیان کر دی ہے۔

باب: نمازِ حاجت کے اذکار

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں کوئی حاجت ہو یا کسی انسان سے کوئی ضرورت ہو تو وہ اچھے طریقے سے وضو کر کے دو رکعات نمازِ نفل ادا کرے' پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ہدیۂ درود شریف پیش کرے' پھر یوں دعا کرے:

لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ — اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ بُردبار اور صاحب کرم ہے'

سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ — پاک ہے اللہ تعالیٰ جو عرش عظیم کا رب ہے' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے

[۵۵۸] بخاری: ۹۳۳' مسلم: ۸۹۷' ابوداؤد: ۱۱۷۴' نسائی ج ۳ ص ۱۶۲' ج ۳ ص ۱۵۴' ۱۵۵' ۱۵۹' ۱۶۰' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۴' ۱۹۴' ۲۶۱' ۲۷۱' شرح السنۃ للبغوی: ۱۱۶۷' ۱۱۶۸' صحیح ابن حبان: ۲۸۵۷' ۲۸۵۸

لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے' اے اللہ کریم! میں تجھ سے تیری رحمت کو واجب کرنے والے اُمور کا سوال کرتا ہوں اور تیری مغفرت کو ثابت کرنے والے اسباب اور ہر نیکی کی غنیمت اور ہر گناہ سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں' میرے ہر ہر گناہ کی مغفرت فرما دے' میرا ہر غم دور فرما دے' اور میری ہر حاجت جو تیری مرضی کے موافق ہو اسے ضرور پورا فرمانا' اے وہ ذات جو سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس روایت کی سند میں کچھ گڑبڑ ہے۔[۵۶۰]

حاجت کے وقت یہ دعا کرنا بھی مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِO

اے اللہ کریم! اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما' اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے!O

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے پہلے بھی یہ روایت بیان کی جا چکی ہے۔[۵۶۱]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عثمان ابن حُنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: میرے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بینائی کی دعا فرمائیے' آپ ﷺ نے فرمایا: خواہ دعا کروا لو خواہ صبر کرو' اگر صبر کرو گے تو یہ تمہارے لیے بہتر ہے' اس نے عرض کیا: آپ دعا فرما دیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے طریقے سے وضو کرو اور یہ دعا مانگو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى لِيْ، اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ.

اے اللہ کریم! میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں تیرے نبی حضرت محمد ﷺ کے وسیلہ سے جو رحمتوں والے نبی ہیں' اے پیارے محمد ﷺ! میں آپ کے توسل سے اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہوں اپنی اس حاجت کے سلسلے میں' تاکہ یہ پوری کر دی جائے' اے اللہ تعالیٰ! میرے حق میں حضرت محمد ﷺ کی سفارش قبول فرما!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۵۶۲]

باب: نمازِ تسبیح کے اذکار

سنن ترمذی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازِ تسبیح کے متعلق کئی احادیث مروی ہیں جن میں سے زیادہ تر درجۂ صحت سے محروم ہیں' امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ اور کئی اہل علم حضرات نمازِ تسبیح کو جائز سمجھتے ہیں اور اس کے فضائل بیان کرتے ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت احمد ابن عبدہ نے بیان کیا' وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت ابو وہب نے بیان کیا' ابو وہب فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ ابن مبارک علیہ الرحمہ سے نمازِ تسبیح کے متعلق سوال کیا' آپ نے فرمایا:

---

[۵۶۰] ترمذی: ۴۷۹' ابن ماجہ: ۱۳۸۴' حاکم ج ۱ص ۳۲۰' الفتوحات الربانیہ ج ۴ص ۲۹۸' اتحاف السادہ ج ۳ص ۴۷۰-۴۷۱

[۵۶۱] سابقہ: ۳۶۲

[۵۶۲] ترمذی: ۳۵۷۸' مسند احمد ج ۴ص ۱۳۸' المستدرک للحاکم ج ۱ص ۵۲۶' ابن ماجہ: ۱۳۸۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۵۸-۶۶۰

تکبیر تحریمہ کہے' پھر ایک مرتبہ ثناء پڑھے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ.

اے اللہ کریم! تیری ذات پاک ہے' اور ہم تیری حمد بیان کرتے ہیں' اور تیرا نام برکت والا اور تیری ذات بلند و بالا ہے' اور تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔

پھر پندرہ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

پاک ہے اللہ تعالیٰ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

پھر تعوذ پڑھے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے' پھر الحمد اور کوئی سورت پڑھے' پھر دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.

پاک ہے اللہ تعالیٰ اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے سوا کوئی لائق عبات نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

پھر رکوع کرے اور دس مرتبہ یہ کلماتِ تسبیح پڑھے' پھر رکوع سے سر اٹھا کر یہی کلمات دس مرتبہ پڑھے' پھر سجدہ کرے اور اس میں دس مرتبہ یہ کلمات پڑھے' پھر سجدہ سے سر اٹھا کر دس مرتبہ پڑھے' پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پڑھے' اسی طرح چار رکعات مکمل کرے' ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) تسبیحات ہوں گی' آغاز میں پندرہ تسبیحات ہوں گی' پھر قراءت کرے گا پھر دس دس ہوں گی' اگر کوئی رات کو نمازِ تسبیح پڑھے تو مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے اور اگر دن میں پڑھے تو اس کی مرضی ہے خواہ دو رکعت پر سلام پھیرے خواہ چار پر۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: رکوع میں پہلے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" پڑھے اور سجدہ میں پہلے تین مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" پڑھے پھر دیگر تسبیحات پڑھے۔ آپ سے سوال کیا گیا: اگر اس نماز میں سہو لاحق ہو گیا تو کیا سجدۂ سہو میں دس دس مرتبہ تسبیحات پڑھے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں! یہ تو صرف تین سو تسبیحات ہیں (اور سجدۂ سہو میں پڑھنے کی صورت میں چار رکعات میں تین سو سے زیادہ ہو جائیں گی)۔ [۵۶۳]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے محترم چچا! کیا میں آپ سے صلہ رحمی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو کچھ عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو نفع نہ پہنچاؤں؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے فرمایا: پیارے چچا! چار رکعات نماز ادا کرو' ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملاؤ' پھر رکوع سے قبل پندرہ مرتبہ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور "سُبْحَانَ اللّٰهِ" پڑھو' پھر رکوع کرو اور اس میں دس مرتبہ پڑھو' پھر رکوع سے سر اٹھا کر حالت قومہ میں دس مرتبہ پڑھو' پھر سجدہ کرو اور اس میں دس مرتبہ پڑھو' پھر سجدہ سے سر اٹھا کر حالت جلسہ میں دس مرتبہ پڑھو' پھر دوسرا سجدہ کرو اور اس میں دس مرتبہ پڑھو' یہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ ہو جائیں گی اور چار رکعات میں تین سو۔

اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرما دے گا' اگرچہ ریت کے ٹیلے کے برابر ہوں' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اتنا وظیفہ روزانہ کون کر سکے گا؟ فرمایا: اگر روزانہ نہ کر سکو تو جمعہ کے روز کر لیا کرو اور اگر ہر جمعہ کو نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں ایک دفعہ کر لیا کرو۔ آپ ﷺ اپنے چچا جان سے اسی طرح فرماتے رہے حتیٰ کہ فرمایا: سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا

[۵۶۳] المعجم الکبیر للطبرانی: ۳۳۰۴' المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۳۳۴' المعجم الصغیر للطبرانی: ۳۳۱

کرو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے۔

امام ابوبکر ابن العربی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب ''الاحوذی فی شرح الترمذی'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابورافع کی یہ حدیث صحیح ہے نہ حسن بلکہ ضعیف ہے اور امام ترمذی علیہ الرحمہ نے صرف اس لیے ذکر کی ہے تاکہ اس سے آگاہی حاصل ہو اور کوئی دھوکا میں مبتلا نہ ہو جائے' امام ابوبکر فرماتے ہیں: ابن مبارک علیہ الرحمہ کا قول حجت نہیں ہے' عقیلی فرماتے ہیں: تسبیح نماز کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ نے نمازِ تسبیح کے متعلق احادیث اور ان کی اسناد کو اپنی کتاب الموضوعات میں ذکر کیا اور تمام کو ضعیف قرار دیا' پھر ان کی وجہ ضعف بھی بیان فرمائی۔ [۵۶۴]

امام دارقطنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سورۂ اخلاص کی فضیلت تمام سورتوں سے زیادہ صحیح ہے اور نمازِ تسبیح کی فضیلت تمام (نفلی) نمازوں سے زیادہ صحیح ہے' امام دارقطنی کا یہ بیان کتاب ''طبقات الفقہاء'' سے نقل کیا گیا ہے لیکن اس بیان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نمازِ تسبیح کی حدیث صحیح ہے' بلکہ زیادہ صحیح سے مراد ہے اس باب کی تمام روایات سے زیادہ صحیح اور راجح ہے اگرچہ فی نفسہٖ ضعیف ہو۔

امام بغوی' امام رویانی اور دیگر علماء کرام نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ نمازِ تسبیح مستحب ہے۔

امام رویانی اپنی کتاب ''البحر'' میں کتاب الجنائز کے آخر میں فرماتے ہیں: نمازِ تسبیح ایک پسندیدہ عمل ہے' اس کی عادت بنا لینا اور اس سلسلے میں غفلت سے اجتناب مستحب ہے' آپ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ اور علماء کرام کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے' ایک مرتبہ حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا: کیا نمازِ تسبیح میں سہو کرنے والا سہو کے دو سجدوں میں دس دس مرتبہ تسبیحات پڑھے گا؟ آپ نے فرمایا: نہیں! یہ تو صرف تین سو تسبیحات ہیں۔

سجدۂ سہو کے متعلق بات پہلے مکمل ہو چکی ہے لیکن یہاں امام رویانی علیہ الرحمہ کے کلام میں ذکر کرنے میں ایک لطیف فائدہ ہے وہ یہ کہ ابوالمحاسن امام رویانی ایسا جلیل القدر آدمی جب حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتا ہے اور اس کا انکار نہیں کرتا تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس قائل کے موافق ہیں' لہٰذا نمازِ تسبیح کے استحباب کے قائلین کثیر ہو گئے۔ اور امام رویانی علیہ الرحمہ ہمارے جلیل القدر باخبر علماء میں سے ہیں۔ واللہ عزوجل اعلم [۵۶۵]

باب: زکوٰۃ سے متعلق اذکار کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ. (التوبہ: ۱۰۳)

آپ ان کے مالوں سے زکوٰۃ لیجیے جس کے ذریعہ آپ انہیں پاک کریں گے اور ان کے باطن کو صاف کریں گے اور آپ ان کے لیے دعائے خیر کریں۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب لوگ مالِ زکوٰۃ لے کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے تو آپ ﷺ ان کو اس دعا سے نوازتے:

[۵۶۴] ابوداؤد: ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹' ترمذی: ۴۸۲' ابن ماجہ: ۱۳۸۶' شعب الایمان للبیہقی: ۶۱۰' حاکم ج ۱ ص ۳۱۷، ۳۱۸

[۵۶۵] الفتوحات ج ۴ ص ۳۱۸

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ. الٰہی! ان کو اپنی آغوشِ رحمت میں لے لے۔

ایک مرتبہ حضرت ابواوفی رضی اللہ عنہ خدمتِ اقدس میں مالِ زکوٰۃ لائے' ان کے لیے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى. مولا کریم! ابی اوفی کی آل پر رحم فرما!

امام شافعی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: بہتر یہ ہے کہ زکوٰۃ لینے والا' دینے والے کو یہ دعا دے:

اٰجَرَكَ اللّٰهُ فِيْمَآ اَعْطَيْتَ وَجَعَلَهٗ لَكَ طَهُوْرًا وَّبَارَكَ لَكَ فِيْمَآ اَبْقَيْتَ. جو کچھ تم نے دیا اللہ تعالیٰ اس پر تمہیں اجر عطا فرمائے اور اس کو تمہارے لیے باعث طہارت بنائے اور جو تم نے باقی رکھا ہے اس میں برکتیں پیدا فرمائے۔

مستحب ہے کہ مالِ زکوٰۃ لینے والا یہ دعا کرے خواہ وہ دوسروں کے لیے اکٹھی کر رہا ہو یا خود فقیر ہو اور اپنے لیے لے رہا ہو۔[۵٦٦]

ہمارے اور دیگر علماء کے مشہور مذہب کے مطابق یہ دعا کرنا واجب نہیں ہے' ہمارے بعض علماء کا کہنا ہے کہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے ایک قول کے مطابق یہ دعا واجب ہے' حکمران پر لازم ہے کہ وہ زکوٰۃ دینے والے کے لیے دعا کرے' آیت مبارکہ (وَصَلِّ عَلَيْهِمْ) میں امر کا صیغہ وجوب کی واضح دلیل ہے۔

دعائیہ کلمات کے محامل

علماء کرام فرماتے ہیں: کسی کو دعا دیتے ہوئے ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى فُلَانٍ'' نہیں کہنا چاہیے' رہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ''وَصَلِّ عَلَيْهِمْ'' تو اس سے مراد ہے: آپ ان کے لیے دعا فرمایئے' اور نبی کریم ﷺ کا ان الفاظ سے دعا فرمانا: ''اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ'' تو اس کے متعلق علماء کرام فرماتے ہیں: لفظ ''صَلٰوة'' حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ خاص ہے' آپ جس کے لیے چاہیں یہ لفظ استعمال فرما سکتے ہیں' ہمیں اجازت نہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں: ہر دعائیہ کلمہ کا ایک اپنا مقام ہے جس طرح حضرت محمد عزّ وجلّ نہیں کہہ سکتے حالانکہ آپ ﷺ عزیز بھی ہیں اور جلیل بھی' اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت علی ﷺ نہیں کہہ سکتے بلکہ یوں کہا جائے گا: حضرت علی رضی اللہ عنہ یا رضوان اللہ علیہ' اور اگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی کے ساتھ ﷺ کہا تو صحیح نقطہ نظر کے مطابق یہ مکروہ تنزیہی ہو گا۔ ہمارے جمہور علماء کا یہی مؤقف ہے۔ بعض نے اسے خلافِ اولیٰ قرار دیا ہے اور بعض کے خیال میں ایسا کہنا حرام ہے' اسی طرح غیر انبیاء کے لیے لفظ علیہ السلام کا استعمال بھی درست نہیں ہے مگر یہ کہ خطاب یا جواب ہو کیونکہ کسی کو سلام کہنا سنت اور جواب دینا واجب ہے۔

یہ ساری گفتگو اس صورت میں ہے کہ غیر انبیاء کو مقصوداً اور اصالۃً صلوٰۃ و سلام کہا جائے' اگر یہ بالتبع ہو تو بغیر کسی اختلاف کے جائز ہے جیسے یوں کہا جائے:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ. اے اللہ کریم! حضرت محمد ﷺ' آپ کی آل پاک' آپ کے صحابہ کرام' آپ کی ازواجِ مطہرات' آپ کی اولاد و امجاد اور آپ کے جملہ تابعداروں پر رحمت نازل فرما!

[۵٦٦] بخاری: ۱۴۹۷، ۴۱۶۶، ۶۳۳۲، ۶۳۵۹' مسلم: ۱۰۷۸' ابوداؤد: ۱۵۹۰' نسائی ج ۵ ص ۳۱' مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳، ۳۵۵، ۳۸۱، ۳۸۸' ابن ماجہ: ۱۷۹۶' الدعاء للطبرانی: ۲۰۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۵۲، ج ۴ ص ۱۵۷' صحیح ابن حبان: ۹۱۳

گزشتہ علماء کرام نے غیر انبیاء پر بالتبع صلوٰۃ وسلام سے ہمیں منع نہیں فرمایا بلکہ تشہد وغیرہ میں ہمیں اس کا حکم دیا گیا ہے۔
ممانعت کی صورت صرف یہ ہے کہ انفرادی طور پر غیر انبیاء کے لیے صلوٰۃ وسلام کہا جائے۔
تفصیل سے گفتگو ماقبل میں ''کتاب الصلوٰۃ علی النبی ﷺ'' میں بیان کردی گئی ہے۔

فصل: زکوٰۃ دیتے وقت نیت کا بیان

زکوٰۃ دیتے وقت نیت کرنا واجب ہے' دیگر عبادات کی طرح اس کی نیت بھی دل سے ہوگی' زبان سے تلفظ مستحب ہے' اگر زبان سے الفاظِ نیت ادا کر لیے اور دل سے نیت نہ کی تو ایسی نیت کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے' زیادہ صحیح مذہب کے مطابق نیت ہو جائے گی۔

زکوٰۃ دینے والے نے جب نیت کر لی تو اس کے لیے ضروری نہیں کہ لینے والے سے کہے: یہ مال زکوٰۃ ہے' بلکہ مستحق زکوٰۃ کے حوالے کر دینا ہی کافی ہے' لیکن اگر اس نے کہہ ہی دیا کہ یہ زکوٰۃ ہے تو ادائیگی ہو جائے گی۔

فصل: صدقات وزکوٰۃ دینے والا کیا دعا کرے؟

زکوٰۃ' صدقات' نذر یا کفارہ وغیرہ دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ یہ دعا کرے:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ. (البقرہ:۱۲۷)	اے ہمارے پروردگار! ہماری طرف سے قبول فرما! بے شک تیری ذاتِ پاک سننے جاننے والی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام' حضرت اسماعیل علیہ السلام اور جنابِ عمران کی اہلیہ محترمہ کے حوالے سے قرآن مجید میں ذکر فرمائی ہے۔

۞۞۞۞۞

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب: ۸

روزوں کے اذکار کا بیان

باب: ہلال یا قمر کو دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

مسند امام دارمی اور سنن ترمذی میں حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب ہلال (پہلی یا دوسری رات کا چاند) دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ.

اللہ کریم! ہم پر برکت، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ نیا چاند طلوع فرما! (اے چاند!) میرا اور تیرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۵۶۷]

مسند امام دارمی میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب ہلال ملاحظہ فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْإِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْفِيْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى، رَبُّنَا وَرَبُّكَ اللّٰهُ.

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، مولا کریم! ہم پر نیا چاند طلوع فرما، امن، ایمان، سلامتی، اسلام اور اس چیز کی توفیق کے ساتھ جو تجھے پسند ہے، (اے چاند!) ہمارا اور تیرا رب اللہ ہے۔[۵۶۸]

سنن ابوداؤد کی کتاب الادب میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب ہلال کو دیکھتے تو تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرماتے:

هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ، هِلَالُ خَيْرٍ وَّرُشْدٍ، اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَكَ.

یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، یہ بھلائی اور ہدایت کا چاند ہے، میں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا وہ ذات جس نے تجھے پیدا فرمایا۔

پھر آپ ﷺ ان کلمات سے اپنے مولا کی حمد و ثناء فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ ذَهَبَ بِشَهْرِ كَذَا وَجَآءَ بِشَهْرِ كَذَا.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو فلاں مہینہ لے گیا اور فلاں مہینہ لے آیا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب نیا چاند دیکھتے تو رخ انور اس سے پھیر لیتے۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے ان دونوں حدیثوں کو بطور مرسل روایت کیا ہے، سنن ابوداؤد کے بعض نسخوں میں ہے کہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس عنوان کی کوئی حدیث صحیح طور پر حضور نبی اکرم ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔[۵۶۹]

[۵۶۷] سنن دارمی: ۱۶۹۵، ترمذی: ۳۴۴۷، مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۲، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۴۱، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ص ۱۰۹، مسند ابی یعلیٰ: ۶۶۱-۶۶۲، حاکم ج ۴ ص ۲۸۵، شرح السنہ للبغوی: ۱۳۳۵، الدعا للطبرانی: ۹۰۳، الاحادیث الصحیحہ: ۱۸۱۶

[۵۶۸] سنن دارمی: ۱۶۹۴، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۴۰، الکبیر للطبرانی: ۱۳۳۳۰، الدعا للطبرانی: ۹۰۴، تخریج الموارد: ۷۴-۲۳

کتاب ابن السنی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث مروی ہے۔[۵۷۰]

بڑا چاند دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟ اس سلسلے میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کتاب ابن السنی میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا' اس وقت چاند طلوع ہو چکا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے![۵۷۱]

کتاب حلیۃ الاولیاء میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت زیاد نمیری' حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ماہِ رجب داخل ہوتا تو رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبَ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ.	اے مولا کریم! ماہِ رجب اور شعبان ہمارے لیے بابرکت بنا اور ہمیں رمضان المبارک نصیب فرما!

کچھ اضافہ کے ساتھ یہی روایت کتاب ابن السنی میں بھی موجود ہے۔[۵۷۲]

باب: روزہ دار کے لیے مستحب اذکار

دیگر عبادات کی طرح روزہ کی نیت بھی دل اور زبان دونوں سے کرنا مستحب ہے' اگر صرف دل سے نیت کی تو کافی ہے اور اگر صرف زبان سے الفاظ نیت ادا کیے تو بالاتفاق درست نہیں ہے۔

روزہ دار سے اگر کوئی بدتمیزی سے پیش آئے یا گالی وغیرہ دے تو اس کے لیے سنت یہ ہے کہ دو یا زیادہ مرتبہ اسے کہہ دے: ''اِنِّیْ صَائِمٌ'' میں روزہ سے ہوں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے' جب تم میں سے کوئی روزہ رکھے تو فحش گوئی اور احمقوں جیسی حرکات سے اجتناب کرے اور اگر کوئی آدمی جھگڑے یا گالی گلوچ پر اتر آئے تو اسے دو مرتبہ کہہ دے: ''اِنِّیْ صَائِمٌ'' میں روزہ سے ہوں۔

بعض علماء کرام کا مؤقف یہ ہے کہ روزہ دار یہ الفاظ اپنی زبان سے ادا کرے اور گالی دینے والے کو سنائے تاکہ وہ باز آ جائے۔ جبکہ بعض کا خیال ہے کہ روزہ دار یہ الفاظ اپنے دل میں یاد کرے تاکہ خود کسی قسم کی حماقت سے محفوظ رہے اور اپنے روزے کی حفاظت کر سکے' پہلا مؤقف زیادہ ظاہر ہے' اور (باب مفاعلہ سے) ''شَاتَمَهٗ'' کا معنی یہ ہے کہ وہ آدمی روزہ دار کو اس ارادہ سے گالیاں دے کہ جواباً روزہ دار بھی اسے گالیاں دے۔[۵۷۳]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین آدمیوں کی دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رد نہیں کی جاتی: (۱) روزہ دار کی افطار کرنے تک (۲) عادل بادشاہ کی (۳) مظلوم کی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۵۷۴]

---

[۵۶۹] ابوداؤد: ۵۰۹۲۔ ۵۰۹۳' الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۳۳۲' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰

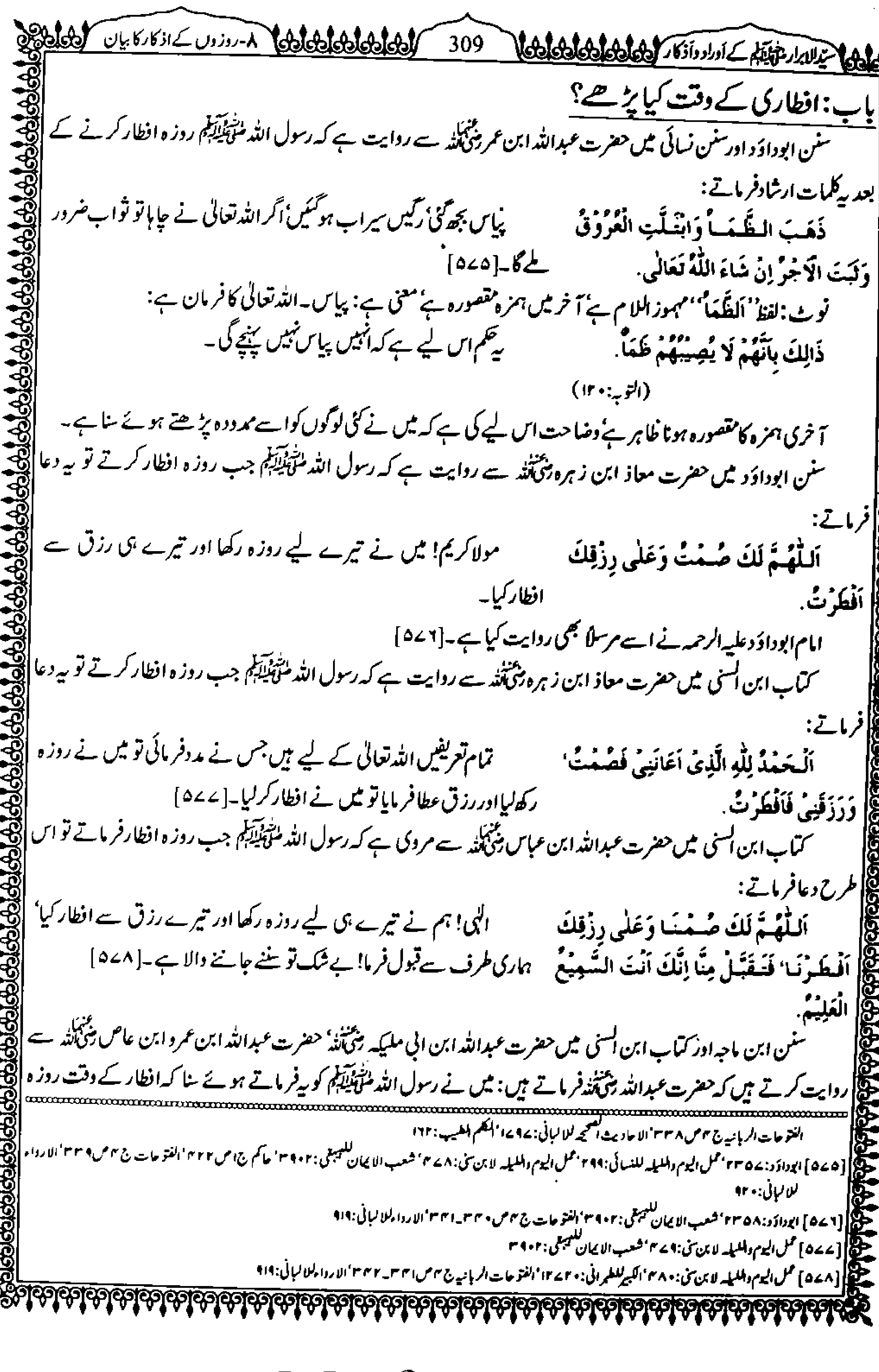
[۵۷۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۴۲' الدعاء للطبرانی: ۹۰۵' ضعیف الجامع للالبانی: ۴۴۱۴

[۵۷۱] مسند احمد ج ۶ ص ۶۱۔ ۲۰۶۔ ۲۳۷' ترمذی: ۳۳۶۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۰۵۔ ۳۰۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۴۸' حاکم ج ۲ ص ۵۴۰۔ ۵۴۱' الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۳۳۴' الاحادیث الصحیحہ: ۳۷۲

[۵۷۲] حلیۃ الاولیاء ج ۶ ص ۲۶۹' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۵۹' شعب الایمان للبیہقی: ۳۸۱۵' الدعاء للطبرانی: ۹۱۱' الباعث علی انکار الحوادث لابی شامہ ص ۱۱۷

[۵۷۳] بخاری: ۱۸۹۴۔ ۱۹۰۴۔ ۵۹۲۷۔ ۷۴۹۲۔ ۷۵۳۸' مسلم: ۱۱۵۱' ابوداؤد: ۲۳۶۳' ترمذی: ۷۶۴' نسائی ج ۴ ص ۱۶۲۔ ۱۶۵' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۳۔ ۲۵۷۔ ۳۰۲۔ ۳۱۲' شرح السنہ للبغوی: ۱۷۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۰۴' شعب الایمان للبیہقی: ۳۶۳۹' صحیح ابن حبان: ۳۴۱۸

[۵۷۴] ترمذی: ۳۵۹۸' مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۵۔ ۴۴۵' ابن ماجہ: ۱۷۵۲' شعب الایمان للبیہقی: ۷۱۰۱' الدعاء للطبرانی: ۱۳۱۵۔ ۱۳۲۲' صحیح ابن حبان: ۸۹۴۔ ۲۴۰۷'



باب: افطاری کے وقت کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ روزہ افطار کرنے کے بعد یہ کلمات ارشاد فرماتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ پیاس بجھ گئی، رگیں سیراب ہوگئیں، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ثواب ضرور ملے گا۔[۵۷۵]

نوٹ: لفظ ''الظما'' مہموز اللام ہے، آخر میں ہمزہ مقصورہ ہے، معنی ہے: پیاس۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ۔ یہ حکم اس لیے ہے کہ انہیں پیاس نہیں پہنچے گی۔

(التوبہ:۱۲۰)

آخری ہمزہ کا مقصورہ ہونا ظاہر ہے، وضاحت اس لیے کی ہے کہ میں نے کئی لوگوں کو اسے ممدودہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت معاذ ابن زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ۔ مولا کریم! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اسے مرسلاً بھی روایت کیا ہے۔[۵۷۶]

کتاب ابن السنی میں حضرت معاذ ابن زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار کرتے تو یہ دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَعَانَنِیْ فَصُمْتُ، وَرَزَقَنِیْ فَاَفْطَرْتُ۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مدد فرمائی تو میں نے روزہ رکھ لیا اور رزق عطا فرمایا تو میں نے افطار کرلیا۔[۵۷۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تو اس طرح دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْنَا وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْنَا، فَتَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ الٰہی! ہم نے تیرے ہی لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق سے افطار کیا، ہماری طرف سے قبول فرما! بے شک تو سننے جاننے والا ہے۔[۵۷۸]

سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ افطار کے وقت روزہ

---

[۵۷۵] ابوداؤد: ۲۳۵۷، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۹۹، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۷۸، شعب الایمان للبیہقی: ۳۹۰۲، حاکم ج ۱ ص ۴۲۲، الفتوحات ج ۴ ص ۳۳۹، الارواء للالبانی: ۹۲۰

الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۳۳۸، الاحادیث الصحیحہ للالبانی: ۱۷۹۷، الکلم الطیب: ۱۶۲

[۵۷۶] ابوداؤد: ۲۳۵۸، شعب الایمان للبیہقی: ۳۹۰۲، الفتوحات ج ۴ ص ۳۴۰-۳۴۱، الارواء للالبانی: ۹۱۹

[۵۷۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۷۹، شعب الایمان للبیہقی: ۳۹۰۲

[۵۷۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۸۰، الکبیر للطبرانی: ۱۲۷۲۰، الفتوحات الربانیہ ج ۴ ص ۳۴۱-۳۴۲، الارواء للالبانی: ۹۱۹

دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ کو افطار کے وقت یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ.

مولا کریم! میں تیری ہر شے پر محیط رحمت کے وسیلہ سے تیری بارگاہِ اقدس میں دعا گو ہوں کہ میری مغفرت فرما دے۔[۵۷۹]

باب: آدمی کسی کے ہاں افطار پارٹی میں شرکت کرے تو کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد میں اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ، حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کے ہاں دعوتِ افطار پر تشریف لائے۔ انہوں نے روٹی اور کشمش خدمتِ اقدس میں پیش کیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا، پھر یوں دعا سے نوازا:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ.

روزہ دار تمہارے ہاں افطار کرتے رہیں، نیکوکار تمہارا لنگر کھاتے رہیں، اور فرشتے تمہارے حق میں دعائیں کرتے رہیں۔[۵۸۰]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ جب کسی قوم کے ہاں روزہ افطار فرماتے تو ان کے لیے اس طرح دعا فرماتے:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ. الخ.

(اللہ کرے) روزہ دار تمہارے ہاں افطار کرتے رہیں۔ (باقی دعا حسبِ سابق ہے)[۵۸۱]

باب: شبِ قدر نصیب ہو تو کیا دعا کرے؟

سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں شبِ قدر پالوں تو کیا پڑھوں؟ فرمایا: تم اس طرح دعا کرنا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ.

پروردگارِ عالم! تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، میری خطاؤں سے درگزر فرما! (آمین!)[۵۸۲]

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: شبِ قدر میں یہ دعا کثرت سے مانگے، اسی طرح بابرکت مقامات پر تلاوتِ قرآن مجید، دیگر اذکار اور دعائیں مانگنا مستحب ہے، انفرادی اور اجتماعی طور پر ان کا بیان ماقبل میں گزر چکا ہے۔

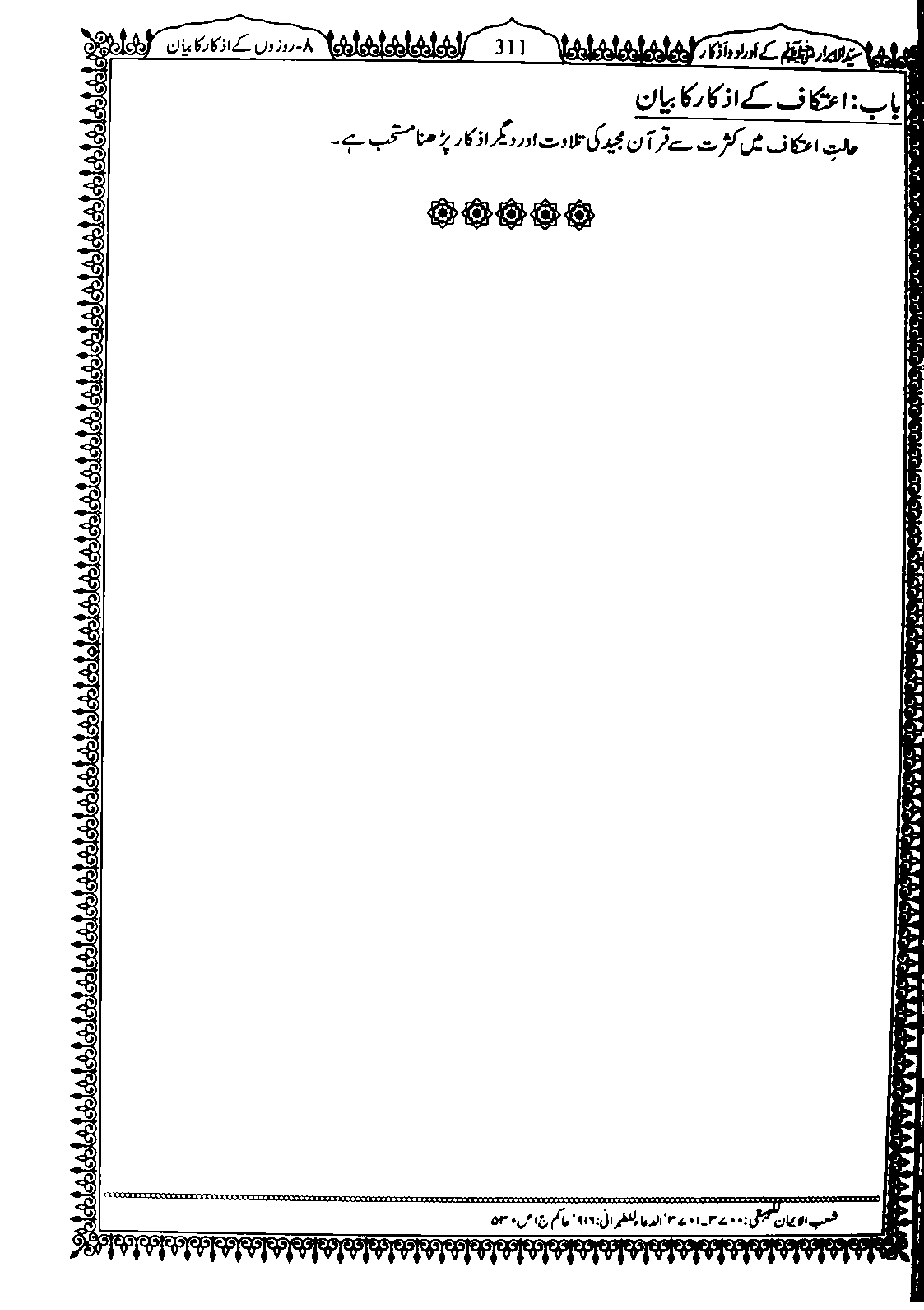
امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ آدمی شبِ قدر کے دن میں بھی اسی محنت سے عبادت کرے جس طرح رات کو کرتا ہے، یہ بھی مستحب ہے کہ اس بابرکت رات میں عالمی سطح پر مسلمانوں کو درپیش مسائل کے حل کے لیے دعائیں کرے کہ یہ صالحین اور عارفین کا شعار ہے۔

---

[۵۷۹] ابن ماجہ: ۱۷۵۳، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸۱، شعب الایمان: ۳۹۰۴۔۳۹۰۷، الارواء للالبانی: ۹۲۱

[۵۸۱] ابوداؤد: ۳۸۵۴، مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۸، سنن دارمی: ۱۷۷۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۸۷، شعب الایمان للبیہقی: ۸۔۱۰۴۸۔۶۰۵۰، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸۳، الدعاء للطبرانی: ۹۲۴، الفتوحات ج ۴ ص ۳۴۳۔۳۴۴، آداب الزفاف للالبانی ص ۹۲۔۹۳

[۵۸۲] ترمذی: ۳۵۰۸، مسند احمد ج ۶ ص ۱۷۱۔۱۸۲۔۱۸۳۔۲۰۸۔۲۵۸، ابن ماجہ: ۳۸۵۰، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۸۷۲۔۸۷۸، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۸۶۷،



باب: اعتکاف کے اذکار کا بیان

حالتِ اعتکاف میں کثرت سے قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر اذکار پڑھنا مستحب ہے۔

۞۞۞۞۞

شعب الایمان للبیہقی: ۳۷۰۰-۳۷۰۱، الدعا للطبرانی: ۹۱۶، حاکم ج ۱ ص ۵۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کتاب: ۹

حج کے اذکار کا بیان

حج کے اذکار اور دعائیں بے شمار ہیں لیکن ہم صرف ان اُمور کا بیان کریں گے جو زیادہ ضروری ہیں۔

اذکارِ حج کی دو قسمیں ہیں: (۱) سفرِ حج کے اذکار (۲) نفس حج کے اذکار۔

سفرِ حج کے اذکار یہاں بیان نہیں کیے جائیں گے کیونکہ ان کے لیے ''اذکار الاسفار'' کے عنوان سے علیحدہ مستقل باب بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ العزیز!

نفس حج کے اذکار ان شاء اللہ العزیز عمل حج کی ترتیب کے مطابق ہم بیان کریں گے۔ اکثر دلائل اور احادیث حذف کر دیئے جائیں گے تاکہ کتاب زائد از ضرورت طویل اور قاری اکتاہٹ کا شکار نہ ہو جائے۔ ورنہ اس عنوان پر کثیر مواد موجود ہے' بہر حال اختصار پیش نظر رکھا جائے گا۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ آدمی جب احرام کا ارادہ کرے تو غسل اور وضو کرے اور تہبند اور چادر زیب تن کرے' وضو' غسل اور لباس پہنتے وقت کے اذکار ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' وہاں سے دیکھ لیے جائیں بعد ازاں دو رکعت نفل نماز ادا کرے اور نماز کے اذکار بھی ہم پہلے بیان کر چکے ہیں' البتہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ ''الکافرون'' اور دوسری میں سورۂ ''اخلاص'' پڑھنا مستحب ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر اپنی پسندیدہ دعا مانگنا مستحب ہے اور بعد از نماز دعاؤں کا بیان بھی پہلے گزر چکا ہے۔

اب دل سے احرام کی نیت باندھے اور مستحب ہے کہ دل کی نیت کے ساتھ ساتھ الفاظِ نیت زبان سے بھی کہہ لے' یوں کہے:

نَوَيْتُ الْحَجَّ وَاَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ. میں نے حج کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا احرام باندھا۔

پھر ایک دفعہ تلبیہ پڑھے جس کا بیان آگے آ رہا ہے۔

دل سے نیت کرنا واجب ہے اور زبان سے الفاظِ نیت ادا کرنا سنت ہے' اگر صرف نیت قلبی پر اکتفاء کیا تو وہ درست ہو جائے گی اور اگر دل سے نیت نہ کی صرف زبان سے کی تو کفایت نہیں کرے گی۔

امام ابوالفتح سُلیم ابن ایوب رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر نیت کے بعد یہ الفاظ بھی کہہ لیے جائیں تو بہتر ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَحْرِمُ نَفْسِيْ وَشَعْرِيْ وَبَشَرِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ. مولا کریم! میں تیرے لیے اپنی جان' بال' جلد' گوشت اور خون کا احرام باندھتا ہوں۔

دیگر علماء کرام نے کہا: یہ الفاظ بھی کہہ لے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ نَوَيْتُ الْحَجَّ فَاَعِنِّيْ عَلَيْهِ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ. مولا کریم! میں نے حج کی نیت کی' میری مدد فرما اور میری طرف سے قبول فرما!

اور تلبیہ کہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ.

میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں! میں حاضر ہوں! تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں! بے شک ہر حمد، نعمت اور بادشاہی تیری ہے، تیرا کوئی شریک نہیں۔

یہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ ہے۔

اگر حج کا احرام باندھ رہا ہے تو پہلی مرتبہ تلبیہ کہتے ہوئے ان الفاظ کا اضافہ مستحب ہے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِحَجَّةٍ.

مولا کریم! میں حج کے لیے حاضر ہوں!

اور اگر عمرہ کا احرام باندھ رہا ہو تو ان الفاظ کا اضافہ کرے:

لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ بِعُمْرَةٍ.

اے اللہ! میں عمرہ کے لیے حاضر ہوں!

صحیح اور مختار مذہب کے مطابق یہ اضافہ صرف پہلے تلبیہ میں کیا جائے گا۔ اس کے بعد حج اور عمرہ کے الفاظ نہیں دہرائے جائیں گے۔

تلبیہ کا حکم شرعی

تلبیہ سنت ہے، اگر کسی نے تلبیہ ترک کر دیا تو اس کا حج اور عمرہ ہو جائے گا اور بطور تاوان کوئی چیز اس کے ذمہ لازم نہیں ہو گی لیکن فضیلتِ عظیمہ اور رسول اللہ ﷺ کی اقتداء سے محروم ہو جائے گا۔ ہمارے جمہور علماء کرام کا یہی مذہب ہے۔

ہمارے بعض علماء نے اسے واجب قرار دیا ہے اور بعض نے صحت حج کے لیے شرط قرار دیا ہے جبکہ درست پہلا مذہب ہی ہے۔ البتہ اختلاف علماء سے بچنے اور پیارے آقا ﷺ کے طریقہ کی حفاظت کی خاطر اس پر مداومت کرنا مستحب ہے۔

نوٹ: جب آدمی کسی دوسرے کی طرف سے احرام باندھے تو یہ الفاظ کہے:

نَوَيْتُ الْحَجَّ وَأَحْرَمْتُ بِهٖ لِلّٰهِ تَعَالٰى عَنْ فُلَانٍ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ عَنْ فُلَانٍ الخ.

میں نے حج کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے حج کا احرام باندھا فلاں آدمی کی طرف سے، اے مولا کریم! میں فلاں آدمی کی طرف سے تیری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں!

اور باقی الفاظ وہی کہے گا جو اپنی طرف سے احرام باندھتے ہوئے کہے جاتے ہیں۔

فصل: تلبیہ کے مقامات اور اس کی کیفیت

مستحب ہے کہ تلبیہ کے بعد بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرے، اپنے لیے اور ہر خواہش مند کے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگے، اللہ تعالیٰ سے اس کی خوشنودی اور جنت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ مانگے، کثرت سے تلبیہ کہنا مستحب ہے اور تمام احوال میں مثلاً کھڑا ہو، بیٹھا ہو، پیدل ہو، سواری پر ہو، لیٹا ہوا ہو، بلندی سے اتر رہا ہو، چل رہا ہو، بے وضو ہو، حالت جنابت میں ہو، (عورت) حالت حیض میں ہو، اسی طرح زمان و مکان کے تغیر کے وقت جیسے رات اور دن کی آمد کے وقت، سحری کے وقت، مختلف جماعتوں کی ملاقات کے وقت، کھڑے ہوتے اور بیٹھتے وقت، بلندی پر چڑھتے اور اترتے وقت، سواری پر چڑھتے اور اترتے وقت، نمازوں کے بعد اور تمام مساجد میں تلبیہ کہنا مستحب ہے۔

زیادہ صحیح مذہب کے مطابق طواف اور سعی میں تلبیہ نہیں کہے گا کیونکہ اس کے اذکار مخصوص ہیں۔

اتنی بلند آواز سے تلبیہ کہنا مستحب ہے جس سے بولنے میں دشواری پیش نہ آئے، عورت اپنی آواز بلند نہیں کرے گی، کیونکہ

اس کی آواز میں فتنہ کا خوف ہے' ہر مرتبہ تین یا اس سے زیادہ مرتبہ تلبیہ کہنا مستحب ہے' لگا تار تلبیہ کہے درمیان میں کلام وغیرہ نہ کرے' اگر کوئی سلام کہے تو جواب دے' مگر اس حال میں خود کسی کو سلام نہ کرے کہ یہ مکروہ ہے۔

اگر کسی شے پر نظر پڑے اور وہ دل کو اچھی لگے تو یہ کلمات کہے:

لَبَّيْكَ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ. اے پروردگار! میں حاضر ہوں! بے شک حقیقی حیات تو اُخروی حیات ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا طرزِ عمل یہی تھا۔

یومِ نحر میں جمرۂ عقبہ (وہ تیسرا استون جو مکہ مکرمہ کے قریب ہے جہاں شیطان کو کنکریاں ماری جاتی ہیں) کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے جانا مستحب ہے اور اگر تلبیہ سے پہلے رَمی کر ڈالی تو طوافِ زیارت تک تلبیہ کہتا رہے' رَمی یا طواف کا آغاز کرتے ہی تلبیہ کہنا بند کر دے اور تکبیروں میں مشغول ہو جائے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عمرہ کرنے والا استلامِ رکن تک تلبیہ کہتا رہے۔[۵۸۳]

فصل: مُحرِم حرمِ مکہ شریف میں پہنچ کر کیا دعا کرے؟

جب محرم حرمِ مکہ (اللہ تعالیٰ اس کی بزرگی میں اضافہ فرمائے) میں داخل ہو تو اس کے لیے یہ دعا کرنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُكَ وَاَمْنُكَ فَحَرِّمْنِيْ عَلَى النَّارِ' وَاٰمِنِّيْ مِنْ عَذَابِكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَوْلِيَائِكَ وَاَهْلِ طَاعَتِكَ.

اللہ کریم! یہ تیرا حرم اور جائے امن ہے' پس مجھ پر آگ حرام فرما دے اور جس دن تو اپنے بندوں کو اُٹھائے گا مجھے اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا اور مجھے اپنے دوستوں اور عبادت گزاروں میں سے بنا لے۔

اور اپنی پسندیدہ دعائیں کرے۔[۵۸۴]

فصل: بیت اللہ شریف کی زیارت کے وقت کیسے دعا کرے؟

جب محرم مکہ مکرمہ میں داخل ہو' بیت اللہ شریف پر نظر پڑے اور مسجد حرام تک پہنچ جائے تو مستحب ہے کہ دونوں ہاتھ بلند کر کے دعا کرے' مروی ہے کہ زیارتِ کعبہ مقدسہ کے وقت مسلمان کی دعا مقبول ہوتی ہے' دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَّتَعْظِيْمًا وَّتَكْرِيْمًا وَّمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ شَرَّفَهٗ وَكَرَّمَهٗ وَعَظَّمَهٗ مِمَّنْ حَجَّهٗ اَوِ اعْتَمَرَهٗ تَشْرِيْفًا وَّتَكْرِيْمًا وَّتَعْظِيْمًا وَّبِرًّا.

مولا کریم! اس گھر کے شرف' عظمت' کرامت اور رعب میں اضافہ فرما! اور اس حاجی اور عمرہ کرنے والے کی شرافت' کرامت' عظمت اور نیکیوں میں اضافہ فرما جو اس گھر کی شرافت' کرامت اور عظمت کا خواہاں ہے۔

اور یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ.

اے اللہ کریم! تیری ذات سلام ہے اور تیری طرف سے سلام ہے' اے ہمارے رب! ہمیں سلام کے ساتھ زندہ رکھ!

پھر دنیا و آخرت کی بھلائیوں میں سے جو چاہے مانگے۔

[۵۸۳] الفتوحات ج ۴ ص ۳۶۲

[۵۸۴] الفتوحات ج ۴ ص ۳۶۸-۳۶۹

مسجد حرام میں داخل ہوتے وقت وہی اذکار پڑھے جو دیگر مساجد کے ہیں اور کتاب کے آغاز میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

فصل: اذکارِ طواف کا بیان

حجر اسود کو پہلی مرتبہ بوسہ دیتے ہوئے (یا ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے) اور طواف کا آغاز کرتے ہوئے یہ اذکار پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُمَّ اِيْمَانًا بِكَ وَتَصْدِيْقًا بِكِتَابِكَ وَوَفَاءً بِعَهْدِكَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ کریم! تجھ پر ایمان لاتے ہوئے' تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہوئے' تیرے عہد سے وفا کرتے ہوئے اور تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کی اتباع کرتے ہوئے (طواف کا آغاز کر رہا ہوں)۔

مستحب ہے کہ ہر چکر میں حجر اسود کے سامنے آ کر یہ دعا پڑھے اور پہلے تین چکروں میں رَمل کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ حَجًّا مَّبْرُوْرًا وَّذَنْبًا مَّغْفُوْرًا وَّسَعْيًا مَّشْكُوْرًا.

اے اللہ کریم! میرے اس حج کو قبول فرما! میرے گناہوں کی مغفرت فرما! اور میری اس کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرما!

طواف کے باقی چار چکروں میں یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاعْفُ عَمَّا تَعْلَمُ، اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

الٰہی! بخش دے اور رحم فرما! میری کوتاہیاں جو تیرے علم میں ہیں درگزر فرما! بے شک تیری ذات سب سے زیادہ عزت و کرامت والی ہے' مولا کریم! ہمارے رب ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے!

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: طواف اور دیگر مقامات میں میری سب سے زیادہ پسندیدہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے۔

مستحب ہے کہ دورانِ طواف حوائج دین و دنیا کے حوالے سے دعائیں کرے' اگر ایک آدمی دعا کرے اور باقی سب آمین کہیں تو یہ بھی اچھا طریقہ ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ مقامات پر دعا ضرور قبول ہوتی ہے:

(۱) حالتِ طواف میں (۲) مُلتزم کے پاس (۳) میزابِ رحمت کے نیچے (۴) بیت اللہ شریف کے اندر (۵) آبِ زم زم پیتے وقت (۶) کوہِ صفا پر (۷) کوہِ مروہ پر (۸) صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کی جگہ میں (۹) مقامِ ابراہیم کے پیچھے (۱۰) میدانِ عرفات میں (۱۱) مزدلفہ میں (۱۲) منیٰ میں (۱۳) جمرۂ اولیٰ کو رمی کرتے وقت (۱۴) جمرۂ وسطیٰ کو رمی کرتے وقت (۱۵) جمرۂ عقبہ کو رمی کرتے وقت۔

ان مواقع پر اگر کوئی گڑگڑا کر اور تضرع و زاری سے دعائیں نہ کرے تو وہ بدنصیب ہی ہو سکتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے جید تلامذہ کا مؤقف ہے کہ دورانِ طواف تلاوت قرآن مجید مستحب ہے کیونکہ یہ ذکر کا مقام ہے اور افضل ذکر تلاوت ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ کے صف اوّل کے تلامذہ میں سے حضرت ابو عبداللہ حلیمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دورانِ طواف تلاوتِ قرآن مجید مستحب نہیں ہے' پہلا مذہب صحیح ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: دورانِ طواف تلاوتِ قرآن غیر ماثور دعاؤں سے افضل ہے اور صحیح مذہب کے مطابق ماثور دعائیں تلاوت سے افضل ہیں، جبکہ بعض کے خیال میں تلاوت ان سے بھی افضل ہے۔

حضرت شیخ ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایامِ حج میں دورانِ طواف قرآن مجید مکمل کرنا مستحب ہے اور باعثِ اجرِ عظیم ہے۔

طواف اور اس کے دو نفل پڑھ کر فارغ ہونے کے بعد مستحب ہے کہ اپنی پسند کی دعا کرے۔ منقول دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اَنَا عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ اَتَيْتُكَ بِذُنُوْبٍ كَثِيْرَةٍ وَّاَعْمَالٍ سَيِّئَةٍ وَّهٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ النَّارِ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ. ✱✱

یا اللہ! میں تیرا بندہ اور تیرے بندے کی اولاد ہوں، تیری بارگاہِ اقدس میں کثیر گناہ اور بد اعمالیاں لے کر حاضر ہوں اور یہ مقام ہے نارِ جہنم سے تیری پناہ مانگنے والوں کا، میری مغفرت فرما! بے شک تو غفور و رحیم ہے۔ [۵۸۵]

✱ علماءِ احناف کے نزدیک دورانِ طواف و سعی تلاوتِ قرآن کا حکم

علماء احناف علیہم الرحمہ کے نزدیک دورانِ طواف بلند آواز سے تلاوتِ قرآن مکروہ ہے۔ علامہ کاسانی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ویکرہ ان یرفع صوتہ بالقرآن ولا باس بان یقرأ القرآن فی نفسہ.

(دورانِ طواف) بلند آواز سے تلاوتِ قرآن مکروہ ہے، آہستہ آواز سے پڑھنے میں حرج نہیں ہے۔

(بدائع الصنائع ج ۲ ص ۳۱۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت) (مترجم)

فصل: بیت اللہ شریف کے دروازے اور حجرِ اسود کی درمیانی جگہ (ملتزم) میں کیا دعا کرے؟

ماقبل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ملتزم دعاؤں کی قبولیت کا مقام ہے۔

منقول دعاؤں میں سے ایک یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا يُّوَافِيْ نِعَمَكَ، وَيُكَافِئُ مَزِيْدَكَ، اَحْمَدُكَ بِجَمِيْعِ مَحَامِدِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ عَلٰى جَمِيْعِ نِعَمِكَ مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، وَعَلٰى كُلِّ حَالٍ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ، اَللّٰهُمَّ اَعِذْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، وَاَعِذْنِيْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ، وَقَنِّعْنِيْ بِمَا رَزَقْتَنِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ اَكْرَمِ وَفْدِكَ عَلَيْكَ، وَاَلْزِمْنِيْ سَبِيْلَ الْاِسْتِقَامَةِ حَتّٰى اَلْقَاكَ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ.

اے اللہ کریم! تیری ذات حق دار ہے ایسی حمد کی جو تیری نعمتوں کا پورا حق ادا کر دے اور مزید نعمت کے لیے کفایت کرے، ہر حال میں تیری ہر خوبی کے ساتھ حمد بیان کرتا ہوں خواہ وہ میرے علم میں ہے یا نہیں ہے، ہر نعمت کے بدلے میں خواہ وہ میرے علم میں ہے یا نہیں ہے، مولا کریم! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پاک پر درود و سلام نازل فرما! یا اللہ! مجھے شیطان مردود سے پناہ عطا فرما، اور مجھے ہر بُرائی سے محفوظ فرما اور اپنے عطا کردہ رزق پر مجھے قناعت کرنے کی توفیق عطا فرما، اور میرے لیے اس میں برکت پیدا فرما، اے اللہ! مجھے اپنے معزز مہمانوں میں سے بنا۔ یا رب العالمین مجھے اپنی ملاقات تک صراطِ مستقیم پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما!

پھر اپنی پسند کی دعائیں کرے۔[۵۸۶]

فصل: حِجر یعنی حطیم میں دعا کا بیان

لفظ ''حــجــر'' حاء کے کسرہ اور جیم کے سکون سے ہے' اس کو حطیم بھی کہتے ہیں' یہ بیت اللہ شریف کا حصہ ہے اور دعا کی قبولیت کا مقام ہے۔

اس مقام پر کی جانے والی منقول دعا یہ ہے:

يَـا رَبِّ اَتَيْتُكَ مِنْ شُـقَّةٍ بَعِيْدَةٍ مُّؤَمِّلًا مَّعْرُوْفَكَ فَـانِلْنِيْ مَعْرُوْفًا مِّنْ مَّعْرُوْفِكَ تُغْنِيْنِيْ بِهٖ عَنْ مَّعْرُوْفِ مَنْ سِوَاكَ يَا مَعْرُوْفًا بِالْمَعْرُوْفِ.

مولا کریم! میں طویل مسافت سے تیری بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا ہوں تیرے درِ دولت سے خیر و برکت کی امید رکھتے ہوئے' مجھے ایسی خیر عطا فرما جو مجھے تیرے ماسوا کی بھلائیوں سے بے نیاز کر دے' اے وہ ذات جو بھلائیوں میں معروف ہے۔[۵۸۷]

فصل: بیت اللہ شریف کے اندر دعا کا بیان

بیان کر دیا گیا ہے کہ بیت اللہ شریف کے اندر دعا قبول ہوتی ہے۔

سنن نسائی میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بیت اللہ میں داخل ہوئے' خانہ کعبہ کی پچھلی دیوار کے پاس تشریف لائے اور اپنا رخ انور اور رخسار مبارک دیوار کے ساتھ لگایا' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور دعا و استغفار کی پھر ہر رکن کے پاس تشریف لائے' وہاں تکبیر' تہلیل' تسبیح' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور دعا و استغفار کی' پھر باہر تشریف لے آئے۔[۵۸۸]

فصل: سعی کے اذکار کا بیان

دورانِ سعی دعا قبول ہوتی ہے' بیان کیا جا چکا ہے۔

سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ صفا پر طویل قیام کرے' بیت اللہ کی طرف منہ کرے' تکبیر کہے اور دعا کرے' الفاظ یہ ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ' وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ' اَللّٰهُ اَكْبَرُ عَلٰى مَا هَدَانَا' وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَوْلَانَا' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ' لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ' بِيَدِهِ الْخَيْرُ' وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' اَنْجَزَ وَعْدَهٗ' وَنَصَرَ عَبْدَهٗ' وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ' وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ' مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ' اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ

اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے' اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے کہ اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں نعمتوں سے نوازا' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' حقیقی بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں' وہ زندگی اور موت عطا کرتا ہے' ہر بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' اس نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اپنے عبد خاص کی مدد فرمائی اور تنہا لشکروں کو شکست دی' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور ہم صرف اسی کی عبادت کرتے

---

[۵۸۶] الفتوحات ج ۴ ص ۳۹۱

[۵۸۸] الفتوحات ج ۴ ص ۳۹۴' جامع الاصول: ۱۵۱۳

قُلْتَ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ' وَاِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ' وَاِنِّي اَسْاَلُكَ كَمَا هَدَيْتَنِي لِلْاِسْلَامِ اَنْ لَّا تَنْتَزِعَهُ مِنِّي حَتّٰى تَتَوَفَّانِي وَاَنَا مُسْلِمٌ.

ہیں' اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اگرچہ کافر پسند نہ کریں' یا اللہ! تیرا وعدہ ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا' بے شک تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں فرماتا' میں تیری بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہوں کہ جس طرح تو نے مجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اسے مجھ سے چھین نہ لینا یہاں تک کہ حالت اسلام پر وفات عطا فرما دے!

پھر دنیا و آخرت کی بھلائیاں مانگے' یہ ذکر و دعا کم از کم تین مرتبہ پڑھے اور تلبیہ نہ کہے' جب کوہِ مروہ پر پہنچے اس پر چڑھ جائے تو وہی کوہِ صفا والے اذکار اور دعائیں پڑھے۔[۵۸۹]

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ آپ کوہِ صفا پر یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اعْصِمْنَا بِدِيْنِكَ وَطَوَاعِيَتِكَ وَطَوَاعِيَةِ رَسُوْلِكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ' وَجَنِّبْنَا حُدُوْدَكَ' اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا نُحِبُّكَ وَنُحِبُّ مَلَائِكَتَكَ وَاَنْبِيَائَكَ وَرُسُلَكَ' وَنُحِبُّ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ' اَللّٰهُمَّ حَبِّبْنَا اِلَيْكَ وَاِلٰى مَلَائِكَتِكَ وَاِلٰى اَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ' وَاِلٰى عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ' اَللّٰهُمَّ يَسِّرْنَا لِلْيُسْرٰى' وَجَنِّبْنَا الْعُسْرٰى' وَاغْفِرْ لَنَا فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى' وَاجْعَلْنَا مِنْ اَئِمَّةِ الْمُتَّقِيْنَ.

الٰہی! ہمیں اپنے دین' اپنی اطاعت اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ محفوظ فرما! اور ہمیں اپنی حدود سے بچنے کی توفیق عطا فرما! مولا کریم! ہمیں ایسا بنا دے کہ ہم تجھ سے محبت کریں' تیرے فرشتوں اور تیرے انبیاء و رسل سے محبت کریں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کریں' یا اللہ! ہم سے محبت فرما! اور ہمیں اپنے فرشتوں' انبیاء و رسل اور بزرگانِ دین کا محبوب بنا دے! یا اللہ! ہمارے معاملات آسان فرما دے اور ہمیں مشکلات سے بچا لے' ہمیں آخرت اور دنیا میں معاف فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کے ائمہ سے بنا![۵۹۰]

صفا اور مروہ کے درمیان آتے جاتے یہ دعائیں پڑھے:

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ' اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

میرے پروردگار! معاف فرما اور رحم فرما اور ان گناہوں سے درگزر فرما جو تیرے علم میں ہیں' بے شک تیری ذات سب سے زیادہ عزت و کرامت والی ہے' مولا کریم! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ نار سے بچا لے۔[۵۹۱]

سعی کے دوران اور ہر مقام پر یہ دعائیں بہت پسند کی گئی ہیں:

اَللّٰهُمَّ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلٰى دِيْنِكَ.

اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرا دل اپنے دین پر محکم فرما!

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ' وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ

اے اللہ! میں تیری بارگاہِ اقدس میں تیری رحمت واجب کرنے والے اسباب کا سوال کرتا ہوں' اور مغفرت کا باعث بننے والے عزائم کا سوال کرتا

[۵۸۹] جامع الاصول ج ۳ ص ۲۰ ۴۔ ۴۲۳
[۵۹۱] الدعاء للطبرانی: ۸۶۹۔ ۸۷۰

مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ، وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.
ہوں' ہر گناہ سے حفاظت' نیکی کے حصول' جنت کے ساتھ کامیابی اور جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.
مولا کریم! میں تیری بارگاہ بے کس پناہ میں ہدایت' پرہیزگاری' پاک دامنی اور بے نیازی کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.
یا اللہ کریم! میری امداد فرما! کہ تیرا ذکر اور تیرا شکر اور بطریق احسن تیری عبادت کروں

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ، وَاَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ.
پروردگار عالم! میں تیری ذاتِ پاک سے جلدی اور دیر سے حاصل ہونے والی ہر قسم کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں خواہ وہ میرے علم میں ہو یا نہ ہو اور میں ہر قسم کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتا ہوں خواہ وہ میرے علم میں ہو یا نہ ہو' میں تجھ سے جنت اور جنت کے قریب کرنے والے قول وفعل کا سوال کرتا ہوں' اور جہنم اور جہنم کے قریب کرنے والے قول وفعل سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

دورانِ سعی اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو افضل ہے' ہونا یوں چاہیے کہ ان اذکار' دعاؤں اور تلاوتِ قرآن مجید کو جمع کرے لیکن اگر اختصار کا خواہش مند ہو تو زیادہ اہم کا انتخاب کر لے۔[۵۹۲]

فصل: مکہ مکرمہ سے عرفات کی جانب نکلتے ہوئے پڑھے جانے والے اذکار

مکہ مکرمہ سے منیٰ کی جانب نکلتے ہوئے یہ دعا کرنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ اَرْجُوْ، وَلَكَ اَدْعُوْ، فَبَلِّغْنِيْ صَالِحَ اَمَلِيْ، وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، وَامْنُنْ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَهْلِ طَاعَتِكَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.
مولا کریم! میں تجھ ہی سے امید رکھتا ہوں اور تجھ ہی سے دعا مانگتا ہوں' میری نیک تمنائیں مجھے عطا فرما دے اور میرے گناہ بخش دے اور مجھ پر وہ کرم فرما جو تو اپنے اطاعت گزاروں پر فرماتا ہے' بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔[۵۹۳]

منیٰ سے عرفات کی جانب روانہ ہو تو یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَوَجْهَكَ الْكَرِيْمَ اَرَدْتُ، فَاجْعَلْ ذَنْبِيْ مَغْفُوْرًا، وَحَجِّيْ مَبْرُوْرًا، وَارْحَمْنِيْ وَلَا تُخَيِّبْنِيْ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.
یا اللہ کریم! میں تیری جانب متوجہ ہوں اور تیری رضامندی کا خواہاں ہوں' میرے گناہوں کی مغفرت فرما! اور میرا حج قبول فرما! مجھ پر رحم فرما اور مجھے محروم نہ کرنا' بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

اور تلبیہ کہے اور تلاوتِ قرآن کرے' کثرت سے اذکار اور دعائیں پڑھے' خصوصاً یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
یا اللہ کریم! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا لے![۵۹۴]

---

[۵۹۲] الفتوحات ج ۴ ص ۳۰۲-۳۰۵

فصل: میدانِ عرفات میں مستحب اذکار اور دعائیں

ما قبل اذکارِ عید کے بیان میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: بہترین دعا یومِ عرفہ کی دعا ہے اور میرا اور مجھ سے قبل انبیاء کرام علیہم السلام کا بہترین کلام یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں حقیقی بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔[۵۹۵]

یہ ذکر اور دیگر دعائیں کثرت اور انتہائی کوشش اور عاجزی سے کرے کیونکہ دعا کے لیے پورے سال کا افضل ترین دن یہی ہے اور یہ حج کا سب سے بڑا رکن حج کا مقصود اور موقوف علیہ ہے۔لہٰذا انسان کو حتی الامکان ذکر دعا اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہنا چاہیے مختلف دعائیں کرتا رہے اور مختلف اذکار پڑھے اپنے لیے دعا کرے اور ہر جگہ ذکر کرے اکیلا اور جماعت کے ساتھ دعا کرے اپنے لیے والدین کے لیے رشتہ داروں کے لیے اپنے اساتذہ تلامذہ دوست احباب اپنے ہر محسن اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرے اس معاملے میں کوتاہی اور بخل وغیرہ سے مکمل اجتناب کرے کیونکہ اس دن ہونے والی تقصیر کا ازالہ ممکن نہیں دعا میں رعایت سجع کا تکلف نہ کرے کہ یہ دل کو مشغول کر دیتا ہے اور عاجزی انکساری خضوع وخشوع محتاجی مسکنت اور تذلل کو ختم کر دیتا ہے۔البتہ زبانی یاد کی ہوئی مسجع دعائیں کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ ان کی ترتیب اور اعراب کی رعایت کرنے میں تکلف نہ کرنا پڑے۔آہستہ آواز سے دعا کرنا مسنون ہے۔زبان کو دل کے موافق کرتے ہوئے بہ کثرت استغفار کرے اور ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرے گڑگڑا کر اور بار بار دعا کرے اور قبولیت میں تاخیر کا گمان نہ کرے دعا کا آغاز اور اختتام اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیۂ درود وسلام سے کرے بوقت دعا قبلہ رو اور باوضو رہنے کی کوشش کرے۔

سنن ترمذی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نو ذوالحج یومِ عرفہ کو میدانِ عرفات میں حضور نبی کریم ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ، وَخَيْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ، وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ، وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ، وَشَتَاتِ الْاَمْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ.

مولا کریم! ہماری بیان کردہ اور ان سے بہتر تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں یا اللہ! میری نماز میری قربانی میری زندگی اور موت تیرے ہی لیے ہے میرا رجوع تیری طرف ہے اور میرا مال واسباب تیرے ہی لیے ہے الٰہی میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں سینے کے وساوس اور معاملات کی پراگندگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیز ہواؤں کی آفتوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

مستحب ہے کہ دعاؤں کے درمیان بہ کثرت تلبیہ کہے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود وسلام پیش کرے۔ذکر و دعا کے ساتھ کثرت سے گریہ وزاری کرے کہ اسی بابرکت مقام پر آنسو بہتے خطائیں معاف ہوتی اور امیدیں بر آتی ہیں۔بلاشبہ یہ عظیم المرتبت جائے وقوف ہے اس کا مجمع جلیل القدر ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور مخلص بندے موجود

[۵۹۵] سابقہ: ۵۲۴

ہوتے ہیں اور یہ دنیا کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے۔[۵۹۶]

اس مقام کی دیگر مستحب دعائیں یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.
یااللہ! ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی عطا فرما! اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے!

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا، وَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.
الٰہی! میں نے اپنی جان پر بہت سے ظلم کیے ہیں اور تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں' مجھے اپنی جناب سے مغفرت عطا فرما اور مجھ پر رحم فرما! بے شک تو خوب بخشنے والا مہربان ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً تُصْلِحُ بِهَا شَانِيْ فِي الدَّارَيْنِ، وَارْحَمْنِيْ رَحْمَةً اَسْعَدُ بِهَا فِي الدَّارَيْنِ، وَتُبْ عَلَيَّ تَوْبَةً نَّصُوْحًا لَّا اَنْكُثُهَا اَبَدًا، وَاَلْزِمْنِيْ سَبِيْلَ الْاِسْتِقَامَةِ لَا اَزِيْغُ عَنْهَا اَبَدًا.
اے اللہ! میری ایسی مغفرت فرما جس سے میرے دنیا و آخرت کے معاملات سنور جائیں اور مجھ پر ایسی رحمت فرما جس کے باعث میں دین و دنیا میں سعادت مند ہو جاؤں اور مجھے ایسی پکی توبہ کی توفیق عطا فرما جس کے بعد کبھی عہد شکنی کا ارتکاب نہ کروں اور مجھے صراطِ مستقیم پر اس طرح ثابت قدم فرما کہ کبھی بہک نہ سکوں۔

اَللّٰهُمَّ انْقُلْنِيْ مِنْ ذُلِّ الْمَعْصِيَةِ اِلٰى عِزِّ الطَّاعَةِ، وَاَغْنِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَبِطَاعَتِكَ عَنْ مَّعْصِيَتِكَ، وَبِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.
اے اللہ! مجھے گناہوں کی ذلت سے نکال کر اعزازِ بندگی نصیب فرما! اور اپنی طرف سے وسیع رزقِ حلال عطا فرما کر حرام سے مستغنی فرما! اپنی طاعت و بندگی کی توفیق دے کر گناہوں سے بے نیاز کر دے اور اپنا فضل فرما کر اپنے ماسوا سے مستغنی فرما!

وَنَوِّرْ قَلْبِيْ وَقَبْرِيْ، وَاَعِذْنِيْ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ، وَاجْمَعْ لِيَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ.
اور میرے دل کو منور فرما! میری قبر کو روشن کر دے! مجھے جملہ قباحتوں سے اپنی پناہ نصیب فرما! اور تمام بھلائیاں میرے لیے جمع فرما![۵۹۷]

فصل: میدانِ عرفات سے مزدلفہ کی جانب جاتے ہوئے مستحب اذکار

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہر مقام پر بہ کثرت تلبیہ کہنا مستحب ہے' اور اس مقام پر اور زیادہ تاکید ہے' اسی طرح بہ کثرت تلاوتِ قرآن اور دعائیں کرے' اور ان کلمات کا وظیفہ بھی مستحب ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ.
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

کلماتِ مذکورہ کا بار بار تکرار کرے' ساتھ یہ دعا بھی کرے:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَرْغَبُ، وَاِيَّاكَ اَرْجُوْ فَتَقَبَّلْ نُسُكِيْ، وَوَفِّقْنِيْ، وَارْزُقْنِيْ فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ اَكْثَرَ مَا اَطْلُبُ، وَلَا تُخَيِّبْنِيْ، اِنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ الْجَوَادُ الْكَرِيْمُ.
الٰہی! میں تیری جانب رغبت رکھتا ہوں' تجھ ہی سے اُمید لگاتا ہوں' میری قربانی قبول فرما! اور مجھے خلوصِ نیت سے کرنے کی توفیق عطا فرما! اور میری خواہش سے بڑھ کر مجھے اس میں خیر و برکت نصیب فرما! مجھے محروم نہ رکھنا' بے شک تو اللہ جواد و کریم ہے۔

[۵۹۶] ترمذی: ۳۵۸۵' الاحادیث الصحیحۃ: ۱۵۰۳

آج کی رات عید کی رات ہے اور اذکارِ عید میں یہ بات گزر چکی ہے کہ اس رات کو ذکرِ خدا اور درود بر مصطفےٰ ﷺ سے زندہ رکھا جائے گا' (سونے پہ سہاگا کہ) شرفِ زمان اور شرفِ مکان دونوں جمع ہو چکے ہیں' مقامِ حرم اور حالتِ احرام ہے' حجاجِ کرام کا مجمع ہے' عظیم عبادت کے بعد کے لمحات ہیں' متبرک مقام پر یہ دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔ (ان شاء اللہ العزیز!)

فصل: مشعرِ حرام اور مزدلفہ میں پڑھے جانے والے اذکار

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّالِّينَ. (البقرۃ:۱۹۸)

اور جب تم عرفات سے (مزدلفہ میں) واپس آؤ تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو' اور جس طرح اس نے تم کو ہدایت دی ہے' اس طرح اس کا ذکر کرو اور بے شک اس سے پہلے تم ضرور گمراہوں میں سے تھے۔

مزدلفہ میں رات کے وقت کثرت سے دعائیں' ذکر' تلبیہ اور تلاوتِ قرآن مستحب ہے' ماقبل فصل میں بیان کر دیا ہے کہ یہ بہت عظمت والی رات ہے۔

اس مقام پر یہ دعا منقول ہے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْزُقَنِي فِي هٰذَا الْمَكَانِ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهِ' وَأَنْ تُصْلِحَ شَأْنِي كُلَّهُ' وَأَنْ تَصْرِفَ عَنِّي الشَّرَّ كُلَّهُ' فَإِنَّهُ لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ غَيْرُكَ' وَلَا يَجُودُ بِهِ إِلَّا أَنْتَ.

اے اللہ! تیری بارگاہِ اقدس میں سوال ہے کہ اس بابرکت مقام کی تمام بھلائیاں مجھے عطا فرما اور میرے تمام معاملات کی اصلاح فرما! اور ہر قسم کا شر مجھ سے دور رکھنا' یہ کام صرف تیری ذات ہی کر سکتی ہے اور یہ سخاوت تیرے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

آج کے دن (۱۰ ذوالحج کو) نمازِ فجر اوّل وقت میں ادا کرے' مبالغہ سے تکبیرات کہے' پھر چل کر مشعرِ حرام کی طرف جائے مشعرِ حرام مزدلفہ کے آخر میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جسے جبل قُزَح کہتے ہیں' ممکن ہو تو اس پر چڑھ جائے ورنہ نیچے کھڑا رہے' بیت اللہ کی طرف منہ کرے' اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے' تکبیر وتہلیل کہے' اس کی توحید اور تسبیح بیان کرے اور کثرت سے تلبیہ اور دعا کرے۔[۵۹۸]

یہ دعا کرنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا وَقَّفْتَنَا فِيهِ وَأَرَيْتَنَا إِيَّاهُ' فَوَفِّقْنَا لِذِكْرِكَ كَمَا هَدَيْتَنَا' وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا كَمَا وَعَدْتَنَا بِقَوْلِكَ' وَقَوْلُكَ الْحَقُّ.

الٰہی! جس طرح تو نے ہمیں اس متبرک مقام میں وقوف کرنے اور اس کا دیدار کرنے کی توفیق عطا فرمائی' ہمیں اپنے ہدایت کردہ طریقہ کے مطابق اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرما' اور ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما' جیسے تو نے اپنے قولِ مبارک کے ساتھ ہم سے وعدہ فرمایا ہے اور تیرا قول برحق ہے۔

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا

اور جب تم عرفات سے (مزدلفہ میں) واپس آؤ تو مشعرِ حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو اور جس طرح اس نے تم کو ہدایت دی ہے' اس طرح اس کا ذکر

[۵۹۸] الدعا للطبرانی:۱۴۲۲

هَدٰكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (البقرہ:۱۹۸۔۱۹۹)

کرو اور بے شک اس سے پہلے تم ضرور گمراہوں میں سے تھے پھر تم وہیں سے واپس آؤ جہاں سے لوگ واپس آتے ہیں اور اللہ سے بخشش طلب کرو بے شک اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

اور یہ دعا کثرت سے کرے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. (البقرہ:۲۰۱)

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) اچھائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا![۵۹۹]

اور یہ دعا کرنا بھی مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْكَمَالُ كُلُّهٗ، وَلَكَ الْجَلَالُ كُلُّهٗ، وَلَكَ التَّقْدِيْسُ كُلُّهٗ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ جَمِيْعَ مَا اَسْلَفْتُهٗ، وَاعْصِمْنِيْ فِيْمَا بَقِيَ، وَارْزُقْنِيْ عَمَلًا صَالِحًا تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ يَا ذَا الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

اے اللہ کریم! ہر حمد تیرے ہی لیے ہے جملہ کمالات تیرے ہی لیے ہیں سارا جلال تیرے ہی لیے ہے تمام پاکیاں تیرے ہی لیے ہیں اے اللہ! میرے تمام گزشتہ گناہوں کی مغفرت فرما دے اور مستقبل کے معاصی سے مجھے محفوظ فرما! اے فضلِ عظیم کے مالک! مجھے ایسے اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرما جن کے باعث تیری ذات مجھ سے راضی ہو جائے۔

اور یہ دعا بھی کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَشْفِعُ اِلَيْكَ بِخَوَاصِّ عِبَادِكَ، وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَيْكَ اَسْاَلُكَ اَنْ تَرْزُقَنِيْ جَوَامِعَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ، وَاَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ، وَاَنْ تُصْلِحَ حَالِيْ فِي الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

اے اللہ! میں تیری بارگاہِ اقدس میں تیرے خاص بندوں کو اپنا سفارشی بناتا ہوں اور تیری بارگاہ بے کس پناہ میں تیری ذات کا وسیلہ پیش کرتا ہوں سوال کرتا ہوں کہ مجھے ہر قسم کی بھلائی عطا فرما! اور مجھ پر وہ احسان فرما جو تو نے اپنے اولیاء کرام پر فرمایا اور دنیا و آخرت میں میرے احوال کی اصلاح فرما! اے ارحم الراحمین![۶۰۰]

فصل: مشعر حرام سے منیٰ کی طرف جاتے وقت کے اذکار

فجر روشن ہو جائے تو مشعر حرام سے منیٰ کی جانب چل پڑے تلبیہ اذکار اور دعائیں کثرت سے پڑھتا جائے تلبیہ کہنے کی زیادہ خواہش رکھے کہ یہ تلبیہ کا آخری وقت ہے ممکن ہے زندگی میں اس کے بعد تلبیہ کا موقع نہ ملے۔

فصل: یوم نحر کو مقامِ منیٰ میں پڑھے جانے والے اذکار

مشعر حرام سے نکل کر منیٰ پہنچے تو یہ دعا کرنا مستحب ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بَلَّغَنِيْهَا سَالِمًا مُّعَافًى، اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ مِنًى قَدْ اَتَيْتُهَا، وَاَنَا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے صحیح سالم اس مقام تک پہنچا دیا یا اللہ! یہ مقامِ منیٰ ہے میں یہاں حاضر ہوں اور میں تیرا بندہ

عَبْدُكَ، وَفِيْ قَبْضَتِكَ، اَسْاَلُكَ اَنْ تَمُنَّ عَلَيَّ بِمَا مَنَنْتَ بِهٖ عَلٰى اَوْلِيَائِكَ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْحِرْمَانِ وَالْمُصِيْبَةِ فِيْ دِيْنِيْ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

ہوں، تیرے قبضہ میں ہوں، تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھ پر وہ احسان فرما جو تو نے اپنے اولیاء کرام پر فرمایا ہے، یا اللہ! میں اپنے دین میں محرومی اور مصیبت سے تیری پناہ مانگتا ہوں، یا ارحم الراحمین!

جب جمرۂ عقبہ کی رمی کا آغاز کرے تو پہلی کنکری مارنے سے قبل تلبیہ ختم کر دے اور تکبیر کہنے میں مشغول ہو جائے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتا جائے۔[۶۰۱]

جمرۂ عقبہ کے پاس دعا کے لیے ٹھہرنا سنت نہیں ہے۔[۶۰۲]

اگر پاس قربانی کا جانور ہو تو اسے ذبح یا نحر کرے، ذبح یا نحر کے وقت یہ کلمات پڑھنا مستحب ہے:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَاِلَيْكَ، تَقَبَّلْ مِنِّيْ.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ سب سے بڑا ہے، اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمت نازل فرما! الٰہی! یہ تیری طرف سے ہے اور تیری طرف ہے، میری جانب سے قبول فرما!

اور اگر کسی دوسرے مسلمان کی طرف سے قربانی کر رہا ہو تو ''تَقَبَّلْ مِنِّيْ'' کی جگہ ''تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ'' اس میں ''فلان'' کی جگہ اس کا نام لے کر کہے۔[۶۰۳]

قربانی کرنے کے بعد جب سر کا حلق کرے تو ہمارے بعض علماء کرام نے اس کے لیے مستحب قرار دیا ہے کہ ہاتھ سے اپنی پیشانی پکڑ کر تین مرتبہ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہے پھر یہ دعا کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا هَدَانَا، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى مَا اَنْعَمَ بِهٖ عَلَيْنَا، اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ نَاصِيَتِيْ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِلْمُحَلِّقِيْنَ وَالْمُقَصِّرِيْنَ، يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ آمِيْنَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ اس نے ہمیں ہدایت عطا فرمائی، تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں کہ اس نے ہم پر انعامات فرمائے، الٰہی! میری یہ پیشانی حاضر ہے، میری طرف سے قبول فرما اور میرے گناہوں کی مغفرت فرما، اے اللہ! تمام حلق اور قصر کروانے والوں کی مغفرت فرما، اے وسیع مغفرت والی ذات! آمین![۶۰۴]

حلق کروا کر فارغ ہو جائے تو تکبیر کہے اور یہ دعا کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ قَضٰى عَنَّا نُسُكَنَا، اَللّٰهُمَّ زِدْنَا اِيْمَانًا وَّيَقِيْنًا وَّتَوْفِيْقًا وَّعَوْنًا، وَاغْفِرْ لَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَجَمِيْعَ الْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ.

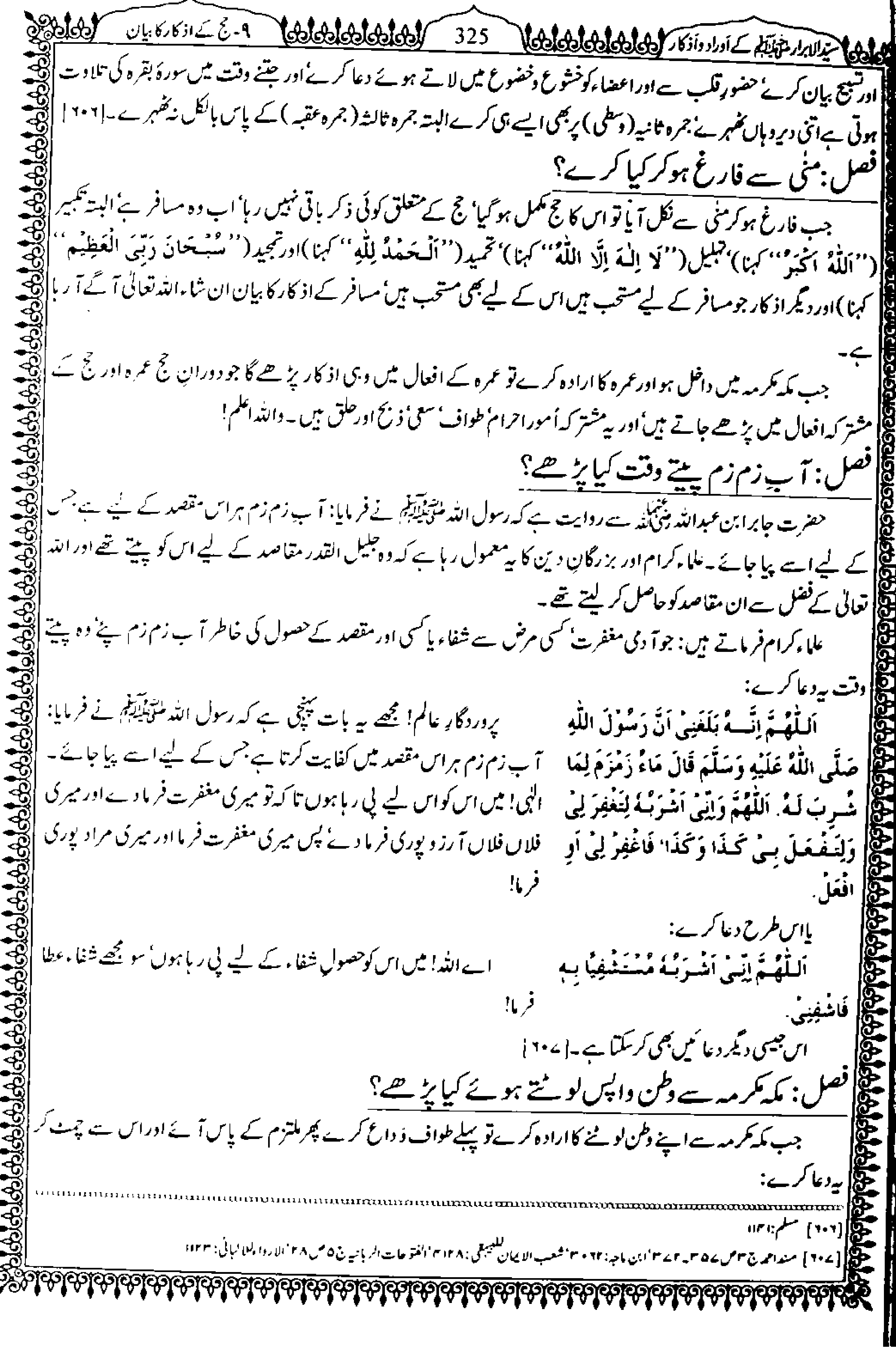
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمارے مناسکِ حج مکمل کر دیئے، یا اللہ! ہمارے ایمان، یقین، توفیق اور مدد میں اضافہ فرما، اور ہماری، ہمارے آباء و اجداد، ہماری ماؤں اور تمام مسلمانوں کی مغفرت فرما![۶۰۵]

فصل: مقام منیٰ میں ایام تشریق کے مستحب اذکار

صحیح مسلم میں صحابیٔ رسول حضرت نبیشہ الخیر الہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایامِ تشریق کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں، لہٰذا آدمی کثرت سے اذکار پڑھے اور سب سے افضل ذکر تلاوت قرآن ہے۔

ایام رمی میں روزانہ جمرہ اولیٰ کو رمی کر کے سنت ہے کہ وہاں ٹھہرے، بیت اللہ کی طرف منہ کرے، اللہ تعالیٰ کی حمد، تکبیر، تہلیل

[۶۰۲] ابن عابدین ج۵ ص۲۱، الدر المختار للطحطاوی ۸۸۰



اور تسبیح بیان کرے، حضورِ قلب سے اور اعضاء کو خشوع و خضوع میں لاتے ہوئے دعا کرے، اور جتنے وقت میں سورۂ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے اتنی دیر وہاں ٹھہرے، جمرہ ثانیہ (وسطی) پر بھی ایسے ہی کرے البتہ جمرہ ثالثہ (جمرہ عقبہ) کے پاس بالکل نہ ٹھہرے۔ [۲۰۶]

فصل: منٰی سے فارغ ہو کر کیا کرے؟

جب فارغ ہو کر منٰی سے نکل آیا تو اس کا حج مکمل ہو گیا، حج کے متعلق کوئی ذکر باقی نہیں رہا، اب وہ مسافر ہے، البتہ تکبیر (''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' کہنا)، تہلیل (''لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہنا)، تحمید (''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہنا) اور تمجید (''سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ'' کہنا) اور دیگر اذکار جو مسافر کے لیے مستحب ہیں اس کے لیے بھی مستحب ہیں، مسافر کے اذکار کا بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آگے آرہا ہے۔

جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو اور عمرہ کا ارادہ کرے تو عمرہ کے افعال میں وہی اذکار پڑھے گا جو دورانِ حج عمرہ اور حج کے مشترکہ افعال میں پڑھے جاتے ہیں، اور یہ مشترکہ اُمور احرام، طواف، سعی، ذبح اور حلق ہیں۔ واللہ اعلم!

فصل: آبِ زم زم پیتے وقت کیا پڑھے؟

حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آبِ زم زم ہر اس مقصد کے لیے ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔ علماء کرام اور بزرگانِ دین کا یہ معمول رہا ہے کہ وہ جلیل القدر مقاصد کے لیے اس کو پیتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان مقاصد کو حاصل کر لیتے تھے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: جو آدمی مغفرت، کسی مرض سے شفاء یا کسی اور مقصد کے حصول کی خاطر آبِ زم زم پیے، وہ پیتے وقت یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ. اَللّٰهُمَّ وَاِنِّيْ اَشْرَبُهُ لِتَغْفِرَ لِيْ وَلِتَفْعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا، فَاغْفِرْ لِيْ اَوِ افْعَلْ.

پروردگارِ عالم! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آبِ زم زم ہر اس مقصد میں کفایت کرتا ہے جس کے لیے اسے پیا جائے۔ الٰہی! میں اس کو اس لیے پی رہا ہوں تاکہ تو میری مغفرت فرما دے اور میری فلاں فلاں آرزو پوری فرما دے، پس میری مغفرت فرما اور میری مراد پوری فرما!

یا اس طرح دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَشْرَبُهُ مُسْتَشْفِيًا بِهِ فَاشْفِنِيْ.

اے اللہ! میں اس کو حصولِ شفاء کے لیے پی رہا ہوں، سو مجھے شفاء عطا فرما!

اس جیسی دیگر دعائیں بھی کر سکتا ہے۔ [۲۰۷]

فصل: مکہ مکرمہ سے وطن واپس لوٹتے ہوئے کیا پڑھے؟

جب مکہ مکرمہ سے اپنے وطن لوٹنے کا ارادہ کرے تو پہلے طوافِ وداع کرے پھر ملتزم کے پاس آئے اور اس سے چمٹ کر یہ دعا کرے:

---

[۲۰۶] مسلم: ۱۱۳۱

[۲۰۷] مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۷، ۳۷۲، ابن ماجہ: ۳۰۶۲، شعب الایمان للبیہقی: ۴۱۲۸، الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۲۸، الارواء للالبانی: ۱۱۲۳

اَللّٰهُمَّ اَلْبَيْتُ بَيْتُكَ وَالْعَبْدُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ حَمَلْتَنِيْ عَلٰى مَا سَخَّرْتَ لِيْ مِنْ خَلْقِكَ حَتّٰى سَيَّرْتَنِيْ فِيْ بِلَادِكَ وَبَلَّغْتَنِيْ بِنِعْمَتِكَ حَتّٰى اَعَنْتَنِيْ عَلٰى قَضَاءِ مَنَاسِكِكَ فَاِنْ كُنْتَ رَضِيْتَ عَنِّيْ فَازْدَدْ عَنِّيْ رِضًى وَاِلَّا فَمِنَ الْاٰنَ قَبْلَ اَنْ يَنْاٰى عَنْ بَيْتِكَ دَارِيْ هٰذَا اَوَانُ انْصِرَافِيْ اِنْ اَذِنْتَ لِيْ غَيْرَ مُسْتَبْدِلٍ بِكَ وَلَا بِبَيْتِكَ وَلَا رَاغِبٍ عَنْكَ وَلَا عَنْ بَيْتِكَ اَللّٰهُمَّ فَاَصْحِبْنِي الْعَافِيَةَ فِيْ بَدَنِيْ وَالْعِصْمَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَاَحْسِنْ مُنْقَلَبِيْ وَارْزُقْنِيْ طَاعَتَكَ مَا اَبْقَيْتَنِيْ وَاجْمَعْ لِيْ خَيْرَ الْاٰخِرَةِ وَالدُّنْيَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

یا اللہ کریم! یہ تیرا گھر ہے اور میں تیرا بندہ اور تیری باندی کا بیٹا ہوں تو نے مجھے اپنی ایسی مخلوق پر سوار کیا جو تو نے میرے لیے مسخر کر دی یہاں تک کہ تو نے مجھے اپنے مقدس شہروں کی سیر کرائی تو نے مجھے اپنی نعمتوں سے نوازا یہاں تک کہ مناسکِ حج کی ادائیگی میں میری مدد فرمائی اگر تو مجھ سے راضی ہو گیا ہے تو اس رضامندی میں اضافہ فرما ورنہ اب راضی ہو جا اس سے قبل کہ میری رہائش تیرے گھر سے دور چلی جائے یہ میرے واپس لوٹنے کے لحات ہیں اگر تو مجھے اجازت عطا فرمائے جو تیری عبادت اور تیرے گھر کے بدلے میں نہ ہو اور تیری ذات اور تیرے گھر سے بے رغبت نہ کرے تو پھر مولا کریم مجھے اپنے بدن میں عافیت نصیب فرما دین کی حفاظت عطا فرما میری آخرت سنوار دے اور بقیہ زندگی اپنی طاعت و بندگی کی توفیق عطا فرما اور میرے لیے دنیا و آخرت کی بھلائی جمع فرما بے شک تو ہر شے پر قادر ہے۔

اس دعا کا آغاز اور اختتام اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود وسلام سے کرے جیسا کہ دیگر دعاؤں کے آداب میں بیان کیا جا چکا ہے اگر عورت حالتِ حیض میں ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ مسجد حرام سے باہر دروازے پر کھڑی ہو کر یہ دعا کر لے اور وہیں سے لوٹ جائے۔[۶۰۸]

فصل: رسول اللہ ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت اور اس کے متعلق اذکار

ہر حاجی کو چاہیے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا ارادہ کرے خواہ مدینہ منورہ اس کے راستے میں ہو یا ایسا نہ ہو کیونکہ محبوبِ خدا ﷺ کی زیارت قربِ خداوندی کا اہم ترین ذریعہ انتہائی نفع آور کوشش اور افضل ترین مقاصد میں سے ہے جب زیارت کے لیے روانہ ہو تو راستے میں کثرت سے درود وسلام کے نذرانے پیش کرتا رہے جب اس کی نگاہ مدینہ طیبہ کے اشجار حرم پاک اور اس کی نشانیوں پر پڑے تو درود وسلام میں اضافہ کر دے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے رسول کریم ﷺ کی زیارت اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے پھر یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيَّ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَارْزُقْنِيْ فِيْ زِيَارَةِ قَبْرِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَزَقْتَهٗ اَوْلِيَاءَكَ وَاَهْلَ طَاعَتِكَ وَاغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ يَا خَيْرَ مَسْؤُوْلٍ.

یا اللہ کریم! مجھ پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اپنے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کے روضۂ انور کی زیارت کے وقت مجھ پر وہ فضل وکرم فرما جو تو اپنے اولیاء کرام اور اطاعت گزاروں پر فرماتا ہے اے وہ ذات جس کی بارگاہ میں سوال کیا جاتا ہے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما!

مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت وہی اوراد و وظائف پڑھے جو دیگر مساجد میں داخل ہوتے وقت پڑھے جاتے ہیں۔

[۶۰۸] الفتوحات: ج۵ ص۳۰

ابتداء کتاب میں ان کا بیان گزر چکا ہے۔

مسجد نبوی میں داخل ہو کر تحیۃ المسجد پڑھے پھر روضۂ مبارک کے سامنے آئے' قبلہ کی جانب پیٹھ کر کے روضۂ مقدسہ کی دیوار سے تقریباً چار ہاتھ کے فاصلے پر کھڑا ہو جائے۔ میانہ روی سے آواز بلند کیے بغیر اس طرح سلام عرض کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خِيَرَةَ اللّٰهِ مِنْ خَلْقِهٖ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ وَعَلَى النَّبِيِّيْنَ وَسَائِرِ الصَّالِحِيْنَ ' اَشْهَدُ اَنَّكَ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ ' وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ ' وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ ' فَجَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى رَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ.

اے اللہ تعالیٰ کے رسولِ مکرم! آپ پر سلام ہو! اے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بہتر! آپ پر سلام ہو! اے اللہ تعالیٰ کے محبوب! آپ پر سلام ہو! اے سب رسولوں کے سردار اور اے سب سے آخری نبی! آپ پر سلام ہو! آپ پر' آپ کی آلِ پاک پر' آپ کے تمام صحابہ کرام پر' اہلِ بیتِ عظام پر' انبیاء کرام اور جملہ صالحین پر سلام ہو! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے رسالت کی ذمہ داری بطریق احسن پوری فرمائی' امانت ادا کر دی اور اُمت کی خیر خواہی فرمائی' وہ جزا جو اللہ تعالیٰ کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے دیتا ہے ہماری طرف سے آپ کو اس سے بہتر عطا فرمائے!

اگر کسی آدمی نے درخواست کی ہو کہ میری طرف سے بارگاہِ رسالت پناہ میں سلام عرض کرنا تو اس طرح کہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ.

اے اللہ تعالیٰ کے رسولِ معظم! فلاں ابن فلاں کی طرف سے آپ پر سلام ہو!

پھر تقریباً ایک گز کی مقدار دائیں جانب ہٹ کر کھڑا ہو اور خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے۔ پھر ایک گز اور دائیں جانب ہٹ جائے اور امیر المؤمنین سیّدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام عرض کرے' پھر پہلے مقام پر رسول اللہ ﷺ کے رخِ انور کے سامنے آ کر کھڑا ہو جائے اور آپ ﷺ کے توسل سے اپنے لیے دعا کرے' اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں آپ ﷺ کو شفیع بنائے' اپنے لیے دعا کرے' والدین کے لیے' دوست احباب کے لیے' اپنے محسنین اور جملہ مسلمانوں کے لیے دعا کرے' کثرت سے خوب دل لگا کر دعا کرے اور اس حاضری کو غنیمت سمجھے' کثرت سے اللہ تعالیٰ کی حمد' تسبیح' تکبیر اور تہلیل بیان کرے اور بار بار رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرتا رہے۔ پھر مزارِ اقدس اور منبر شریف کے درمیان ریاض الجنۃ میں آ جائے اور کثرت سے دعائیں کرے۔[۶۰۹]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری قبر مبارک اور میرے منبر کی درمیانی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔[۶۱۰]

جب مدینہ منورہ اور اپنے سفر سے واپسی کا ارادہ کر لے تو دو رکعت نماز پڑھ کر مسجد نبوی کو الوداع کہے' اور اپنی پسند کی دعا کرے' پھر مزارِ اقدس کے پاس آئے اور پہلے کی طرح سلام عرض کرے اور اسی طرح دعائیں کرے' پھر والیٔ کونین ﷺ سے یہ دعا کرتے ہوئے اجازت مانگ لے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ

یا الٰہ العالمین! رسول کریم ﷺ کے درِ دولت کی اس حاضری کو میری

[۶۱۰] بخاری:۱۱۹۶_۱۸۸۸_۶۵۸۸_۷۳۳۵' مسلم:۱۳۹۰

بِحَرَمِ رَسُوْلِكَ وَيَسِّرْلِي الْعَوْدَ اِلَى الْحَرَمَيْنِ سَبِيْلاً سَهْلَةً بِمَنِّكَ وَفَضْلِكَ وَارْزُقْنِي الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرُدَّنَا سَالِمِيْنَ غَانِمِيْنَ اِلَى اَوْطَانِنَا اٰمِنِيْنَ.

آخری حاضری نہ بنانا' اور اپنے فضل و احسان کے ساتھ آسان راستے سے حرمین شریفین کی طرف لوٹ آنے کی توفیق عطا فرمانا' مجھے دین' دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت نصیب فرمانا' ہمیں صحیح سالم اور دولتِ دین وایمان سمیٹ کر اپنے وطنوں کو پُرامن لوٹنے کی توفیق عطا فرمانا۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے جتنے اذکار حج میں نے اس کتاب میں جمع کیے ہیں یہ ان میں سے آخری تھا' اگرچہ اس کتاب کے اعتبار سے بیانِ اذکار میں کچھ طوالت ہوگئی ہے مگر ہماری معلومات اور یاد کردہ وظائف کے مقابلے میں یہ بہت کم ہیں۔ اللہ کریم سے سوال ہے کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور روزِ محشر ہمیں مسلمان بھائیوں کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے۔ آمین![۶۱۱]

امام عتبی علیہ الرحمہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی مکرم ﷺ کے روضۂ مقدسہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو! میں نے سنا تھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًاO (النساء:۶۴)

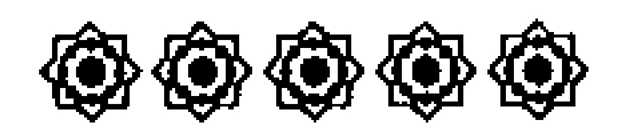
اور جب یہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو یہ آپ کے پاس آ جاتے' پھر اللہ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو یہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا بے حد رحم فرمانے والا پاتےO

یارسول اللہ ﷺ! میں اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے ہوئے آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں' اپنے ربِ کریم کی بارگاہ بے کس پناہ میں آپ کو اپنا سفارشی بناتا ہوں' پھر اس نے نعت شریف کے یہ اشعار کہے:

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهُ ... فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ
نَفْسِيْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهُ ... فِيْهِ الْعَفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

''اے وہ بہترین ذات جس کا جسدِ اطہر نرم و ہموار زمین میں محوِ استراحت ہے جس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے معطر و معنبر ہو رہے ہیں' جس مزارِ اقدس میں آپ آرام فرما ہو اس پر میری جان قربان' اس مبارک مقام میں پاک دامنی ہے' اس میں جود و کرم جلوہ گر ہے۔''

امام عتبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وہ اعرابی وہاں سے چلا گیا مجھ پر نیند غالب آ گئی' خواب میں حضور سیّد عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جاؤ اور اسے بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت فرما دی ہے۔[۶۱۲]



[۶۱۱] الفتوحات ج۵ ص۳۸
[۶۱۲] شعب الایمان للبیہقی: ۴۱۷۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۰

اذکارِ جہاد کا بیان

سفرِ جہاد پر جاتے وقت اور واپس لوٹتے وقت کے اذکار ان شاء اللہ العزیز ''کتاب اذکار السفر'' میں بیان ہوں گے' یہاں اختصار سے ان اذکار کا بیان ہوگا جو صرف جہاد کے ساتھ خاص ہیں۔

باب: آرزوئے شہادت کا استحباب

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے اور محواستراحت ہو گئے' بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے' حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مسکرانے کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھائے گئے ہیں' درآں حالیکہ وہ راہِ خدا میں جہاد کر رہے ہیں اور سمندر پر اس طرح سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت نشین ہوتے ہیں۔ حضرت امّ حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل فرما دے! رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمادی۔[۶۱۳]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں شہادت کا سوال کیا' پھر وہ طبعی موت مر گیا یا قتل کر دیا گیا تو اس کے لیے شہید کا ثواب ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۶۱۴]

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جس نے خلوصِ نیت سے شہادت طلب کی تو اسے شہادت کا ثواب دے دیا جاتا ہے' اگرچہ وہ باقاعدہ شہید نہ ہو۔[۶۱۵]

صحیح مسلم میں حضرت سہل ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ سے صدقِ دل سے شہادت مانگی' اللہ تعالیٰ اسے شہادت کا مرتبہ عطا فرما دے گا اگرچہ وہ اپنے بستر پر فوت ہو۔[۶۱۶]

باب: امیرِ لشکر کا مجاہدین کو تقویٰ اور احکامِ جہاد کی تعلیم دینا

صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کو لشکر یا سریہ کا امیر مقرر فرماتے تو

---

[۶۱۳] بخاری:۲۷۸۸-۲۷۸۹' مسلم:۱۹۱۲' موطا ج۲ ص۴۵۳-۴۶۵' ابوداؤد:۲۴۹۰-۲۴۹۲' ترمذی:۱۶۴۵' نسائی ج۶ ص۴۰-۴۱' شرح السنۃ للبغوی:۲۷۳۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۱۶۵-۱۶۶' صحیح ابن حبان:۴۵۸۹-۲۶۳۲' الفتح للحافظ ج۱۱ ص۷۳-۸۱' جامع الاصول:۶۶۱۹۸

[۶۱۴] ابوداؤد:۲۵۴۱' ترمذی:۱۶۵۷' نسائی ج۶ ص۲۵-۲۶' مسند احمد ج۵ ص۲۳۱-۲۳۰-۲۳۵-۲۴۴' ابن ماجہ:۲۷۹۲' الکبیر للطبرانی:۲۰۶-ج۲۰ ص۱۰۴-۱۰۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۱۷۰' صحیح ابن حبان:۱۵۹۶' حاکم ج۲ ص۷۷

[۶۱۵] مسلم:۱۹۰۸

[۶۱۶] مسلم:۱۹۰۹' ابوداؤد:۱۵۲۰' ترمذی:۱۶۵۳' نسائی ج۶ ص۳۶-۳۷' ابن ماجہ:۲۷۹۷' سنن دارمی:۲۴۱۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۱۶۹-۱۷۰' الدعاء للطبرانی:۲۰۱۵' الکبیر للطبرانی:۵۵۵۰' صحیح ابن حبان:۳۱۸۲

اسے خاص طور پر خوفِ خدا اور اپنے ساتھی مسلمانوں سے حسنِ سلوک کی تعلیم فرماتے' پھر فرماتے: اللہ تعالیٰ کا نام لے کر راہِ خدا میں جہاد کرنا' کافروں سے جہاد کرنا' مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرنا' عہد نہ توڑنا' مُثلہ نہ کرنا (یعنی کسی کو قتل کرنے کے بعد اس کے ناک' کان' ہاتھ' پاؤں وغیرہ نہ کاٹنا)' بچوں کو قتل نہ کرنا' اور جب مشرکوں سے مقابلہ ہو تو انہیں تین اُمور کی دعوت دینا.......الیٰ آخر الحدیث۔[۶۱۷]

باب: امیرِ لشکر کے لیے سنت ہے کہ اپنا پروگرام مخفی رکھے

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی کسی غزوہ کا ارادہ فرماتے تو اس کا کنایۃً ذکر فرماتے تھے۔[۶۱۸]

باب: مجاہدین اور ان کے معاونین کے لیے دعا کرنا اور انہیں رغبت دلانا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ○ (الانفال:۶۵)

اے نبی (مکرم)! مؤمنوں کو قتال پر برانگیختہ کیجیے ○

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (النساء:۸۴)

اور مؤمنوں کو برانگیختہ کیجیے ○

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی جانب تشریف لائے' سردیوں کی صبح تھی' مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے' کریم آقا ﷺ نے جب ان کی مشقت اور بھوک ملاحظہ فرمائی تو انہیں اس دعا سے نوازا:

اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.

مولا کریم! بے شک زندگی تو آخرت کی زندگی ہے' انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دے![۶۱۹]

باب: جہاد کے وقت دعا اور عاجزی کرنا اور نعرۂ تکبیر بلند کرنا اور اللہ تعالیٰ سے مؤمنوں کی فتح کا وعدہ پورا کرنے کی التجاء کرنا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

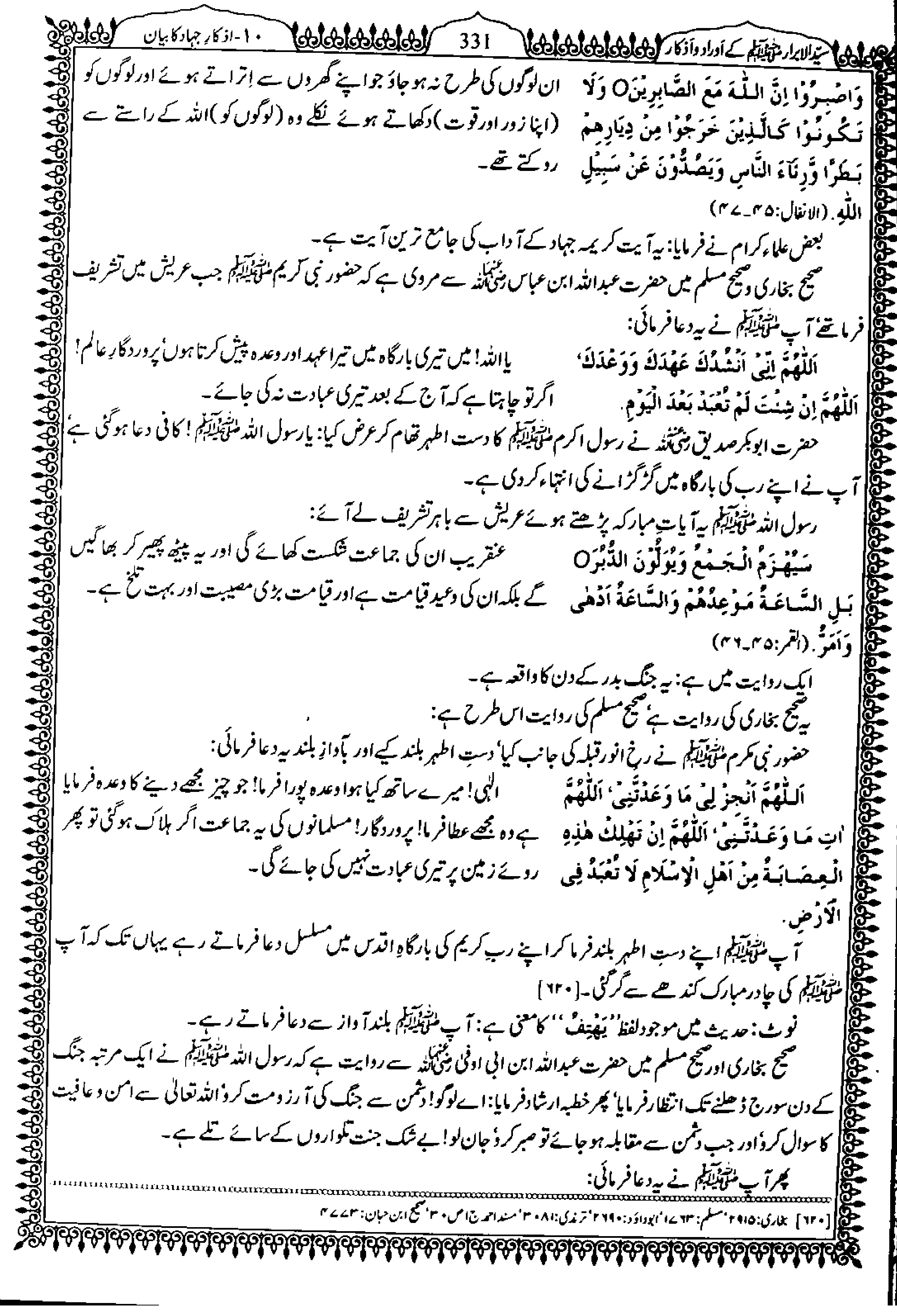
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ

اے ایمان والو! جب تمہارا مخالف فوج سے مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا بہ کثرت ذکر کرو تا کہ تم کامیاب رہو ○ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں مخالفت نہ کرو' ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ○ اور

[۶۱۷] مسلم:۱۷۳۱' ابوداؤد:۲۶۱۲۔۲۶۱۳' ترمذی:۱۴۰۸۔۱۶۱۷' ابن ماجہ:۲۸۵۸' مسند احمد ج ۵ ص ۳۵۲۔۳۵۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۱۵۔۴۹۔۶۹۔۹۷۔۱۸۴۔۱۸۵' شرح السنۃ للبغوی:۲۶۶۹' صحیح ابن حبان:۴۷۱۹

[۶۱۸] بخاری:۲۹۴۸۔۲۷۵۷۔۴۴۱۸' مسلم:۲۷۶۹' الفتح ج ۸ ص ۱۲۴۔۱۲۵' مسند ابو یعلیٰ:۴۳۹۷

[۶۱۹] بخاری:۲۸۳۴' مسلم:۱۸۰۵' ترمذی:۳۸۵۶' مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۰۔۱۷۲۔۱۸۷۔۲۰۵۔۲۱۶۔۲۵۲۔۲۷۶۔۲۸۸' شرح السنۃ للبغوی:۳۹۶۹' جامع الاصول:۶۰۸۹



وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ. (الانفال:۴۵-۴۷)

ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اِتراتے ہوئے اور لوگوں کو (اپنا زور اور قوت) دکھاتے ہوئے نکلے وہ (لوگوں کو) اللہ کے راستے سے روکتے تھے۔

بعض علماء کرام نے فرمایا: یہ آیت کریمہ جہاد کے آداب کی جامع ترین آیت ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب عریش میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ.

یا اللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرا عہد اور وعدہ پیش کرتا ہوں، پروردگارِ عالم! اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ کا دست اطہر تھام کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کافی دعا ہو گئی ہے، آپ نے اپنے رب کی بارگاہ میں گڑگڑانے کی انتہاء کر دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ آیاتِ مبارکہ پڑھتے ہوئے عریش سے باہر تشریف لے آئے:

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ. (القمر:۴۵-۴۶)

عنقریب ان کی جماعت شکست کھائے گی اور یہ پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ ان کی وعید قیامت ہے اور قیامت بڑی مصیبت اور بہت تلخ ہے۔

ایک روایت میں ہے: یہ جنگ بدر کے دن کا واقعہ ہے۔

یہ صحیح بخاری کی روایت ہے، صحیح مسلم کی روایت اس طرح ہے:

حضور نبی کریم ﷺ نے رخِ انور قبلہ کی جانب کیا، دستِ اطہر بلند کیے اور باآوازِ بلند یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْ لِیْ مَا وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰهُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَنِیْ، اَللّٰهُمَّ اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ مِنْ اَهْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ.

الٰہی! میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما! جو چیز مجھے دینے کا وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے عطا فرما! پروردگار! مسلمانوں کی یہ جماعت اگر ہلاک ہو گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

آپ ﷺ اپنے دستِ اطہر بلند فرما کر اپنے رب کریم کی بارگاہِ اقدس میں مسلسل دعا فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر مبارک کندھے سے گر گئی۔[۶۲۰]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''یَهْتِفُ'' کا معنی ہے: آپ ﷺ بلند آواز سے دعا فرماتے رہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ جنگ کے دن سورج ڈھلنے تک انتظار فرمایا، پھر خطبہ ارشاد فرمایا: اے لوگو! دشمن سے جنگ کی آرزو مت کرو، اللہ تعالیٰ سے امن و عافیت کا سوال کرو، اور جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو، جان لو! بے شک جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

[۶۲۰] بخاری: ۲۹۱۵، مسلم: ۱۷۶۳، ابوداود: ۲۶۹۰، ترمذی: ۳۰۸۱، مسند احمد ج ۱ ص ۳۰، صحیح ابن حبان: ۴۷۷۳

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِيَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْأَحْزَابِ، اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ.

اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے، بادلوں کو چلانے والے لشکروں کو بھگانے والے! کفار کو شکست سے دوچار فرما اور ہمیں ان پر فتح ونصرت عطا فرما!

ایک روایت اس طرح ہے:

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ، اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اِهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے! بہت جلد حساب لینے والے! لشکروں کو بھگا دے! اے اللہ! کفار کو شکست سے دوچار فرما اور ان کو ہلا کر رکھ دے! [۶۲۱]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ صبح کے وقت خیبر تشریف لائے، جب یہودیوں نے دیکھا تو چلا اٹھے کہ محمد (ﷺ) اپنے لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں، قلعوں میں چھپ جاؤ۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس بلند کرتے ہوئے یہ کلمات ارشاد فرمائے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ.

اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا، بلاشبہ جب ہم کسی قوم کے صحن میں اتریں گے تو ان لوگوں کی کیسی بُری صبح ہو گی جن کو عذاب سے ڈرایا جا چکا تھا۔

[۶۲۲]

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دو دعائیں رد نہیں کی جاتیں یا بہت کم ردّ کی جاتی ہیں: ایک دعا بوقت اذان اور دوسری اس وقت جب جنگ جاری ہو اور لوگ ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوں۔[۶۲۳]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''يُلْجِمُ'' بعض نسخوں میں جیم کے ساتھ ہے اور بعض میں حا کے ساتھ ہے، معنی دونوں کا واضح ہے۔ (نبرد آزما ہونا)

سنن ابوداؤد، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنگ کرتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَضُدِيْ وَنَصِيْرِيْ بِكَ اَحُوْلُ وَبِكَ اَصُوْلُ وَبِكَ اُقَاتِلُ.

یا اللہ! تو ہی میری قوت اور تو ہی میرا مددگار ہے، تیرے فضل سے میں دفاع کرتا ہوں، تیرے کرم سے میں حملہ آور ہوتا ہوں اور تیری دی ہوئی طاقت سے میں جہاد کرتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۶۲۴]

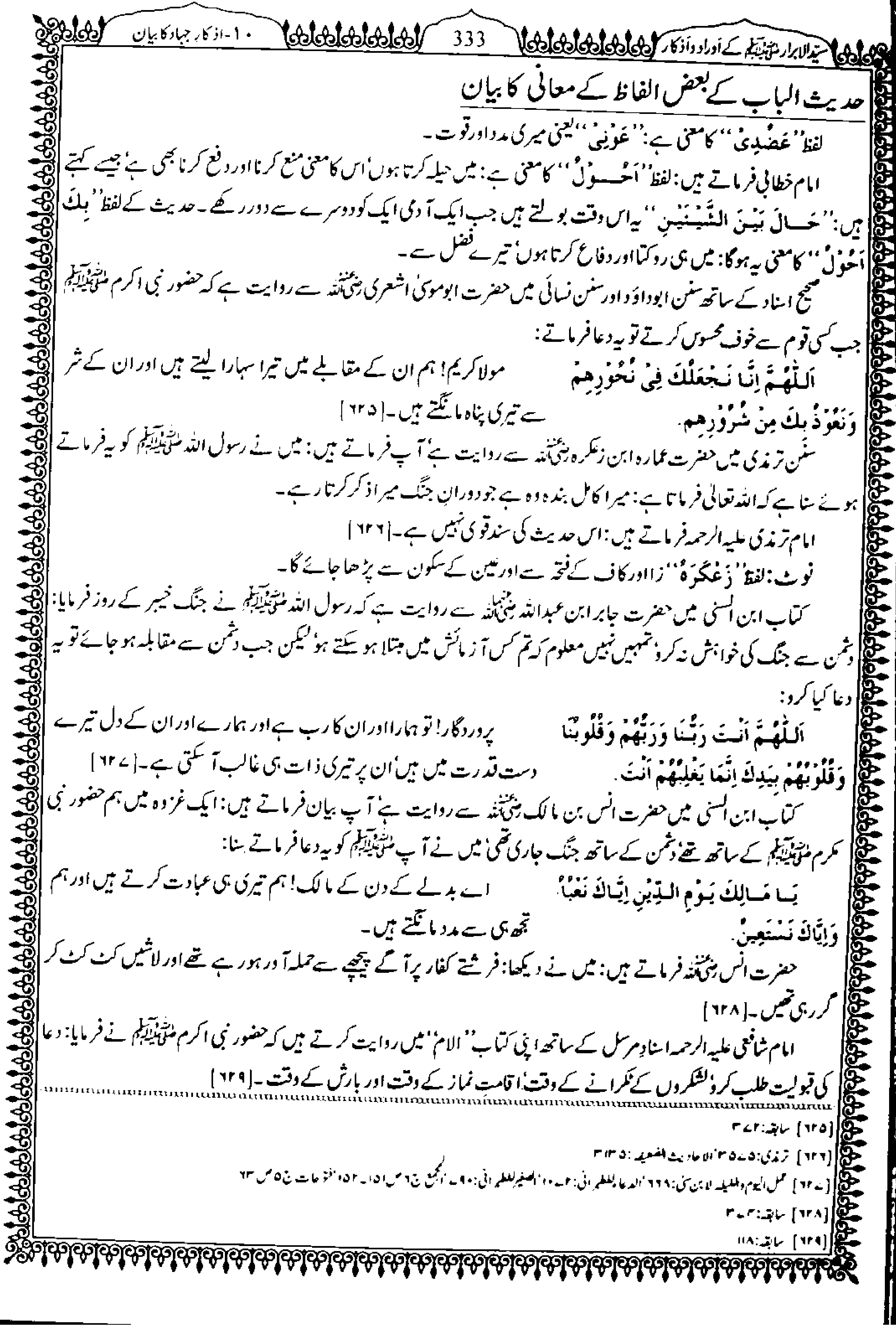
---

[۶۲۱] بخاری: ۲۸۱۸، مسلم: ۱۷۴۲، ابوداؤد: ۲۶۳۱، مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۳، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۰۲، ابن ماجہ: ۲۷۹۶، شرح السنہ للبغوی: ۱۳۵۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۱۵۲، شعب الایمان للبیہقی: ۴۳۰۸، الدعاء للطبرانی: ۱۰۶۸-۱۰۷۰، صحیح ابن حبان: ۳۸۵۴

[۶۲۲] بخاری: ۳۷۱، مسلم: ۱۳۶۵-۱۲۰، نسائی ج ۶ ص ۱۳۱-۱۳۴، مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۴-۲۰۹-۲۴۶-۲۶۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۸۰-۸۰۱، شرح السنہ للبغوی: ۲۷۰۲، ابن حبان: ۴۷۲۵-۴۷۲۶، جامع الاصول: ۶۱۲۶، مسند ابی یعلیٰ: ۳۸۰۴

[۶۲۳] سابقہ: ۱۱۳

[۶۲۴] ابوداؤد: ۲۶۳۲، ترمذی: ۳۵۷۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۴، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۰۴، مسند ابی یعلیٰ: ۲۹۰۴-۲۹۴۹-۳۱۳۳، الدعاء للطبرانی: ۱۰۷۳، صحیح ابن حبان: ۱۶۶۱



حدیث الباب کے بعض الفاظ کے معانی کا بیان

لفظ ''عَضُدِیْ'' کا معنی ہے: ''عَوْنِیْ'' یعنی میری مدد اور قوت۔

امام خطابی فرماتے ہیں: لفظ ''اَحُـوْلُ'' کا معنی ہے: میں حیلہ کرتا ہوں' اس کا معنی منع کرنا اور دفع کرنا بھی ہے' جیسے کہتے ہیں: ''حَـالَ بَیْنَ الشَّیْئَیْنِ'' یہ اس وقت بولتے ہیں جب ایک آدمی ایک کو دوسرے سے دور رکھے۔ حدیث کے لفظ ''بِكَ اَحُوْلُ'' کا معنی یہ ہوگا: میں ہی روکتا اور دفاع کرتا ہوں' تیرے فضل سے۔

صحیح اسناد کے ساتھ سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی قوم سے خوف محسوس کرتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

مولا کریم! ہم ان کے مقابلے میں تیرا سہارا لیتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔[۶۲۵]

سنن ترمذی میں حضرت عمارہ ابن زعکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا کامل بندہ وہ ہے جو دورانِ جنگ میرا ذکر کرتا رہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند قوی نہیں ہے۔[۶۲۶]

نوٹ: لفظ ''زِعْكَرَهْ'' زا اور کاف کے فتحہ سے اور عین کے سکون سے پڑھا جائے گا۔

کتاب ابن السنی میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ خیبر کے روز فرمایا: دشمن سے جنگ کی خواہش نہ کرو' تمہیں نہیں معلوم کہ تم کس آزمائش میں مبتلا ہو سکتے ہو' لیکن جب دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّنَا وَرَبُّهُمْ وَقُلُوْبُنَا وَقُلُوْبُهُمْ بِيَدِكَ اِنَّمَا يَغْلِبُهُمْ اَنْتَ.

پروردگار! تو ہمارا اور ان کا رب ہے اور ہمارے اور ان کے دل تیرے دستِ قدرت میں ہیں' ان پر تیری ذات ہی غالب آ سکتی ہے۔[۶۲۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: ایک غزوہ میں ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے ساتھ تھے' دشمن کے ساتھ جنگ جاری تھی' میں نے آپ ﷺ کو یہ دعا فرماتے سنا:

يَا مَالِكَ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ.

اے بدلے کے دن کے مالک! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا: فرشتے کفار پر آگے پیچھے سے حملہ آور ہو رہے تھے اور لاشیں کٹ کٹ کر گر رہی تھیں۔[۶۲۸]

امام شافعی علیہ الرحمہ اسنادِ مرسل کے ساتھ اپنی کتاب ''الام'' میں روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دعا کی قبولیت طلب کرو' لشکروں کے ٹکرانے کے وقت' اقامت نماز کے وقت اور بارش کے وقت۔[۶۲۹]

---

[۶۲۵] سابقہ: ۳۷۲

[۶۲۶] ترمذی: ۵ـ۳۵۷۵' الاحادیث الضعیفہ: ۳۱۳۵

[۶۲۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۶۶۹' الدعا للطبرانی: ۱۰۷۰' الصغیر للطبرانی: ۹۰۷' المجمع ج ۶ ص ۱۵۱ـ۱۵۲' فتوحات ج ۵ ص ۲۳

[۶۲۸] سابقہ: ۳۷۳

[۶۲۹] سابقہ: ۱۱۸

میرے نقطۂ نظر سے ان مواقع پر جس قدر ممکن ہو قرآنِ مجید کی تلاوت کرے پھر ماقبل میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کے حوالے سے بیان کی گئی دعا کرے جو مصیبت کے وقت مانگی جاتی ہے دعا یہ ہے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ ذات عظیم ہے بردبار ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اللہ جو عرشِ عظیم کا رب ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اللہ جو آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عزت و کرامت والے عرش کا رب ہے۔[۶۳۰]

وہ کلمات بھی پڑھے جو ایک اور حدیث کے حوالے سے ہم نے بیان کیے ہیں:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللّٰـهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ، عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اللہ جو حلیم اور کریم ہے پاکی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو سات آسمانوں اور عرشِ عظیم کا رب ہے تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں تیری پناہ لینے والا معزز ہے اور تیری ثناء عظیم ہے۔ [۶۳۱]

وہ کلماتِ مبارکہ بھی پڑھ لے جو ایک اور حدیث کے حوالے سے ماقبل میں ہم بیان کر چکے ہیں:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ.

ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے۔[۶۳۲]

اور یہ کلمات بھی پڑھ لے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَظِيْمِ، مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْنَا بِاللّٰهِ، اِسْتَعَنَّا بِاللّٰهِ، تَوَكَّلْنَا عَلَى اللّٰهِ.

گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی عطا سے جو غالب حکمت والا ہے وہی ہوگا جو اللہ چاہے گا قوت صرف اللہ کی طرف سے ہے ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا ہم نے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کیا۔

اور یہ کلمات بھی پڑھ لے:

حَصَّنْتُنَا كُلَّنَا اَجْمَعِيْنَ بِالْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا، وَدَفَعْتُ عَنَّا السُّوْءَ بِلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

میں تمام دوستوں کو قلعہ بند کرتا ہوں اس ذاتِ پاک کی نگرانی میں جو زندہ ہے قائم رکھنے والی ہے جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور میں "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ" ان کلمات کے ساتھ سب سے برائی کو دور کرتا ہوں۔

اور یہ دعا بھی کرے:

يَا قَدِيْمَ الْاِحْسَانِ، يَا مَنْ اِحْسَانُهُ فَوْقَ كُلِّ اِحْسَانٍ، يَا مَالِكَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا مَنْ لَا يُعْجِزُهُ شَيْءٌ وَّلَا يَتَعَاظَمُهُ شَيْءٌ، اُنْصُرْنَا عَلٰى اَعْدَائِنَا

اے قدیم احسان والے! اے وہ ذات جس کا احسان ہر احسان سے بڑھ کر ہے اے دنیا و آخرت کے مالک! اے وہ ذات جو زندہ ہے! اے وہ ذات جو قائم رکھنے والی ہے! اے بزرگی اور اکرام والے! اے وہ ذات جسے کوئی شے عاجز نہیں کر سکتی اور کوئی شے اس سے بڑی نہیں ہو سکتی ہمیں ان دشمنوں پر اور ان کے علاوہ دیگر دشمنوں پر فتح و نصرت عطا فرما اور ہمیں عافیت

[۶۳۰] سابقہ: ۳۵۹ [۶۳۱] سابقہ: ۳۷۳ [۶۳۲] بخاری: ۴۵۶۳-۴۵۶۴



هٰـؤُلَاءِ وَغَيْرِهِمْ، وَاَظْهِرْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ عَافِيَةٍ وَّسَلَامَةٍ عَامَّةٍ عَاجِلًا.

اور عام سلامتی کے ساتھ بہت جلد ان پر غلبہ عطا فرما!

یہ تمام مذکور دعائیں بہت مجرب ہیں اور ان کی بہت تاکید آئی ہے۔[۶۳۳]

باب: جہاد کے وقت بلاضرورت چیخ و پکار کی ممانعت

سنن ابوداؤد میں حضرت قیس ابن عُبَاد تابعی علیہ الرحمہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاد کے وقت آوازیں بلند کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔[۶۳۴]

باب: حالت جنگ میں دشمن پر رعب جمانے کے لیے ''انا فلاں ابن فلاں'' کہنا

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ حُنین میں یہ کلمات فرمائے:

اَنَـا النَّبِـيُّ لَا كَـذِبْ اَنَـا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

میں برحق نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں' میں عبدالمطلب کا لخت جگر ہوں۔[۶۳۵]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں جب حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے مرحب خیبری کو چیلنج کیا تو آپ نے یہ الفاظ کہے:

اَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِيْ اُمِّيْ حَيْدَرَهْ.

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے۔[۶۳۶]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اونٹ چوری کرنے والوں پر جب حملہ کیا تو یہ الفاظ کہے:

اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ.

میں ابن اکوع ہوں اور آج ماں کا دودھ پینے والوں کا دن ہے۔[۶۳۷]

باب: دورانِ جنگ اشعار پڑھنے کا استحباب

ماقبل باب میں بیان کی گئی احادیث مبارکہ بطور دلیل پیش کی جاسکتی ہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا: جنگ حُنین میں تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بھاگے تھے' میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سفید خچر پر جلوہ گر تھے' اور حضرت ابوسفیان ابن حارث رضی اللہ عنہ نے اس خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی' اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اَنَـا النَّبِـيُّ لَا كَـذِبْ، اَنَـا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ.

میں سچا نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے' میں عبدالمطلب کا نورِ نظر ہوں۔

---

[۶۳۳] سابقہ: ۴۴

[۶۳۴] ابوداؤد: ۲۶۵۶' الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۶۷

[۶۳۵] بخاری: ۲۸۶۴' مسلم: ۱۷۷۶' ترمذی: ۱۶۸۸' مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۰-۲۸۱-۲۸۹-۳۰۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۴۳-ج ۹ ص ۱۵۴-۱۵۵' شرح السنۃ للبغوی: ۲۷۰۶' صحیح ابن حبان: ۴۷۵۰-۴۷۷۱

[۶۳۶] مسلم: ۱۸۰۷

[۶۳۷] بخاری: ۳۰۴۱-۴۱۹۴' مسلم: ۱۸۰۶' ابوداؤد: ۲۷۵۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۷۸' مسند احمد ج ۴ ص ۵۲-۵۳

ایک روایت میں ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ سواری سے نیچے تشریف لائے' آپ نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی۔[۶۳۸]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے غزوۂ خندق کے دن حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ہمارے ساتھ مٹی منتقل فرما رہے تھے' مٹی نے آپ ﷺ کے بطن اطہر کی سفیدی کو ڈھانپ لیا تھا' آپ ﷺ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

لَاهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۔۔۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۔۔۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَّاقَيْنَا

اِنَّ الْاُلٰى لَقَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ۔۔۔ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

''یا اللہ! اگر تیری ذات نہ ہوتی تو ہم ہدایت نہ پاتے' نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز ادا کرتے' ہم پر اپنی رحمت نازل فرما! اگر جنگ شروع ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا' اُن لوگوں نے ہم پر بغاوت کی ہے' جب انہوں نے فتنہ برپا کرنا چاہا ہم نے انکار کر دیا''۔[۶۳۹]

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے' اپنی اپنی پشتوں پر لاد کر مٹی منتقل کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۔۔۔ عَلَى الْاِسْلَامِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

''ہم نے حضرت محمد ﷺ کے دست اقدس پر تاحیات اسلام کی بیعت کی ہے۔''

اور ایک روایت میں ہے:

عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا. ۔۔۔ جہاد کرنے کی بیعت کی ہے جب تک زندہ رہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ ان کو اس طرح جواب ارشاد فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَةْ ۔۔۔ فَبَارِكْ فِي الْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةْ

الٰہی! بے شک بھلائی صرف آخرت کی بھلائی ہے' انصار اور مہاجرین میں برکت پیدا فرما![۶۴۰]

باب: شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ۭ بَلْ اَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ O فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىھُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا ھُمْ

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں' انہیں رزق دیا جا رہا ہے O اللہ نے اپنے فضل سے جو انہیں عطا فرمایا ہے وہ اس پر خوش ہیں' اور ان کے بعد والے لوگ جو ابھی ان سے نہیں ملے ان کے متعلق اس بشارت سے خوش ہو رہے ہیں کہ ان پر بھی نہ خوف ہو گا نہ وہ غمگین ہوں گے O وہ اللہ کی طرف سے

[۶۳۸] سابقہ: ۶۳۵

[۶۳۹] بخاری: ۲۸۳۶' مسلم: ۱۸۰۳' سنن دارمی: ۲۴۵۳' مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۴۳' شرح السنہ للبغوی: ۲۷۹۲' مسند ابی یعلیٰ: ۱۶۱۶

[۶۴۰] سابقہ: ۶۱۹

يَحْزَنُوْنَ ○ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ○ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ○

(آل عمران: ۱۶۹ تا ۱۷۴)

نعمت اور فضل پر خوشی منا رہے ہیں اور اس پر کہ اللہ مومنین کا اجر ضائع نہیں فرماتا ○ جن لوگوں نے زخمی ہونے کے باوجود اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہی' ان میں سے نیکی کرنے والوں اور اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے بڑا اجر ہے ○ ان لوگوں سے بعض لوگوں نے کہا تھا کہ تمہارے مقابلہ کے لیے بہت بڑا لشکر جمع ہو چکا ہے سو تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور پختہ ہو گیا اور انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے ○ پس وہ اللہ کی نعمت اور اس کے فضل سے لوٹ آئے اور انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچی تھی' انہوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بڑے فضل والا ہے ○

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بئرمعونہ پر شہید ہونے والے حفاظِ کرام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کفار نے قراءِ کرام کے ساتھ دھوکا کیا اور انہیں شہید کر دیا' اس موقع پر ایک کافر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ماموں جان حضرت حرام ابن ملحان رضی اللہ عنہ کو نیزہ مارا جوان کے جسم میں پیوست ہو گیا' حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ. اللہ اکبر! ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔

آپ ان الفاظ کے ساتھ ہی جامِ شہادت نوش فرما گئے۔

امام مسلم علیہ الرحمہ کی روایت میں صرف "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" کے الفاظ ہیں۔[۶۴۱]

نوٹ: لفظ "حرام" حاء اور را کے فتحہ سے ہے۔

باب: مسلمان اپنے دشمن پر غلبہ پالیں تو انہیں کیا پڑھنا چاہیے؟

بہ کثرت اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے' اس کی حمد و ثناء کرنی چاہیے اور یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ یہ فتح اللہ تبارک و تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوئی ہے نہ کہ ہماری ذاتی طاقت اور قوت سے' اور فتح و نصرت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اپنی کثرت پر تکبر اور غرور سے اجتناب چاہیے کہ اس سے کمزوری لاحق ہو سکتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ○ (التوبہ: ۲۵)

اور (غزوہ) حنین کے دن (بھی) جب تمہاری کثرت نے تمہیں گھمنڈ میں مبتلا کر دیا تھا (حالانکہ) اس کثرت نے تم سے کسی چیز کو دور نہیں کیا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیرتے ہوئے لوٹے ○

[۶۴۱] بخاری: ۱۰۰۱-۴۰۸۸' مسلم: ۷-۴۴-۱۷۷' مسند احمد ج ۳ ص ۷-۱۳-۲۱۰-۲۷۰-۲۸۹' جامع الاصول: ۶۰۸۷

باب: لشکرِ اسلام کو شکست ہوتی دیکھے تو کیا پڑھے؟

اگر مسلمانوں کو شکست ہوتی دیکھے (نعوذ باللہ من ذالک) تو مستحب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے' روتے ہوئے استغفار کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو مؤمنین سے امداد اور غلبے کا وعدہ فرمایا ہے' اسے پورا کرنے کی التجاء کرے اور مصیبت کے وقت مانگی جانے والی دعا کرے' جو یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ' لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ اللہ جو عظمت والا بردبار ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ اللہ جو عرشِ عظیم کا رب ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ اللہ جو آسمانوں' زمین اور عزت والے عرش کا رب ہے۔

ایسے موقع پر وہ تمام دعائیں کرنا مستحب ہے جو خوف اور ہلاکت کے مقام پر کی جاتی ہیں' کچھ گزر چکی ہیں اور کچھ کا بیان آگے آ رہا ہے۔[۶۴۲]

ماقبل میں رجز اور اشعار پڑھنے کے باب میں یہ بات بیان کر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب مسلمانوں کی پسپائی ملاحظہ فرمائی تو آپ سواری سے نیچے تشریف لائے' اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کی اور دعا فرمائی اور اس امداد کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. (الاحزاب:۲۱)

بے شک رسول اللہ (ﷺ) میں تمہارے لیے نہایت عمدہ نمونہ ہے۔ [۶۴۳]

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: جنگ احد میں جب مسلمانوں کی پسپائی کے آثار نمودار ہوئے تو میرے چچا حضرت انس ابن نضر رضی اللہ عنہ نے اس طرح دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ (يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ) وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ (يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ).

یا اللہ! جو کچھ صحابہ کرام سے ہوا میں تیری بارگاہ میں اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ مشرکین نے کیا ہے اس سے اظہارِ براءت کرتا ہوں۔

پھر آگے بڑھے اور جہاد کیا یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش فرما گئے' ہم نے دیکھا کہ ان کے جسم پر تلوار' نیزے اور تیر کے اسی (۸۰) سے زائد زخم تھے۔[۶۴۴]

باب: مردِ جہاد (Man of the Jehad) کو ایوارڈ سے نوازنا

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' طویل حدیث ہے کہ جب کفار مدینہ منورہ کی چراگاہ سے اونٹنیاں چرا کر لے گئے اور حضرت سلمہ ابن اکوع اور حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہما ان کے تعاقب میں گئے' اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس معرکہ کے بہترین سوار حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ ہیں اور بہترین پیادہ حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ ہیں۔ [۶۴۵]

[۶۴۲] سابقہ:۳۵۹ [۶۴۳] سابقہ:۳۵ [۶۴۴] بخاری:۲۸۰۵' مسلم:۱۹۰۳' ترمذی:۳۱۹۸' مسند احمد ج۳ ص۲۰۱ [۶۴۵] سابقہ:۶۳۷

باب: جہاد سے واپسی پر مجاہد کیا پڑھے؟

اس باب کی احادیث مبارکہ ان شاء اللہ تعالیٰ ''کتاب اذکار المسافر'' میں بیان ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے! آمین!

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب: ۱۱

مسافر کے اذکار کا بیان

شب و روز میں اور اختلافِ احوال میں جو اذکار مقیم کے لیے مستحب ہیں وہی مسافر کے لیے بھی مستحب ہیں' مسافر کے کچھ اضافی اذکار بھی ہیں' اس باب میں انہیں کا بیان مقصود ہے' یہ کافی زیادہ ہیں' مگر میں ان میں سے اہم اور با مقصد اذکار بیان کروں گا' ان شاء اللہ تعالیٰ! اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اور اس پر توکل کرتے ہوئے ان کے لیے مناسب ابواب ترتیب دوں گا۔

باب: استخارہ اور طلب مشاورت کا بیان

جب آدمی سفر کا ارادہ کرے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ ایسے آدمی سے مشورہ کرے جس کے متعلق یقین ہو کہ وہ خیر خواہ ہے' شفقت کرنے والا ہے' تجربہ کار ہے اور دین اور دانائی کے حوالے سے قابل اعتماد ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ. اور (اہم) کاموں میں ان سے مشورہ لیں۔

(آل عمران:۱۵۹)

دوسروں سے مشورہ کرنے پر بہت زیادہ دلائل موجود ہیں۔

مشورہ کرنے کے بعد سفر کرنے میں بہتری معلوم ہو تو پھر اللہ تعالیٰ سے مشورہ کرلے جسے استخارہ کہتے ہیں' اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز برائے استخارہ پڑھے' پھر استخارہ کی دعا پڑھے' ماقبل استخارہ کے باب میں دعائے استخارہ گزر چکی ہے' استخارہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح بخاری کے حوالے سے پہلے بیان کردی گئی ہے' وہیں اس دعا کے آداب اور اس نماز کا طریقہ تفصیل سے بیان کردیا گیا ہے۔

باب: سفر کا پختہ ارادہ کر لینے کے بعد کے اذکار

جب آدمی سفر کا پختہ ارادہ کرلے تو چند معاملات کوشش سے طے کرلے ضروری باتوں کی وصیت کرے' اور گواہوں کی موجودگی میں وصیت کرے جس کے ساتھ کوئی لین دین یا رفاقت ہو اس سے معاملات نمٹائے' اپنے والدین' اساتذہ اور دیگر بزرگوں کو خوش کرے' تمام گناہوں اور نافرمانیوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے' اللہ تعالیٰ سے سفر پر معاونت طلب کرے اور سفر کے اذکار اور دعائیں سیکھنے کی کوشش کرے۔

اگر وہ مجاہد ہے تو ان احکام کی تعلیم حاصل کرے جن کی ایک مجاہد کو ضرورت ہوتی ہے' مثلاً جنگ کے احکام' اس کی دعائیں' غنیمتوں کے احکام اور یہ کہ میدانِ جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا کتنا بڑا جرم ہے' وغیرہ۔

اگر حج یا عمرہ کے لیے جارہا ہے تو حج کے مناسک کا علم حاصل کرے یا اپنے ساتھ اس موضوع کی کوئی کتاب لے جائے اور اگر احکام کا علم بھی حاصل کرلے اور اپنے ساتھ کتاب بھی رکھے تو سب سے بہتر ہے' یونہی مجاہد کے لیے بھی مستحب ہے کہ وہ

اپنے ہمراہ کوئی ایسی کتاب لے جائے جو احکامِ جہاد پر مشتمل ہو۔

اگر تاجر ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ خرید وفروخت کے احکام یا علم حاصل کرے کہ بیع صحیح اور باطل کس طرح ہوتی ہے اور کون سی بیع حرام اور کون سی حلال ہے' مستحب' مکروہ اور مباح کون کون سی ہے اور یہ کہ کس بیع کو دوسری پر ترجیح حاصل ہے۔

اگر کوئی سالک طریقت عبادت گزار لوگوں سے الگ تھلگ رہنے جا رہا ہو تو اس پر لازم ہے کہ ضروری علم دین حاصل کرے' بلکہ یہی اس کا اہم ترین مقصد ہونا چاہیے۔

اگر آدمی شکار پر جا رہا ہو تو شکار کے مسائل کا علم حاصل کرے مثلاً یہ کہ کون سا جانور حلال ہے اور کون سا حرام؟ شکار کیسے حلال ہوتا ہے اور کیسے حرام ہو جاتا ہے؟ ذبح کی شرائط کیا ہیں؟ اور کتے اور تیر وغیرہ سے قتل کیا ہوا کفایت کرے گا یا نہیں؟ وغیرہ۔

اگر چرواہا ہو تو وہ مسائل بھی سیکھے جو لوگوں سے الگ تھلگ رہنے والوں کے لیے ضروری ہیں' نیز جانوروں سے نرم برتاؤ' ان کی خیر خواہی' مالکوں سے حسن سلوک' جانوروں کی خصوصی حفاظت اور چوکنا ہو کر رہنے کے متعلق اُمور کا علم حاصل کرے' اور اگر بعض اوقات کسی مجبوری کے باعث کوئی جانور ذبح کرنا پڑے تو مالکوں سے اجازت لے' وغیرہ۔

اگر ایک بادشاہ کا قاصد بن کر دوسرے بادشاہ کی طرف جا رہا ہو تو بڑوں سے مخاطب ہونے اور جواب دینے کے آداب کا علم حاصل کرے اور یہ کہ کون سی ضیافتیں اور تحائف اس کے لیے حلال ہیں اور کون سے نہیں ہیں؟ نیز دیگر ضروری اُمور کا علم بھی حاصل کرے' مثلاً اپنے بادشاہ اور ملک کی خیر خواہی کرنا اور مخفی معاملات کو ظاہر نہ کرنا' دھوکا دہی' فراڈ اور منافقت سے اجتناب کرنا' غداری کے اسباب سے پرہیز کرنا اور دیگر حرام اُمور سے بچنا وغیرہ۔

اگر بیع میں وکیل یا حصہ دار ہو تو علم حاصل کرے کہ کس چیز کی خرید وفروخت کر سکتا ہے اور کس کی نہیں؟ کس چیز میں تصرف کر سکتا ہے اور کس میں نہیں؟ بیع کی کس صورت میں گواہوں کی موجودگی شرط و واجب ہے اور کس میں نہیں؟ اور یہ کہ کون سا سفر اس کے لیے جائز ہے اور کون سا نہیں؟

مذکورہ جملہ مسافروں میں سے اگر کوئی سمندر کے راستے سفر کرنا چاہے تو ان احوال کا علم حاصل کرے جن میں سمندر کا سفر جائز ہے اور جن میں نہیں ہے۔ یہ تمام احوال کتب فقہ میں موجود ہیں' اس کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے' یہاں صرف اذکار کا بیان مقصود ہے' جہاں تک مسائل مذکورہ کا تعلق ہے وہ بھی اذکار میں داخل ہیں' اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سوال ہے کہ مجھے میرے تمام احباب اور جملہ مسلمانوں کو اعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔

باب: سفر کے لیے گھر سے نکلتے وقت کے اذکار

سفر کے لیے گھر سے نکلنے کا ارادہ ہو جائے تو آدمی کے لیے مستحب ہے کہ دو رکعت نفل نماز ادا کرے' اس کی دلیل وہ حدیث مبارک ہے جو حضرت مطعم ابن مقدام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی سفر کا ارادہ کرے اور اہل خانہ کے پاس دو رکعت نفل پڑھ لے تو اس نے گھر والوں کے لیے ان دو رکعات سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑی۔

ہمارے بعض علماء کرام کا کہنا ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ الکافرون پڑھے اور دوسری میں سورۂ اخلاص پڑھے' جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ فلق پڑھے اور دوسری میں والناس پڑھے۔[۶۳۶]

سلام پھیر کر آیۃ الکرسی پڑھے' کیونکہ روایت ہے کہ جس نے گھر سے نکلنے سے قبل آیۃ الکرسی پڑھ لی' واپس لوٹنے تک

[۶۳۶] الاحادیث الضعیفۃ: ۳۷۲

اسے کسی مکروہ چیز سے واسطہ نہیں پڑے گا' اور مستحب ہے کہ سورۃ القریش پڑھ لے کیونکہ عظیم بزرگ امام فقیہ صاحب کرامات حضرت ابوالحسن قزوینی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سورۃ القریش پڑھنے سے ہر مکروہ شے سے امان مل جاتی ہے' میں نے کرامات کے موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب الزہد ہے' اس میں ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ ابوطاہر ابن جحشویہ بیان کرتے ہیں: میں نے سفر کا ارادہ کیا مگر اس سے خوف زدہ تھا' حضرت امام ابوالحسن قزوینی علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا کی درخواست کی' آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا: جو آدمی سفر کا ارادہ کرے اور دشمن سے خائف ہو یا وحشت زدہ ہو جائے تو وہ سورۃ القریش پڑھے کہ یہ ہر ناپسندیدہ شے سے امان فراہم کرتی ہے۔

ابوطاہر فرماتے ہیں: میں نے اس سورت کی تلاوت کی اور آج تک کوئی دشواری پیش نہیں آئی۔

مستحب ہے کہ سورۃ القریش پڑھ کر رقت اور اخلاص کے ساتھ دعا کرے۔[۶۴۷]

بہترین دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَسْتَعِيْنُ، وَعَلَيْكَ اَتَوَكَّلُ، اَللّٰهُمَّ ذَلِّلْ لِيْ صُعُوْبَةَ اَمْرِيْ، وَسَهِّلْ عَلَيَّ مَشَقَّةَ سَفَرِيْ، وَارْزُقْنِيْ مِنَ الْخَيْرِ اَكْثَرَ مِمَّا اَطْلُبُ، وَاصْرِفْ عَنِّيْ كُلَّ شَرٍّ، رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَحْفِظُكَ وَاَسْتَوْدِعُكَ نَفْسِيْ وَدِيْنِيْ وَاَهْلِيْ وَاَقَارِبِيْ وَكُلَّ مَا اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَيْهِمْ بِهٖ مِنْ اٰخِرَةٍ وَّدُنْيَا، فَاحْفَظْنَا اَجْمَعِيْنَ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ يَا كَرِيْمُ.

مولا کریم! میں تجھ ہی سے مدد طلب کرتا ہوں اور تیری ذات پر ہی بھروسا کرتا ہوں' یا اللہ! میری مشکلات دور فرما! میرے لیے سفر کی دشواری آسان فرما! اور میری طلب سے بڑھ کر مجھے بھلائیاں عطا فرما! ہر قسم کے شر سے مجھے محفوظ فرما! الٰہی! میرا سینہ کھول دے اور میرا معاملہ آسان فرما دے! پروردگارِ عالم! میں اپنی جان' دین' اہل خانہ' عزیز و اقارب اور دنیا و آخرت کی ہر نعمت جو تو نے مجھے اور انہیں عطا فرمائی سب کچھ تیری حفظ و امان میں دیتا ہوں' اے کریم ذات! ہم سب کو ہر برائی سے محفوظ فرما!

دعا کے آغاز اور اختتام میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور بارگاہِ رسالت مآب میں ہدیہ درود و سلام پیش کرے۔[۶۴۸]

جب آدمی سفر کے لیے اُٹھ کھڑا ہو تو وہ دعا کرے جو ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی سفر کا ارادہ فرماتے' سفر پر روانگی کے لیے اُٹھتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ، وَبِكَ اِعْتَصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ مَا هَمَّنِيْ وَمَا لَا اَهْتَمُّ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِي التَّقْوٰى، وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ.

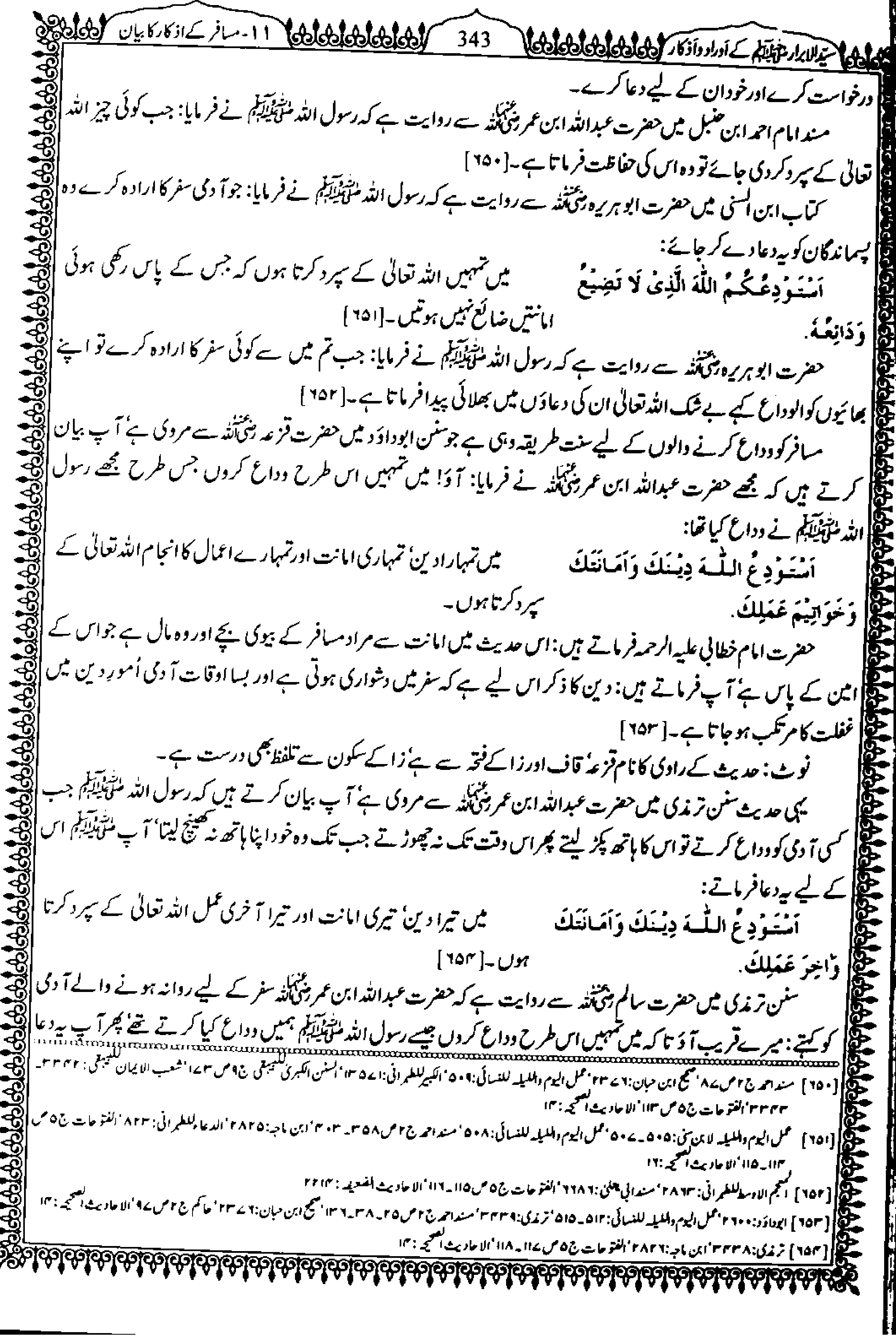
یا اللہ! میں تیری ہی بارگاہِ اقدس میں متوجہ ہوں اور تیرا دامنِ رحمت تھام لیا ہے' یا اللہ! جو معاملہ مجھے درپیش ہو اور جس کا میں نے اہتمام نہ کیا ہو اس میں میری کفایت فرما! مولا کریم! تقویٰ کو میرا زادِ راہ بنا دے' میرے گناہ معاف فرما اور میں جس طرف جاؤں خیر ہی خیر ہو۔[۶۴۹]

باب: جب سفر کے لیے گھر سے نکل آئے تو کیا اذکار پڑھے؟

کتاب کے آغاز میں بیان کر دیا گیا ہے کہ گھر سے باہر نکلنے والا کیا اذکار پڑھے؟ وہی مسافر کے لیے بھی مستحب ہیں' اور مستحب ہے کہ انہیں کثرت سے پڑھے اور یہ کہ اہل خانہ' عزیز و اقارب' دوست احباب اور ہمسایوں کو الوداع کہے' ان سے دعا کی

[۶۴۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۰۷' شعب الایمان للبیہقی: ۲۴۷۳' الفتوحات ج ۵ ص ۱۰۸

[۶۴۹] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۹۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۵۰' الضعفاء ج ۵ ص ۱۲۳۷' الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۱۱۱۔ ۱۱۲



درخواست کرے اور خود ان کے لیے دعا کرے۔

مسند امام احمد ابن حنبل میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے سپرد کردی جائے تو وہ اس کی حفاظت فرماتا ہے۔[۶۵۰]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی سفر کا ارادہ کرے وہ پسماندگان کو یہ دعا دے کر جائے:

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُهٗ. — میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں کہ جس کے پاس رکھی ہوئی امانتیں ضائع نہیں ہوتیں۔[۶۵۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سفر کا ارادہ کرے تو اپنے بھائیوں کو الوداع کہے بے شک اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں میں بھلائی پیدا فرماتا ہے۔[۶۵۲]

مسافر کو وداع کرنے والوں کے لیے سنت طریقہ وہی ہے جو سنن ابوداؤد میں حضرت قزعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آؤ! میں تمہیں اس طرح وداع کروں جس طرح مجھے رسول اللہ ﷺ نے وداع کیا تھا:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ. — میں تمہارا دین' تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔

حضرت امام خطابی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں امانت سے مراد مسافر کے بیوی بچے اور وہ مال ہے جو اس کے امین کے پاس ہے' آپ فرماتے ہیں: دین کا ذکر اس لیے ہے کہ سفر میں دشواری ہوتی ہے اور بسا اوقات آدمی اُمورِ دین میں غفلت کا مرتکب ہو جاتا ہے۔[۶۵۳]

نوٹ: حدیث کے راوی کا نام قزعہ' قاف اور زا کے فتحہ سے ہے' زا کے سکون سے تلفظ بھی درست ہے۔

یہی حدیث سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کو وداع کرتے تو اس کا ہاتھ پکڑ لیتے پھر اس وقت تک نہ چھوڑتے جب تک وہ خود اپنا ہاتھ نہ کھینچ لیتا' آپ ﷺ اس کے لیے یہ دعا فرماتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِیْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ. — میں تیرا دین' تیری امانت اور تیرا آخری عمل اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔[۶۵۴]

سنن ترمذی میں حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر کے لیے روانہ ہونے والے آدمی کو کہتے: میرے قریب آؤ تاکہ میں تمہیں اس طرح وداع کروں جیسے رسول اللہ ﷺ ہمیں وداع کیا کرتے تھے' پھر آپ یہ دعا

---

[۶۵۰] مسند احمد ج ۲ ص ۸۷' صحیح ابن حبان: ۲۳/۶۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۰۹' الکبیر للطبرانی: ۱۳/۱۷۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۱۷۳' شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۴۲-۳۴۴۳' الفتوحات ج ۵ ص ۱۱۳' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴

[۶۵۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۰۵-۵۰۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۰۸' مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۸-۴۰۳' ابن ماجہ: ۲۸۲۵' الدعا للطبرانی: ۸۲۳' الفتوحات ج ۵ ص ۱۱۳-۱۱۵' الاحادیث الصحیحہ: ۱۶

[۶۵۲] المعجم الاوسط للطبرانی: ۲۸۶۳' مسند ابی یعلیٰ: ۶۶۸۶' الفتوحات ج ۵ ص ۱۱۵-۱۱۶' الاحادیث الضعیفہ: ۲۲۱۴

[۶۵۳] ابوداؤد: ۲۶۰۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۱۲-۵۱۵' ترمذی: ۳۴۳۹' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵-۳۸-۱۳۶' صحیح ابن حبان: ۲۳/۶۷' حاکم ج ۲ ص ۹۷' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴

[۶۵۴] ترمذی: ۳۴۳۸' ابن ماجہ: ۲۸۲۶' الفتوحات ج ۵ ص ۱۱۷-۱۱۸' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴

کرتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِكَ. میں تیرا دین' تیری امانت اور تیرا انجامِ کار اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۶۵۵]

سنن ابوداؤد و دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن یزید خطمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی لشکر کو وداع فرماتے تو یہ دعا فرماتے:

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ. میں تمہارا دین اور تمہاری امانت اور تمہارا انجامِ کار اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہوں۔[۶۵۶]

سنن ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا سفر کا ارادہ ہے کچھ زادِ راہ عنایت فرما دیں' آپ ﷺ نے فرمایا:

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی. اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا توشہ عطا فرمائے!

اس نے عرض کیا: مزید فرمایئے! آپ ﷺ نے فرمایا:

وَغَفَرَ ذَنْبَکَ. اور وہ تیرے گناہ معاف فرمائے!

اس نے عرض کیا: مزید فرمایئے! آپ ﷺ نے فرمایا:

وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُمَا کُنْتَ. تو جہاں بھی ہو تیرے لیے بھلائیاں آسان فرمائے!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۶۵۷]

باب: بزرگوں سے نصیحت کی درخواست کرنا

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میرا سفر کا ارادہ ہے کچھ نصیحت فرمایئے! آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور ہر بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیریں کہنا' جب وہ پلٹ کر واپس گیا تو آپ ﷺ نے اس طرح دعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ. یااللہ! اس کا دُور کا سفر لپیٹ دے اور اس پر سفر آسان فرما!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۶۵۸]

باب: مقیم کا مسافر کو مقاماتِ مقدسہ پر دعا کی درخواست کرنا اگرچہ مقیم افضل ہو

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ سے عمرہ کی اجازت مانگی' آپ ﷺ نے اجازت عطا فرما دی اور فرمایا: اے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں

[۶۵۵] ترمذی: ۳۴۳۹' مسند احمد ج ۲ ص ۷' مسند ابی یعلیٰ: ۵۶۲۴۔۵۶۷۳' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴

[۶۵۶] ابوداؤد: ۲۶۰۱' حاکم ج ۲ ص ۹۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۰۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۰۴' الاحادیث الصحیحہ: ۵

[۶۵۷] ترمذی: ۳۴۴۰' حاکم ج ۲ ص ۹۷' سنن دارمی: ۲۶۷۴' المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۵۴۳' الدعاء للطبرانی: ۸۱۷' الفتوحات ج ۵ ص ۱۲۰

[۶۵۸] ترمذی: ۳۴۴۱' مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۵۔۳۳۵۔۴۴۳۔۴۷۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۰۵' ابن ماجہ: ۲۷۷۱' شرح السنہ للبغوی: ۱۳۴۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۵۱' الدعاء للطبرانی: ۸۲۲' صحیح ابن حبان: ۲۳۷۸۔۲۳۷۹' حاکم ج ۲ ص ۹۸' الاحادیث الصحیحہ: ۱۷۳۰

بھول نہ جانا' اس موقع پر آپ ﷺ نے ایک بات ارشاد فرمائی اگر اس کے عوض مجھے پوری دنیا بھی دے دی جائے تو مجھے منظور نہ ہوگی۔ایک روایت میں ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

اَشْرِكْنَا يَا اَخِيْ فِيْ دُعَائِكَ. اے بھائی! ہمیں اپنی دعا میں شامل کرنا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۶۵۹]

باب: سواری پر بیٹھتے وقت کیا پڑھے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَOوَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَO

اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے پیدا کیے جن پر تم سوار ہوتے ہوO تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر سوار ہوسکو پھر تم اپنے رب کی نعمت کو یاد کرو جب تم اس پر سیدھے بیٹھ جاؤ اور تم یہ کہو کہ وہ ذات ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جس نے اس سواری کو ہماری قدرت میں کر دیا اور ہم ازخود اس پر قادر ہونے والے نہیں تھےO اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیںO (الزخرف: ۱۲۔۱۴)

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن نسائی میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت علی ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں موجود تھا' آپ کو سواری پیش کی گئی' جب آپ نے رکاب میں قدم رکھا تو پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ. اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے آغاز کر رہا ہوں۔

جب پیٹھ پر سوار ہو گئے تو پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس سواری کو ہماری قدرت میں کر دیا اور ہم ازخود اس پر قادر ہونے والے نہیں تھے' اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں۔

پھر آپ نے تین مرتبہ پڑھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

پھر تین مرتبہ پڑھا:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ. اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔

پھر یہ کلمات پڑھے:

سُبْحَانَكَ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

تیری ذات پاک ہے' میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے' میری مغفرت فرما! بلاشبہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

پھر آپ رضی اللہ عنہ ہنس پڑے' عرض کیا گیا: امیر المومنین! ہنسنے کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو کچھ میں نے پڑھا ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی یہی کچھ پڑھا تھا' پھر آپ ﷺ ہنس پڑے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہنسنے کا سبب کیا ہے؟

[۶۵۹] ابوداؤد: ۳۲۲۔۱۴۹۸' ترمذی: ۳۵۵۷' ابن ماجہ: ۲۸۹۴

آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا رب تبارک وتعالیٰ اپنے بندے سے اس وقت بہت خوش ہوتا ہے جب وہ کہتا ہے: مولا! میرے گناہ بخش دے! اس یقین کے ساتھ کہ میرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

یہ الفاظ سنن ابوداؤد کے ہیں' امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے' بعض نسخوں میں ہے: حسن صحیح ہے۔

[٦٦٠]

صحیح مسلم کی کتاب المناسک میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کے لیے اپنے اونٹ پر تشریف فرما ہوتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے' پھر یہ دعا فرماتے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَO وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَO (الزخرف: ١٣-١٤)

وہ ذات ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جس نے اس سواری کو ہماری قدرت میں کر دیا اور ہم از خود اس پر قادر ہونے والے نہیں تھے' اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف ضرور لوٹنے والے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْاَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی' وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی' اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا' وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ' اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ' وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ' وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَهْلِ.

یا اللہ! ہم تیری بارگاہ میں سوال کرتے ہیں کہ ہمیں اس سفر میں نیکی' تقویٰ اور ایسے عمل کی توفیق عطا فرما جس سے تیری ذات خوش ہو جائے! یا اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان فرمادے اور ہمارے لیے اس کی دوری سمیٹ دے! یا اللہ! اس سفر میں ہمارا محافظ اور ہمارے اہل خانہ کا نگہبان تو ہی ہے' مولا کریم! میں سفر کی تھکاوٹ' حادثات اور اہل و مال میں بُری واپسی سے تیری پناہ مانگتا ہوں!

جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی کلمات ادا فرماتے اور ساتھ یہ اضافہ فرما لیتے:

آئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' اپنے رب کی عبادت کرنے والے' حمد بیان کرنے والے۔

یہ صحیح مسلم کے الفاظ ہیں۔ ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ حضور نبی مکرم ﷺ اور آپ کے لشکر جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیریں کہتے اور جب نیچے اترتے تو تسبیح بیان کرتے۔[٦٦١]

صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت سے اسی کے ہم معنی مرفوع احادیث بھی مروی ہیں۔[٦٦٢]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر فرماتے تو سفر کی تھکن' بُری واپسی' نفع کے بعد نقصان' مظلوم کی بددعا اور اہل و مال میں حادثات سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے۔

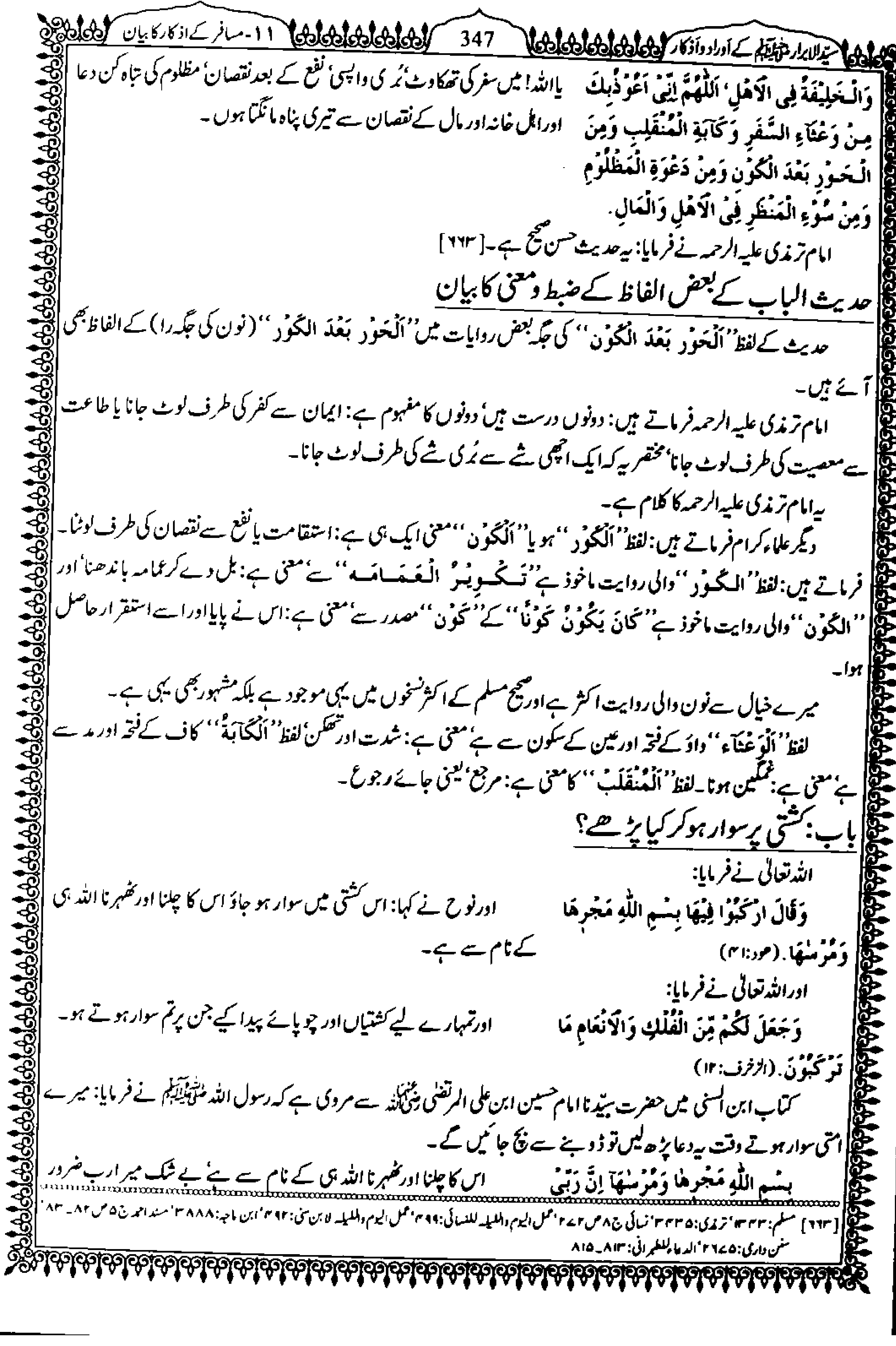
کتاب ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سفر فرماتے تو یہ دعا کرتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ

یا اللہ! اس سفر میں ہمارا محافظ اور ہمارے اہل خانہ کا نگہبان تو ہی ہے'

[٦٦٠] ابوداؤد: ٢٦٠٢' ترمذی: ٣٤٤٣' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٥٠٢' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٤٩٦' مسند احمد ج ١ ص ٩٧-١١٥-١٢٨' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٥ ص ٢٥٢' الدعا للطبرانی: ٧٧٧-٧٨٧' صحیح ابن حبان: ٢٣٨١' حاکم ج ٢ ص ٩٨' الفتوحات ج ٥ ص ١٢٣' الاحادیث الصحیحہ: ١٦٥٣

[٦٦١] مسلم: ١٣٤٢' ترمذی: ٣٤٤٤' ابوداؤد: ٢٥٩٩' مسند احمد ج ٢ ص ١٤٤-١٥٠' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٥٤٨' سنن دارمی: ٢٦٧٦' حاکم ج ٢ ص ٢٥٤' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٥ ص ٢٥١-٢٥٢' صحیح ابن حبان: ٢٦٨٤-٢٦٨٥' الدعا للطبرانی: ٨١٠-٨١٢



وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمُنْقَلَبِ وَمِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ وَمِنْ دَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَمِنْ سُوْءِ الْمَنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ.	یا اللہ! میں سفر کی تھکاوٹ، بُری واپسی، نفع کے بعد نقصان، مظلوم کی تباہ کن دعا اور اہل خانہ اور مال کے نقصان سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۲۶۳]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

حدیث کے لفظ ''اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْنِ'' کی جگہ بعض روایات میں ''اَلْحَوْرِ بَعْدَ الْكَوْرِ'' (نون کی جگہ را) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: دونوں درست ہیں، دونوں کا مفہوم ہے: ایمان سے کفر کی طرف لوٹ جانا یا طاعت سے معصیت کی طرف لوٹ جانا، مختصر یہ کہ ایک اچھی شے سے بُری شے کی طرف لوٹ جانا۔

یہ امام ترمذی علیہ الرحمہ کا کلام ہے۔

دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: لفظ ''اَلْكَوْرِ'' ہو یا ''اَلْكَوْنِ'' معنی ایک ہی ہے: استقامت یا نفع سے نقصان کی طرف لوٹنا۔ فرماتے ہیں: لفظ ''الْكَوْرِ'' والی روایت ماخوذ ہے ''تَكْوِيرُ الْعِمَامَهْ'' سے، معنی ہے: بل دے کر عمامہ باندھنا، اور ''الْكَوْنِ'' والی روایت ماخوذ ہے ''كَانَ يَكُوْنُ كَوْنًا'' کے ''كَوْن'' مصدر سے، معنی ہے: اس نے پایا اور اسے استقرار حاصل ہوا۔

میرے خیال سے نون والی روایت اکثر ہے اور صحیح مسلم کے اکثر نسخوں میں یہی موجود ہے بلکہ مشہور بھی یہی ہے۔

لفظ ''اَلْوَعْثَاءِ'' واؤ کے فتحہ اور عین کے سکون سے ہے، معنی ہے: شدت اور تھکن، لفظ ''اَلْكَآبَةُ'' کاف کے فتحہ اور مد سے ہے، معنی ہے: غمگین ہونا۔ لفظ ''اَلْمُنْقَلَبُ'' کا معنی ہے: مرجع، یعنی جائے رجوع۔

باب: کشتی پر سوار ہو کر کیا پڑھے؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا. (ھود:۴۱)	اور نوح نے کہا: اس کشتی میں سوار ہو جاؤ اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ. (الزخرف:۱۲)	اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے پیدا کیے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔

کتاب ابن السنی میں حضرت سیّدنا امام حسین ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے امتی سوار ہوتے وقت یہ دعا پڑھ لیں تو ڈوبنے سے بچ جائیں گے۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَآ اِنَّ رَبِّيْ	اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ ہی کے نام سے ہے، بے شک میرا رب ضرور

[۲۶۳] مسلم: ۳۳۴۳، ترمذی: ۳۴۳۵، نسائی ج ۸ ص ۲۷۲، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۹۹، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۹۲، ابن ماجہ: ۳۸۸۸، مسند احمد ج ۵ ص ۸۲-۸۳، سنن دارمی: ۲۶۷۵، الدعا للطبرانی: ۸۱۳-۸۱۵

لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ O (ھود:۴۱) بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے O

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ O (الزمر:۶۷)

اور انہوں نے اللہ کی ایسی قدر نہیں کی جیسا اس کی قدر کرنے کا حق تھا اور قیامت کے دن سب زمینیں اسی کی مٹھی میں ہوں گی اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے' وہ ان چیزوں سے پاک اور برتر ہے جن کو وہ اس کا شریک قرار دیتے ہیں O

ابن السنی کے تمام نسخوں میں ''اِذَا رَكِبُوْا'' کے الفاظ ہیں ''فِي السَّفِيْنَةِ'' کا اضافہ نہیں ہے۔[۶۶۴]

باب: سفر میں دعا کا استحباب

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول معظم ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں مقامِ قبولیت میں پہنچ جاتی ہیں' جن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے: (۱) مظلوم کی دعا (۲) مسافر کی دعا (۳) والد کی دعا اولاد کے لیے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے' ابوداؤد کی روایت میں ''عَلٰى وَلَدِهٖ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔[۶۶۵]

باب: مسافر ٹیلے وغیرہ پر چڑھے تو تکبیر کہے اور وادی وغیرہ میں اترے تو تسبیح پڑھے

صحیح بخاری میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: (دورانِ سفر) جب ہم بلندی پر چڑھتے تو تکبیر پڑھتے اور اترتے تو تسبیح پڑھتے۔[۶۶۶]

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے لشکر جب بلندیوں پر چڑھتے تو تکبیریں پڑھتے اور جب نیچے اترتے تو تسبیحات پڑھتے۔

یہ حدیث مبارک ماقبل باب ''جب سواری پر سوار ہو تو کیا پڑھے؟'' میں بیان کردی گئی ہے۔[۶۶۷]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے۔ (راوی کہتے ہیں: میرے خیال میں آپ نے غزوہ کا ذکر بھی فرمایا ہے) اور جب کسی گھاٹی یا ٹیلے پر چڑھتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے' پھر یہ کلمات پڑھتے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ' لَـهُ الْمُلْكُ' وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ' اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ' سَاجِدُوْنَ' لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ' صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ' وَنَصَرَ عَبْدَهٗ' وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ.

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے' واپس لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' عبادت کرنے والے' ہمارے رب کو سجدے کرنے والے' حمد کرنے والے' اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔

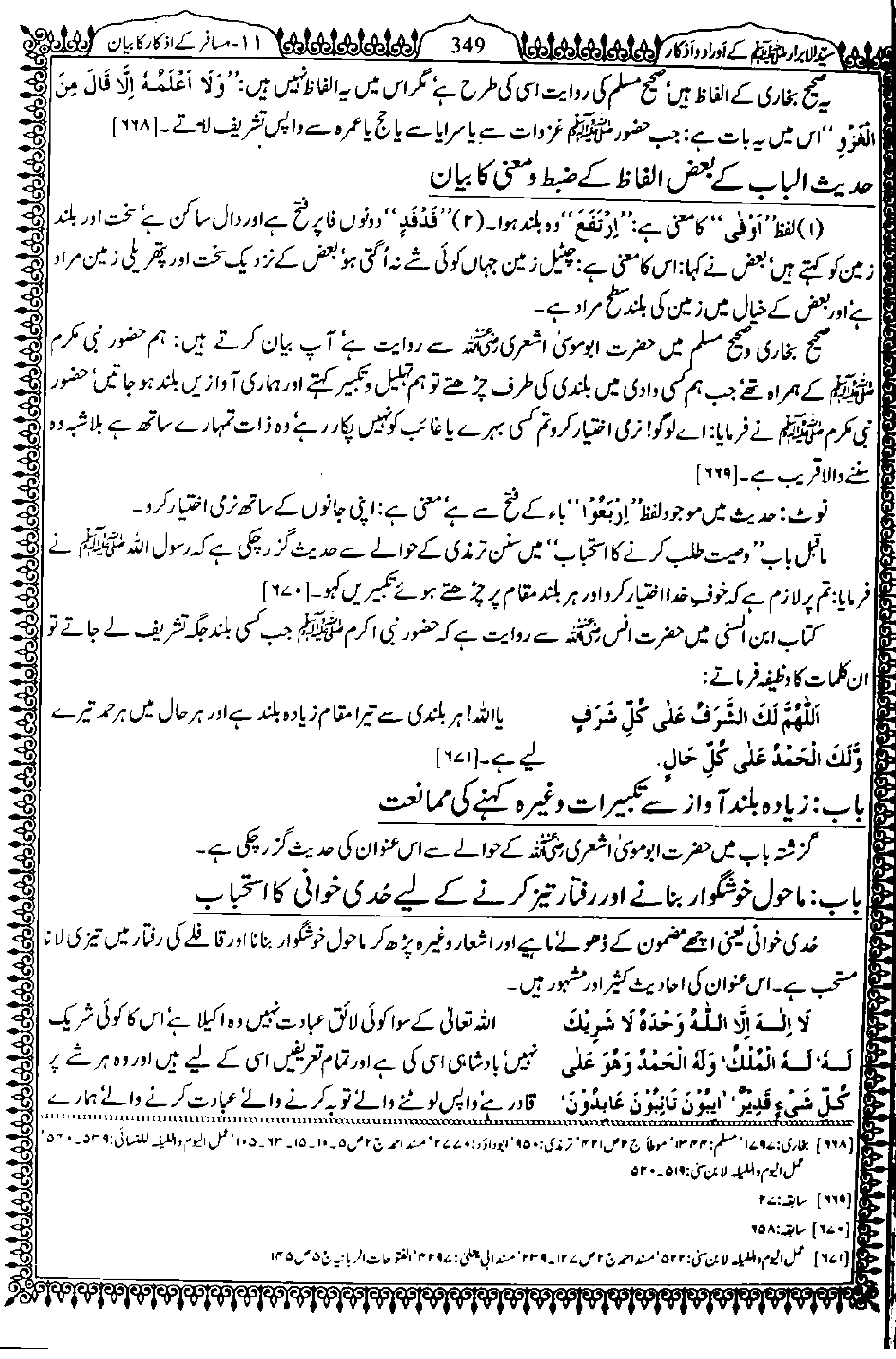
---

[۶۶۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۰۰' مسند ابی یعلیٰ: ۶۷۸۱' الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۲۱۰۳' الدعاء للطبرانی: ۸۰۳-۸۰۴' الاحادیث الضعیفۃ: ۲۹۳۲

[۶۶۵] الادب المفرد للبخاری: ۳۲-۴۸۱' ابوداؤد: ۱۵۳۶' ترمذی: ۱۹۰۶' ابن ماجہ: ۳۸۶۲' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۸-۳۶۷-۳۶۸-۴۷۸-۵۱۷-۵۲۳' صحیح ابن حبان: ۲۴۰۶' شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۹۴-۳۶۳۷' الدعاء للطبرانی: ۱۳۱۴-۱۳۲۳-۱۳۲۵' الاحادیث الصحیحۃ: ۵۹۶-۱۷۹۷

[۶۶۶] بخاری: ۲۹۹۳-۲۹۹۴' مسند احمد ج ۳ ص ۳۳۳' سنن دارمی: ۲۶۷۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۴۱-۵۴۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۱۶

[۶۶۷] ابوداؤد: ۲۵۹۹' الفتوحات الربانیۃ ج ۵ ص ۱۴۰



یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں، صحیح مسلم کی روایت اسی کی طرح ہے، مگر اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں: ''وَلَا اَعْلَمُهُ اِلَّا قَالَ مِنَ الْغَزْوِ'' اس میں یہ بات ہے: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوات سے یا سرایا سے یا حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے۔[۶۶۸]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

(۱) لفظ ''اَوْفٰی'' کا معنی ہے: ''اِرْتَفَعَ'' وہ بلند ہوا۔ (۲) ''فَدْفَدٍ'' دونوں فا پر فتح ہے اور دال ساکن ہے، سخت اور بلند زمین کو کہتے ہیں، بعض نے کہا: اس کا معنی ہے: چٹیل زمین جہاں کوئی شے نہ اُگتی ہو، بعض کے نزدیک سخت اور پتھریلی زمین مراد ہے، اور بعض کے خیال میں زمین کی بلند سطح مراد ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان کرتے ہیں: ہم حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے، جب ہم کسی وادی میں بلندی کی طرف چڑھتے تو ہم تہلیل و تکبیر کہتے اور ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں، حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! نرمی اختیار کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے، وہ ذات تمہارے ساتھ ہے بلاشبہ وہ سننے والا قریب ہے۔[۶۶۹]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''اِرْبَعُوْا'' باء کے فتح سے ہے، معنی ہے: اپنی جانوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو۔

ماقبل باب ''وصیت طلب کرنے کا استحباب'' میں سنن ترمذی کے حوالے سے حدیث گزر چکی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے کہ خوفِ خدا اختیار کرو اور ہر بلند مقام پر چڑھتے ہوئے تکبیریں کہو۔[۶۷۰]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی بلند جگہ تشریف لے جاتے تو ان کلمات کا وظیفہ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَّلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.	یا اللہ! ہر بلندی سے تیرا مقام زیادہ بلند ہے اور ہر حال میں ہر حمد تیرے لیے ہے۔[۶۷۱]

باب: زیادہ بلند آواز سے تکبیرات وغیرہ کہنے کی ممانعت

گزشتہ باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس عنوان کی حدیث گزر چکی ہے۔

باب: ماحول خوشگوار بنانے اور رفتار تیز کرنے کے لیے حُدی خوانی کا استحباب

حُدی خوانی یعنی اچھے مضمون کے ڈھولے، ماہیے اور اشعار وغیرہ پڑھ کر ماحول خوشگوار بنانا اور قافلے کی رفتار میں تیزی لانا مستحب ہے۔ اس عنوان کی احادیث کثیر اور مشہور ہیں۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اٰيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ،	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے، واپس لوٹنے والے، توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، ہمارے

[۶۶۸] بخاری: ۱۷۹۷، مسلم: ۱۳۴۴، موطا: ج ۲ ص ۴۲۱، ترمذی: ۹۵۰، ابوداؤد: ۲۷۷۰، مسند احمد ج ۲ ص ۵-۱۰-۱۵-۶۳-۱۰۵، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۳۹-۵۴۰، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۱۹-۵۲۰

[۶۶۹] سابقہ: ۲۷

[۶۷۰] سابقہ: ۶۵۸

[۶۷۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۲۲، مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۷-۲۳۹، مسند ابی یعلیٰ: ۴۲۹۷، الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۱۳۵

سَاجِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ، وَنَصَرَ عَبْدَهٗ، وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. رب کو سجدے کرنے والے حمد کرنے والے اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور تنہا تمام لشکروں کو شکست دی۔

باب: سواری کا جانور بدک کر بھاگ جائے تو آدمی کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی سواری جنگل میں بھاگ جائے تو وہ اس طرح پکارے:

يَا عِبَادَ اللّٰهِ! اِحْبِسُوْا! يَا عِبَادَ اللّٰهِ! اِحْبِسُوْا. اے اللہ کے بندو! اسے روک لو! اے اللہ کے بندو! اسے روک لو!

کیونکہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے روکنے والے بندے موجود ہوتے ہیں جو اسے روک لیں گے۔[۶۷۲]

مشائخ عظام کا عمل اور حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا چشم دید واقعہ

علمی حوالے سے ہمارے ایک عظیم بزرگ بیان فرماتے ہیں کہ ان کی سواری چھوٹ کر بھاگ گئی میرے خیال میں وہ سواری خچر تھی، وہ اس حدیث مبارک سے آگاہ تھے، انہوں نے یہ کلمات کہے، اللہ تعالیٰ نے وہ جانور اسی وقت روک دیا۔

ایک دفعہ میں ایک قافلے کے ہمراہ سفر کر رہا تھا، ہمارا ایک جانور بھاگ نکلا، لوگ اسے پکڑنے سے عاجز آ گئے، میں نے ان کلمات سے نداء کی، یہ کلمات کہنے کی دیر تھی بغیر کسی ظاہری سبب کے وہ جانور فوراً رک گیا۔

باب: سرکش جانور کا سوار کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں نیک، متقی، دیانت دار اور جلیل القدر تابعی حضرت ابوعبداللہ یونس ابن عبید ابن دینار علیہ الرحمہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: جو آدمی کسی سرکش جانور پر سوار ہو اور اس کے کان میں یہ آیہ مبارکہ پڑھ دے:

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَO (آل عمران: ۸۳) کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کی تلاش کرتے ہیں، حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کی سب مخلوق نے خوشی اور ناخوشی سے اسی کی اطاعت کی ہے اور اسی کی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گےO

تو وہ جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی وقت بغاوت سے باز آ جائے گا۔[۶۷۳]

باب: مسافر کسی بستی کو دیکھے تو کیا پڑھے؟

سنن نسائی اور کتاب ابن السنی میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے، اسے دیکھ کر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ، وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ، وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ، وَرَبَّ الرِّيَاحِ اے اللہ! اے سات آسمانوں اور اس چیز کے رب جس پر یہ سایہ فگن ہیں، سات زمینوں اور اس چیز کے رب جسے انہوں نے اٹھا رکھا ہے، شیاطین اور اس کے رب جسے انہوں نے گمراہ کر رکھا ہے، ہواؤں اور اس چیز کے رب

[۶۷۲] عمل الیوم والليلة لابن سنی: ۵۰۸، الکبیر للطبرانی: ۱۰۵۱۸، مسند ابی یعلیٰ: ۵۲۶۹، الفتوحات ج ۵ ص ۱۵۰، الاحادیث الضعیفة: ۶۵۵

[۶۷۳] عمل الیوم والليلة لابن سنی: ۵۱۰، الفتوحات ج ۵ ص ۱۵۲

وَمَا ذَرَيْنَ، اَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَخَيْرَ مَا فِيْهَا، وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا.

جسے یہ بکھیر رہی ہیں! میں تیری بارگاہ میں اس بستی کی بھلائی، اس کے باشندگان کی بھلائی اور جو کچھ اس میں ہے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، میں اس بستی کے شر، اس کے رہنے والوں کے شر اور اس کی ہر چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۶۷۴]

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی علاقے میں داخل ہونے کا ارادہ فرماتے، اسے دیکھ کر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهٖ وَخَيْرِ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَمَعْتَ فِيْهَا، اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حَيَاهَا، وَاَعِذْنَا مِنْ وَّبَاهَا، وَحَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا، وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا.

یااللہ کریم! میں تیری بارگاہِ اقدس میں اس جگہ کی بھلائی اور جو کچھ تو نے اس میں جمع فرمایا ہے، اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور میں اس کے شر اور جو کچھ تو نے اس میں جمع فرمایا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، یا اللہ! ہمیں اس مقام کی تروتازگی عطا فرما اور اس کی وباء سے ہمیں محفوظ فرما! اور اس کے باشندگان کے دلوں میں ہماری محبت ڈال دے اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے![۶۷۵]

باب: مسافر ڈاکوؤں وغیرہ سے خوف زدہ ہو تو کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی قوم سے خوف محسوس فرماتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ.

مولا کریم! ہم ان کے سینے تیرے حوالے کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

اور مستحب ہے کہ اس کے ساتھ وہ دعا کرے جو مصائب کے وقت کی جاتی ہے، جس کا ذکر گزر چکا ہے۔[۶۷۶]

باب: جب مسافر کو جادوگر جنات گمراہ کرنا چاہیں تو وہ کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تمہیں جادوگر جنات گمراہ کرنا چاہیں تو اذان دیا کرو۔[۶۷۷]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''اَلْغِيْلَانُ'' کا معنی ہے: جادوگر جن اور شیاطین، اور لفظ ''تَغَوَّلَتْ'' کا معنی ہے: مختلف صورتیں اپنا کر آئیں۔

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ان کے شر کو اذان پڑھ کر دور کرو کیونکہ شیطان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتا ہے۔ اس موضوع پر ماقبل باب ''جب شیطان عارض ہو تو کیا پڑھے؟'' میں اذکار بیان کر دیئے گئے ہیں، اور یہ بھی بیان

[۶۷۴] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۴۳۔۵۴۴، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۲۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۵۲، صحیح ابن حبان: ۲۷۷۳، حاکم ج ۱ ص ۴۴۶۔ ج ۲ ص ۱۰۰۔ ۱۰۱، الفتوحات ج ۵ ص ۱۵۲، تمام المنۃ ص ۳۲۳

[۶۷۵] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۲۷، الفتوحات ج ۵ ص ۱۵۸، تمام المنۃ ص ۳۲۳۔۳۲۴

[۶۷۶] سابقہ: ۴۷۲۔۶۲۵

[۶۷۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۲۳، مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۵۔۳۸۲، بزار: ۳۱۲۹، الدعاء للطبرانی: ۲۰۰۹، المعجم الاوسط للطبرانی: ۷۲۳۲، الفتوحات ج ۵ ص ۱۶۱، الاحادیث الضعیفہ: ۱۱۴۰، مسند ابویعلیٰ: ۲۲۱۹

کر دیا گیا ہے کہ ایسے موقع پر مذکور قرآنی آیات کی تلاوت میں مشغول رہے وہاں ''غول'' اور ''غیلان'' والی احادیث اور ان میں اختلافِ علماء بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں بھی وضاحت سے میں نے بیان کر دیا ہے' تفصیل کا شائق وہاں سے مطالعہ کر سکتا ہے۔

باب: جب مسافر کسی منزل پر قیام کرے تو کیا پڑھے؟

صحیح مسلم' مؤطا امام مالک' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو مسافر کسی جگہ قیام کرے اور یہ کلمات پڑھ لے:

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ مانگتا ہوں اس کی مخلوق کے شر سے۔

تو اس مقام سے کوچ کرنے تک اسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔[۶۷۸]

سنن ابوداؤد و دیگر کتب میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر فرماتے رات ہو جاتی تو یہ دعا فرماتے:

يَا اَرْضُ رَبِّىْ وَرَبُّكِ اللّٰهُ' اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّكِ وَشَرِّ مَا فِيْكِ' وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِيْكِ' وَشَرِّ مَا يَدِبُّ عَلَيْكِ' اَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ' وَمِنَ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ' وَمِنْ سَاكِنِ الْبَلَدِ' وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ.

اے زمین! تیرا اور میرا رب اللہ تعالیٰ ہے' میں تیرے شر' تیرے اندر موجود اشیاء کے شر' تیرے اندر کی مخلوق کے شر اور تیرے اوپر چلنے والی مخلوق کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں' (اے اللہ!) میں شیر' انسان' سانپ' بچھو' اس مقام کے جنات' ابلیس اور اس کی اولاد سے تیری پناہ مانگتا ہوں![۶۷۹]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کے معانی کا بیان

امام خطابی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لفظ ''سَاكِنُ الْبَلَد'' سے اس مقام کے رہائشی جنات مراد ہیں' اور ''اَلْبَلَدْ'' سے مراد اس مقام کی رہائش گاہ ہے اگرچہ وہاں کوئی مکان اور عمارت وغیرہ نہ ہو اور ممکن ہے لفظ ''وَالِد'' سے مراد ابلیس اور ''وَلَدَ'' سے مراد اس کی اولاد شیاطین ہوں' امام خطابی علیہ الرحمہ کا کلام مکمل ہوا۔

''اَلْاَسْوَدُ'' سے مراد شخص ہے کیونکہ ہر شخص کو اسود کہا جا سکتا ہے۔

باب: سفر سے واپس لوٹتے ہوئے کیا پڑھے؟

ماقبل باب'' مسافر بلندی پر چڑھتے ہوئے تکبیر پڑھے'' میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں بیان کردہ وظیفہ پڑھنا سنت ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم ﷺ کے ہمراہ میں اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سفر سے واپس آ رہے تھے' ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سوار جہانگیر ﷺ کے پیچھے اونٹنی پر سوار تھیں' جب مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

---

[۶۷۸] مسلم: ۷۰۸'۲' موطأ ج ۲ ص ۹۷۸' ترمذی: ۳۴۳۳' مسند احمد ج ۶ ص ۳۷۷' ۳۷۸-۳۰۹' سنن دارمی: ۲۶۸۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۶۰-۵۶۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۲۸' ابن ماجہ: ۳۵۴۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۵۳' الدعاء للطبرانی: ۸۳۰-۸۳۳

[۶۷۹] ابوداؤد: ۲۶۰۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۳۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۶۳' الدعاء للطبرانی: ۸۳۴' حاکم ج ۲ ص ۱۰۰' تخریج الکلم للالبانی: ۱۷۸

اٰئِبُوْنَ تَـائِبُوْنَ عَـابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ. — لوٹنے والے' توبہ کرنے والے' ہمارے رب کی عبادت کرنے والے' اس کی حمد کرنے والے!

حضور ﷺ مسلسل ان کلمات کا وظیفہ فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ [۶۸۰]

باب: نمازِ فجر کے بعد مسافر کیا پڑھے؟

نمازِ فجر کے بعد جو دیگر لوگوں کے وظائف واذکار ہیں وہی مسافر کے لیے مستحب ہیں۔

ان اذکار کے ساتھ وہ ذکر بھی مستحب ہے جو کتاب ابن السنی میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب نمازِ فجر ادا فرمائی۔ راوی فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ یہ کسی سفر کا واقعہ ہے...... تو آپ ﷺ نے بلند آواز سے دعا فرمائی حتیٰ کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی سن لی۔ آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ جَعَلْتَهُ عِصْمَةَ اَمْرِيْ' اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ جَعَلْتَ فِيْهَا مَعَاشِيْ. — یا اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جسے تو نے میرے معاملہ کی عصمت و پاک دامنی بنایا ہے۔ یا اللہ! میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں تو نے میری معیشت رکھی ہے۔

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِي الَّتِيْ جَعَلْتَ اِلَيْهَا مَرْجِعِيْ. — یا اللہ! میری آخرت کی اصلاح فرما جسے تو نے میرا مرجع بنایا ہے۔

پھر تین مرتبہ یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ' اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ. — یا اللہ! میں تیرے غصہ سے تیری خوشنودی کی پناہ مانگتا ہوں! یا اللہ! میں تیرے غضب سے تیری رحمت کی پناہ مانگتا ہوں۔

پھر ایک مرتبہ یہ دعا فرمائی:

لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ' وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ' وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. — جو تو عطا فرمائے اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو تو روک دے اسے دینے والا کوئی نہیں' اور تیرے مقابلے میں کسی کی کوشش سودمند نہیں ہو سکتی۔ [۶۸۱]

باب: اپنا شہر یا گاؤں دیکھے تو کیا دعا کرے؟

ماقبل باب ''سفر سے واپس لوٹتے ہوئے کیا پڑھے؟'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کردہ وظیفہ اور باب ''جب بستی دیکھے تو کیا پڑھے؟'' میں بیان کردہ وظائف پڑھنا مستحب ہے۔

اور ان اذکار و وظائف کے ساتھ یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِهَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا. — مولا کریم! ہمارے لیے اس شہر میں سکون اور پاکیزہ رزق پیدا فرما! [۶۸۲]

[۶۸۰] مسلم: ۱۳۴۵' مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۷-۱۸۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۵۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۲۶

[۶۸۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۵۵' مسلم: ۲۷۲۰' الفتوحات ج ۵ ص ۱۶۹' الدعا للطبرانی: ۶۵۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۱۳۷' السنن ج ۳ ص ۷۳

باب: مسافر واپس آ کر گھر داخل ہو تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لا کر گھر قدم مبارک رکھتے تو یہ دعا فرماتے:

تَوْبًا تَوْبًا لِّرَبِّنَا اَوْبًا لَّا یُغَادِرُ حَوْبًا.

الٰہی! ہم تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں توبہ ہر کسی نے ہمارے رب تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے وہ کوئی گناہ نہیں چھوڑے گا (بلکہ سب معاف فرما دے گا)۔[٦٨٣]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے معانی اور ضبط کا بیان

لفظ ''تَوْبًا تَوْبًا'' ان الفاظ سے توبہ کا سوال کیا گیا ہے یہ منصوب ہے تقدیر عبارت ہے: ''تُبْ عَلَیْنَا تَوْبًا'' (ہماری توبہ قبول فرما!) یا ''نَسْاَلُكَ تَوْبًا تَوْبًا'' (ہم تجھ سے توبہ کا سوال کرتے ہیں) لفظ ''اَوْبًا'' بھی ''تَوْبًا'' کے ہم معنی ہے۔ یہ ''آبَ'' بمعنی ''رَجَعَ'' سے ماخوذ ہے معنی ہے: لوٹنا۔ لفظ ''لَا یُغَادِرُ'' کا معنی ہے: وہ نہیں چھوڑے گا۔ لفظ ''حَوْبًا'' حاء کے فتحہ اور ضمہ سے دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے معنی ہے: گناہ۔

باب: مسافر لوٹ کر گھر آئے تو استقبال کرنے والے کیا کہیں؟

مستحب ہے کہ مسافر کا استقبال ان الفاظ سے کیا جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَلَّمَكَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تجھے محفوظ و سلامت رکھا۔

یا ان کلمات سے استقبال کیا جائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَمَعَ الشَّمْلَ بِكَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے تمہارے متفرق اُمور جمع کر دیئے۔

ان کے ہم معنی دیگر کلمات سے بھی استقبال کیا جا سکتا ہے جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء اور شکر کا مفہوم پایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ. (ابراہیم:۷)

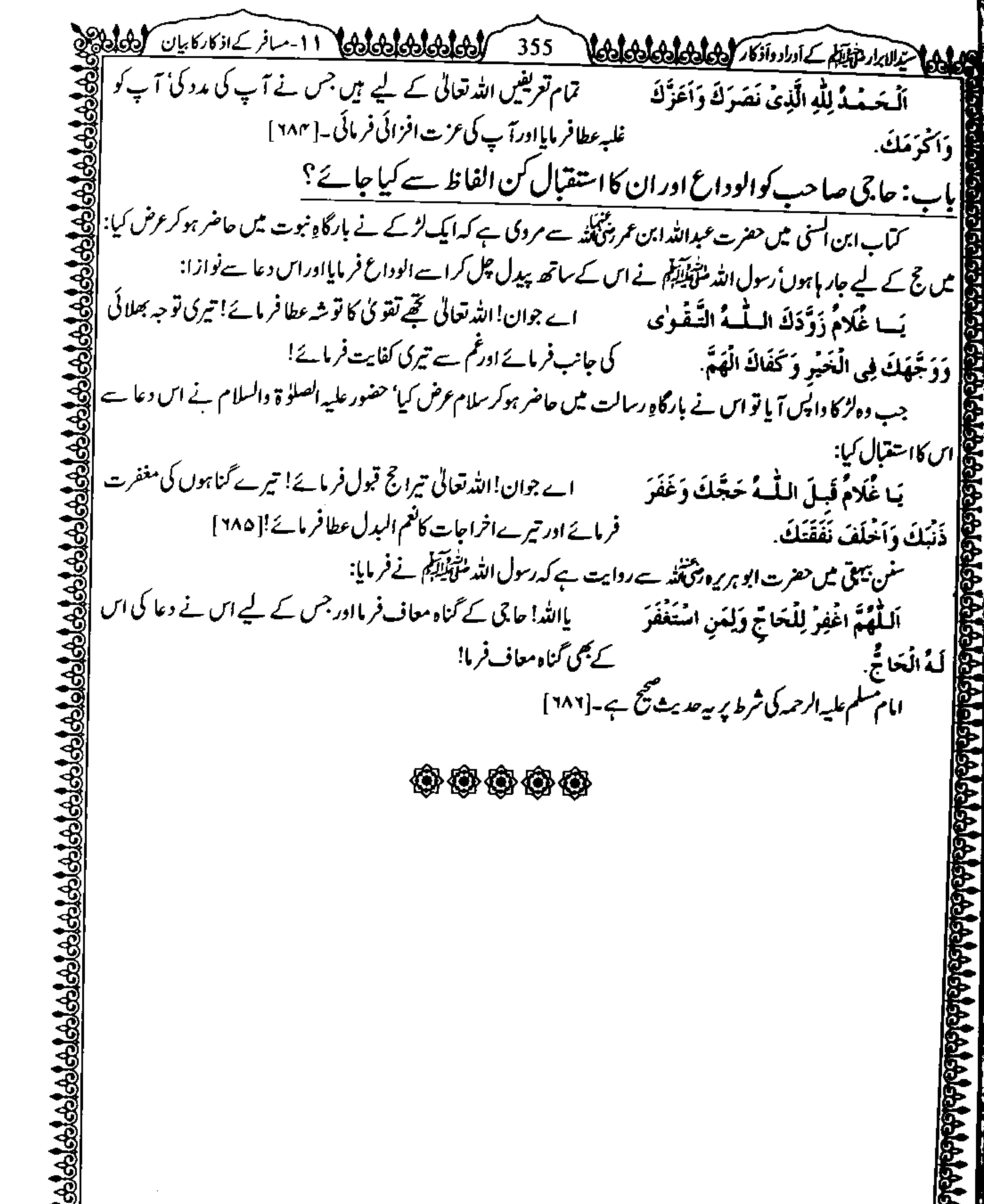
اور یاد کرو جب تمہارے رب نے آگاہ کر دیا تھا کہ اگر تم نے شکر کیا تو میں ضرور تم کو زیادہ (نعمت) دوں گا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پر بھی عمل کیا جا سکتا ہے جو مابعد باب میں آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

باب: جو آدمی جہاد سے واپس آئے اس کا استقبال کیسے کیا جائے؟

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آپ بیان فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ جہاد کے لیے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے میں نے آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑ کر ان کلمات سے آپ کا استقبال کیا:

[٦٨٣] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۵۳۱' مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۹-۳۰۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۵۰' الکبیر للطبرانی:۷۵-۱۲' المعجم الاوسط للطبرانی:۱۵۵۱' الدعاء للطبرانی:۸۵۲' مسند ابی یعلیٰ:۲۳۵۳' بزار:۳۱۲۷' الفتوحات ج ۵ ص ۱۷۲-۱۷۳' مجمع ج ۱۰ ص ۱۲۹-۱۳۰



اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ نَصَرَكَ وَاَعَزَّكَ وَاَكْرَمَكَ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے آپ کی مدد کی' آپ کو غلبہ عطا فرمایا اور آپ کی عزت افزائی فرمائی۔[۶۸۴]

باب: حاجی صاحب کو الوداع اور ان کا استقبال کن الفاظ سے کیا جائے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک لڑکے نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں حج کے لیے جا رہا ہوں' رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ پیدل چل کر اسے الوداع فرمایا اور اس دعا سے نوازا:

یَا غُلَامُ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی وَوَجَّهَكَ فِی الْخَیْرِ وَكَفَاكَ الْهَمَّ. اے جوان! اللہ تعالیٰ تجھے تقویٰ کا توشہ عطا فرمائے! تیری توجہ بھلائی کی جانب فرمائے اور غم سے تیری کفایت فرمائے!

جب وہ لڑکا واپس آیا تو اس نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا' حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دعا سے اس کا استقبال کیا:

یَا غُلَامُ قَبِلَ اللّٰهُ حَجَّكَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَاَخْلَفَ نَفَقَتَكَ. اے جوان! اللہ تعالیٰ تیرا حج قبول فرمائے! تیرے گناہوں کی مغفرت فرمائے اور تیرے اخراجات کا نعم البدل عطا فرمائے![۶۸۵]

سنن بیہقی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. یا اللہ! حاجی کے گناہ معاف فرما اور جس کے لیے اس نے دعا کی اس کے بھی گناہ معاف فرما!

امام مسلم علیہ الرحمہ کی شرط پر یہ حدیث صحیح ہے۔[۶۸۶]

❁❁❁❁❁

[۶۸۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۳۲' مسلم: ۲۱۰۶-۲۱۰۷' ابوداؤد: ۴۱۵۳-۴۱۵۵' نسائی ج ۸ ص ۲۱۲-۲۱۳' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۵۵۸

[۶۸۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵۳۳' الدعا للطبرانی: ۸۱۹' المعجم الاوسط للطبرانی: ۴۵۳۵

[۶۸۶] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۶۱' بزار: ۱۱۵۵' الصغیر للطبرانی: ۱۰۸۹' حاکم ج ۱ ص ۴۴۱' الفتوحات ج ۵ ص ۱۷۷' المجمع ج ۳ ص ۲۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۲

کھانے اور پینے والے کے اذکار

باب: جب کھانا آدمی کے قریب لایا جائے تو وہ کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے جب کھانا قریب لایا جاتا تو آپ یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ.

پروردگارِ عالم! جو رزق تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت پیدا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا' اللہ کے نام سے آغاز کررہا ہوں۔

[۶۸۷]

باب: مہمان کے سامنے کھانا رکھ کر اسے تناول فرمائیں' وغیرہ کہنا مستحب ہے

میزبان کے لیے مستحب ہے کہ مہمان کے سامنے کھانا لگا کر اسے کہے: بسم اللہ پڑھیں' یا تناول فرمائیں' یا دعا فرمائیں' یا ان جیسا کوئی اور لفظ جو صراحت سے دلالت کرے کہ کھانا شروع کرنے کی اجازت دی جارہی ہے۔ کھانے کے جواز کے لیے ایسے الفاظ کی زبان سے ادائیگی ضروری نہیں بلکہ میزبان کا کھانا پیش کردینا ہی کافی ہے' اور محض کھانا آگے لا کر رکھ دینے سے ہی مہمان کے لیے جائز ہوجاتا ہے' الفاظ شرط نہیں بلکہ مستحب ہیں۔

ہمارے بعض علماء کا خیال ہے کہ کھانے کے جواز کے لیے میزبان کا زبان سے اجازت دینا ضروری ہے جبکہ درست پہلا مذہب ہی ہے۔ احادیث مبارکہ میں جہاں اجازت کے الفاظ کا ذکر ہے' وہ استحباب پر محمول ہیں۔

باب: کھانے اور پینے کے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عمر ابن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام پڑھو اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ [۶۸۸]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو آغاز میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لے' اور اگر کھانے کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ذکر کرنا بھول جائے تو وہ یوں کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ.

اللہ تعالیٰ کے نامِ نامی سے کھانے کا آغاز اور اختتام کرتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ [۶۸۹]

---

[۶۸۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۵۷۔۴۶۲' الدعاء للطبرانی: ۸۸۸' الفتوحات ج ۵ ص ۱۷۸' ابن عدی ج ۶ ص ۱۶۷۹

[۶۸۸] بخاری: ۵۳۷۶۔۵۳۷۷۔۵۳۷۸' مسلم: ۲۰۲۲' موطأ ج ۲ ص ۹۳۴' ابوداؤد: ۳۷۷۷' ترمذی: ۱۸۵۸' ابن ماجہ: ۳۲۶۷' مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۔۲۷' سنن دارمی: ۲۰۲۵۔۲۰۵۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۷۴۔۲۸۰' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۷۷' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۳۴' الدعاء للطبرانی: ۸۸۴۔۸۸۷' شرح السنہ للبغوی: ۲۸۲۳' صحیح ابن حبان: ۵۱۸۸۔۵۱۸۹۔۵۱۹۲' جامع الاصول: ۵۴۳۵

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب آدمی اپنے گھر داخل ہوتا ہے' اگر داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرلے تو شیطان اپنے کارندوں (Workers) سے کہتا ہے: تمہارے لیے یہاں نہ رات بسر کرنے کی گنجائش ہے اور نہ ہی رات کا کھانا ہے' اور اگر اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ذکر کیے بغیر گھر داخل ہو گیا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات رہنے کی اجازت مل گئی' اگر کھانا کھاتے وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو شیطان کہتا ہے: تمہیں رات بسر کرنے کا موقع اور کھانا کھانے کی اجازت مل گئی۔[۶۹۰]

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا عظیم معجزہ بیان کیا گیا ہے۔ جب حضرت ابوطلحہ اور حضرت اُم سُلیم رضی اللہ عنہما نے تاجدارِ کونین ﷺ کو کھانے کی دعوت پیش کی' حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر حضور ﷺ نے فرمایا: دس دس آدمیوں کو اندر آنے کی اجازت دو' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے دس آدمی اندر بُلا لیے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے انہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ کا نام مبارک پڑھ کر کھاتے جاؤ' وہ اسی طرح کھاتے رہے حتیٰ کہ اسی (۸۰) افراد نے وہ کھانا کھالیا۔[۶۹۱]

صحیح مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: جب کبھی ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں کسی دسترخوان پر موجود ہوتے تو جب تک حضور ﷺ کھانے کا آغاز نہ فرماتے ہم اپنے ہاتھ روک کر رکھتے' ایک مرتبہ ہم آپ ﷺ کے ہمراہ ایک دسترخوان پر موجود تھے' ایک بچی دوڑتی ہوئی آئی' لگتا تھا اسے کوئی دھکے دے کر لا رہا ہے' اس نے آتے ہی کھانے میں ہاتھ ڈالنا چاہا' حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' پھر اسی انداز سے ایک اَعرابی آیا' حضور اکرم ﷺ نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا۔

پھر فرمایا: بے شک شیطان اپنے لیے کھانا حلال کرنا چاہتا ہے' اس طرح کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ذکر نہ کیا جائے' وہ اس بچی کو لایا تھا تاکہ اس کے ذریعے اپنے لیے کھانا ممکن بنالے میں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا' اسی طرح اَعرابی کو لایا میں نے اس کا بھی ہاتھ پکڑ لیا' اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! ان دونوں کے ہاتھوں کے ساتھ میں نے شیطان بھی پکڑ رکھا ہے' پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ذکر فرمایا اور کھانے کا آغاز فرمایا۔[۶۹۲]

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت امیہ ابن مخشی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے' پاس ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا' وہ بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا کھاتا رہا یہاں تک کہ ایک لقمہ باقی رہ گیا' آخری لقمہ منہ کی طرف اُٹھاتے ہوئے اس نے پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ. اللہ تعالیٰ کے نام سے کھانے کا آغاز اور اختتام کرتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: شیطان مسلسل اس کے ساتھ کھانا کھاتا رہا' جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک ذکر کیا تو شیطان نے اپنے پیٹ میں موجود کھانا بذریعہ قے باہر نکال دیا۔[۶۹۳]

---

[۶۸۹] ابوداؤد:۳۷۶۷' ترمذی:۱۸۵۹' مسند احمد ج۶ ص۱۴۳_۲۴۶_۲۶۵' ابن ماجہ:۳۲۶۴' سنن دارمی:۲۰۲۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۲۸۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷ ص۲۷۶' شعب الایمان للبیہقی:۵۸۳۲' صحیح ابن حبان:۱۳۴۱' حاکم ج۴ ص۱۰۸' الفتوحات ج۵ ص۱۸۲_۱۸۳' الارواء للالبانی:۱۹۶۵

[۶۹۰] سابقہ:۶۲

[۶۹۱] بخاری:۳۳۲' مسلم:۲۰۴۰' موطا ج۲ ص۹۲۷_۹۲۸' ترمذی:۳۶۳۴

[۶۹۲] مسلم:۲۰۱۷' ابوداؤد:۳۷۶۶' مسند احمد ج۵ ص۳۸۳_۳۹۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۲۷۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۴۵۸' حاکم ج۴ ص۱۰۸' شعب الایمان للبیہقی:۵۸۳۰

[۶۹۳] ابوداؤد:۳۷۶۸' مسند احمد ج۴ ص۳۳۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی:۲۸۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۴۶۱' شعب الایمان:۵۸۳۵' حاکم ج۴ ص۱۰۸' المجتبیٰ ج۱۰

ایک ضروری وضاحت

حدیث میں موجود لفظ ''مخشی'' میم کے فتحہ، خاء کے سکون، شین کے کسرہ اور یا کی تشدید سے ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ابتداءً ترکِ تسمیہ کی جانب توجہ نہیں تھی، اس کے تسمیہ پڑھنے سے توجہ اس جانب مبذول ہوئی ورنہ آپ ﷺ کبھی خاموشی اختیار نہ فرماتے۔

سنن ترمذی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے چھ صحابہ کرام کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرما رہے تھے، ایک اعرابی آیا اس نے دو نوالے لیے اور کھانا ختم کر دیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ بسم اللہ پڑھ لیتا تو یہ کھانا تم سب کو کافی ہو جاتا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ [۶۹۴]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے وہ فارغ ہو کر سورۂ اخلاص پڑھ لے۔ [۶۹۵]

چند دیگر ضروری وضاحتیں

تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ کھانے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھنا مستحب ہے، اگر ابتداء میں جان بوجھ کر، بھول کر، کسی مجبوری کے باعث یا کسی اور عارضہ کی بناء پر تسمیہ ترک کر دیا، اور درمیان میں ممکن ہو گیا تو از روئے حدیث یہ کلمات پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ. اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے کھانے کا آغاز اور اختتام کرتا ہوں۔

جو حکم کھانا کھاتے وقت تسمیہ پڑھنے کا ہے پانی، دودھ، شہد، شوربہ اور دیگر مشروبات اور ماکولات کا بھی وہی حکم ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ دیگر لوگ متنبہ ہو جائیں اور اس کی پیروی کرتے ہوئے وہ بھی بسم اللہ پڑھ لیں۔

فصل: تسمیہ کے الفاظ اور دیگر احکام کا بیان

تسمیہ کے بہترین الفاظ یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اگر کسی نے صرف اتنے الفاظ کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ. اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

تو یہ بھی کافی ہیں اور ان سے سنتِ تسمیہ پر عمل ہو جائے گا۔ اس مسئلہ میں جنبی، حائض اور دیگر تمام افراد کے احکام برابر ہیں۔

چند لوگ مل کر کھانا کھا رہے ہوں تو بہتر ہے سب بسم اللہ پڑھیں اور اگر صرف ایک نے پڑھی تو دوسروں کی جانب سے کفایت کر جائے گی۔ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اسی طرح بیان فرمایا ہے۔ آپ کے حالاتِ زندگی پر لکھی گئی کتاب ''کتاب

ص ۳۷، الاروا ملالبانی: ۱۹۶۵، ضعیف ابوداؤد: ۸۰۶

[۶۹۴] سابقہ: ۶۸۹

[۶۹۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۰، الدعا للطبرانی: ۸۹۰، المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۸۶۳

الطبقات'' میں ایک جماعت سے میں نے یہ بات نقل کی ہے۔

یہ مسئلہ سلام اور چھینک کا جواب دینے کی مثل ہے کہ ان میں ایک آدمی کا جواب جماعت کی طرف سے کفایت کر جاتا ہے۔

باب: کھانے اور پینے والی اشیاء میں عیب نہ نکالے جائیں

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا' اگر پسند ہوتا تناول فرمالیتے' نہ پسند ہوتا تو ترک فرمادیتے۔

صحیح مسلم کی روایت اس طرح ہے: اگر پسند نہ ہوتا تو خاموش رہتے۔[۶۹۶]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ہُلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: ایک ایسا کھانا ہے جس سے میں پرہیز کرنا چاہتا ہوں تاکہ گناہ سے بچ جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے سینے میں کوئی ایسی چیز نہیں کھٹکنی چاہیے جس سے تو نصرانیت کے قریب ہو جائے۔[۶۹۷]

نوٹ: لفظ ''ھُلب'' ہاء کے ضمہ اور لام کے سکون سے ہے۔

باب: کوئی وجہ ہو تو کہا جا سکتا ہے مجھے اس کھانے کی تمنا نہیں ہے

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صحابہ کرام نے گوہ بھون کر حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کی' آپ ﷺ نے اپنا دستِ اطہر اس کی طرف بڑھایا' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ گوہ ہے' آپ ﷺ نے اپنا دست اقدس واپس ہٹالیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا: نہیں! مگر یہ میری قوم کے علاقے میں نہیں ہوتی (یعنی وہ اس کو کھاتے نہیں۔ کما قال العراقی) اس لیے میں اس سے نفرت کرتا ہوں۔[۶۹۸]

باب: جو کھانا کھاؤ اس کی تعریف کرو

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے اپنے اہل خانہ سے سالن کے بارے میں دریافت فرمایا' انہوں نے عرض کیا: ہمارے پاس صرف سرکہ ہے' آپ ﷺ نے وہ منگوا کر کھانا شروع کیا' ساتھ یہ فرماتے رہے:

نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ' نِعْمَ الْاُدْمُ الْخَلُّ. سرکہ بہترین سالن ہے' سرکہ بہترین سالن ہے۔[۶۹۹]

باب: روزہ دار کو کھانے کی دعوت دی جائے تو وہ کیا جواب دے؟

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے

[۶۹۶] بخاری: ۳۵۶۳_۵۴۰۹' مسلم: ۲۰۶۴' ابوداؤد: ۳۷۶۴' ترمذی: ۲۰۳۲' مسند احمد ج۲ ص۴۲۷_۴۷۴_۴۷۹_۴۸۱_۴۹۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷ ص۲۷۹' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۶۷' ابن ماجہ: ۳۲۵۹' شرح السنہ للبغوی: ۲۸۴۳' صحیح ابن حبان: ۶۴۰۲' مسند ابی یعلیٰ: ۶۲۱۴

[۶۹۷] ابوداؤد: ۳۷۸۴' ترمذی: ۱۵۶۵' ابن ماجہ: ۲۸۳۰' مسند احمد ج۵ ص۲۲۶' صحیح ابوداؤد: ۳۲۱۴

[۶۹۸] بخاری: ۵۳۹۱_۵۴۰۰_۵۵۳۷' مسلم: ۱۹۴۵_۱۹۴۸' ابوداؤد: ۳۷۹۴_۳۷۹۴' نسائی ج۷ ص۱۹۸_۱۹۹' سنن داری: ۲۰۲۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ ص۳۲۳' شرح السنہ للبغوی: ۲۷۹۹' صحیح ابن حبان: ۵۲۳۹_۵۲۴۳' الفتح ج۹ ص۶۶۳

[۶۹۹] مسلم: ۲۰۵۲' ابوداؤد: ۳۸۲۰_۳۸۲۱' ترمذی: ۱۸۴۰_۱۸۴۱_۱۸۴۳' نسائی ج۷ ص۱۴' مسند احمد ج۳ ص۳۰۱_۳۰۴_۳۵۳_۳۶۴_۳۷۱_۳۷۹_۳۹۰_۴۰۰' سنن داری: ۲۰۵۴' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۷۲_۶۹۰۷' جامع الاصول: ۵۵۶۴

تو وہ قبول کر لے اگر روزہ دار ہو تو دعوت دینے والے کے لیے دعا کرے' اور اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھائے۔[۷۰۰]

کتاب ابن السنی و دیگر کتب میں اس طرح روایت ہے: اگر روزہ سے نہ ہو تو کھانا کھائے اور اگر روزہ سے ہو تو اہل خانہ کے لیے برکت کی دعا کرے۔[۷۰۱]

باب: جسے کھانے کی دعوت دی گئی اس کے ساتھ کوئی بغیر اجازت چلا جائے تو وہ کیا کہے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی' اس نے پانچ آدمیوں کے لیے کھانا تیار کیا تھا' ایک اور آدمی بھی آپ کے ساتھ چل پڑا' جب دروازے تک پہنچے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے دعوت دینے والے کو فرمایا: یہ آدمی بھی ہمارے ساتھ آ گیا ہے اگر چاہو تو اسے اجازت دے دو' ورنہ یہ واپس چلا جائے گا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں اس کو اجازت دیتا ہوں۔[۷۰۲]

باب: غیر مہذب طریقے سے کھانے والے کو آداب سکھانا

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عمر ابن ابوسلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں: میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی زیر کفالت تھا' کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ بڑے پیالے (Dish) میں چاروں طرف گھومتا تھا' رحمت عالم ﷺ نے مجھے فرمایا: اے بچے! اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لو' اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔

صحیح کی ایک اور روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: ایک دن میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا' میں نے بڑے پیالے کے تمام اطراف سے لے کر کھانا شروع کر دیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: اس جانب سے کھاؤ جو تمہارے آگے ہے۔[۷۰۳]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جَبَلہ ابن سُحَیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں ہمیں قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا' ہمیں کھانے کو کھجوریں دی گئیں۔ ہم کھا رہے تھے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہمارے پاس سے گزر ہوا' آپ نے فرمایا: دو دو کھجوریں ملا کر نہ کھانا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوریں ملا کر کھانے سے منع فرمایا ہے' پھر فرمایا: مگر اس صورت میں جائز ہے جب اس کا ساتھی اجازت دے دے۔[۷۰۴]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''لَا تُقَارِنُوْا'' کا معنی ہے: ایک آدمی ایک لقمہ میں دو کھجوریں ملا کر نہ کھائے۔

صحیح مسلم میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے رُوایت ہے کہ ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھا رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ اس نے کہا: دایاں ہاتھ کام نہیں کرتا' فرمایا: تیرا دایاں ہاتھ کام نہ کرے' پھر وہ آدمی اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اُٹھا سکا۔ اسے دایاں ہاتھ استعمال کرنے سے صرف تکبر نے روکا تھا۔[۷۰۵]

---

[۷۰۰] مسلم: ۱۴۳۱۔۱۴۳۲' ابوداؤد: ۲۴۶۰' ترمذی: ۷۸۱' مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۹۔۵۰۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۶۳' شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۶۶' شرح السنہ للبغوی: ۱۸۱۵۔۱۸۱۶' صحیح ابن حبان: ۵۲۸۲

[۷۰۱] عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۰۰' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸۹' الکبیر للطبرانی: ۱۰۵۶۳' الارواء للالبانی: ۱۹۵۳

[۷۰۲] بخاری: ۲۰۸۱' مسلم: ۲۰۳۶' ترمذی: ۱۰۹۹' مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۰' سنن دارمی: ۲۰۷۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۶۴۔۲۶۵' صحیح ابن حبان: ۵۲۷۶

[۷۰۳] سابقہ: ۶۸۸

[۷۰۴] بخاری: ۲۴۵۵' مسلم: ۲۰۴۵' ابوداؤد: ۳۳۳۱۔۳۸۳۴' ترمذی: ۱۸۱۵' مسند احمد ج ۲ ص ۷۔۴۴۔۴۶۔۶۰۔۷۴۔۸۱۔۱۰۳' سنن دارمی: ۲۰۶۵' ابن ماجہ: ۳۳۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۸۱' صحیح ابن حبان: ۵۲۰۸' جامع الاصول: ۵۴۵۰

[۷۰۵] مسلم: ۲۰۲۱' سنن دارمی: ۲۰۲۸' صحیح ابن حبان: ۶۴۷۸۔۶۴۷۹' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۳۹

فائدہ: وہ آدمی بُسر ابن رائی صحابی تھے' ان کے احوال اور شرح حدیث تفصیل سے شرح صحیح مسلم للنووی میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

باب: کھانا کھاتے وقت گفتگو کرنا مستحب ہے

اس باب میں وہ حدیث پیش کی جاسکتی ہے جو ماقبل باب ''جو کھانا کھاؤ اس کی تعریف کرو'' میں بیان کی گئی ہے۔
امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''اِحیاء العُلوم'' کے باب آداب الطعام میں بیان فرماتے ہیں: کھانے والے کھاتے وقت مفید بات چیت کر سکتے ہیں' بہتر ہے کھانے اور دیگر اُمور کے متعلق بزرگوں کے واقعات بیان کرتے رہیں۔

باب: جو آدمی کھاتا جائے اور سیر نہ ہو وہ کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت وحشی ابن حرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم کھانا کھاتے ہیں لیکن سیر نہیں ہوتے' فرمایا: لگتا ہے تم علیحدہ علیحدہ کھاتے ہو؟ عرض کیا: ہاں! فرمایا: مل کر کھانا کھایا کرو' اللہ تعالیٰ کا نام مبارک پڑھ لیا کرو' تمہارے کھانے میں برکت ڈال دی جائے گی۔[۷۰۶]

باب: کسی آفت زدہ کے ساتھ مل کر کھائے تو کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مریضِ جُذام کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا:

كُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ

اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور اس پر توکل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا نام مبارک لے کر کھاؤ۔[۷۰۷]

باب: کم کھانے والے کو کہنا: جناب اور کھایئے!

مہمان وغیرہ کھانا تھوڑا کھائیں تو انہیں یہ کہنا مستحب ہے کہ جناب اور کھائیں! حتیٰ کہ بیوی' بچوں اور دیگر اہل خانہ کو بھی یوں کہنا مستحب ہے۔ جن کے متعلق گمان ہو کہ وہ تسلی سے کھانا نہیں کھا رہے۔
صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے' جو حضور نبی اکرم ﷺ کے کئی معجزات پر مشتمل ہے کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھوک نے ستایا اور وہ راستے پر بیٹھ گئے' ہر گزرنے والے کو قرآن مجید پڑھنے کے لیے کہتے' اس ارادے سے کہ کوئی انہیں اپنا مہمان بنالے' پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں اہل صُفہ کی طرف بھیجا' آپ انہیں لے آئے' حضور ﷺ نے سب کو دودھ کے ایک پیالے سے سیراب فرمادیا۔
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث مبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور تم باقی رہ گئے ہیں' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے سچ فرمایا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹھ جاؤ اور پیو! میں نے بیٹھ کر پینا شروع کر دیا' فرمایا: اور پیؤ میں پیتا رہا' آپ ﷺ بار بار فرماتے رہے: اور پیو! حتیٰ کہ میں نے عرض کیا: حضور! بس' اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! اب پیٹ میں دودھ کے لیے کوئی راستہ باقی نہیں رہا' آپ ﷺ نے فرمایا:

[۷۰۶] ابوداؤد: ۳۷۶۴' مسند احمد ج ۳ ص ۵۰۱' ابن ماجہ: ۳۲۸۶' صحیح ابن حبان: ۵۲۲۴' حاکم ج ۲ ص ۱۰۳' شعب الایمان للبیہقی: ۵۸۳۵' الفتوحات ج ۵ ص ۲۱۴-۲۱۵' الاحادیث الصحیحہ: ۶۶۴' مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰-۲۱

[۷۰۷] ابوداؤد: ۳۹۲۵' ترمذی: ۱۸۱۸' ابن ماجہ: ۳۵۴۲' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۳' صحیح ابن حبان: ۱۳۳۳' حاکم ج ۴ ص ۱۳۷' مسند ابی یعلیٰ: ۱۸۲۲' شعب الایمان للبیہقی: ۱۳۵۶' الفتوحات ج ۵ ص ۲۱۶' الاحادیث الضعیفہ: ۱۱۴۴

لاؤ! یہ پیالہ مجھے دو' میں نے وہ پیالہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا' آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' اللہ تعالیٰ کا نام لیا اور بقیہ دودھ نوش فرمالیا۔[۷۰۸]

باب: کھانے سے فارغ ہو کر کیا پڑھے؟

صحیح بخاری میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب دستر خوان اٹھالیا جاتا تو حضور نبی اکرم ﷺ ان کلمات سے اپنے پیرور دگار کی حمد وثنا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا.

بہت زیادہ' پاکیزہ' مبارک' تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' وہ ذات جو بے نیاز ہے' اس کی اطاعت ترک نہیں کی جاسکتی' نہ ان سے استغناء ہے' اے ہمارے پروردگار! ہماری حمد ودعا قبول فرما!

ایک روایت اس طرح ہے: جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوتے تو یہ دعا فرماتے جو ابھی مذکور ہوئی۔

ایک مرتبہ جب دسترخوان اٹھایا گیا تو آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَأَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کفایت فرمائی اور ہمیں سیراب فرمایا' جس سے استغناء نہیں' جس کی نعمتوں کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔[۷۰۹]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط' معنی اور اس میں اختلافِ علماء کا بیان

صحیح اور فصیح روایت کے مطابق لفظ ''مَكْفِيٌّ'' میم کے فتح اور آخر میں یا مشدد کے ساتھ ہے' کئی راویوں نے اسے آخر کے ہمزہ کے ساتھ روایت کیا ہے جو عربی گرامر کے لحاظ سے غلط ہے' خواہ یہ ''اَلْكِفَايَةُ'' مصدر سے مشتق ہو یا اس کا ماخذ ''كَفَأْتُ الْإِنَاءَ'' ہو۔ یہ اسی طرح ہے جیسے ''اَلْقِرَاءَ ةُ'' مصدر سے اسم مفعول ''مَقْرُوْءٌ'' کو ''مَقْرِيْءٌ'' نہیں پڑھ سکتے اور ''اَلرَّمْيُ'' سے اسم مفعول ''مَرْمِيٌّ'' کو ''مَرْمِيءٌ'' نہیں پڑھ سکتے۔

صاحب مطالع الانوار اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ حدیث میں موجود تمام صفات کھانے کی ہیں اور ضمیر کا مرجع طعام ہے۔

امام حربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ''اَلْمَكْفِيُّ'' سے مراد اُلٹا کیا ہوا برتن ہے۔ اس سے استغناء ہو یا نہ ہو' اور ''غَيْرَ مَكْفُوْرٍ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں ہیں جن کا انکار نہ کیا جائے بلکہ ان کا شکر یہ ادا کیا جائے اور ان کا اعتراف اور ان کی ستائش مخفی نہ ہو۔

امام خطابی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس دعا میں مذکور تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں اور ضمیر اسم جلالت کی طرف راجع ہے اور ''غَيْرَ مَكْفِيٍّ'' کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کھانا کھلاتا ہے اسے کھلایا نہیں جاتا' اب اس کا ماخذ ''اَلْكِفَايَةُ'' ہوگا' اس حدیث کی شرح میں دیگر علماء کرام کا مؤقف بھی یہی ہے' مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے مددگار کی مدد سے بے نیاز ہے' اور لفظ ''وَلَا مُوَدَّعٍ'' کا معنی ہے: اس کی طلب اور رغبت ترک نہیں کی جاسکتی' یہ مستغنی عنہ کے معنی میں ہے' لفظ ''رَبَّنَا'' اختصاص' مدح یا نداء کی وجہ

[۷۰۸] بخاری: ۶۲۴۶ _ ۶۴۵۲ ' مسند احمد ج ۲ ص ۵۱۵

[۷۰۹] بخاری: ۵۴۵۸ _ ۵۴۵۹ ' ابوداؤد: ۳۸۴۹ ' ترمذی: ۳۴۵۲ ' ابن ماجہ: ۳۲۸۴ ' مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۳ _ ۲۵۶ _ ۲۶۱ _ ۲۶۷ ' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۸۴ ' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۸ ' سنن دارمی: ۲۰۲۹ ' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۸۶ ' شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۳۸ ' شرح السنہ للبغوی: ۲۸۲۷ _ ۲۸۲۸ ' صحیح ابن حبان:

سے منصوب ہے گویا کہنے والا کہہ رہا ہے: اے پروردگار! ہماری حمد اور دعا سن لے! جن کے نزدیک یہ مرفوع ہے انہوں نے اسے جملہ مستأنفہ بنایا ہے اور یہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی تقدیر عبارت ہے: ''ذٰلِكَ رَبُّنَا'' اور ''اَنْتَ رَبُّنَا'' اور ''الحمد لله'' کے اسم جلالت سے بدل بنا کر اسے مکسور بھی پڑھا جا سکتا ہے۔

امام ابن اثیر علیہ الرحمہ اپنی کتاب نہایت الغریب میں فرماتے ہیں: جو لوگ لفظ ''رَبُّـنَا'' کو مرفوع پڑھتے ہیں ان کے نزدیک یہ مبتدائے مؤخر ہے اور ''غَيْرُ مَكْفِيٍّ'' وغیرہ خبر مقدم ہوگی تقدیر عبارت ہوگی: ''رَبُّنَا غَيْرُ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ'' اس ترکیب کی بناء پر لفظ غیر مرفوع ہوگا۔ آپ فرماتے ہیں: اس کلام سے حمد بھی مراد لی جا سکتی ہے لہٰذا حدیث کا مفہوم یہ ہوگا: ایسی حمد جو کثیر ہو نا گزیر ہو جسے ترک نہ کیا جا سکے اور جس کے بغیر چارہ نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں: لفظ ''وَلَا مُوَدَّعٍ'' کا معنی ہے: جس کی طاعت ترک نہ کی جا سکے بعض کے نزدیک یہ لفظ ''اَلْوَدَاعُ'' سے ماخوذ ہے اور یہی معتبر ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے سے خوش ہو جاتا ہے جو کھانا کھا کر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے اور مشروب پی کر اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہے۔[۷۱۰]

سنن ابوداؤد جامع ترمذی اور شمائل ترمذی میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تو ان الفاظ سے حمد باری بیان فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِيْنَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔[۷۱۱]

سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابوایوب خالد ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کھانا تناول فرماتے یا کوئی مشروب نوش فرماتے تو ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد وستائش فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقٰى وَسَوَّغَهٗ وَجَعَلَ لَهٗ مَخْرَجًا.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور اسے خوشگوار بنایا اور اس کے خارج ہونے کی جگہ بنائی۔[۷۱۲]

سنن ابوداؤد سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کھانا کھا کر ان الفاظ سے اپنے مولا کی حمد بیان کی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری طرف سے کسی قوت اور طاقت کے بغیر مجھے رزق عطا فرمایا۔

تو اس کی گزشتہ خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے اور اس باب کی دیگر روایات حضرت عقبہ ابن عامر حضرت ابو سعید خدری ام المؤمنین حضرت عائشہ حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔[۷۱۳]

۵۱۹۴_۵۱۹۵ الدعا للطبرانی: ۸۹۱_۸۹۳ حاکم ج۱ ص۵۲۸_ ج۴ ص۱۳۶

[۷۱۰] مسلم: ۲۷۳۴ ترمذی: ۱۸۱۷ شمائل للترمذی: ۱۹۵ مسند احمد ج۳ ص۱۰۰_۱۱۷ شرح السنہ للبغوی: ۲۸۳۱ شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۴۳ الدعا للطبرانی: ۹۰۱

[۷۱۱] ابوداؤد: ۳۸۵۰ ترمذی: ۳۴۵۳ شمائل للترمذی: ۱۹۲ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۸۸_۲۹۰ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۴ ابن ماجہ: ۳۲۸۳ مسند احمد ج۳ ص۳۲_۹۸ شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۳۹ الدعا للطبرانی: ۸۹۸ تخریج الکلم: ۱۸۸

[۷۱۲] ابوداؤد: ۳۸۵۱ عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۸۵ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۷۰ صحیح ابن حبان: ۱۳۵۱ شرح السنہ للبغوی: ۲۸۳۰ شعب الایمان: ۶۰۴۴۷_۴۴۷۷ الکبیر للطبرانی: ۴۰۸۲ الاحادیث الصحیحہ: ۷۰۵

[۷۱۳] ابوداؤد: ۴۰۲۳ ترمذی: ۳۴۵۴ ابن ماجہ: ۳۲۸۵ مسند احمد ج۳ ص۴۳۹ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۷ حاکم ج۱ ص۵۰۷_ ج۴ ص۱۹۲ الدعا للطبرانی: ۹۰۰

سنن نسائی اور کتاب ابن السنی میں اسنادِ حسن کے ساتھ جلیل القدر تابعی حضرت عبدالرحمٰن ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور آپ کو یہ روایت اس صحابی نے بیان کی جسے آٹھ سال تک بارگاہِ نبوت میں شرفِ خدمت نصیب رہا' وہ فرماتے ہیں: جب حضور نبی اکرم ﷺ کے کھانا قریب لایا جاتا تو میں آپ ﷺ کے یہ الفاظ مبارک سنا کرتا تھا:

بِسْمِ اللّٰهِ. — اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتا ہوں۔

اور جب آپ ﷺ کھانے سے فارغ ہوتے تو ان الفاظ سے اپنے پروردگار کی حمد و ثناء کرتے:

اَللّٰهُمَّ اَطْعَمْتَ وَسَقَيْتَ وَاَغْنَيْتَ وَاَقْنَيْتَ وَهَدَيْتَ وَاَحْيَيْتَ فَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى مَا اَعْطَيْتَ. — یااللہ! تو نے کھلایا' پلایا' غنی کیا' خوش کیا' ہدایت عطا فرمائی اور حیات سے نوازا' سو جو کچھ تو نے عطا فرمایا ہے اس پر تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ [۷۱۴]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کھانا تناول فرما کر ان کلمات سے اپنے پروردگار کی حمد بیان فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ مَنَّ عَلَيْنَا وَهَدَانَا وَالَّذِىْ اَشْبَعَنَا وَاَرْوَانَا وَكُلَّ الْاِحْسَانِ اٰتَانَا. — تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے ہم پر احسان فرمایا اور ہمیں ہدایت سے نوازا' ہمیں سیر اور سیراب کیا اور ہمیں ہر بھلائی عطا فرمائی۔ [۷۱۵]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے۔ اور ابن السنی کی روایت ہے: جس کو اللہ تعالیٰ کھانا کھلائے تو وہ یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ. — یااللہ! ہمارے لیے اس میں برکت پیدا فرما اور ہمیں اس سے بہتر کھانا کھلا۔

اور جسے اللہ تعالیٰ دودھ پینا نصیب کرے' وہ یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ. — یااللہ! ہمارے لیے اس میں برکت پیدا فرما اور اس میں اضافہ فرما!

بلاشبہ دودھ سے زیادہ کوئی شے کھانے اور پینے سے کفایت نہیں کرتی۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۷۱۶]

کتاب ابن السنی میں اسنادِ ضعیف کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی برتن سے مشروب نوش فرماتے تو تین مرتبہ سانس لیتے' ہر سانس میں اللہ تعالیٰ کی حمد بیان فرماتے اور آخر میں اس کا شکر ادا فرماتے۔[۷۱۷]

باب: کھانے سے فارغ ہو کر میزبان کے لیے دعا کرنا

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ میرے والد صاحب کے پاس

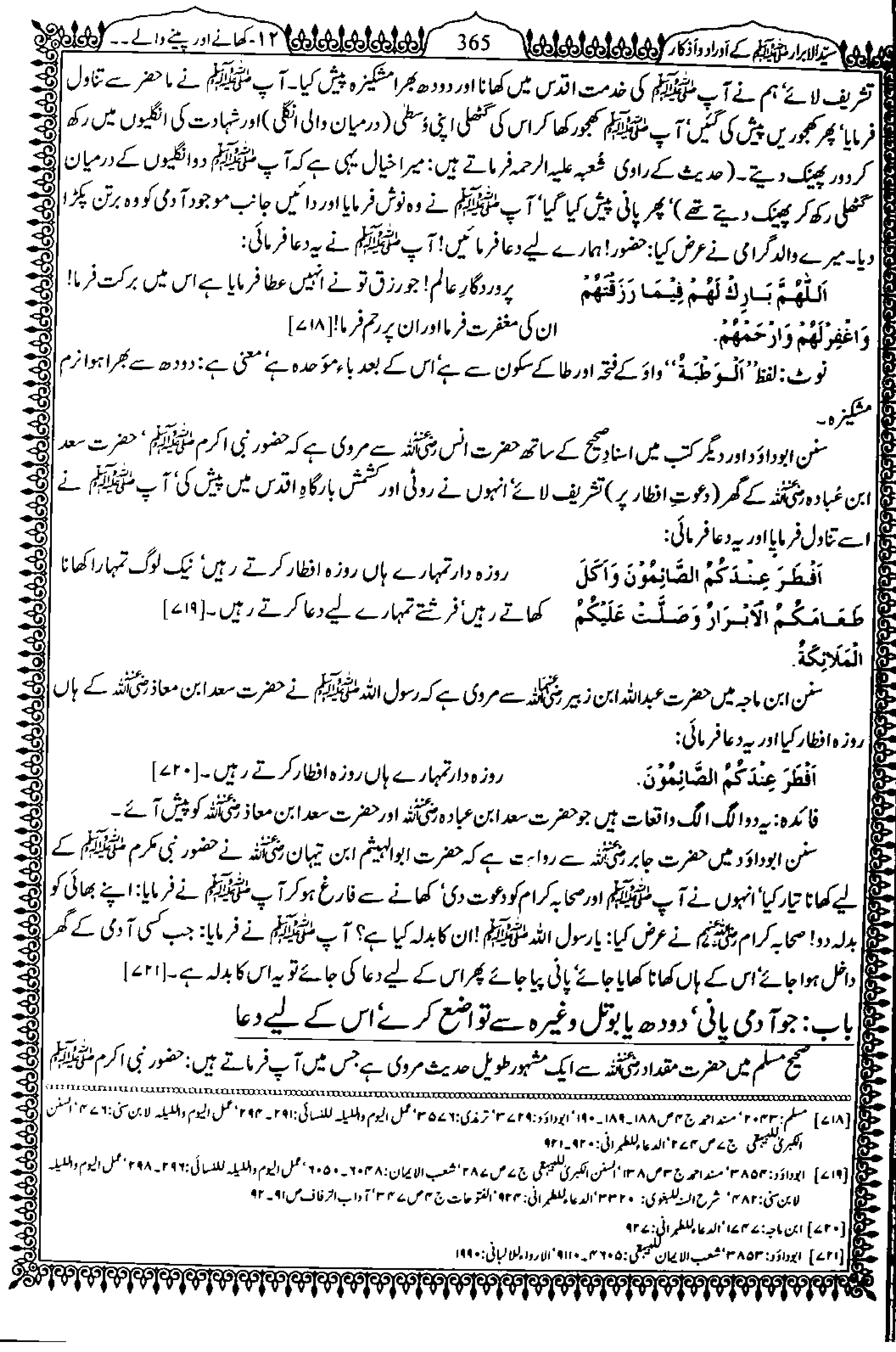
الفتوحات ج ۵ ص ۲۳۰-۲۳۶' الارواء للالبانی: ۱۹۸۹

[۷۱۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۶۵' مسند احمد ج ۴ ص ۶۲-۳۳۷۔ ج ۵ ص ۳۷۵' الاحادیث الصحیحہ: ۷۱

[۷۱۵] سابقہ: ۶۸۷

[۷۱۶] ابوداؤد: ۳۷۳۰' ترمذی: ۳۴۵۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۸۶-۲۸۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۷۴' الفتوحات ج ۵ ص ۲۳۸' صحیح الجامع للالبانی: ۵۹۲۱

[۷۱۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۷۱' الفتوحات ج ۵ ص ۲۴۰-۲۴۱



تشریف لائے' ہم نے آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں کھانا اور دودھ بھرا مشکیزہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے ماحضر سے تناول فرمایا' پھر کھجوریں پیش کی گئیں' آپ ﷺ کھجور کھا کر اس کی گٹھلی اپنی وُسطٰی (درمیان والی انگلی) اور شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر دور پھینک دیتے۔ (حدیث کے راوی شعبہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میرا خیال یہی ہے کہ آپ ﷺ دو انگلیوں کے درمیان گٹھلی رکھ کر پھینک دیتے تھے) پھر پانی پیش کیا گیا' آپ ﷺ نے وہ نوش فرمایا اور دائیں جانب موجود آدمی کو وہ برتن پکڑا دیا۔ میرے والد گرامی نے عرض کیا: حضور! ہمارے لیے دعا فرمائیں! آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔   پروردگارِ عالم! جو رزق تو نے انہیں عطا فرمایا ہے اس میں برکت فرما! ان کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما![۷۱۸]

نوٹ: لفظ "اَلْوَطْبَةُ" واؤ کے فتحہ اور طا کے سکون سے ہے' اس کے بعد باء موحدہ ہے' معنی ہے: دودھ سے بھرا ہوا نرم مشکیزہ۔

سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں اسنادِ صحیح کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ' حضرت سعد ابن عُبادہ رضی اللہ عنہ کے گھر (دعوتِ افطار پر) تشریف لائے' انہوں نے روٹی اور کشمش بارگاہِ اقدس میں پیش کی' آپ ﷺ نے اسے تناول فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلَائِكَةُ۔   روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں' نیک لوگ تمہارا کھانا کھاتے رہیں' فرشتے تمہارے لیے دعا کرتے رہیں۔[۷۱۹]

سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کے ہاں روزہ افطار کیا اور یہ دعا فرمائی:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُوْنَ۔   روزہ دار تمہارے ہاں روزہ افطار کرتے رہیں۔[۷۲۰]

فائدہ: یہ دو الگ الگ واقعات ہیں جو حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ کو پیش آئے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوالہیثم ابن تیہان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا' انہوں نے آپ ﷺ اور صحابہ کرام کو دعوت دی' کھانے سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی کو بدلہ دو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ان کا بدلہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب کسی آدمی کے گھر داخل ہوا جائے' اس کے ہاں کھانا کھایا جائے' پانی پیا جائے پھر اس کے لیے دعا کی جائے تو یہ اس کا بدلہ ہے۔[۷۲۱]

باب: جو آدمی پانی' دودھ یا بوتل وغیرہ سے تواضع کرے' اس کے لیے دعا

صحیح مسلم میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے ایک مشہور طویل حدیث مروی ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ

[۷۱۸] مسلم: ۲۰۴۲' مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۸-۱۸۹-۱۹۰' ابوداؤد: ۳۷۲۹' ترمذی: ۳۵۷۶' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۹۱-۲۹۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۷۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۷۴' الدعا للطبرانی: ۹۲۰-۹۲۱

[۷۱۹] ابوداؤد: ۳۸۵۴' مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۸۷' شعب الایمان: ۶۰۴۸-۶۰۵۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۹۶-۲۹۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸۲' شرح السنہ للبغوی: ۳۳۲۰' الدعا للطبرانی: ۹۲۴' الفتوحات ج ۴ ص ۳۴۷' آداب الزفاف ص ۹۱-۹۲

[۷۲۰] ابن ماجہ: ۱۷۴۷' الدعا للطبرانی: ۹۲۷

[۷۲۱] ابوداؤد: ۳۸۵۳' شعب الایمان للبیہقی: ۴۲۰۵-۹۱۱۰' الارواء للالبانی: ۱۹۹۰

نے اپنا رخِ انور آسمان کی طرف بلند کیا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ. یا اللہ! جس نے مجھے کھانا کھلایا اسے تو کھلا اور جس نے مجھے پلایا اسے تو پلا۔[۷۲۲]

کتاب ابن السنی میں حضرت عمرو ابن حَمِق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور نبی مکرم ﷺ کو دودھ پیش کیا' آپ ﷺ نے نوش فرمایا اور یہ دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ اَمْتِعْهُ بِشَبَابِه. یا اللہ! اسے اس کی جوانی سے بہرہ ور فرما!

ان کی عمر کے اسّی (۸۰) برس گزر گئے مگر ان کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔[۷۲۳]

نوٹ: لفظ ''حمق'' حاء کے فتح اور میم کے کسرہ سے ہے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت عمرو ابن اخطب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی طلب فرمایا' میں لکڑی کے ایک پیالے میں پانی لے کر حاضر خدمت ہوا' پانی میں ایک بال تھا میں نے وہ نکال دیا' رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس دعا سے نوازا:

اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ. مولا کریم! اسے صاحب جمال بنا دے!

اس حدیث کے ایک راوی بیان فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمرو ابن اخطب رضی اللہ عنہ کو دیکھا آپ کی عمر ترانوے (۹۳) سال تھی اور سر اور ڈاڑھی کے تمام بال سیاہ تھے۔[۷۲۴]

لفظ ''جُمْجُمَه'' کا ضبط و معنی اور ''دیر الجماجم'' کی وجہ تسمیہ

حدیث میں موجود لفظ ''جمجمه'' دو جیم اور دو میم کے ساتھ ہے' دونوں جیم مضموم' پہلا میم ساکن اور دوسرا مفتوح ہے' معنی ہے: لکڑی کا پیالہ اس کی جمع ہے: ''جَمَاجِم''۔

وہ مقام جہاں ابن اشعث کی عراق کے حاجیوں سے لڑائی ہوئی تھی' اسے ''دَیر الجَماجِم'' کہتے ہیں' وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہاں لکڑیوں کے پیالے بنائے جاتے تھے۔ بعض نے کہا: ''جمجمه'' کھوپڑی کو کہتے ہیں چونکہ وہاں قتل کثرت سے ہوئے تھے اور اس کی بنا کھوپڑیوں پر ہوئی تھی' اس لیے اسے ''دیر الجماجم'' کہتے ہیں۔

باب: مہمان رکھنے کی رغبت دلانا اور اس کے لیے دعا کرنا

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک مہمان آ گیا' آپ ﷺ کے پاس مہمان کو پیش کرنے کے لیے کوئی چیز موجود نہ تھی' آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو اس کو اپنا مہمان بنا لے' اور یہ دعا فرمائی:

رَحِمَهُ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے!

ایک انصاری صحابی اُٹھے اور اسے لے کر گھر چلے گئے۔[۷۲۵]

[۷۲۲] مسلم: ۲۰۵۵' مسند احمد ج ۶ ص ۲۔۳۔۵' ترمذی: ۲۷۱۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۲۳

[۷۲۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۷۵' الفتوحات ج ۵ ص ۲۵۴۔۲۵۵

[۷۲۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۷۷' الفتوحات ج ۵ ص ۲۵۵' مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۰' صحیح ابن حبان: ۷۱۷۲' حاکم ج ۱ ص ۱۳۹' مجمع الموارد: ۱۹۳۱

[۷۲۵] بخاری: ۴۸۸۹۔۳۷۹۸' مسلم: ۲۰۵۴' ترمذی: ۳۳۰۱' شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۷۸' صحیح ابن حبان: ۵۲۶۴

باب: مہمان کی عزت کرنے والے کی تعریف کرنا

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں بھوکا ہوں' آپ ﷺ نے اپنی ایک زوجۂ مطہرہ کو پیغام بھیجا' انہوں نے جواب دیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میرے پاس صرف پانی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دوسری ام المؤمنین کو پیغام بھیجا' ادھر سے بھی وہی جواب آیا' حتیٰ کہ تمام اُمہات المؤمنین کی جانب سے ایک ہی جواب آیا' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کو آج کی رات کون مہمان بنائے گا:

رَحِمَهُ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے!

ایک انصاری صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میں ان کو مہمان بناتا ہوں' وہ ان کو لے کر اپنے گھر چلے گئے' بیوی سے پوچھا: کیا کھانے کے لیے گھر میں کچھ ہے؟ بیوی نے کہا: اور تو کچھ نہیں صرف بچوں کے لیے تھوڑا سا کھانا موجود ہے۔ فرمایا: بچوں کو کسی شے سے بہلا کر سلادو' کھانا لگادو جب مہمان آئے تو اسے محسوس کرانا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھائیں گے' جب وہ کھانے کا ارادہ کرے گا تو کسی بہانے اُٹھ کر چراغ بجھا دینا۔

وہ اسی طرح کھانے کے لیے بیٹھ گئے حتیٰ کہ مہمان نے کھانا کھالیا' صبح کے وقت جب وہ صحابی بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات تم دونوں میاں بیوی نے اپنے مہمان کے ساتھ جو سلوک کیا ہے' اللہ تعالیٰ اس سے بہت خوش ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی ہے:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. (الحشر:۹) اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں خود شدید ضرورت ہو۔[۷۲۶]

فائدہ: مفہومِ حدیث یہ ہے کہ بچوں کو کھانے کی کوئی خاص حاجت نہیں تھی' کیونکہ عادت یہ ہے کہ بچہ کسی کو کھاتے دیکھتا ہے تو مانگنا شروع کر دیتا ہے اگرچہ شکم سیر ہو' میاں بیوی کے اس کردار کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ انہوں نے اپنے حصے پر مہمان کو ترجیح دی ہے۔

باب: مہمان کی آمد پر خوش ہونا اور اسے خوش آمدید کہنا مستحب ہے

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں کثیر طرق سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت شریح خزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے' وہ اپنے مہمان کی عزت وتکریم کرے۔[۷۲۷]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے' اچانک حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئی' فرمایا: تم دونوں اس وقت کیسے باہر آئے ہو؟ دونوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! بھوک لگی ہوئی ہے' فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! مجھے بھی وہی چیز گھر سے باہر لائی ہے جو تم دونوں کو لائی ہے' آؤ! میرے ساتھ چلو! وہ آپ ﷺ کے ہمراہ چل پڑے۔ آپ ﷺ ایک انصاری صحابی کے گھر تشریف لائے وہ گھر موجود نہیں تھے' ان کی اہلیہ محترمہ نے جب سرورِ کونین ﷺ کا دیدار کیا تو خوش آمدید کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فلاں یعنی تمہارا خاوند کہاں ہے؟ عرض کیا: وہ ہمارے لیے میٹھا پانی لینے گئے ہوئے ہیں' اتنے میں وہ انصاری

[۷۲۶] سابقہ:۲۶۱

[۷۲۷] بخاری:۵۱۸۵-۶۰۱۹' مسلم:۴۷-۴۸-۴۸' ج ۳ ص ۱۳۵۲

صحابی بھی آ گئے جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی زیارت کی تو فوراً بولے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

دنیا بھر میں آج کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے گھر میرے گھر سے زیادہ معزز و مکرم مہمان تشریف لائے ہوں۔ حدیث آگے اور بھی ہے۔[۷۲۸]

باب: کھانا کھا کر آدمی کو کیا کرنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے کھانے کو ذکرِ خدا اور نماز سے پگھلاؤ، کھاتے ہی فوراً نہ سو جایا کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ ''وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ''۔[۷۲۹]

۞۞۞۞۞

[۷۲۸] مسلم: ۲۰۳۸، ترمذی: ۲۳۸۰، شعب الایمان للبیہقی: ۴۶۰۲، جامع الاصول: ۲۸۰۶

[۷۲۹] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۴۸۸، شعب الایمان للبیہقی: ۶۰۴۴، الفتوحات الربانیہ ج۵ ص ۲۶۴-۲۶۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۳

سلام کرنا' اجازت مانگنا اور چھینک مارنے والے کو جواب دینا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً. (النور:۶۱)

پھر جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنے لوگوں پر سلام کرو' اللہ سے اچھی دعا کرو کہ برکت اور پاکیزگی اللہ کی طرف سے نازل ہو۔

اور فرمایا:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا. (النساء:۸۶)

اور جب تم کو کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کرو یا اسی لفظ کو لوٹا دو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. (النور:۲۷)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہونا جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔

نیز فرمایا:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (النور:۵۹)

اور جب تمہارے لڑکے سن بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان کو بھی اجازت طلب کر کے آنا چاہیے جیسا کہ ان سے پہلے مرد اجازت طلب کرتے ہیں۔

اور فرمایا:

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ اِذْ دَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ. (الذاریات:۲۴-۲۵)

(اے رسول مکرم!) کیا آپ کے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی خبر پہنچی ہے ۝ جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے کہا: سلام! ابراہیم نے (بھی جواب میں) کہا: سلام!

سلام کرنا کتاب اللہ' سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کے مسائل اور فروعات بے شمار ہیں' اہم مسائل چند ابواب میں اختصار اور آسان انداز میں پیش کر رہا ہوں' اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

باب: فضائلِ سلام اور اسے پھیلانے کا حکم

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کی کون سی خصلت عمدہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو کھانا کھلائے اور سلام کرے خواہ تو اسے جانتا ہو

یا نہ جانتا ہو۔[۷۳۰]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا' ان کی لمبائی ساٹھ (۶۰) گز تھی' جب انہیں پیدا فرمایا تو حکم دیا کہ جاؤ! وہ فرشتوں کا گروہ بیٹھا ہوا ہے' انہیں سلام کرو اور توجہ سے سننا وہ تمہیں کیا جواب دیتے ہیں' وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہو گا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ. تم پر سلامتی ہو۔

جواباً فرشتے بولے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو!

انہوں نے ''ورحمة الله'' کے الفاظ کا اضافہ کر دیا۔[۷۳۱]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا: (۱) مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازہ کے پیچھے چلنا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) کمزور کو سہارا دینا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (۶) سلام پھیلانا (۷) قسم پوری کرنا۔

یہ صحیح بخاری کی ایک روایت کا ترجمہ ہے۔[۷۳۲]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ کرو' کیا میں اس شے پر تمہاری راہنمائی نہ کروں کہ اگر اسے اختیار کر لو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے' ایک دوسرے کو خوب سلام کیا کرو۔[۷۳۳]

مسند دارمی' سنن ترمذی' سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث میں جید اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اے لوگو! سلام پھیلاؤ' کھانا کھلاؤ' نمازیں پڑھو جب لوگ محو استراحت ہوں' تم امن وسلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔[۷۳۴]

سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: ہمارے نبی مکرم ﷺ نے ہمیں ایک دوسرے کو زیادہ سے زیادہ سلام کرنے کا حکم فرمایا۔[۷۳۵]

---

[۷۳۰] بخاری: ۱۲-۲۸-۶۲۳۶' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۱۳' مسلم: ۳۹' نسائی ج ۸ ص ۱۰۷' ابوداؤد: ۵۱۹۴' ابن ماجہ: ۳۲۵۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۹' شرح السنہ للبغوی: ۳۳۰۲' شعب الایمان للبیہقی: ۸۷۵۱-۳۳۵۹' صحیح ابن حبان: ۵۰۶

[۷۳۱] بخاری: ۶۲۲۷-۳۳۲۶' مسلم: ۲۸۴۱' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۴-۲۵۱-۳۱۵-۳۲۳-۳۴۴-۴۹۳-۵۱۹' شرح السنہ للبغوی: ۳۲۹۸' صحیح ابن حبان: ۶۱۲۹' الفتح ج ۱۱ ص ۳' التوحید لابن خزیمہ ص ۳۶

[۷۳۲] بخاری: ۱۲۳۹' الادب المفرد للبخاری: ۹۲۴' مسلم: ۲۰۶۹' ترمذی: ۲۸۱۰' نسائی ج ۸ ص ۲۰۱' مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۴-۲۸۷-۲۹۹' السنن الکبری للبیہقی ج ۶ ص ۹۴' شعب الایمان للبیہقی: ۹۱۶۷-۹۲۴۳-۹۳۲۱' صحیح ابن حبان: ۳۰۲۹' جامع الاصول: ۴۷۳۳' الارواء للالبانی: ۶۸۵

[۷۳۳] مسلم: ۵۴' الادب المفرد للبخاری: ۹۸۰' ابوداؤد: ۵۱۹۳' ترمذی: ۲۶۸۹' مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۱-۴۴۲-۴۷۷-۴۸۵-۵۱۲' ابن ماجہ: ۶۸-۳۶۹۲' شرح السنہ للبغوی: ۳۳۰۰' صحیح ابن حبان: ۲۳۶

[۷۳۴] سنن دارمی: ۱۴۶۸-۲۶۳۵' ترمذی: ۲۴۸۷' ابن ماجہ: ۱۳۳۴-۳۲۵۱' مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۱' شعب الایمان: ۸۷۴۹-۳۳۶۱' حاکم ج ۳ ص ۱۶۰' الاحادیث الصحیحہ: ۵۶۹' الفتوحات ج ۵ ص ۲۷۷

[۷۳۵] ابن ماجہ: ۳۶۹۳-۲۹۷۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۱۶' الفتوحات ج ۵ ص ۲۸۰

کتاب مؤطا امام مالک میں حضرت اسحاق ابن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت طفیل بن ابی ابن کعب بیان فرماتے ہیں: بسا اوقات صبح سویرے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ مجھے اپنے ساتھ بازار لے جاتے' بازار پہنچ کر آپ کا معمول یہ تھا کہ جس کسی عام بیوپاری بڑے تاجر' کسی مسکین یا فقیر کے پاس سے آپ کا گزر ہوتا' آپ اسے سلام کہتے۔ حضرت طفیل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک دن میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو مجھے فرمانے لگے: آؤ! بازار چلیں! میں نے عرض کیا: حضور! بازار جا کر آپ کیا کریں گے؟ نہ تو آپ کسی دوکان پر ٹھہرتے ہیں' نہ سامانِ تجارت کا جائزہ لیتے ہیں' نہ سودا کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کے کسی اجلاس (Meeting) میں شرکت کرتے ہیں' میرا تو خیال ہے کہ یہیں بیٹھ کر گفتگو کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اے پیٹ والے! ہم صبح سویرے لوگوں کو محض سلام کرنے کی خاطر بازار جاتے ہیں۔[۷۳۶]

صحیح بخاری میں ہے: حضرت عمار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس میں تین خوبیاں پائی گئیں اس نے اپنا ایمان جمع کر لیا: (۱) اپنی طرف سے انصاف کرے (۲) ہر کسی کو سلام کرے (۳) مفلسی میں خیرات کرے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ کے علاوہ اس کی روایت رسول اللہ ﷺ تک مرفوع ہے۔[۷۳۷]

اوصافِ ثلاثہ کے جامع ایمان ہونے کا مفہوم

حدیث مذکور میں اوصافِ ثلاثہ کے جامع ایمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے جامع ہیں۔ کیونکہ انصاف حقوق اللہ اور تمام ماموراتِ شرعیہ کی ادائیگی اور ممنوعات سے اجتناب کا تقاضا کرتا ہے' اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی کا بھی تقاضا کرتا ہے اور یہ کہ جو چیز تمہاری نہیں اس پر نظر مت رکھو۔ اور انصاف کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آدمی اپنا خیر خواہ ہو اور اپنے آپ کو کسی قباحت میں مبتلا نہ کرے۔

دنیا میں سلام پھیلانے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی ہر ملنے والے کو سلام کرے اور تکبر سے اجتناب کرے' اور کسی کے ساتھ ایسا جھگڑا نہ کرے جو سلام سے مانع ہو۔

تیسری چیز ہے: تنگدستی کے عالم میں خیرات کرنا' یہ تقاضا کرتا ہے کہ بندے کو اپنے مولا پر مکمل وثوق' اعتماد اور توکل ہو اور مسلمان بھائیوں پر شفقت کا جذبہ موجزن ہو۔

اللہ تعالیٰ یہ اوصاف نصیب فرمائے! آمین!

باب: سلام کا طریقہ' اس کے فضائل اور قدرِ کفایت الفاظ کا بیان

سلام کرنے والے کے لیے افضل طریقہ یہ ہے کہ جمع کا صیغہ لا کر اس طرح سلام کرے خواہ ایک آدمی کو سلام کیا جائے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. تم پر سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

جواب دینے والا یوں کہے:

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ. اور تم پر بھی سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

[۷۳۶] موطا ج ۲ ص ۹۶۲' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۰۶' تخریج المشکاۃ للالبانی: ۴۶۶۴

[۷۳۷] بخاری ج ۱ ص ۸۲' مصنف عبدالرزاق: ۱۹۴۳۹' الایمان لابن ابی شیبہ: ۱۳۱' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۲۳۹

جواب دینے والا "وعلیکم" کے آغاز میں واؤ عاطفہ لائے۔

الفاظِ مذکورہ کے ساتھ سلام کا آغاز کرنے پر جن لوگوں نے نص فرمائی ہے ان میں قاضی القضاۃ (Chief Justice) ابوالحسن ماوردی اور ابوسعد متولی سرفہرست ہیں۔

ہمارے اس قول کی دلیل وہ روایت ہے جو مسند دارمی، سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ بیان فرماتے ہیں: ایک آدمی نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ. تم پر سلام ہو۔

حضور ﷺ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا' وہ آدمی بیٹھ گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: دس! پھر ایک اور آیا اس نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. تم پر سلام اور اللہ کی رحمت ہو۔

حضور اکرم ﷺ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا' وہ آدمی بیٹھ گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: بیس! پھر ایک اور آدمی آ گیا' اس نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ. تم پر سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

حضور نبی مکرم ﷺ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا' وہ آدمی بھی بیٹھ گیا' آپ ﷺ نے فرمایا: تیس!

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۷۳۸]

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ کی روایت جو حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر ایک اور آدمی آ گیا' اس نے کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ. تم پر سلام' اللہ کی رحمت' اس کی برکات اور اس کی بخشش ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا: چالیس! اور فرمایا: نیکیاں اسی طرح بڑھتی چلی جائیں گی۔[۷۳۹]

کتاب ابن السنی میں اسنادِ ضعیف کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مویشیوں کا ایک چرواہا تھا' جب وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس سے گزرتا تو ان الفاظ سے سلام عرض کرتا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اے اللہ کے رسول مکرم! آپ پر سلام ہو!

رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے جواب ارشاد فرماتے:

وَعَلَیْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ وَرِضْوَانُهُ. اور تم پر بھی سلام' اللہ کی رحمت' اس کی برکات' اس کی مغفرت اور اس کی خوشنودی ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ اس چرواہے کو سلام کا جواب ایسے کلمات مبارکہ سے ارشاد فرماتے ہیں جو کسی اور صحابی کے حصے میں نہیں آئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: مجھے اس بات سے کون سی چیز مانع ہے حالانکہ وہ دس سے زائد آدمیوں کا اجر لے کر لوٹتا ہے۔

---

[۷۳۸] ابوداؤد: ۵۱۹۵' ترمذی: ۲۶۹۰' سنن دارمی: ۲۶۴۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۳۷' شعب الایمان: ۸۸۷۰_۸۸۷۱' تخریج المشکاۃ للالبانی: ۴۶۴۴

[۷۳۹] ابوداؤد: ۵۱۹۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۷۶

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: اگر پہلے سلام کرنے والے نے لفظ ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ' اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ'' یا ''سَلَامٌ عَلَیْکَ'' کہا تو سلام ہو جائے گا اور جواب کے کم از کم الفاظ ہیں: ''وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ'' یا ''وَعَلَیْکَ السَّلَامُ''۔

اگر جواب دینے والے نے واؤ کو حذف کرتے ہوئے ''عَلَیْکُمُ السَّلَامُ'' کہا تو جواب بن جائے گا۔ جمہور علماء کے نزدیک یہی بات درست ہے اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الام میں اسی کو بیان فرمایا ہے۔

ہمارے ایک عالم دین ابوسعد متولی فرماتے ہیں: بغیر واؤ کے جواب درست نہیں ہے' لیکن ان کا یہ نقطۂ نظر کمزور یا غلط ہے کیونکہ یہ کتاب و سنت کے خلاف ہے۔[۷۴۰]

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ. (ھود:٦٩) انہوں نے کہا: سلام! (ابراہیم نے جواباً) کہا: سلام۔

یہ حکم اگرچہ پہلی شریعت کا ہے مگر ہماری شریعت نے بھی اس کو برقرار رکھا ہے۔ اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ وہ حدیث ہے جس میں فرشتوں کے حضرت آدم علیہ السلام کو سلام کا جواب دینے کا تذکرہ ہے۔ اس میں حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! یہ تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہے' اور امتِ محمدیہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے۔

اگر کسی نے جواب میں صرف لفظ ''عَلَیْکُمْ'' کہا تو یہ جواب نہیں ہوگا' اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

اور اگر واؤ کے ساتھ ''وَعَلَیْکُمْ'' کہا تو اس میں دو قول ہیں: ایک جواز کا' دوسرا عدم جواز کا۔

اگر پہلے سلام کرنے والے نے ''سَلَامٌ عَلَیْکُمْ'' یا ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہا تو دونوں صورتوں میں جواب دینے والا یہی کلمات دہرا سکتا ہے' اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قَالُوْا سَلٰمًا قَالَ سَلٰمٌ. (ھود:٦٩) انہوں نے کہا: سلام! (ابراہیم نے جواباً) کہا: سلام!

ہمارے ایک عالم دین ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لفظ ''سلام'' کو معرفہ لائیں یا نکرہ برابر ہے۔

میرا مؤقف یہ ہے کہ الف لام کے ساتھ معرفہ لانا بہتر ہے۔[۷۴۱]

فصل: تکرار سے ایک سے زائد مرتبہ سلام کہنا

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب کوئی بات بیان فرماتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ وہ بات اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو تین مرتبہ سلام کرتے۔[۷۴۲]

اس حدیث میں میرا مؤقف یہ ہے کہ نبی مکرم ﷺ تین مرتبہ بات یا سلام کرنے کی ضرورت اس وقت محسوس فرماتے جب کثیر تعداد میں لوگ جمع ہوتے' اس سلسلے میں مزید تفصیل اور امام ماوردی کا کلام آگے آرہا ہے۔ ان شاء اللہ العزیز!

فصل: سلام و جواب کی ادائیگی کے لیے کس حد تک آواز بلند کرنا ضروری ہے؟

سلام کرنا سنت ہے مگر اس سنت کی ادائیگی کے لیے سلام کرنے والا کم از کم اتنی آواز ضرور بلند کرے جسے وہ آدمی سن سکے جس کو سلام کیا جا رہا ہے' اور اگر اسے نہ سنا سکا تو یہ سلام کرنے والا قرار نہیں پائے گا' اور اسے جواب دینا بھی واجب نہیں ہوگا۔

[۷۴۰] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۵: ۲۳' الفتوحات ج ۵ ص ۲۹۲

[۷۴۱] سابقہ: ۷۳۱

[۷۴۲] بخاری: ۹۴-۹۵-۶۲۴۴' ترمذی: ۲۷۲۳

اسی طرح جواب دینے والا بھی کم از کم اتنی آواز ضرور بلند کرے جسے سلام کرنے والا سن سکے ورنہ فرض ادا نہیں ہوگا۔

امام متولی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام نے اسی طرح بیان فرمایا ہے۔

میرے نقطۂ نظر سے مستحب یہ ہے کہ ایک یا زائد آدمیوں کو سلام کرے تو آواز اتنی بلند کرے کہ وہ یقینی طور پر سن لیں اگر ان کے سننے میں شک محسوس کرے تو آواز اور بلند کر لے مگر احتیاط اور وقار کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اگر آدمی ایسے لوگوں کو سلام کرے جن کے پاس کچھ سو رہے ہوں تو سنت طریقہ یہ ہے کہ آواز اس قدر پست رکھے کہ جاگنے والے سن لیں اور سونے والے بے زار (Disturb) نہ ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے آپ بیان فرماتے ہیں: ہم حضور نبی مکرم ﷺ کے حصے کا دودھ رکھ لیا کرتے تھے آپ ﷺ رات گئے تشریف لاتے اور اتنی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والے سن لیتے اور سونے والے بیدار نہ ہوتے۔ مجھے نیند نہیں آ رہی تھی جبکہ میرے دونوں ساتھی سو چکے تھے حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور اپنے معمول کے مطابق سلام کہا۔[۷۴۳]

فصل: سلام کا جواب فوراً دینا ضروری ہے

امام ابو محمد قاضی حسین امام ابو الحسن واحدی اور دیگر علماء کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں: سلام کا جواب فوراً دینا ضروری ہے اگر تاخیر سے جواب دیا تو یہ جواب شمار نہیں ہوگا اور وہ آدمی ترکِ جواب کے باعث گناہ گار ہوگا۔

باب: صرف ہاتھ وغیرہ سے سلام کا اشارہ کرنا مکروہ ہے

سنن ترمذی میں حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے غیروں کی مشابہت اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں ہے یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو یہودی انگلی کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہاتھ کے اشارے سے سلام کرتے ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔[۷۴۴]

سنن ترمذی میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ کا مسجد سے گزر ہوا خواتین کی ایک جماعت وہاں بیٹھی ہوئی تھی آپ ﷺ نے اپنے دست اقدس سے سلام کا اشارہ فرمایا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

میرے نقطۂ نظر سے یہ حدیث اس پر محمول ہوگی کہ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارہ کے ساتھ ساتھ زبانِ مبارک سے بھی سلام کیا تھا۔

اس توجیہ پر دلیل یہ ہے کہ امام ابوداؤد علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو روایت کیا اور اس میں راویہ کا یہ قول ذکر کیا کہ حضور ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔[۷۴۵]

باب: سلام کرنے کا شرعی حکم

سلام میں پہل کرنا سنت ہے واجب نہیں اور یہ سنت کفایہ ہے پوری جماعت سے اگر ایک آدمی سلام کر دے تو یہ سب کی

[۷۴۳] سابقہ: ۷۲۲

[۷۴۴] ترمذی: ۲۶۹۶ الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۳۰۰ حجاب المرأۃ للالبانی ص ۶۶-۶۷

[۷۴۵] ابوداؤد: ۵۲۰۴ ترمذی: ۲۶۹۸ مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۷-۴۵۸ ابن ماجہ: ۳۷۰۱ سنن دارمی: ۲۶۳۰ شعب الایمان للبیہقی: ۸۹۰۰ تخریج المشکاۃ للالبانی: ۴۶۳۳

طرف سے کافی ہو جائے گا مگر افضل یہ ہے کہ سب سلام کریں۔

قاضی حسین علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''کتاب السیر'' میں فرماتے ہیں: ہمارے نزدیک صرف یہی سنت کفایہ ہے۔

میرے خیال میں قبلہ قاضی صاحب کا یہ حصر درست نہیں ہے کیونکہ چھینک کا جواب دینا بھی سنت کفایہ ہے اور ہمارے تمام علماء کے نزدیک قربانی دینا بھی سنت کفایہ ہے' گھر کے کسی ایک فرد نے قربانی کر دی تو تمام اہل خانہ کی طرف سے یہ سنت ادا ہو جائے گی۔

جوابِ سلام کی تفصیل یہ ہے کہ جس کو سلام کیا گیا اگر وہ ایک آدمی ہے تو اس پر فرضِ عین ہے کہ جواب دے' اور اگر پوری جماعت کو سلام کیا گیا تو ان پر جواب دینا فرضِ کفایہ ہے' ان میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو باقی بری الذمہ ہو جائیں گے' اگر کسی نے بھی جواب نہ دیا تو سب گناہ گار ہوں گے' اور اگر سب نے جواب دیا تو یہ انتہائی کمال اور فضیلت کی بات ہے۔

کسی نے ایک جماعت کو سلام کیا مگر جواب اس جماعت کے علاوہ کسی دوسرے آدمی نے دیا جو اس جماعت میں شامل نہیں تھا تو یہ جواب جماعت کی طرف سے کفایت نہیں کرے گا بلکہ ان پر واجب ہے کہ اس کا جواب دیں اور اگر اس اجنبی کے جواب پر اکتفاء کیا تو سب گناہ گار ہوں گے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب ایک جماعت گزر رہی ہو تو ان میں سے ایک آدمی کا سلام کر دینا کافی ہے اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک کا جواب دینا کافی ہے۔[۴۴۶]

کتاب موطأ میں حضرت زید ابن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پوری قوم میں سے ایک آدمی سلام کر دے تو یہ سب کی طرف سے کافی ہے۔[۴۴۷]

یہ حدیث مُرسل ہے اور صحیح الاسناد ہے۔ ✷

✷ علماء احناف کے نزدیک قربانی کا شرعی حکم

علماء احناف کثرہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک قربانی ہر صاحب نصاب مسلمان پر واجب ہے' ہدایہ میں ہے:

الاضحیة واجبة علی کل حرّ مسلم	قربانی والے دن ہر آزاد' مقیم' غنی مسلمان پر اپنی طرف سے اور اپنے
مقیم موسر فی یوم الاضحیٰ عن نفسه	نابالغ بچوں کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔

وعن ولده الصغار. (ہدایہ کتاب الاضحیہ ج ۴)

لہٰذا گھر سے کسی ایک فرد کے قربانی کرنے سے باقی اہل خانہ بری الذمہ نہیں ہوں گے۔ (مترجم)

فصل: قاصد یا خط وغیرہ کے ذریعے آنے والے سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: اگر کسی آدمی نے پردے یا دیوار کے پیچھے سے سلام کیا' یا خط میں سلام لکھ بھیجا کہ آپ کو سلام یا میری طرف سے فلاں کو سلام کہنا' یا بذریعہ قاصد سلام بھیجا تو قاصد یا خط موصول ہوتے ہی فوراً جواب دینا واجب ہو جاتا ہے۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حضرت جبریل علیہ السلام ہیں' تمہیں سلام پیش کر رہے ہیں' آپ فرماتی ہیں: میں نے جواباً کہا:

[۴۴۶] ابوداؤد: ۵۲۱۰' مسند ابی یعلیٰ: ۴۴۱' تخریج المشکوٰۃ للالبانی: ۴۶۴۸' الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۳۰۵' الارواء للالبانی: ۷۷۸

[۴۴۷] مالک ج ۲ ص ۹۵۹

وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.　　اوران پر بھی سلام' اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

یہ الفاظِ مذکورہ صحیحین کی بعض روایات میں ہیں اور بعض میں ''وبرکاتہ'' کے الفاظ نہیں ہیں مگر ثقہ رواۃ کی زیادتی بھی مقبول ہوتی ہے۔ سنن ترمذی میں ''وبرکاتہ'' کے الفاظ موجود ہیں اور صاحبِ ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

کسی غائب آدمی کو سلام بھیجنا مستحب ہے۔[۷۴۸]

فصل: جوابِ سلام میں قاصد کو شامل کر لینا مستحب ہے

ایک آدمی نے دوسرے کے ذریعے کسی کو سلام بھیجا' قاصد نے آ کر کہا: فلاں صاحب آپ کو سلام کہتے ہیں' ماقبل میں بیان کیا جا چکا ہے کہ اس پر واجب ہے کہ فوراً جواب دے اور مستحب ہے کہ جوابِ سلام میں پیغامِ سلام لانے والے کو بھی شامل کر لے اور یوں کہے:

وَعَلَيْكَ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ.　　تم پر اور اس پر سلام ہو!

سنن ابوداؤد میں حضرت غالب قطان سے روایت ہے' وہ ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں' وہ اپنے دادا جان سے روایت کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد گرامی نے مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ سلام پیش کرنے کے لیے بھیجا میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: میرے ابا جان آپ کو سلام پیش کرتے ہیں' تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عَلَيْكَ السَّلَامُ وَعَلٰى اَبِيْكَ السَّلَامُ.　　تم پر اور تمہارے والد پر سلام ہو!

اس حدیث میں ایک راوی مجہول ہے مگر ہم بیان کر چکے ہیں کہ فضائل میں اس قسم کی کمزوری سے صرف نظر کر دیا جاتا ہے۔[۷۴۹]

فصل: بہرے اور گونگے کو سلام کرنے اور جواب دینے کا طریقہ

امام متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: کسی ایسے بہرے آدمی کو سلام کیا جو بالکل نہیں سنتا' تو سلام کرنے والا الفاظِ سلام کا زبان سے تلفظ کرے کیونکہ وہ اس پر قادر ہے اور بہرے کو سمجھانے کی خاطر ہاتھ سے اشارہ کرے' اب یہ جواب کا مستحق ہو گا اور اگر دونوں چیزوں (زبان کا تلفظ اور ہاتھ کا اشارہ) کو جمع نہ کیا صرف ایک پر اکتفاء کیا تو جواب کا مستحق نہیں ہو گا۔

اسی طرح اگر بہرے نے تندرست کو سلام کیا اور یہ جواب دینا چاہتا ہے تو زبان سے بھی جوابِ سلام کا تلفظ کرے اور ہاتھ وغیرہ سے اشارہ بھی کرے تاکہ جواب درست ہو سکے اور فرضیت ساقط ہو جائے۔

اگر کسی نے گونگے کو سلام کہا' اس نے ہاتھ کے اشارے سے جواب دیا تو یہ جواب درست ہو گا کیونکہ اس کا اشارہ ہی زبانی تلفظ کے قائم مقام ہے۔ یونہی اگر گونگے نے کسی کو ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا تو وہ جواب کا مستحق ہو گا۔

فصل: نابالغ کو سلام کرنے اور جوابِ سلام کے احکام

امام متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کسی نے نابالغ بچے کو سلام کہا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں ہے کیونکہ بچہ احکام شرعیہ کا مکلف نہیں ہے۔

[۷۴۸] بخاری: ۳۲۱۷' مسلم: ۲۴۴۷' ابوداؤد: ۵۲۳۲' ترمذی: ۳۸۸۱' نسائی ج ۷ ص ۶۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۷۵-۳۷۷' مسند احمد ج ۶ ص ۵۵-۷۴-۸۸-۱۱۲-۱۱۷-۱۴۶-۱۵۰-۲۰۹-۲۲۵' ابن ماجہ: ۳۶۹۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۳۹' مسند حمیدی: ۲۷۷' صحیح ابن حبان: ۷۰۵۶' جامع الاصول: ۶۶۷۸

[۷۴۹] ابوداؤد: ۵۲۳۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۷۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۳۸



قول مذکور بالکل درست ہے مگر مستحب اور مقتضائے ادب یہی ہے کہ بچہ جواب سلام کہے۔ امام قاضی حسین اور امام متولی علیہما الرحمہ فرماتے ہیں:

اگر بچے نے بالغ کو سلام کہا تو کیا بالغ پر جواب دینا واجب ہے؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں جن کی بنیاد اس کے اسلام کی صحت پر ہے۔ اگر ہم کہیں کہ اس کا اسلام صحیح ہے تو اس کا سلام بالغ کے سلام جیسا ہوگا' لہٰذا جواب دینا واجب ہوگا' اور اگر کہیں کہ اس کا اسلام صحیح نہیں تو جواب بھی واجب نہ ہوگا بلکہ مستحب ہوگا۔

میرے نقطۂ نظر سے مذکور دونوں صورتوں میں زیادہ صحیح یہ ہے کہ جواب دینا واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا. (النساء:۸۶)

اور جب تم کو کسی لفظ سے سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر لفظ کے ساتھ سلام کرو یا اسی لفظ کو لوٹا دو۔

قاضی حسین اور امام متولی علیہما الرحمہ کا یہ کہنا کہ جوابِ سلام کی بنیاد اس کے صحت اسلام پر ہے۔ اس کے بارے میں علامہ شاشی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ غلط ہے۔

اگر کسی بالغ نے ایک جماعت کو سلام کیا جن میں بچہ بھی موجود تھا' اس سلام کا جواب صرف بچے نے دیا تو کیا جماعت سے فرضیتِ جواب ساقط ہو جائے گی؟ اس میں دو قول ہیں' زیادہ صحیح یہ ہے کہ فرضیت ساقط نہیں ہوگی کیونکہ بچہ احکامِ شرعیہ کا مکلف نہیں ہے' جواب دینا فرض تھا اور وہ ادا نہیں ہوا جیسے بچے کے نمازِ جنازہ پڑھنے سے باقیوں کی طرف سے ادا نہیں ہوتا۔ قاضی امام حسین اور امام متولی علیہ الرحمہ کا یہی قول ہے۔

دوسرا قول کتاب ''المستظہری'' کے مصنف امام ابوبکر شاشی شافعی کا ہے' وہ یہ کہ فرضیت ساقط ہو جائے جیسے بچے کی اذان بڑوں کی طرف سے کفایت کر جاتی ہے۔

البتہ نمازِ جنازہ کے مسئلے میں اختلاف ہے کہ بچے کے ادا کرنے سے ہو جائے گا یا نہیں؟ اس میں دو قول ہیں' ہمارے علماء کے نزدیک زیادہ صحیح یہ ہے کہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔ تفصیل شرح المہذب میں بیان کردی گئی ہے۔

فصل: دوبارہ سلام کہنے کے لیے کتنا وقفہ درکار ہے؟

ایک آدمی نے دوسرے کو سلام کیا پھر مختصر وقت میں ان کی دوبارہ ملاقات ہوگئی تو دوسری مرتبہ پھر سلام کہنا سنت ہے' اسی طرح تیسری مرتبہ یا اس سے زائد بار سلام کرے۔ اس پر ہمارے علماء کرام کا اتفاق ہے۔

اس پر دلیل صحیح بخاری وصحیح مسلم کی وہ روایت ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جس میں ایک صحابی کے ناقص نماز ادا کرنے کا تذکرہ ہے کہ وہ آیا اس نے نماز ادا کی' پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا' پھر فرمایا: لوٹ جا! نماز ادا کر' کیونکہ تو نے نماز ادا نہیں کی' اس نے واپس جا کر نماز پڑھی' پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا: یہ سلسلہ اسی طرح تین مرتبہ تک جاری رہا۔[۷۵۰]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے مسلمان بھائی کو ملے تو اسے سلام کہے' اگر ان کے درمیان کوئی درخت' دیوار یا پتھر حائل ہو جائے' پھر ملاقات ہو تو دوبارہ سلام کرے۔[۷۵۱]

[۷۵۰] بخاری: ۷۵۷' مسلم: ۳۹۷' ابوداؤد: ۸۵۶' ترمذی: ۳۰۳' نسائی ج ۲ ص ۱۲۵' مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۷' ابن ماجہ: ۱۰۶۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۸۸-۱۲۲-۱۲۶' شرح السنۃ للبغوی: ۵۵۲' صحیح ابن حبان: ۱۸۸۷' جامع الاصول: ۳۵۷۸

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام مل کر چلتے تھے' اگر ان کے سامنے کوئی درخت یا ٹیلہ آتا تو دائیں بائیں متفرق ہو جاتے' اس کے بعد ملتے تو ایک دوسرے کو سلام کرتے۔[۷۵۲]

فصل: دو آدمی ابتداءً ایک دوسرے کو سلام کہہ دیں تو جواب کی صورت کیا ہوگی؟

دو آدمیوں کی ملاقات ہوئی جن میں سے ہر ایک نے بیک وقت دوسرے کو سلام کہہ دیا' یا ایک نے پہلے اور دوسرے نے بعد میں کہا' اس مسئلہ میں قاضی محمد حسین علیہ الرحمہ اور امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ان دونوں میں سے ہر ایک ابتداءً سلام کرنے والا قرار پائے گا' اور ہر ایک پر جواب دینا واجب ہے۔

امام ابوبکر شاشی شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ بات درست نہیں ہے' سلام کے یہی الفاظ جواب بننے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں' لہٰذا اگر ایک سلام پہلے اور دوسرا بعد میں ہو تو دوسرا جواب بن جائے گا اور اگر دونوں بیک وقت ہوں تو کوئی بھی جواب نہیں بنے گا بلکہ دونوں کو جواب دینا پڑے گا۔

میرے نقطۂ نظر سے خواہ بیک وقت سلام کریں یا یکے بعد دیگرے سلام کریں' دونوں صورتوں میں ہر ایک کا سلام دوسرے کا جواب بن جائے گا اور الگ سے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم!

فصل: اگر کسی نے ابتداء میں ''وعلیکم السلام'' کہہ دیا تو جواب کا کیا حکم ہے؟

ایک آدمی کی دوسرے سے ملاقات ہوئی' ابتداءً سلام کہنے والے نے ''وعلیکم السلام'' کہہ دیا' امام متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ آدمی جواب کا مستحق نہیں ہے' کیونکہ ان الفاظ سے سلام کا آغاز نہیں کیا جاتا۔

میرا مؤقف یہ ہے کہ اگر کسی نے مروج الفاظ کو الٹ کر بغیر واؤ کے کہا: ''علیك السلام'' یا ''علیکم السلام'' تو مخاطب پر جواب دینا واجب ہے' یہی قول ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ کا ہے' اور امام الحرمین کا بھی یہی نقطۂ نظر ہے کہ جواب دینا واجب ہے' کیونکہ ان الفاظ کو سلام کہا جاتا ہے۔

ایک احتمال یہ ہے کہ ان الفاظ کے سلام ہونے کے متعلق ہمارے علماء کے دو قول ہیں' جس طرح لفظ ''علیکم السلام'' سے نماز سے باہر آنے کے متعلق دو قول ہیں' زیادہ صحیح یہ ہے کہ آدمی ان الفاظ کے ذریعے نماز سے باہر آ جائے گا۔

یہ احتمال بھی ہے کہ ایسے الفاظ سے سلام کہنے والا جواب کا مستحق نہیں ہے' کیونکہ سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت ابوجری ہجیمی صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا:

عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ. یا رسول اللہ ﷺ! آپ پر سلام ہو!

آپ ﷺ نے فرمایا: ''علیك السلام'' نہ کہو' کیونکہ لفظ ''علیك السلام'' سے فوت شدگان کو سلام کیا جاتا ہے۔

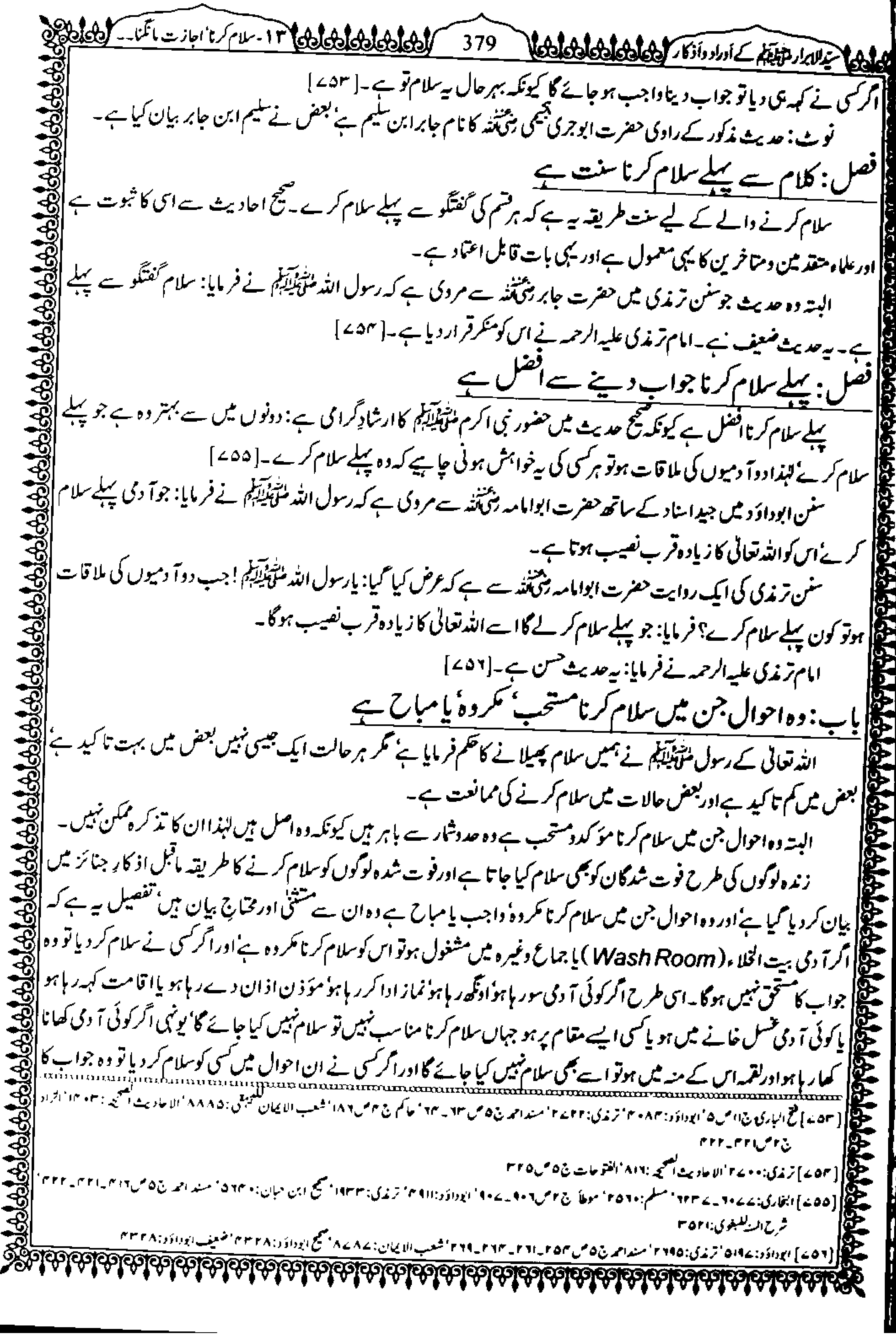
امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

میرے خیال میں ممکن ہے یہ حدیث احسن اور اکمل سلام کے بیان میں آئی ہو' یہ مراد نہ ہو کہ لفظ ''علیك السلام'' سرے سے سلام ہی نہیں ہے۔

امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ابتداءً ''علیکم السلام'' کہنا مکروہ ہے' لیکن

[۷۵۱] ابوداؤد: ۵۲۰۰' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۵۸-۸۸۵۹' المشکاۃ للالبانی: ۴۶۵۰

[۷۵۲] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۴۵' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۶۱' الفتوحات الربانیہ ج ۵ ص ۳۱۸-۳۱۹



اگر کسی نے کہہ ہی دیا تو جواب دینا واجب ہو جائے گا کیونکہ بہرحال یہ سلام تو ہے۔[۷۵۳]

نوٹ: حدیث مذکور کے راوی حضرت ابوجری ہجیمی رضی اللہ عنہ کا نام جابر ابن سلیم ہے' بعض نے سلیم ابن جابر بیان کیا ہے۔

فصل: کلام سے پہلے سلام کرنا سنت ہے

سلام کرنے والے کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے پہلے سلام کرے۔صحیح احادیث سے اسی کا ثبوت ہے اور علماء متقدمین ومتاخرین کا یہی معمول ہے اور یہی بات قابل اعتماد ہے۔

البتہ وہ حدیث جو سنن ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سلام گفتگو سے پہلے ہے۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔[۷۵۴]

فصل: پہلے سلام کرنا جواب دینے سے افضل ہے

پہلے سلام کرنا افضل ہے کیونکہ صحیح حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے' لہٰذا دو آدمیوں کی ملاقات ہو تو ہر کسی کی یہ خواہش ہونی چاہیے کہ وہ پہلے سلام کرے۔[۷۵۵]

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی پہلے سلام کرے اس کو اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب نصیب ہوتا ہے۔

سنن ترمذی کی ایک روایت حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ ﷺ! جب دو آدمیوں کی ملاقات ہو تو کون پہلے سلام کرے؟ فرمایا: جو پہلے سلام کرے گا اسے اللہ تعالیٰ کا زیادہ قرب نصیب ہوگا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۷۵۶]

باب: وہ احوال جن میں سلام کرنا مستحب' مکروہ' یا مباح ہے

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ہمیں سلام پھیلانے کا حکم فرمایا ہے' مگر ہر حالت ایک جیسی نہیں بعض میں بہت تاکید ہے' بعض میں کم تاکید ہے اور بعض حالات میں سلام کرنے کی ممانعت ہے۔

البتہ وہ احوال جن میں سلام کرنا مؤکد مستحب ہے وہ حد وشمار سے باہر ہیں کیونکہ وہ اصل ہیں لہٰذا ان کا تذکرہ ممکن نہیں۔ زندہ لوگوں کی طرح فوت شدگان کو بھی سلام کیا جاتا ہے اور فوت شدہ لوگوں کو سلام کرنے کا طریقہ ماقبل اذکار جنائز میں بیان کر دیا گیا ہے' اور وہ احوال جن میں سلام کرنا مکروہ' واجب یا مباح ہے وہ ان سے مستثنیٰ اور محتاج بیان ہیں' تفصیل یہ ہے کہ اگر آدمی بیت الخلاء (Wash Room) یا جماع وغیرہ میں مشغول ہو تو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے' اور اگر کسی نے سلام کر دیا تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہوگا۔اسی طرح اگر کوئی آدمی سو رہا ہو' اونگھ رہا ہو' نماز ادا کر رہا ہو' مؤذن اذان دے رہا ہو یا اقامت کہہ رہا ہو یا کوئی آدمی غسل خانے میں ہو یا کسی ایسے مقام پر ہو جہاں سلام کرنا مناسب نہیں تو سلام نہیں کیا جائے گا' یونہی اگر کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو اور لقمہ اس کے منہ میں ہو تو اسے بھی سلام نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی نے ان احوال میں کسی کو سلام کر دیا تو وہ جواب کا

[۷۵۳] فتح الباری ج ۱۱ ص ۵' ابوداؤد: ۴۰۸۴' ترمذی: ۲۷۲۲' مسند احمد ج ۵ ص ۶۳۔۶۴' حاکم ج ۴ ص ۱۸۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۸۵' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴۰۳' البزار ج ۲ ص ۴۲۱۔۴۲۲

[۷۵۴] ترمذی: ۲۷۰۰' الاحادیث الصحیحہ: ۸۱۶' الفتوحات ج ۵ ص ۳۲۵

[۷۵۵] البخاری: ۶۰۷۷۔۶۲۳۷' مسلم: ۲۵۶۰' موطأ ج ۲ ص ۹۰۶۔۹۰۷' ابوداؤد: ۴۹۱۱' ترمذی: ۱۹۳۳' صحیح ابن حبان: ۵۶۴۰' مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۶۔۴۲۱۔۴۲۲' شرح السنہ للبغوی: ۳۵۲۱

[۷۵۶] ابوداؤد: ۵۱۹۷' ترمذی: ۲۶۹۵' مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۴۔۲۶۱۔۲۶۴۔۲۶۹' شعب الایمان: ۸۷۸۷' صحیح ابوداؤد: ۴۳۲۸' ضعیف ابوداؤد: ۴۳۲۸

مستحق نہیں ہو گا۔

اگر کوئی آدمی کھانا کھا رہا ہو اور لقمہ اس کے منہ میں نہ ہو تو اسے سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور جواب دینا واجب ہو گا ایسے ہی خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں رکاوٹ نہ ہو تو سلام و جواب کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

خطبۂ جمعۃ المبارک کے وقت سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ حاضرین کو خطبہ کے وقت خاموش رہنے کا حکم ہے اور اگر کسی نے سلام کہہ دیا تو کیا اسے جواب دیا جائے گا؟ اس میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا: جواب نہیں دیا جائے گا کیونکہ اس نے غلطی کی ہے اور بعض نے کہا: اگر خطبۂ جمعہ کے وقت خاموشی کو واجب قرار دیا جائے تو جواب نہیں دیا جائے گا اور اگر خاموشی کو سنت قرار دیا جائے تو حاضرین میں سے ایک آدمی جواب دے گا، ایک سے زیادہ آدمی جواب نہ دیں۔

ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو آدمی قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو، بہتر ہے اسے سلام نہ کیا جائے، اگر کسی نے اسے سلام کر دیا تو اس کے لیے اشارے سے جواب دینا کافی ہے، اور اگر اس نے زبان سے جواب دیا تو تعوذ پڑھ کر پھر تلاوت شروع کرے۔

میرے خیال میں امام واحدی علیہ الرحمہ کی بات میں اعتراض کی گنجائش ہے، ظاہر یہ ہے کہ مشغولِ تلاوت کو سلام کیا جا سکتا ہے اور وہ زبان سے جواب دے گا۔

اگر کوئی آدمی پوری توجہ، انہماک اور حضورِ قلبی سے دعا کر رہا ہو تو اسے مشغول بالقراءۃ کے قائم مقام قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر میرے خیال میں اسے سلام کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس حالت میں سلام کرنے سے اس کی طبیعت بوجھل ہو جائے گی اور کھانے کی حالت میں جواب دینے کی مشقت سے بڑھ کر دشواری پیش آئے گی۔

حالت احرام میں تلبیہ کہنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس کے لیے تلبیہ منقطع کرنا مکروہ ہے، لیکن اگر کسی نے اسے سلام کہہ دیا تو وہ زبان سے اس کا جواب دے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے تلامذہ کا یہی مذہب ہے۔

فصل: جن احوال میں سلام کرنا مکروہ ہے اگر کسی نے سلام کر دیا تو جواب کا کیا حکم ہے؟

وہ احوال جن میں سلام کرنا مکروہ ہے، ان کا بیان گزر چکا ہے، وہاں بیان کر دیا گیا ہے کہ اگر ان احوال میں کسی نے سلام کر دیا تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہو گا، لیکن اگر وہ آدمی جس کو سلام کیا گیا، جواب دینے کی خواہش رکھے تو کیا حکم ہے؟ تفصیل یہ ہے کہ بیت الخلاء میں مشغول آدمی کے لیے جواب دینا مکروہ ہے۔

کھانا کھانے والے وغیرہ کے لیے جن مقامات پر جواب دینا واجب نہیں، وہاں مستحب ہے۔

نمازی کے لیے "وعلیکم السّلام" کہنا حرام ہے، اگر حرمت کو جانتے ہوئے یہ الفاظ کہہ دیے تو نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر ان الفاظ کی حرمت کا علم نہیں تھا، پھر کہے تو دو اقوال میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق نماز باطل نہیں ہو گی۔

اور اگر غیب کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے "وعلیہ السّلام" کہا تو نماز باطل نہیں ہو گی کیونکہ یہ دعا ہے خطاب نہیں۔

نمازی کے لیے اشارے سے سلام کا جواب دینا مستحب ہے، زبان سے جواب نہیں دے سکتا، اور اگر نماز سے فارغ ہو کر زبان سے سلام کا جواب دیا تو کوئی حرج نہیں، اس مسئلہ میں کثیر مذاہب ہیں۔ تفصیل کے لیے شرح المہذب کا مطالعہ فرمائیں۔

مؤذن کے لیے مروّج الفاظ کے ساتھ سلام کا جواب دینا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ مختصر سا جواب ہے جس سے اذان باطل ہوتی ہے نہ اس میں خلل واقع ہوتا ہے۔

باب: کس سے سلام و جواب کیا جا سکتا ہے اور کس سے نہیں؟

ایسا مسلمان آدمی جو فسق اور بدعت میں مشہور نہ ہو' وہ سلام کر بھی سکتا ہے' اسے سلام کیا بھی جا سکتا ہے' اس کے لیے سلام کرنا سنت ہے اور اس کے سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

عورت کا عورت کو سلام کرنا ایسے ہے جیسے مرد' مرد کو سلام کرتا ہے' اگر دونوں میں سے ایک عورت اور ایک مرد ہو تو پھر امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ عورت مرد کی لونڈی' بیوی یا محرم ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو مرد کے مرد کو سلام کرنے کا ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کو سلام کر سکتا ہے اور دوسرے پر جواب دینا واجب ہوگا۔

اگر عورت اجنبیہ اور خوبرو ہو اور فتنے کا خوف ہو تو مرد عورت کو سلام نہ کرے' اگر مرد نے سلام کر دیا تو عورت کے لیے جواب دینا جائز نہیں ہے' اور نہ ہی ایسی عورت کسی اجنبی مرد کو ابتداءً سلام کر سکتی ہے' اگر اس نے سلام کر دیا تو وہ جواب کی مستحق نہیں ہوگی اور اگر مرد نے اس کو جواب دیا تو یہ مکروہ ہوگا۔

اور اگر اجنبیہ عورت عمر رسیدہ ہو جہاں فتنہ کا خوف نہ ہو تو وہ مرد کو سلام کر سکتی ہے اور مرد کو جواب دینا ضروری ہے۔

عورتوں کی جماعت ہو اور ایک مرد ان کو سلام کرے یا کثیر مردوں کی جماعت ہو اور وہ سب ایک عورت کو سلام کریں تو جائز ہے' بشرطیکہ جانبین سے کسی کو فتنہ کا خوف نہ ہو۔

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم گروہ خواتین کے پاس سے گزر ہوا' آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔ لیکن روایت مذکورہ کے الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

ترمذی کی روایت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک دن مسجد سے گزر ہوا' وہاں خواتین کی جماعت بیٹھی ہوئی تھی' آپ ﷺ نے اپنے دست اطہر سے سلام کا اشارہ فرمایا۔[۷۵۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا خواتین کے پاس سے گزر ہوا' آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا۔[۷۵۸]

صحیح بخاری میں حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: ہم میں ایک خاتون ہوا کرتی تھیں' اور ایک روایت میں ہے: ہمارے ہاں ایک بڑھیا صاحبہ ہوا کرتی تھیں' جو چقندر اور جَو کے دانے ملا کر ہنڈیا میں پکایا کرتی تھیں' جب ہم نماز جمعہ پڑھ کر واپس لوٹتے' ہم انہیں سلام پیش کرتے' وہ ہمیں کھانا پیش کرتی تھیں۔[۷۵۹]

صحیح مسلم میں حضرت ام ہانی ء بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: فتح مکہ کے دن میں حضرت نبی مکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی' آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے گرد پردہ کر رکھا تھا' میں نے سلام عرض کیا۔[۷۶۰]

---

[۷۵۷] ساقِط: ۷۳۵

[۷۵۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۲۵' مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۷۔ ۳۶۳' مسند ابی یعلیٰ: ۷۵۰۶' الکبیر للطبرانی: ۲۴۸۶

[۷۵۹] بخاری: ۹۳۸۔ ۹۳۹' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۹۵

[۷۶۰] مسلم: ۷۰۔ ۸۰۔ ۳۳۶' بخاری: ۲۸۰' مسند احمد ج ۶ ص ۳۴۳۔ ۴۲۳۔ ۴۲۵' ترمذی: ۴۷۳' نسائی ج ۱ ص ۱۲۶' ابن ماجہ: ۱۳۲۳' سنن دارمی: ۱۴۶۱' جامع الاصول: ۴۲۰۹

فصل: غیر مسلم ذمیوں کو سلام کرنے اور جواب دینے کا بیان

غیر مسلم ذمیوں کے بارے میں ہمارے علماء کرام کا اختلاف ہے' اکثر علماء کا فیصلہ ہے کہ ان کو ابتداءً سلام کہنا بالکل جائز نہیں' جبکہ دیگر علماء کے نزدیک ان کو سلام کرنا حرام نہیں' مکروہ ہے اور اگر ان لوگوں نے کسی مسلمان کو سلام کیا تو وہ جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہے۔

قاضی القضاۃ علامہ ماوردی نے ہمارے علماء کا ایک مؤقف بیان کیا ہے کہ انہیں ابتداءً سلام کرنا جائز ہے مگر مسلمان صرف ''السلام علیك'' کہے اور جمع کا صیغہ استعمال نہ کرے۔

دوسرا مؤقف یہ بیان کیا ہے کہ اگر غیر مسلم ذمی سلام کریں تو یہ جواب میں ''وعلیکم السلام'' کہے اور ''ورحمۃ اللّٰہ'' وغیرہ نہ کہے۔

میرے نزدیک علامہ ماوردی کی بیان کردہ دونوں صورتیں شاذ اور مردود ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود ونصاریٰ کو پہلے سلام نہ کرو اور اگر ان میں سے کوئی تمہیں راستے میں مل جائے تو اسے تنگ راستے کی طرف مجبور کردو۔[۷۶۱]

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تمہیں اہل کتاب سلام کریں تو انہیں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا کرو۔[۷۶۲]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب یہودی تمہیں سلام کریں تو ان میں سے کئی اس طرح کہہ دیتے ہیں: ''اَلسَّامُ عَلَیْكَ'' (تم پر موت پڑے) تو تم جواب میں کہا کرو: ''وَعَلَیْكَ'' (یہ تجھ پر ہی پڑے)۔ اس مسئلہ میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کسی مسلمان نے کسی آدمی کو مسلمان سمجھتے ہوئے سلام کہہ دیا' بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو کافر ہے' مسلمان کے لیے مستحب ہے کہ اپنا سلام واپس مانگ لے اور اسے کہہ دے کہ میرا سلام واپس کر' اس کا مقصد کافر کو مرعوب کرنا اور اسے باور کرانا ہے کہ تیرے ساتھ ہمیں کوئی محبت نہیں ہے۔

مروی ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کسی آدمی کو سلام کیا' انہیں بتایا گیا کہ یہ تو یہودی ہے' آپ اس کے پیچھے گئے اور اسے فرمایا: میرا سلام واپس کر!

کتاب مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ کسی آدمی نے امام مالک علیہ الرحمہ سے دریافت کیا کہ اگر کسی نے یہودی یا نصرانی کو سلام کردیا تو کیا اسے اپنا سلام واپس مانگنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا: نہیں! یہ امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے' اور علامہ ابن عربی مالکی علیہ الرحمۃ نے اسی کو پسند کیا ہے۔

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اگر کوئی آدمی کسی ذمی کو سلام کرنا چاہتا ہے تو لفظ سلام نہ کہے' بلکہ یہ الفاظ کہے:

هَدَاكَ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت نصیب فرمائے!

اَنْعَمَ اللّٰهُ صَبَاحَكَ. Good Morning! (اللہ کرے تمہاری صبح خیریت سے ہو۔)

---

[۷۶۱] مسلم: ۲۱۶۷' ابوداؤد: ۵۲۰۵' ترمذی: ۲۷۰۱' مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۳-۲۶۶-۳۴۶-۴۴۴-۴۵۹-۵۲۵' شعب الایمان للبیہقی: ۸۹۰۳' جامع الاصول: ۴۸۷۰

[۷۶۲] بخاری: ۶۲۵۸-۶۹۲۶' الادب المفرد للبخاری: ۱۱۰۵' مسلم: ۲۱۶۳' ابوداؤد: ۵۲۰۷' ترمذی: ۳۲۹۶' مسند احمد ج ۳ ص ۹۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۸۵-۳۸۷' ابن ماجہ: ۳۶۹۷' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۴۳' شعب الایمان للبیہقی: ۹۱۰۲' مسند ابویعلیٰ: ۲۹۱۶' جامع الاصول: ۴۸۶۷' بدائع الفوائد ج ۲ ص ۱۷۶-۱۷۷

میرے نقطۂ نظر سے ان الفاظ میں کوئی حرج نہیں' اگر ضرورت ہو تو یہ الفاظ بھی کہے جا سکتے ہیں:

صَبَّحَتَ بِالْخَیْرِ' صَبَّحْتَ بِالسَّعَادَةِ' صَبَّحْتَ بِالْعَافِیَةِ' صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالسُّرُوْرِ' صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالسَّعَادَةِ وَالنِّعْمَةِ' صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالْمَسَرَّةِ.

تو خیر سے صبح کرے! تو باسعادت صبح کرے! تو عافیت سے صبح کرے! اللہ کرے تیری صبح سرور والی ہو! اللہ کرے تیری صبح سعادت اور نعمت والی ہو! اللہ کرے تیری صبح پُرمسرت ہو!

ان کے علاوہ ان سے ملتے جلتے الفاظ کہے جا سکتے ہیں۔

اگر کوئی مجبوری نہ ہو تو کوئی لفظ نہ بولا جائے کیونکہ ان الفاظ میں رغبت' انس اور اظہارِ محبت و مودّت ہے اور ہمیں کفار کے ساتھ شدت سے پیش آنے کا حکم ہے' اور ان کی محبت سے منع کیا گیا ہے' لہٰذا ان سے اظہارِ محبت نہیں کریں گے۔[۷۶۳]

ایک جماعت میں مسلمان اور کفار اکٹھے ہوں تو ان کو سلام کیسے کیا جائے؟

ایک آدمی کا گزر ایسی جماعت کے پاس سے ہو جن میں مسلمان اور کفار سب موجود ہوں تو سنت طریقہ یہ ہے کہ سب کو سلام کرے اور نیت صرف مسلمانوں کی رکھے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایک مجلس کے پاس سے گزر ہوا جس میں مسلمان' بتوں کے پجاری مشرک اور یہود اکٹھے تھے' حضور ﷺ نے انہیں سلام کیا۔[۷۶۴]

کافر سے خط و کتابت میں سلام کیسے لکھا جائے؟

کسی مشرک کو خط لکھتے ہوئے اس میں سلام لکھنا چاہتا ہے تو اسی طرح لکھے جیسے رسول اللہ ﷺ لکھا کرتے تھے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں ہرقل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے یوں خط لکھا:

اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی طرف سے' روم کے بادشاہ ہرقل کے نام۔

سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی. اس پر سلام جو ہدایت پر ہے۔[۷۶۵]

مسلمان' غیر مسلم کی تیمارداری کرے' تو کیا کہے؟

کافر ذمی کی تیمارداری کے مسئلہ میں ہمارے علماء کرام کا اختلاف ہے' بعض نے اسے مستحب قرار دیا ہے اور بعض نے اس سے منع کیا ہے۔ امام ابوبکر شاشی علیہ الرحمہ نے اس اختلاف کو ذکر کرنے کے بعد فرمایا: میرے نقطۂ نظر سے درست بات یہ ہے کہ کافر کی عیادت کے جواز کی کوئی نہ کوئی صورت نکل آتی ہے' اور ثواب صرف اسی صورت میں ملے گا جب اس تیمارداری میں حق ہمسائیگی یا قرابت کا لحاظ ہوگا۔

امام شاشی علیہ الرحمہ نے بہت اچھی بات فرمائی ہے' دلیل یہ ہے:

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار

---

[۷۶۳] بخاری: ۶۲۵۷_۶۹۲۸' الادب المفرد للبخاری: ۱۱۰۶' مسلم: ۲۱۶۴' موطا ج ۲ ص ۹۶۰' ابوداؤد: ۵۲۰۶' ترمذی: ۱۶۰۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۷۸_۳۸۰' مسند احمد ج ۲ ص ۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۰۳' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۱۱_۳۳۱۲' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۳۱' صحیح ابن حبان: ۵۰۳

[۷۶۴] بخاری: ۲۹۹۸' مسلم: ۱۷۹۸' ترمذی: ۲۷۰۲' مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۳' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۳۰' جامع الاصول: ۴۸۷۱_۴۷۹۴

[۷۶۵] بخاری: ۷_۵۱' مسلم: ۱۷۷۳' ترمذی: ۲۷۱۸' مسند احمد ج ۱ ص ۲۶۲_۲۶۳' دلائل النبوۃ للبیہقی: ۳۷۷_۳۸۱' صحیح ابن حبان: ۶۵۲۱

ہو گیا' نبی مکرم ﷺ اس کی عیادت کے لیے تشریف لائے اور اس کے سر کے پاس تشریف فرما ہو گئے' آپ ﷺ نے اسے فرمایا: اسلام قبول کر لو' اس لڑکے نے وہاں پر موجود اپنے والد کی طرف دیکھا' باپ نے کہا: بیٹا! ابو القاسم ﷺ کی بات مان لو' وہ لڑکا مسلمان ہو گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے اس لڑکے کو آگ سے بچا لیا۔[۷۶۶]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت سعید ابن میسب رضی اللہ عنہما کے والد گرامی حضرت میسب ابن حزن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آیا' رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' اور فرمایا: چچا جان! پڑھو: ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' میرا خیال ہے ذمی کی عیادت کرنے والا اسے اسلام کی تبلیغ کرے' اس کے سامنے اسلام کے محاسن بیان کرے اور اسے رغبت دلائے' اسے سمجھائے کہ جلد توبہ کر لو' کہیں ایسا وقت نہ آ جائے جب توبہ قبول نہ ہو گی' اگر اس کے لیے دعا کرے تو ہدایت کی دعا کرے۔[۷۶۷]

فصل: بدعتی اور مرتکب کبیرہ کو سلام کرنے کا حکم

بدعتی شخص اور گناہِ کبیرہ کا مرتکب جس نے توبہ نہ کی ہو' نہ ان کو سلام کیا جائے نہ ان کے سلام کا جواب دیا جائے۔ امام بخاری علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام نے اسی طرح فرمایا ہے۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس مسئلہ میں حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال فرمایا ہے کہ جب وہ اور ان کے دو ساتھی (ہلال ابن اُمیہ اور مُرارہ ابن ربیعہ) غزوۂ تبوک سے رہ گئے تھے' اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ گفتگو سے منع فرما دیا' حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتا' پھر دیکھتا کہ آپ ﷺ مبارک لبوں کو جواب سلام کے لیے حرکت دیتے ہیں یا نہیں؟[۷۶۸]

امام بخاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا: شراب نوشی کرنے والوں کو سلام مت کرو۔

میرا موقف یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی ظالم یا جابر کے سامنے جائے اور سلام نہ کرنے کی صورت میں دینی یا دنیاوی نقصان کا اندیشہ ہو تو ان کو سلام کر لے۔

امام ابو بکر ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سلام کرے اور نیت کر لے کہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے' اب ''السلام علیکم'' کا معنی ہو گا: اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔[۷۶۹]

فصل: بچوں کو سلام کرنا سنت ہے

بچوں کو سلام کرنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

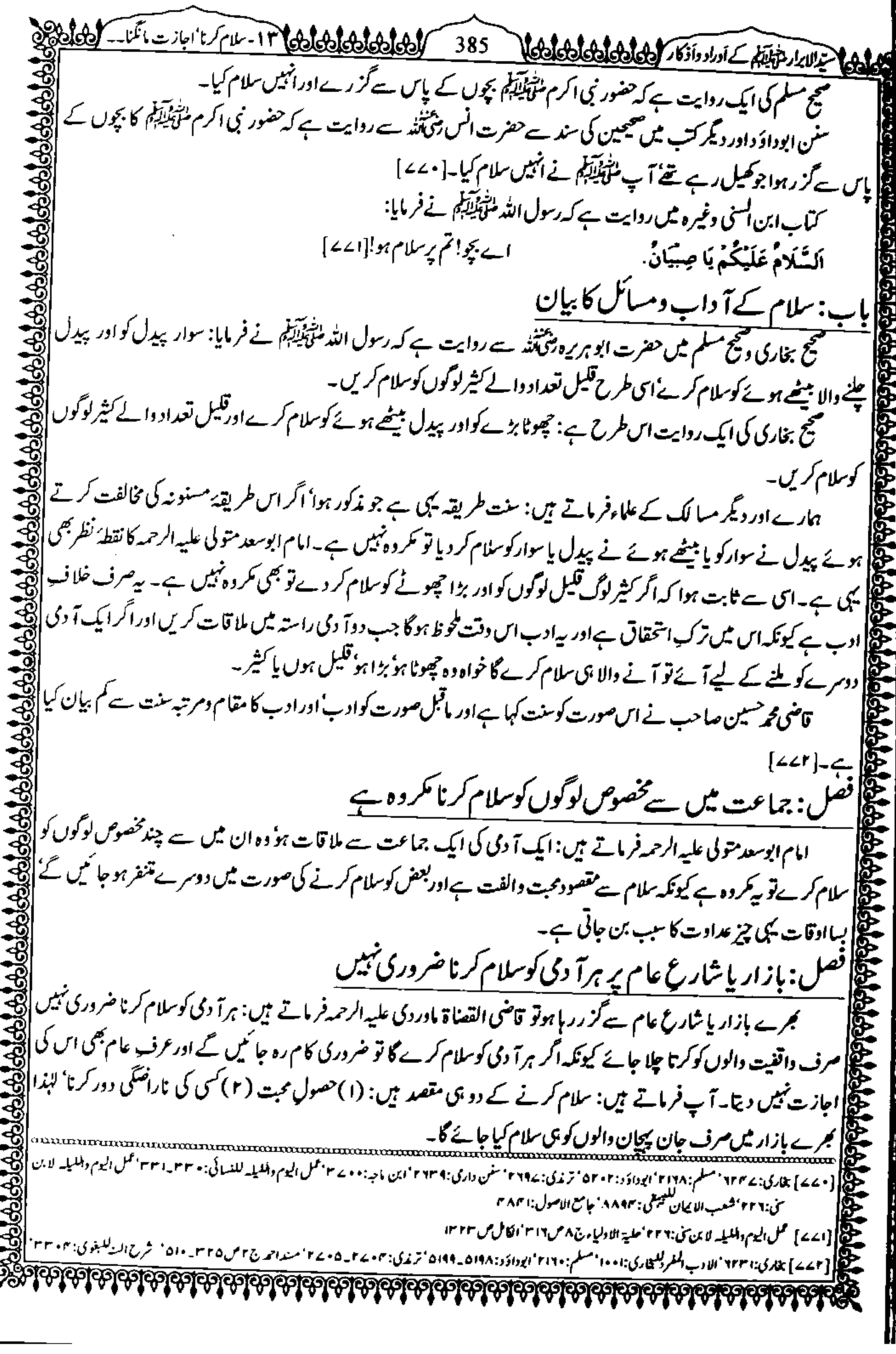
صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا اور فرمایا: حضور نبی مکرم ﷺ بچوں کو سلام کیا کرتے تھے۔

[۷۶۶] بخاری: ۱۳۵۶-۵۶۵۷' الادب المفرد للبخاری: ۵۲۴' ابو داؤد: ۳۰۹۵' مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۵-۲۲۷-۲۸۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۳-ج ۶ ص ۲۰۶' شرح السنہ للبغوی: ۵۷' حاکم ج ۴ ص ۲۹۱' مسند ابو یعلیٰ: ۳۳۹۰

[۷۶۷] بخاری: ۱۳۶۰' مسلم: ۲۴' نسائی ج ۴ ص ۹۰-۹۱' مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۳' صحیح ابن حبان: ۹۷۸

[۷۶۸] بخاری: ۲۷۵۷' مسلم: ۲۷۶۹' ترمذی: ۳۱۰۱' ابو داؤد: ۲۲۰۲' نسائی ج ۶ ص ۱۵۲' مسند احمد ج ۳ ص ۴۵۹-۴۶۰-ج ۶ ص ۳۸۶-۳۹۰' جامع الاصول: ۶۶۲' الفتح ج ۸ ص ۱۲۴-۱۲۵' سابقہ: ۶۱۸

[۷۶۹] بخاری ج ۱۱ ص ۴۰



صحیح مسلم کی ایک روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا۔
سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں صحیحین کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا بچوں کے پاس سے گزر ہوا جو کھیل رہے تھے' آپ ﷺ نے انہیں سلام کیا۔[۷۷۰]
کتاب ابن السنی وغیرہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا صِبْيَانُ. اے بچو! تم پر سلام ہو![۷۷۱]

باب: سلام کے آداب ومسائل کا بیان

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیدل کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے' اسی طرح قلیل تعداد والے کثیر لوگوں کو سلام کریں۔
صحیح بخاری کی ایک روایت اس طرح ہے: چھوٹا بڑے کو اور پیدل بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور قلیل تعداد والے کثیر لوگوں کو سلام کریں۔
ہمارے اور دیگر مسالک کے علماء فرماتے ہیں: سنت طریقہ یہی ہے جو مذکور ہوا' اگر اس طریقۂ مسنونہ کی مخالفت کرتے ہوئے پیدل نے سوار کو یا بیٹھے ہوئے نے پیدل یا سوار کو سلام کر دیا تو مکروہ نہیں ہے۔ امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ کا نقطۂ نظر بھی یہی ہے۔ اسی سے ثابت ہوا کہ اگر کثیر لوگ قلیل لوگوں کو اور بڑا چھوٹے کو سلام کر دے تو بھی مکروہ نہیں ہے۔ یہ صرف خلافِ ادب ہے کیونکہ اس میں ترکِ استحقاق ہے اور یہ ادب اس وقت ملحوظ ہوگا جب دو آدمی راستہ میں ملاقات کریں اور اگر ایک آدمی دوسرے کو ملنے کے لیے آئے تو آنے والا ہی سلام کرے گا خواہ وہ چھوٹا ہو' بڑا ہو' قلیل ہوں یا کثیر۔
قاضی محمد حسین صاحب نے اس صورت کو سنت کہا ہے اور ماقبل صورت کو ادب' اور ادب کا مقام ومرتبہ سنت سے کم بیان کیا ہے۔[۷۷۲]

فصل: جماعت میں سے مخصوص لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک آدمی کی ایک جماعت سے ملاقات ہو' وہ ان میں سے چند مخصوص لوگوں کو سلام کرے تو یہ مکروہ ہے کیونکہ سلام سے مقصود محبت والفت ہے اور بعض کو سلام کرنے کی صورت میں دوسرے متنفر ہو جائیں گے' بسا اوقات یہی چیز عداوت کا سبب بن جاتی ہے۔

فصل: بازار یا شارعِ عام پر ہر آدمی کو سلام کرنا ضروری نہیں

بھرے بازار یا شارعِ عام سے گزر رہا ہو تو قاضی القضاۃ ماوردی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ہر آدمی کو سلام کرنا ضروری نہیں صرف واقفیت والوں کو کرتا چلا جائے کیونکہ اگر ہر آدمی کو سلام کرے گا تو ضروری کام رہ جائیں گے اور عرفِ عام بھی اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ فرماتے ہیں: سلام کرنے کے دو ہی مقصد ہیں: (۱) حصولِ محبت (۲) کسی کی ناراضگی دور کرنا' لہٰذا بھرے بازار میں صرف جان پہچان والوں کو ہی سلام کیا جائے گا۔

[۷۷۰] بخاری: ۶۲۴۷' مسلم: ۲۱۶۸' ابوداؤد: ۵۲۰۲' ترمذی: ۲۶۹۷' سنن دارمی: ۲۶۳۹' ابن ماجہ: ۳۷۰۰' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۳۳۰-۳۳۱' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۲۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۹۴' جامع الاصول: ۴۸۴۱

[۷۷۱] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۲۶' حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۳۱۶' الکامل ص ۱۳۲۳

[۷۷۲] بخاری: ۶۲۳۱' الادب المفرد للبخاری: ۱۰۰۱' مسلم: ۲۱۶۰' ابوداؤد: ۵۱۹۸-۵۱۹۹' ترمذی: ۲۷۰۳-۲۷۰۵' مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۵-۵۱۰' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۰۴'

فصل: سلام کرنے والی جماعت کو منفرد کا ایک جواب ہی کافی ہے

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک جماعت نے کسی ایک آدمی کو سلام کیا' اس ایک نے جمع کا صیغہ استعمال کرتے ہوئے اور سب کی نیت کرتے ہوئے "وعلیکم السلام" کہہ دیا تو یہ ایک جواب سب کے لیے کافی ہوگا' ہر کسی کو الگ الگ جواب دینے کی ضرورت نہیں' جیسے ایک سے زائد میتوں پر ایک دفعہ جنازہ پڑھ دیا تو سب کی طرف سے ہو جائے گا۔

فصل: چھوٹی جماعت' بڑی جماعت اور منتشر مجمع کو سلام کرنے کے بعض احکام

امام ماوردی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: آدمی کسی ایسی جماعت کے پاس آئے جس کے ہر ہر فرد تک ایک سلام کی آواز پہنچ سکتی ہے تو سب کے لیے ایک سلام کافی ہے' اگر سب کو سلام کرنے کے بعد کسی کو خاص طور پر دوبارہ سلام کرتا ہے تو یہ ادب ہے' پوری جماعت میں سے ایک آدمی جواب دے تو کافی ہے اور اگر ایک سے زائد جواب دیں تو یہ ادب ہے۔

اگر اجتماع اتنا بڑا ہو کہ ایک سلام سب تک نہیں پہنچ سکتا جیسے کسی جامع مسجد کا اجتماع یا کوئی بہت بڑا جلسہ ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ داخل ہوتے ہی جتنے لوگ سامنے ہوں' ان کو سلام کہہ دے' جتنے سن لیں گے ان کے حق میں سنت سلام ادا ہو جائے گی اور جواب دینا بھی انہیں پر فرضِ کفایہ ہوگا۔

اب اگر ان لوگوں میں بیٹھنا چاہتا ہے جن تک سلام کی آواز پہنچ چکی ہے' تو بیٹھ جائے' دوسرے لوگوں کو الگ سے سلام کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ایک مجمع ہونے کی وجہ سے سب کی طرف سے سنتِ سلام ادا ہو چکی ہے۔

اور اگر ان لوگوں میں بیٹھنا چاہتا ہے جن تک سلام کی آواز نہیں پہنچی تو اس میں ہمارے علماء کے دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ ایک مجمع ہونے کی وجہ سے پہلے لوگوں کو سلام کرنے سے دوسروں کی طرف سے سنت سلام ادا ہو چکی ہے' یہی وجہ ہے کہ پورے اجتماع میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو فرضیتِ جواب ساقط ہو جائے گی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے لوگوں کو سلام کرنے سے دوسروں کی طرف سے سنت سلام ادا نہیں ہوئی۔ لہٰذا دوسروں کا جواب بھی کفایت نہیں کرے گا۔

فصل: اپنے یا کسی اور کے گھر داخل ہوتے وقت کیسے سلام کرے؟

اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا مستحب ہے' اگرچہ گھر میں کوئی فرد موجود نہ ہو' ان الفاظ سے سلام کرے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ. — ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو!

گھر میں داخل ہوتے وقت کے مزید اذکار کتاب کے آغاز میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

اگر مسجد یا کسی دوسرے آدمی کے گھر داخل ہو جہاں کوئی فرد موجود نہ ہو تو ان الفاظ سے سلام کہنا مستحب ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ' اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. — ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو! اے اس گھر میں رہنے والو! تم پر سلام! اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں!

السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۰۳' شعب الایمان للبیہقی: ۸۸۶۴-۸۸۶۶' مسند ابویعلیٰ: ۶۲۳۴

فصل: محفل سے اٹھتے وقت سلام کر کے جدا ہونا سنت ہے

جب آدمی لوگوں کے پاس بیٹھے پھر ان سے جدا ہونے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو تو سلام کرنا سنت ہے۔

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں اسانید جیدہ صحیحہ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی کسی محفل میں جائے تو سلام کرے اور جب وہاں سے اٹھے تو پھر سلام کرے' دوسرے سلام کا درجہ پہلے سے کم نہیں ہے۔

حدیث مبارک سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے سلام کا جواب دینا بھی جماعت پر فرضِ کفایہ ہے۔

امام قاضی حسین اور امام ابوسعد متولی رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں: بعض لوگوں کی عادت ہے کہ محفل سے جدا ہوتے وقت سلام کر دیتے ہیں' اس کی حیثیت محض دعا کی ہے' لہٰذا یہ مستحب ہے واجب نہیں' کیونکہ سلام ملاقات کے وقت ہوتا ہے نہ کہ جدائی کے وقت۔

ابوبکر شاشی علیہ الرحمہ ان دونوں بزرگوں کا ردّ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ان کا قول فاسد اور غلط ہے کیونکہ جس طرح ملاقات کرتے ہوئے سلام کرنا سنت ہے' اسی طرح جدا ہوتے ہوئے بھی سلام کرنا سنت ہے' اس پر دلیل یہی حدیث ہے جو ماقبل مذکور ہوئی ہے' میرے خیال میں امام شاشی علیہ الرحمہ کی بات درست ہے۔[۷۷۳]

فصل: محض اس گمان سے کہ جواب نہیں ملے گا' سلام ترک نہیں کیا جائے گا

ایک آدمی کسی کے پاس سے گزرا اور اسے غالب گمان ہوا کہ اگر سلام کیا تو یہ آدمی تکبر کی وجہ سے یا سلام کرنے والے یا سلام کو ہلکا جانتے ہوئے جواب نہیں دے گا' پھر بھی اسے سلام کرنا چاہیے اور اس گمان کی وجہ سے سلام ترک نہ کرے' کیونکہ شریعتِ مطہرہ نے سلام کا حکم دیا ہے' اور گزرنے والے کو سلام کرنے کا حکم ہے نہ کہ جواب حاصل کرنے کا۔ علاوہ ازیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سلام کرنے والے کے خیالات کے برعکس وہ آدمی جواب دے ہی دے۔

اور تحقیق سے محروم شخص کا قول کہ گزرنے والے کا سلام' جواب نہ دینے والے کی معصیت کا سبب بن جائے گا' یہ واضح جہالت اور نالائقی ہے۔ کیونکہ احکام شرعیہ اس قسم کے فضول خیالات کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے' اگر ایسے اوہام وخیالات کا لحاظ کرنا شروع کر دیں تو وہ شخص جو کسی فعل بد کی شناعت وقباحت سے بے خبر ہو کر اس کا ارتکاب کرتا ہے' اس کے بارے میں یہ گمان کرتے ہوئے کہ ہمارے سمجھانے سے یہ باز نہیں آئے گا اور اگر یہ باز نہ آیا تو ہمارا روکنا اور اس فعل کی قباحت بیان کرنا اس کے گناہ گار ہونے کا سبب بن جائے گا' لہٰذا ہمیں اس کو نہیں روکنا چاہیے' یہ ایک باطل تصور ہے' بلاشبہ اس خیالِ فاسد کی وجہ سے ہم وعظ وتبلیغ نہیں روک سکتے' اسی طرح کسی کے جواب نہ دینے کا گمان کرتے ہوئے سلام کرنا ترک نہیں کر سکتے' اس طرح کی اور بھی کئی مثالیں ہیں' جن سے مسئلہ واضح کیا جا سکتا ہے۔

ایک آدمی نے دوسرے کو سلام کیا' اسے اپنا سلام سنا دیا' پھر جواب کی طرف توجہ دلائی لیکن اس نے جواب نہیں دیا تو سلام کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اسے جوابِ سلام کی ذمہ داری سے بَری کر دے اور یہ کہے:

اَبْرَاْتُـهٗ مِنْ حَقِّيْ فِيْ رَدِّ السَّلَامِ. جوابِ سلام کے اپنے حق سے میں نے اس کو بَری کر دیا۔

یا یہ الفاظ کہے:

[۷۷۳] ابوداؤد:۵۲۰۸' ترمذی:۲۷۰۷' الادب المفرد للبخاری:۱۰۰۷-۱۰۰۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:۳۴۲-۳۶۹' مسند احمد ج۲ ص۲۳۰-۲۸۷-۴۳۹' شرح السنۃ للبغوی:۳۳۲۸' مسند حمیدی:۱۱۶۲' صحیح ابن حبان:۱۹۳۱-۱۹۳۲' مسند ابی یعلیٰ:۶۵۶۶' الاحادیث الصحیحۃ:۱۸۳

جَعَلْتُهُ فِيْ حِلٍّ مِّنْهُ. میں نے اس کے لیے جواب نہ دینا جائز کر دیا۔

یا ان سے ملتے جلتے الفاظ کہے جن سے حق جواب ساقط ہو جائے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت عبدالرحمٰن ابن شبل صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سلام کا جواب دیا اس میں اسی کا فائدہ ہے' اور جس نے جواب نہ دیا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

ایک آدمی نے دوسرے کو سلام کیا' اس نے جواب نہ دیا تو سلام کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اسے بہ طریق احسن یہ بتادے کہ ''رَدُّ السَّلَامِ وَاجِبٌ'' سلام کا جواب دینا واجب ہے۔

لہٰذا آپ کو جواب دینا چاہیے تاکہ آپ سے جواب کی فرضیت ساقط ہو جائے۔[۷۷۴]

باب: کسی کے گھر داخل ہونے کے لیے اجازت مانگنے کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا. (النور:۲۷)

اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ. (النور:۵۹)

اور جب تمہارے لڑکے سن بلوغت کو پہنچ جائیں تو ان کو بھی اجازت طلب کر کے آنا چاہیے جیسا کہ ان سے پہلے مرد اجازت طلب کرتے ہیں۔

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت طلب کرنا تین مرتبہ ہے' اگر تمہیں اجازت مل جائے (تو بہتر) ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔[۷۷۵]

یہی روایت صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور دیگر صحابہ کرام سے مروی ہے۔[۷۷۶]

صحیحین میں حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اجازت طلب کرنا اس لیے ضروری قرار دیا گیا ہے تاکہ نظر کی حفاظت ہو سکے۔

تین مرتبہ اجازت طلب کرنا متعدد طرق سے مروی ہے' سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی پہلے سلام کرے' پھر اجازت مانگے اور دروازے کے پاس اس طرح کھڑا ہو کہ اندر نظر نہ پڑے' پھر ان الفاظ سے اجازت طلب کرے: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ؟'' السلام علیکم! کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟

اہل خانہ میں سے اگر کوئی جواب نہ دے تو یہی الفاظ دوسری اور تیسری مرتبہ دہرائے' اگر پھر بھی جواب نہ آئے تو واپس لوٹ جائے۔[۷۷۷]

[۷۷۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۲۱۱' الادب المفرد للبخاری:۹۹۲' الفتوحات الربانیہ ج۵ ص۳۶۷' الاحادیث الصحیحہ:۱۱۴۷

[۷۷۵] بخاری:۲۰۶۲-۶۲۴۵-۷۳۵۳' الادب المفرد للبخاری:۱۰۶۵' مسلم:۲۱۵۳' ابوداؤد:۵۱۸۰-۵۱۸۴' ترمذی:۲۶۹۱' مسند احمد ج۴ ص۳۹۳-۳۹۸-۴۰۰-۴۰۳-۴۱۸' شعب الایمان للبیہقی:۸۸۱۷' صحیح ابن حبان:۵۷۷۶' جامع الاصول:۴۸۱۹

[۷۷۶] صحیح ابن حبان:۵۷۸۰' مسند ابویعلیٰ:۹۸۱

[۷۷۷] بخاری:۵۹۲۴-۶۲۴۱-۶۹۰۱' مسلم:۲۱۵۶' ترمذی:۲۷۱۰' نسائی ج۷ ص۶۰-۶۱' مسند احمد ج۵ ص۳۳۰-۳۳۵

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ جلیل القدر تابعی حضرت ربعی ابن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے کاشانہ اقدس میں جلوہ افروز تھے کہ قبیلہ بنی عامر کے ایک آدمی نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی' اس نے عرض کیا: ''اَأَلِجُ؟'' کیا میں داخل ہوسکتا ہوں؟

رسول اللہ ﷺ نے اپنے خادم سے فرمایا: جاؤ! اور اسے اجازت طلب کرنے کا طریقہ سکھاؤ' اسے بتاؤ کہ ان الفاظ سے اجازت طلب کرے: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ؟'' السلام علیکم! کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں؟

اس آدمی نے سن کر الفاظِ مذکورہ سے اجازت طلب کی' حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے اجازت عطا فرمادی' وہ آدمی اندر داخل ہوگیا۔[۷۷۸]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت کلدہ ابن حنبل صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا' میں اندر داخل ہوگیا مگر سلام نہ کیا' حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: واپس جاؤ! پہلے ان الفاظ سے اجازت لو پھر اندر آنا: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَاَدْخُلُ؟'' السلام علیکم! کیا میں اندر داخل ہوسکتا ہوں؟

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

صحیح طریقہ یہی ہے جو ہم نے بیان کر دیا ہے کہ پہلے سلام لے' پھر اجازت طلب کرے' جبکہ ماوردی علیہ الرحمہ نے تین طریقے بیان کیے ہیں:

(۱) یہی کہ پہلے سلام پھر طلب اجازت (۲) پہلے طلب اجازت پھر سلام (۳) اگر اہل خانہ میں سے کسی کو دیکھ لے تو پہلے سلام کرے پھر اجازت مانگے ورنہ پہلے اجازت مانگے پھر سلام کرے' اور یہی طریقہ ان کا مختار اور راجح ہے۔

اگر تین مرتبہ اجازت مانگی' اسے اجازت نہ ملی اور غالب گمان ہوا کہ اہل خانہ میں سے کسی نے سنا ہی نہیں تو کیا مزید اجازت طلب کرسکتا ہے؟

اس سلسلے میں حضرت ابوبکر ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ نے تین مذاہب ذکر فرمائے ہیں:

(۱) مزید اجازت طلب کرسکتا ہے (۲) مزید اجازت نہیں طلب کرسکتا (۳) اگر زبانی الفاظ سے اجازت مانگی ہے تو تین مرتبہ کے بعد مزید اجازت طلب نہیں کرسکتا اور اگر اس کے علاوہ کسی طریقے سے (مثلاً دروازہ کھٹکھٹا کر' وغیرہ) اجازت طلب کی تو دوبارہ اجازت مانگ سکتا ہے۔

حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: زیادہ صحیح یہ ہے کہ دوسرا مؤقف درست ہے یعنی مزید اجازت طلب نہیں کرسکتا اور سنت رسول ﷺ سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے۔[۷۷۹]

فصل: گھر کے اندر سے آواز آئے' کون؟ تو کیسے جواب دے؟

جب آدمی کسی کو سلام کر کے یا اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر اجازت طلب کرے' اسے پوچھا جائے: کون؟ تو وہ اس طرح جواب دے: فلاں ابن فلاں یا فلاں کا فلاں (یعنی اپنا اور اپنے باپ کا نام بتائے) یا فلاں عُرف فلاں یا ان جیسے الفاظ جن سے مکمل تعارف ہوجائے۔

اور ایسے الفاظ سے جواب دینا مکروہ ہے جن سے مکمل طور پر شناخت نہ ہوسکے جیسے میں' خادم (علم نہیں وصف)' ایک لڑکا'

[۷۷۸] ابوداؤد: ۵۱۷۷' مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۹' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۱۶' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۶۱' الاحادیث الصحیحۃ: ۸۱۸

[۷۷۹] ابوداؤد: ۵۱۷۶-۵۱۷۶' ترمذی: ۲۷۱۱' مسند احمد ج ۳ ص ۴۱۴

آپ کا چاہنے والا‘ وغیرہ۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حدیث معراج میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر حضرت جبریل علیہ السلام مجھے لے کر آسمانِ دنیا تک پہنچے‘ اجازت طلب کی‘ پوچھا گیا: کون؟ جواب دیا: جبریل‘ پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: حضرت محمد ﷺ‘ پھر مجھے لے کر دوسرے پھر تیسرے‘ اسی طرح تمام آسمانوں پر گئے‘ ہر آسمان کے دروازے پر دریافت کیا جاتا: کون؟ آپ جواب دیتے: جبریل (علیہ السلام)۔[۷۸۰]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی مکرم ﷺ باغ کے کنویں پر تشریف فرما تھے‘ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے‘ انہوں نے اجازت طلب کی‘ آپ ﷺ نے فرمایا: کون؟ عرض کیا: ابوبکر! پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے‘ انہوں نے اجازت طلب کی‘ آپ ﷺ نے فرمایا: کون؟ عرض کیا: عمر! پھر اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے۔[۷۸۱]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ آپ بیان کرتے ہیں: میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا‘ دروازہ کھٹکھٹایا‘ آپ ﷺ نے فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں! آپ ﷺ نے اس جواب کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا: مَیں مَیں! یہ کیا ہوتا ہے؟[۷۸۲]

فصل: اگر ضرورت ہو تو اپنے کسی وصفِ معروف سے تعارف کرایا جا سکتا ہے

گھر کے اندر سے دریافت کرنے والے کو سادہ نام سے مکمل شناخت نہ ہو رہی ہو تو اپنا کوئی وصف معروف ذکر کیا جا سکتا ہے‘ اگرچہ اس میں تعظیم ظاہر ہوتی ہو‘ مثلاً یہ کہ وہ اپنی کنیت بیان کرے یا کہے: میں مفتی فلاں ہوں‘ یا قاضی فلاں‘ یا علامہ فلاں‘ وغیرہ بشرطیکہ تعارف کرانا مقصد ہو نہ کہ اظہارِ عظمت و افتخار۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ام ہانی ء بنت ابوطالب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے‘ آپ کا اصل نام فاختہ ہے‘ یہ مشہور ہے جبکہ بعض نے فاطمہ اور بعض نے ھند ذکر کیا ہے‘ آپ بیان فرماتی ہیں: میں نبی مکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی‘ آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے‘ اور حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کے گرد پردہ کر رکھا تھا‘ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اُمِّ ھانی ء۔[۷۸۳]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے‘ آپ کا نام جُندب ہے جبکہ بعض نے بُریر (جو کہ "بِرّ" بمعنی نیکی کی تصغیر ہے) ذکر کیا ہے‘ آپ بیان فرماتے ہیں: ایک رات میں اپنے گھر سے باہر نکلا دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اکیلے تشریف لے جا رہے تھے‘ میں نے بھی چاند کی چاندنی میں چلنا شروع کر دیا‘ آپ ﷺ نے توجہ فرمائی مجھے دیکھ لیا‘ فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: ابوذرؓ![۷۸۴]

---

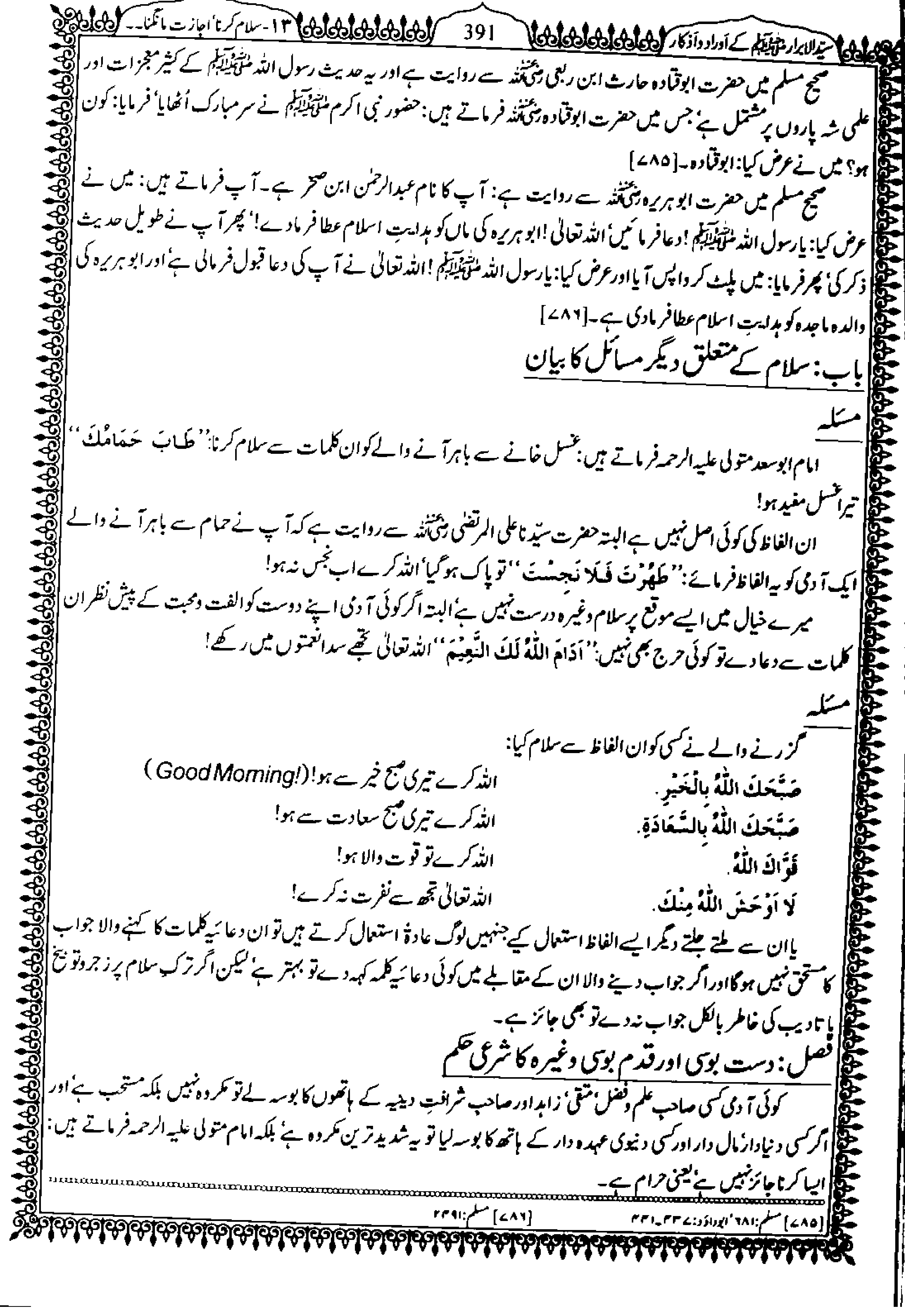
[۷۸۰] بخاری: ۳۴۹‘ ۳۲۰۷‘ ۱۶۳۶‘ ۳۳۴۲‘ مسلم: ۱۶۲‘ نسائی ج ۱ ص ۲۲۱‘ ترمذی: ۳۱۳۰‘ مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸۔ ۱۴۹‘ شرح السنۃ للبغوی: ۳۷۵۴‘ صحیح ابن حبان: ۷۴۰۶‘ جامع الاصول: ۸۸۷۶

[۷۸۱] بخاری: ۳۶۷۴‘ الادب المفرد للبخاری: ۹۶۵‘ مسلم: ۲۴۰۳‘ ترمذی: ۳۷۱۱‘ مسند احمد ج ۴ ص ۳۹۳۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷

[۷۸۲] بخاری: ۶۲۵۰‘ الادب المفرد للبخاری: ۱۰۸۶‘ مسلم: ۲۱۵۵‘ ابوداؤد: ۵۱۸۷‘ ترمذی: ۲۷۱۲‘ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۲۸‘ مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۰۔ ۳۶۳‘ ابن ماجہ: ۳۷۰۹‘ السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۳۴۰‘ شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۲۳۔ ۳۳۲۴‘ صحیح ابن حبان: ۵۷۷۸

[۷۸۳] سابقہ: ۷۶۰

[۷۸۴] بخاری: ۶۴۴۳‘ مسلم: ۳۳۔ ج ۲ ص ۶۸۸‘ مسند احمد ج ۵ ص ۱۸۱



صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ حارث ابن ربعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کے کثیر معجزات اور علمی شہ پاروں پر مشتمل ہے' جس میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ نے سر مبارک اُٹھایا' فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: ابوقتادہ۔[۷۸۵]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ کا نام عبدالرحمن ابن صخر ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! دعا فرمائیں' اللہ تعالیٰ! ابوہریرہ کی ماں کو ہدایتِ اسلام عطا فرمادے!' پھر آپ نے طویل حدیث ذکر کی' پھر فرمایا: میں پلٹ کر واپس آیا اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے' اور ابوہریرہ کی والدہ ماجدہ کو ہدایتِ اسلام عطا فرمادی ہے۔[۷۸۶]

باب: سلام کے متعلق دیگر مسائل کا بیان

مسئلہ

امام ابوسعد متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: غسل خانے سے باہر آنے والے کو ان کلمات سے سلام کرنا: ''طَابَ حَمَامُكَ'' تیرا غسل مفید ہو!

ان الفاظ کی کوئی اصل نہیں ہے البتہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حمام سے باہر آنے والے ایک آدمی کو یہ الفاظ فرمائے: ''طَهُرْتَ فَلَا نَجِسْتَ'' تو پاک ہوگیا' اللہ کرے اب نجس نہ ہو!

میرے خیال میں ایسے موقع پر سلام وغیرہ درست نہیں ہے' البتہ اگر کوئی آدمی اپنے دوست کو الفت ومحبت کے پیش نظر ان کلمات سے دعا دے تو کوئی حرج بھی نہیں: ''اَدَامَ اللّٰهُ لَكَ النَّعِيْمَ'' اللہ تعالیٰ تجھے سدا نعمتوں میں رکھے!

مسئلہ

گزرنے والے نے کسی کو ان الفاظ سے سلام کیا:

صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالْخَيْرِ. اللہ کرے تیری صبح خیر سے ہو! (Good Morning!)

صَبَّحَكَ اللّٰهُ بِالسَّعَادَةِ. اللہ کرے تیری صبح سعادت سے ہو!

قَوَّاكَ اللّٰهُ. اللہ کرے تو قوت والا ہو!

لَا اَوْحَشَ اللّٰهُ مِنْكَ. اللہ تعالیٰ تجھ سے نفرت نہ کرے!

یا ان سے ملتے جلتے دیگر ایسے الفاظ استعمال کیے جنہیں لوگ عادۃً استعمال کرتے ہیں تو ان دعائیہ کلمات کا کہنے والا جواب کا مستحق نہیں ہوگا اور اگر جواب دینے والا ان کے مقابلے میں کوئی دعائیہ کلمہ کہہ دے تو بہتر ہے' لیکن اگر ترکِ سلام پر زجر وتوبیخ یا تادیب کی خاطر بالکل جواب نہ دے تو بھی جائز ہے۔

فصل: دست بوسی اور قدم بوسی وغیرہ کا شرعی حکم

کوئی آدمی کسی صاحب علم وفضل' متقی' زاہد اور صاحب شرافتِ دینیہ کے ہاتھوں کا بوسہ لے تو مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے' اور اگر کسی دنیادار' مالدار اور کسی دنیوی عہدہ دار کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو یہ شدید ترین مکروہ ہے' بلکہ امام متولی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسا کرنا جائز نہیں ہے' یعنی حرام ہے۔

[۷۸۵] مسلم: ۶۸۱' ابوداؤد: ۴۳۷-۴۴۱ [۷۸۶] مسلم: ۲۴۹۱

سنن ابوداوٗد میں حضرت زارع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ وفد عبدالقیس میں موجود تھے، آپ بیان فرماتے ہیں: ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور حضور نبی مکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک اور قدم مبارک چومنے لگے۔[۷۸۷]

سنن ابوداوٗد میں ایک واقعہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، جس میں آپ فرماتے ہیں: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کی دست بوسی کی۔

محبت، رحمت، شفقت اور قرابت کے پیش نظر اپنے چھوٹے بیٹے اور بھائی کے رخسار، گردن اور ماتھا وغیرہ کا بوسہ لینا سنت ہے، اس عنوان کی کثیر روایات موجود ہیں، بیٹا، بیٹی، بھائی اور بہن اس حکم میں برابر ہیں، دوست کے بچوں اور دیگر ننھے منھے بچوں کا بوسہ لینے کا بھی یہی حکم ہے۔

بطریق شہوت بچوں کا بوسہ لینا بالاتفاق حرام ہے بلکہ اپنے ہوں یا پرائے بنظر شہوت دیکھنا بھی حرام ہے۔[۷۸۸]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے نواسے حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کا بوسہ لیا، قریب حضرت اقرع ابن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ موجود تھے، بولے: میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔[۷۸۹]

صحیحین میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ اعرابی لوگ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے، پوچھنے لگے: کیا تم اپنے بچوں کا بوسہ لیتے ہو، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا: ہاں! ان میں ایک بولا: اللہ کی قسم! ہم نے کبھی اپنے بچوں کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحمت نکال دی ہے تو میں کیا کروں۔

یہ ایک روایت کے الفاظ ہیں، یہ روایت مختلف الفاظ سے مروی ہے۔[۷۹۰]

صحیح بخاری اور دیگر کتب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے نورِ نظر حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو اٹھایا، انہیں بوسہ دیا اور ان کی خوشبو لی۔[۷۹۱]

سنن ابوداوٗد میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے پہل جب مدینہ منورہ آئے تو میں ان کے ساتھ ان کے گھر گیا، آپ کی لخت جگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار تھا اور وہ لیٹ کر آرام فرما رہی تھیں، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور دریافت کیا: میری بیٹی! آپ کی طبیعت کیسی ہے؟ اور ان کے رخسار کا بوسہ لیا۔[۷۹۲]

سنن ترمذی، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت صفوان ابن عسال رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے اپنے دوست سے کہا: آؤ! اس نبی (مکرم ﷺ) کے پاس چلتے ہیں، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور نو عدد روشن نشانیوں کے متعلق سوالات کیے، درست جوابات ملنے پر انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے دست اطہر

[۷۸۷] ابوداوٗد: ۱۱۱۸-۵۲۲۵

[۷۸۸] ابوداوٗد: ۱۱۱۷-۵۲۲۳، ابن ماجہ: ۳۷۰۴، مسند احمد ج ۲ ص ۷۰، الادب المفرد للبخاری: ۹۷۲

[۷۸۹] بخاری: ۵۹۹۷، الادب المفرد للبخاری: ۹۱، مسلم: ۲۳۱۸، ترمذی: ۱۹۱۲، ابوداوٗد: ۵۲۱۸، مسند احمد ج ۲ ص ۲۲۸-۲۴۱-۲۶۹-۵۱۳، شرح السنۃ للبغوی: ۳۴۴۶، شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۰۱۲، صحیح ابن حبان: ۴۵۸-۵۵۶۷

[۷۹۰] بخاری: ۵۹۹۸، مسلم: ۲۳۱۷، مسند احمد ج ۶ ص ۵۶-۷۰، ابن ماجہ: ۳۶۶۵، شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۰۱۳

[۷۹۱] بخاری تعلیقاً ج ۱۰ ص ۴۲۶، شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۰۱۱

[۷۹۲] بخاری: ۳۹۱۸، ابوداوٗد: ۵۲۲۲

اور پاؤں مبارک چوم لیے اور عرض کیا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی برحق ہیں۔ [۷۹۳]

سنن ابوداؤد میں صحیح اور عمدہ اسناد کے ساتھ حضرت ایاس ابن دغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا' انہوں نے حضرت حسن ابن علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کے رخسار کا بوسہ لیا۔ [۷۹۴]

نوٹ: ابونضرہ کا نام منذر ابن مالک بن قطعہ ہے' یہ ثقہ تابعی ہیں' لفظ '' دغفل '' دال کے فتحہ' غین کے سکون اور فاء کے فتحہ پھر لام کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ اپنے نورِ چشم حضرت سالم علیہ الرحمہ کا بوسہ لیتے اور فرماتے: مقامِ تعجب ہے کہ ایک شیخ دوسرے شیخ کا بوسہ لے رہا ہے۔

اس امتِ مرحومہ کے عظیم المرتبت زاہد عابد حضرت سہل ابن عبداللہ تُستری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حضرت ابوداؤد بجستانی علیہ الرحمہ کے پاس تشریف لاتے اور انہیں فرماتے: آپ اپنی زبان مبارک باہر نکالیں' جس سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ بیان کرتے ہیں' میں اس زبانِ مبارک کا بوسہ لینا چاہتا ہوں' پھر آپ ان کی زبان کا بوسہ لیتے۔

اسلاف کرام کے اس قسم کے بے شمار واقعات موجود ہیں۔ [۷۹۵]

فصل: کسی فوت شدہ بزرگ اور سفر سے واپس آنے والے کا چہرہ چومنا

حصولِ برکت کے لیے کسی فوت شدہ عظیم الشان شخصیت کے چہرے کا بوسہ لینا جائز ہے' ایسے ہی کسی کا دوست سفر وغیرہ سے واپس آئے تو اس کا چہرہ چوم لینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

صحیح بخاری میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک طویل حدیث مروی ہے' جس میں رسول اللہ ﷺ کی وفات کا تذکرہ ہے' آپ بیان فرماتی ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے' رسول اللہ ﷺ کے رخِ انور سے پردہ ہٹایا' جھک کر آپ ﷺ کا بوسہ لیا' پھر رو پڑے۔ [۷۹۶]

سنن ترمذی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں: حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے' اس وقت رسول اللہ ﷺ میرے حُجرہ میں جلوہ گر تھے' انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا تو رسول اللہ ﷺ اپنی رداء مبارک گھسیٹتے ہوئے جلدی سے ان کی طرف تشریف لے گئے' انہیں گلے لگایا اور ان کا بوسہ لیا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

ابومحمد بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: چھوٹا بچہ اور سفر سے واپس لوٹنے والا (اور ماقبل میں جن کے لیے بوسہ کا جواز بیان کیا گیا ہے) ان کے علاوہ کسی کا بوسہ لینا اور اس سے معانقہ کرنا مکروہ ہے۔ دلیل یہ ہے: [۷۹۷]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرتے ہوئے اس کے سامنے جھک سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس سے بغل گیر ہو سکتا ہے یا اسے چوم سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! پھر عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر اس سے مصافحہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں!

---

[۷۹۳] ترمذی: ۲۷۳۳' ابن ماجہ: ۳۷۰۵-۸۰۸' مسند احمد ج ۴ ص ۲۳۹' حاکم ج ۱ ص ۹' الکبیر ان: ۴۳۶۰' تحفۃ الاحوذی ج ۷ ص ۵۲۵-۵۲۸

[۷۹۴] ابوداؤد: ۵۲۲۱' صحیح ابوداؤد: ۴۳۵۰

[۷۹۶] بخاری: ۱۲۴۱

[۷۹۷] ترمذی: ۵۱۶-۲۷۳۳

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۷۹۸]

حضرت مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک نوخیز حسین وجمیل لڑکے کے بوسہ ومعانقہ کا حکم

بوسہ ومعانقہ کا حکم جو ماقبل میں بیان کر دیا گیا ہے کہ سفر سے واپس آنے والے وغیرہ کے لیے جائز ہے اور ان کے علاوہ مکروہ تنزیہی ہے۔ یہ تمام صورتیں نوخیز حسین وجمیل لڑکے کے علاوہ ہیں' اس کا بوسہ لینا ہر حال میں حرام ہے' خواہ سفر سے آیا ہو یا نہ آیا ہو' اور اس سے معانقہ کرنا بھی حرام یا حرام کے قریب ہے' خواہ بوسہ لینے اور دینے والا دونوں نیک مرد ہوں یا فاسق ہوں یا ایک نیک اور دوسرا فاسق ہو' بہرصورت اس بے ریش مرد کا بوسہ ومعانقہ حرام ہے۔

اور صحیح مذہب کے مطابق اس کی طرف (بلاضرورت) دیکھنا بھی حرام ہے خواہ بغیر شہوت کے دیکھے اور فتنہ سے محفوظ ہو' بہرصورت حرام ہے کیونکہ یہ عورت کے حکم میں ہے۔

فصل: مصافحہ کا بیان

ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے' اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ فرمایا: ہاں![۷۹۹]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کے واقعہ میں ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: حضرت طلحہ ابن عبیداللہ رضی اللہ عنہ میری طرف والہانہ انداز میں دوڑتے ہوئے آئے' میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد کہا۔[۸۰۰]

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: جب اہل یمن آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا: تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں' یہ پہلے لوگ ہیں جنہوں نے ملاقات کرتے وقت مصافحہ کیا ہے۔[۸۰۱]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دو مسلمان بوقت ملاقات جب مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔[۸۰۲]

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمارا کوئی آدمی اپنے بھائی یا دوست سے ملے تو کیا اس کے لیے تواضعاً جھک سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس سے بغل گیر ہو سکتا ہے اور بوسہ لے سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! عرض کیا: کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کر سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۸۰۳]

---

[۷۹۸] ترمذی:۲۷۲۹' ابن ماجہ:۳۷۰۲' تخریج المشکاۃ للالبانی:۴۶۸۰

[۷۹۹] بخاری:۶۲۶۳' ترمذی:۲۷۳۰' شرح السنہ للبغوی:۳۳۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۹۹' شعب الایمان للبیہقی:۸۹۴۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۱۹' صحیح ابن حبان:۴۹۲

[۸۰۰] سابقہ:۶۱۸_۶۸

[۸۰۱] ابوداؤد:۵۲۱۳' مسند احمد ج ۳ ص ۲۱۲_۲۵۱' الاحادیث الصحیحہ:۵۲۷

[۸۰۲] ابوداؤد:۵۲۱۱_۵۲۱۲' ترمذی:۲۷۲۸' مسند احمد ج ۴ ص ۲۸۹_۳۰۳' ابن ماجہ:۳۷۰۳' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱۹۳_۱۹۵' الاحادیث الصحیحہ:۵۲۵

[۸۰۳] سابقہ:۷۹۸

مؤطا امام مالک میں حضرت عطاء ابن عبداللہ خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: بوقت ملاقات ایک دوسرے سے ہاتھ ملایا کرو' کدورت ختم ہو جائے گی' ایک دوسرے کو تحائف (Gifts) دیا کرو تمہاری محبت بڑھے گی اور عداوت ختم ہو جائے گی۔

یہ حدیث مرسل ہے۔[۸۰۴]

نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کا شرعی حکم

ہر ملاقات میں مصافحہ کرنا مستحب ہے۔ صبح اور عصر وغیرہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا جو لوگوں میں مروج ہے' شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں' مگر اس میں کوئی حرج بھی نہیں' مصافحہ اصل میں سنت ہے' بعض حالات اور بعض مقامات پر لوگوں کا اسے معمول بنالینا اور اس پر مداومت کرنا' اس کی اصل پر اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

ابو محمد عبدالسلام علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''القواعد'' میں فرماتے ہیں: بدعت کی پانچ اقسام ہیں:

(۱) واجبہ (۲) محرمہ (۳) مکروہہ (۴) مستحبہ (۵) مباحہ۔

فجر اور عصر وغیرہ نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا بدعت مباحہ ہے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ کے نزدیک بے ریش خوب صورت لڑکے سے مصافحہ کرنے کا شرعی حکم

نوخیز بے ریش خوب صورت لڑکے کے ساتھ مصافحہ کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے' ماقبل میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ اس کی طرف (بلاضرورت) نظر کرنا بھی حرام ہے۔ علماء فرماتے ہیں: جس کو دیکھنا حرام ہے اس کو چھونا بھی حرام ہے' بلکہ چھونے کی حرمت زیادہ ہے کیونکہ بعض حالات میں دیکھنا جائز ہوتا ہے جیسے کسی اجنبیہ عورت سے نکاح کا ارادہ ہو تو اسے دیکھنا جائز ہے' اسی طرح خرید و فروخت اور دیگر معاملات میں کوئی چیز لیتے یا دیتے وقت اسے دیکھا جا سکتا ہے' یہی حکم ''اَمْرَد'' کا ہے۔ لیکن جواز نظر کی ان تمام صورتوں میں چھونا منع ہے۔

فصل: بوقت مصافحہ اظہارِ مسرت اور دعائے خیر کرنا مستحب ہے

مصافحہ کرتے وقت چہرے سے خوشی کا اظہار کرنا اور خیر و برکت اور مغفرت کی دعا کرنا مستحب ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی بھی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔[۸۰۵]

کتاب ابن السنی میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان بوقت ملاقات جب مصافحہ کرتے ہیں اور محبت و خلوص سے ہنستے ہوئے ملتے ہیں تو ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔[۸۰۶]

ایک روایت اس طرح ہے: جب مسلمان بوقت ملاقات مصافحہ کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے ہیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: رضائے الٰہی کی خاطر محبت کرنے والے دو بندوں میں سے جب ایک دوسرے کا استقبال کرتا ہے اور وہ مصافحہ کرتے ہیں' پھر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ درود شریف پیش کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے ماقبل و مابعد تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے

[۸۰۴] موطا ج۱ ص۴۰۸ [۸۰۵] سابقہ:۲۶ [۸۰۶] سابقہ:۸۰۲

جاتے ہیں۔[۸۰۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی آدمی کا ہاتھ پکڑتے تو چھوڑنے سے پہلے یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے![۸۰۸]

فصل: کسی کے سامنے احتراماً رکوع کی حالت بنانا مکروہ ہے

خواہ کوئی شخصیت ہو اس کے سامنے کمر جھکا کر رکوع کی سی حالت بنانا مکروہ ہے۔ اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو ماقبل میں حضرت انس رضی اللہ کے حوالے سے بیان کردی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کیا ایک آدمی دوسرے سے ملاقات کرتے وقت اس کے سامنے جھک سکتا ہے؟ فرمایا: نہیں! یہ بھی بیان کردیا گیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے اور اس کی معارض کوئی روایت نہیں ہے' لہٰذا اس کی مخالفت کی کوئی وجہ نہیں بنتی۔ اور اگر علم' تقویٰ اور فضیلت وعظمت کی طرف منسوب لوگ ایسا کریں تو ان کی کثرت کے باعث دھوکا میں آنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اقتداء صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (الحشر:۷)

اور رسول جو تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے تم کو روکیں اس سے رُک جاؤ۔

نیز فرماتا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ. (النور:۶۳)

سو جو لوگ رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں' وہ اس سے ڈریں کہ انہیں کوئی مصیبت پہنچ جائے یا انہیں کوئی دردناک عذاب پہنچ جائے۔

ماقبل کتاب الجنائز میں حضرت فُضیل ابن عیاض رضی اللہ کا قول ہم بیان کر چکے ہیں' جس کا مفہوم یہ ہے:

ہدایت کے راستوں کو اختیار کرو' سالکین کی قلت تمہیں نقصان نہ دے' گمراہی کے راستوں سے پرہیز کرو' ہلاک ہونے والوں کی کثرت تمہیں دھوکا نہ دے۔

فصل: کسی قابلِ تعظیم شخصیت کی آمد پر کھڑے ہو کر استقبال کرنا مستحب ہے

آنے والا مہمان کسی ظاہری فضیلت کا حامل ہو مثلاً عالم دین ہو' صالح ہو' نیک حکمران ہو' والد صاحب ہوں یا کوئی بزرگ قرابت دار ہو تو اس کی آمد پر کھڑے ہو کر استقبال کرنا مستحب ہے' اور یہ قیام اس کے نیک ہونے کے باعث اور اس کی عزت و احترام کے لیے ہونا چاہیے' نہ کہ دکھلاوے کے لیے۔ ہمارے متقدم ومتاخر علماء کا اسی پر عمل ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک رسالہ ترتیب دیا ہے' جس میں احادیث وآثار کو جمع کیا ہے اور مشائخ کرام کے اقوال وافعال سے استدلال کیا ہے۔ اس میں اعتراض وجواب بھی درج کیے ہیں۔ جسے اس موضوع پر کوئی اشکال ہو وہ اس کا مطالعہ کرے' ان شاء اللہ العزیز! تمام شکوک و شبہات رفع ہو جائیں گے۔

[۸۰۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۹۳' تاریخ للبخاری ج ۳ ص ۲۵۲' مسند ابی یعلیٰ: ۲۹۶۰' شعب الایمان للبیہقی: ۸۹۴۳' الاحادیث الصحیحہ: ۶۵۲

[۸۰۸] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۰۴

فصل: نیک، دین دار اور دیگر مسلمان دوستوں کی زیارت کے لیے جانا مستحب ہے

نیک، دین دار، عام مسلمان بھائی، پڑوسی، دوست احباب اور عزیز و اقارب کی زیارت کرنا، ان کی عزت افزائی، ان سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنا تاکیداً مستحب ہے۔ ان اُمورِ مذکورہ کا طریق کار لوگوں کے احوال، مراتب اور مصروفیات کے بدلنے سے بدلتا رہتا ہے۔ ان کی زیارت اس انداز سے ہو کہ یہ کراہت محسوس نہ کریں اور ملاقات ایسے وقت میں ہو کہ وہ پسند کریں۔ اس بارے میں بہت سی احادیث مبارکہ مروی ہیں:

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے گاؤں میں موجود اپنے بھائی کی زیارت کے لیے گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں ایک فرشتہ کھڑا کر دیا، وہ آدمی اس فرشتے کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں اس گاؤں میں اپنے بھائی کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں، فرشتہ بولا: کیا اس کا تمہارے اوپر کوئی احسان ہے جس کا بدلہ دینے جا رہے ہو؟ اس نے کہا: نہیں! میں تو صرف رضائے الٰہی کی خاطر اس سے محبت رکھتا ہوں، اس فرشتے نے کہا: میں تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اسی طرح محبت رکھتا ہے، جس طرح تم اس کی خاطر اپنے بھائی سے محبت رکھتے ہو۔[۸۰۹]

سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی مریض کی عیادت کی یا رضائے الٰہی کی خاطر اپنے کسی بھائی کی زیارت کی تو اسے منادی نداء دیتا ہے: تو نے اچھا کیا، تیرا چل کر آنا مبارک ہو گیا اور تو نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔[۸۱۰]

فصل: کسی نیک دوست کو ملاقات کی دعوت دینا مستحب ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے فرمایا: تم جتنی مرتبہ ہمارے پاس آتے ہو اس سے زیادہ مرتبہ آؤ تو تمہیں کیا رکاوٹ ہے؟ اس وقت یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی:

وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَهٗ مَا بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذٰلِكَ.

اور ہم (فرشتے) صرف آپ کے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں، ہمارے آگے اور ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان ہے، وہ سب اسی کی ملکیت ہے۔[۸۱۱] (مریم: ۶۴)

باب: چھینک مارنے والے کو جواب دینا اور جمائی کا حکم

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو پسند نہیں فرماتا، جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ — تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو سننے والے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسے ان الفاظ سے جواب دے:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. — اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

---

[۸۰۹] مسلم: ۲۵۶۷، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۲-۴۰۸-۴۶۲-۴۸۲-۵۰۸، الادب المفرد للبخاری: ۳۵۰، شرح السنہ للبغوی: ۳۴۶۵، شعب الایمان للبیہقی: ۹۰۰۴-۹۰۰۵، صحیح ابن حبان: ۵۷۱-۵۷۵

[۸۱۰] ترمذی: ۲۰۰۹، ابن ماجہ: ۱۴۴۳، شعب الایمان للبیہقی: ۹۰۲۷، ابن ماجہ للالبانی: ۱۱۸۴

[۸۱۱] بخاری: ۳۲۱۸-۴۷۳۱-۷۴۵۵، ترمذی: ۳۱۵۷، مسند احمد ج ۱ ص ۲۳۱-۲۳۴-۳۵۷

البتہ جمائی شیطان کی مداخلت سے ہوتی ہے' جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکے' کیونکہ جب کوئی جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: چھینک کا سبب بہت عمدہ ہے یعنی جسم کا ہلکا پھلکا ہونا جو قلتِ اخلاط اور تخفیف غذا سے حاصل ہوتا ہے' یہ بھی امر مستحسن ہے کیونکہ اس سے شہوت ٹوٹتی ہے اور طاعت وعبادت میں کافی سہولت رہتی ہے' جبکہ جمائی اس کے برعکس ہے کیونکہ یہ طبیعت پر بوجھ کے سوا کچھ نہیں۔[۸۱۲]

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

پاس موجود بھائی' دوست یا جو بھی سنے وہ اس طرح جواب دے:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

جب وہ ان کلمات سے جواب دے تو چھینک مارنے والا اسے اس طرح دعا دے:

يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہارے احوال کی اصلاح فرمائے![۸۱۳]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ کی موجودگی میں دو آدمیوں نے چھینک ماری' آپ ﷺ نے ایک کو جواب دیا' دوسرے کو جواب نہ دیا' جس کو جواب نہیں دیا اس نے عرض کیا: حضور! فلاں نے چھینک ماری آپ نے اس کو جواب سے نواز دیا' میں نے بھی چھینک ماری تھی' آپ نے مجھے جواب عطا نہیں فرمایا' آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی' تم نے چھینک کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں کی۔[۸۱۴]

صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے' پھر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو اسے جواب دو اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہ کرے تو اسے جواباً ''يَرْحَمُكَ اللّٰهُ'' کہنے کی ضرورت نہیں۔[۸۱۵]

صحیحین میں حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات کام کرنے کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا' جن کے کرنے کا حکم فرمایا وہ یہ ہیں: (۱) مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازہ میں شامل ہونا (۳) چھینک کا جواب دینا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) سلام کا جواب دینا (۶) مظلوم کی مدد کرنا (۷) قسم کو پورا کرنا۔[۸۱۶]

[۸۱۲] بخاری: ۳۲۸۹_۶۲۲۳_۶۲۲۶' الادب المفرد للبخاری: ۹۱۹' مسلم: ۲۹۹۴' ابوداؤد: ۵۰۲۸' ترمذی: ۳۷۰_۲۷۴۷_۲۷۴۸' مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۵_۴۲۸_۵۱۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۱۵_۲۱۷_۳۱۴' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۴۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۸۹' شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۲۲' صحیح ابن حبان: ۵۹۷_۲۳۵۲' حاکم ج ۴ ص ۲۶۴' جامع الاصول: ۴۸۸۷' مسند ابویعلیٰ: ۶۶۲۷

[۸۱۳] بخاری: ۶۲۲۴' الادب المفرد للبخاری: ۹۲۱_۹۲۷' ابوداؤد: ۵۰۳۳' مسند احمد ج ۲ ص ۳۵۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۳۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۵۴' شعب الایمان: ۹۳۳۵' الدعاء للطبرانی: ۱۹۷۹

[۸۱۴] بخاری: ۶۲۲۵' الادب المفرد للبخاری: ۹۳۱' مسلم: ۲۹۹۱' سنن دارمی: ۲۶۶۳' ابوداؤد: ۵۰۳۹' ترمذی: ۲۷۴۳' ابن ماجہ: ۳۷۱۳' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۰_۱۱۷_۱۸۶' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۲۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۴۸' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۴۳' صحیح ابن حبان: ۵۹۹_۶۰۰' الدعاء للطبرانی: ۱۹۸۹_۱۹۹۴

[۸۱۵] مسلم: ۲۹۹۲' مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۲' الادب المفرد للبخاری: ۹۴۱' شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۳۱' حاکم ج ۴ ص ۲۶۵' الدعاء للطبرانی: ۱۹۹۷

[۸۱۶] سابقہ: ۷۳۲

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: (۱) سلام کا جواب دینا (۲) مریض کی عیادت کرنا (۳) جنازہ میں شامل ہونا (۴) دعوت قبول کرنا (۵) چھینک مارنے والے کو جواب دینا۔

صحیح مسلم کی روایت اس طرح ہے: مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں: (۱) جب تمہاری اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرو (۲) جب وہ تجھے دعوت دے تو اسے قبول کرو (۳) جب وہ تجھے خیر خواہ سمجھے تو اس کے لیے مخلص ہو جاؤ (۴) جب وہ چھینک مار کر ''الحمد للہ'' کہے تو اسے جواب دو (۵) جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرو (۶) جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازہ میں شمولیت اختیار کرو۔[۸۱۷]

فصل: چھینک مارنے والا کن الفاظ سے حمد بیان کرے؟

تمام علماء کرام کا اتفاق ہے کہ چھینک مارنے کے بعد ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا مستحب ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

اور ان الفاظ سے حمد بیان کرنا احسن ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اور ان الفاظ سے حمد بیان کرنا افضل ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ ان الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ہر حالت میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

بھائی یا دوست وغیرہ سن رہا ہو تو ان الفاظ سے جواب دے:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. تم پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے!

پھر چھینکنے والا ان الفاظ سے اسے دعا دے:

يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ. اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت نصیب فرمائے اور تمہاری اصلاحِ احوال فرمائے!

[۸۱۸]

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ان کے پہلو میں موجود ایک صاحب نے چھینک مار کر یوں کہا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ. تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور رسول اللہ ﷺ پر سلام ہو!

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (ایسا کہنے میں کوئی حرج نہیں) لو! میں بھی کہہ دیتا ہوں: ''الحمد للہ والسلام علی

[۸۱۷] بخاری: ۱۲۴۰' مسلم: ۵۔۲۱۶۲' ابوداؤد: ۵۰۳۰' ترمذی: ۲۷۳۸' نسائی ج ۴ ص ۵۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۲۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۱۰' ابن ماجہ: ۱۴۳۵' مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۲۔۵۴۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۸۶' شرح السنۃ للبغوی: ۱۴۰۳' صحیح ابن حبان: ۲۴۱

[۸۱۸] سابقہ: ۸۳

رسول اللہ''، لیکن ایسے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ کلمات تعلیم نہیں فرمائے۔ آپ ﷺ نے جو کلمات ہمیں سکھائے ہیں، وہ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ. ہر حال میں تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔

میرے نقطۂ نظر سے ہر سننے والے کے لیے مستحب ہے کہ چھینک مارنے والے کو ان کلمات سے دعا دے:

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ. اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے!

یا

یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ. اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

یا

رَحِمَکَ اللّٰہُ. اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے!

یا

رَحِمَکُمُ اللّٰہُ. اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

پھر چھینک مارنے والے کے لیے مستحب ہے کہ اسے یہ دعا دے:

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ. اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے!

یا

یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ. اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے![۸۱۹]

مؤطا امام مالک میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی چھینک مارے اور کوئی آدمی اسے ''یرحمک اللّٰہ'' کے الفاظ سے دعا دے تو چھینک مارنے والا اسے جواباً ان کلمات سے دعا دے:

یَرْحَمُنَا اللّٰہُ وَاِیَّاکُمْ وَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ. اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے اوپر رحم فرمائے اور ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے!

یہ حمد اور تمام دعائیں سنت ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی واجب نہیں۔[۸۲۰]

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: لفظ ''یرحمک اللّٰہ'' کے ساتھ چھینک مارنے والے کو جواب دینا سنت کفایہ ہے یعنی اگر حاضرین میں سے کسی ایک نے جواب دے دیا تو سب کی طرف سے کافی ہوگا۔ لیکن افضل یہ ہے کہ تمام حاضرین جواب دیں کیونکہ ماقبل بیان کردہ صحیح حدیث کا ظاہر اسی کا تقاضا کرتا ہے۔ حدیث میں ہے: ہر سننے والے مسلمان پر لازم ہے کہ چھینک مارنے والے کو یہ جواب دے:

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ. اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

ہمارا مذہب یہ ہے کہ چھینک کا جواب دینا مستحب ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے تلامذہ میں اختلاف ہے۔ قاضی عبدالوہاب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ سنت ہے، اور پوری جماعت میں سے کسی ایک کا جواب دینا کافی ہے جیسا کہ ہمارا مذہب

[۸۱۹] ابوداؤد: ۵۰۳۹، ۲۷۴۳، حاکم ج ۴ ص ۲۶۶، تخریج المشکاۃ للالبانی: ۴۷۴۴

[۸۲۰] موطا ج ۲ ص ۹۶۵، شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۵۰

ہے۔ علامہ ابن مزین مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جواب دینا ہر ایک پر واجب ہے۔ شیخ ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ نے اسی کو مختار قرار دیا ہے۔[۸۲۱]

فصل: حمد وغیرہ کم از کم اتنی آواز سے ہو جسے دوسرا سن لے

ماقبل میں حدیث مبارک کے حوالے سے بیان کر دیا گیا ہے کہ چھینک مارنے والا اگر حمد بیان نہیں کرے گا تو وہ جواب کا مستحق بھی نہیں ہوگا' حمد' چھینک کا جواب اور جواب الجواب کم از کم اتنی آواز سے ہو جسے دوسرا سن سکے۔

فصل: چھینک مارنے والے نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے علاوہ کوئی الفاظ کہے تو وہ جواب کا مستحق نہیں ہوگا

چھینک مارنے والے نے اللہ تعالیٰ کی حمد کے علاوہ کوئی الفاظ کہے تو وہ جواب کا حق دار نہیں ہوگا۔

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت سالم ابن عبید اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک آدمی نے چھینک مار کر کہا: ''السلام علیکم''۔ رسول اللہ ﷺ نے جواباً فرمایا: ''وَعَلَيْكَ وَعَلٰى اُمِّكَ'' (تم پر اور تمہاری ماں پر ہو!) پھر فرمایا: جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے' پھر آپ ﷺ نے حمد کے بعض الفاظ بیان فرمائے' پھر فرمایا: حاضرین اسے ان الفاظ سے جواباً دعا دیں:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

پھر وہ آدمی حاضرین کو جواب الجواب میں یہ دعا دے:

يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ. اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے![۸۲۲]

فصل: نماز میں چھینک آئے تو کیا کرے؟

کسی آدمی کو نماز میں چھینک آ جائے تو اس کے لیے مستحب ہے کہ آہستہ سی آواز سے صرف اپنے آپ کو سناتے ہوئے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ'' کہہ دے' یہ ہمارا یعنی شوافع کا مذہب ہے۔ امام مالک علیہ الرحمہ کے مذہب میں تین اقوال ملتے ہیں' ایک یہی جو ہمارا ہے اور یہی حضرت ابن عربی علیہ الرحمہ کا مختار ہے' دوسرا یہ کہ دل میں حمد کہہ لے زبان سے نہیں اور تیسرا حضرت سحنون علیہ الرحمہ کا ہے کہ نہ بلند آواز سے نہ آہستہ آواز سے اور نہ ہی دل میں کسی طرح بھی حمد بیان نہیں کرے گا۔ ✷

✷ علماء احناف کے نزدیک نماز میں چھینک مارنے والے کے لیے حمد بیان کرنے کا شرعی حکم

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر کسی کو نماز میں چھینک آ جائے تو وہ بیانِ حمد سے خاموش رہے۔

شیخ ابن مازہ بخاری حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وقال ابو حنيفة يصمت' وعن ابى حنيفة فى العاطس يحمد الله تعالى فى نفسه ولا يحرك لسانه فلو حرك تفسد	امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: چھینکنے والا خاموش رہے اور آپ سے ایک روایت ہے کہ چھینکنے والا صرف دل میں حمد بیان کر لے' زبان کو حرکت نہ دے اگر زبان کو حرکت دی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

[۸۲۱] سابقہ: ۸۱۲

[۸۲۲] ابوداؤد: ۵۰۳۱' ترمذی: ۲۷۴۱' صحیح ابن حبان: ۱۹۴۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۲۵-۲۲۶' شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۴۲' جامع الاصول: ۲۳۳۹' الفتوحات الربانیہ ج ۶ ص ۱۷' الارواء للالبانی ج ۳ ص ۲۴۶

صلوٰتہٗ.

(المحیط البرہانی ج۱ ص ۳۸۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) (مترجم)

فصل: جب چھینک آئے تو منہ پر ہاتھ یا کپڑا وغیرہ رکھ لینا سنت ہے

جب آدمی کو چھینک آئے تو اس کے لیے سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنے منہ پر ہاتھ، کپڑا یا کوئی اور چیز رکھ لے اور اپنی آواز پست رکھے۔

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے دہن اطہر پر ہاتھ مبارک یا کوئی کپڑا رکھ لیتے اور اپنی آواز پست فرماتے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۸۲۳]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمائی اور چھینک کے وقت آواز بلند کرنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔[۸۲۴]

کتاب ابن السنی میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بلند آواز سے جمائی اور زوردار چھینک شیطان کی طرف سے ہے۔[۸۲۵]

فصل: پے در پے چھینکیں آئیں تو تین چھینکوں تک جواب دینا سنت ہے

کسی آدمی کو لگاتار چھینکیں آنا شروع ہو جائیں تو تین چھینکوں تک جواب دینا سنت ہے۔

صحیح مسلم، سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی مکرم ﷺ کے پاس کسی آدمی نے چھینک ماری، آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. — اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے!

پھر اس نے دوسری چھینک ماری تو آپ ﷺ نے فرمایا:

اَلرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ. — اس آدمی کو تو زکام ہے۔

یہ صحیح مسلم کی روایت تھی۔

امام ابوداؤد اور امام ترمذی علیہما الرحمہ، حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس چھینک ماری، جبکہ میں وہاں موجود تھا، آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. — اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے!

پھر اس نے دوسری اور تیسری چھینک ماری تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يَرْحَمُكَ اللّٰهُ. — اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے!

هٰذَا رَجُلٌ مَّزْكُوْمٌ. — اس آدمی کو تو زکام لگا ہوا ہے۔

---

[۸۲۳] ابوداؤد: ۵۰۲۹، ترمذی: ۲۷۴۶، مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۹، حاکم ج ۴ ص ۲۶۴، جامع الاصول: ۴۸۹۰، صحیح ابوداؤد: ۴۲۰۷

[۸۲۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۶۷، ضعیف الجامع: ۱۷۵۶

[۸۲۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۲۶۴، ضعیف الجامع للالبانی: ۲۵۰۴

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۸۲۶]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عبید اللہ ابن رفاعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھینک مارنے والے کو تین مرتبہ جواب دیا جائے' اگر زیادہ چھینکنا شروع کر دے تو تمہاری مرضی ہے' جواب دو خواہ نہ دو۔

یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کی اسناد مجہول ہے۔[۸۲۷]

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو اس کا ہم نشین اسے جواب دے اور اگر وہ تین بار سے زیادہ چھینکیں مارے تو وہ زکام کا مسئلہ ہے' اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

اس مسئلہ میں علماء کرام کا اختلاف ہے۔ شیخ ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: بعض کا قول ہے کہ دوسری چھینک پر اسے کہہ دیا جائے کہ تجھے تو زکام ہے۔ بعض کے نزدیک تیسری اور بعض کے نزدیک چوتھی پر اسے کہا جائے گا۔ زیادہ صحیح یہ ہے کہ تیسری چھینک پر اسے مزکوم قرار دے دیا جائے۔

شیخ فرماتے ہیں: اسے زکام زدہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے باور کرایا جائے کہ تو ایسا آدمی نہیں جسے چھینک کا جواب دیا جائے کیونکہ تجھے تو زکام ہے جو ایک مرض ہے' نہ کہ چھینک سے حاصل شدہ سکون۔[۸۲۸]

ایک اعتراض اور اس کا جواب

چھینک کے بعد دعا دی جاتی ہے اور اگر وہ چھینک مرضِ زکام کی وجہ سے ہو تو چھینکنے والا بطریق اولیٰ دعا کا مستحق ہے نہ یہ کہ اسے دعا سے محروم کر دیا جائے۔

جواب یہ ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ مریض دعاؤں کا مستحق ہے لیکن وہ چھینک کی مشروع دعا کا نہیں بلکہ عافیت و سلامتی اور اس جیسی دیگر ان دعاؤں کا مستحق ہے جو ایک مسلمان کو دوسرے کے لیے کرنی چاہئیں۔ صحت مند آدمی کی چھینک کے جواب کا ان دعاؤں سے کوئی تعلق نہیں۔

فصل: چھینک کا جواب دینے کے لیے حمد کی سماعت ضروری ہے

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ جس نے چھینک مار کر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہ کی وہ جواب کا مستحق بھی نہیں ہوگا' اور وہ آدمی بھی جواب کا حق دار نہیں جس کی حمد کی آواز کسی نے نہ سنی۔ اگر چند لوگ ہوں جن میں سے بعض حمد کی آواز سن لیں اور بعض نہ سنیں تو مذہب مختار کے مطابق سن لینے والے جواب دیں گے نہ کہ دوسرے۔

شیخ ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ نے ایک تیسری صورت بیان کی ہے کہ بعض لوگوں نے چھینکنے والے کی حمد تو نہ سنی مگر اپنے دیگر رفقاء کو چھینک کا جواب دیتے ہوئے سن لیا' اب یہ کیا کریں؟ ایک قول یہ ہے کہ چونکہ رفقاء کے جواب کی دلالت (لفظیہ عقلیہ) سے ان کو چھینک اور حمد کا علم ہو گیا ہے' لہٰذا یہ "یرحمك الله" کہیں گے' اور ایک قول یہ ہے کہ نہیں کہیں گے کیونکہ انہوں نے خود حمد نہیں سنی۔

---

[۸۲۶] مسلم: ۲۹۹۳' ابوداؤد: ۵۰۳۷' ترمذی: ۲۷۴۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۲۳' ابن ماجہ: ۳۷۱۴' الادب المفرد للبخاری: ۹۳۵' مسند احمد ج ۴ ص ۴۶' سنن دارمی: ۲۶۶۳' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۴۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۴۹' شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۵۷' صحیح ابن حبان: ۶۰۲' الدعا للطبرانی: ۲۰۰۲' الکبیر للطبرانی: ۶۲۳۴' الفتح ج ۱۰ ص ۶۰۳-۶۰۵

[۸۲۷] ابوداؤد: ۵۰۳۶-۱۰۶۸' ترمذی: ۲۷۴۵' زاد ج ۲ ص ۴۳۱

[۸۲۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۵۱' صحیح الجامع للالبانی: ۶۹۷' الفتح ج ۱۰ ص ۶۰۵-۶۰۶

ایک آدمی چھینک کر حمد باری بیان نہیں کرتا تو وہاں موجود کوئی دوسرا شخص اسے یاد کرا سکتا ہے' مختار مذہب یہی ہے' امام خطابی کی تصنیف لطیف معالم السنن میں حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایسا کرنا خیر خواہی اور امر بالمعروف ہے' اور نیکی اور تقویٰ پر تعاون کے زمرے میں آتا ہے۔ جبکہ شیخ ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایسا نہ کرے' ان کے خیال میں ایسا کرنے والا جاہل اور خطا کار ہے' لیکن درست بات یہی ہے کہ بھولنے والے کو حمد باری تعالیٰ کی تذکیر مستحب ہے۔

فصل: یہودی یا کوئی اور غیر مسلم چھینک مارے تو سننے والا مسلمان کیا جواب دے؟

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ بارگاہِ رسالت مآب میں یہودی بلند آواز سے چھینکیں مارتے اور یہ خواہش رکھتے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں ''یَرْحَمُکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی'' فرمائیں گے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ انہیں یہ جواب دیتے:

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ. اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا فرمائے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے!

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۸۲۹]

فصل: کسی کو بات کرتے ہوئے چھینک آ جائے تو کیا اسے سچا کہہ دیا جائے گا؟

مسند ابویعلیٰ مَوصلی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو بات کرتے ہوئے چھینک آ گئی تو اس کی وہ بات سچی ہے۔[۸۳۰]

بقیہ ابن ولید کے سوا اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں' بقیہ میں اختلاف ہے۔ اکثر حفاظِ حدیث اور ائمہ حدیث شامیوں سے لی ہوئی اس کی روایت کو لائق اعتماد سمجھتے ہیں اور یہ روایت بھی انہوں نے معاویہ ابن یحییٰ شامی سے لی ہے۔ ✷

✷ حدیث مذکور کے متعلق ضروری وضاحتیں

(۱) حدیث مذکور مسند ابویعلیٰ موصلی کی ہے' اس میں لفظ ''مَوصلی''، مَوصل شہر کی طرف منسوب ہے' جو کہ میم مفتوح' واؤ ساکن اور صاد مکسور سے ہے۔ (بحوالہ الفتوحات الربانیہ جز سادس' ص ۲۹)

(۲) علماء نے اس روایت کو موضوع' باطل اور خلافِ عقل قرار دیتے ہوئے اس کا انکار کیا ہے' فرماتے ہیں: اگر اس روایت کو صحیح مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ اگر کوئی آدمی جھوٹ بولتے ہوئے چھینک مار دے تو اسے سچا قرار دے دیا جائے' یا کوئی من گھڑت اور موضوع روایت بیان کرتے ہوئے چھینک مار دے تو اس کو صحیح حدیث مان لیا جائے حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں اس روایت کی سند میں ایسے لوگ ہیں جن کے ضعف پر علماء متفق ہیں اور ان کی ثقاہت کا شدت سے انکار کیا ہے۔

تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: کتاب الاذکار (عربی) کا حاشیہ بر صفحہ ۳۲۲-۳۲۳' مطبوعہ دار البیان' دمشق۔

(از مترجم)

---

[۸۲۹] ابوداؤد: ۵۰۳۸' ترمذی: ۲۷۳۰' مسند احمد ج ۴ ص ۴۰۰-۴۱۱' الادب المفرد للبخاری: ۹۴۰' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۳۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۲۶۲' الدعاء للطبرانی: ۱۹۸۶' حاکم ج ۴ ص ۲۶۸' الارواء للالبانی: ۱۲۷۷

[۸۳۰] الاحادیث الضعیفہ: ۱۳۶' الفوائد ج ۲ ص ۱۴۸' مسند ابی یعلیٰ: ۶۳۵۲' المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۵۰۵' اللآلی للسیوطی ج ۲ ص ۲۸۶

فصل: جمائی آئے تو حتی الامکان اسے روکنے کی کوشش کرے

جب کسی آدمی کو جمائی آئے تو سنت طریقہ یہ ہے کہ حتی الامکان اسے روکنے کی کوشش کرے' دلیل وہ حدیث ہے جس میں بیان کر دیا گیا ہے کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی جمائی کے وقت اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لے' کیونکہ شیطان داخل ہو سکتا ہے۔

جمائی حالت نماز میں آئے یا نماز سے باہر' منہ پر ہاتھ رکھنا مستحب ہے' کیونکہ یہ ضرورت ہے' نمازی کے لیے بلاضرورت منہ پر ہاتھ رکھنا مکروہ ہے۔[۸۳۱]

باب: مدح کا بیان

انسان کی خوبیوں کی مدح وستائش کبھی اس کے سامنے ہوتی ہے اور کبھی اس کی عدم موجودگی میں۔ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی تعریف کرنے میں کوئی حرج نہیں' لیکن اگر تعریف کرنے والا بے تکی باتیں شروع کر دے اور جھوٹ کا مرتکب ہو رہا ہو تو یقیناً منع ہے مگر یہ ممانعت مدح کی وجہ سے نہیں بلکہ اس کا سبب غیر واقعی گفتگو ہے' اور ایسی مدح مستحب ہے جس میں جھوٹ کی آمیزش نہ ہو اور وہ کسی مصلحت پر مبنی ہو' بشرطیکہ کسی فساد کا سبب نہ بنے' بایں طور کہ ممدوح تک پہنچ کر اسے فتنہ میں مبتلا کر دے۔

کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے کے بارے میں کئی احادیث مروی ہیں' بعض اباحت کا تقاضا کرتی ہیں' بعض استحباب کا اور بعض ممانعت کا۔

علماء کرام نے ان احادیث مبارکہ میں تطبیق پیدا کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر کوئی آدمی کمالِ ایمان' حسنِ یقین' ریاضتِ نفس اور معرفت تامہ کا حامل ہو' مدح وستائش کی وجہ سے فتنہ اور دھوکا میں مبتلا نہ ہو اور اسے نفس پروری کا ذریعہ نہ بنائے تو اس کی تعریف کرنا نہ حرام ہے نہ مکروہ۔ اور اگر امورِ مذکورہ میں سے کسی کا خدشہ ہو تو اس کی مدح سخت مکروہ ہے۔

ممانعت کی احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں:

صحیح مسلم میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مدح سرائی کی' حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گئے' مٹھی میں مٹی بھر لی اور اس کے چہرے پر چٹکی چٹکی پھینکنا شروع کر دی' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ارے مقداد! ایسے کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب تم خوب مدح کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر مٹی ڈالو۔[۸۳۲]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو سنا جو کسی آدمی کی مبالغہ سے مدح کر رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا اور اس کی کمر توڑ دی۔[۸۳۳]

---

[۸۳۱] مسلم: ۲۹۹۵' ابوداؤد: ۵۰۲۶_۵۰۲۷_ سنن دارمی: ۱۳۸۹' مسند احمد ج ۳ ص ۳۷_۹۳_۹۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۸۹' شعب الایمان للبیہقی: ۹۳۲۸' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۴۷' صحیح ابن حبان: ۲۳۵۳' مسند ابویعلیٰ: ۱۱۶۲

[۸۳۲] مسلم: ۶۹_۳۰۰۲' ابوداؤد: ۴۸۰۴' ترمذی: ۲۳۹۵' ابن ماجہ: ۳۷۴۲' الادب المفرد للبخاری: ۳۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۴۲' شعب الایمان للبیہقی: ۴۸۶۵_۴۸۶۷' شرح السنۃ للبغوی: ۳۵۷۳' جامع الاصول: ۸۵۲۰

[۸۳۳] بخاری: ۲۶۶۳_۶۰۶۰' مسلم: ۳۰۰۱' مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۲' شعب الایمان للبیہقی: ۴۸۶۸

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

حدیث میں موجود لفظ "یُطْرِیْهِ" بابِ افعال سے فعل مضارع معروف ہے "اَلْاِطْرَاءُ" کا معنی ہے: مدح میں مبالغہ کرنا اور حد سے تجاوز کرنا اور بعض نے مطلقاً مدح بیان کیا ہے۔

صحیحین میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ اقدس میں ایک آدمی کا ذکر ہوا' وہاں موجود ایک شخص نے اس آدمی کی تعریف بیان کردی' حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افسوس! تو نے اپنے بھائی کی گردن توڑ دی ہے' آپ ﷺ یہ بات تکرار سے فرماتے رہے' پھر فرمایا: اگر تمہارے لیے کسی کی تعریف ناگزیر ہو جائے تو یوں کہو: میں سمجھتا ہوں کہ یہ آدمی فلاں فلاں خوبی کا حامل ہے' اگر واقعۃً اس میں وہ خوبی موجود ہو' ورنہ ہر کسی کی حقیقی خوبیوں کا علم تو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے' اور یقینی طور پر کسی کی خوبی بیان کرنا علم الٰہی کے مقابلہ میں آنے والی بات ہے' ایسا مت کرو۔

اباحت کی احادیث بے شمار ہیں' چند کے اطراف پیش خدمت ہیں: [۸۳۴]

صحیح حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ان دو کے متعلق تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو؟ [۸۳۵]

ایک اور روایت میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم ان میں سے نہیں ہو' یعنی تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جو اپنا تہبند از راہِ تکبر لٹکاتے ہیں۔ [۸۳۶]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! نہ رو بلاشبہ صحابیت اور مال کے اعتبار سے مجھ پر جس کا سب سے زیادہ احسان ہے وہ ابوبکر ہے' اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا۔ [۸۳۷]

ایک اور حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں میں سے ہو گے' یعنی جن کو جنت کے تمام دروازوں سے داخلہ کی دعوت ملے گی۔ [۸۳۸]

ایک اور حدیث میں ہے: حضور ﷺ نے فرمایا: اسے اجازت دو اور جنت کی بشارت دے دو۔ [۸۳۹]

ایک اور حدیث میں ہے: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اُحد! ٹھہر جا! تجھ پر نبی' صدیق اور دو شہید ہیں۔ [۸۴۰]

اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: میں جنت میں داخل ہوا' ایک محل دیکھا' میں نے پوچھا: یہ کس کا ہے؟ ملائکہ نے بتایا: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہے' میں نے داخل ہونا چاہا مگر تیری غیرت یاد آ گئی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔ [۸۴۱]

---

[۸۳۴] بخاری: ۲۶۶۲ ـ ۶۰۶۱ ـ ۶۱۶۲' الادب المفرد للبخاری: ۳۳۳' مسلم: ۳۰۰۰' ابوداؤد: ۴۸۰۵' مسند احمد ج ۵ ص ۴۱ ـ ۴۶ ـ ۵۱' ابن ماجہ: ۳۷۴۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۳۹' شرح السنۃ للبغوی: ۳۵۷۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۴۲' شعب الایمان للبیہقی: ۴۸۶۹' صحیح ابن حبان: ۵۷۶۶ ـ ۵۷۶۷

[۸۳۵] بخاری: ۳۶۵۳ ـ ۳۹۲۲ ـ ۴۶۶۳' مسلم: ۲۳۸۱' ترمذی: ۳۰۹۵' مسند احمد ج ۱ ص ۴' مسند ابی یعلیٰ: ۶۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۸۱' صحیح ابن حبان: ۶۲۴۵ ـ ۶۸۳۰

[۸۳۶] بخاری: ۳۶۶۵ ـ ۵۷۸۴ ـ ۵۷۹۱ ـ ۶۰۶۲' ابوداؤد: ۴۰۸۵' شعب الایمان للبیہقی: ۸۱۶۵' صحیح ابن حبان: ۵۴۴۰

[۸۳۷] بخاری: ۴۶۶ ـ ۳۶۵۴ ـ ۳۹۰۴' مسلم: ۲۳۸۲' ترمذی: ۳۶۶۱' مسند احمد ج ۳ ص ۱۸' شرح السنۃ للبغوی: ۳۸۲۱' صحیح ابن حبان: ۶۸۲۲

[۸۳۸] بخاری: ۱۸۹۷ ـ ۲۸۴۱ ـ ۳۲۱۶ ـ ۳۶۶۶' مسلم: ۱۰۲۷' نسائی ج ۶ ص ۴۸' ترمذی: ۳۶۷۵

[۸۳۹] سابقہ: ۷۸۱

[۸۴۰] بخاری: ۳۶۷۵ ـ ۳۶۸۶ ـ ۳۶۹۹' ابوداؤد: ۴۶۵۱' ترمذی: ۳۶۹۷' مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۲' مسند ابی یعلیٰ: ۳۱۹۶ ـ ۴۸۱۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۲۳۰' شرح السنۃ للبغوی: ۳۸۹۹' صحیح ابن حبان: ۶۸۲۶ ـ ۶۸۶۹

[۸۴۱] بخاری: ۳۶۷۹' مسلم: ۲۳۹۴' مسند حمیدی: ۱۲۳۵ ـ ۱۲۳۶' مسند احمد ج ۳ ص ۳۰۹ ـ ۳۷۲ ـ ۳۹۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۲۸' شرح السنۃ للبغوی: ۳۸۷۸

ایک اور حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! چلتے ہوئے شیطان تیرے راستے میں آ جائے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے کی طرف نکل جاتا ہے۔[۸۴۲]

ایک اور حدیث میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عثمان کے لیے دروازہ کھول دو اور اسے جنت کی بشارت دے دو۔[۸۴۳]

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔[۸۴۴]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہُ وجہہُ الکریم کو فرمایا: کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ میرے پاس تمہارا وہی مقام ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت ہارون علیہ السلام کا تھا۔[۸۴۵]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا: میں نے تمہارے جوتوں کی آہٹ جنت میں سنی تھی۔[۸۴۶]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو فرمایا: اے ابو المنذر! تمہیں علم مبارک ہو![۸۴۷]

آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم اپنی وفات تک مسلمان ہی رہو گے۔[۸۴۸]

آپ ﷺ نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم دونوں میاں بیوی کے کردار سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوا ہے۔[۸۴۹]

ایک موقع پر انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا: تم مجھے تمام لوگوں سے زیادہ پیارے ہو۔[۸۵۰]

ایک مرتبہ حضرت اشج ابن عبدالقیس رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تمہارے اندر بردباری اور وقار دو ایسی خوبیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ پسند کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام احادیث مبارکہ صحیح اور مشہور ہیں' اسی لیے ان کے ساتھ اسناد وغیرہ کا اضافہ نہیں کیا' رسول کریم ﷺ نے کسی کے سامنے جو اس کی تعریف کی ہے' اس کی کافی مثالیں موجود ہیں۔ صحابہ کرام' تابعین عظام اور بعد کے مقتدایانِ امت رضی اللہ عنہم کا کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنا بے حد وشمار ہے۔

امام محمد غزالی رحمہ اللہ علیہ احیاء العلوم میں کتاب الزکوٰۃ کے آخر میں فرماتے ہیں: جب کوئی انسان صدقہ وخیرات کرے تو لینے والا غور کرے کہ اگر صدقہ دینے والا شکریہ کا طالب اور تشہیر کا خواہاں ہے تو لینے والا اس کو مخفی رکھے اور کسی سے صدقہ کا تذکرہ

[۸۴۲] بخاری: ۳۲۹۴-۳۶۸۳-۶۰۸۵' مسلم: ۲۳۹۶' مسند احمد ج ۱ ص ۱۷۱-۱۸۲-۱۸۷' شرح السنۃ للبغوی: ۳۸۷۴' صحیح ابن حبان: ۶۸۵۴

[۸۴۳] سابقہ: ۷۸۱

[۸۴۴] بخاری: ۲۶۹۹-۴۲۵۱

[۸۴۵] بخاری: ۳۷۰۶-۴۴۱۶' مسلم: ۲۴۰۴' ترمذی: ۳۷۲۶' مسند احمد ج ۱ ص ۱۸۲-۱۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۴۰' شرح السنۃ للبغوی: ۳۹۰۷' صحیح ابن حبان: ۶۸۸۸

[۸۴۶] بخاری: ۱۱۴۹' مسلم: ۲۴۵۸' مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۳-۴۳۹' شرح السنۃ للبغوی: ۱۰۱۱' صحیح ابن حبان: ۷۰۴۳

[۸۴۷] مسلم: ۸۱۰' ابوداؤد: ۱۴۶۰' مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۲

[۸۴۸] بخاری: ۳۸۱۳-۷۰۱۰-۷۰۱۴' مسلم: ۲۴۸۴' مسند احمد ج ۵ ص ۴۵۳' ابن ماجہ: ۳۹۲۰

[۸۴۹] سابقہ: ۷۴۶

[۸۵۰] بخاری: ۳۷۸۶-۵۲۳۴-۶۶۴۵' مسلم: ۲۵۰۸

نہ کرے‘ اس لیے کہ مصدِّق کے حق کی ادائیگی یہ ہے کہ ظلم پر اس کی امداد نہ کی جائے کیونکہ اس کا طالب شکر ہونا ظلم ہے‘ اور اگر صدقہ لینے والا یہ سمجھتا ہے کہ مصدِّق شکریہ کا خواہاں نہیں ہے تو وہ شکریہ ادا کرے اور صدقہ کا اظہار بھی کر سکتا ہے۔

حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا‘ اسے لوگوں کا مدح کرنا نقصان نہیں دیتا۔

امام محمد غزالی علیہ الرحمہ ماقبل گفتگو کے بعد فرماتے ہیں: دل کی حفاظت کرنے والا ان معانی کے دقائق ملحوظ رکھے‘ کیونکہ ان باریکیوں اور دقائق سے صرفِ نظر کرتے ہوئے‘ اعضاء و جوارح کے اعمال شیطان کی ہنسی کا باعث بنتے ہیں‘ کیونکہ اس صورت میں ان میں تھکن زیادہ اور نفع کم ہوتا ہے۔ یہی وہ علم ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ علم کا ایک مسئلہ سیکھنا سال بھر کی عبادت سے افضل ہے‘ کہ اسی علم سے عمر بھر کی عبادت کو حیاتِ نو نصیب ہوتی ہے اور جہالت سے عبادت مردہ ہو جاتی ہے۔

[۸۵۱]

باب: انسان کا اپنی تعریف وتوصیف بیان کرنے کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ. (النجم:۳۲) سو تم اپنی پارسائی کا دعویٰ نہ کرو۔

اپنے محاسن کا تذکرہ دو قسم پر ہے: (۱) مذموم (۲) محبوب۔ مذموم تذکرہ یہ ہے کہ آدمی فخر اور تکبر وغیرہ سے یا اپنے معاصرین سے اپنے آپ کو ممتاز کرنے کے لیے اپنی خوبیاں بیان کرے۔

اور محبوب تذکرہ وہ ہے جس میں کوئی دینی مصلحت ہو‘ مثلاً وہ آدمی نیکی کا حکم کرنے والا اور بُرائی سے روکنے والا ہو‘ نصیحت کرنے والا یا بھلائی کا مشورہ دینے والا ہو‘ معلم‘ مؤدِّب یا وعظ ونصیحت کرنے والا ہو‘ دو آدمیوں کے درمیان صلح کرا رہا ہو یا اپنے آپ سے شر دور کر رہا ہے۔ ان احوالِ مذکورہ میں اپنے محاسن کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے جبکہ نیت یہ ہو کہ اس کی بات مؤثر ہو جائے اور مخاطب اس کے قول پر اعتماد کر لے۔

یونہی حسن نیت سے آدمی اس طرح بھی کہہ سکتا ہے: فقیر یہ کہتا ہے‘ یا یہ بات میرے علاوہ تمہیں کسی سے نہیں ملے گی اسے خوب یاد کر لو۔ وغیر ذالك.

اس مفہوم کی تائید میں اَن گنت نصوص موجود ہیں‘ جیسے حضور نبی کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: میں نبی ہوں اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ [۸۵۲]

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ [۸۵۳]

سب سے پہلے قبر سے میں باہر آؤں گا۔ [۸۵۴]

میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جاننے والا اور تم سب سے زیادہ اس ذات کا خوف رکھنے والا ہوں۔ [۸۵۵]

میں اپنے ربِ کریم کے پاس رات گزارتا ہوں۔ [۸۵۶]

[۸۵۱] مسلم: ۱۷-۱۸-۲۵‘ ترمذی: ۲۰۱۲‘ ابوداؤد: ۵۲۲۵

[۸۵۲] سابقہ: ۲۳۵

[۸۵۳] بخاری: ۳۳۴۰-۳۳۶۱-۴۷۱۲‘ مسلم: ۱۹۴‘ ترمذی: ۲۴۳۶‘ مسند احمد ج ۲ ص ۴۳۶

[۸۵۴] ترمذی: ۳۶۹۳‘ ابوداؤد: ۴۶۷۳‘ مسلم: ۲۲۷۸

[۸۵۵] بخاری: ۵۰۶۳‘ مسلم: ۱۴۰۱‘ مسند احمد ج ۳ ص ۲۴۱-۲۵۹-۲۸۵

[۸۵۶] بخاری: ۱۹۶۴‘ مسلم: ۱۱۰۵‘ مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۲-۲۵۸

اس مفہوم کی کثیر روایات موجود ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا:

اِجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌO (یوسف:۵۵)

مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کر دیں' بے شک میں حفاظت کرنے والا علم والا ہوںO

اور حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا:

سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَO (القصص:۲۷)

آپ ان شاء اللہ مجھے نیک لوگوں میں سے پائیں گےO

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جب محاصرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا تھا: جس نے غزوۂ تبوک کے لشکر کو سامان فراہم کیا اس کے لیے جنت ہے' تو میں نے اس لشکر کو سامان دیا تھا' کیا تمہیں علم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: جس نے بئر رُومہ کھودا اس کے لیے جنت ہے' لہٰذا میں نے اس کو کھودا (آپ نے مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا کنواں رُومہ بیس ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا)' مخالفین نے آپ کی باتوں کی تصدیق کی۔[۸۵۷]

صحیحین میں ہے کہ اہل کوفہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ یہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں عرب کا وہ پہلا شخص ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر چلایا' اور ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیے ہیں۔ الیٰ آخر الحدیث۔[۸۵۸]

صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس نے دانے کو چیرا اور جان کو پیدا فرمایا! میرے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا وعدہ ہے کہ میرے ساتھ مؤمن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔[۸۵۹]

صحیحین میں حضرت ابو وائل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر ستر سے زائد سورتیں یاد کی ہیں' اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے ہیں میں ان سب سے زیادہ قرآن مجید کا علم رکھنے والا ہوں اگرچہ ان سے افضل نہیں ہوں اور اگر مجھ سے کوئی بڑا عالم میرے علم میں آیا تو چل کر اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔[۸۶۰]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ سے بُدنہ (قربانی کا جانور جو حاجی ساتھ لے جاتے ہیں) کے متعلق سوال کیا گیا کہ جب وہ چلتے چلتے تھک جائے (اور چلنے کے قابل نہ رہے تو کیا حکم ہے)؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کو فرمایا: تو نے اپنے آپ کو ایک باخبر اور اہل علم کے پاس لا گرایا ہے۔

ان مذکورہ روایات کے ہم معنی اور بے شمار مثالیں ہیں' مفہوم اور مجمل پہلے بیان کر دیا گیا ہے۔[۸۶۱]

[۸۵۷] بخاری:۲۷۷۸

[۸۵۸] بخاری:۳۷۲۸_۳۰۱۲_۳۵۰۴_۶۳۵۳؛ مسلم:۲۹۶۶؛ ترمذی:۳۶۹۳؛ سنن دارمی:۲۴۲۰؛ مسند احمد ج۱ ص ۱۷۴_۱۸۱_۱۸۶

[۸۵۹] مسلم:۷۸؛ ترمذی:۳۷۳۷؛ نسائی ج۸ ص ۱۱۷

[۸۶۰] بخاری:۵۰۰۰_۵۰۰۲؛ مسلم:۲۴۶۲

[۸۶۱] مسلم:۱۳۲۵؛ الحاوی ج۲ ص ۲۹۸

باب: ماقبل مباحث سے متعلق کچھ دیگر مسائل

مسئلہ ۱: کوئی آدمی آپ کو بلائے تو آپ کے لیے لفظ "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ" یا صرف "لَبَّيْكَ" کہہ کر اس کو جواب دینا مستحب ہے۔

آنے والے مہمان کا مرحبا کہہ کر استقبال کرنا مستحب ہے' اور اپنے کسی محسن کو یا کسی عمدہ کام سرانجام دینے والے کو ان الفاظ سے دعا دینا مستحب ہے:

حَفِظَكَ اللّٰهُ' جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا. — اللہ تعالیٰ تجھے اپنی حفاظت میں رکھے! اللہ تعالیٰ تجھے جزاء خیر عطا فرمائے!

یا اس جیسی دیگر کوئی دعا بھی دی جاسکتی ہے۔

مسئلہ ۲: علم و عمل اور زُہد و تقویٰ کے اعتبار سے کسی عظیم شخصیت کو یہ الفاظ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے:

جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ. — اللہ کرے! میں آپ پر قربان ہو جاؤں!

يَا فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ. — میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں!

مسئلہ ۳: عورت کو خرید و فروخت کرتے ہوئے کسی غیر محرم سے کلام کی ضرورت پڑ جائے' یا کسی اور معاملہ میں گفتگو ناگزیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ رعب دار الفاظ سے سخت لہجے میں بات کرے' تاکہ مخاطب اس میں کوئی طمع نہ کر سکے۔

ہمارے ایک عالم دین امام ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ اپنی کتاب البسیط میں فرماتے ہیں:

خاتون کسی اجنبی سے بات کرے تو سخت لہجہ اختیار کرے کہ اس سے طمع اور رغبت کا وہم ختم ہو جاتا ہے' سسرالی رشتہ کے باعث جن لوگوں سے نکاح حرام ہے' ان سے بھی یہی اندازِ تخاطب اپنائے کہ سلامتی اسی میں ہے' کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے امہات المؤمنین کو یہی حکم فرمایا ہے' اور وہ اس حکم کے باعث دائمی طور پر محرمات ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ.

اے نبی کی بیویو! تم (عام) عورتوں میں سے کسی ایک کی (بھی) مثل نہیں ہو' بشرطیکہ تم اللہ سے ڈرتی رہو' سو کسی سے لچک دار لہجہ میں بات نہ کرنا کہ جس کے دل میں بیماری ہو وہ کوئی (غلط) اُمید لگا بیٹھے۔

(الاحزاب: ۳۲)

امام واحدی علیہ الرحمہ نے سخت لب و لہجہ کے حوالے سے جو کچھ فرمایا ہے' ہمارے دیگر علماء کرام کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت شیخ ابراہیم مروزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: عورت کے سخت گیر لہجہ اختیار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ کر بات کرے۔

حضرت مصنف علیہ الرحمہ کی جانب سے امام واحدی کا تعاقب

امام واحدی علیہ الرحمہ کا قول کہ عورت کے لیے سخت گیر لہجہ کے اعتبار سے سسرالی محرم اجنبی کی طرح ہے' یہ بات ضعیف اور علماء کے مشہور مذہب کے خلاف ہے' کیونکہ جوازِ نظر اور خلوت کے اعتبار سے سسرالی محرم (سُسر وغیرہ) نسبی محرم (باپ وغیرہ) کی طرح ہے (لہٰذا خواہ مخواہ درشت لہجہ اختیار کر کے سسرال والوں کا تراہ نکالنے کی ضرورت نہیں)۔

رہا امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کا معاملہ تو وہ صرف اور صرف نکاح حرام ہونے اور احترام واجب ہونے میں ہماری

مائیں ہیں (جواز نظر اور خلوت کے اعتبار سے اجنبیہ کی طرح ہیں) اسی لیے ان کی بیٹیوں سے افرادِ امت کا نکاح جائز ہے۔

❁❁❁❁❁

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۴

نکاح اور اس کے متعلقات کے اذکار کا بیان

باب: جو آدمی اپنے لیے یا کسی اور کے لیے عورت کے اہل خانہ سے رشتہ مانگنے آئے۔۔۔ وہ کیا پڑھے؟

پیغامِ نکاح دینے والے کے لیے مستحب ہے کہ اپنی گفتگو کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام سے کرے، پھر یہ کلمات پڑھے:

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَـهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

پھر کہے: میں آپ کی فلاں بچی یا آپ کی نورِ نظر فلانہ بنت فلاں کا رشتہ مانگنے آیا ہوں۔

سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہر وہ کام یا ہر وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ کی حمد سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔[۸۶۲]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جس خطبہ میں تشہد نہ پڑھا جائے وہ کٹے ہوئے ہاتھ کی مانند ہوتا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۸۶۳]

باب: لڑکی اربابِ فضل وخیر کے سپرد کی جاسکتی ہے تاکہ وہ اس کی شادی کردیں

صحیح بخاری کی روایت ہے: حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میری بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا خاوند فوت ہوا، میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، اپنی بیٹی حفصہ کی پیش کش کرتے ہوئے میں نے انہیں کہا: اگر آپ پسند فرمائیں تو میں اپنی نورِ نظر حفصہ بنت عمر کا آپ سے نکاح کردیتا ہوں، انہوں نے کہا: میں اس معاملہ میں غور کروں گا، میں کچھ عرصہ منتظر رہا پھر ان سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے: آج کل میرا شادی کرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی، انہیں پیش کش کی کہ اگر آپ پسند فرمائیں تو اپنی لختِ جگر حفصہ بنت عمر کا آپ سے نکاح کردیتا ہوں، وہ بھی خاموش رہے۔۔۔۔۔۔۔الی آخر الحدیث۔[۸۶۴]

---

[۸۶۲] سابقہ: ۳۳۹

[۸۶۳] ابوداؤد: ۲۸۴۱، ترمذی: ۱۱۰۶، مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۲۔ ۳۴۳، صحیح ابن حبان: ۵۷۹۔ ۱۹۹۴، صحیح ابوداؤد: ۴۰۵۲

[۸۶۴] بخاری: ۴۰۰۵۔ ۵۱۲۲۔ ۵۱۲۹۔ ۵۱۴۵، نسائی ج ۶ ص ۸۳، مسند احمد ج ۱ ص ۱۲، صحیح ابن حبان: ۴۰۲۸

باب: عقد نکاح کے وقت آدمی کیا پڑھے؟

عقدِ نکاح سے قبل خطبہ پڑھنا مستحب ہے جو ان اُمور پر مشتمل ہونا چاہیے جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے (یعنی حمد باری تعالیٰ' درود وسلام اور الفاظِ تشہد) اس خطبہ میں اُمورِ مذکورہ پر اضافہ کر کے کچھ طویل کرلیا جائے' خطبہ خواہ دولہا پڑھے یا کوئی اور پڑھ لے۔

سب سے افضل خطبہ وہ ہے جو سنن ابوداؤد' سنن ترمذی' سنن نسائی' سنن ابن ماجہ اور دیگر کتب احادیث میں اسانید صحیحہ کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبۂ حاجت اس طرح سکھایا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا' مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ' وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ' وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ' وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا﴾. (النساء:١)

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' ہم اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے مغفرت کے طلب گار ہیں' اور ہم اپنے نفسوں کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں' اور اپنی بداعمالیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں' جسے اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمادے اسے گمراہ کرنے والا کوئی نہیں' اور جسے وہ گمراہ کردے اسے ہدایت دینے والا کوئی نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں' اور میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں'' اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک شخص (آدم) سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی (حواء) پیدا کی' اور ان دونوں سے بہ کثرت مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا' اور اللہ سے ڈرو جس کے سبب سے تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو' اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے ڈرو' بے شک اللہ تم پر نگہبان ہےO

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَO (آل عمران:١٠٢)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو! جس طرح اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں ہرگز موت نہ آئے مگر مسلمان ہونے کی حالت میںO

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًاO يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًاO (الاحزاب:٧٠-٧١)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور درست بات کہا کروO اللہ تمہارے لیے تمہارے اعمال کو درست فرمادے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہوں کو بخش دے گا' اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کیO

سنن ابوداؤد کی دوسری روایت میں'' عبدهٗ ورسولهٗ '' کے بعد ان کلمات کا اضافہ ہے:

اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ' مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق کے ساتھ خوش خبری سنانے والا اور قیامت سے قبل ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے' جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے

رَشَدَ، وَمَنْ يَعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهُ، وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا.
رسول مکرم ﷺ کی اطاعت کی وہ کامیاب ہو گیا' اور جس نے ان کی نافرمانی کی وہ اپنا ہی نقصان کرے گا' اللہ تعالیٰ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔

ہمارے علماء کرام کے نزدیک ان الفاظ کا اضافہ کر لینا مستحب ہے:

أُزَوِّجُكَ عَلٰى مَا أَمَرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ بِهِ مِنْ إِمْسَاكٍ بِمَعْرُوْفٍ أَوْ تَسْرِيْحٍ بِإِحْسَانٍ.
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے جو امساک بالمعروف یا تسریح بالاحسان کا حکم فرمایا ہے میں اس کے مطابق تیرا نکاح کر رہا ہوں۔

اگر کوئی مختصر خطبہ کہنا چاہتا ہے تو کم از کم الفاظ یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ، أُوْصِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ.
تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' درود و سلام رسول اللہ ﷺ پر نازل ہو' میں تمہیں خوفِ خدا کی وصیت کرتا ہوں۔

خطبۂ نکاح سنت ہے' باعث فضیلت و برکت ہے لیکن اگر کسی نے خطبہ نہ پڑھا تو نکاح درست ہو جائے گا' اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے' صرف داؤد ظاہری نے مخالفت کی ہے ان کے نزدیک خطبہ کے بغیر نکاح درست نہیں ہے' جبکہ محققین علماء نے داؤد کی اس مخالفت کو لائق التفات نہیں سمجھا اور نہ ہی اس کی مخالفت سے اجماع متاثر ہوا ہے۔

مختار مذہب کے مطابق دولہا خطبہ نہیں پڑھے گا بلکہ خطبہ کوئی اور آدمی پڑھے' ولی جب ایجاب کرتے ہوئے دولہا سے کہے: میں نے فلاں لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا تو دولہا اس کے متصل بعد کہے: میں نے یہ نکاح قبول کیا۔

اگر اس نے مختصر الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور پھر درود شریف پڑھا' پھر کہا: میں نے قبول کیا تو نکاح درست ہو جائے گا' اور ایجاب و قبول کے درمیان یہ مختصر کلام مضر نہیں ہوگا کیونکہ یہ بہت کم وقفہ ہے اور اس کا عقد کے ساتھ تعلق ہے۔

ہمارے بعض علماء کے بقول نکاح باطل ہو جائے گا۔ بعض نے کہا: باطل نہیں ہوگا بلکہ ایسے کلمات کہنا مستحب ہے' درست بات وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ قبول سے قبل ایسے کلمات نہ کہنا بہتر ہے اور اگر کسی نے کہہ دیے تو نکاح باطل نہیں ہو گا۔[٨٦٥]

باب: عقدِ نکاح کے بعد دولہا کو کیسے مبارک دی جائے؟

سنت یہ ہے کہ دولہا کو ان کلمات سے مبارک دی جائے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ.
اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے!

یا

بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ.
اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں میں بھلائیاں جمع فرمائے!

دعا میں دونوں کو شامل کرتے ہوئے یہ کلمات کہنا مستحب ہے:

بَارَكَ اللّٰهُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْكُمَا فِيْ صَاحِبِهٖ وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ.
اللہ تعالیٰ تم دونوں میں سے ہر ایک کے لیے اس کے رفیق حیات میں برکت ڈال دے اور تم دونوں میں بھلائی جمع فرما دے!

[٨٦٥] ابوداؤد:٢١١٨' ترمذی:١١٠٥' نسائی ج ٣ ص ١٠٥' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی:٤٨٨-٤٩٣' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:٥٩٩' ابن ماجہ:١٨٩٢' الدعاء للطبرانی:٩٣١-٩٣٢

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور نبی مکرم ﷺ کو اپنی شادی کی خبر دی تو آپ ﷺ نے انہیں اس دعا سے نوازا:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ. اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے![۸۶۶]

اسی طرح حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بارگاہ نبوت میں اپنی شادی کی خبر دی تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اس دعا سے نوازا:

بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. اللہ تعالیٰ تم پر برکت نازل فرمائے![۸۶۷]

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کوئی صاحب شادی کرتے تو رسول کریم ﷺ اسے ان الفاظ سے دعا دیتے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ' وَبَارَكَ عَلَيْكَ' وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ. اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے! اور تجھ پر برکت نازل فرمائے! اور تم دونوں میں بھلائی جمع فرمادے!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۸۶۸]

فصل: دولہا کو ''بالرِّفَاء والبَنِيْن'' کہنا مکروہ ہے

دولہا کو ''بِالرِّفَاء وَالبَنِيْن'' کہنا مکروہ ہے (''بِالرِّفَاءِ وَالبَنِيْن'' یہ شادی کرنے والے کے لیے دعا ہے کہ تم دونوں میں اتفاق واتحاد رہے اور تمہارے بیٹے پیدا ہوں) دلیل کراہت زبان کی حفاظت کے باب میں بیان کردی جائے گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ!

باب: شب زفاف پہلی ملاقات کے وقت خاوند کیا پڑھے؟

دلہن کے ساتھ پہلی ملاقات کرتے وقت دولہا ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھے اور اس کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا کرے:

بَارَكَ اللّٰهُ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا فِي صَاحِبِهِ. اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کے لیے اس کے شریکِ حیات میں برکت پیدا فرمائے!

اس کے ساتھ وہ دعا بھی کرے جو صحیح اسانید کے ساتھ سنن ابوداؤد' سنن ابن ماجہ' کتاب ابن السنی وغیرہ میں حضرت عمرو ابن شعیب کے دادا جان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی کسی عورت سے شادی کرے یا کوئی غلام خریدے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ. اے اللہ کریم! میں تیری بارگاہ میں اس کی بھلائی اور اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور میں اس کے شر اور اس شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس پر تو نے اس کی تخلیق فرمائی ہے۔

حاکم ج ۲ ص ۱۸۲

[۸۶۶] بخاری: ۲۰۴۹' مسلم: ۱۴۲۷' موطا ج ۲ ص ۵۳۵' ابوداؤد: ۲۱۰۹' ترمذی: ۱۰۹۴' نسائی: ج ۶ ص ۱۳۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۶۰-۲۶۱' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۰۱' شرح السنۃ للبغوی: ۲۳۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۳۶' مسند حمیدی: ۱۲۱۸' مسند ابویعلیٰ: ۳۸۱۷' آداب الزفاف ص ۷۳

[۸۶۷] بخاری: ۵۳۶۷' مسلم ۵۶-۷۱۵-ج ۳ ص ۱۰۸۷' جامع الاصول: ۸۹۲۵-۳۳۰' مسند ابویعلیٰ: ۱۹۷۴

[۸۶۸] ابوداؤد: ۲۱۳۰' ترمذی: ۱۰۹۱' ابن ماجہ: ۱۹۰۵' مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۱-۴۵۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۵۹' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۰۴' سنن دارمی: ۲۱۸۰' الدعاء للطبرانی: ۹۳۸' صحیح ابن حبان: ۱۲۸۴' حاکم ج ۲ ص ۱۸۳

اور جب کوئی آدمی اونٹ خریدے تو اسے کوہان کی چوٹی سے پکڑ کر یہ مذکور دعا کرے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اپنی بیوی یا خادم کو پیشانی سے پکڑ کر برکت کی دعا کرے۔ واللہ اعلم![٨٦٩]

باب: شبِ زفاف کے بعد دولہا کے رشتہ دار کیسے اس کی خیریت دریافت کریں؟

صحیح بخاری و دیگر کتب حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس شبِ زفاف گزاری' پھر روٹی اور گوشت سے ولیمہ کیا' اس حدیث کو تفصیلاً بیان کیا' پھر ولیمہ کی کیفیت اور مہمانوں کی کثرت کا ذکر کیا' پھر فرمایا: حضور ﷺ باہر تشریف لائے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارکہ میں تشریف لائے اور فرمایا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

اے اہل خانہ! تم پر سلام! اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں!

ام المؤمنین نے جواب دیا:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ كَيْفَ وَجَدْتَ اَهْلَكَ؟ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ.

اور آپ پر (بھی) سلام اور اللہ کی رحمت ہو! آپ نے اپنے (نئے) اہل خانہ کو کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کے لیے برکت پیدا فرمائے!

پھر آپ ﷺ تمام ازواجِ مطہرات کے کمروں میں تشریف لے گئے اور انہیں اسی طرح سلام کیا جیسے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیا تھا اور تمام نے وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔[٨٧٠]

باب: ہم بستر ہوتے وقت کیا دعا کرے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں کثیر طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے اور (لباس اتارنے سے قبل زبان سے یا لباس اتارنے کے بعد دل میں) یہ دعا پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا.

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں' اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچالینا اور شیطان کو ہماری اولاد سے دور رکھنا!

اس دعا کے بعد اگر ان دونوں کے لیے بچے کا فیصلہ کیا گیا تو شیطان اسے نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

صحیح بخاری کی روایت اس طرح ہے: شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔[٨٧١]

باب: زوجین کا کھیل کود اور باہم مزاح وغیرہ کرنا

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے باکرہ سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا: ثیبہ سے' آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے باکرہ (کنواری) سے شادی کیوں نہ کی' تم اس کے ساتھ

---

[٨٦٩] ابوداؤد: ١٨٩٢۔ ٢١٦٠' ابن ماجہ: ١٩١٨' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٢٤٠۔ ٢٦٣' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٦٠٠' حاکم ج ٢ ص ١٨٥' الدعاء للطبرانی: ٩٤٠۔ ١٣٠٩

[٨٧٠] بخاری: ٤٧٩١۔ ٤٧٩٣' مسلم: ١٤٢٨' عمل الیوم واللیلہ: ٢٧١' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٦١٧' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٧ ص ٨٧' صحیح ابن حبان: ٥٢٥١' جامع الاصول: ٧٦٥

[٨٧١] بخاری: ١٤١' مسلم: ١٤٣٤' ابوداؤد: ٢١٦١' ترمذی: ١٠٩٢' ابن ماجہ: ١٩١٩' مسند احمد ج ١ ص ٢١٧۔ ٢٢٠۔ ٢٤٣۔ ٢٨٣۔ ٢٨٦' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٢٦٦۔ ٢٧٠' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٦٠٨' شرح السنہ للبغوی: ١٣٣٠' الدعاء للطبرانی: ٩٤١۔ ٩٤٢' صحیح ابن حبان: ٩٨٣

کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیل کود کرتی۔[۸۷۲]

سنن ترمذی اور سنن نسائی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایمان کے اعتبار سے سب سے کامل مؤمن وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے زیادہ ملاطفت اور حسن سلوک سے پیش آنے والا ہو۔[۸۷۳]

باب: خاوند اپنے سسرال والوں سے محتاط گفتگو کرے

خاوند کے لیے مستحب ہے کہ اپنی زوجہ کے رشتہ داروں سے ایسی گفتگو نہ کرے جس میں عورت سے جماع' بوسہ و معانقہ وغیرہ کا ذکر ہو اور نہ ہی ایسی باتیں کرے جن سے ان چیزوں کا مفہوم نکلتا ہو۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: مجھے بہت زیادہ مذی آتی تھی' میں رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت کرنے میں شرم محسوس کرتا تھا کیونکہ آپ ﷺ کی لخت جگر میرے عقدِ نکاح میں تھیں' میں نے حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے کہا اور انہوں نے رسول کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا۔[۸۷۴]

باب: ولادت کا وقت قریب ہو تو کیا پڑھا جائے؟

کثرت سے وہ دعا کی جائے جو تکلیف کے وقت مانگی جاتی ہے جس کا بیان ماقبل میں گزر چکا ہے۔

کتاب ابن السنی میں خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ان کے بچے کی ولادت کا وقت قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو حکم دیا کہ وہ آئیں اور خاتونِ جنت کے پاس آیۃ الکرسی پڑھیں اور سورۂ اعراف کی آیت: ۵۴ کی تلاوت کریں' جو یہ ہے:

إِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرٰتٍ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِينَ O	بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ دنوں میں پیدا فرمایا' پھر وہ عرش پر جلوہ فرما ہوا' وہ رات سے دن کو چھپا لیتا ہے (اور دن) اس کے پیچھے تیزی سے دوڑتا ہے' اور سورج اور چاند اور ستارے سب اس کے حکم کے تابع ہیں' سنو! پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کی شان کے لائق ہے' اللہ بہت برکت والا ہے تمام جہانوں کا رب O

اس کے علاوہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھیں اور خاتونِ جنت کو دم کریں۔[۸۷۵]

باب: نومولود کے کان میں اذان کہنا

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور دیگر کتب میں رسول کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت ہوئی' میں نے دیکھا کہ رسول

---

[۸۷۲] سابقہ: ۸٦٧

[۸۷۳] ترمذی: ۲٦۱۵' مسند احمد ج ٦ ص ۴۷۔۹۹' حاکم ج ۱ ص ۵۳' جامع الاصول: ۱۹۷۵' الفتوحات الربانیہ ج ٦ ص ۹۰۔۹۱' الاحادیث الصحیحہ: ۲۸۴

[۸۷۴] البخاری: ۱۳۲۔۱۷۸۔۲٦۹' مسلم: ۳۰۳' موطا ج ۱ ص ۴۰' ابوداؤد: ۲۰٦۔۲۰۹' ترمذی: ۱۱۴' نسائی ج ۱ ص ۹٦۔۹۷' مسند احمد ج ۱ ص ۸۷۔۱۱۱۔۱۱۲۔۱۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۱۵' شرح السنہ للبغوی: ۱۵۹' صحیح ابن حبان: ۱۰۹۸

[۸۷۵] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٦۲۰' تخریج الکلم: ۲۰۹

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ہمارے علماء کرام کی ایک جماعت کا قول ہے کہ نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامتِ صلوٰۃ کہنا مستحب ہے۔[۸۷۶]

کتاب ابن السنی میں امام عالی مقام حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے ہاں بچہ پیدا ہو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامتِ صلوٰۃ کہے تو اُمّ الصبیان (ایک قسم کی بیماری ہے جو بچوں کو لاحق ہوتی ہے جس سے بچے بے ہوش ہو جاتے ہیں) اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔[۸۷۷]

باب: بچے کو گھٹی دیتے وقت دعا کرنا

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بچے لائے جاتے' آپ ان کے لیے دعا فرماتے اور کوئی میٹھی چیز چبا کر ان کے منہ میں ڈال دیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے۔[۸۷۸]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں: حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما مکہ مکرمہ میں میرے بطن میں آئے' پھر میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئی تو قبا میں قیام کیا' وہاں ان کی ولادت ہوئی' میں ان کو لے کر حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نومولود کو اپنی گود میں لیا' پھر کھجور منگوا کر اسے چبایا اور حضرت عبداللہ کے منہ میں ڈال دی' سب سے پہلی چیز جو ان کے پیٹ میں گئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور ان کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔[۸۷۹]

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا' میں اسے لے کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گیا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا' کھجور چبا کر اس کے منہ میں ڈالی اور اس کے لیے دعائے خیر و برکت فرمائی۔[۸۸۰]

❁❁❁❁❁

[۸۷۶] ابوداؤد:۵۱۰۵' ترمذی:۱۵۱۴' مسند احمد ج۶ ص۹_۳۹۱_۳۹۲' حاکم ج۳ ص۱۷۹' الدعا للطبرانی:۹۴۴' شعب الایمان للبیہقی:۸۶۱۷_۸۶۲۰

[۸۷۷] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۶۲۳' شعب الایمان للبیہقی:۸۶۱۹' الارواء للالبانی:۴/۱۱۷۴' الاحادیث الضعیفہ:۳۲۱

[۸۷۸] صحیح ابوداؤد:۴۲۵۹_۵۱۰۶' مسلم:۲۸۶

[۸۷۹] بخاری:۳۹۰۹_۵۴۶۹' مسلم:۲۱۴۶

[۸۸۰] بخاری:۵۴۶۷_۶۱۹۸' مسلم:۲۱۴۵' شعب الایمان للبیہقی:۸۶۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۵

نام رکھنے کا بیان

باب: نومولود کا نام رکھنے کا بیان

ولادت کے دن یا ولادت سے ساتویں دن بچے کا نام رکھنا سنت ہے۔

ساتویں دن نام رکھنے کے استحباب کی دلیل سنن ترمذی کی وہ روایت ہے جو حضرت عمرو ابن شعیب رضی اللہ عنہ کے دادا جان سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ساتویں دن نومولود کا نام رکھنے، اس سے اذیت دور کرنے یعنی سر کے بال مونڈنے اور اس کی طرف سے عقیقہ کرنے کا حکم فرمایا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۸۸۱]

سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کا مرہون ہوتا ہے، ساتویں دن اس کی طرف سے عقیقہ کا جانور ذبح کیا جائے گا، اور اس کا سر مونڈا جائے گا اور اس کا نام رکھا جائے گا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ولادت والے دن ان اُمور کو سرانجام دینے کی دلیل وہ روایت ہے جو ماقبل باب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے گزر چکی ہے۔[۸۸۲]

صحیح مسلم و دیگر کتب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آج رات میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا ہے، میں نے اس کا نام اپنے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے۔[۸۸۳]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، میں اسے لے کر بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو گیا، رسول اللہ ﷺ نے اسے گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔[۸۸۴]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت منذر کی جب ولادت ہوئی تو اسے بارگاہِ رسالت میں پیش کیا گیا، حضور نبی مکرم ﷺ نے اسے اپنی مبارک گود میں لیا، حضرت ابواُسید پاس بیٹھ گئے، نبی مکرم ﷺ سامنے کسی اور چیز میں مشغول ہو گئے، حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا، بچے کو گودِ مبارک سے اٹھا لیا گیا، اہل خانہ نے اسے گھر بھیج دیا، حضور ﷺ دوبارہ متوجہ ہوئے، فرمایا: بچہ کہاں ہے؟ حضرت ابواُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے، فرمایا: اس کا نام کیا رکھا تھا؟ عرض کیا: فلاں، فرمایا: نہیں! بلکہ اس کا نام

---

[۸۸۱] ترمذی: ۲۸۳۴

[۸۸۲] ابوداؤد: ۲۸۳۸-۲۸۳۷، ترمذی: ۱۵۵۲، نسائی ج ۷ ص ۱۶۶، ابن ماجہ: ۳۱۶۵، شعب الایمان للبیہقی: ۸۶۳۰

[۸۸۳] مسلم: ۲۳۱۵، ابوداؤد: ۳۱۲۶، مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۶۹، شرح السنہ للبغوی: ۱۵۲۸، صحیح ابن حبان: ۲۸۹۱

[۸۸۴] بخاری: ۵۴۷۰-۱۳۰۱، مسلم: ۲۱۴۴، ابوداؤد: ۴۹۵۱، مسند ابویعلیٰ ۳۲۸۳

مُنذِر ہے' اس دن آپ ﷺ نے ان کا نام منذر رکھ دیا۔[۸۸۵]

باب: حمل ساقط ہو جائے تو اس کا بھی نام رکھا جائے

قبل از وقت ساقط ہونے والے بچے کا نام رکھ دینا مستحب ہے خواہ یہ معلوم نہ ہو کہ وہ لڑکا ہے یا لڑکی' اور ایسا نام رکھا جائے جو مذکر اور مؤنث دونوں میں مشترک ہو' جیسے: ھند' ھنیدہ' خارجہ' طلحہ' عمیرہ اور زرعہ وغیرہ۔

امام بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ساقط شدہ حمل کا نام رکھنا مستحب ہے کیونکہ یہ بات حدیث میں آئی ہے' دیگر علماء کا بھی یہی قول ہے' ہمارے علماء کا یہ بھی قول ہے کہ اگر نام رکھنے سے قبل بچہ فوت ہو جائے تو اس کا نام رکھ لینا مستحب ہے۔

باب: عمدہ نام رکھنا مستحب ہے

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تمہیں تمہارے اور تمہارے آباء کے ناموں سے پکارا جائے گا' لہٰذا اپنے (بچوں کے) اچھے نام رکھا کرو۔[۸۸۶]

باب: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ناموں کا بیان

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سب سے پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔[۸۸۷]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے ایک آدمی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا' اس نے اس کا نام قاسم رکھا' ہم نے اسے کہا: ہم تیری کنیت ابوالقاسم نہیں رکھیں گے' اور نہ اس میں تیرے لیے عزت ہے' انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔[۸۸۸]

سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور دیگر کتب میں حضرت ابووہب جشمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر اپنے بچوں کے نام رکھا کرو' اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور زیادہ مناسب حارث اور ہمام ہیں اور نامناسب حرب اور مُرّہ ہیں۔[۸۸۹]

باب: مبارک باد اور جواباً خیر مبارک کہنا مستحب ہے

بچے کے والد صاحب کو مبارک باد کہنا مستحب ہے' علماء کرام فرماتے ہیں: ان الفاظ سے مبارک دینا مستحب ہے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو سکھائے تھے' فرمایا: یوں مبارک دیا کرو:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي الْمَوْهُوْبِ لَكَ وَشَكَرْتَ الْوَاهِبَ وَبَلَغَ اَشُدَّهٗ وَرُزِقْتَ بِرَّهٗ.	اللہ تعالیٰ تیری اولاد میں برکت پیدا فرمائے! تو عطا کرنے والے کا شکرگزار ہو جائے! تیرا بچہ جوانی مانے' اور تجھے اس کی فرماں برداری دیکھنا نصیب ہو!

مبارک دینے والے کو ان کلمات سے جواب دینا مستحب ہے:

---

[۸۸۵] بخاری: ۶۱۹۱' مسلم: ۲۱۴۹

[۸۸۶] ابوداؤد: ۴۹۴۸' سنن دارمی: ۲۶۹۷' مسند احمد ج ۵ ص ۱۹۴' شعب الایمان للبیہقی: ۸۶۳۳' صحیح ابن حبان: ۱۹۴۴' تخریج الکلم للالبانی: ۲۱۵' الاحادیث الضعیفہ: ۴۳۳

[۸۸۷] مسلم: ۲۱۳۲' ترمذی: ۲۸۳۵' ابوداؤد: ۴۹۴۹' سنن دارمی: ۲۶۹۸' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴-۱۲۴' ابن ماجہ: ۳۷۲۸' شعب الایمان للبیہقی: ۸۶۳۵

[۸۸۸] بخاری: ۳۱۱۴' مسلم: ۲۱۳۱' ترمذی: ۲۸۴۴

[۸۸۹] ابوداؤد: ۴۹۵۰' نسائی ج ۶ ص ۲۱۸' مسند احمد ج ۴ ص ۳۴۵' الادب المفرد للبخاری: ۸۱۴

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ. اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے!

اَوْ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا وَّرَزَقَكَ اللّٰهُ مِثْلَهٗ. یا: اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے! اور تجھے بھی ایسا نورِ نظر عطا فرمائے!

اَوْ اَجْزَكَ اللّٰهُ ثَوَابَكَ. یا: اللہ تعالیٰ تجھے اجرِ عظیم عطا فرمائے!

باب: ناپسندیدہ نام رکھنا ممنوع ہے

صحیح مسلم میں حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنے بچوں کے نام یَسَار، رَبَاح، نَجَاح اور اَفْلَح نہ رکھو کیونکہ تم کہو گے: مثلاً اَفْلَح یہاں ہے؟ اگر وہ نہ ہوا تو تم کہو گے: نہیں ہے! یہ چار نام ہیں، اپنی طرف سے مجھ پر اضافہ نہ کرنا۔[۸۹۰]

سنن ابوداؤد و دیگر کتب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جس میں ''برکت'' نام رکھنے سے منع کیا گیا ہے۔[۸۹۱]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بدترین نام اس آدمی کا ہے، جس کا نام ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' (بادشاہوں کا بادشاہ) رکھا جائے۔

مسلم شریف کی روایت یوں ہے: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ آدمی مغضوب اور خبیث ترین ہوگا جس کا نام ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' ہوگا، کیونکہ بادشاہوں کا بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

صحیح حدیث میں حضرت سفیان ابن عیینہ علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' کی مثل ہے: شاہانِ شاہ (یا شہنشاہ)۔[۸۹۲]

باب: بیٹے، غلام یا شاگرد وغیرہ کو اس کی قباحت سے باز رکھنے کے لیے قبیح نام سے پکارنا

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں: مجھے میری امی جان نے انگوروں کا گچھا دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرنے کے لیے بھیجا، میں نے راستے میں کچھ کھا لیے جب میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے کان سے پکڑ کر فرمایا: ''یَا غُدَرُ'' (اے خیانت کرنے والے!)۔[۸۹۳]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک واضح کرامت کا بیان ہے، خلاصۂ حدیث یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کچھ احباب کو کھانے کی دعوت دی، انہیں گھر بٹھا کر خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے گئے، واپسی میں تاخیر ہوگئی، واپس آئے تو دریافت کیا: تم لوگوں نے کھانا کھا لیا ہے؟ وہ بولے: نہیں! آپ اپنے بیٹے کی طرف متوجہ ہوئے، اور انہیں کہا: اے کمینے! تیری ناک کٹ جائے! اور انہیں خوب بُرا بھلا کہا۔[۸۹۴]

[۸۹۰] مسلم: ۲۱۳۷، ترمذی: ۲۸۳۸، ابوداؤد: ۴۹۵۸، مسند احمد ج ۵ ص ۷۔۲۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۶، صحیح ابن حبان: ۵۸۰۶۔۵۸۰۸

[۸۹۱] مسلم: ۲۱۳۸، ابوداؤد: ۴۹۶۰، الادب المفرد للبخاری: ۸۳۴، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۶، صحیح ابن حبان: ۵۸۱۰

[۸۹۲] بخاری: ۶۲۰۵۔۶۲۰۶، الادب المفرد للبخاری: ۸۱۷، مسلم: ۲۱۴۳، ترمذی: ۲۸۳۹، ابوداؤد: ۴۹۶۱، مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۴۔۴۹۲، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۷، شرح السنہ للبغوی: ۳۳۰۷، صحیح ابن حبان: ۵۸۰۵، جامع الاصول: ۱۳۸

[۸۹۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۰۱

[۸۹۴] بخاری: ۶۰۲۔۳۵۸۱۔۶۱۴۰۔۶۱۴۱، مسلم: ۲۰۵۷، مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۸

باب: جس آدمی کا نام معلوم نہ ہو' اسے کن الفاظ سے پکارا جائے؟

جس آدمی کا نام معلوم نہ ہو' آپ اسے پکارنا چاہیں تو ایسے الفاظ استعمال کریں جو اس کے لیے باعث اذیت نہ ہوں' نہ ان میں جھوٹ ہو اور نہ ہی خوشامد' جیسے: ارے بھائی! مولانا صاحب! اے اللہ والے! حضرت صاحب! ارے جناب! اے فلاں لباس والے! اے فلاں گھوڑے یا اونٹ والے! اے تلوار یا نیزے والے! وغیرہ' اور ایسا ہر وہ لفظ بولا جا سکتا ہے جو منادی کے حسب حال ہو۔

سنن ابوداؤد' سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت بشیر ابن معبد عرف ابن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ پیدل چل رہا تھا کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو جوتوں سمیت قبرستان سے گزرتے دیکھا' فرمایا: اے جوتوں والے! تجھ پر افسوس! اپنے جوتے اتار لے۔[۸۹۵]

کتاب ابن السنی میں ایک صحابی حضرت جاریہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں بارگاہ رسالت مآب میں موجود ہوتا' حضور نبی کریم ﷺ کو جب کسی آدمی کا نام مستحضر نہ ہوتا' اسے بلانا چاہتے تو ان الفاظ سے نداء فرماتے: ''يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ'' اے اللہ کے بندے کے بیٹے![۸۹۶]

باب: بیٹے اور شاگرد کے لیے باپ' اساتذہ اور مشائخ کو نام لے کر پکارنا منع ہے

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ لڑکا دیکھا' لڑکے سے دریافت فرمایا: یہ آدمی کون ہے؟ اس نے جواب دیا: یہ میرے والد صاحب ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: اے بچے! چلتے ہوئے ان سے آگے نہ بڑھنا' کوئی ایسی حرکت نہ کرنا جس کی پاداش میں ان کو گالیاں پڑیں' ان سے پہلے نہ بیٹھنا اور ان کا نام لے کر مت پکارنا۔[۸۹۷]

کتاب ابن السنی میں ایک عظیم بزرگ حضرت عبید اللہ ابن زحر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: اپنے والد کو نام لے کر پکارنا اور چلتے ہوئے آگے رہنا ہمارے ہاں اس کا شمار نافرمانی میں ہوتا ہے۔[۸۹۸]

باب: نام تبدیل کر کے پہلے سے بہتر رکھ لینا مستحب ہے

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جس میں بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بچے کا نام بدل کر مُنذر ابن ابواُسید رکھا۔ (ماقبل باب: نومولود کا نام رکھنے کا بیان' میں حدیث گزر چکی ہے)

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نام بَرّہ تھا' لوگ کہتے: یہ تزکیہ نفس کرتی ہیں' رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔[۸۹۹]

صحیح مسلم میں حضرت زینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں: اہل خانہ نے میرا نام بَرّہ رکھا' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس کا نام زینب رکھو' اتنے میں ام المومنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں' ان

[۸۹۵] سابقہ: ۵۱۳

[۸۹۶] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۹۹' المجمع ج ۸ ص ۵۶' الصغیر للطبرانی: ۲۰' ۳' المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۳۶۰

[۸۹۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۹۵' مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۷

[۸۹۸] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۹۶

[۸۹۹] بخاری: ۶۱۹۲' الادب المفرد للبخاری: ۸۳۲' مسلم: ۲۱۴۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۷' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۷۳' صحیح ابن حبان: ۵۸۰۰

کا نام بَرّہ تھا، حضور ﷺ نے وہیں ان کا نام زینب رکھ دیا۔[۹۰۰]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بَرّہ تھا، رسول اللہ ﷺ نے ان کا نام بدل کر جویریہ رکھ دیا، آپ ﷺ ناپسند فرماتے کہ یوں کہا جائے: فلاں آدمی بَرّہ (نیکی) کے پاس سے نکل آیا ہے۔ [۹۰۱]

صحیح بخاری میں حضرت سعید رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی حضرت مُسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حَزَن، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا: حَزَن، آپ ﷺ نے فرمایا: تو سَہل ہے، انہوں نے کہا: جو نام میرے باپ نے رکھا ہے، میں وہ نہیں بدلوں گا۔ حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہما فرماتے: اس کے بعد پریشانیوں نے ہمارے گھر ڈیرے ڈال لیے۔[۹۰۲]

صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے حضرت عاصیہ کا نام بدل ڈالا، فرمایا: تو جمیلہ ہے۔[۹۰۳]

سنن ابوداؤد میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت اسامہ ابن زید اَخدَری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی کو اَصرَم کہا جاتا تھا، وہ ایک وفد کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے عرض کیا: اصرم، آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا نام زُرعہ ہے۔[۹۰۴]

سنن ابوداؤد، سنن نسائی اور دیگر کتب میں حضرت ابوشریح ھانی حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے، رسول کریم ﷺ نے ان کے ساتھیوں کو سنا، وہ انہیں ابوالحکم کہہ کر پکارتے تھے، آپ ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا: حَکَم تو اللہ تعالیٰ ہے اور حُکم اسی کی طرف راجع ہوتا ہے، تم نے اپنی کنیت ابوالحکم کیوں رکھی ہے؟ انہوں نے عرض کیا: حضور! میری برادری میں جب کوئی تنازع ہوتا ہے تو وہ میرے پاس آ جاتے ہیں، میں فیصلہ کر دیتا ہوں دونوں فریق خوش ہو جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہت خوب! تمہارے بچے کتنے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: تین ہیں: شُریح، مسلم اور عبداللہ، فرمایا: بڑے کا نام کیا ہے؟ عرض کیا: شُریح، آپ ﷺ نے فرمایا: آج سے تمہاری کنیت ابوشریح ہے۔

کچھ لوگوں کے نام عاصی، عزیز، عَتلہ، شیطان، حَکَم، غُراب اور حُباب تھے، رسول اللہ ﷺ نے وہ بدل دیے، شِہاب کا نام ہاشم رکھ دیا، حرب کا نام سلم اور مُضطجع کا نام منبعث رکھ دیا، ایک جگہ کا نام عفرہ تھا وہ بدل کر خضرہ رکھ دیا، شعب الضلالۃ کا نام شعب الھدیٰ رکھ دیا، قبیلہ بنوالزنیہ کا نام بنوالرِشدہ اور بنومُغویہ کا نام بنورِشدہ رکھ دیا۔

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: میں نے ان کی اسانید کو اختصاراً ترک کر دیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے عَتلہ کا نام بدل کر عُتبہ رکھ دیا، یہ صحابی عتبہ ابن عبد سلمی رضی اللہ عنہ ہیں۔[۹۰۵]

---

[۹۰۰] مسلم: ۲۱۴۲

[۹۰۱] مسلم: ۲۱۴۰، الادب المفرد للبخاری: ۸۳۱، ابوداؤد: ۱۵۰۳، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۶۲، شرح السنہ للبغوی: ۷-۳۴۳، صحیح ابن حبان: ۵۷۹۹

[۹۰۲] بخاری: ۶۱۹۰-۶۱۹۳، الادب المفرد للبخاری: ۸۴۱، ابوداؤد: ۴۹۵۶، مسند احمد ج ۵ ص ۴۳۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۷، شرح السنہ للبغوی: ۷-۳۴۳، صحیح ابن حبان: ۵۷۹۲

[۹۰۳] مسلم: ۲۱۳۹، ترمذی: ۲۸۳۰، ابوداؤد: ۴۹۵۲، الادب المفرد للبخاری: ۸۲۰، مسند احمد ج ۲ ص ۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۳۰۷، صحیح ابن حبان: ۵۷۹۰

[۹۰۴] بخاری: ۶۰۲، مسلم: ۲۰۵۷، مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۸

[۹۰۵] ابوداؤد: ۴۹۵۵، نسائی ج ۸ ص ۲۲۶-۲۲۷، الادب المفرد للبخاری: ۸۱۱، حاکم ج ۴ ص ۲۷۹، الارواء للالبانی: ۲۶۱۵

باب: اگر کوئی بُرا محسوس نہ کرے تو اس کے نام میں ترخیم کی جاسکتی ہے

صحیح احادیث میں کثیر طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اسماء میں ترخیم فرمائی' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''یَا اَبَا هِرٍّ''۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا: ''یَا عَائِشُ''۔ حضرت انجشہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''یَا اَنْجَشُ''۔[۹۰۶]

کتاب ابن السنی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''یَـا اُسَیْـمُ'' اور حضرت مقدام رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''یَا قُدَیْمُ''۔[۹۰۷]

نوٹ: کسی اسم کے آخر سے تخفیف کی خاطر کوئی حرف حذف کر دینا ترخیم کہلاتا ہے۔ (مترجم)

باب: کسی کو ایسے لقب سے پکارنا منع ہے جو اسے پسند نہ ہو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ. (الحجرات:۱۱) اور ایک دوسرے کو بُرے القاب سے نہ بلاؤ۔

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ کسی انسان کو ایسے لقب سے پکارنا حرام ہے جسے وہ پسند نہ کرتا ہو' خواہ وہ اس (مخاطب) کی اپنی صفت ہو جیسے ''اَعْمَشُ'' (کمزور آنکھوں والا) ''اَجْلَحُ'' (گنجا) ''اَعْمٰی'' (اندھا) ''اَحْوَلُ'' (بھینگا) ''اَشَجُّ'' (پھٹے سر والا) ''اَحْدَبُ'' (کُبڑا) ''اَزْرَقُ'' (اندھا) ''اَعْرَجُ'' (لنگڑا) ''اَبْرَصُ'' (کوڑھا) ''اَصْفَرُ'' (پیلے رنگ والا)' ''اَصَمُّ'' (بہرا) ''اَفْطَسُ'' (چپٹی ناک والا' پھینا) ''اَشْتَرُ'' (ڈھیلی پلکوں والا) ''اَقْطَعُ'' (کٹے ہوئے ہاتھ والا)' ''مُقْعَدُ'' (اپاہج) ''اَثْرَمُ'' (ٹوٹے دانتوں والا) ''زَمِنٌ'' (لُنجا) ''اَشَلُّ'' (بیمار ہاتھ والا)۔

یا اس کے ماں باپ کی صفت ہو یا ان کے علاوہ کسی اور کی صفت ہو جسے وہ پسند نہ کرتا ہو۔

اگر کسی آدمی کی شناخت ہی اس وصف سے ہوتی ہو تو شناخت اور پہچان کی خاطر ایسا وصف ذکر کرنا جائز ہے' اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے (جیسے امام ابوبکر اعمش اور محدث اثرم وغیرہ)۔

اختصار اور شہرت کے پیش نظر دلائل حذف کر دیئے ہیں۔

باب: مخاطب کو اس کے پسندیدہ لقب سے پکارنا جائز اور مستحب ہے

عمدہ القاب میں سے ایک حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب ہے' آپ کا نام عبداللہ ابن عثمان اور لقب عتیق ہے۔ جمہور علماء' محدثین' اہل سیر اور مورخین کے نزدیک یہی درست ہے۔ حافظ ابن عساکر اپنی کتاب الاطراف میں فرماتے ہیں: بعض علماء نے آپ کا نام عتیق بیان کیا ہے' جبکہ پہلا قول درست ہے۔

علماء کرام کا اتفاق ہے کہ عتیق بہترین لقب ہے' البتہ اس کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کئی طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر جہنم سے عتیق ہے یعنی آزاد ہے' اسی دن سے آپ کا لقب عتیق رکھ دیا گیا۔

وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے ماہر علم الانساب حضرت مُصعب ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں: آپ کو عتیق اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ کے نسب میں کوئی ایسی بات نہیں تھی جو باعث عار شمار کی جائے' بعض نے اور وجوہ تسمیہ بھی بیان کی ہیں۔

---

[۹۰۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۴۱۱۔ ۳۹۳' سنن ابوداؤد:۴۹۴۳

[۹۰۸]

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا لقب ابوتراب اور کنیت ابوالحسن ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، آپ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اس حال میں پایا کہ وہ محوخواب تھے اور ان کے جسم اطہر پر مٹی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا:

قُمْ اَبَا تُرَاب، قُمْ اَبَا تُرَاب.

اے ابوتراب (مٹی والے)! اٹھو! اے ابوتراب! اٹھو!

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس خوب صورت لقب کو اختیار کرلیا۔[۹۰۹]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ لقب بہت پسند تھا، اگر کوئی آپ کو ابوتراب کہہ کر بلاتا تو آپ خوش ہوتے تھے۔[۹۱۰]

حضرت خرباق رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالیدین تھا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کو ذوالیدین کہہ کر بلاتے تھے جبکہ ان کا نام خرباق تھا۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو کتاب البر والصلہ کے آغاز میں بیان کیا ہے۔[۹۱۱]

باب: کنیت جائز ہے اور اہل علم و فضل کو کنیت سے بلانا مستحب ہے

بنابرشہرت اس مسئلہ میں کوئی روایت پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس کے دلائل سے عوام وخواص بخوبی آگاہ ہیں۔

ادب کا تقاضا یہ ہے کہ اہل علم وفضل اور دیگر نیک سیرت لوگوں کو کنیت سے مخاطب کیا جائے، اگر انہیں مکتوب ارسال کیا جائے یا ان سے کوئی روایت لی جائے تو ان کی کنیت ذکر کی جائے، یوں کہا جائے: ہمیں امام ابوفلاں، فلاں ابن فلاں نے روایت بیان کی، وغیرہ۔

ادب کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آدمی اپنی کنیت اپنی کتاب وغیرہ میں نہ لکھے، ہاں! اس صورت میں کنیت ذکر کرسکتا ہے جب کنیت کے بغیر اس کی شناخت نہ ہوسکتی ہو یا کنیت نام سے زیادہ مشہور ہو۔

امام نحاس فرماتے ہیں: جب کنیت زیادہ مشہور ہو تو ہم پایہ لوگ کنیت سے پکاریں اور اس سے بڑے مرتبہ کے لوگ نام سے پکار کر کہہ دیں جس کی یہ کنیت ہے۔

باب: سب سے بڑے بچے کے نام پر کنیت رکھنا

حضور نبی مکرم ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی، جو آپ کے سب سے بڑے لخت جگر حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کے نام پر رکھی گئی تھی، اس باب میں ماقبل بیان کردہ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی استدلال کیا جاسکتا ہے۔

باب: صاحب اولاد آدمی کسی دوسرے آدمی کی اولاد کے نام پر کنیت رکھ سکتا ہے

یہ باب بہت وسیع ہے، اور ایسے حضرات کی گنتی ناممکن ہے جنہوں نے کسی دوسرے آدمی کی اولاد کے نام پر اپنی کنیت رکھ لی ہو، اور اس بات میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

---

[۹۰۸] ترمذی: ۲۸۹۰-۳۶۷۹، مجمع الزوائد ج۹ ص ۳۰-۳۱

[۹۰۹] بخاری: ۴۴۱، الادب المفرد للبخاری: ۸۵۲، مسلم: ۲۴۰۹، صحیح ابن حبان: ۶۸۸۶

[۹۱۰] سابقہ: ۹۱۰

[۹۱۱] بخاری: ۴۸۲، مسلم: ۵۷۳، ابوداؤد: ۱۰۰۸-۱۰۱۲، ترمذی: ۳۹۴، نسائی ج۳ ص ۳۰-۳۶، جامع الاصول: ۳۷۶۴

باب: کسی بے اولاد آدمی اور چھوٹے بچے کی کنیت رکھی جاسکتی ہے

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ تمام انسانوں سے زیادہ اخلاقِ حسنہ کے مالک تھے میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کا نام ابوعُمیر تھا حضور نبی اکرم ﷺ جب اس کے پاس تشریف لاتے تو فرماتے: ''یَا اَبَا عُمَیْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ؟'' اے ابوعمیر! چڑیا کے بچے نے کیا کیا؟

''نُغَر'' چڑیا کے بچے کو کہتے ہیں جس سے ابوعمیر کھیلا کرتے تھے۔[۹۱۲]

صحیح اسانید کے ساتھ سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری تمام سہیلیوں نے اپنی اپنی کنیت رکھی ہوئی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بیٹے عبداللہ کے نام پر کنیت رکھ لو۔ راوی فرماتے ہیں: عبداللہ ابن زبیر آپ کے بھانجے تھے جو آپ کی بڑی بہن حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے ان کے نام پر ام المؤمنین کی کنیت امّ عبداللہ رکھی گئی۔

صحیح اور معروف یہی ہے۔[۹۱۳]

وہ روایت جو کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ سے میرا ایک حمل ساقط ہو گیا آپ نے اس کا نام عبداللہ رکھا اور میری کنیت اس کے نام پر اُم عبداللہ رکھی۔ یہ حدیث ضعیف ہے۔

کئی صحابہ کرام کی کنیت ان کے ہاں اولاد کی پیدائش سے قبل ہی رکھ دی گئی مثلاً حضرت ابوہریرہ حضرت انس اور حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہم ایسے ہی کثیر صحابہ کرام تابعین اور ان کے بعد کے بزرگانِ دین وغیرہ کی کنیت اولاد کی پیدائش سے قبل ہی رکھ دی گئی اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ پسندیدہ امر ہے۔

بس بیان کردہ شرائط ملحوظ رہنی چاہئیں۔[۹۱۴]

باب: ابوالقاسم کنیت رکھنا منع ہے

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سمیت صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا نام رکھ لیا کرو اور میری کنیت پر کنیت نہ رکھنا۔

ابوالقاسم کنیت رکھنے میں علماء کرام کے تین مذاہب ہیں:

پہلا مذہب امام شافعی علیہ الرحمہ اور ان کے متبعین کا ہے کہ کسی کی کنیت ابوالقاسم رکھنا جائز نہیں ہے خواہ اس کا نام محمد ہو یا کوئی اور امام شافعی علیہ الرحمہ کا یہ مذہب ثقہ فقہاء و محدثین نے نقل کیا ہے جیسے امام ابوبکر بیہقی علیہ الرحمہ ہیں اور امام ابومحمد بغوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب التہذیب کے اندر کتاب النکاح کے شروع میں اور امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں یہ مذہب ذکر فرمایا ہے۔[۹۱۵]

دوسرا مذہب امام مالک علیہ الرحمہ کا ہے آپ فرماتے ہیں: ممانعت کا حکم حضور اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ساتھ خاص تھا بعد میں ابوالقاسم کنیت رکھی جاسکتی ہے خواہ کسی کا نام محمد ہو یا کوئی اور۔

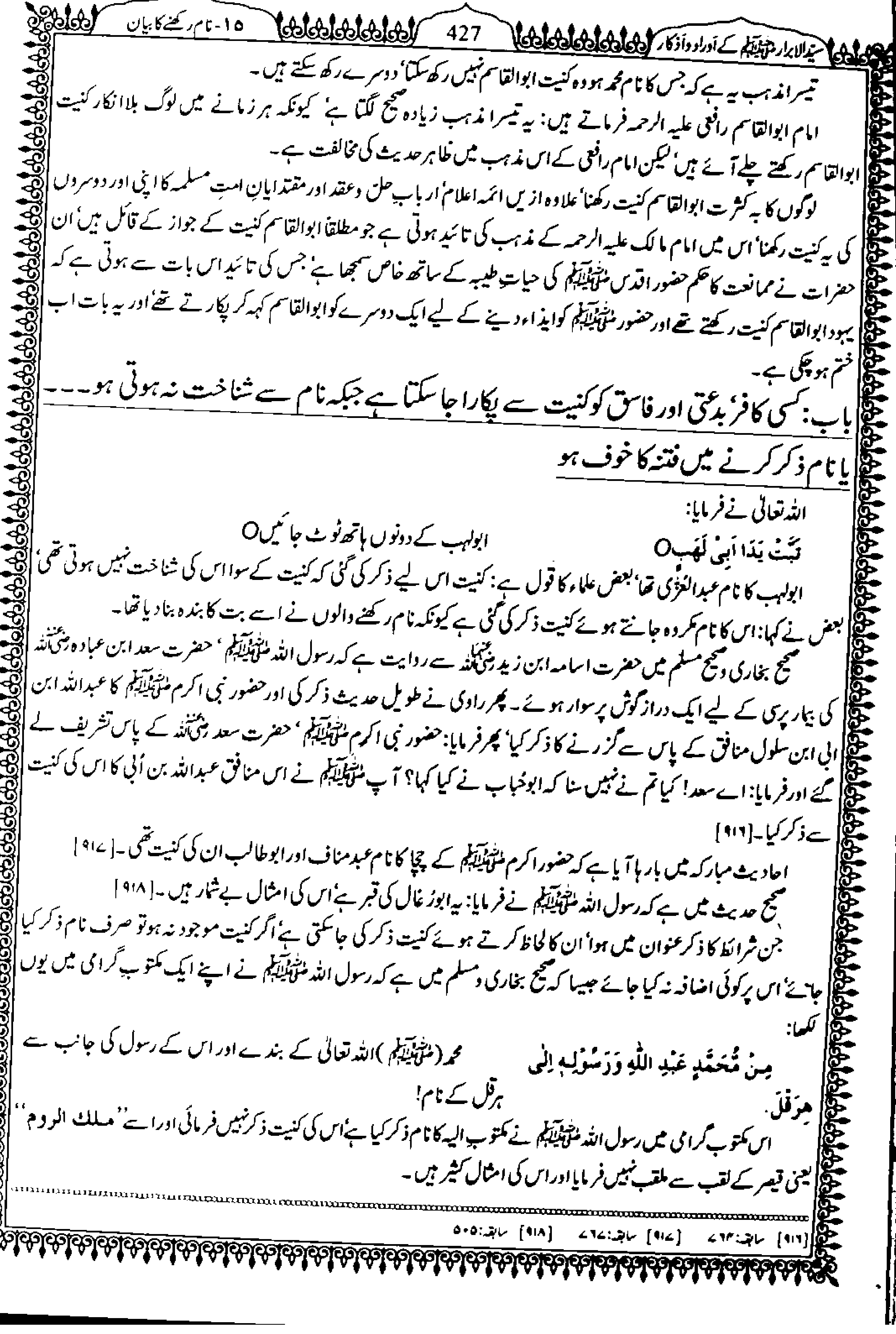
---

[۹۱۲] بخاری:۶۱۲۹۔ ۶۲۰۳ مسلم:۲۱۵۰ مسند ابویعلیٰ:۲۸۳۶ الفتح ج۱۰ ص۵۸۴۔۵۸۶

[۹۱۳] ابوداؤد:۴۹۷۰ عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۴۱۶

[۹۱۴] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۴۱۷

[۹۱۵] بخاری:۱۱۰۔ ۳۱۱۴ مسلم:۲۱۳۳۔ ۲۱۳۴ ابوداؤد:۴۹۶۵ ترمذی:۲۸۴۵



تیسرا مذہب یہ ہے کہ جس کا نام محمد ہو وہ کنیت ابوالقاسم نہیں رکھ سکتا' دوسرے رکھ سکتے ہیں۔
امام ابوالقاسم رافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ تیسرا مذہب زیادہ صحیح لگتا ہے' کیونکہ ہر زمانے میں لوگ بلاانکار کنیت ابوالقاسم رکھتے چلے آئے ہیں' لیکن امام رافعی کے اس مذہب میں ظاہر حدیث کی مخالفت ہے۔
لوگوں کا بہ کثرت ابوالقاسم کنیت رکھنا' علاوہ ازیں ائمہ اعلام' ارباب حل وعقد اور مقتدایانِ امتِ مسلمہ کا اپنی اور دوسروں کی یہ کنیت رکھنا' اس میں امام مالک علیہ الرحمہ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے جو مطلقاً ابوالقاسم کنیت کے جواز کے قائل ہیں' ان حضرات نے ممانعت کا حکم حضور اقدس ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ساتھ خاص سمجھا ہے' جس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ یہود ابوالقاسم کنیت رکھتے تھے اور حضور ﷺ کو ایذاء دینے کے لیے ایک دوسرے کو ابوالقاسم کہہ کر پکارتے تھے' اور یہ بات اب ختم ہو چکی ہے۔

باب: کسی کافر' بدعتی اور فاسق کو کنیت سے پکارا جا سکتا ہے جبکہ نام سے شناخت نہ ہوتی ہو۔۔۔ یا نام ذکر کرنے میں فتنہ کا خوف ہو

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ O ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں O

ابولہب کا نام عبدالعزّٰی تھا' بعض علماء کا قول ہے: کنیت اس لیے ذکر کی گئی کہ کنیت کے سوا اس کی شناخت نہیں ہوتی تھی' بعض نے کہا: اس کا نام مکروہ جانتے ہوئے کنیت ذکر کی گئی ہے کیونکہ نام رکھنے والوں نے اسے بت کا بندہ بنا دیا تھا۔
صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ' حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ کی بیمار پرسی کے لیے ایک دراز گوش پر سوار ہوئے۔ پھر راوی نے طویل حدیث ذکر کی اور حضور نبی اکرم ﷺ کا عبداللہ ابن ابی ابن سلول منافق کے پاس سے گزرنے کا ذکر کیا' پھر فرمایا: حضور نبی اکرم ﷺ' حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: اے سعد! کیا تم نے نہیں سنا کہ ابوحُباب نے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے اس منافق عبداللہ بن اُبَی کا اس کی کنیت سے ذکر کیا۔[۹۱۶]
احادیث مبارکہ میں بارہا آیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے چچا کا نام عبد مناف اور ابوطالب ان کی کنیت تھی۔[۹۱۷]
صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ ابورُغال کی قبر ہے' اس کی امثال بے شمار ہیں۔[۹۱۸]
جن شرائط کا ذکر عنوان میں ہوا' ان کا لحاظ کرتے ہوئے کنیت ذکر کی جا سکتی ہے' اگر کنیت موجود نہ ہو تو صرف نام ذکر کیا جائے' اس پر کوئی اضافہ نہ کیا جائے جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں یوں لکھا:

مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ. محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول کی جانب سے ہرقل کے نام!

اس مکتوبِ گرامی میں رسول اللہ ﷺ نے مکتوب الیہ کا نام ذکر کیا ہے' اس کی کنیت ذکر نہیں فرمائی اور اسے ''ملك الروم'' یعنی قیصر کے لقب سے ملقب نہیں فرمایا اور اس کی امثال کثیر ہیں۔

[۹۱۶] سابقہ:۷۶۴ [۹۱۷] سابقہ:۷۶۷ [۹۱۸] سابقہ:۵۰۵

ہمیں کفار پر شدت کرنے کا حکم دیا گیا ہے' مناسب نہیں کہ ہم انہیں کنیت سے یاد کریں یا ان کے لیے نرم رویہ اپنائیں' یا قول وعمل سے اظہارِ محبت ومودت کریں۔[۹۱۹]

باب: کسی آدمی کو ابوفلانہ یا ابوفلاں اور عورت کو امّ فلانہ یا امّ فلاں کہنا جائز ہے

ان تمام صورتوں میں کوئی حرج نہیں ہے' صحابہ کرام' تابعین عظام اور بعد کے اسلاف نے اپنی کنیت ابوفلانہ رکھی ہے' حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ کی تین کنیتیں تھیں: (۱) ابوعمرو (۲) ابوعبداللہ (۳) ابولیلیٰ۔

ایک صحابی کی کنیت ابوالدرداء تھی' ان کی ایک اہلیہ محترمہ جن کا نام خَیرَہ تھا ان کی کنیت ام الدرداء کبریٰ تھی' دوسری زوجہ محترمہ جن کا نام ھجیمہ تھا ان کی کنیت امّ الدرداء صغریٰ تھی' آپ انتہائی عالمہ فاضلہ تھیں' آپ کو عقل کامل اور فضل وافر سے متصف خیال کیا جاتا تھا' آپ تابعیہ تھیں' ایک صحابی کی کنیت ابولیلیٰ تھی جو عبدالرحمٰن ابن ابولیلیٰ کے والد تھے' ان کی زوجہ محترمہ کی کنیت ام لیلیٰ تھی' ابولیلیٰ اور ام لیلیٰ دونوں کو شرف صحابیت نصیب تھا' ایک صحابی کی کنیت ابوامامہ تھی' کچھ صحابہ کرام کی کنیتیں اس طرح ہیں: ابوریحانہ' ابورمثہ' ابوریمہ' ابوعمرہ بشیر ابن عمرو' ابوطلحہ اور ابوفاطمہ لیثی (بعض نے کہا: ان کا نام عبداللہ ابن انیس تھا) ابومریم ازدی' ابورقیہ تمیم داری' ابوکریمہ مقدام ابن معدیکرب' یہ تمام صحابہ کرام تھے' ایک تابعی کی کنیت ابوعائشہ مسروق ابن اجدع تھی' اسی طرح بے شمار لوگوں کی ایسی کنیتیں ہیں۔

امام سمعانی اپنی کتاب ''الانساب'' میں (حضرت مسروق کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے) فرماتے ہیں: حضرت مسروق علیہ الرحمہ کو مسروق اس لیے کہا جاتا تھا کہ مسروق کا معنی ہے: چوری کیا ہوا اور آپ کو بچپن میں کسی نے چوری کرلیا تھا' بعد میں آپ بازیاب کرالیے گئے تھے۔

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی کنیت رسول اللہ ﷺ نے رکھی تھی۔

۞۞۞۞۞

[۹۱۹] سابقہ: ۶۷۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب: ١٦

متفرق اذکار کا بیان

ان شاء اللہ تعالیٰ! اس کتاب میں متفرق ابواب لاؤں گا جن میں بیان کردہ اذکار اور دعائیں بہت مفید ہوں گی۔ یہ اذکار متفرق ہوں گے کیونکہ ترتیب سے لانے کا کوئی ضابطہ نہیں ہے۔

باب: خوش خبری سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا مستحب ہے

جسے کوئی نعمت نصیب ہو یا اس سے کوئی مصیبت ٹل جائے تو اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سجدۂ شکر ادا کرنا مستحب ہے' وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق اس کی حمد وثناء کرے' اس باب کی کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں' من جملہ یہ ہے:

صحیح بخاری میں حضرت عمرو ابن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت طویل مشورہ ہوا اور امیر المؤمنین نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کی خدمت اقدس میں بھیجا تاکہ ان سے رسول اللہ ﷺ اور خلیفۂ اوّل کے ساتھ آخری آرام گاہ کے لیے جگہ طلب کریں۔

جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا خبر ہے؟ انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! آپ کے لیے خوش خبری ہے' اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا نے آپ کو اجازت عطا فرمادی ہے۔ تو آپ نے ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی:

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ مَا كَانَ شَیۡءٌ اَهَمَّ اِلَیَّ مِنۡ ذَالِكَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' میرے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ اہم نہ تھی۔ [٩٢٠]

باب: جب آدمی مرغ' گدھے اور کتے کی آواز سنے تو کیا کہے؟

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم گدھے کے رینکنے (ہینگنے) کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ اس نے شیطان دیکھا ہے' اور جب تم مرغ کی آواز (بانگ) سنو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اس وقت مرغ کو فرشتہ نظر آتا ہے۔ [٩٢١]

سنن ابوداؤد میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھوں کے رینکنے کی آوازیں سنو تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو کیونکہ ان کو ایسی چیزیں نظر آتی ہیں جن کو تم نہیں دیکھتے۔ [٩٢٢]

---

[٩٢٠] سابقہ: ٣٩٦

[٩٢١] بخاری: ٣٣٠٣' الادب المفرد للبخاری: ١٢٣٦' مسلم: ٢٧٢٩' ابوداؤد: ٥١٠٢' ترمذی: ٣٤٥٥' مسند احمد ج ٢ ص ٣٠٦ ـ ٣٢١ ـ ٣٦٤' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٩٤٣ـ ٩٤٤' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٣١١' شرح السنۃ للبغوی: ١٣٣٤' مسند ابی یعلیٰ: ٦٢٥٤' صحیح ابن حبان: ١٠٠١' الدعا للطبرانی: ٢٠٧٦

[٩٢٢] ابوداؤد: ٥١٠٣' الادب المفرد للبخاری: ١٢٣٣ ـ ١٢٣٤' مسند احمد ج ٣ ص ٣٠٦ ـ ٣٥٥' مسند ابی یعلیٰ: ٢٢٢١ ـ ٢٣٢٧' شرح السنۃ للبغوی: ٣٠٦٠' الدعا للطبرانی: ٢٠٠٨' صحیح ابن حبان: ١٩٩٦' حاکم ج ٤ ص ٢٨٤

باب: جب آدمی کہیں آگ لگی دیکھے تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت عمرو ابن شعیب اپنے دادا جان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم کہیں آگ لگی دیکھو تو تکبیرات پڑھا کرو کیونکہ تکبیر آگ کو بجھا دیتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ دعائیں بھی کی جا سکتی ہیں جو مشکل اوقات میں اور آفات و بلیات کے وقت کی جاتی ہیں، جن کا بیان ماقبل میں گزر چکا ہے۔[٩٢٣]

باب: آدمی کسی محفل سے اٹھتے وقت کیا پڑھے؟

سنن ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی محفل میں شریک ہوا اور اس میں فضول باتیں کرتا رہا، وہ اُٹھنے سے پہلے یہ کلمات پڑھ لے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

اے اللہ! تیری ذات پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

تو اس آدمی کی اس محفل کی ساری خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[٩٢٤]

سنن ابو داؤد اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی محفل سے اُٹھنے کا ارادہ فرماتے تو آخر میں یہ وظیفہ فرماتے:

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ.

اے اللہ کریم! تیری ذات پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! آج آپ سے ایسی بات سنی ہے جو پہلے نہ سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلمات مجلس کی خطاؤں کا کفارہ ہو جاتے ہیں۔

یہی حدیث امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

کتاب حلیۃ الاولیاء میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: جو آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے ترازو میں کمی نہ کی جائے تو وہ محفل سے اٹھتے وقت یہ آیات کریمہ پڑھے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ○ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ○

آپ کا رب غالب ہے اور ہر اس عیب سے پاک ہے جس کو وہ بیان کرتے ہیں ○ اور رسولوں پر سلام ہو! ○[٩٢٥]

---

[٩٢٣] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٢٩٤-٢٩٧، الدعا للطبرانی: ١٠٠٢-١٠٠٣، تخریج الکلم للالبانی: ٢٢١

[٩٢٤] ترمذی: ٣٢٣٠-٣٤٢٩، مسند احمد ج ٢ ص ٤٩٤، شرح السنۃ للبغوی: ١٣٤٠، صحیح ابن حبان: ٢٣٦٦، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٣٩٧، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٤٤٧، حاکم ج ١ ص ٥٣٦، شعب الایمان: ٦٢٨، الدعا للطبرانی: ١٩١٣

[٩٢٥] ابو داؤد: ٤٨٥٩، حاکم ج ١ ص ٥٣٧، سنن دارمی: ٢٦٦١، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٤٢٦، المعجم الاوسط للطبرانی: ١٢٤٩، الدعا للطبرانی: ١٩١٧، صحیح ابو داؤد: ٤٠٦٨

(الصافات: ۱۸۰-۱۸۱)

باب: محفل میں اپنے لیے اور حاضرین کے لیے دعا کرنا

سنن ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تک اپنے صحابہ کرام کے لیے یہ دعا نہ فرمالیتے، محفل سے بہت کم ہی اُٹھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا يَحُوْلُ بِهٖ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيْكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهٖ جَنَّتَكَ، وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تُهَوِّنُ بِهٖ عَلَيْنَا مَصَائِبَ الدُّنْيَا، اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا، وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا، وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا، وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا بِذُنُوْبِنَا مَنْ لَّا يَرْحَمُنَا.

الٰہی! ہمیں اپنا خوف عطا فرما جو ہمارے اور تیری نافرمانی کے درمیان حائل رہے! اور اپنی اطاعت نصیب فرما! جس کے ذریعے تو ہمیں اپنی جنت میں پہنچا دے اور ایسا یقین عطا فرما جس کے ذریعے دنیا کے مصائب برداشت کرنا ہمارے لیے آسان ہو جائے، الٰہی! جب تک تو نے ہمیں زندگی عطا فرمائی ہے ہمیں اپنی سماعت، بصارت اور دیگر قوتوں سے لطف اندوز ہونے کی توفیق عطا فرما! اور اس نفع کو ہماری موت تک صحیح سلامت رکھنا، ہمارے ساتھ زیادتی کرنے والوں سے ہمارا انتقام لینا، ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرمانا، ہمیں کسی دینی مصیبت میں مبتلا نہ کرنا، اور ہمیں ایسا نہ بنانا کہ ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اور مبلغ علم دنیا ہو، اور ہمارے گناہوں کے باعث کسی ظالم کو ہم پر مسلط نہ کرنا!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۹۲۶]

باب: محفل سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر اُٹھنا مکروہ ہے

اسنادِ صحیح کے ساتھ سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے بغیر محفل سے اُٹھ کھڑے ہوں، وہ ایسے ہیں جیسے مردار گدھے کے پاس سے اُٹھے ہوں اور وہ محفل ان کے لیے حسرت بن کر رہ جائے گی۔[۹۲۷]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی مقام پر بیٹھا اور وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ جگہ اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نقصان دہ ہوگی، اور جس نے بستر پر لیٹتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا تو وہ بستر اس کے لیے حسرت بن کر رہ جائے گا۔[۹۲۸]

سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں اور نہ ہی اپنے نبی (ﷺ) پر درود شریف پڑھیں تو وہ مجلس ان کے لیے نقصان دہ ہوگی، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دے، چاہے تو انہیں معاف کر دے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۹۲۹]

[۹۲۶] ترمذی: ۳۴۹۷، عمل الیوم واللیلۃ: ۴۰۱-۴۰۲، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۴۶، الدعاء للطبرانی: ۱۹۱۱، حاکم ج ۱ ص ۵۲۸

[۹۲۷] ابوداؤد: ۴۸۵۵، ترمذی: ۳۳۷۷، مسند احمد ج ۲ ص ۳۸۹-۴۹۴-۵۱۵-۵۲۷، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۰۳، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۴۵، شعب الایمان للبیہقی: ۵۴۱، حاکم ج ۱ ص ۴۹۲، الاحادیث الصحیحہ: ۷۷

[۹۲۸] سابقہ: ۴۹۷

[۹۲۹] ترمذی: ۳۳۷۷، مسند احمد ج ۲ ص ۴۴۶-۴۵۳-۴۸۱-۴۸۴-۴۹۵، فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ لاسماعیل القاضی: ۵۴، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۴۹، السنن الکبری

باب: راستے کے ذکر کا بیان

کتاب ابن السنی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو لوگ کسی مجلس میں حاضر ہوں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو وہ مجلس ان کے لیے باعث نقصان ہوگی' اور جو لوگ کسی راستے میں چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کریں تو وہ راستہ ان کے لیے نقصان دِہ ہوگا۔[٩٣٠]

کتاب ابن السنی اور امام بیہقی کی دلائل النبوۃ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: مقامِ تبوک پر حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہوئے' عرض کیا: اے محمد ﷺ! تشریف لائیں اور اپنے صحابی معاویہ ابن معاویہ مُزنی رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ پڑھائیں' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے' انہوں نے اپنا دایاں بازو پہاڑوں پر رکھا تو وہ جھک گئے' بایاں بازو زمین پر رکھا تو اس نے عاجزی کی یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کا مشاہدہ کیا' رسول اللہ ﷺ' حضرت جبریل علیہ السلام اور ملائکہ نے نمازِ جنازہ پڑھی' فارغ ہو کر حضور نبی مکرم ﷺ نے دریافت فرمایا: اے جبریل! معاویہ اس مقام تک کیسے پہنچا؟ انہوں نے عرض کیا: اس لیے کہ وہ اُٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے اور سواری کی حالت میں سورۂ اخلاص پڑھتے رہتے تھے۔[٩٣١]

باب: آدمی کو غصہ آئے تو وہ کیا پڑھے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ. (آل عمران:١٣٤)

اور جو غصہ پینے والے ہیں اور لوگوں (کی خطاؤں) کو معاف کرنے والے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ (الاعراف:٢٠٠)

اور (اے مخاطب!) اگر شیطان تمہیں کوئی وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ طلب کرو' بے شک وہ بہت سننے والا' سب کچھ جاننے والا ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پہلوان وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو (Control) رکھے۔[٩٣٢]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بہادر کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا: جسے لوگ گرا نہ سکیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے' بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔[٩٣٣]

للبیہقی ج ٣ ص ٢١٠' شرح السنہ للبغوی: ١٢٥٣' حاکم ج ١ ص ٤٩٢' حلیۃ الاولیاء ج ٨ ص ١٣٠' الاحادیث الصحیحہ: ٧٤

[٩٣٠] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٧٩' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٤٠٦' مسند احمد ج ٢ ص ٤٣٢' حاکم ج ١ ص ٥٥٠' شعب الایمان للبیہقی: ٥٤٦' الدعاء للطبرانی: ١٩٢٧' الاحادیث الصحیحہ: ٧٩

[٩٣١] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٨٠

[٩٣٢] بخاری: ٦١١٤' مسلم: ٢٦٠٩' موطا ج ٣ ص ٩٠٦' مسند احمد ج ٢ ص ٢٣٦-٢٦٨-٥١٧' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ٣٩٤-٣٩٧' شرح السنہ للبغوی: ٣٥٨١-٣٥٨٢' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١٠ ص ٢٣٥' شعب الایمان للبیہقی: ٨٢٦٧-٨٢٧٢' صحیح ابن حبان: ٧١٥

[٩٣٣] مسلم: ٢٦٠٨' ابوداؤد: ٤٧٧٩' مسند احمد ج ١ ص ٣٨٢' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٣ ص ٦٨' شعب الایمان: ٨٢٧٣' صحیح ابن حبان: ٢٩٣٩

سنن ابوداؤد' سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت معاذ ابن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی غصہ نکالنے پر قادر ہوتے ہوئے اسے پی جائے' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے بلائے گا' وہ اُبھرتا ہوا آئے گا' اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا: ان حوروں میں سے جو تمہیں پسند ہو' لے لو۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۹۳۴]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت سلیمان ابن صُرد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں بارگاہِ رسالت مآب میں موجود تھا کہ دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کر دیں' ایک کا چہرہ سرخ اور رگیں پھولنا شروع ہو گئیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے ایک کلمہ معلوم ہے' اگر یہ پڑھ لے تو اس کی یہ کیفیت ختم ہو سکتی ہے' وہ کلمہ یہ ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. میں شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا: ارے! حضور فرما رہے ہیں تعوّذ پڑھو' وہ بولا: میں کوئی پاگل ہوں کیا؟[۹۳۵]

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت عبدالرحمٰن ابن ابولیلیٰ سے روایت ہے' وہ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نے حدیث گزشتہ کے ہم معنی مضمون بیان فرمایا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث مرسل ہے' یعنی حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے حضرت عبدالرحمٰن علیہ الرحمہ کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔[۹۳۶]

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں: میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے' اس وقت میں غصہ کی حالت میں تھی' آپ ﷺ نے میری ناک کا کنارہ پکڑ کر مَسلا' پھر فرمایا: اے عائشہ! یہ پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْهِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ. اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما اور میرے دل کا غضب نکال دے اور مجھے شیطان سے پناہ عطا فرما![۹۳۷]

سنن ابوداؤد میں حضرت عطیہ ابن عروہ السعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے' اور آگ پانی سے بجھائی جاتی ہے' جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وہ وضو کر لیا کرے۔[۹۳۸]

باب: آدمی کو جس سے اُنس ہو' اسے اطلاع دینا مستحب ہے

سنن ابوداؤد اور سنن ترمذی میں حضرت مقدام ابن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے اُنس ومحبت رکھے تو اسے اطلاع کرے کہ وہ اس سے اُنس رکھتا ہے۔

---

[۹۳۴] ابوداؤد: ۴۷۷۷_۴۷۷۷' ترمذی: ۲۰۲۲_۳۴۹۵' مسند احمد ج ۳ ص ۴۳۸_۴۴۰' ابن ماجہ: ۴۱۸۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۱۳۹' حلیۃ الاولیاء ج ۸ ص ۴۷_۵۵

[۹۳۵] بخاری: ۳۲۸۲_۶۱۱۵' مسلم: ۲۶۱۰' ابوداؤد: ۴۷۸۱' ترمذی: ۳۴۴۸' مسند احمد ج ۶ ص ۳۹۴' شرح السنہ للبغوی: ۳۴۳۳' شعب الایمان للبیہقی: ۸۲۸۳' حاکم ج ۲ ص ۴۴۱' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۵۳۳' صحیح ابن حبان: ۵۶۶۳

[۹۳۶] ابوداؤد: ۴۷۸۰' ترمذی: ۳۴۴۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۳۸۹_۳۹۰' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۵۴

[۹۳۷] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۴۲۲

[۹۳۸] ابوداؤد: ۴۷۸۴_۱۰۲۵' مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۲۹۱

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۹۳۹]

سنن ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ نبوت میں موجود تھا' قریب سے ایک شخص کا گزر ہوا' موجود آدمی نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس گزرنے والے سے محبت ہے' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تو نے اس کو اطلاع کی ہے؟ عرض کیا: نہیں! فرمایا: اسے اطلاع کرو' وہ آدمی اسے ملا اور کہا: میں اللہ تعالیٰ کی خاطر تجھ سے محبت رکھتا ہوں' اس نے جواب دیا: جس ذات کی خوشنودی کے لیے تو مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ ذات تجھ سے محبت کرے۔[۹۴۰]

سنن ابوداؤد اور سنن نسائی میں حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: اے معاذ! اللہ کی قسم! مجھے تجھ سے محبت ہے' اے معاذ! ہر نماز کے بعد یہ وظیفہ ترک نہ کرنا:

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّىْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ.

یااللہ! میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر اور شکر کروں اور بطریق احسن تیری عبادت کروں۔[۹۴۱]

سنن ترمذی میں حضرت یزید ابن نعامہ ضبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایک آدمی دوسرے سے بھائی چارہ استوار کرے تو اس کا' اس کے والد کا نام اور قبیلہ کے متعلق دریافت کرلے کہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث غریب ہے' ہمیں اسی سند سے اس حدیث کا علم ہوا ہے۔ یزید ابن نعامہ کا سماع نبی کریم ﷺ سے ہمارے علم میں نہیں ہے۔ ایک سند سے یہ روایت حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' لیکن یہ سند درست نہیں ہے۔

میرے نزدیک یزید ابن نعامہ کی صحابیت میں اختلاف ہے' عبدالرحمٰن ابن ابوحاتم کہتے ہیں: انہیں شرف صحابیت نصیب نہیں ہوا' وہ کہتے ہیں: امام بخاری علیہ الرحمہ کے نزدیک وہ صحابی تھے لیکن یہ ان کا تسامح ہے۔[۹۴۲]

باب: آدمی کسی مریض کو دیکھ کر کیا دعا کرے؟

سنن ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی مریض کو دیکھ کر یہ وظیفہ کرے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس بیماری سے عافیت عطا فرمائی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

تو وہ اس بیماری سے محفوظ رہے گا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۹۴۳]

---

[۹۳۹] ابوداؤد: ۵۱۲۴' ترمذی: ۲۳۹۳' مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۰' الادب المفرد للبخاری: ۵۴۲' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۰۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۱۹۷' صحیح ابن حبان: ۲۵۱۴' حاکم ج ۴ ص ۱۷۱' الاحادیث الصحیحہ: ۴۱۸۔ ۳۲۵۳

[۹۴۰] ابوداؤد: ۵۱۲۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۸۲' مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۱۔ ۱۵۰' شرح السنہ للبغوی: ۳۴۸۵' شعب الایمان للبیہقی: ۹۰۰۶' صحیح ابن حبان: ۲۵۱۳' حاکم ج ۴ ص ۱۷۱' الاحادیث الصحیحہ: ۴۱۹

[۹۴۱] سابقہ: ۲۰۱

[۹۴۲] ترمذی: ۲۳۹۴' الاحادیث الضعیفہ: ۱۷۲۶

[۹۴۳] ترمذی: ۳۴۲۸' الدعا للطبرانی: ۷۹۹۔ ۸۰۱' الاحادیث الصحیحہ: ۶۰۲

سنن ترمذی میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ کلمات طیبات پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.	تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے اس مصیبت سے عافیت عطا فرمائی جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی۔

تو وہ جب تک زندہ رہے گا اس مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اس کی سند کو ضعیف قرار دیا ہے۔[٩٤٤]

علماء کرام فرماتے ہیں: یہ وظیفہ اس قدر آہستہ آواز سے کرے کہ خود سن لے جبکہ مریض نہ سننے پائے تاکہ وہ آزردہ خاطر نہ ہو' لیکن اگر اس کی مصیبت اس کے گناہ کا خمیازہ ہو تو اسے سنانے میں کوئی حرج نہیں ہے' بشرطیکہ دنگا فساد کا خطرہ نہ ہو۔

باب: حالات مناسب ہوں تو احوال دریافت کرنے والے کو جواباً "الحمد للّٰہ" کہنا مستحب ہے

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مرضِ وصال میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس سے باہر آئے تو لوگوں نے دریافت کیا: اے ابوالحسن! آج صبح تک رسول اللہ ﷺ کی طبیعت مبارکہ کیسی رہی؟ انہوں نے جواب دیا: الحمد للہ! آپ نے صحت یابی کی حالت میں صبح کی ہے۔[٩٤٥]

باب: آدمی بازار داخل ہو تو کیا ذکر کرے؟

سنن ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے بازار میں داخل ہو کر یہ وظیفہ پڑھا:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.	اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' بادشاہی اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لیے ہیں' وہ زندگی اور موت عطا کرتا ہے' وہ زندہ ہے اسے موت نہیں آتی' ہر بھلائی اسی کے دست قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے' دس لاکھ گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرما دیتا ہے۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستدرک میں اس روایت کو کئی اسناد سے ذکر کیا ہے۔ بعض روایات میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا۔ اور یہ اضافہ بھی ہے کہ راوی کہتے ہیں: مجھے خراسان جانے کا اتفاق ہوا' وہاں حضرت قتیبہ ابن مسلم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کیا: آپ کی خدمت میں حدیث کا تحفہ لایا ہوں' پھر میں

[٩٤٤] ترمذی: ٣٤٣٢' الدعا للطبرانی: ٧٩٧' ابن ماجہ: ٣٨٩٢' شعب الایمان للبیہقی: ٤٤٤٥' الاحادیث الصحیحہ: ٦٠٢

[٩٤٥] سابقہ: ٣٠٠

نے حدیث بیان کی۔

حضرت قتیبہ رضی اللہ عنہ سواری پر تشریف فرما ہوئے' لوگوں سے یہ حدیث بیان کی' پھر واپس تشریف لے آئے۔

امام حاکم علیہ الرحمہ نے اسی حدیث کو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت جابر' حضرت ابو ہریرہ' حضرت بریدہ اسلمی اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: شرائطِ مستدرک کے قریب ترین روایت حضرت بریدہ کی ہے' جو یہ ہے: [٩٣٦]

حضرت بُریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بازار تشریف لے جاتے تو یہ دعا فرماتے:

بِاسْمِ اللّٰهِ ' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا' اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا يَمِيْنًا فَاجِرَةً اَوْ صَفْقَةً خَاسِرَةً' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام سے آغاز کرتا ہوں' اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کی بھلائی طلب کرتا ہوں اور اس کے شر اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں' اس میں گناہ گار کرنے والی قسم اور خسارے والے سودے سے تیری پناہ مانگتا ہوں' گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

[٩٣٧]

باب: جو آدمی شادی یا کوئی اور عمدہ کام کرے تو اسے ''اَصَبْتَ'' یا ''اَحْسَنْتَ'' کہنا مستحب ہے

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! تم نے شادی کر لی ہے؟ میں نے عرض کیا: ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: باکرہ سے یا ثیبہ سے؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ثیبہ سے' فرمایا: باکرہ سے کیوں نہ کی کہ تو اس سے کھیل کرتا اور وہ تجھ سے کھیلتی' یا فرمایا: تو اس سے ہنسی مذاق کرتا اور وہ تجھ سے کرتی؟ میں نے عرض کیا: میرے والد صاحب نو یا سات بیٹیاں چھوڑ کر رحلت فرما گئے ہیں' میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اپنی ان بہنوں کی ہم عمر بیوی لے آؤں بلکہ سوچا کہ ایسی بیوی لاؤں جو ان کی دیکھ بھال اور اصلاحِ احوال کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اَصَبْتَ'' تم نے درست کام کیا ہے۔ [٩٣٨]

باب: آئینہ دیکھ کر کیا دعا کرنی چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ جب آئینہ میں دیکھتے تو یہ دعا فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ' اَللّٰهُمَّ كَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں' اے اللہ! جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی' میرے اخلاق بھی اچھے بنا دے! [٩٣٩]

کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہی روایت کچھ اضافے کے ساتھ مروی ہے۔ [٩٥٠]

کتاب ابن السنی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینہ میں اپنا رخِ انور ملاحظہ فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

---

[٩٣٦] ترمذی: ٣٤٢٤-٣٤٢٥' حاکم ج ١ ص ٥٣٨-٥٣٩' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٨٢' الدعا للطبرانی: ٧٨٩-٧٩٣' ابن ماجہ: ٢٢٣٥

[٩٣٧] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٨١' الدعا للطبرانی: ٧٩٤-٧٩٥' حاکم ج ١ ص ٥٣٩' ضعیف الجامع للالبانی: ٤٣٩٦' المعجم الکبیر للطبرانی: ١١٩٧' حاکم ج ١ ص ٥٣٩

[٩٣٨] سابقہ: ٨٧٢

[٩٣٩] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٦٣' الارواء للالبانی ج ١ ص ١١٣-١١٦

[٩٥٠] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ١٦٤' الدعا للطبرانی: ٤٠٢' الارواء للالبانی ج ١ ص ١١٣-١١٩

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ فَعَدَّلَهٗ وَكَرَّمَ صُوْرَةَ وَجْهِیْ فَحَسَّنَهَا وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے میری صورت درست بنائی' اس کے اعضاء متناسب بنائے' میرے چہرے کو معزز صورت عطا فرمائی اور اسے خوب صورت بنایا اور مجھے مسلمان بنایا۔[۹۵۱]

باب: پچھنے لگواتے وقت کیا پڑھنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پچھنے لگواتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی تو اسے پچھنے لگوانے کے فوائد نصیب ہو جائیں گے۔[۹۵۲]

باب: کان بجنا شروع ہو جائیں تو کیا پڑھے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے کانوں میں آوازیں آنا شروع ہو جائیں تو چاہیے کہ وہ مجھے یاد کرے اور مجھ پر درود شریف پڑھے' اور یوں کہے:

ذَكَرَ اللّٰهُ بِخَیْرٍ مَّنْ ذَكَرَنِیْ.

جس نے مجھے یاد کیا' اللہ تعالیٰ اس کا بھلائی سے ذکر فرمائے![۹۵۳]

باب: پاؤں وغیرہ سُن ہو جائے تو آدمی کیا کہے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ہیثم ابن حنش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: ہم حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ان کا پاؤں سُن ہو گیا' وہاں موجود ایک آدمی نے انہیں کہا: اس ہستی کو یاد کرو جو تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے' آپ نے کہا: ''یَا مُحَمَّدُ (ﷺ)!'' اسی وقت آپ کا پاؤں درست ہو گیا۔[۹۵۴]

کتاب ابن السنی میں حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی کا پاؤں سُن ہو گیا' آپ نے اسے فرمایا: اس آدمی کو یاد کرو جو تمہیں سب سے زیادہ پیارا ہے' تو اس نے کہا: ''مُحَمَّدٌ ﷺ'' اسی وقت اُس کا پاؤں درست ہو گیا۔[۹۵۵]

کتاب ابن السنی میں روایت ہے کہ امام بخاری علیہ الرحمہ کے استاذ حضرت ابراہیم ابن منذر حزامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اہل مدینہ! ابو عتاہیہ کے اس شعر کی عمدگی پر تعجب کیا کرتے تھے:

وَتَخْدَرُ فِیْ بَعْضِ الْاَحَایِیْنِ رِجْلُهٗ فَاِنْ لَّمْ یَقُلْ یَا عُتْبُ لَمْ یَذْهَبِ الْخَدَرُ

''بعض اوقات اس کا پاؤں سن ہو جاتا ہے' وہ اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک وہ اے عُتبہ نہیں کہہ لیتا۔''[۹۵٦]

باب: کسی مسلمان پر ظلم کرنے والے کے خلاف دعا کرنا

یہ ایک وسیع مضمون ہے' قرآن و سنت اور افعال مشائخ کرام سے اس کی تائید ہوتی ہے' انبیاء کرام علیہم السلام نے کفار کے خلاف

---

[۹۵۱] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱٦۵' المعجم الاوسط للطبرانی:۹۱۷' شعب الایمان للبیہقی:۴۴۵۸

[۹۵۲] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱٦۷

[۹۵۳] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱٦٦' المعجم الکبیر للطبرانی:۹۵۸' المعجم الاوسط للطبرانی:۹۲۱۸' الصغیر للطبرانی:۱۱۰۴' بزار:۳۱۲۵' مکارم الاخلاق:۱۰۲۲' ابن عدی ج ٦ ص ۱٦۲۴۔ ۱۹۳۹' اتحاف السادۃ ج ۵ ص ۱۰۵

[۹۵۴] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۷۰

[۹۵۵] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱٦۹' تخریج الکلم للالبانی:۲۳٦

[۹۵٦] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۱۷۱

جو دعائیں کی ہیں' قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر ان کا ذکر فرمایا ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے غزوۂ احزاب (جنگ خندق) کے دن فرمایا: اللہ تعالیٰ کفار کی قبروں اور ان کے گھروں کو آگ سے بھر دے کیونکہ انہوں نے ہمیں نمازِ عصر سے روکا ہے۔ [٩٥٧]

صحیح بخاری و مسلم میں کئی طرق سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف دعا کی' جنہوں نے قراء کرام کو شہید کیا تھا' آپ ﷺ نے ان کے خلاف مسلسل ایک ماہ تک یہ دعا فرمائی: اے اللہ! قبیلہ رِعل' ذکوان اور عُصیّہ پر لعنت فرما! [٩٥٨]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے طویل حدیث مروی ہے' جس میں ابوجہل اور اس کے قریشی ٹولے کا تذکرہ ہے کہ جب انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی' تو آپ ﷺ نے ان کے خلاف دعا کی' آپ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ جب دعا فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے' قریش کے خلاف یہ دعا فرمائی: اے اللہ! قریش کی گرفت فرما! اے اللہ! ابوجہل اور عتبہ ابن ربیعہ کو سزا دے! آپ ﷺ نے سات افراد کے خلاف دعا فرمائی۔ [٩٥٩]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبیلہ مُضر کے خلاف یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! قبیلہ مضر پر شدید سختی نازل فرما اور ان پر ایسا قحط مسلط فرما جیسا حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں نازل ہوا تھا۔ [٩٦٠]

صحیح مسلم میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک آدمی نے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا' آپ ﷺ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ' اس نے کہا: دایاں ہاتھ بے کار ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: تیرا دایاں ہاتھ بے کار ہی رہے' اس آدمی نے دائیں ہاتھ کے ساتھ کھانے سے تکبر کرتے ہوئے انکار کیا تھا۔ راوی فرماتے ہیں: پھر وہ آدمی اپنا ہاتھ منہ تک نہیں اٹھا سکا۔ [٩٦١]

نوٹ: اس آدمی کا نام بُسر ابن راعی تھا' بکریوں کا چرواہا تھا' اس واقعہ میں دلیل ہے کہ جو آدمی کسی حکم شرعی کی مخالفت کرے' اس کے خلاف دعا کی جا سکتی ہے۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر ابن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اہل کوفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے' وہ حضرت سعد ابن ابو وقاص رضی اللہ عنہ کی شکایت لے کر آئے تھے' آپ نے حضرت سعد کو معزول کر دیا' طویل حدیث بیان کرنے کے بعد راوی فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صورت حال دریافت کرنے کے لیے اہل کوفہ کے ساتھ کچھ لوگ یا ایک آدمی روانہ کیا' اس نے ہر مسجد میں جا کر لوگوں سے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حالات دریافت کیے' تمام لوگوں نے آپ کی بہت تعریف و توصیف کی' یہاں تک کہ وہ آدمی بنی عبس کی مسجد میں جا پہنچا' اسامہ ابن قتادہ نامی ایک آدمی کھڑا ہو گیا' اس کی

[٩٥٧] بخاری: ٢٩٣١_٤١١١_٤٥٣٣_٦٣٩٦' مسلم: ٦٢٧' ابوداؤد: ٤٠٩' ترمذی: ٢٩٨٧' نسائی ج ١ ص ٢٣٦' ابن ماجہ: ٦٨٤' مسند احمد ج ١ ص ٨٢_١١٣_١٢٦_١٣٥_١٣٧_١٤٦_١٥٣_١٥٤' مسند ابی یعلیٰ: ٣٨٤_٣٩٣' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١ ص ٤٦٠' شرح السنہ للبغوی: ٣٨٧_٣٨٨' سنن دارمی: ١٢٣٥

[٩٥٨] بخاری: ١٠٠١' مسلم: ٦٧٧' مسند احمد ج ٣ ص ١١٦_١٦٧_١٨٤_٢١٠_٢١٥_٢٥٩_٢٨٩' ابوداؤد: ١٤٤٥' نسائی ج ٣ ص ٢٠٠' ابن ماجہ: ١١٨٤' شرح السنہ للبغوی: ٣٥٤' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٢ ص ١٩٩' سنن دارمی: ١٦٠٤' صحیح ابن حبان: ١٩٧٠' مسند ابو یعلیٰ: ٢٨٣٢' سابقہ: ٦٤١

[٩٥٩] بخاری: ٢٤٠' مسلم: ١٧٩٤' نسائی ج ١ ص ١٦١_١٦٢' مسند احمد ج ١ ص ٣٩٣_٤١٧' شرح السنہ للبغوی: ٣٧٤٥' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ٧_٨' صحیح ابن حبان: ٦٥٣٦

[٩٦٠] بخاری: ١٠٠٧' مسلم: ٦٧٥' ابوداؤد: ١٤٤٢' نسائی ج ٢ ص ٢٠١

[٩٦١] سابقہ: ٤١٥

کنیت ابو سعدہ تھی بولا: اگر تم نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھ ہی لیا ہے تو سنو! سعد نہ تو جہاد کو نکلتا ہے نہ برابر کی تقسیم کرتا ہے اور نہ انصاف سے فیصلے کرتا ہے۔ یہ بات سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب میں تین دعائیں کروں گا: اے اللہ! اگر تیرا یہ بندہ جھوٹ بول رہا ہے اور محض شہرت حاصل کرنے کے لیے کھڑا ہے تو اس کی عمر طویل فرما! اس کی تنگ دستی اور محتاجی میں اضافہ فرما اور اسے فتنوں میں مبتلا فرما!

راوی فرماتے ہیں: وہ شخص بعد میں کہا کرتا تھا: میں ایک بدنصیب بوڑھا ہوں جسے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی دعائے ضرر لگ گئی ہے۔

اس حدیث کے راوی حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں: میں نے اس کے بعد اس آدمی کو دیکھا' بڑھاپے کے باعث اس کے اَبرو آنکھوں پر لٹک چکے تھے' سر راہ لڑکیوں کو چھیڑتا اور انہیں اشارے کرتا رہتا تھا۔ [٩٦٢]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عروہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ اور ایک عورت اُروی بنت اوس کے درمیان تنازع پیدا ہو گیا' فیصلہ مروان ابن حکم کے پاس گیا' عورت نے دعویٰ کیا کہ سعید نے میری زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے' حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے کسی کی زمین پر قبضہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں نے تو رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنی ہوئی ہے۔ مروان نے کہا: کون سی حدیث؟ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے کسی کی بالشت بھر زمین پر ناجائز قبضہ کیا' قیامت کے دن اسے سات زمینوں کا طوق پہنا دیا جائے گا' مروان نے کہا: اس کے بعد مجھے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں' وہاں حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے دعا کی: اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کی بینائی سلب فرمالے اور اسے اس کی زمین میں موت دے! راوی فرماتے ہیں: بعد میں وہ عورت اندھی ہو گئی اور اپنی زمین میں کہیں جا رہی تھی کہ گڑھے میں گر کر مر گئی۔ [٩٦٣]

باب: گناہ اور بدعت کے مرتکب سے برأت ظاہر کرنا

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میرے والد حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو شدید درد لاحق ہوا' وہ بے ہوش ہو گئے' ان کا سر کسی خاتونِ خانہ کی گود میں تھا' اس خاتون نے چیخ ماردی' آپ اسے جواب نہ دے سکے جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا: میں اس سے بَری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے اظہارِ برأت فرمایا تھا' رسول اللہ ﷺ نے ''صَالقہ'' (چیخنے چلانے والی)''حَالقہ'' (مصیبت کے وقت سر مونڈنے والی) اور ''شَاقّہ'' (مصیبت کے وقت کپڑے پھاڑنے والی) سے برأت کا اظہار فرمایا تھا۔ [٩٦٤]

صحیح مسلم میں حضرت یحییٰ ابن یعمر سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: اے ابو عبدالرحمٰن! ہمارے علاقہ میں کچھ ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں جو قرآن پڑھنے کے باوجود تقدیر کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر معاملہ نیا ہے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تمہاری ان سے ملاقات ہو تو انہیں بتا دینا کہ میں ان سے بَری ہوں اور وہ مجھ سے بَری ہیں۔ [٩٦٥]

---

[٩٦٢] بخاری: ٧٥٥-٧٥٨-٧٧٠' مسلم: ٤٥٣' نسائی ج ٢ ص ١٧٤' مسند احمد ج ١ ص ١٧٦-١٧٩-١٨٠

[٩٦٣] بخاری: ٢٣٥٢-٣١٩٨' مسلم: ١٣٨-١٣٩-١٦١٩' سنن دارمی: ٢٦٠٩' مسند احمد ج ١ ص ١٨٧-١٩٠' مسند ابی یعلیٰ: ٩٤٩-٩٥٧-٩٥٩' جامع الاصول: ٢٢٠٩

[٩٦٤] سابقہ: ٣٥٢

[٩٦٥] مسلم: ٨' ابن علان ج ٦ ص ٢١٥

نوٹ: یہ عقیدہ کہ ہر چیز نئی ہے یعنی کسی وقوعہ سے قبل اس کا علم اور اندازہ نہیں' یہ گمراہ لوگوں کا جھوٹ ہے' اللہ تعالیٰ کو تو اپنی تمام مخلوقات کا پہلے سے ہی علم ہے۔

باب: کسی بُرائی کا خاتمہ کرتے ہوئے آدمی کیا پڑھے؟

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور نبی اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے' خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے' آپ ﷺ اپنے دست اقدس میں چھڑی پکڑ کر انہیں مار رہے تھے اور ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرما رہے تھے:

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا. (الاسراء:٨١)
حق آ گیا اور باطل نابود ہو گیا' بے شک باطل تھا بھی نابود ہونے والا۔

جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ. (سبا:٤٩)
حق آ گیا ہے اور باطل نہ کسی چیز کو پیدا کرتا ہے اور نہ کسی چیز کو لوٹاتا ہے۔[٩٦٦]

باب: جسے گالی گلوچ اور فحش گوئی کی عادت ہو وہ کیا پڑھے؟

کتاب ابن ماجہ اور ابن السنی میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں اپنی فحش گوئی کی شکایت کی' آپ ﷺ نے فرمایا: تم استغفار کیوں نہیں کرتے؟ میں تو ہر روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔[٩٦٧]

باب: سواری پھسل جائے تو آدمی کیا پڑھے؟

سنن ابوداؤد میں ایک مشہور تابعی حضرت ابوملیح رضی اللہ عنہ ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: میں رسول اکرم ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ اچانک سواری پھسل گئی' میں نے کہا: شیطان ہلاک ہو! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسے مت کہو' اگر ایسا کہو گے تو وہ پھول کر گھر جتنا بڑا ہو جائے گا' اور کہے گا: سب کچھ میری طاقت سے ہوا ہے' بلکہ تم بسم اللہ کہا کرو' کیونکہ بسم اللہ سن کر وہ مکھی جتنا چھوٹا ہو جاتا ہے۔

یہی روایت کتاب ابن السنی میں حضرت ابوملیح سے مروی ہے' انہوں نے اسے اپنے والد گرامی سے روایت کیا ہے' جو کہ صحابی تھے' صحیح اور مشہور روایت کے مطابق ان کا نام اُسامہ تھا' ان کے نام کے متعلق اور بھی اقوال ہیں' مذکورہ دونوں روایتیں صحیح اور متصل ہیں' ابوداؤد کی روایت میں مجہول راوی صحابی ہیں' تمام صحابہ کرام عادل ہیں' ان کے نام کی جہالت مضر نہیں ہے۔
[٩٦٨]

باب: امیر شہر کی وفات پر قائم مقام لوگوں کو صبر و استقامت کی تلقین کرے

صحیح اور مشہور حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا' اس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا کہ جو آدمی حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو ان کا تو وصال ہو چکا ہے اور جو آدمی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا'

[٩٦٦] بخاری: ٤٢٨٧' الادب المفرد للبخاری: ١٣١٩' مسلم: ١٧٨١' ترمذی: ٣١٣٧' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٣٩٢-٣٩٣' مسند احمد ج ١ ص ٣٧٧' مسند ابی یعلیٰ: ٤٩٦٧

[٩٦٧] ابن ماجہ: ٣٨١٧' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٣٦٢' حاکم ج ١ ص ٥١٠' شعب الایمان للبیہقی: ٦٧٨٨

[٩٦٨] ابوداؤد: ٤٩٨٢' مسند احمد ج ٥ ص ٥٩-٧١' حاکم ج ٤ ص ٢٩٢' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٥٥٤-٥٥٦' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٥٠٩' الدعاء للطبرانی: ٢٠١٠' الکبیر للطبرانی: ٥١٦' تخریج الکلم للالبانی: ٢٣٧

بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔[٩٦٩]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت مغیرہ ابن شعبہ رضی اللہ عنہ بصرہ اور کوفہ کے گورنر تھے' جب ان کا وصال ہوا' حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور فرمایا: اے لوگو! خوف خدا لازم پکڑو! سکون اور وقار سے رہو' عنقریب نئے امیر کا تقرر ہوا چاہتا ہے۔[٩٧٠]

باب: لوگوں کا بھلا کرنے والے کے لیے مدح و ثناء اور دعائے خیر کرنا

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لائے' میں نے آپ کے لیے پانی رکھ دیا' جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو پوچھا: یہ پانی کس نے رکھا تھا' آپ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے مجھے اس دعا سے نوازا:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ. اے اللہ! اسے سمجھ عطا فرما!

بخاری شریف کی روایت اس طرح ہے:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ. اے اللہ! اسے دین کی سمجھ عطا فرما![٩٧١]

صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جو حضور اکرم ﷺ کے متعدد معجزات پر مشتمل ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے وقت سفر فرما رہے تھے' میں آپ کے ہمراہ تھا' آپ ﷺ کو اونگھ آ گئی' اور سواری سے ایک طرف جھک گئے' میں نے آگے بڑھ کر آپ کو سہارا دیا اور جگانا مناسب نہ سمجھا' سفر جاری رہا یہاں تک کہ رات آدھی سے زیادہ گزر گئی' آپ ﷺ پھر ایک دفعہ سواری سے ایک طرف مائل ہوئے' میں نے آگے بڑھ کر پھر آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا اور آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے' سواری چلتی رہی یہاں تک کہ سحری کا وقت ہو گیا' آپ ﷺ پھر سواری سے ایک طرف جھک گئے اس مرتبہ کا جھکاؤ پہلے سے زیادہ شدید تھا' قریب تھا کہ آپ ﷺ سواری سے گر پڑتے' میں نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کو سہارا دیا' آپ ﷺ بیدار ہو گئے' فرمایا: کون ہو؟ میں نے عرض کیا: ابوقتادہ! فرمایا: کب سے میرے ساتھ چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: ابتدائے شب سے ہی شرف معیت نصیب ہے' آپ ﷺ نے مجھے اس دعا سے نوازا:

حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهٖ نَبِيَّهٗ. اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے! کیونکہ تم اللہ تعالیٰ کے نبی (مکرم ﷺ) کی حفاظت کرتے رہے ہو۔[٩٧٢]

سنن ترمذی میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ کوئی بھلائی کی گئی اس نے بھلائی کرنے والے کو یہ دعا دی:

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا. اللہ تعالیٰ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے!

تو اس نے بہت زیادہ تعریف کر دی۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[٩٧٣]

[٩٦٩] سابقہ:٣٩٦

[٩٧٠] بخاری:٥٧-٥٨' مسلم:٥٦' جامع الاصول:٩١٦٩

[٩٧١] بخاری:١٤٣' مسلم:٧٧٢٤' مسند احمد ج١ ص٣٢٧' الکبیر للطبرانی:١٢٠٣

[٩٧٢] سابقہ:٧٨٥

سنن نسائی، سنن ابن ماجہ اور کتاب ابن السنی میں حضرت عبداللہ ابن ابوربیعہ صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ بیان فرماتے ہیں: حضور نبی مکرم ﷺ نے مجھ سے چالیس ہزار درہم قرض لیا، پھر جب آپ ﷺ کے پاس مال آیا تو آپ نے مجھے رقم واپس فرمائی اور ساتھ یہ دعا فرمائی:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ. اللہ تعالیٰ تیرے اہل خانہ اور مال میں برکت پیدا فرمائے!

اور فرمایا: قرض کی جزاء تعریف اور ادائیگی ہے۔[٩٧٤]

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں قبیلہ خثعم والوں نے ایک گھر بنا رکھا تھا جسے وہ لوگ کعبۂ یمانیہ کہتے تھے اس کا نام ذوالخلصہ بھی تھا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے ذوالخلصہ کے معاملہ میں راحت پہنچاؤ گے؟ میں اسی وقت قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس جوان لے کر روانہ ہوگیا، وہاں پہنچ کر اسے تباہ کر دیا اور وہاں موجود لوگوں کو قتل کر دیا، ہم نے واپس پہنچ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی، آپ ﷺ نے ہمارے اور احمس والوں کے لیے دعا فرمائی۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیدل جوانوں کے لیے پانچ مرتبہ دعائے برکت فرمائی۔[٩٧٥]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ زمزم کے کنوئیں کے پاس تشریف لائے، خدام وہاں لوگوں کو پانی پلا رہے تھے اور کام کر رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: کام کرتے رہو، تم نیک کام کر رہے ہو۔ [٩٧٦]

باب: تحفہ وصول کرنے والا دعا دے تو جواباً اسے دعا دینا مستحب ہے

کتاب ابن السنی میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بکری کا تحفہ پیش کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے تقسیم کر دو، جب خادم لوگوں کے گھر گوشت دے کر آتا تو ام المؤمنین دریافت فرماتیں کہ اہل خانہ نے کیا کہا تھا؟ خادم کہتا: اہل خانہ نے تحفہ وصول کر کے یہ دعا کی تھی:

بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكُمْ. اللہ تعالیٰ تمہیں برکات سے نوازے!

ام المؤمنین جواباً یہ دعا فرماتیں:

وَفِيْهِمْ بَارَكَ اللّٰهُ. اور انہیں بھی اللہ تعالیٰ برکات سے نوازے!

ہم انہیں وہی دعا دیں گے جو انہوں نے ہمارے لیے کی اور ہمیں ہمارا اجر مل جائے گا۔[٩٧٧]

باب: آدمی قاضی، امیر شہر ہونے یا کسی اور عذر شرعی کی وجہ سے کسی کا تحفہ واپس کرے تو معذرت کر لے

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صعب ابن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی مکرم ﷺ کی

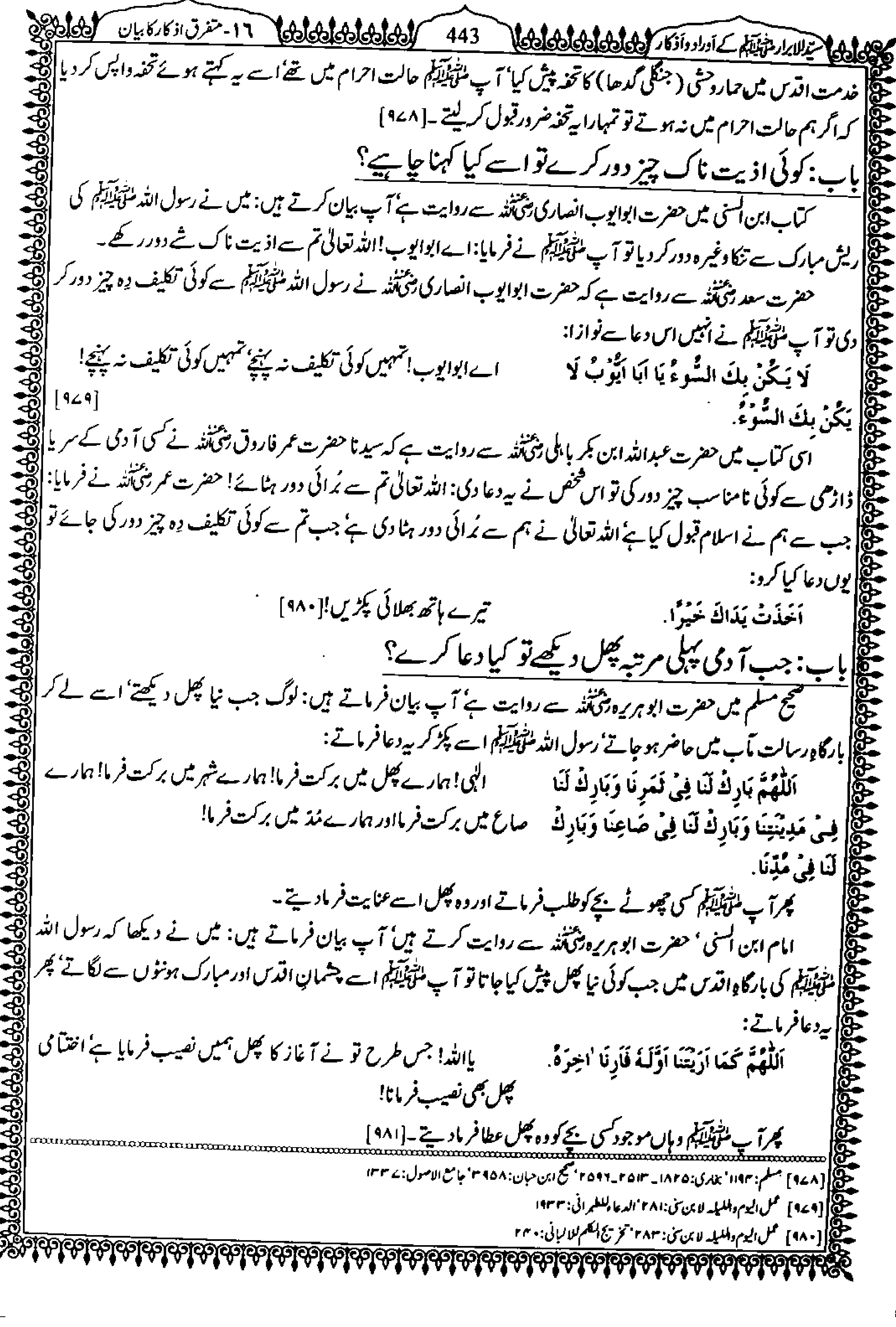
[٩٧٣] ترمذی: ٦: ٢٠٣، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ١٨٠، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٧٥، شعب الایمان للبیہقی: ٧: ٩١٣، صحیح ترمذی: ١٦٥٧

[٩٧٤] نسائی ج ٧ ص ٣١٤، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٣٧٢، ابن ماجہ: ٢٤٢٤، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٧٧، صحیح الجامع للالبانی: ٢٣٤٩

[٩٧٥] بخاری: ٣٠٢٠، مسلم: ٢٤٧٦، ابوداؤد: ٢٧٧٢، مسند احمد ج ٤ ص ٣٦٠۔٣٦٢، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ١٧٤، صحیح ابن حبان: ٧١٥٧۔٧١٥٨

[٩٧٦] بخاری: ١٦٣٥، مسند احمد ج ٢ ص ٢٢٨۔٣٢٠۔٣٣٦۔٣٧٢۔٤١٥، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٥ ص ١٤٧، صحیح ابن حبان: ٥٣٦٨، حاکم ج ١ ص ٤٧٥

[٩٧٧] عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٣٠٣، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٧٨، تخریج الکلم للالبانی: ٢٣٨



خدمت اقدس میں حمار وحشی (جنگلی گدھا) کا تحفہ پیش کیا' آپ ﷺ حالت احرام میں تھے' اسے یہ کہتے ہوئے تحفہ واپس کر دیا کہ اگر ہم حالت احرام میں نہ ہوتے تو تمہارا یہ تحفہ ضرور قبول کر لیتے۔ [٩٧٨]

باب: کوئی اذیت ناک چیز دور کرے تو اسے کیا کہنا چاہیے؟

کتاب ابن السنی میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کی ریش مبارک سے تنکا وغیرہ دور کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوایوب! اللہ تعالیٰ تم سے اذیت ناک شے دور رکھے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے کوئی تکلیف دہ چیز دور کر دی تو آپ ﷺ نے انہیں اس دعا سے نوازا:

لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ يَا اَبَا اَيُّوْبَ لَا يَكُنْ بِكَ السُّوْءُ.
اے ابوایوب! تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے' تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے! [٩٧٩]

اسی کتاب میں حضرت عبداللہ ابن بکر باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی آدمی کے سر یا ڈاڑھی سے کوئی نامناسب چیز دور کی تو اس شخص نے یہ دعا دی: اللہ تعالیٰ تم سے بُرائی دور ہٹائے! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب سے ہم نے اسلام قبول کیا ہے' اللہ تعالیٰ نے ہم سے بُرائی دور ہٹا دی ہے' جب تم سے کوئی تکلیف دہ چیز دور کی جائے تو یوں دعا کیا کرو:

اَخَذَتْ يَدَاكَ خَيْرًا.
تیرے ہاتھ بھلائی پکڑیں! [٩٨٠]

باب: جب آدمی پہلی مرتبہ پھل دیکھے تو کیا دعا کرے؟

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: لوگ جب نیا پھل دیکھتے' اسے لے کر بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو جاتے' رسول اللہ ﷺ اسے پکڑ کر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا.
الٰہی! ہمارے پھل میں برکت فرما! ہمارے شہر میں برکت فرما! ہمارے صاع میں برکت فرما اور ہمارے مُدّ میں برکت فرما!

پھر آپ ﷺ کسی چھوٹے بچے کو طلب فرماتے اور وہ پھل اسے عنایت فرما دیتے۔

امام ابن السنی' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں جب کوئی نیا پھل پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ اسے چشمانِ اقدس اور مبارک ہونٹوں سے لگاتے' پھر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ فَاَرِنَا اٰخِرَهٗ.
یااللہ! جس طرح تو نے آغاز کا پھل ہمیں نصیب فرمایا ہے' اختتامی پھل بھی نصیب فرمانا!

پھر آپ ﷺ وہاں موجود کسی بچے کو وہ پھل عطا فرما دیتے۔ [٩٨١]

---

[٩٧٨] مسلم: ١١٩٣' بخاری: ١٨٢٥-٢٥١٣-٢٥٩٦' صحیح ابن حبان: ٣٩٥٨' جامع الاصول: ١٣٣٧

[٩٧٩] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٨١' الدعا للطبرانی: ١٩٣٣

[٩٨٠] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٨٣' تخریج الکلم للالبانی: ٢٤٠

باب: وعظ ونصیحت اور علم میں میانہ روی اختیار کرنا مستحب ہے

لوگوں کو وعظ ونصیحت کرتے ہوئے یا انہیں تعلیم دیتے ہوئے میانہ روی اختیار کرنا مستحب ہے' واعظ اتنی طوالت سے اجتناب کرے جو باعث اکتاہٹ ہو' کہیں ایسا نہ ہو کہ سامعین تنگ دل ہو جائیں' ان کے دلوں سے وعظ کی چاشنی اور عزت و عظمت جاتی رہے' علم اور خیر کی سماعت سے متنفر ہو جائیں اور گناہ گار ٹھہریں۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت شفیق ابن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہمیں ہر جمعرات کو وعظ فرمایا کرتے تھے' ایک آدمی نے عرض کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! میری خواہش ہے کہ آپ ہمیں روزانہ وعظ سنایا کریں' فرمایا: رکاوٹ یہ ہے کہ میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا' میں تمہارا خیال رکھتا ہوں جس طرح رسول کریم ﷺ وعظ فرماتے ہوئے ہماری اکتاہٹ کا خیال فرمایا کرتے تھے۔[٩٨٢]

صحیح مسلم میں حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: نماز کا طویل اور خطبہ کا مختصر ہونا آدمی کی دانش مندی کی علامت ہے' لہٰذا نماز طویل اور خطبہ مختصر رکھا کرو۔

حضرت ابن شہاب زہری علیہ الرحمہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: جب محفل لمبی ہو جائے تو اس میں شیطان کا حصہ بن جاتا ہے۔[٩٨٣]

باب: بھلائی کی راہنمائی اور اس کی ترغیب کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى. اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(المائدہ:٢)

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہدایت کی دعوت دی' اسے ہدایت پر عمل پیرا ہونے والے کے برابر اجر وثواب ملے گا' اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی' اور جس نے گناہ کی دعوت دی اسے گناہ گاروں کے برابر عذاب ہوگا' اور ان گناہ گاروں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔[٩٨٤]

صحیح مسلم میں حضرت ابومسعود انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نیکی کی راہ دکھائی' اسے نیکی کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔[٩٨٥]

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو راہِ ہدایت نصیب فرما دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر

[٩٨١] مسلم: ٢٧٣١' ترمذی: ٣٣٥١' الدعاء للطبرانی: ٢٠٠٣' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٣٠٢' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٧٩' سنن دارمی: ٢٠٧٨' ابن ماجہ: ٣٣٢٩' صحیح ابن حبان: ٣٧٣٩

[٩٨٢] بخاری: ٦٨_٧٠_٦٣١١' مسلم: ٢٨٢١' ترمذی: ٢٨٥٥' مسند احمد ج ١ ص ٣٧٧_٣٧٨_٤٢٥_٤٢٧_٤٤٠_٤٤٣

[٩٨٣] مسلم: ٨٦٩' ابوداؤد: ١١٠٦' مسند احمد ج ٤ ص ٢٦٣' سنن دارمی: ١٥٦٤' مسند ابی یعلیٰ: ١٦١٨_١٦٢١_١٦٤٢' حاکم ج ١ ص ٢٨٩' شعب الایمان للبیہقی: ٤٩٨٩' ابن حبان: ٢٧٨٠

[٩٨٤] سابقہ: ١

[٩٨٥] مسلم: ١٨٩٣' الادب المفرد للبخاری: ٢٤٢' ابوداؤد: ٥١٢٩' ترمذی: ٢٦٧٣' شعب الایمان للبیہقی: ٧٦٥٠' شرح السنۃ للبغوی: ٣٦٠٨' مسند احمد ج ٤ ص ١٢٠_ج ٥ ص ٢٧٤' صحیح ابن حبان: ٢٨٩_١٦٦٦

ہے۔[٩٨٦]

صحیح بخاری کی حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندے کی مدد فرماتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔

اس باب کی کثیر احادیث کتب صحیحہ مشہورہ میں موجود ہیں۔[٩٨٧]

باب: کسی سے مسئلہ دریافت کیا گیا' وہ نہیں جانتا تو اسے سائل کو کسی عالم کے پاس بھیج دینا چاہیے

اس باب میں وہ احادیث مبارکہ بھی ذکر کی جاسکتی ہیں جو اس سے قبل باب میں بیان کی گئی ہیں اور یہ حدیث بھی ہے کہ دین خیر خواہی کا نام ہے اور کسی دوسرے عالم کے پاس بھیج دینا بھی خیر خواہی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت شُریح ابن ہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر موزوں پر مسح کے متعلق مسئلہ دریافت کیا' ام المؤمنین نے فرمایا: تم علی ابن ابو طالب (رضی اللہ عنہ) کے پاس جا کر یہ مسئلہ معلوم کرو' کیونکہ وہ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے' تو ہم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے وہ مسئلہ دریافت کیا۔[٩٨٨]

صحیح مسلم میں سعد ابن ہشام کا طویل واقعہ موجود ہے کہ جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز وتر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آئے' آپ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی ہستی کے پاس نہ بھیج دوں کہ اس مسئلہ میں جس کی معلومات تمام روئے زمین والوں سے زیادہ ہیں؟ پوچھا: کون؟ فرمایا: اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مسئلہ دریافت کرلو۔[٩٨٩]

صحیح بخاری میں حضرت عمران ابن حطان سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ریشم کے متعلق مسئلہ دریافت کیا' آپ نے فرمایا: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھو' میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا' انہوں نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھو' میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ مسئلہ دریافت کیا' آپ نے فرمایا: مجھے میرے والد گرامی ابو حفص حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا: دنیا میں ریشم وہ آدمی پہنتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔[٩٩٠]

باب: جس آدمی کو خدائی فیصلے کی دعوت دی جائے' وہ کیا کہے؟

جس آدمی کو فریق ثانی کہے: ہمارے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے کتاب اللہ' سنتِ رسول اللہ ﷺ یا علماء اسلام کے اقوال ہیں' یا اس طرح کہے: چلو! اپنے تنازع کا فیصلہ حاکمِ اسلام یا مفتی کے پاس لیے چلتے ہیں' تو فریق اوّل کو اس طرح کہنا چاہیے:

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا' اَوْ سَمْعًا وَّطَاعَةً ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی' یا: سن لیا اور مان لیا' یا: ہاں! ہم

[٩٨٦] بخاری: ٢٤٤٢' مسلم: ٦٠٦ ٢٣' مسند احمد ج ٥ ص ٣٣' ابوداؤد: ٣٦٦١' شرح السنۃ للبغوی: ٣٩٠٦' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ١٠٦۔١٠٧' صحیح ابن حبان: ٦٨٩٣

[٩٨٧] ماجہ: ٢٦٤

[٩٨٨] مسلم: ٦٧٦ ٢' نسائی ج ١ ص ٨٣

[٩٨٩] مسلم: ٦٧٤ ٢' ابوداؤد: ١٣٤٢۔١٣٤٥' صحیح ابن حبان: ٢٥٤٢

[٩٩٠] بخاری: ٥٨٣٥' مسلم: ٢٠٦٨' نسائی ج ٨ ص ٢٠١' مسند احمد ج ١ ص ٣٦۔٣٩' ابن ماجہ: ٣٥٩١' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٢ ص ٤٢٢۔ ج ٣ ص ٢٧٥' شعب الایمان للبیہقی: ٦١٠٨' صحیح ابن حبان: ٥٠٩١۔٥٤١٥

اَوْ نَعَمْ وَ کَرَامَةً. احترام کرتے ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ (النور:٥١)

اور جب مؤمنوں کو بلایا جائے تاکہ اللہ اور اس کا رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کو یہی کہنا چاہیے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں○

فصل: تنازع کے وقت مخالف خوفِ خدا کی ترغیب دلائے تو اس سے کس طرح پیش آنا چاہیے؟

مخالف جھگڑا کرتے ہوئے یوں کہے: اللہ تعالیٰ سے ڈر' خوفِ خدا کر' اللہ کی طرف دھیان رکھ' جان لے! اللہ تعالیٰ تجھ سے خبردار ہے' تیری باتیں لکھی جا رہی ہیں اور تجھے ان کا حساب دینا ہوگا' یا کہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا○ (آل عمران:٣٠)

وہ دن جس میں ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکی کو حاضر پائے گا○

اور فرماتا ہے:

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ. (البقرہ:٢٨١)

اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

یا ان جیسی آیات یا دیگر نصیحت آمیز کلمات کہے' تو سننے والا ان کلمات کا لحاظ کرتے ہوئے کہے: میں نے سن لیا اور ان باتوں کو مانتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے توفیقِ عمل اور اس کے لطف و کرم کا خواہاں ہوں' پھر اپنے مخالف سے نرم رویہ اختیار کرے' اور غلط الفاظ سے اجتناب کرے کیونکہ اکثر لوگ ایسے مواقع پر نامناسب باتیں کر جاتے ہیں' بسا اوقات تو کفریہ کلمات بک دیتے ہیں۔

ایسے ہی اگر مخالف کہے: تو نے یہ کام حدیث کے خلاف کیا ہے' تو سننے والا یوں نہ کہے: مجھے حدیث کی پرواہ نہیں' یا میں حدیث پر عمل نہیں کرتا اور اس سے ملتی جلتی روکھی اور بے مزہ بات سے بھی اجتناب کرے' خواہ وہ حدیث اپنے ظاہر پر نہ ہو اور کسی تخصیص یا تاویل کی وجہ سے اس پر عمل کو ترک کر دیا گیا ہو' اور اگر کچھ کہنا ہو تو یوں کہے: یہ حدیث مخصوص ہے' اس میں تاویل کی گئی ہے' یا اس کا ظاہر معنی بالاتفاق متروک ہے' وغیرہ۔

باب: جاہلوں سے روگردانی کا بیان

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ○ (الاعراف:١٩٩)

آپ عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کیجیے اور نیکی کا حکم دیجیے اور جاہلوں سے اعراض کیجیے○

نیز فرمایا:

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ○ (القصص:٥٥)

اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں: ہمارے لیے ہمارے اعمال اور تمہارے لیے تمہارے اعمال ہیں' تمہیں سلام ہو' ہم جاہلوں سے اُلجھنا نہیں چاہتے○

نیز فرمایا:

فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلّٰى عَنْ ذِكْرِنَا. (النجم:۲۹) جو ہمارے ذکر سے پیٹھ پھیرے آپ اس سے اعراض کریں۔

نیز فرمایا:

فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ. (الحجر:۸۵) سو آپ حسن و خوبی کے ساتھ درگزر کیجئے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ بیان فرماتے ہیں: غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم میں عرب کے معزز لوگوں کو ترجیح دی ایک آدمی بول پڑا: اللہ کی قسم! اس تقسیم میں عدل ہے نہ رضائے الٰہی کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا: اللہ کی قسم! میں ضرور تیری یہ بات بارگاہِ رسالت میں پہنچاؤں گا' چنانچہ میں نے حاضر خدمت ہو کر ساری بات بیان کر دی' رسول اللہ ﷺ کا رخِ انور (جلالیت کے باعث) سرخ ہو گیا' فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا؟ پھر فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے! ان کے ساتھ اس سے زیادہ تکلیف دہ باتیں کی گئیں مگر انہوں نے صبر کیا۔[۹۹۱]

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: عیینہ ابن حصن فزاری آیا اور اپنے بھتیجے حُر ابن قیس کے ہاں ٹھہرا' حُر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقربین میں سے تھے' آپ کی مجلس مشاورت بوڑھے اور جوانوں پر مشتمل ہوا کرتی تھی' عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: امیر المؤمنین کے دربار میں تمہارا مقام و مرتبہ ہے' مجھے حاضر خدمت ہونے کی اجازت لے دو' انہوں نے اجازت طلب کی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی' اس نے آتے ہی کہا: سن! اے ابن خطاب! تم ہمیں وافر دیتے ہو نہ ہمارے درمیان عدل و انصاف کرتے ہو' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اس کی مرمت کرنے کا ارادہ کر لیا' پاس موجود حُر نے کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم ﷺ سے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ○ (الاعراف:۱۹۹) آپ عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کیجئے اور نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے○

اور یہ بوڑھا بھی جاہل ہے' جب حُر نے یہ آیت مبارکہ تلاوت کی تو اللہ کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھے کیونکہ آپ سب سے زیادہ قرآن پاک پر عمل پیرا ہونے والے تھے۔[۹۹۲]

باب: اپنے سے بڑوں کو وعظ و نصیحت کرنے کا بیان

ماقبل باب میں بیان کردہ حدیث سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے جس میں مذکور ہے کہ حضرت حُر نے حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو نصیحت کی تھی' یہ باب خصوصی طور پر لائق توجہ ہے' انسان پر واجب ہے کہ ہر چھوٹے اور بڑے کو وعظ و نصیحت کرے' نیکی کا حکم دے اور بُرائی سے منع کرے بشرطیکہ وعظ کی وجہ سے فتنہ و فساد کا اندیشہ نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ آپ اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے اور احسن طریقہ کے ساتھ ان پر حجت قائم کیجئے۔

[۹۹۱] بخاری: ۳۱۵۰' مسلم: ۱۰۶۲' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۰_۳۹۶_۴۱۱_۴۴۱' شرح السنۃ للبغوی: ۱۷۱/۳۶' صحیح ابن حبان: ۴۸۰۹

[۹۹۲] بخاری: ۴۶۴۲_۷۲۸۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۳۱۴

اَحْسَنُ. (النحل:۱۲۵)

اس عنوان کی بے شمار احادیث مبارکہ موجود ہیں' بعض لوگ بڑی شخصیات سے صرف نظر کر جاتے ہیں اور اس اِغماض کو حیاء سمجھتے ہیں جبکہ یہ صریح غلطی اور قبیح جہالت ہے' یہ حیاء نہیں یہ تو بزدلی' زیادتی' سستی' کمزوری اور عجز ہے' جبکہ حیاء مکمل خیر اور خیر آور ہے' اور یہ چیزیں شر ہیں انہیں خیر نہیں کہا جا سکتا۔ علماء کرام اور ائمہ عظام نے حیاء کی تعریف یوں کی ہے: حیاء ایسا خُلق ہے جو قبیح اشیاء کے ترک کی ترغیب دیتا ہے اور حق دار کے حق میں کوتاہی سے منع کرتا ہے۔ اسی سے ملتا جلتا مفہوم حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا ہے جو رسالہ قشیریہ میں آپ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں: انسان انعاماتِ خداوندی کو دیکھے' پھر اپنی کوتاہیوں کو دیکھے' ان کے درمیان جو کیفیت پیدا ہو گی اسے حیاء کہتے ہیں۔ الحمد للہ! شرح صحیح مسلم کے آغاز میں اسے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ ''ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ''۔

باب: ایفائے عہد کا حکم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عَاهَدْتُّمْ. (النحل:۹۱)

اور جب تم وعدہ کرو تو اللہ کے وعدہ کو پورا کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ. (المائدہ:۱)

اے ایمان والو! اپنے عہد پورے کرو۔

نیز فرمایا:

وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا. (الاسراء:۳۴)

اور عہد پورا کرو بے شک عہد کے متعلق سوال کیا جائے گا۔

اس باب کی آیاتِ مبارکہ کثیر تعداد میں موجود ہیں' زیادہ شدت اس آیت میں ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ (الصف:۳)

اے ایمان والو! تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جن پر تم خود عمل نہیں کرتے' اللہ اس پر سخت غضب ناک ہوتا ہے کہ تم ایسی بات کہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے○

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین علامات ہیں: (۱) جب بات کرے گا جھوٹ بولے گا (۲) جب وعدہ کرے گا خلاف کر جائے گا (۳) جب (اس کے پاس) امانت رکھی جائے گی' خیانت کا مرتکب ہوگا۔

صحیح مسلم کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے: اگرچہ نماز روزہ کرے اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھے۔

اس عنوان کی احادیث مبارکہ تو بہت ہیں مگر مذکور میں کفایت موجود ہے۔

علماء کرام کا اجماع ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کوئی وعدہ کرے اور وہ کام ناجائز نہ ہو تو وہ وعدہ پورا کرنا چاہیے' ایفائے عہد کے وجوب واستحباب میں اختلاف ہے' امام شافعی' امام اعظم ابوحنیفہ اور جمہور علماء رضی اللہ عنہم کے نقطۂ نظر سے وعدہ پورا کرنا مستحب ہے' جس نے وعدہ کر کے پورا نہ کیا وہ فضیلت سے محروم رہا' اس نے سخت مکروہ تنزیہی کا ارتکاب کیا مگر گناہ گار نہیں ہوگا۔

ایک جماعت کے نزدیک ایفائے عہد واجب ہے' امام ابن عربی مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس نقطۂ نظر کے سب سے بڑے حامل حضرت عمر ابن عبدالعزیز علیہ الرحمہ ہیں' شیخ ابن عربی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: مالکیہ کا ایک تیسرا مذہب بھی ہے وہ یہ کہ اگر وعدہ کسی سبب کے ساتھ معلق یا شرط کے ساتھ مشروط ہو جیسے کوئی وعدہ کرتے ہوئے کسی سے کہے: شادی کرو گے تو یہ چیز تمہاری' یا کہے: قسم اٹھاؤ کہ مجھے گالی نہیں دو گے تو یہ چیز تمہاری' وغیرہ۔ وجودِ شرط کی صورت میں ایسا وعدہ پورا کرنا واجب ہے اور اگر سبب وغیرہ سے مطلق وعدہ ہو تو پورا کرنا واجب نہیں' جو علماء ایفائے عہد کو واجب نہیں کہتے وہ اسے ہبہ کے معنی میں لیتے ہیں اور جمہور کے نزدیک ہبہ قبضہ سے پہلے لازم نہیں ہوتا اور مالکیہ کے نزدیک ہبہ قبضہ سے پہلے لازم ہو جاتا ہے۔[٩٩٣]

باب: جو آدمی اپنا مال وغیرہ پیش کرے' اس کے لیے دعا کرنا مستحب ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ آئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت سعد ابن ربیع رضی اللہ عنہ کے ہاں ٹھہرے' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کو اپنے مال میں حصہ دار بناتا ہوں اور آپ کی خاطر ایک بیوی چھوڑتا ہوں' حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بولے: اللہ تعالیٰ آپ کے مال اور اہل میں برکت پیدا فرمائے۔[٩٩٤]

باب: ذمی حُسنِ سلوک کا مظاہرہ کرے تو مسلمان کیا جواب دے؟

ذمی کافر کے لیے دعائے مغفرت جائز نہیں' اسی طرح ایسے کلمات کہنا بھی جائز نہیں جن کی کفار کے لیے ممانعت ہے' البتہ ہدایت' جسمانی صحت اور عافیت کی دعا کی جا سکتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے پانی طلب فرمایا' ایک یہودی نے آپ کو پانی پیش کیا' اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اس یہودی کو اس دعا سے نوازا:

جَمَّلَكَ اللّٰهُ. اللہ تعالیٰ تجھے حسین وجمیل رکھے!

پھر تا دمِ مرگ اس یہودی پر بڑھاپے کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہوئی۔[٩٩٥]

باب: آدمی اپنے جان و مال وغیرہ میں کوئی نعمت دیکھے اور نظرِ بد یا نقصان کا خوف ہو تو کیا پڑھے؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: نظر حق ہے۔[٩٩٦]

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ہمارے گھر میں ایک لڑکی تھی' حضور نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ متغیر ہو کر زردی مائل ہو چکا ہے تو فرمایا: اسے دم کراؤ! اسے نظر لگ چکی ہے۔[٩٩٧]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: نظر کا لگ جانا صحیح ثابت ہے' اگر کوئی چیز تقدیر پر سبقت کر سکتی تو نظر سبقت کر جاتی اور اگر تم سے (علاجِ نظر کے لیے تہبند) دھونے کا مطالبہ کیا جائے تو دھولیا کرو۔[٩٩٨]

[٩٩٣] بخاری: ٣٣' مسلم: ٥٩' ترمذی: ٢٦٣٣' نسائی ج ٨ ص ١١٧' مسند احمد ج ٢ ص ٣٥٧-٣٩٧-٥٣٦' شرح السنۃ للبغوی: ٣٦' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٦ ص ٢٨٨' صحیح ابن حبان: ٢٥٧

[٩٩٤] سابقہ: ٨٦٦

[٩٩٥] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٨٩' الحلیۃ ابن ج ١ ص ٣٢٧

[٩٩٦] بخاری: ٥٧٤٠-٥٩٤٤' مسلم: ٢١٨٧' ابوداؤد: ٣٨٧٩' مسند احمد ج ٢ ص ٢٢٢-٢٨٩-٣١٩-٣٢٠-٣٣٩-٣٨٧' شرح السنۃ للبغوی: ٣١٩٠' صحیح ابن حبان: ٥٤٧٩

[٩٩٧] بخاری: ٥٧٣٩' مسلم: ٢١٩٧

[٩٩٨] مسلم: ٢١٨٨' ترمذی: ٢٠٦٢' مسند احمد ج ١ ص ٢٧٤-٢٩٤' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٩ ص ٣٥١' شعب الایمان للبیہقی: ١١٢٢٢' الکبیر للطبرانی: ١٠٧' ٦١٠٧' صحیح ابن حبان: ٦١٠٧٥

نوٹ: علماء کرام فرماتے ہیں: حدیث میں موجود لفظ ''استغسال'' کا معنی ہے: نظر لگانے والے سے کہا جائے: تہبند کا وہ حصہ پانی سے دھولو جو جلد کے ساتھ لگا ہوا ہے' پھر وہ پانی لے کر اس پر چھڑک دیا جائے جسے نظر لگی ہو۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نظر لگانے والے سے کہا جائے گا کہ وہ وضو کرے پھر جسے نظر لگی ہو' اس پانی سے غسل کر لے۔[٩٩٩]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنات سے اور انسان کی نظر بد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے تھے' حتیٰ کہ سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا نزول ہوا۔ جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے دَم فرمانا شروع کر دیا اور دیگر وظائف ترک فرما دیئے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[١٠٠٠]

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ان کلمات سے دَم فرمایا کرتے تھے:

اُعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّةٍ.

ہر قسم کے شیطان' موذی حشرات الارض اور ہر قسم کی نظر بد سے میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کی پناہ میں دیتا ہوں!

آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کو انہی کلمات سے دَم فرمایا کرتے تھے۔[١٠٠١]

حضرت سعید ابن حکیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی کو نظر لگ جانے کا خوف فرماتے تو یہ دعا فرماتے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِیْهِ وَلَا تَضُرَّهُ.

اے اللہ! اس میں برکت پیدا فرما اور اسے نقصان سے بچا![١٠٠٢]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کوئی ایسی شے دیکھی جو اسے اچھی لگی' دیکھنے والا یہ کلمات پڑھ لے تو اس شے کو نقصان نہیں ہوگا:

مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے اور اس کی قوت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ملتی ہے۔[١٠٠٣]

حضرت سہل ابن حُنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہیں اپنا جان و مال پسند آئے تو اس کے لیے دعائے خیر و برکت کیا کرو' بلاشبہ نظر کا لگ جانا حق ہے۔[١٠٠٤]

حضرت عامر ابن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنے جان و مال کو دیکھے اور اس کی کوئی خوبی دل کو لگے تو اسے خیر و برکت کی دعا کرنی چاہیے۔

---

[٩٩٩] ابوداؤد: ٣٨٨٠' صحیح ابوداؤد: ٣٢٨٦

[١٠٠٠] ترمذی: ١٨١١_٢٠٥٩' نسائی ج ٨ ص ٢٧١' ابن ماجہ: ٣٥١١' شعب الایمان للبیہقی: ٢٥٦٢

[١٠٠١] سابقہ: ٣٩٦

[١٠٠٢] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٢٠٨

[١٠٠٣] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٢٠٧' شعب الایمان للبیہقی: ٤٣٧٠' مجمع الزوائد ج ٥ ص ١٠٩

[١٠٠٤] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٢٠٥' مسند احمد ج ٣ ص ٤٨٦' حاکم ج ٣ ص ٤١١_٤١٢

ہمارے ایک عالم دین ابو محمد قاضی حسین علیہ الرحمہ اپنی کتاب ''التعلیق فی المذہب'' میں فرماتے ہیں: ایک نبی مکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دن اپنی قوم کو دیکھا' لوگوں کی کثرت دیکھ کر وہ خوش ہو گئے' اسی وقت ستر ہزار افراد لقمۂ اجل بن گئے' اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ اے میرے نبی! تم نے ان کو نظر لگا دی ہے' جب تم نے ان کو دیکھا تھا' ان کا حصار کر لیا ہوتا تو یہ ہلاک نہ ہوتے' عرض کیا: میرے مولا! ان کا کیسے حصار کیا کروں؟ فرمایا: ان کلمات سے حصار کیا کرو:

حَصَّنْتُكُمْ بِالْحَيِّ الْقَيُّوْمِ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا' وَدَفَعْتُ عَنْكُمُ السُّوْءَ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

میں تمہیں اس ذات کی حفاظت میں دیتا ہوں جو حیّ اور قیوم ہے اور ''لاحول ولا قوة الا باللّٰه العلی العظیم'' کے ذریعے تم سے بُرائی دور کرتا ہوں۔

ایک صاحب قاضی حسین علیہ الرحمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب آپ اپنے ارادت مندوں کو دیکھتے اور ان کی صحت و تندرستی اور حسنِ احوال سے خوش ہوتے تو کلماتِ مذکورہ سے ان کا حصار کر لیتے۔

واللہ اعلم! [١٠٠٥]

باب: آدمی کوئی پسندیدہ یا ناپسندیدہ چیز دیکھے تو کیا پڑھے؟

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی امر محبوب کا مشاہدہ فرماتے تو ان کلمات سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس کی نعمت سے پاکیزہ اشیاء پایۂ تکمیل تک پہنچتی ہیں۔

اور جب کسی مکروہ چیز کو دیکھتے تو یہ کلمات فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں۔

امام حاکم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ [١٠٠٦]

باب: آسمان کو دیکھ کر کیا پڑھنا چاہیے؟

آسمان دیکھ کر سورۂ آل عمران کی آیت ١٩١ سے لے کر ٢٠٠ تک تلاوت کرنا مستحب ہے' آغاز یہاں سے کرے: ''رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ'' کیونکہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

باب: آدمی جب کسی شے سے بدفالی لے تو کیا پڑھے؟

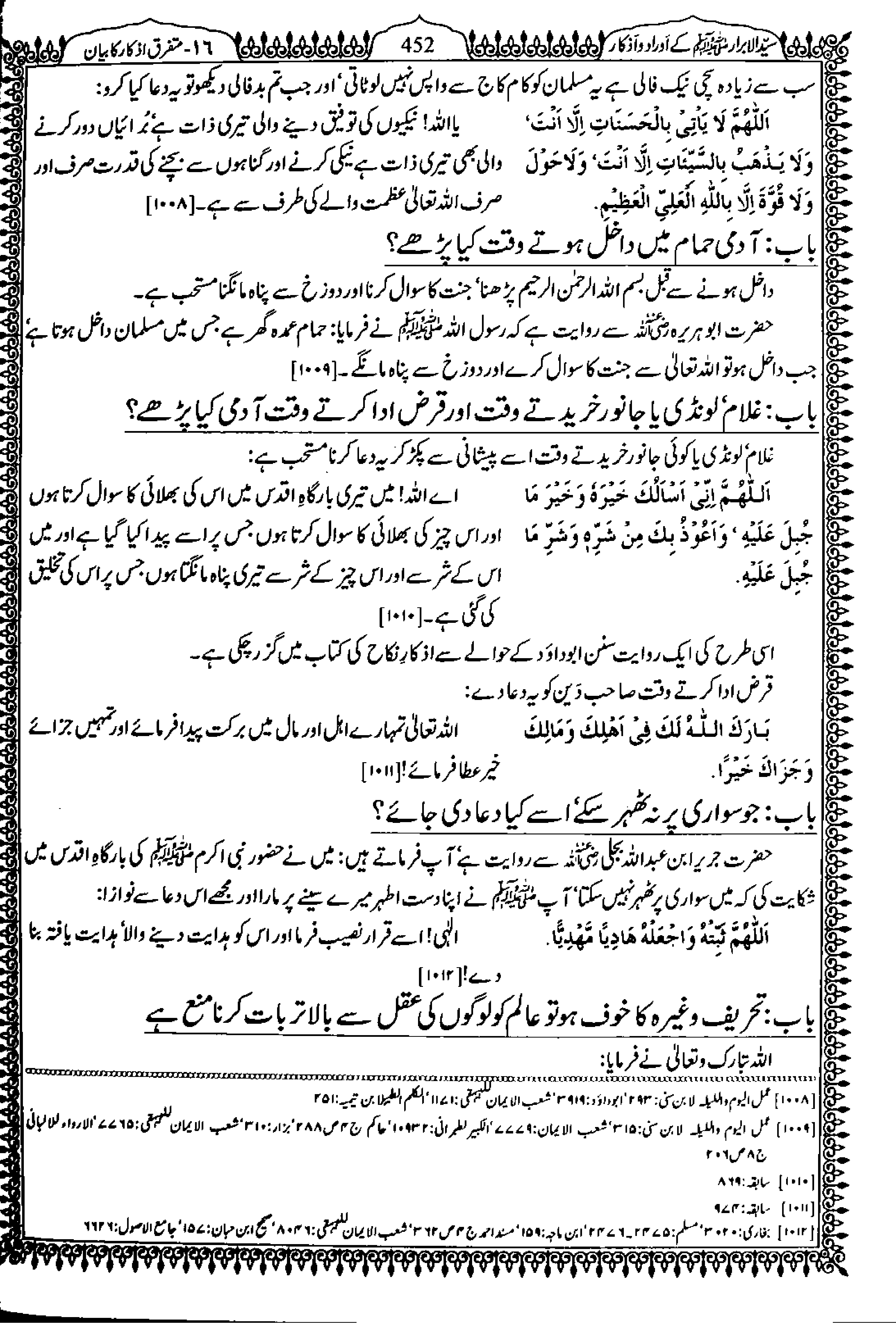
حضرت معاویہ ابن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں کچھ لوگ ہیں جو بدفالی لیتے ہیں' فرمایا: یہ شے (وہم) ہے جسے وہ اپنے سینوں میں پاتے ہیں' یہ انہیں (معمولاتِ زندگی سے) ہرگز نہ روکے۔ [١٠٠٧]

حضرت عروہ ابن عامر جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے بدفالی کے بارے سوال کیا گیا' آپ نے فرمایا:

[١٠٠٥] عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٢٠٦' مسند احمد ج ٣ ص ٧٤٤' حاکم ج ٤ ص ٢١٥

[١٠٠٦] ابن ماجہ: ٣٨٠٣' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ٣٧٨' الدعا للطبرانی: ١٧٦٩' المعجم الاوسط للطبرانی: ٦٩٩٥' حاکم ج ١ ص ٤٩٩۔ ٣٧٨' الاحادیث الصحیحہ: ٢٦٥

[١٠٠٧] مسلم: ٥٣٧' ابوداؤد: ٩٣٠' نسائی ج ٣ ص ١٣۔ ١٨' مسند احمد ج ٥ ص ٤٤٨۔ ٤٤٩' صحیح ابن حبان: ١٦٥۔ ٢٢٤٣



سب سے زیادہ سچی نیک فالی ہے یہ مسلمان کو کام کاج سے واپس نہیں لوٹاتی' اور جب تم بدفالی دیکھو تو یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ لَا يَاْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ' وَلَا يَذْهَبُ بِالسَّيِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ' وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ.

یااللہ! نیکیوں کی توفیق دینے والی تیری ذات ہے' بُرائیاں دور کرنے والی بھی تیری ذات ہے' نیکی کرنے اور گناہوں سے بچنے کی قدرت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ عظمت والے کی طرف سے ہے۔[١٠٠٨]

باب: آدمی حمام میں داخل ہوتے وقت کیا پڑھے؟

داخل ہونے سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا' جنت کا سوال کرنا اور دوزخ سے پناہ مانگنا مستحب ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حمام عمدہ گھر ہے جس میں مسلمان داخل ہوتا ہے' جب داخل ہو تو اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرے اور دوزخ سے پناہ مانگے۔[١٠٠٩]

باب: غلام' لونڈی یا جانور خریدتے وقت اور قرض ادا کرتے وقت آدمی کیا پڑھے؟

غلام' لونڈی یا کوئی جانور خریدتے وقت اسے پیشانی سے پکڑ کر یہ دعا کرنا مستحب ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ' وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ.

اے اللہ! میں تیری بارگاہِ اقدس میں اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس پر اسے پیدا کیا گیا ہے اور میں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جس پر اس کی تخلیق کی گئی ہے۔[١٠١٠]

اسی طرح کی ایک روایت سنن ابوداؤد کے حوالے سے اذکارِ نکاح کی کتاب میں گزر چکی ہے۔

قرض ادا کرتے وقت صاحب دَین کو یہ دعا دے:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ وَجَزَاكَ خَيْرًا.

اللہ تعالیٰ تمہارے اہل اور مال میں برکت پیدا فرمائے اور تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے![١٠١١]

باب: جو سواری پر نہ ٹھہر سکے' اسے کیا دعا دی جائے؟

حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں شکایت کی کہ میں سواری پر ٹھہر نہیں سکتا' آپ ﷺ نے اپنا دست اطہر میرے سینے پر مارا اور مجھے اس دعا سے نوازا:

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا.

الٰہی! اسے قرار نصیب فرما اور اس کو ہدایت دینے والا' ہدایت یافتہ بنا دے![١٠١٢]

باب: تحریف وغیرہ کا خوف ہو تو عالم کو لوگوں کی عقل سے بالاتر بات کرنا منع ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

[١٠٠٨] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٢٩٣' ابوداؤد: ٣٩١٩' شعب الایمان للبیہقی: ١١٧١' الکلم الطیب لابن تیمیہ: ٢٥١

[١٠٠٩] عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٣١٥' شعب الایمان: ٧٧٧٩' الکبیر للطبرانی: ١٠٩٣٢' حاکم ج ٤ ص ٢٨٨' بزار: ٣١٠' شعب الایمان للبیہقی: ٧٧٦٥' الارواء للالبانی ج ٨ ص ٢٠٦

[١٠١٠] سابقہ: ٨٢٩

[١٠١١] سابقہ: ٩٧٣

[١٠١٢] بخاری: ٣٠٢٠' مسلم: ٦٢٤٧ـ٦٢٤٧' ابن ماجہ: ١٥٩' مسند احمد ج ٤ ص ٣٦٢' شعب الایمان للبیہقی: ٨٠٣٦' صحیح ابن حبان: ٧١٥٧' جامع الاصول: ٦٦٢٦

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ. (ابراہیم: ۴) اور ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان ہی میں مبعوث کیا تا کہ وہ ان کو بیان کر سکے۔

حدیث میں ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز با جماعت طویل کر دی' اس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! کیا تو فتنہ ڈالنا چاہتا ہے؟[۱۰۱۳]

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں سے اس طرح گفتگو کرو کہ وہ سمجھ جائیں' کیا تم پسند کرتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی جائے؟[۱۰۱۴]

باب: حاضرین کی توجہ حاصل کرنے کے لیے خطیب ان کو خاموش کرا سکتا ہے

حضرت جریر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر مجھے آقا کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو خاموش کراؤ' پھر آپ نے وعظ کرتے ہوئے فرمایا: میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردن زنی کرنے لگو۔[۱۰۱۵]

باب: جب کوئی قائد یا پیشوا ایسا کام کرے جو بظاہر نامناسب مگر حقیقۃً درست ہو تو وہ کیا کہے؟

عالم دین' استاذ' قاضی' مفتی' شیخ طریقت اور ہر قائد کو ایسے اقوال و افعال سے اجتناب کرنا چاہیے جو بظاہر درست نہ ہوں اگرچہ حقیقت میں درست ہوں' بصورتِ ارتکاب کئی مفاسد جنم لیں گے' من جملہ یہ کہ اسے دیکھنے والوں کی اکثریت اس کام کو بہرحال جائز سمجھے گی' اور یہ ہمیشہ کے لیے شرعی حیثیت اختیار کر جائے گا' کچھ لوگ اس کی مذمت کے درپے ہوں گے' اسے ناقص خیال کریں گے اور اس کے خلاف زبانیں کھولنا شروع کر دیں گے' اس سے بدظن ہو کر نفرت کر جائیں گے اور دیگر لوگوں کو اس سے علم حاصل کرنے سے متنفر کریں گے' اس کی روایت اور شہادت ساقط ہو جائے گی' اس کا فتویٰ ناقابل عمل ہو جائے گا' اور اس کے بیان کردہ علوم و فنون سے لوگوں کا اعتبار جاتا رہے گا' یہ چند ظاہری مفاسد ہیں' ایک ایک بلکہ ہر ایک سے بچنا ضروری ہے۔

اگر کوئی ایسا کام ناگزیر ہو جائے جو بظاہر نامناسب مگر حقیقۃً درست ہو تو بہتر ہے اسے ظاہر نہ کرے' اور اگر ظاہر کر دیا یا وہ خود ظاہر ہو گیا یا اس کے اظہار میں کوئی مصلحت مدنظر تھی کہ اس کا جواز اور حکم شرع معلوم ہو جائے' تو پھر برملا کہہ دے: میرا یہ کام حرام نہیں ہے' یا کہے: میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تا کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ کام اگر اس طریقہ سے کیا جائے تو حرام نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے:

حضرت سہل ابن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اکرم ﷺ کو دیکھا' آپ منبر پر جلوہ گر ہوئے' آپ نے تکبیر کہی' صحابہ کرام نے بھی آپ کے پیچھے تکبیر کہہ دی' پھر آپ نے قراءت فرما کر رکوع کیا' صحابہ کرام نے بھی آپ کی اقتداء میں رکوع کیا' پھر رکوع سے سر اٹھا کر پچھلے پاؤں زمین پر آئے اور سجدہ کیا' پھر واپس منبر پر تشریف لے آئے' اسی طرح نماز مکمل فرمائی' پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: لوگو! میں نے یہ عمل اس لیے کیا ہے تا کہ تم میری اقتداء کرو اور میری نماز سے آگاہ ہو سکو۔[۱۰۱۶]

[۱۰۱۳] بخاری: ۷۰۰-۷۰۱' مسلم: ۴۶۵' ابوداؤد: ۷۹۰-۷۹۱-۷۹۳' نسائی ج ۲ ص ۹۷-۹۸' مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۴-۲۹۹-۳۰۰-۳۰۸-۳۶۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۸۵-۱۱۲' شرح السنۃ للبغوی: ۵۹۹' صحیح ابن حبان: ۲۳۹۳' مسند ابویعلیٰ: ۱۸۲۷

[۱۰۱۴] بخاری: ۱۲۷

[۱۰۱۵] بخاری: ۱۲۱' مسلم: ۶۵' نسائی ج ۷ ص ۱۲۷-۱۲۸' سنن دارمی: ۱۹۲۷' ابن ماجہ: ۳۹۴۲' مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۸-۳۶۳-۳۶۶' شرح السنۃ للبغوی: ۲۵۵۰' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۳۰-۳۱' صحیح ابن حبان: ۵۹۱۰

''اِنَّهَا صَفِيَّةٌ'' والی روایت کی طرح اس عنوان کی کافی احادیث مبارکہ موجود ہیں۔[۱۰۱۷]

حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمالیا' پھر فرمایا: تم لوگوں نے جو کچھ کرتے ہوئے مجھے دیکھا ہے' میں نے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا۔

اس عنوان کی احادیث و آثار صحیح کی کتب میں مشہور ہیں۔[۱۰۱۸]

باب: جب پیشوا بظاہر نامناسب عمل کا ارتکاب کرے تو اس کا تابع کیا کرے؟

کوئی تابع (مرید یا شاگرد وغیرہ) اپنے شیخ یا استاذ سے کوئی ایسا فعل ملاحظہ کرے جو بظاہر نامناسب ہو تو اصلاح کی نیت سے حکمت دریافت کرلے' اگر اس سے سہواً سرزد ہوا ہوگا تو وہ اس کا تدارک کرلے گا اور اگر عمداً کیا ہوگا اور فی الواقع درست ہوگا تو اس کی حکمت بیان کردے گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفات سے روانہ ہوئے' جب گھاٹی کے پاس تشریف لائے تو سواری سے اتر کر پیشاب فرمایا' پھر وضو فرمایا' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! نماز (کا وقت نکل رہا ہے)' آپ نے فرمایا: نماز تیرے آگے ہے۔

میرے خیال میں حضرت اُسامہ نے ایسی بات اس گمان سے کی تھی کہ حضور نبی اکرم ﷺ نمازِ مغرب بھول گئے ہیں' جبکہ مغرب کا وقت داخل ہو چکا تھا اور نکلنے کے قریب تھا۔[۱۰۱۹]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا قول موجود ہے' انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! فلاں آدمی سے آپ کے اعراض کی کیا وجہ ہے؟ اللہ کی قسم! میں تو اسے مؤمن سمجھتا ہوں۔[۱۰۲۰]

صحیح مسلم میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی مکرم ﷺ نے ایک وضو سے متعدد نمازیں ادا فرمائیں' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: آج آپ نے خلافِ معمول کام کیا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! میں نے ایسا جان بوجھ کر کیا ہے۔

احادیث صحیحہ میں اس باب کی کافی روایات موجود ہیں۔ واللہ اعلم![۱۰۲۱]

باب: مشاورت کی ترغیب کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ (آل عمران:۱۵۹) اور آپ (اہم) معاملات میں ان سے مشورہ لیں۔

[۱۰۱۶] بخاری:۳۷۷' مسلم:۵۴۴' ابوداؤد:۱۰۸۰' نسائی ج۲ ص۵۷۔۵۹' مسند احمد ج۵ ص۳۳۹' ابن ماجہ:۱۴۱۶' شرح السنہ للبغوی:۴۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۳ ص۱۰۸' صحیح ابن حبان:۲۱۳۹

[۱۰۱۷] بخاری:۲۰۳۵' مسلم:۲۱۷۵' ابوداؤد:۲۴۷۰' مسند احمد ج۶ ص۳۳۷' ابن ماجہ:۱۷۷۹' شرح السنہ للبغوی:۴۲۰۸' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۴ ص۳۲۱۔۳۲۴' شعب الایمان للبیہقی:۶۷۹۹۔۶۸۰۰' سنن دارمی:۱۷۸۳' صحیح ابن حبان:۳۶۶۳۔۴۴۷۹۔۴۴۸۰

[۱۰۱۸] بخاری:۵۶۱۵۔۵۶۱۶' ابوداؤد:۳۷۱۸' نسائی ج۱ ص۸۴۔۸۵' جامع الاصول:۳۰۸۱

[۱۰۱۹] بخاری:۱۳۹' مسلم:۱۲۸۰' ابوداؤد:۱۹۲۵' نسائی ج۱ ص۲۹۲۔ ج۵ ص۲۵۹' سنن دارمی:۱۸۸۸' مسند احمد ج۵ ص۱۹۹۔۲۰۰۔۲۰۲۔۲۱۰' ابن ماجہ:۳۰۱۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ ص۱۱۹۔۱۲۲' شرح السنہ للبغوی:۱۹۳۷' صحیح ابن حبان:۱۵۹۴

[۱۰۲۰] بخاری:۲۷۔۱۴۷۸' مسلم:۱۵۰' ابوداؤد:۴۶۸۳' نسائی ج۸ ص۱۰۳۔۱۰۴' مسند احمد ج۱ ص۱۷۶۔۱۸۲' مسند حمیدی:۶۹' صحیح ابن حبان:۱۶۳

[۱۰۲۱] مسلم:۲۷۷' ابوداؤد:۱۷۲' ترمذی:۶۱' نسائی ج۱ ص۸۶' مسند احمد ج۵ ص۳۵۰۔۳۵۱۔۳۵۸' سنن دارمی ج۱ ص۱۶۹' شرح السنہ للبغوی:۲۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۱۶۲' صحیح ابن حبان:۱۷۰۵

اس بارے میں احادیثِ صحیحہ بکثرت موجود ہیں' مگر یہ آیت مبارکہ ہر شے سے بے نیاز کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں واضح حکم فرمایا' (اور) اپنے نبی (مکرم) ﷺ کو تمام مخلوق سے اکمل ہونے کے باوجود مشاورت پر متنبہ فرمایا' تو دوسروں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ (وہ تو بطریق اولیٰ مشورہ کے محتاج ہوں گے)

کس سے مشورہ کیا جائے اور کیسے مشورہ دیا جائے؟

جس آدمی کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو' اس کے لیے مستحب ہے کہ ایسے آدمی سے مشورہ کرلے جس کے دین' تجربہ' معاملہ فہمی' خیرخواہی' تقویٰ اور شفقت پر مکمل اعتماد ہو' مذکورہ صفات کی حامل جماعت سے بکثرت مشورہ کرنا مستحب ہے' درپیش معاملہ میں اپنا نقطۂ نظر ان کو بتائے۔ اپنی معلومات کے مطابق اس کے فوائد اور نقصانات سے انہیں آگاہ کرے۔

بادشاہ' قاضی اور دیگر حکمرانوں کے لیے مشاورت کا حکم تاکید سے آیا ہے' حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے اپنے احباب سے مشورہ کرنے اور ان کے اقوال کی طرف رجوع کرنے کے متعلق بکثرت احادیثِ صحیحہ موجود ہیں۔

مشورہ دینے والا مذکورہ صفات کا حامل ہو اور اس کے مشورہ میں بظاہر کوئی خرابی نظر نہ آرہی ہو تو اس کا مشورہ قبول کرلینا ہی بہتر ہے۔

جس سے مشورہ طلب کیا جائے' اس کے لیے ضروری ہے کہ مکمل اخلاص اور غور و فکر کے بعد مشورہ دے۔

صحیح مسلم میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دین خیرخواہی ہے' صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ' اس کی کتاب' اس کے رسول' مسلمانوں کے اماموں اور عوام کے لیے۔[١٠٢٢]

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس سے مشورہ طلب کیا جائے' وہ امین ہوتا ہے۔[١٠٢٣]

باب: عمدہ گفتگو کی ترغیب کا بیان

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِينَO (الحجر:٨٨)

اور ایمان والوں کے لیے اپنے (رحمت کے) بازو جھکائے رکھیں۔

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ سے بچو اگرچہ کھجور کا ٹکڑا دے کر ہو' جو اتنا بھی نہ کرسکے وہ عمدہ گفتگو سے (جہنم سے بچ جائے)۔[١٠٢٤]

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انسان کے ہر جوڑ کے عوض صدقہ ہے' ہر روز جس میں سورج طلوع ہوتا ہے' تم دو آدمیوں کے درمیان عدل کردو تو وہ صدقہ ہے' کسی آدمی سے تعاون کرتے ہوئے اسے سواری پر بٹھا دو یا اس کا سامان لاد دو تو یہ بھی صدقہ ہے' فرمایا: عمدہ گفتگو صدقہ ہے' اور نماز کے لیے جاتے ہوئے ہر

[١٠٢٢] مسلم:٥٥' ابوداؤد:٤٩٤٤' نسائی ج٧ ص١٥٢' مسند احمد ج٤ ص١٠٢' شرح السنۃ للبغوی:٣٥١٤' شعب الایمان للبیہقی:٧٤٠١' الکبیر للطبرانی:١٢٦٠-١٢٦٧' صحیح ابن حبان:٤٥٥٥-٤٥٥٦

[١٠٢٣] ابوداؤد:٥١٢٨' ترمذی:٢٨٢٣-٢٨٢٤' ابن ماجہ:٣٧٤٥' شعب الایمان للبیہقی:٢٦٠٤-٥٢٦٩' صحیح ابوداؤد:٤٢٧٧

[١٠٢٤] بخاری:١٤١٣' مسلم:١٠١٦' ترمذی:٢٤٢٧' نسائی ج٥ ص٧٥' ابن ماجہ:١٨٥-١٨٤٣' مسند احمد ج٤ ص٢٥٦-٣٧٧-٣٧٩' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:٣٢٢' شعب الایمان للبیہقی:٧٣٣-٨٤٢٢' صحیح ابن حبان:٤٧٣-٦٦٥-٧٣٢١-٧٣٢١

قدم کے بدلے صدقہ (کا ثواب) ہے' اور راستے سے تکلیف دِہ چیز دور کرنا صدقہ ہے۔[١٠٢٥]

حدیث الباب کے لفظ ''سُلامی'' کے ضبط اور معنی وغیرہ کا بیان

لفظ ''سُلامٰی'' سین کے ضمہ اور لام کی تخفیف سے ہے' معنی ہے: انسانی اعضاء کا جوڑ' اس کی جمع ''سُلامیات'' آتی ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کسی بھی نیکی کو بنظر حقارت مت دیکھو خواہ ''وہ تمہارا اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی ہو''۔[١٠٢٦]

باب: مخاطب کے لیے وضاحت کے ساتھ کلام کرنا مستحب ہے

سنن ابوداؤد میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کا کلام بڑا واضح ہوتا تھا' جسے ہر سننے والا سمجھ جاتا تھا۔[١٠٢٧]

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کوئی بات کرتے تو اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ ذہن نشین ہو جائے اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لاتے تو انہیں تین مرتبہ سلام کرتے۔[١٠٢٨]

باب: مزاح کا بیان

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے چھوٹے بھائی کو اس طرح فرمایا کرتے تھے: ''یَا اَبَا عُمَیْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَیْرُ؟'' اے ابوعمیر! چڑیا نے کیا کیا؟[١٠٢٩]

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں کہا: ''یَا ذَا الْاُذُنَیْنِ.'' اے دو کانوں والے!

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث صحیح ہے۔[١٠٣٠]

ابوداؤد اور ترمذی شریف میں روایت ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے سواری عنایت فرما دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: سواری کے لیے میں تجھے اونٹنی کا بچہ دوں گا' اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اونٹنی کے بچے کو کیا کروں گا' فرمایا: اونٹوں کو بھی اونٹنیاں ہی جنتی ہیں۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[١٠٣١]

ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ مزاح فرماتے ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: میں صرف حق بات کہتا ہوں۔

[١٠٢٥] بخاری: ٢٧٠٧-٢٨٩١-٢٩٨٩' مسلم: ١٠٠٩' مسند احمد ج ٢ ص ٣١٦-٣٢٨' شرح السنہ للبغوی: ١٦٤٥' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٤ ص ١٨٧-١٨٨' شعب الایمان للبیہقی: ١١٠٨٧' صحیح ابن حبان: ٣٣٧٢

[١٠٢٦] سابقہ: ٢٦

[١٠٢٧] ابوداؤد: ٤٨٣٩' مسند احمد ج ٦ ص ١٣٨' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ٤١٢-٤١٣' الاحادیث الصحیحۃ: ٢٠٩٧

[١٠٢٨] سابقہ: ٤٣٧

[١٠٢٩] سابقہ: ٩١٢

[١٠٣٠] ابوداؤد: ٥٠٠٢' ترمذی: ١٩٩٣-٣٨٣٠' شمائل للترمذی: ٢٣٦' مسند احمد ج ٣ ص ١١٧-١٢٧-٢٤٢-٢٦٠' مسند ابی یعلی: ٤٠٢٩' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١٠ ص ٢٤٨' شعب الایمان للبیہقی: ٥٢٤٠' شرح السنہ للبغوی: ٣٦٠٦' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ٤٢٠' صحیح ابوداؤد: ٤١٨٢

[١٠٣١] ابوداؤد: ٤٩٩٨' ترمذی: ١٩٩٢' شمائل للترمذی: ٢٣٩' الادب المفرد للبخاری: ٢٦٨' مسند ابی یعلی: ٣٧٧٦' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١٠ ص ٢٤٨' شرح السنہ للبغوی: ٣٦٠٥' صحیح ابوداؤد: ٤١٨٠

حضرت امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[١٠٣٢]

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اپنے بھائی سے بغض نہ رکھو اس سے مزاح نہ کرو اور اس سے ایسا وعدہ نہ کرو جسے پورا نہ کر سکو۔[١٠٣٣]

مزاح کے جواز اور عدم جواز کی صورتیں

علماء کرام فرماتے ہیں: زائد از ضرورت اور بکثرت مزاح منع ہے' یہ ہنسی اور قساوتِ قلبی پیدا کرتا ہے' ذکرِ الٰہی اور اُمورِ دینیہ میں غور وفکر سے غافل کرتا ہے' بسا اوقات ایذاء رسانی کا باعث بن جاتا ہے' کینہ پیدا کرتا ہے اور رعب اور وقار ختم کر دیتا ہے۔

جو مزاح ان اُمورِ مذکورہ سے محفوظ ہو وہ جائز ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' آپ ﷺ کسی مصلحت کی خاطر یا مخاطب کو خوش کرنے یا اس سے اظہارِ انس ومحبت کے لیے کبھی کبھی مزاح فرمایا کرتے تھے' اس میں قطعاً ممانعت نہیں ہے بلکہ اگر اس طریقہ سے ہو تو رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

جو کچھ ہم نے بحوالہ علماء کرام نقل کیا ہے اور ان احادیث کی تحقیق کی ہے اور احکام بیان کیے ہیں' ان پر اعتماد کیجئے' ان کی بہت ضرورت ہے۔

باب: سفارش کرنے کا بیان

حکمرانوں اور دیگر حقوق دلانے والوں سے سفارش کرنا مستحب ہے بشرطیکہ سفارش کسی حد شرعی اور ایسے معاملہ میں نہ ہو جس کا ترک جائز نہ ہو' مثال کے طور پر کسی بچے اور مجنون کے کفیل یا وقف شدہ املاک کے نگران سے سفارش کرنا کہ وہ اپنی نگرانی کے بعض حقوق ترک کر دے' ایسی سفارش کرنا حرام ہے اور جس سے سفارش کی گئی ہو اسے قبول کرنا بھی حرام ہے' اور ایسی سفارش کی حقیقت معلوم ہو جانے کے بعد دوسرے لوگوں کے لیے اس میں بھاگ دوڑ کرنا بھی حرام ہے' اس کے دلائل قرآن وسنت اور علماء اُمت کے اقوال میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًاO (النساء:٨٥)

جو اچھی سفارش کرے گا اس کے لیے (بھی) اس میں سے حصہ ہے اور جو بُری سفارش کرے گا اس کے لیے (بھی) اس میں سے حصہ ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہےO

اہل لغت کے نزدیک آیہ مبارکہ میں موجود لفظ ''مُقِيْتْ'' کا معنی ہے: قدرت اور طاقت والا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر مفسرین سے یہی منقول ہے' دیگر علماء کے نزدیک ''مُقِيْتْ'' کا معنی ہے: نگہبان۔ بعض کے نزدیک ''مُقِيْتْ'' اس کو کہتے ہیں جس کے ذمہ ہر جانور کو رزق دینا ہو۔ امام کلبی فرماتے ہیں: نیکی اور برائی کا بدلہ دینے والی ذات کو مقیت کہتے ہیں' بعض کے نزدیک مقیت بمعنی گواہ ہے' یہ معنی ماقبل بیان کردہ معنی نگہبان کی طرف راجع ہے۔

[١٠٣٢] ترمذی:١٩٩١' شمائل للترمذی:٢٣٨' مسند احمد ج٢ ص٣٦٠' شرح السنہ للبغوی:٣٦٠٢' الادب المفرد للبخاری:٢٦٥' السنن الکبریٰ للبیہقی ج١٠ ص٢٤٨' تخریج المشکاۃ للالبانی:٤٨٨٥

[١٠٣٣] ترمذی:١٩٩٦' الادب المفرد للبخاری:٣٩٤' ضعیف ترمذی:٣٤٢

اور لفظ ''کِفْل'' کا معنی حصہ ہے۔

آیت مبارکہ میں مذکور شفاعت کے متعلق علماء کرام کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اس سے وہی سفارش مراد ہے جو ہمارے ہاں رائج اور معروف ہے، یعنی جو لوگ ایک دوسرے کی سفارش کرتے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں: بہترین سفارش یہ ہے کہ آدمی کا ایمان سفارش کرے کہ وہ بندہ کفار سے جہاد کرے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب کوئی حاجت مند حاضر ہوتا تو آپ حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: سفارش کرو اجر پاؤ' اللہ تعالیٰ اپنے نبی (کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے وہی فیصلہ کرائے گا جو اسے پسند ہوگا۔ ایک روایت میں ہے: جیسے وہ چاہے گا۔ حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت اس طرح ہے: مجھ سے سفارش کرو تا کہ تمہیں اجر ملے اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی (مکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کی زبان سے وہی فیصلہ کرائے گا جو وہ چاہے گا۔

یہ روایت صحیحین کے معنی کی وضاحت کرتی ہے۔[١٠٣٤]

صحیح بخاری میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند کا قصہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم اپنے خاوند کے پاس واپس چلی جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ فرمایا: میں تو سفارش کر رہا ہوں' عرض کیا: مجھے اس شوہر کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔[١٠٣٥]

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: عیینہ فزاری مدینہ منورہ آیا اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس کے ہاں ٹھہرا۔ حر' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کابینہ میں شامل تھے' عیینہ نے کہا: اے بھتیجے! امیر المؤمنین کے دربار تک تیری رسائی ہے' مجھے حاضری کی اجازت لے دو' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اجازت دے دی' وہ آتے ہی بولا: سن اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ ہمیں وافر مال دیتے ہو اور نہ ہمارے درمیان انصاف کرتے ہو! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو غصہ آ گیا اور اس کی ٹھکائی کرنے کے لیے اٹھے ہی تھے کہ حر بول پڑے: اے امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِیْنَO (الاعراف:١٩٩)

آپ عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کیجئے اور نیکی کا حکم دیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئےO

اور یہ بھی ایک جاہل انسان ہے (اس لیے آپ درگزر فرمائیں) اللہ کی قسم! جب حر نے یہ آیت تلاوت کی' حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہیں رک گئے کیونکہ وہ کتاب اللہ کا مفہوم خوب جانتے تھے۔[١٠٣٦]

باب: خوشخبری دینا اور مبارک باد کہنا مستحب ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیْ فِی الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحْیٰی

تو جس وقت وہ عبادت کے حجرے میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے' فرشتوں نے انہیں پکار کر کہا کہ (اے زکریا!) بے شک اللہ آپ کو یحییٰ کی

[١٠٣٤] بخاری:١٤٣٢' مسلم:٢٦٢٧' ابوداؤد:٥١٣١' ترمذی:٢٦٧٢' نسائی ج٥ ص٧٨' مسند احمد ج٤ ص٤٠٠-٤٠٣-٤٠٩' شعب الایمان للبیہقی:٧٦١٢' جامع الاصول: ٤٨٠٧

[١٠٣٥] بخاری:٥٢٨٠-٥٢٨٢-٥٢٨٣' ابوداؤد:٢٢٣١-٢٢٣٢' ترمذی:١١٥٦' نسائی ج٨ ص٢' سنن دارمی:٢٢٩٧' ابن ماجہ:٢٠٧٥' مسند احمد ج١ ص٢١٥' شرح السنۃ للبغوی:٢٢٩٩' السنن الکبریٰ للبیہقی ج٧ ص٢٢٢' صحیح ابن حبان:٤٢٥٩' جامع الاصول:٥٧٨١

[١٠٣٦] سابقہ:٩٩٢

(آل عمران:٣٩) خوشخبری دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى لا (العنکبوت:٣١)

اور جب ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى (ھود:٦٩)

اور بے شک ہمارے فرشتے ابراہیم کے پاس بشارت لے کر آئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ○ (الصافات:١٠١)

سو ہم نے ان کو ایک حلم والے لڑکے کی بشارت دی○

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالُوْا لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوْهُ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ○ (الذاریات:٢٨)

انہوں نے کہا: آپ مت ڈریں اور ان کو ایک علم والے لڑکے کی بشارت دی○

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ○ (الحجر:٥٣)

انہوں نے کہا: آپ ڈریں مت! بے شک ہم آپ کو علم والے بیٹے کی بشارت دے رہے ہیں○

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ○ (ھود:٧١)

اور ابراہیم کی بیوی جو کھڑی ہوئی تھی وہ ہنس پڑی تو ہم نے اس کو اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری سنائی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی○

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ (آل عمران:٤٥)

جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بے شک اللہ تمہیں اپنی طرف سے ایک (خاص) کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ط (الشوریٰ:٢٣)

یہی وہ چیز ہے جس کی اللہ اپنے بندوں کو بشارت دیتا ہے (وہ بندے) جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَبَشِّرْ عِبَادِ○ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط (الزمر:١٧-١٨)

سو آپ میرے بندوں کو بشارت دیجئے○ جو غور سے بات سنتے ہیں پھر احسن بات کی پیروی کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَO (حٰم السجدۃ:۳۰)

اور اس جنت کی بشارت سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہےO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ یَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ بُشْرٰىكُمُ الْیَوْمَ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. (الحدید:۱۲)

جس دن آپ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھیں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کی دائیں طرف دوڑ رہا ہوگا' (ان سے کہا جائے گا) آج تمہیں ان جنتوں کی بشارت ہے جن کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہیںO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ مُّقِیْمٌO (التوبہ:۲۱)

ان کا رب ان کو اپنی رحمت اور رضا کی خوشخبری دیتا ہے اور ان جنتوں کی جن میں ان کے لیے دائمی نعمت ہےO

اور بشارت کے متعلق بکثرت احادیث مبارکہ موجود ہیں۔

من جملہ وہ حدیث ہے جس میں اُم المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں یاقوت کے ایسے محل کی بشارت دی گئی جس میں نہ پریشانی ہوگی نہ شور۔[۱۰۳۷]

ایک وہ حدیث شریف ہے جس میں حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے' آپ فرماتے ہیں: میں نے ایک چلّانے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے پکار رہا تھا: اے کعب ابن مالک! تمہیں بشارت ہو! پھر لوگ ہمیں بشارت سنانے کے لیے چل پڑے' اور میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہونے کے لیے چل پڑا' لوگ گروہ در گروہ مجھے ملتے رہے اور قبولیتِ توبہ پر مجھے مبارک دیتے رہے' وہ کہتے تھے: تجھے مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمالی ہے' یہاں تک کہ میں مسجد میں داخل ہوگیا' لوگوں کے درمیان رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ طلحہ ابن عبید اللہ اُٹھ کھڑے ہوئے' دوڑتے ہوئے میری طرف آئے' مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک دی' حضرت کعب رضی اللہ عنہ' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ (کی اس دلجوئی) کو کبھی نہیں بھولے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کیا' اس وقت آپ کا رخ انور خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب سے تیری ماں نے تجھے جنا ہے' اب تک کے سب سے بہترین دن کی تمہیں بشارت ہو!

[۱۰۳۸]

باب: تسبیح و تہلیل وغیرہ الفاظ سے اظہارِ تعجب جائز ہے

صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ان سے ملاقات ہوئی' اس وقت ابو ہریرہ حالت جنابت میں تھے' وہاں سے کھسک گئے اور جا کر غسل کیا' نبی کریم ﷺ نے انہیں گم پایا' جب وہ حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ابو ہریرہ! کہاں تھے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! آپ سے ملاقات کے وقت میں حالت جنابت میں تھا اور بغیر غسل کیے آپ کے ساتھ بیٹھنا میں نے پسند نہ کیا' فرمایا:

[۱۰۳۷] بخاری: ۳۸۱۹-۱۷۹۲' مسلم: ۲۴۳۳' مسند احمد ج ۴ ص ۳۵۵-۳۵۶-۳۸۱' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۱۳۳' مسند حمیدی: ۷۲۰' صحیح ابن حبان: ۷۰۰۵

[۱۰۳۸] سابقہ: ۶۱۸/۔۶۸

سُبْحَانَ اللّٰہِ، اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا یَنْجُسُ. پاکی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، بے شک مؤمن پلید نہیں ہوتا۔[١٠٣٩]

صحیح بخاری و مسلم میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم ﷺ سے حیض کے غسل کا طریقہ دریافت کیا، آپ ﷺ نے اسے غسل کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: کستوری کا ٹکڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کر لینا، بولی: کیسے پاکی حاصل کروں؟ فرمایا: اس سے پاکی حاصل کر لینا، بولی: وہ کیسے؟ فرمایا: سبحان اللہ! پاکی حاصل کر لینا، (اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا اور بتایا: خون کے نشانات تلاش کر کے صاف کر لینا۔

یہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے اور مسلم شریف کی روایات اس کے ہم معنی ہیں۔ حدیث شریف میں موجود لفظ ''فِرصَہ'' فاء کے کسرہ اور صاد کے ساتھ ہے، معنی ہے: ٹکڑا، اور لفظ ''مِسك'' میم مکسور کے ساتھ، ایک معروف خوشبو ہے جسے کستوری کہتے ہیں، بعض نے کہا: میم مفتوح ہے، معنی ہے: جلد، دیگر اقوال بھی موجود ہیں۔ عورت کے لیے بہتر ہے کہ جب حیض سے فارغ ہو تو کستوری کا ٹکڑا، روئی، اُون یا کپڑا وغیرہ میں لپیٹ کر خون نکلنے کی جگہ رکھ لے تاکہ خوشبو پیدا ہو اور بدبو زائل ہو جائے۔

بعض نے کہا: ایسا کرنے سے بچے کی ولادت جلد ہو جاتی ہے، مگر یہ قول ضعیف ہے۔[١٠٤٠]

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رُبیع کی بہن اُم حارثہ نے ایک آدمی زخمی کر دیا، وہ لوگ فیصلہ کے لیے نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: قصاص قصاص..... اُم ربیع بولیں: یارسول اللہ! آپ فلانہ (اُم حارثہ) سے قصاص لیں گے، اللہ کی قسم! اس سے قصاص نہیں لیا جا سکتا! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اے اُم ربیع! قصاص تو قرآن (کا حکم) ہے۔[١٠٤١]

نوٹ: اصل حدیث صحیحین میں موجود ہے، یہاں مسلم شریف کی روایت بیان کی گئی ہے اور یہاں اسی کی ضرورت تھی، لفظ ربیع را کے ضمہ، با کے فتحہ اور یا مشددہ کے کسرہ سے ہے۔

مسلم شریف میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث شریف مروی ہے، جس میں اس عورت کا واقعہ ہے جو قید کر لی گئی تھی، پھر وہ بھاگ نکلی اور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہوئی، اس نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے نجات عطاء فرمادی تو وہ اس اونٹنی کو ذبح کر دے گی، جب وہ خیریت سے اپنے گھر آ گئی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی نذر کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس عورت نے اس اونٹنی کو بہت بُرا بدلہ دیا ہے۔[١٠٤٢]

صحیح مسلم کی حدیث استیذان کے آخر میں ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابن خطاب! رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام کے لیے عذاب نہ بن جانا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سبحان اللہ! میں نے جو کچھ سن رکھا ہے، میری خواہش ہے کہ اس پر ثابت قدم رہوں۔[١٠٤٣]

[١٠٣٩] بخاری: ٢٨٣۔٢٨٥، مسلم: ٣٧١، ابوداؤد: ٢٣١، ترمذی: ١٢١، نسائی ج ١ ص ١٤٥۔١٤٦، ابن ماجہ: ٥٣٤، مسند احمد ج ٢ ص ٢٣٥۔٣٨٢، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١ ص ١٨٩، مصنف ابن ابی شیبہ ج ١ ص ١٧٣، صحیح ابن حبان: ١٢٥٦

[١٠٤٠] بخاری: ٣١٤۔٣١٥۔٧٣٥٧، مسلم: ٣٣٢، ابوداؤد: ٣١٤۔٣١٦، نسائی ج ١ ص ١٣٥۔١٣٧، ابن ماجہ: ٦٤٢، مسند احمد ج ٦ ص ١٢٢۔١٣٧۔١٨٨، سنن دارمی: ٧٧٩، شرح السنہ للبغوی: ٢٥٢۔٢٥٣، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ١ ص ١٨٠۔١٨٣، صحیح ابن حبان: ١١٩٦

[١٠٤١] بخاری: ٢٧٠٣، مسلم: ١٦٧٥، ابوداؤد: ٤٥٩٥، نسائی ج ٨ ص ٢٦۔٢٨، ابن ماجہ: ٢٦٤٩، مسند احمد ج ٣ ص ١٢٨۔١٦٧۔٢٨٤، شرح السنہ للبغوی: ٢٥٢٩، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ٨ ص ٦٤، صحیح ابن حبان: ٦٤٥٧، مسند ابویعلیٰ: ٣٥١٩

[١٠٤٢] مسلم: ١٦٤١، نسائی ج ٧ ص ٢٩، صحیح ابن حبان: ٤٣٧٦

[١٠٤٣] مسلم: ٢١٥٣، ابوداؤد: ٥١٨١، مسند احمد ج ٣ ص ٣٩٨، صحیح ابن حبان: ٥٧٧٦۔٥٧٧٧

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث موجود ہے کہ جب انہیں کہا گیا: آپ تو جنتی ہیں' فرمایا: سبحان اللہ! کسی کو زیب نہیں دیتا کہ بغیر علم کے کوئی بات کر دے۔[١٠٤٤]

باب: نیکی کا حکم کرنے اور بُرائی سے روکنے کا بیان

یہ باب بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ کثرتِ مواقع اور شدتِ اہتمام کے باعث اس میں بکثرت نصوص وارد ہوئی ہیں' اور عوام الناس کی اس سے بے اعتنائی بھی کثرتِ نصوص کا ایک سبب ہے' جملہ روایات کو احاطۂ تحریر میں لانا ممکن تو نہیں مگر بنیادی اصولوں کو ہم ترک بھی نہیں کریں گے' اس عنوان پر علماء کرام کی تصانیف موجود ہیں' میں نے بھی شرح صحیح مسلم کے آغاز میں اس موضوع پر کچھ مواد پیش کیا ہے' وہاں کچھ اہم اُمور ذکر کیے ہیں' جن کی معرفت حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O (آل عمران:١٠٤)

اور تم میں ایسے لوگوں کی ایک جماعت ہونی چاہیے جو اچھائی کی طرف بلائیں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور بُرے کاموں سے منع کریں اور وہی لوگ فلاح کو پہنچنے والے ہیں O

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ. (الاعراف:١٩٩)

آپ درگزر کا طریقہ اختیار کیجئے اور نیکی کا حکم کیجئے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (التوبہ:٧١)

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے کارساز ہیں' وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور بُرائی سے منع کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ (المائدہ:٧٩)

وہ ایک دوسرے کو اس بُرے کام سے نہیں روکتے تھے جو انہوں نے کیا تھا۔

اس عنوان کی دیگر آیاتِ مبارکہ بھی موجود ہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو آدمی کوئی بُرائی ہوتی دیکھے تو اسے قوتِ بازو سے روک دے' اگر اتنی طاقت نہ ہو تو اسے زبان سے روکے' اگر اس کی بھی قوت نہ رکھے تو دل سے بُرا جانے اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔[١٠٤٥]

ترمذی شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور نیکی کا حکم دو اور بُرائی سے منع کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کرے گا' پھر تم اس سے

[١٠٤٤] سابقہ:٨٤٨

[١٠٤٥] مسلم:٤٩' ابوداؤد:١١٤٠-١١٤٠' ٤٣٤٤' ترمذی:٢١٧٣' مسند احمد ج ٣ ص١٠-٢٠-٤٩-٥٣-٥٤-٩٢' ابن ماجہ:١٢٧٥-٤٠١٣' السنن الکبریٰ للبیہقی ج١٠ ص٩٠' شعب الایمان للبیہقی:٧٥٥٩' صحیح ابن حبان:٣٠٦-٣٠٧' جامع الاصول:١٠٧

دعا کرو گے وہ قبول نہیں ہوگی۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[١٠٤٦]

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: لوگو! تم اس آیہ مبارکہ کی تلاوت کرتے ہو:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۚ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۗ (المائدہ:١٠٥)

اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو کسی کی گمراہی سے تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا۔

اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کی گرفت نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا عذاب نازل فرمادے![١٠٤٧]

سنن ابوداؤد' ترمذی اور دیگر کتب میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے عدل وانصاف کی بات کردینا بہترین جہاد ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[١٠٤٨]

آیت مذکورہ فی الباب کے متعلق ایک ضروری وضاحت

عنوان مذکور پر بے شمار احادیث موجود ہیں' اور ماقبل مذکور آیت مبارکہ سے اکثر جاہلوں نے دھوکہ کھایا ہے' وہ اس کا غلط مفہوم بیان کرتے ہیں۔ درست معنی یہ ہے کہ جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا' جب تم نے وہ کام کرلیا تو کسی گمراہ کی گمراہی تمہیں نقصان نہیں دے سکے گی' اور جن چیزوں کا تمہیں حکم دیا گیا ہے' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی انہیں میں سے ہے' آیت مذکورہ بالا اور درج ذیل آیت قریب المعنی ہیں:

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ. (العنکبوت:١٨)

اور رسول کے ذمہ واضح طور پر پیغام پہنچانے کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی کچھ شرائط وغیرہ ہیں' اس کتاب میں تفصیل کی گنجائش نہیں' (حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب) احیاء العلوم میں اس کی بہترین تفصیل موجود ہے' میں نے بھی شرح صحیح مسلم میں اس کے اہم مقاصد بیان کردیئے ہیں۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

۞۞۞۞۞

[١٠٤٦] ترمذی:٢١٧٠' مسند احمد ج ٥ ص ٣٨٨۔٣٩٠۔٣٩١' شعب الایمان للبیہقی:٧٥٥٨' المعجم الاوسط للطبرانی:١٣٨٩۔١٤٠١' صحیح ترمذی:١٧٦٢

[١٠٤٧] ترمذی:٣٠٥٩۔٣١٦٩' ابوداؤد:٤٣٣٨' ابن ماجہ:٤٠٠٥' مسند احمد ج ١ ص ٢' شعب الایمان للبیہقی:٧٥٥٠' تہذیب المجد یب ج ١ ص ٢٦٧۔٢٦٩

[١٠٤٨] ترمذی:٢١٧٥' ابوداؤد:٤٣٤٤' مسند احمد ج ٣ ص ١٩' ابن ماجہ:٤٠١١' نسائی ج ٧ ص ١٦١' صحیح الجامع الصغیر للالبانی:١١١١

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۷

زبان کی حفاظت کا بیان

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌO (ق:۱۸) وہ جو بات بھی کہتا ہے (اس کو لکھنے کے لیے) اس کا محافظ (فرشتہ) منتظر ہوتا ہےO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِO (الفجر:۱۴) بے شک آپ کا رب (ان کی) گھات میں ہےO

اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق سے اس سے قبل میں نے مستحب اور دیگر اذکار بیان کر دیئے ہیں' اب ارادہ ہے کہ مکروہ یا حرام الفاظ کا بیان کر دوں' تا کہ یہ کتاب الفاظ کے احکام اور اقسام کی جامع ہو جائے' ان میں ایسے مقاصد بیان کروں گا جس کی معرفت کا ہر صاحبِ دین محتاج ہوتا ہے' اکثر اُمورِ معروفہ بیان کروں گا' اس لیے دلائل ترک کر دوں گا۔ وباللہ التوفیق!

فصل: آدمی کو چاہیے کہ مفید بات کرے ورنہ خاموش رہے

ہر عاقل بالغ مسلمان کو چاہیے کہ ہر طرح کی گفتگو سے اپنی زبان محفوظ رکھے' صرف وہ کلام کرے جس کی مصلحت بالکل ظاہر ہو' اور جب گفتگو کرنے اور نہ کرنے میں مصلحت برابر ہو تو خاموش رہنا سنت ہے' کیونکہ بعض اوقات مباح کلام کسی حرام یا مکروہ بات تک لے جاتا ہے' بلکہ عادۃً ایسا اکثر ہوتا رہتا ہے' اور سلامتی کے برابر کوئی چیز بھی نہیں ہے۔

صحیح بخاری ومسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے' وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

اس حدیث کی صحت پر تمام ائمہ متفق ہیں' یہ اس بات پر صریح نص ہے کہ آدمی اس وقت بات کرے جب اس کے بولنے میں مصلحت یقینی ہو اور اگر مصلحت مشکوک ہو تو بالکل کلام نہ کرے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آدمی بات کرنے سے قبل سوچ لے' اگر مصلحت ظاہر ہو تو بات کر لے' ورنہ خاموش رہے۔ [۱۰۴۹]

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کون سا مسلمان افضل ہے؟ فرمایا: جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ [۱۰۵۰]

صحیح بخاری میں حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی اپنے دو جبڑوں اور دو پاؤں کے درمیان والی چیزوں کی مجھے ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ [۱۰۵۱]

[۱۰۴۹] سابقہ: ۷۲۷

[۱۰۵۰] بخاری: ۱۱' مسلم: ۴۲' ترمذی: ۲۵۰۶' نسائی ج ۸ ص ۱۰۶-۱۰۷' شرح السنہ للبغوی: ۱۳

[۱۰۵۱] بخاری: ۶۴۷۴-۶۸۰۶' ترمذی: ۲۴۱۰' مسند احمد ج ۵ ص ۳۳۳' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۱۳

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ غور و فکر کے بغیر بات کر دیتا ہے' جس کے باعث جہنم میں جا گرتا ہے' جس کا فاصلہ مشرق و مغرب کی درمیانی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے: مشرق کے مابین مسافت سے زیادہ ہے۔ اس روایت میں مغرب کا ذکر نہیں۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی ایسی بات کر دیتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہوتی ہے جبکہ وہ بندہ اس بات کی قدر و قیمت نہیں جانتا' اللہ تعالیٰ اس بات کی وجہ سے اس کے درجات بلند فرما دیتا ہے' اور کوئی بندہ ایسی بات کر دیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے' وہ بندہ اس کی پرواہ نہیں کرتا اور جہنم میں جا گرتا ہے۔ [۱۰۵۲]

نوٹ: حدیث شریف میں موجود عبارت ''یرفع اللّٰہ بھا درجات'' یہ درست ہے۔ اصول بخاری میں اسی طرح ہے' ضمیر مجرور محذوف ہے' تقدیر عبارت ہے: ''درجاتہ'' یا ''یرفع'' کی ضمیر منصوب متصل محذوف مانی جائے گی اور تقدیر عبارت ہوگی: ''یرفعہٗ'' اور لفظ ''یَلْقِی'' قاف سے ہے۔

موطأ امام مالک' ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت بلال ابن حارث مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی ایسا کلمہ بول دیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہو جاتا ہے' اس بندہ کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ کس مقام تک جا پہنچے گا' اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے کہ اس کلمہ کے بدلے قیامت کے روز اس بندے کو میری خوشنودی نصیب ہوگی' اور کوئی آدمی ایسی بات کر دیتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے اور اس کے وہم و گمان میں نہیں ہوتا کہ یہ بات کس قدر تباہ کن ہوگی' اللہ تعالیٰ لکھ دیتا ہے کہ قیامت کے دن یہ بندہ اس بات کی وجہ سے میری ناراضگی کا سامنا کرے گا۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ [۱۰۵۳]

ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت سفیان ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کوئی بات ارشاد فرمائیں جس پر میں مضبوطی سے کاربند ہو جاؤں' آپ ﷺ نے فرمایا: کہو میرا رب اللہ ہے' پھر اس پر ثابت قدم ہو جاؤ۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! جن چیزوں کے نقصان کا خوف کیا جا سکتا ہے ان میں سے کس سے ڈرتا رہوں؟ آپ ﷺ نے اپنی زبانِ اقدس پکڑ کر فرمایا: اس سے۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث حسن صحیح ہے۔ [۱۰۵۴]

ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ گفتگو نہ کیا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر زیادہ گفتگو دل کو سخت اور آدمی کو بدبخت کر دیتی ہے اور قاسی القلب (سخت دل والا) تمام لوگوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے دور رہتا ہے۔ [۱۰۵۵]

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز کے شر سے بچا لیا' وہ آدمی جنت میں داخل ہو گیا۔

[۱۰۵۲] بخاری: ۶۴۷۷-۶۴۷۸' مسلم: ۲۹۸۸' موطا ج ۲ ص ۹۸۵' ترمذی: ۲۳۱۵' مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۴-۳۷۹' ابن ماجہ: ۳۹۷۰' شرح السنۃ للبغوی: ۴۱۲۳' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۵۶' صحیح ابن حبان: ۵۷۰۶-۵۷۰۸' جامع الاصول: ۹۴۱۰

[۱۰۵۳] ترمذی: ۲۳۲۰' موطأ ج ۲ ص ۹۸۵' مسند احمد ج ۳ ص ۴۶۹' ابن ماجہ: ۳۹۶۹' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۵۷' الاحادیث الصحیحہ: ۸۸۸

[۱۰۵۴] ترمذی: ۲۴۱۲' مسند احمد ج ۳ ص ۴۱۳- ج ۴ ص ۳۸۴-۳۸۵' سنن دارمی: ۲۷۱۳' ابن ماجہ: ۳۹۷۲' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۱۶' صحیح ابن حبان: ۵۶۹۹' مسلم: ۳۸

[۱۰۵۵] ترمذی: ۲۴۱۳' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۸۶' الاحادیث الضعیفہ: ۹۲۰

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۰۵۶]

ترمذی شریف میں حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! نجات کیا ہے؟ فرمایا: زبان قابو میں رکھو' گھر اپنے لیے وسیع رکھو' اپنی خطاؤں پر گریہ وزاری کرو۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۰۵۷]

ترمذی شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی جب صبح کرتا ہے' اس کے تمام اعضاء زبان کے سامنے دست بستہ عرض کرتے ہیں' ہمارے معاملے میں اللہ سے ڈرنا ہماری سلامتی تجھ سے وابستہ ہے' اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔[۱۰۵۸]

ترمذی اور ابن ماجہ میں اُم المؤمنین حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: امر بالمعروف' نہی عن المنکر اور ذکر الٰہی کے بغیر آدمی کی کسی بات کا اسے کوئی فائدہ نہیں۔[۱۰۵۹]

ترمذی شریف میں حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی عمل بتائیں جو جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کر دے' فرمایا: تم نے بہت بڑی بات پوچھ لی ہے' بلاشبہ یہ اس کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کر دے' اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ' نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو' پھر فرمایا: کیا بھلائی کے دروازوں پر میں تیری راہنمائی نہ کردوں! روزہ ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو ایسے مٹا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے' اور رات کے درمیان آدمی کا نماز ادا کرنا' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَO فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَO (السجدہ:۱۶-۱۷)

ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں' وہ خوف اور اُمید سے اپنے رب کو پکارتے ہیں اور وہ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے بعض کو خرچ کرتے ہیں' سو کوئی نہیں جانتا کہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک کے لیے اس کے اعمال کی جزاء میں کس نعمت کو چھپا کر رکھا گیا ہےO

پھر فرمایا: کیا میں تمہیں معاملے کے سر' ستون اور کوہان کی چوٹی کی خبر نہ دوں! میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیوں نہیں! فرمایا: معاملے کا سر اسلام ہے' اس کا ستون نماز ہے اور کوہان کی چوٹی جہاد ہے' پھر فرمایا: کیا میں تمہیں ہر چیز کے مقصود کی خبر نہ دے دوں! میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! آپ ﷺ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: اسے روک لو' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمیں اپنی گفتگو کی وجہ سے گرفت ہوگی؟ فرمایا: تیری ماں تجھے روئے! لوگوں کو منہ کے بل جہنم میں صرف ان کی زبانوں کی کمائی گرائے گی۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۰۶۰]

[۱۰۵۶] ترمذی:۲۴۰۹' صحیح ابن حبان:۲۵۴۶' حاکم ج ۴ ص ۳۵۷' الاحادیث الصحیحہ:۵۱۰

[۱۰۵۷] ترمذی:۲۴۰۸' مسند احمد ج ۴ ص ۱۴۸-۱۵۸-۱۵۹-ج ۵ ص ۲۵۹' کتاب الصمت لابن ابی الدنیا:۲' شعب الایمان للبیہقی:۸۰۵' الاحادیث الصحیحہ:۸۹۰

[۱۰۵۸] ترمذی:۲۴۰۹' مسند احمد ج ۳ ص ۹۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۱' شعب الایمان للبیہقی:۴۹۴۵' حلیۃ الاولیاء ج ۴ ص ۳۰۹' صحیح ترمذی:۱۹۶۲

[۱۰۵۹] ترمذی:۲۴۱۴' ابن ماجہ:۳۹۷۴' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی:۵' کتاب الصمت لابن ابی الدنیا:۱۳' حاکم ج ۲ ص ۵۱۲' ضعیف ترمذی:۴۲۳

[۱۰۶۰] ترمذی:۲۶۱۶' مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۱-۲۳۲-۲۳۷-۲۴۵-۲۴۶' ابن ماجہ:۳۹۷۳' شعب الایمان للبیہقی:۳۳۴۹-۴۹۵۸' الارواء للالبانی:۴۱۳

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فضول باتوں کو چھوڑ دینا آدمی کے اسلام کو خوبصورت بنا دیا۔

یہ حدیث حسن ہے۔[۱۰۶۱]

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو خاموش رہا' نجات پا گیا۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے' اور ضعف اسناد کو بیان کرنے کے لیے اس کو ذکر کیا ہے کیونکہ یہ زبان زد عام ہے اور اس حدیث کے ہم معنی احادیث صحیحہ بکثرت موجود ہیں' جو کچھ میں نے بیان کر دیا ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو اتنا ہی کافی ہے' کچھ چیزیں باب الغیبۃ میں انشاء اللہ آئیں گی۔[۱۰۶۲]

اس باب میں بزرگوں کے اقوال بے شمار ہیں' روایاتِ مذکورہ کے ہوتے ہوئے ان کی ضرورت تو نہیں مگر ان میں سے بعض اہم "اقوال" کو ہم بیان کر دیتے ہیں۔

ہمیں یہ روایت موصول ہوئی ہے کہ ایک دن قُس ابن ساعدہ اور اکثم ابن صیفی اکٹھے ہوئے' ایک نے دوسرے سے کہا: آپ نے آدمی میں کتنے عیوب ملاحظہ کیے ہیں؟ دوسرے نے کہا: ہیں تو بے شمار' مگر میں نے آٹھ ہزار شمار کیے ہیں' اور ایک خصلت ایسی پائی ہے اگر اسے استعمال کر لے تو سارے عیب چھپ سکتے ہیں' پوچھا: وہ کون سی؟ کہا: زبان کی حفاظت۔

حضرت فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو آدمی عمل کے مقابلہ میں کلام کا شمار کرے تو اس کی فضول باتیں کم ہو جاتی ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دوست حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: اے ربیع! بے مقصد گفتگو سے پرہیز کر' کیونکہ جب تم نے کوئی بات زبان سے نکال دی تو وہ بات تمہاری مالک ہو جائے گی' تم اس کے مالک نہیں رہو گے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

زبان سے بڑھ کر کوئی چیز قید میں رہنے کی مستحق نہیں۔

اور دیگر بزرگوں نے فرمایا:

زبان کی مثال درندے کی سی ہے کہ اگر اسے قابو میں نہ رکھو گے تو تم پر حملہ کر دے گا۔

حضرت استاذ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور رسالہ "قشیریہ" میں فرماتے ہیں:

خاموشی سلامتی ہے' یہی اصل ہے' خاموشی کے وقت خاموش رہنا مردانِ کمال کی صفت ہے' جس طرح بات کرنے کے وقت بات کرنا بہترین خصلت ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو حق بات کہنے سے خاموش رہے وہ گونگا شیطان ہے۔ آپ فرماتے ہیں: مجاہدہ اور ریاضت کرنے والوں نے جب گفتگو کی آفتیں دیکھیں تو انہوں نے سکوت کو ترجیح دی' پھر اس میں نفس کا حصہ' صفاتِ مدح وثناء کا اظہار' حسنِ نطق کے ذریعے لوگوں سے ممتاز رہنے کی رغبت اور دیگر آفات پائی جاتی ہیں' اس لیے سکوت اربابِ ریاضت کی صفت ہے اور اخلاقِ نفسانی کی تہذیب میں ان کا رکن ہے' وہ یہ اشعار وردِ زبان رکھتے ہیں:

[۱۰۶۱] ترمذی:۲۳۱۸' ابن ماجہ:۳۹۷۶' مسند الشہاب للقضاعی:۱۹۲' کتاب الصمت لابن ابی الدنیا:۱۰۸' صحیح ترمذی:۱۸۸۶' شرح ترمذی للمبارکفوری ج۶ ص۶۰۸

[۱۰۶۲] ترمذی:۲۵۰۳' سنن دارمی:۲۷۱۶' مسند احمد ج۲ ص۱۵۹۔۱۷۷' شعب الایمان للبیہقی:۴۹۸۳' الاحادیث الصحیحہ:۵۳۶' الفتوحات ج۶ ص۳۶۹

اِحْفَظْ لِسَانَكَ أَيُّهَا الْإِنْسَانُ ۔۔۔ لَا يَلْدَغَنَّكَ إِنَّهُ ثُعْبَانُ

كَمْ فِي الْمَقَابِرِ مِنْ قَتِيْلِ لِسَانِهِ ۔۔۔ قَدْ كَانَ هَابَ لِقَاءَهُ الشُّجْعَانُ

''اے انسان اپنی زبان کی حفاظت کر' یہ اژدھا ہے کہیں تجھے ڈنگ نہ مار دے' زبانوں کے مارے ہوئے کتنے ہی لوگ قبروں میں پڑے ہیں' جن کا سامنا کرنے سے بڑے بڑے بہادر ڈرتے تھے''۔

محترم ریاشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَعَمْرُكَ إِنَّ فِيْ ذَنْبِيْ لَشُغْلًا ۔۔۔ لِنَفْسِيْ عَنْ ذُنُوْبِ بَنِيْ أُمَيَّه

عَلٰى رَبِّيْ حِسَابُهُمْ إِلَيْهِ ۔۔۔ تَنَاهٰى عِلْمُ ذٰلِكَ لَا إِلَيَّه

وَلَيْسَ بِضَائِرِيْ مَا قَدْ أَتَوْهُ ۔۔۔ إِذَا مَا اللّٰهُ أَصْلَحَ مَا لَدَيَّه

''تیری عمر کی قسم! میرے اپنے گناہ بنو امیہ کے گناہوں سے میری توجہ ہٹا دیتے ہیں' اُن کا حساب میرا رب فرمالے گا' ان کے گناہوں کا علم اس کے پاس ہے میرے پاس نہیں' جب اللہ تعالیٰ میری اصلاحِ احوال فرمادے گا تو ان کی حرکتوں کا مجھے کیا نقصان ہے''۔

باب: غیبت اور چغلی کی حرمت کا بیان

یہ دو انتہائی قبیح خصلتیں ہیں' اکثر لوگ ان میں مبتلا ہیں' بہت کم محفوظ ہیں' ان سے بچنا بہت ضروری ہے' اس لیے ان کا آغاز کر رہا ہوں۔

غیبت کی تعریف اور اس کی صورتیں

غیبت یہ ہے کہ آپ کسی انسان میں موجود اس کا کوئی عیب (اس کی غیر موجودگی میں) بیان کریں جس کا ذکر اسے پسند نہ ہو' خواہ وہ وصف مذکور اس کے بدن میں ہو یا دین و دنیا میں ہو یا اس کی ذات' تخلیق اور اخلاق میں ہو' خواہ مال' اولاد' والدین' زوجہ' خادم اور غلام میں ہو' یا عمامہ' لباس' چال' حرکت' کشادہ روئی' بے حیائی' ترش روئی' خندہ روئی یا اس کے علاوہ کسی چیز میں ہو۔ اس کا ذکر آپ الفاظ سے کریں' تحریر میں کریں' رمز سے کر جائیں یا آنکھ' ہاتھ اور سر وغیرہ کے اشارہ سے کر جائیں' اوصاف بدن کا ذکر کرتے ہوئے غیبت اس طرح ہوگی: اندھا' لنگڑا' چندھا' گنجا' پستا' لمبا' کالا' زرد وغیرہ اور دین کے اوصاف مثلاً فاسق' چور' خائن' ظالم' نماز میں سست' نجاستوں سے لاپرواہ' گنہگار کا بیٹا' زکوٰۃ مستحق کو نہیں دیتا' غیبت سے نہیں بچتا' اور اوصاف دنیا میں غیبت یوں ہوگی' بے ادب ہے' لوگوں کو حقیر جانتا ہے' اپنے اوپر کسی کے حق کی پرواہ نہیں کرتا' باتونی ہے' زیادہ کھاتا ہے' زیادہ سوتا ہے' بے وقت سوتا ہے' نامناسب جگہ بیٹھتا ہے' اور کسی کے والد کے متعلق غیبت اس طرح ہوگی: اس کا باپ فاسق ہے' عجمی ہے' ایک عام آدمی ہے' حبشی ہے' موچی ہے' پارچہ فروش ہے' بیوپاری ہے' بڑھئی ہے' لوہار ہے' جولاہا ہے' وغیرہ' اور اخلاق میں غیبت یوں ہوگی: وہ بداخلاق ہے' متکبر' ریاکار' جلد باز' جابر' بے بس' بزدل' لاپرواہ' ترش رو اور دھوکہ باز ہے' وغیرہ۔ لباس کی غیبت یہ ہے: وہ کھلی آستینوں والا ہے' لمبے دامن والا اور میلے کچیلے کپڑوں والا ہے' وغیرہ ذالک۔ دیگر اوصاف کو مذکورہ اوصاف پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ غیبت کے متعلق ضابطہ وہی ہے کہ آپ کسی کا ایسا وصف ذکر کریں جسے وہ پسند نہ کرتا ہو۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: غیبت کے اس مفہوم پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ'' آپ کسی کا ایسا ذکر کریں جسے وہ پسند نہ کرتا ہو''۔

چغلی کی تعریف

فساد پھیلانے کی نیت سے لوگوں کی باتیں ایک دوسرے کی طرف منتقل کرنا چغلی کہلاتا ہے۔

چغلی اور غیبت کا حکم اور ان کے متعلق نصوص

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ چغلی اور غیبت دونوں حرام ہیں' کتاب اللہ' سنت رسول اور اجماع اُمت میں ان کی حرمت پر صریح دلائل موجود ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا — اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

(الحجرات:۱۲)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۣ ۝ (الھمزہ:۱) — ہر طعنہ زن عیب کے متلاشی کے لیے ہلاکت ہے ۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ (القلم:۱۱) — جو بہت طعنے دینے والا اور چلتا پھرتا چغل خور ہے ۝

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو گا۔[۱۰۶۳]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں کے پاس سے گزر ہوا' آپ ﷺ نے فرمایا: ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے' اور کسی بڑی بات میں ان کو عذاب نہیں دیا جا رہا۔ بخاری شریف کی روایت اس طرح ہے: بلکہ یہ بہت بڑی بات ہے' ان میں سے ایک چغلی کیا کرتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا۔ علماء کرام فرماتے ہیں: حدیث شریف کے جملہ ''وما یعذبان فی کبیر'' کا مطلب ہے کہ وہ اپنے گمان میں اسے بڑی بات نہ سمجھتے تھے یا مفہوم یہ ہے کہ دونوں کے لیے ان خرابیوں کو ترک کرنا کوئی بڑی بات نہ تھی۔[۱۰۶۴]

صحیح مسلم' سنن ابوداؤد' ترمذی اور نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں' فرمایا: تم اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرو جسے وہ پسند نہ کرتا ہو' کسی نے عرض کیا: جو وصف میں بیان کروں اگر وہ میرے بھائی میں واقعۃً موجود ہو تو اس کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: تمہاری بیان کردہ بُرائی اگر تمہارے بھائی میں موجود ہو تو تم نے اس کی غیبت کر دی اور اگر وہ بُرائی اس میں موجود نہ ہو تو تم نے اس پر بہتان لگا دیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۰۶۵]

[۱۰۶۳] بخاری:۶۰۵۶' الادب المفرد للبخاری:۳۲۲' مسلم:۱۰۵' ابوداؤد:۴۸۷۱' ترمذی:۲۰۲۷' مسند احمد ج۵ ص۳۸۹_۳۹۱_۳۹۶_۳۹۹_۴۰۶' شرح السنۃ للبغوی:۳۵۷۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۲۴۷' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۱۰۱' صحیح ابن حبان:۵۷۶۵

[۱۰۶۴] بخاری:۲۱۶' مسلم:۲۹۲' ابوداؤد:۲۰' ترمذی:۷۰' نسائی ج۱ ص۲۸_۳۰' ابن ماجہ:۳۴۷' مسند احمد ج۱ ص۲۲۵_۲۲۶' سنن دارمی:۷۴۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱ ص۱۰۴_ ج۲ ص۴۱۲' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۰۹۹' شرح السنۃ للبغوی:۱۸۳' صحیح ابن حبان:۳۱۱۸

[۱۰۶۵] مسلم:۲۵۸۹' ابوداؤد:۴۸۷۴' ترمذی:۱۹۳۵' سنن دارمی:۲۷۱۷' مسند احمد ج۲ ص۲۳۰_۳۸۴_۳۸۶_۴۵۸' شرح السنۃ للبغوی:۳۵۶۰_۳۵۶۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۲۴۷' شعب الایمان للبیہقی:۶۷۱۹' صحیح ابن حبان:۵۷۲۸_۵۷۲۹

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر مقامِ منیٰ میں یومِ نحر کے خطبہ میں فرمایا: بے شک تمہارے خون' تمہارے مال' تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں' جیسے اس مہینے میں' اس شہر میں' تمہارے آج کے دن کی حرمت ہے' سنو! کیا میں نے تم تک پیغام پہنچا دیا ہے![۱۰۶۶]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا: آپ کو صفیہ ہی کافی ہیں جو ایسی ایسی ہیں۔ بعض راوی فرماتے ہیں: اُم المؤمنین کی مراد تھی کہ وہ چھوٹے قد والی ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: تم نے ایسی بات کہہ دی ہے کہ اگر اسے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سمندر کا پانی متغیر ہو جائے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کسی انسان کی کوئی بات (برائی) بیان کی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے اگر اتنا اتنا مال بھی دے دیا جائے تو میں کسی انسان کی ایسی بات کرنا پسند نہیں کرتا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۰۶۷]

فائدہ

حدیث شریف میں موجود لفظ ''مزجته'' کا مطلب ہے کہ یہ بات پانی میں حل ہو کر اپنی شدتِ قباحت اور بدبو کے باعث پانی کے ذائقے اور بو کو بدل ڈالے گی۔ یہ حدیث شریف غیبت سے سب سے زیادہ روکنے والی ہے' اور میری معلومات کے مطابق اس حدیث سے بڑھ کر کسی اور حدیث میں غیبت کی اتنی مذمت نہیں کی گئی۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى ○ (النجم: ۳-۴)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں فرماتے وہ تو وحی ہوتی ہے جو ان کی طرف کی جاتی ہے ○

اللہ کریم سے سوال ہے کہ کرم فرمائے اور ہر مکروہ سے عافیت عطاء فرمائے!

سنن ابوداؤد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا' جن کے ناخن تانبے کے تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے' میں نے پوچھا: اے جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا: یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھایا کرتے اور ان کی عزتوں کے درپے ہوا کرتے تھے۔[۱۰۶۸]

سنن ابوداؤد شریف میں حضرت سعید ابن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کو ناحق بدنام کرنا بہت بڑی زیادتی ہے۔[۱۰۶۹]

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس سے خیانت کرتا ہے' نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کو ذلیل کرتا ہے' ہر مسلمان کی عزت اس کا مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے (اور دل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:) تقویٰ یہاں ہے' کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے' اور میں سمجھتا ہوں کہ اس حدیث شریف کا نفع کتنا عظیم اور فوائد کتنے

[۱۰۶۶] بخاری: ۶۷' مسلم: ۱۶۷۹' ابوداؤد: ۱۹۴۷' مسند احمد ج ۵ ص ۳۷-۳۹-۴۵-۴۹' ابن ماجہ: ۲۳۳' شرح السنہ للبغوی: ۱۹۶۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۱۴۰-۱۲۵-۱۲۶' شعب الایمان للبیہقی: ۵۳۹۰' صحیح ابن حبان: ۳۸۴۷-۵۹۴۲-۵۹۴۴' جامع الاصول: ۵۴

[۱۰۶۷] ترمذی: ۲۵۰۲-۲۵۰۳' ابوداؤد: ۴۸۷۵' مسند احمد ج ۶ ص ۱۸۹' شعب الایمان للبیہقی: ۶۷۲۱' غایۃ المرام للالبانی: ۴۲۷

[۱۰۶۸] ابوداؤد: ۴۸۷۸-۴۸۷۹' مسند احمد ج ۳ ص ۲۲۴' شعب الایمان للبیہقی: ۶۷۱۶' الاحادیث الصحیحہ: ۵۳۳

[۱۰۶۹] ابوداؤد: ۴۸۷۶' مسند احمد ج ۱ ص ۱۹۰' الاحادیث الصحیحہ: ۱۴۳۳

کثیر ہیں۔ وباللہ التوفیق ولا حول ولا قوۃ الا باللہ![۱۰۷۰]

باب: غیبت سے متعلق دیگر اہم اُمور کا بیان

گزشتہ باب میں ہم غیبت کی تعریف بیان کر آئے ہیں کہ آپ کسی انسان کا ایسا ذکر کریں جسے وہ پسند نہ کرتا ہو خواہ وہ ذکر الفاظ سے ہو، تحریر سے ہو یا رمز سے' یا پھر آنکھ ہاتھ یا سر کے اشارہ سے ہو۔

ضابطہ یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ذریعے آپ دوسرے کے سامنے کسی مسلمان کا نقص ظاہر کریں' وہ غیبت ہے اور حرام ہے۔

اور لنگڑا بن کر چلنا' پست ہو کر چلنا یا اس کے علاوہ کوئی ہیئت بنانا جس سے مقصود دوسرے کی مذمت کرنا ہو تو یہ سب حرکتیں بالاتفاق حرام ہیں۔

کتاب کا مصنف کسی شخصیت کا نام لے کر کہے: فلاں نے ایسے کہا' اگر اس کی تنقیص شان اور تذلیل مقصد ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس کی غلطی پر لوگوں کو مطلع کرنا مقصود ہو تا کہ لوگ اجتناب کریں' یا اس کی علمی کمزوری کو بیان کرنا مقصد ہو تا کہ لوگ اس کی بات مان کر دھوکہ میں نہ آ جائیں تو یہ غیبت نہیں بلکہ ارادہ نیک ہو تو ایسی نصیحت واجب ہے' اس پر ثواب ملے گا۔

ایسے ہی مصنف اپنی تحریر میں کہے: ایک قوم یا جماعت نے یہ بات کی ہے جبکہ یہ بات غلط' خطا' جہالت اور غفلت ہے۔ یہ غیبت نہیں' غیبت یہ ہے کہ کسی معین شخص یا معین جماعت کا ذکر کر کے خطا اس کی طرف منسوب کی جائے۔

اور اس طرح کہنا کہ ایک آدمی نے یہ حرکت کی ہے یا ایک فقیہ' علم کے ایک دعویدار' ایک مفتی' ایک صوفی' ایک زاہد' آج ہمارے قریب سے ایک گزرنے والے یا آج ہماری نظروں میں آنے والے ایک شخص نے ایسی حرکت کی ہے' اگر مخاطب سمجھ رہا ہو کہ یہ کس کی بات ہو رہی ہے تو یہ بھی غیبت ہے اور حرام ہے۔

علم وعبادت کے دعویداروں کی غیبت اسی طرح کی ہوتی' وہ ایسے اشاروں سے غیبت کرتے ہیں جن سے صریح الفاظ کی طرح سمجھ آ رہی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک سے کہا جائے: فلاں حضرت کا کیا حال ہے؟ وہ جواباً کہے: اللہ ہماری اصلاح فرمائے! اللہ ہماری مغفرت فرمائے! اللہ اس کی اصلاح فرمائے' ہم تو اللہ سے عافیت مانگتے ہیں' ہم تو اللہ کی حمد بیان کرتے ہیں کہ اس نے ظالموں کے زمرہ میں داخل ہونے سے بچالیا' ہم شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں' بے حیائی سے اللہ بچائے' اللہ ہمیں معاف فرمائے' یا اس قسم کے جملے جن سے اشارہ ملے کہ جس کا حال دریافت کیا گیا ہے' اس میں کچھ خرابی ہے' یہ بھی غیبت ہے اور حرام ہے۔

اسی طرح یوں کہنا' فلاں کے اندر موجود خرابی میں ہم سب مبتلا ہیں' یا وہ اس معاملہ میں دور اندیش نہیں ہے یا ہم سب ایسے کام کرتے ہیں۔

یہ سب مثالیں ہیں' غیبت کا ضابطہ وہی ہے جو پہلے گزر گیا ہے کہ مخاطب کے ذہن میں ڈالنا کہ فلاں آدمی میں نقص ہے' ماقبل باب میں صحیح مسلم اور دیگر کتب کے حوالے سے غیبت کی جو تعریف بیان کی گئی ہے' یہ ساری گفتگو اسی کا نچوڑ ہے۔

فصل: غیبت سننا حرام ہے' سننے والا کس طرح بچ سکتا ہے؟

جس طرح غیبت کرنا حرام ہے' اسی طرح غیبت سننا اور تائید کرنا بھی حرام ہے' بظاہر نقصان کا خوف نہ ہو تو سننے والے پر واجب ہے کہ غیبت کرنے والے کو روک دے' ورنہ دل سے بُرا جانے اور اگر مجلس سے جدا ہونا ممکن ہو تو اُٹھ کر چلا جائے' اور اگر زبان سے روک کر یا موضوع سخن تبدیل کر کے غیبت ختم کر سکتا ہو تو ضرور کرے' ورنہ گنہگار ہوگا۔

[۱۰۷۰] ترمذی: ۱۹۲۷-۱۹۲۸-۱۹۳۰' مسلم: ۲۵۶۴' الارواء للالبانی: ۲۴۵۰

اور اگر زبان سے کہہ دے: خاموش ہو جاؤ! اور دل میں خواہش ہے کہ بیان غیبت جاری رہے' اس کے متعلق حضرت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ منافقت ہے' ایسا کرنے سے آدمی گناہ سے نہیں بچ سکے گا کیونکہ دل سے برا جاننا بھی ضروری ہے۔

جب مجلس میں غیبت جاری ہو' اس میں مجبوراً بیٹھنا پڑ جائے اور غیبت روکنا اس کے بس میں نہ ہو یا وہ روکے مگر کوئی رکنے کو تیار نہ ہو اور مجلس سے نکل جانے کی کوئی صورت نہ ہو تو رغبت اور توجہ سے غیبت سننا حرام ہے۔ بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ دل اور زبان سے یا صرف دل سے ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے' یا کسی اور فکر میں ڈوب جائے تا کہ غیبت نہ سن سکے' اب بغیر توجہ اور رغبت کے الفاظ غیبت اس کے کان میں پڑتے رہے تو گنہگار نہیں ہوگا' غیبت وغیرہ جاری ہو اور اس کے لیے مفارقت ممکن ہو جائے تو فوراً وہاں سے چلے جانا واجب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ ؕ وَاِمَّا يُنْسِيَنَّكَ الشَّيْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ O (الانعام:۶۸)

اور (اے مخاطب!) جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کو مشغلہ بناتے ہیں تو ان سے اعراض کرو حتیٰ کہ وہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں' اور اگر شیطان تمہیں بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظلم کرنے والے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو O

حضرت ابراہیم ابن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہیں ولیمہ پر مدعو کیا گیا' آپ تشریف لے گئے' وہاں موجود لوگوں نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو ابھی تک وہاں نہیں پہنچا تھا' انہوں نے کہا: وہ بہت موٹا ہے' حضرت ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ سے وعدہ کر رکھا ہے کہ جس مقام پر لوگ غیبت کریں گے' میں وہاں نہیں رہوں گا' آپ وہاں سے چلے گئے اور تین دن تک کھانا نہ کھایا۔

اور یہ اشعار اسی مضمون کے متعلق ہیں:

وَسَمْعَكَ صُنْ عَنْ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ   كَصَوْنِ اللِّسَانِ عَنِ النُّطْقِ بِهٖ
فَاِنَّكَ عِنْدَ سَمَاعِ الْقَبِيْحِ   شَرِيْكٌ لِقَائِلِهٖ فَانْتَبِهْ

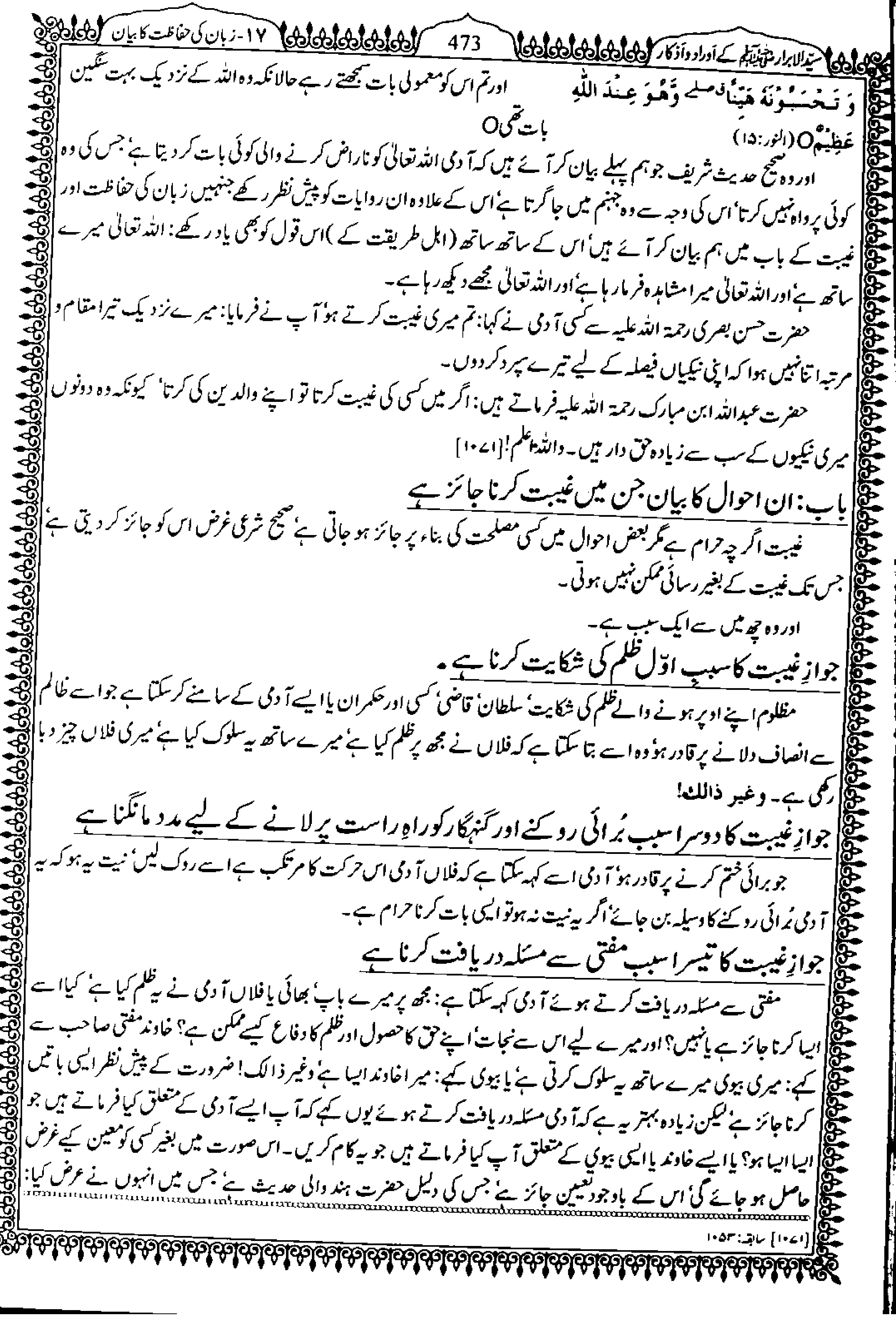
''جس طرح قبیح بات کہنے سے زبان محفوظ ہونی چاہیے' اسی طرح اس سے کانوں کو محفوظ کر لو' یاد رکھنا قبیح بات سنتے وقت آپ بھی کہنے والے کے ساتھ برابر کے شریک ہوں گے''۔

باب: غیبت کا سدّ باب کیونکر ممکن ہے؟

اس کے دلائل کتاب و سنت میں بکثرت موجود ہیں' لیکن میں اشارۃً بعض کا ذکر کروں گا' جسے توفیق نصیب ہوئی وہ انہیں کے سبب غیبت سے باز آ جائے گا' اور بد بخت کو کئی جلدوں پر مشتمل کتابوں سے بھی ہدایت نہیں ملتی' بہتر یہ ہے کہ آدمی غیبت کی حرمت میں موجود ان نصوص کو پیش نظر رکھے جن کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں' پھر ان آیات مبارکہ میں غور کرے:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ O (ق:۱۸)

وہ جو بات بھی کہتا ہے (اس کو لکھنے کے لیے) اس کا محافظ (فرشتہ) منتظر ہوتا ہے O



وَ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ O (النور: ۱۵)

اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے رہے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت سنگین بات تھی O

اور وہ صحیح حدیث شریف جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرنے والی کوئی بات کر دیتا ہے' جس کی وہ کوئی پرواہ نہیں کرتا' اس کی وجہ سے وہ جہنم میں جا گرتا ہے' اس کے علاوہ ان روایات کو پیش نظر رکھے جنہیں زبان کی حفاظت اور غیبت کے باب میں ہم بیان کر آئے ہیں' اس کے ساتھ ساتھ (اہل طریقت کے) اس قول کو بھی یاد رکھے: اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے' اور اللہ تعالیٰ میرا مشاہدہ فرما رہا ہے' اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی آدمی نے کہا: تم میری غیبت کرتے ہو' آپ نے فرمایا: میرے نزدیک تیرا مقام و مرتبہ اتنا نہیں ہوا کہ اپنی نیکیاں فیصلہ کے لیے تیرے سپرد کر دوں۔

حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے والدین کی کرتا' کیونکہ وہ دونوں میری نیکیوں کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔ واللہ اعلم! [۱۰۷۱]

باب: ان احوال کا بیان جن میں غیبت کرنا جائز ہے

غیبت اگرچہ حرام ہے مگر بعض احوال میں کسی مصلحت کی بناء پر جائز ہو جاتی ہے' صحیح شرعی غرض اس کو جائز کر دیتی ہے' جس تک غیبت کے بغیر رسائی ممکن نہیں ہوتی۔

اور وہ چھ میں سے ایک سبب ہے۔

جوازِ غیبت کا سبب اوّل ظلم کی شکایت کرنا ہے۔

مظلوم اپنے اوپر ہونے والے ظلم کی شکایت' سلطان' قاضی' کسی اور حکمران یا ایسے آدمی کے سامنے کر سکتا ہے جو اسے ظالم سے انصاف دلانے پر قادر ہو' وہ اسے بتا سکتا ہے کہ فلاں نے مجھ پر ظلم کیا ہے' میرے ساتھ یہ سلوک کیا ہے' میری فلاں چیز دبا رکھی ہے۔ وغیر ذالک!

جوازِ غیبت کا دوسرا سبب بُرائی روکنے اور گنہگار کو راہِ راست پر لانے کے لیے مدد مانگنا ہے

جو برائی ختم کرنے پر قادر ہو' آدمی اسے کہہ سکتا ہے کہ فلاں آدمی اس حرکت کا مرتکب ہے اسے روک لیں' نیت یہ ہو کہ یہ آدمی بُرائی روکنے کا وسیلہ بن جائے' اگر یہ نیت نہ ہو تو ایسی بات کرنا حرام ہے۔

جوازِ غیبت کا تیسرا سبب مفتی سے مسئلہ دریافت کرنا ہے

مفتی سے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے آدمی کہہ سکتا ہے: مجھ پر میرے باپ' بھائی یا فلاں آدمی نے یہ ظلم کیا ہے' کیا اسے ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور میرے لیے اس سے نجات' اپنے حق کا حصول اور ظلم کا دفاع کیسے ممکن ہے؟ خاوند مفتی صاحب سے کہے: میری بیوی میرے ساتھ یہ سلوک کرتی ہے' یا بیوی کہے: میرا خاوند ایسا ہے' وغیر ذالک! ضرورت کے پیش نظر ایسی باتیں کرنا جائز ہے' لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ آدمی مسئلہ دریافت کرتے ہوئے یوں کہے کہ آپ ایسے آدمی کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ایسا ایسا ہو؟ یا ایسے خاوند یا ایسی بیوی کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جو یہ کام کریں۔ اس صورت میں بغیر کسی کو معین کیے غرض حاصل ہو جائے گی' اس کے باوجود تعیین جائز ہے' جس کی دلیل حضرت ہند والی حدیث ہے' جس میں انہوں نے عرض کیا:

[۱۰۷۱] سابق: ۱۰۵۳

یارسول اللہ! ابوسفیان کنجوس آدمی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں منع نہیں فرمایا تھا۔

جوازِ غیبت کا چوتھا سبب مسلمانوں کو شر سے بچانا اور ان کی خیر خواہی کرنا ہے

اس کی کئی صورتیں ہیں:

(۱) مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث کے راویوں اور گواہوں کی جرح جائز ہے بلکہ ضرورت ہو تو واجب ہو جاتی ہے۔

(۲) جب آپ سے کوئی آدمی رشتہ شراکت، کسی کے پاس امانت رکھنے یا اپنی امانت کسی کے پاس رکھنے یا کسی اور معاملہ میں مشورہ طلب کرے، اسے نصیحت کے طور پر اپنی معلومات کے مطابق مشورہ دینا آپ پر واجب ہے اگر اتنا کہہ دینے سے غرض حاصل ہو جائے کہ ''یہ معاملہ یا رشتہ آپ کے لیے درست نہیں یا آپ یہ کام نہ کریں'' تو پھر برائیاں ذکر کر کے بات بڑھانا جائز نہیں ہے اور اگر وضاحت کیے بغیر مقصد حاصل نہ ہوتا ہو تو آپ صراحت سے عیب بیان کر سکتے ہیں۔

(۳) جب آپ کسی آدمی کو اپنا غلام خریدتے ہوئے دیکھیں جو چوری، بدکاری یا شراب نوشی وغیرہ کا عادی ہو اگر خریدار ان نقائص سے بے خبر ہو تو اسے آگاہ کرنا آپ پر لازم ہے اور یہ مسئلہ غلام کے ساتھ مختص نہیں ہے، مبیع خواہ کسی قسم کا ہو اگر مشتری بے خبر ہو تو جاننے والے پر مشتری کو عیب سے آگاہ کرنا واجب ہے۔

(۴) جب آپ کسی طالب علم کو دیکھیں کہ وہ حصولِ علم کے لیے کسی بدعتی یا فاسق کے پاس جاتا ہے، جس سے طالب علم کے نقصان کا اندیشہ ہو تو اس شخص کی صورتِ حال بیان کر کے طالب علم کو نصیحت کرنا آپ پر واجب ہے اس نصیحت میں خلوصِ نیت شرط ہے اس معاملہ میں عموماً خطا کا ارتکاب کیا جاتا ہے اور ایسی نصیحت کے پس پشت حسد کارفرما ہوتا ہے، شیطان اسے دھوکہ دیتا ہے اور اسے اس خیال میں ڈال دیتا ہے کہ یہ نصیحت اور شفقت ہے (حالانکہ وہ نصیحت نہیں ہوتی) اس بات کا خوب خیال رہنا چاہیے۔

(۵) نگران اپنی ذمہ داری (Duty) کماحقہ ادا نہ کر رہا ہو خواہ صلاحیت نہ رکھتا ہو یا فاسق ہو یا غفلت کا مرتکب ہو تو اس سے بڑے افسر کو بتانا واجب ہے تاکہ اسے فارغ کر کے اس کی جگہ کسی باصلاحیت کو مقرر کر دے یا اس کی جملہ کوتاہیاں معلوم کرے اور اس کی حالت کے مطابق اس سے سلوک کرے اور اس سے دھوکہ نہ کھائے اور اسے استقامت کی ترغیب دے یا پھر اسے بدل ڈالے۔

جوازِ غیبت کا پانچواں سبب فسق یا بدعت کا کھلم کھلا ارتکاب کرنا ہے

آدمی فسق یا بدعت کا کھلم کھلا مرتکب ہو مثلاً سرعام شراب نوشی کرنا، لوگوں پر زبردستی کرنا، (جگا) ٹیکس وصول کرنا، ظلماً مال جمع کرنا، اُمورِ باطلہ (چوری، ڈکیتی، بدکاری وغیرہ) کی نگرانی کرنا، ان برائیوں کا ذکر کرنا جائز ہے جبکہ سرعام ہوں اور ان کے علاوہ دیگر خرابیوں کا ذکر حرام ہے، البتہ اگر ان دیگر خرابیوں کے جواز کا کوئی علیحدہ سبب موجود ہو تو الگ بات ہے۔

جوازِ غیبت کا چھٹا سبب پہچان کرانا ہے

اگر آدمی کسی لقب سے مشہور ہو جیسے ''اَعْمَشْ'' (کمزور بینائی والا) ''اَعْرَجْ'' (لنگڑا) ''اَصَمّ'' (بہرا) ''اَعْمٰی'' (اندھا) ''اَحْوَلْ'' (بھینگا) ''اَفْطَسْ'' (پھینا) وغیرہ، تو پہچان کرانے کی غرض سے ایسے الفاظ ذکر کرنا جائز ہے اور بیانِ نقص کے طور پر ان کا ذکر حرام ہے۔ اور اگر ان القاب کا ذکر کیے بغیر کسی طریقہ سے پہچان ہو سکتی ہو تو بہتر ہے۔ علماء کرام کی بیان کردہ یہ چھ صورتیں ہیں جن میں غیبت جائز ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں اور دیگر علماء کرام نے یہ صورتیں بیان کی ہیں' احادیث صحیحہ مشہورہ میں ان کے دلائل موجود ہیں' اور جوازِ غیبت کے اکثر اسباب متفق علیہ ہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے اجازت دے دو' یہ قبیلے کا بہت بُرا آدمی ہے۔ اس حدیث کے پیش نظر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فسادیوں اور چغل خوروں کی غیبت کے جواز پر استدلال کیا ہے۔[۱۰۷۲]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی چیز تقسیم فرمائی' ایک انصاری بولا: اللہ کی قسم! محمد (مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ تقسیم اللہ کو راضی کرنے کے لیے نہیں کی ہے' (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخِ انور متغیر ہو گیا' فرمایا: اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے! انہیں اس سے زیادہ تکالیف دی گئیں تو انہوں نے صبر کیا۔

بعض روایات میں ہے: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آپ سے وعدہ کیا کہ آئندہ ایسی بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک نہیں پہنچاؤں گا۔

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے استدلال کیا ہے کہ آدمی اپنے بھائی تک ایسی بات پہنچا سکتا ہے جس میں اس کے متعلق کچھ کہا گیا ہو۔[۱۰۷۳]

صحیح بخاری میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں فلاں اور فلاں آدمی ہمارے دین کے متعلق کچھ معلومات نہیں رکھتے۔ اس حدیث کے راوی حضرت لیث ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ دونوں آدمی منافق تھے۔[۱۰۷۴]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے' لوگوں کو شدت کا سامنا کرنا پڑا' (رئیس المنافقین) عبداللہ بن ابی بولا: جو لوگ رسول اللہ کے اردگرد ہیں ان پر کچھ خرچ نہ کرنا' یہاں تک کہ وہ آپ سے بکھر جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا: اگر ہم لوٹ کر مدینہ گئے تو عزت والے ذلیل لوگوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔ (حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان تمام باتوں سے آگاہ کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا...... اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں سورت المنافقون نازل فرمائی۔[۱۰۷۵]

صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: ابوسفیان کنجوس آدمی ہے۔[۱۰۷۶]

حدیث شریف میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے فرمایا: معاویہ مفلس آدمی ہے اور ابوجہم اپنے کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے۔[۱۰۷۷]

[۱۰۷۲] بخاری:۶۰۳۲-۶۰۵۴-۶۱۳۱' الادب المفرد للبخاری:۳۳۸' مسلم:۲۵۹۱' موطأ ج۲ ص۹۰۳-۹۰۴' ابوداؤد:۴۷۹۱-۴۷۹۲-۴۷۹۳' ترمذی:۱۹۹۷' شمائل للترمذی:۳۵۱' مسند احمد ج۶ ص۳۸-۸۰-۱۷۳' شرح السنۃ للبغوی:۳۵۶۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۲۴۵' شعب الایمان للبیہقی:۸۱۰۱' مسند ابی یعلیٰ:۴۶۱۸-۴۸۲۳-۴۸۳۲' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی:۴۲۸' صحیح ابن حبان:۴۵۲۱-۵۶۹۶' جامع الاصول:۹۴۳۴

[۱۰۷۳] سابقہ:۹۹۱

[۱۰۷۴] بخاری:۶۰۶۷-۶۰۶۸

[۱۰۷۵] بخاری:۴۹۰۰' مسلم:۲۷۷۲' ترمذی:۳۳۰۹-۳۳۱۰' مسند احمد ج۴ ص۳۷۳' جامع الاصول:۸۴۹

[۱۰۷۶] بخاری:۲۲۱۱' مسلم:۱۷۱۴' ابوداؤد:۳۵۳۲' نسائی ج۸ ص۲۴۶' سنن دارمی:۲۲۶۴' ابن ماجہ:۲۲۹۳' مسند احمد ج۶ ص۳۹-۵۰-۲۰۶' شرح السنۃ للبغوی:۲۱۴۹-۲۳۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۷ ص۴۶۶-۴۷۷' ج۱۰ ص۱۴۱-۲۶۹-۲۷۰' صحیح ابن حبان:۴۲۲۱-۴۲۲۴

باب: آدمی اپنے راہنما' دوست یا کسی مسلمان کی غیبت سنے تو کیسے جواب دے؟

آدمی اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت سنے تو غیبت کرنے والے کو جھڑک کر روک دے' اگر بات چیت سے باز نہ آئے تو اسے ہاتھ سے روک دے' اگر ہاتھ اور زبان سے روکنے کی طاقت نہ ہو تو اس مجلس سے اٹھ کر چلا جائے' اور اگر اپنے پیشوا' محسن یا کسی صاحبِ فضل وتقویٰ کی غیبت سنے تو زیادہ توجہ سے روکنے کی کوشش کرے۔

ترمذی شریف میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کیا' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو آگ سے دور رکھے گا۔

حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۰۷۸]

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی طویل اور مشہور حدیث ہے' آپ فرماتے ہیں کہ نبی مکرم ﷺ نماز ادا فرمانے کے لیے کھڑے ہوئے' صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے دریافت کیا: مالک ابن دخشم کہاں ہے؟ ایک آدمی بولا: وہ منافق ہے' اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے مت کہو' کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے رضائے الٰہی کی خاطر لا الٰہ الا اللہ پڑھا ہے۔[۱۰۷۹]

صحیح مسلم میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی حضرت عائذ ابن عمرو رضی اللہ عنہ ایک دن عبیداللہ ابن زیاد کے پاس تشریف لے گئے' اسے فرمایا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بے شک ظلم کرنے والے محافظ بہترین نگہبان ہوتے ہیں' تو ایسا نہ بن جانا۔ کہنے لگا: بیٹھیں! آپ حضرت محمد ﷺ کے صحابہ کا باقی ماندہ بھوسہ ہیں' آپ نے فرمایا: کیا ان میں بھوسہ بھی تھا؟ ارے بھوسہ تو ان کے بعد ہوا ہے اور ان کے غیروں میں ہوا ہے۔[۱۰۸۰]

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت کعب ابن مالک رضی اللہ عنہ کی توبہ کا واقعہ تفصیل سے موجود ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: نبی مکرم ﷺ مقامِ تبوک میں لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے' آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کعب ابن مالک کیوں نہیں آیا: قبیلہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے کہا: یارسول اللہ! اسے دو چادروں اور اپنے پہلوؤں میں جھانکنے نے روک لیا ہے۔ حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے اسے (جھڑکتے ہوئے) کہا: تم نے بہت بُری بات کی ہے (پھر رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا:) یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم! ہم اس میں صرف اور صرف بھلائی دیکھتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے سکوت اختیار فرمالیا۔ [۱۰۸۱]

سنن ابوداؤد میں حضرت جابر ابن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے' دونوں بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی اپنے مسلمان بھائی کی امداد سے دست کش ہو جائے' ایسے مقام پر جہاں اس کی حرمت پامال اور عزت میں کمی کی جا رہی ہو تو کسی ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ بھی اس کی مدد نہیں فرماتا' جب اس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے'

[۱۰۷۷] مسلم: ۱۴۸۰' نسائی ج ۶ ص ۷۵-۷۷-۱۵۰' ترمذی: ۱۱۳۴' سنن دارمی: ۲۱۸۳' مسند احمد ج ۶ ص ۴۱۱-۴۱۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۱۳۶-۱۸۱' صحیح ابن حبان: ۴۲۲۰

[۱۰۷۸] ترمذی: ۱۹۳۲' مسند احمد ج ۶ ص ۴۴۹' شعب الایمان للبیہقی: ۷۶۳۵' غایۃ المرام للالبانی: ۴۳۱

[۱۰۷۹] بخاری: ۴۲۴-۴۲۵' مسلم: ۳۳-۲۶۳- ج ۱ ص ۴۵۵' نسائی ج ۲ ص ۱۰۵- ج ۳ ص ۶۴-۶۵' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۱۰۸' ابن ماجہ: ۷۵۴' مسند احمد ج ۴ ص ۴۳-۴۴- ج ۵ ص ۴۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۱۸۱-۱۸۲- ج ۳ ص ۸۸' صحیح ابن حبان: ۲۲۳

[۱۰۸۰] مسلم: ۱۸۳۰' مسند احمد ج ۵ ص ۶۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۱۶۱' الکبیر للطبرانی: ۲۶- ج ۱۸' صحیح ابن حبان: ۴۴۹۴' شرح مسلم للنووی ج ۱۲ ص ۲۱۶

[۱۰۸۱] سابقہ: ۶۱۸

اور جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی ایسے مقام پر امداد کرے' جہاں اس کی عزت میں کمی آئے اور شدید زیادتی کا سامنا ہو تو ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے' جہاں اس کی خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے! [۱۰۸۲]

سنن ابوداؤد میں حضرت معاذ ابن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی منافق کے مقابلہ میں مؤمن کی حمایت کی' (راوی فرماتے ہیں: میرے خیال میں آپ ﷺ نے یوں فرمایا:) اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس آدمی کو جہنم کی آگ سے بچائے گا' اور جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کے لیے اس پر کوئی تہمت لگا دی' (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل پر روک لے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کی ہوئی بات سے جان چھڑا لے (یا تو اللہ تعالیٰ دوسرے مسلمانوں کو اس سے راضی کر دے گا اور وہ اسے معاف کر دے گا یا یہ اُسے نیکیاں دے گا یا اس کے گناہ اپنے ذمہ لے گا)۔ [۱۰۸۳]

باب: دل سے غیبت کرنے کا بیان

جس طرح کسی انسان کی بُرائی دوسرے انسان کے سامنے بیان کرنا حرام ہے' اسی طرح اپنے دل میں کسی کو بُرا کہنا اور بدگمانی کرنا بھی حرام ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ فَاِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (الحجرات:۱۲) بہت سے گمانوں سے بچو' بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کہ یہ تمام باتوں سے جھوٹی ہے۔

اس مضمون کی کثیر روایات موجود ہیں' بدگمانی سے مراد دل میں کسی کو قطعی اور یقینی طور پر بُرا سمجھ لینا ہے' ورنہ خواطر اور حدیث نفس (وہ خیالات جو ذہن میں آئیں اور فوراً نکل جائیں) جنہیں ذہن میں قرار اور دوام نہ ہو۔ علماء کا اتفاق ہے کہ وہ معاف ہیں کیونکہ وہ بے اختیار آتے ہیں اور ان سے چھٹکارے کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ [۱۰۸۴]

یہی بات صحیح حدیث سے ثابت ہے' جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے وہ (بُری) باتیں درگزر فرما دی ہیں جن کا وہ دل میں خیال کرتے ہیں' جب تک کہ وہ انہیں زبان پر نہ لے آئیں یا ان پر عمل پیرا نہ ہو جائیں۔

علماء فرماتے ہیں: ان سے مراد وہی خیالات ہیں جن کو قرار نہیں' وہ خیالات خواہ از قبیل غیبت ہوں یا کفر ہوں یا ان کے علاوہ ہوں۔ جس کے دل میں بلاقصد وارادہ کوئی کفریہ خیال پیدا ہوا' پھر فوراً اس نے توجہ ہٹالی تو وہ کافر نہیں ہوگا اور نہ اس کے ذمہ کوئی شے لازم ہوگی۔ [۱۰۸۵]

ماقبل وسوسہ کے باب میں صحیح حدیث بیان کی جا چکی ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ہم میں سے بعض

[۱۰۸۲] ابوداؤد: ۴۸۸۴' مسند احمد ج ۴ ص ۳۰' شعب الایمان للبیہقی: ۷۶۳۲' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۴۰

[۱۰۸۳] ابوداؤد: ۴۸۸۳' مسند احمد ج ۳ ص ۴۴۱' شعب الایمان للبیہقی: ۷۶۳۱' صحیح ابوداؤد: ۴۰۸۶

[۱۰۸۴] بخاری: ۵۱۴۳' مسلم: ۲۵۶۳-۲۵۶۴' موطا ج ۲ ص ۹۰۷-۹۰۸' ابوداؤد: ۴۸۸۲-۴۹۱۷' ترمذی: ۱۹۲۸' مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۷-۳۱۲-۳۴۲-۴۶۵-۴۷۰-۴۸۲-۴۹۲-۵۰۴-۵۱۷-۵۳۹' شرح السنہ للبغوی: ۳۵۳۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۸۵' شعب الایمان للبیہقی: ۶۷۰۳-۱۱۱۵۴' صحیح ابن حبان: ۵۶۵۸' جامع الاصول: ۴۷۳۱

[۱۰۸۵] بخاری: ۲۵۲۸' مسلم: ۱۲۷' ابوداؤد: ۲۲۰۹' ترمذی: ۱۱۸۳' نسائی ج ۶ ص ۱۵۶' ابن ماجہ: ۲۰۴۰' مسند احمد ج ۲ ص ۲۵۵-۳۹۳-۴۲۵-۴۷۴-۴۸۱-۴۹۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۲۹۸' شعب الایمان للبیہقی: ۳۳۲' صحیح ابن حبان: ۴۳۱۹

کو کبھی ایسے خیالات آ جاتے ہیں جنہیں زبان پر لانا بڑا گناہ معلوم ہوتا ہے' فرمایا: یہ تو صریح ایمان ہے اور اس سے ملتی جلتی دیگر روایات بھی وہاں بیان کی جا چکی ہیں۔

اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ ایسے خیالات سے چونکہ بچنا ناممکن ہے' اس لیے معاف ہیں۔

اور ایسے خیالات پر مداومت سے اجتناب چونکہ ممکن ہے' اس لیے ان کو مسلسل ذہن میں جگہ دینا اور ان کو عقیدہ بنا لینا حرام ہے۔

جب بھی آپ کو غیبت یا کسی اور گناہ کا خیال آئے تو اس سے اعراض کر کے اور ظاہری مطلب سے پھیرنے والی تاویلات بیان کر کے ایسے خیال سے بچنا واجب ہے۔[۱۰۸۶]

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے غیبت کا علاج

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

جب تمہارے دل میں بدگمانی آئے تو یہ شیطان کا تمہاری جانب ڈالا ہوا وسوسہ ہے' تمہیں اس کی تکذیب کر دینی چاہیے کیونکہ یہ سب سے بڑا فاسق ہے۔ (خبر فاسق کے متعلق) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ○ (الحجرات:۶)

اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو' کہیں تم ناواقفیت سے کچھ لوگوں کو تکلیف پہنچا دو' پھر اپنے کیے پر پشیمان رہو۔

لہٰذا ابلیس کی تصدیق جائز نہیں ہے' اگر وہاں ایسا قرینہ ہو جو بدگمانی کے فساد پر دلالت کرے اور اس کے برعکس کا احتمال موجود ہو تو بدگمانی بالکل جائز نہیں ہے۔

کسی سے بدگمان ہونے کی ایک علامت یہ ہے کہ آپ کا دل اس کے ساتھ پہلے کی سی حالت پر نہ رہے' اس سے نفرت ہو جائے۔ آپ اسے بوجھ سمجھنا شروع کر دیں' اس کی خاطر تواضع' عزت و اکرام اور اس کے نقصان پر غمگین ہونے سے آپ اعراض کرنے لگیں' کیونکہ شیطان بعض اوقات لوگوں کی برائی کا خیال دل کے قریب کر کے یقین دلاتا ہے کہ یہ (آگہی) تیری ذہانت' فطانت اور سرعتِ انتباہ کا نتیجہ ہے' جبکہ مؤمن اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے اور یہ نور شیطان کے مکر و فریب کو واضح کر دیتا ہے' اور اگر کوئی عادل ایسی خبر آپ تک پہنچائے تو اس کی تصدیق اور تکذیب سے توقف کرنا چاہیے' تاکہ دونوں (مخبر اور مخبر عنہ) میں سے کسی ایک کے متعلق بدگمانی نہ ہو۔

جب تمہارے دل میں کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی آئے تو اس کی خاطر مدارات اور عزت و اکرام میں اضافہ کر دو' یہ بات شیطان کو ناگوار گزرے گی اور اس سے تمہارا پیچھا چھڑا دے گی' وہ دوبارہ وسوسہ ڈالنے کی حرکت نہیں کرے گا' اسے خوف ہو گا کہ کہیں تم اپنے مسلمان بھائی کے حق میں دعاؤں میں مشغول نہ ہو جاؤ!

دلیل قطعی سے آپ کو کسی مسلمان کی لغزش پر اطلاع ہو جائے تو اسے خلوت میں نصیحت کرو اور شیطان کے دھوکہ میں آ کر اس کی غیبت نہ کرنا' اور وعظ و نصیحت کے وقت اس کے عیب پر اطلاع سے تمہارا دل مسرور نہیں ہونا چاہیے' (اور ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ) وہ تمہیں تعظیم کی نگاہ سے دیکھے اور تم اسے بنظر حقارت دیکھ رہے ہو' آپ کی نیت صرف یہ ہو کہ میرا یہ مسلمان بھائی اس برائی سے چھٹکارا حاصل کر لے' اور تمہاری پریشانی ایسی ہو جیسے ذاتی نقصان پر پریشان ہوتے ہو' اور تمہاری دلی خواہش یہ ہونی

[۱۰۸۶] سابقہ: ۳۸۷

چاہیے کہ وہ تمہاری نصیحت کے بغیر اس گناہ کو چھوڑ دے اور تمہیں پند و نصیحت نہ کرنی پڑے۔ (یہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے)۔

ہم بیان کر چکے ہیں کہ بدگمانی پیدا ہو تو اسے ختم کرنا واجب ہے' یہ اس وقت ہے جب اس میں کوئی شرعی مصلحت پیش نظر نہ ہو اور اگر کسی کی عیب جوئی میں شرعی مصلحت ہو تو جائز ہے' جیسے گواہوں اور راویوں کی جرح وغیرہ' جیسا کہ ہم جواز غیبت کے باب میں بیان کر چکے ہیں۔

باب: غیبت کے کفارہ اور اس سے توبہ کا بیان

گناہ گار کے لیے جلد توبہ کرنا ضروری ہے جو توبہ حقوق اللہ سے متعلق ہے' اس میں تین چیزیں شرط ہیں: (۱) آدمی فوراً اس گناہ سے کنارہ کش ہو جائے (۲) اس فعل پر اظہارِ ندامت کرے (۳) پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ وہ ایسی حرکت نہیں کرے گا۔

اور جو توبہ حقوق العباد سے متعلق ہے' اس میں مذکورہ تین شرائط کے علاوہ ایک چوتھی شرط بھی ہے' وہ یہ ہے کہ ظلماً لی ہوئی چیز مالک کو واپس کرے یا اس سے معافی مانگ کر وہ چیز بھی معاف کروالے۔

غیبت کرنے والے کے لیے بھی ان چار شرائط کا لحاظ کرتے ہوئے توبہ کرنا ضروری ہے' کیونکہ غیبت کا تعلق حقوق العباد سے ہے' لہٰذا جس آدمی کی غیبت کی اس سے معذرت کرنا ضروری ہے' کیا اسے اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے' مجھے معاف کر دیں! یا غیبت میں بیان کردہ عیوب و نقائص کا اظہار بھی ضروری ہے؟ اس مسئلہ میں علماء شوافع علیہم الرحمہ کے دو مذہب ہیں:

پہلا مذہب یہ ہے کہ اگر بیانِ غیبت کے بغیر کسی نے معاف کر دیا تو درست نہیں ہے' جیسے مالِ مجہول سے کسی کو بری کرنا درست نہیں۔

اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ غیبت کی تفصیل بیان کرنا شرط نہیں ہے' کیونکہ یہ ان اُمور سے ہے جن میں درگزر سے کام لیا جاتا ہے' لہٰذا (جس کی غیبت کی گئی' اس کے معاف کرنے کے لیے) غیبت کا علم شرط نہیں ہے اور اس کو مالِ مجہول پر قیاس کرنا درست نہیں۔

پہلا مذہب زیادہ ظاہر ہے کیونکہ انسان کوئی غیبت معاف کر دیتا ہے' کوئی نہیں کرتا (لہٰذا تفصیل ضروری ہے)۔

جس کی غیبت کی وہ فوت ہو چکا ہو یا غائب ہو' اس سے معافی مانگنا تو دشوار ہے' اب کیا کرے؟ علماء کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں: اس کے لیے بکثرت دعا و استغفار کرے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے۔

غیبت کرنے والا معافی مانگے تو صاحبِ غیبت کے لیے معاف کرنا مستحب ہے

صاحبِ غیبت کے لیے مستحب ہے کہ غیبت کر کے معافی مانگنے والے کو معاف کر دے' معاف کرنا اس پر واجب نہیں ہے کیونکہ یہ ایک احسان اور اپنے حق کا اسقاط ہے' لہٰذا اس کو اختیار ہو گا' البتہ معاف کرنے کے استحباب میں کافی تاکید ہے' کیونکہ اس طرح وہ اپنے مسلمان بھائی کو اس مصیبت سے نجات دلائے گا اور رضائے الٰہی کی خاطر معاف کر کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجرِ عظیم پائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ — اور جو غصہ پینے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں اور

النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ O — اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے O

(آل عمران: ۱۳۴)

تسکین خاطر سے معاف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دل میں خیال کرے کہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا' اس کی واپسی کی کوئی صورت نہیں ہے' لہٰذا اپنے مسلمان بھائی کو نجات دلا کر مجھے ثواب سے محروم نہیں رہنا چاہیے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ O (الشوریٰ: ۴۳) — اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا تو بے شک یہ ضرور ہمت کے کاموں میں سے ہے O

نیز فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَ اْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ O (الاعراف: ۱۹۹) — اور آپ عفو و درگزر کا طریقہ اختیار کیجئے اور نیکی کا حکم کیجئے اور جاہلوں سے اعراض کیجئے O

اس مضمون کی کثیر آیاتِ مبارکہ موجود ہیں۔

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس بندے کی مدد فرماتا رہتا ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس آدمی سے راضی ہو جانے کی درخواست کی گئی' وہ راضی نہ ہوا تو وہ شیطان ہے۔

درج ذیل اشعار اسلاف کے بیان کردہ ہیں:

قِيْلَ لِيْ قَدْ اَسَاءَ اِلَيْكَ فُلَانٌ — وَمُقَامُ الْفَتٰى عَلَى الذُّلِّ عَارٌ
قُلْتُ قَدْ جَاءَ نَا وَاَحْدَثَ عُذْرًا — دِيَةُ الذَّنْبِ عِنْدَنَا الْاِعْتِذَارُ

''مجھے کہا گیا: فلاں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے اور جوان مرد کا ذلت پر ٹھہرنا عار ہے' میں نے کہا: وہ آ کر معذرت کر گیا تھا' ہمارے نزدیک گناہ کی دیت معذرت ہی ہے''۔

غیبت معاف کرنے کی ترغیب میں جو کچھ ہم نے بیان کر دیا ہے' یہی درست ہے۔

حضرت سعید ابن مسیب کا قول کہ جس نے مجھ پر ظلم کیا' میں اسے معاف نہیں کروں گا۔ اور ابن سیرین کی روایت کہ میں نے غیبت کو حرام نہیں کیا' جو اسے حلال کر دوں اسے تو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز کو میں کبھی حلال نہیں کر سکتا۔ یہ اقوال ضعیف یا غلط ہیں' کیونکہ معاف کرنے والا کسی حرام کو حلال نہیں کر رہا بلکہ وہ تو اپنا حق ساقط کر رہا ہے' جو اس کے لیے ثابت ہو چکا تھا' اور معاف کرنے اور اپنے ذاتی حقوق ساقط کرنے کے استحباب پر قرآن وسنت سے بکثرت دلائل موجود ہیں۔

یا ابن سیرین کے کلام کو اس تاویل پر محمول کیا جائے گا کہ میں اپنی غیبت کو کبھی بھی مباح نہیں کر سکتا' اور یہ بات بالکل درست ہے کیونکہ انسان اگر کہہ بھی دے کہ ہر غیبت کرنے والے کے لیے میں نے اپنی عزت و آبرو مباح کر دی ہے' پھر بھی غیبت مباح نہیں ہوگی' اور دوسروں کی غیبت کی طرح اس کی غیبت بھی ہر ایک کے لیے حرام ہوگی۔ [۱۰۸۷]

اور وہ حدیث کہ کیا تم میں سے کوئی ابوضمضم کی طرح ہونے سے عاجز ہے! جب وہ اپنے گھر سے نکلتا تھا تو کہہ دیتا تھا:

[۱۰۸۷] سابقہ: ۳۶۳

میں نے اپنی عزت و آبرو لوگوں پر صدقہ کر دی ہے۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے میرے ساتھ کوئی زیادتی کی' میں دنیا و آخرت میں اس سے انتقام نہیں لوں گا اور ایسا قول ماقبل زیادتیوں کو ساقط کرنے کا فائدہ دے گا' بعد میں اگر کسی نے زیادتی کی تو اسے معاف کرنے کے لیے نیا قول کرنا ہوگا۔ وباللہ التوفیق![۱۰۸۸]

باب: چغل خوری کا بیان

چغلی کی حرمت' اس کے دلائل اور اس کے متعلق وعید ہم بیان کر چکے ہیں' اختصار سے اس کی حقیقت کا بیان کر دیا تھا' اب مزید تفصیل کریں گے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چغل خور کا اطلاق عموماً اس شخص پر کیا جاتا ہے جو کسی کی بات اُٹھائے اور جس کے متعلق بات کی گئی' اس تک پہنچا دے۔ جیسے کوئی آدمی دوسرے سے کہے: فلاں تمہارے متعلق یہ اور یہ باتیں کر رہا تھا' حالانکہ چغل خوری اس بیان کردہ صورت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کی تعریف یہ ہے کہ ایسی چیز ظاہر کر دینا جس کا ظاہر کرنا مکروہ ہے' خواہ اس کو منقول عنہ (جس کی بات وغیرہ دوسرے تک نقل کی جارہی ہو) ناپسند کرے یا منقول الیہ (جس تک پہنچائی جارہی ہو) یا کوئی تیسرا' اور خواہ اس چیز کا اظہار قول سے ہو یا کتابت سے یا رمز' اشارہ یا کسی اور طرح سے ہو' اور خواہ وہ منقول شے قول ہو یا عمل اور خواہ وہ عیب ہو یا غیر عیب' لہٰذا چغل خوری کی حقیقت یہ ہوئی کہ ایسا راز فاش کرنا اور ایسی خفیہ بات سے پردہ ہٹانا جس کو ظاہر کرنا ناپسندیدہ ہو۔

لہٰذا انسان کو چاہیے کہ لوگوں کے جو بھی احوال ملاحظہ کرے' ان کے متعلق خاموش رہے ماسوائے ان باتوں کے جن کے بیان کرنے میں کسی مسلمان کا فائدہ ہو یا کسی معصیت سے چھٹکارا ہو' ایک آدمی نے دوسرے کو دیکھا کہ وہ اپنا مال مخفی رکھ رہا ہے' دیکھنے والے نے تذکرہ کر دیا تو یہ بھی چغل خوری ہے۔

چغل خور کی بات سننے والے پر چھ اُمور لازم ہو جاتے ہیں

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ آدمی جس کے پاس چغل خوری کی گئی اور اسے کہا گیا کہ فلاں آدمی نے آپ کے متعلق یہ بات کی ہے' اس چغلی سننے والے پر چھ اُمور لازم ہو جاتے ہیں:

(۱) اس کی ہرگز تصدیق نہ کرے کیونکہ چغل خور فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی خبر نا قابل قبول ہوتی ہے۔

(۲) اسے چغل خوری سے منع کرے' اسے پند و نصیحت کرے اور اُس کی حرکت کو قبیح سمجھے۔

(۳) وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل نفرت ہے' اس لیے رضائے الٰہی کی خاطر اس سے نفرت کرے کیونکہ بغض فی اللہ واجب ہے۔

(۴) چغل خور جس آدمی کی بات لے کر آیا' اس کے متعلق بدگمانی ہرگز نہ کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ۔ بہت سے گمانوں سے بچو۔

(الحجرات: ۱۲)

(۵) چغل خور کی خبر آپ کو جاسوسی اور صورتِ حال کی تحقیق پر برانگیختہ نہ کرے' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا۔ (الحجرات: ۱۲) اور جاسوسی نہ کیا کرو۔

(۶) جس بات سے چغل خور کو روک رہا ہے' اس میں خود مبتلا نہ ہو جائے' لہٰذا چغل خور کی بات کسی اور کو نہ بتائے۔

[۱۰۸۸] ابوداؤد: ۴۸۸۶۔ ۴۸۸۷' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۵' شعب الایمان للبیہقی: ۸۰۸۲۔ ۸۰۸۳' الارواء للالبانی ج ۸ ص ۳۲

روایت ہے کہ کسی آدمی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی آدمی کی چغلی کر دی' آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو ہم تمہارے معاملہ میں غور کر سکتے ہیں' لہٰذا اگر تم جھوٹے ہوئے تو اس آیت کے مصداق بن جاؤ گے:

اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا . اگر تمہارے پاس فاسق کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کیا کرو۔

(الحجرات:۶)

اور اگر تم سچے ہوئے تو اس آیت کے مصداق بن جاؤ گے:

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍO (القلم:۱۱) جو بہت طعنے دینے والا اور چلتا پھرتا چغل خور ہےO

اور اگر تم چاہو تو ہم تمہارے معاملہ سے درگزر کر جاتے ہیں' اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! درگزر فرمایئے اور میں آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کروں گا۔

ایک آدمی نے حضرت صاحب ابن عباد رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا' جس میں انہیں ایک صاحبِ ثروت یتیم کا مال ہڑپ کرنے کی ترغیب دی' آپ نے اس خط کی پشت پر جواب لکھ بھیجا' چغلی خواہ درست بات کی ہو قبیح ہوتی ہے' اور میت پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے! اور یتیم کو اللہ تعالیٰ غنی کرے اور مال میں اضافہ فرمائے اور (چغلی کی اور مالِ یتیم کو ہڑپ کرنے کی) کوشش کرنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے۔

باب: بلاضرورت حکمرانوں کے کان بھرنا ممنوع ہے

کتاب ابوداؤد شریف اور ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا کوئی صحابی مجھ تک کسی کی بات مت پہنچائے' میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس اس حال میں آیا کروں کہ میرا دل تمہارے متعلق صاف ہو۔ وباللہ المستعان! [۱۰۸۹]

باب: کسی کے نسب میں طعنہ زنی ممنوع ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًاO (الاسراء:۳۶) اور اس چیز کے درپے نہ ہونا جس کا تجھے علم نہیں' بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (روزِ محشر) سوال کیا جائے گا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو ان کے لیے کفر (کا باعث بن سکتی) ہیں: نسب میں طعن کرنا اور میت پر نوحہ کرنا۔ [۱۰۹۰]

باب: فخر کرنا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰىO (النجم:۳۲) سو تم اپنی پارسائی کا دعویٰ نہ کرو' اللہ پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہےO

[۱۰۸۹] ابوداؤد: ۴۸۶۰' ترمذی: ۳۸۹۳' مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۶' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۱۰' ضعیف ابوداؤد: ۱۰۳۵

[۱۰۹۰] مسلم: ۶۷' ترمذی: ۱۰۰۱' مسند احمد ج ۲ ص ۳۷۷۔ ۴۱۵۔ ۴۳۱۔ ۴۴۱۔ ۴۵۵۔ ۴۹۶۔ ۵۲۶

صحیح مسلم، سنن ابوداؤد اور دیگر کتب میں حضرت عیاض ابن حمار صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی فرمائی ہے کہ تم لوگ عاجزی اختیار کرو اور ایک دوسرے کے خلاف بغاوت نہ کرو اور نہ ہی کوئی ایک دوسرے پر اظہارِ فخر کرے۔[۱۰۹۱]

باب: کسی مسلمان کی پریشانی پر اظہارِ مسرت کرنا منع ہے

ترمذی شریف میں حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مسلمان بھائی کی مصیبت پر اظہارِ فرحت مت کرو، ورنہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرما دے گا اور تمہیں آزمائش میں ڈال دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۰۹۲]

باب: مسلمانوں کو حقیر سمجھنا اور ان کا مذاق اُڑانا حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۝ (التوبہ:۷۹)

بے شک جو (منافق لوگ) خوشی سے صدقہ دینے والے مومنوں کو طعنہ دیتے ہیں اور ان کو جن کے پاس (صدقہ کے لیے) اپنی محنت کی مزدوری کے سوا اور کچھ نہیں ہے، سو وہ ان کا مذاق اُڑاتے ہیں، اللہ ان کو ان کے مذاق اُڑانے کی سزا دے گا، اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ (الحجرات:۱۱)

اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اُڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اُڑانے والوں) سے بہتر ہوں، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اُڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے بلاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ۝ (الھمزہ:۱)

ہر طعنہ زن عیب جو کے لیے ہلاکت ہے۝

اس مضمون کی لاتعداد احادیث مبارکہ موجود ہیں اور تمسخر کی حرمت پر اُمت مسلمہ کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد مت کرو اور نہ ہی (دوسرے مسلمان بھائیوں کو نقصان پہنچانے کے لیے) ایک دوسرے سے بڑھ کر بولی دو، نہ ایک دوسرے سے دشمنی رکھو اور نہ ہی باہم تعلقات منقطع کرو، ایک کا سودا طے ہو جانے کے بعد دوسرا اس پر سودا نہ کرے، اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ذلیل کرتا ہے اور نہ اسے بنظر حقارت دیکھتا ہے، آپ ﷺ نے تین مرتبہ اپنے قلبِ اطہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، کسی آدمی کے بُرا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔[۱۰۹۳]

[۱۰۹۱] مسلم: ۲۸۶۵، ابوداؤد: ۴۸۹۵، ابن ماجہ: ۴۱۷۹، شعب الایمان للبیہقی: ۶۶۷۲_۸۱۳۳

[۱۰۹۲] ترمذی: ۲۵۰۸، شعب الایمان للبیہقی: ۶۷۷۷، ترمذی: ۲۵۰۷، ابوداؤد: ۴۰۸۳، المشکوٰۃ: ۴۸۵۶، ضعیف ابوداؤد: ۴۵۰

نوٹ: ارباب فکر و دانش کے لیے یہ حدیث مبارک بہت عظیم اور کثیر فوائد پر مشتمل ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوا' وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا لباس اور جوتا خوبصورت ہوں (اس کا کیا حکم ہے؟) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ حسین و جمیل ہے اور وہ حسن و جمال کو پسند فرماتا ہے' جبکہ تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر سمجھنے کا نام ہے۔[۱۰۹۴]

حدیث الباب کے بعض الفاظ کے ضبط اور معانی کا بیان

لفظ ''بطر الحق'' باء اور طاء کے فتح سے ہے' معنی ہے: حق کو دور کرنا اور اسے باطل کرنا' اور لفظ ''غمط الناس'' غین کے فتح اور میم کے سکون سے ہے' آخر میں طاء مہملہ ہے۔ اور ایک روایت کے مطابق آخر میں صاد کے ساتھ لفظ ''غمص'' ہے' دونوں کا معنی ہے: لوگوں کو بنظر حقارت دیکھنا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ!

باب: جھوٹی گواہی دینا سخت حرام ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِO (الحج:۳۰) اور تم جھوٹ بولنے سے بچوO

نیز فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا O (الاسراء:۳۶)

اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے درپے نہ ہونا بے شک کان' آنکھ اور دل ان سب سے (قیامت کے دن) سوال کیا جائے گاO

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوبکرہ نفیع ابن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: کیا میں تمہیں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں! یا رسول اللہ! فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ﷺ نے ٹیک لگا رکھی تھی' پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! اور جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا (بھی سب سے بڑا کبیرہ گناہ ہے)۔ آپ ﷺ مسلسل ان کلمات کو دہراتے رہے' یہاں تک کہ ہماری خواہش ہوئی کہ کاش آپ ﷺ سکوت اختیار فرمالیں۔

جھوٹی گواہی کی حرمت پر کثیر احادیث موجود ہیں' جو ہم نے ذکر کر دیا وہ کافی ہے۔ جھوٹی شہادت کی حرمت پر اجماع بھی منعقد ہو چکا ہے۔[۱۰۹۵]

باب: خیرات کر کے احسان جتلانا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا اے ایمان والو! احسان جتلا کر اور اذیت پہنچا کر اپنے صدقات ضائع

[۱۰۹۳] سابقہ: ۱۰۷۰

[۱۰۹۴] مسلم: ۹۱' ابوداؤد: ۴۰۹۱' ترمذی: ۱۹۹۹' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۵-۳۹۹-۴۱۲-۴۱۶-۴۲۷-۴۵۱' ابن ماجہ: ۴۱۷۳' شرح السنہ للبغوی: ۳۵۸۷' شعب الایمان للبیہقی: ۶۱۹۲-۸۱۵۲' صحیح ابن حبان: ۲۲۴' شرح مسلم ج ۲ ص ۹۰

[۱۰۹۵] بخاری: ۲۶۵۴' مسلم: ۸۷' ترمذی: ۲۳۰۲' مسند احمد ج ۵ ص ۳۶-۳۸' شعب الایمان للبیہقی: ۷۸۶۶

صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى (البقرہ:۲۶۴) نہ کرو۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں: اس کا مطلب ہے کہ اپنے صدقات وخیرات کا ثواب ضائع نہ کرو۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائے گا' نہ ان پر نظر رحمت فرمائے گا اور نہ ان کا تزکیہ فرمائے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا' رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو تین مرتبہ دہرایا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: وہ لوگ تو نامراد اور ہلاک ہو گئے' یارسول اللہ! وہ ہیں کون؟ فرمایا: ازراہِ تکبر کپڑا لٹکا کر چلنے والا' احسان کر کے جتلانے والا اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سودا فروخت کرنے والا۔[۱۰۹۶]

باب: کسی (مؤمن) پر لعنت کرنا منع ہے

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ثابت ابن ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' حضرت ثابت وہ صحابی ہیں جو بیعت رضوان میں شامل تھے' وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مؤمن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کے مترادف ہے۔[۱۰۹۷]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ہمیشہ سچ بولنے کا عادی ہو' وہ کثرت سے لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔[۱۰۹۸]

صحیح مسلم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے لعنت کرنے والے روزِ محشر کسی کی سفارش کر سکیں گے نہ گواہی دے سکیں گے۔[۱۰۹۹]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی لعنت' اس کے غضب اور جہنم کے ساتھ کسی پر لعنت نہ کیا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۱۰۰]

ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کثرت سے طعنہ زنی اور لعنت کرنا' بے حیائی اور واہیات باتیں کرنا مؤمن کی شان کے خلاف ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۱۰۱]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے' آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں' تو وہ زمین کی طرف اتر آتی ہے' زمین کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں' پھر دائیں اور بائیں جاتی ہے' جب کہیں جگہ نہیں پاتی تو جس پر لعنت کی گئی اس کی طرف

[۱۰۹۶] مسلم:۱۰۶' ابوداؤد:۴۰۸۷' ترمذی:۱۲۱۱' نسائی ج ۷ ص ۲۴۵_۲۴۶' سنن داری:۲۶۰۸' مسند احمد ج ۵ ص ۱۴۸_۱۵۸_۱۶۲_۱۶۷_۱۷۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۱۹۱_ج ۵ ص ۲۶۵' شعب الایمان للبیہقی:۴۸۵۱_۶۱۲۵' صحیح ابن حبان:۴۸۸۷

[۱۰۹۷] بخاری:۶۰۴۷' مسلم:۱۱۰' ابوداؤد:۳۲۵۷' ترمذی:۲۶۳۸' نسائی ج ۷ ص ۵_۶' ابن ماجہ:۲۰۹۸' مسند احمد ج ۴ ص ۳۳_۳۴' شعب الایمان للبیہقی: ۵۱۵۳_۶۶۶۵' صحیح ابن حبان:۴۳۵۱

[۱۰۹۸] مسلم:۲۵۹۷' مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۷_۳۶۶' شعب الایمان للبیہقی:۵۱۵۱' حاکم ج ۱ ص ۴۷' الدعاء للطبرانی:۲۰۸۱' شرح مسلم ج ۱۶ ص ۱۴۸

[۱۰۹۹] مسلم:۲۵۹۸' ابوداؤد:۴۹۰۷' مسند احمد ج ۶ ص ۴۴۸' الادب المفرد للبخاری:۳۱۶' شرح السنہ للبغوی:۳۵۵۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۳' شعب الایمان للبیہقی: ۵۱۵۲' الدعاء للطبرانی:۲۰۷۷_۲۰۷۹' حاکم ج ۱ ص ۴۸' صحیح ابن حبان:۵۷۴۶

[۱۱۰۰] ابوداؤد:۴۹۰۶' ترمذی:۱۹۷۷' مسند احمد ج ۵ ص ۱۵' شعب الایمان للبیہقی:۵۱۶۱' الدعاء للطبرانی:۲۰۷۵' الکبیر للطبرانی:۶۸۵۸_۶۸۵۹' حاکم ج ۱ ص ۴۸' الاحادیث الصحیحہ:۸۹۳

[۱۱۰۱] ترمذی:۱۹۷۸' مسند احمد ج ۱ ص ۴۰۵_۴۱۶' الادب المفرد للبخاری:۳۱۲' شرح السنہ للبغوی:۳۵۵۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۳_۲۴۳' شعب الایمان للبیہقی: ۵۱۴۹' الدعاء للطبرانی:۲۰۷۳_۲۰۷۴' الکبیر للطبرانی:۱۰۴۸۳' صحیح ابن حبان:۴۸' حاکم ج ۱ ص ۱۲_۱۳' الاحادیث الصحیحہ:۳۲۰

رجوع کرتی ہے اگر وہ لعنت کا مستحق ہو تو (اس پر پڑ جاتی ہے) ورنہ کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔[۱۱۰۲]

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی ایسی چیز پر لعنت کی جو لعنت کی اہل نہیں تو لعنت کہنے والے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔[۱۱۰۳]

صحیح مسلم میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر پر تھے' انصار کی ایک خاتون اونٹنی پر سوار تھی' اس نے اونٹنی سے تنگدل ہو کر اس پر لعنت کر دی' رسول اللہ ﷺ نے سن لیا اور فرمایا: اس کے اوپر سے اپنا سامان اتار لو اور اسے چھوڑ دو' یہ ملعونہ ہو چکی ہے۔

حضرت عمران رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یوں لگتا ہے جیسے وہ ناقہ آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے' لوگوں کے درمیان چل رہی ہے اور کوئی اسے پکڑنے کو تیار نہیں۔[۱۱۰۴]

نوٹ: حضرت عمران کے والد حصین کی صحابیت اور اسلام میں علماء کرام کا اختلاف ہے' میرے خیال میں ان کی صحابیت اور اسلام ثابت ہے' اس لیے میں نے دونوں کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہما لکھا ہے۔(مصنف)

صحیح مسلم میں حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اونٹنی پر لوگوں کا سامان تھا اور اس پر ایک لڑکی بھی بیٹھی ہوئی تھی' قافلہ گزرنے کی وجہ سے پہاڑی راستہ تنگ ہو چکا تھا' اچانک اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بول پڑی: ''حَلْ'' (اونٹ کو اس کلمہ سے ڈانٹ دیا جاتا ہے)' اے اللہ! اس اونٹنی پر لعنت فرما! نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہ اونٹنی ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی جس پر لعنت کی گئی ہو۔ ایک روایت اس طرح ہے: وہ سواری ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتی جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت کی گئی ہو۔[۱۱۰۵]

فصل: غیر معین گنہگاروں پر لعنت کرنا جائز ہے

احادیثِ صحیحہ مشہورہ میں یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بال لگانے والی اور لگوانے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو![۱۱۰۶]

اور فرمایا: سود خور پر اللہ کی لعنت ہو![۱۱۰۷]

اور فرمایا: تصویر بنانے والوں پر اللہ کی لعنت ہو![۱۱۰۸]

اور فرمایا: جو راستوں کی علامات مٹا دے' اس پر اللہ کی لعنت ہو![۱۱۰۹]

اور فرمایا: جو انڈہ (تک) چوری کرے' اس پر اللہ کی لعنت ہو![۱۱۱۰]

[۱۱۰۲] ابوداؤد:۴۹۰۵' شعب الایمان للبیہقی:۵۱۶۲' مسند احمد ج۱ ص۴۰۸-۴۲۵' الاحادیث الصحیحہ:۱۲۶۹

[۱۱۰۳] ابوداؤد:۴۹۰۸' ترمذی:۱۹۷۹' صحیح ابن حبان:۱۹۸۸' الاحادیث الصحیحہ:۵۲۸

[۱۱۰۴] مسلم:۲۵۹۵' ابوداؤد:۲۵۶۱' مسند احمد ج۴ ص۴۲۹-۴۳۱' سنن دارمی:۲۶۸۰' مسند احمد ج۴ ص۴۲۹-۴۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ ص۲۵۴' مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۶۷۳' المعجم الکبیر للطبرانی ج۱۸ ص۱۸۹' الدعاء للطبرانی:۲۰۸۵-۲۰۸۷' صحیح ابن حبان:۵۷۱۰-۵۷۱۱

[۱۱۰۵] مسلم:۲۵۹۶' مسند احمد ج۴ ص۴۲۰-۴۲۳' السنن الکبریٰ للبیہقی:۲۵۴۶۵' صحیح ابن حبان:۵۷۱۳

[۱۱۰۶] بخاری:۵۲۰۵-۵۹۳۴' مسلم:۲۱۲۳' نسائی ج۸ ص۱۴۶' مسند احمد ج۶ ص۱۱۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۲ ص۴۲۶' مصنف ابن ابی شیبہ ج۸ ص۴۸۹' الدعاء للطبرانی:۲۱۵۵' مسند ابویعلیٰ:۴۷۵۳

[۱۱۰۷] مسلم:۱۵۹۷' ترمذی:۱۲۰۶' ابوداؤد:۳۳۳۳' ابن ماجہ:۲۲۷۷' سنن دارمی:۲۵۳۸' مسند احمد ج۱ ص۳۹۳-۴۴۸-۴۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ ص۲۷۵' الدعاء للطبرانی:۲۱۶۹' صحیح ابن حبان:۵۰۰۳

[۱۱۰۸] بخاری:۲۰۸۶

[۱۱۰۹] مسلم:۱۹۷۸

اور فرمایا: جس نے اپنے والدین پر لعنت کی' اللہ اس پر لعنت کرے! اور جس نے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا' اس پر اللہ کی لعنت ہو! [۱۱۱۱]

اور فرمایا: جس نے بدعت کا ارتکاب کیا یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ' فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ [۱۱۱۲]

اور فرمایا: اے اللہ! رعل' ذکوان اور عصیہ پر لعنت فرما! انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ رعل' ذکوان اور عصیہ یہ عرب کے قبائل کے نام ہیں۔ [۱۱۱۳]

اور فرمایا: یہودیوں پر اللہ کی لعنت ہو! ان پر چربی حرام کر دی گئی تھی' جبکہ انہوں نے اسے بیچنا شروع کر دیا۔ [۱۱۱۴]

اور فرمایا: یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو' انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔ [۱۱۱۵]

اور فرمایا: عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو!

مذکورہ تمام روایات بخاری و مسلم کی ہیں' بعض کے الفاظ دونوں میں موجود ہیں اور بعض کے الفاظ کسی ایک سے لیے گئے ہیں' اطراف احادیث بیان کر دیے ہیں' اختصار کے پیش نظر سند کو چھوڑ دیا ہے۔ [۱۱۱۶]

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک گدھا دیکھا جس کے چہرے پر کسی نے نشان ڈال دیا تھا' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اس کے چہرے پر نشان لگایا ہے' اس پر اللہ کی لعنت ہو! [۱۱۱۷]

صحیحین کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دو قریشی لڑکوں کے پاس سے گزر ہوا' جو ایک پرندہ باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے' آپ نے فرمایا: ایسی حرکت کرنے والے پر اللہ تعالیٰ لعنت ڈالتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی ذی روح چیز کو پکڑ کر اس پر نشانہ بازی کرے' اس پر اللہ کی لعنت ہو! [۱۱۱۸]

فصل: کسی کو معین کر کے اس پر لعنت کرنے کا شرعی حکم

تمام مسلم علماء کا اجماع ہے کہ کسی بے گناہ مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے اور اوصاف مذمومہ کے حاملین پر لعنت کرنا جائز ہے' جیسے یوں کہنا: اللہ تعالیٰ ظالموں پر لعنت فرمائے! اللہ تعالیٰ کافروں پر لعنت فرمائے! اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے! اللہ تعالیٰ فاسقوں پر لعنت فرمائے! اللہ تعالیٰ تصویر بنانے والوں پر لعنت فرمائے! وغیرہ' جیسا کہ ماقبل فصل میں گزر چکا ہے' اور کسی یہودی' عیسائی' ظالم' زانی' فوٹوگرافر' فاسق' چور' سود خور یا دیگر اوصاف مذمومہ کے حامل انسان کو معین کر کے اس پر لعنت کرنا' احادیث

[۱۱۱۰] بخاری: ۶۷۸۳-۶۷۹۹' مسلم: ۱۶۸۷' نسائی ج ۸ ص ۶۵' ابن ماجہ: ۲۵۸۳' مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۲۵۳' شرح السنہ للبغوی: ۲۵۹۷-۲۵۹۸' صحیح ابن حبان: ۵۷۱۸

[۱۱۱۱] سابقہ: ۱۱۰۹

[۱۱۱۲] سابقہ: ۱۱۰۹

[۱۱۱۳] سابقہ: ۹۵۸

[۱۱۱۴] بخاری: ۲۲۲۳-۳۴۶۰' مسلم: ۱۵۸۲' نسائی ج ۷ ص ۱۷۷' مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۵' سنن داری ج ۲ ص ۱۱۵' مسند حمیدی: ۱۳' شرح السنہ للبغوی: ۲۰۴۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۲۸۶' مسند ابی یعلیٰ: ۲۰۰

[۱۱۱۵] بخاری: ۴۳۵' مسلم: ۵۳۲

[۱۱۱۶] بخاری: ۵۸۸۵-۵۸۸۶-۶۸۳۴' ابوداؤد: ۴۹۳۰' ترمذی: ۲۷۸۶-۲۷۸۷' سنن داری: ۲۶۵۲' مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۵-۲۲۷-۲۳۷-۲۵۴-۳۳۰-۳۳۹-۳۶۵' ابن ماجہ: ۱۹۰۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۲۲۴' صحیح ابن حبان: ۵۷۲۱

[۱۱۱۷] مسلم: ۲۱۱۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۷ ص ۳۵' صحیح ابن حبان: ۵۵۹۹' شرح مسلم ج ۱۴ ص ۹۷

[۱۱۱۸] بخاری: ۵۵۱۵' مسلم: ۱۹۵۸' نسائی ج ۷ ص ۲۳۸' مسند احمد ج ۲ ص ۸۲-۱۰۳-۱۴۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۸۷' سنن داری: ۱۹۷۹' صحیح ابن حبان: ۵۵۸۸' جامع الاصول: ۸۴۱۶

کے ظاہر کے مطابق حرام نہیں ہے' البتہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حرام ہونے کا اشارہ دیا ہے' آپ کے نزدیک تعیین سے صرف ان لوگوں پر لعنت کی جاسکتی ہے جن کا کفر پر مرنا یقینی ہو جیسے ابولہب' ابوجہل' فرعون اور ہامان وغیرہ۔

آپ فرماتے ہیں: لعنت کا معنی ہے: کسی کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کرنا اور اس معین فاسق یا کافر کے انجام کا ہمیں قطعی علم نہیں ہے' اور جن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے معین کر کے لعنت کی ہے' ممکن ہے ان کی کفر پر موت کا آپ ﷺ کو یقینی علم ہو گیا ہو۔

کسی کے نقصان کی دعا کرنا اور حیوانات وغیرہ پر لعنت کا حکم

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی انسان کے خلاف دعا کرنا لعنت کرنے کے قریب ہے' اور ظالم کے خلاف دعا کرنا اس پر لعنت کرنے کے مترادف ہے' مثلاً انسان کہے: اللہ کرے اس (ظالم) کا جسم برباد ہو جائے! اور اللہ کرے اسے سلامتی نصیب نہ ہو! وغیر ذالک! یہ سب کلمات مذموم ہیں۔ اسی طرح حیوانات اور جمادات کو لعنت کرنا بھی مذموم ہے۔

فصل: کسی غیر مستحق کو لعنت کرنے کے بعد ازالہ کیسے کیا جائے؟

حضرت ابو جعفر نحاس رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بعض علماء نے فرمایا: جب انسان کسی غیر مستحق کو لعنت کر بیٹھے تو فوراً یہ کلمات کہے: مگر جو لعنت کا مستحق نہ ہو!

فصل: نصیحت کرنے والا کن الفاظ سے مخاطب کو زجر و توبیخ کر سکتا ہے؟

نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنے والے اور ہر معلّم ادب کے لیے دورانِ گفتگو اپنے مخاطب کے لیے ان الفاظ کا استعمال جائز ہے: تیرے لیے ہلاکت ہو! اے کمزور حالت والے! اے اپنی ذات پر شفقت سے محروم! اے اپنی جان کے دشمن! وغیر ذالک! ایسے الفاظ بیان کیے جاسکتے ہیں' بشرطیکہ جھوٹ نہ ہوں' اور ان الفاظ میں صراحت سے یا اشارہ کنایہ سے قذف کا کوئی پہلو نہ نکلتا ہو' خواہ تہمت زن سچا ہی کیوں نہ ہو' اور ماقبل بیان کردہ الفاظ اس لیے جائز ہیں کہ ان سے تادیب اور زجر و توبیخ مقصود ہوتی ہے' نیز ایسے الفاظ کے استعمال سے مخاطب کو بات جلد ذہن نشین ہو جاتی ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی ملاحظہ فرمایا: جو قربانی کا اونٹ ہانک کر لے جا رہا تھا' آپ ﷺ نے فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ! اس نے عرض کیا: یہ قربانی کا اونٹ ہے' پھر فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ! اس نے پھر عرض کیا: یہ قربانی کا اونٹ ہے' آپ ﷺ نے تیسری مرتبہ فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو! اس پر سوار ہو جا! [۱۱۱۹]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے' ذوالخویصرہ نامی بنی تمیم کا ایک آدمی آ گیا' کہنے لگا: یارسول اللہ! عدل فرمائیے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو' اگر میں نے عدل نہ کیا تو پھر کون عدل کرے گا! [۱۱۲۰]

صحیح مسلم میں حضرت عدی ابن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں خطاب کرتے ہوئے کہا: جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی وہ ہدایت پا گیا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ

[۱۱۱۹] بخاری: ۱۶۹۰۔ ۲۷۵۴۔ ۶۱۵۹' مسلم: ۳۲۳ ۱۳' ترمذی: ۹۱۱' نسائی ج ۵ ص ۱۷۶' ابن ماجہ: ۳۱۰۴' ابن علان ج ۷ ص ۶۳

[۱۱۲۰] بخاری: ۳۶۱۰' مسلم: ۱۰۶۴' صحیح ابن حبان: ۶۷۰۶' جامع الاصول: ۷۵۵۳

ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو بُرا خطیب ہے تجھے اس طرح کہنا چاہیے تھا: اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی الخ۔[۱۱۲۱]

صحیح مسلم میں حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے غلام نے بارگاہِ رسالت مآب میں شکایت کرتے ہوئے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! حاطب ضرور جہنم میں جائے گا' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے' وہ جہنم میں نہیں جائے گا کیونکہ وہ غزوۂ بدر اور صلح حدیبیہ میں شامل تھا۔[۱۱۲۲]

صحیح بخاری و مسلم کی روایت ہے: جب حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے مہمانوں کو شام کا کھانا نہیں کھلایا تھا' اس وقت ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان پر عتاب کرتے ہوئے انہیں کہا: اے احمق!

یہ حدیث کتاب الاسماء میں بھی گزر چکی ہے۔[۱۱۲۳]

صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے تھے' جبکہ دوسرے کپڑے پاس موجود تھے' کسی نے کہا: آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: اس لیے تاکہ تیرے جیسے جاہل مجھے دیکھ لیں۔ اور ایک روایت میں تیرے جیسا احمق کے الفاظ ہیں۔ واللہ اعلم![۱۱۲۴]

باب: فقراء و مساکین اور یتیم سائلین کو جھڑکنا منع ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْO وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْO (الضحیٰ:۹-۱۰)

سو آپ یتیم پر شدت نہ کریںO اور مانگنے والے کو نہ جھڑکیںO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ط مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَO (الانعام:۵۲)

اور ان (مسکین مسلمانوں) کو دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت کرتے رہتے ہیں اس حال میں کہ وہ اسی کی رضا جوئی کرتے ہیں' ان کا حساب بالکل آپ کے ذمہ نہیں ہے اور آپ کا حساب ذرہ برابر ان کے ذمہ نہیں ہے' پس اگر (بالفرض) آپ نے ان کو دور کر دیا تو آپ بے انصافی کرنے والوں میں سے ہو جائیں گےO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ج. (الکہف:۲۸)

اور آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ لازم رکھیں جو صبح و شام اپنے رب کی رضا چاہتے ہوئے اس کی عبادت کرتے ہیں' اور اپنی آنکھیں ان سے نہ ہٹائیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَO

اور ایمان والوں کے لیے اپنی رحمت کے بازو جھکائے رکھیںO

[۱۱۲۱] مسلم:۸۷۰' ابوداؤد:۱۰۹۹-۴۹۸۱' حاکم ج ۱ ص ۲۸۹' شعب الایمان للبیہقی:۵۲۲۳' صحیح ابن حبان:۲۷۸۷

[۱۱۲۲] مسلم:۲۱۹۵-۱۶۲' ترمذی:۳۸۶۴' مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۵-۳۴۹' صحیح ابن حبان:۴۷۷۹' حاکم ج ۳ ص ۳۰۱

[۱۱۲۳] سابقہ:۸۹۴

[۱۱۲۴] بخاری:۳۵۲-۳۵۳-۳۶۱-۳۷۰' مسلم:۷۶۶' مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۸-۳۳۵' جامع الاصول:۳۶۳۶

(الحجر:۸۸)

صحیح مسلم میں حضرت عائذ ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تین صحابہ کرام حضرت سلمان فارسی' حضرت صہیب رومی اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم کے پاس آئے' انہوں نے کہہ دیا: اے ابوسفیان! آپ نے اللہ کی تلواروں سے اللہ کے دشمنوں کی گردن زنی کا پوری طرح حق ادا نہیں کیا' (وہاں موجود) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: خاندانِ قریش کے ایک بزرگ اور سردار سے آپ لوگ ایسی بات کہہ رہے ہو' پھر آپ نے بارگاہِ نبوت میں حاضر ہو کر یہ بات بیان کر دی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! لگتا ہے تم نے ان کو ناراض کر دیا ہے' اگر تم نے ان کو ناراض کیا ہے تو تم نے اپنے رب کو ناراض کر دیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور پوچھا: بھائیو! کہیں میں نے آپ لوگوں کو ناراض تو نہیں کر دیا؟ وہ بولے: نہیں! [۱۱۲۵]

باب: ایسے الفاظ کا بیان جن کا استعمال مکروہ ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت سہل ابن حنیف اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ نہ کہے: میرا نفس خبیث ہو گیا! بلکہ یہ کہہ لیا کرو کہ میرا نفس حریص ہو گیا ہے۔[۱۱۲۶]

سنن ابوداؤد میں صحیح سند کے ساتھ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کہا کرو کہ میرا نفس بے قابو ہو گیا ہے بلکہ کہہ لیا کرو کہ میرا نفس حریص ہو گیا ہے۔[۱۱۲۷]

احادیث مذکورہ کے بعض الفاظ کے ضبط و معانی کا بیان

علماء کرام فرماتے ہیں: لفظ ''لَقِسَتْ'' اور ''جَاشَتْ'' یہ ''غَثَتْ'' (ذلیل ہونا' حریص ہونا) کے معنی میں آتے ہیں۔ اور لفظ ''خَبُثَتْ'' کے مادہ اشتقاق خباثت کی وجہ سے اس لفظ کا استعمال مکروہ سمجھا گیا ہے۔

امام ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لفظ ''لَقِسَتْ'' اور ''خَبُثَتْ'' کا ایک ہی معنی ہے اور لفظ خبیث کا استعمال اس لیے مکروہ ہے کہ اس میں خبث اور خباثت کا ذکر ہے جو قابل نفرت نام ہے' اور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو ادب سکھاتے ہوئے یہ تعلیم دی ہے کہ اچھے نام استعمال کریں اور بُرے نام ترک کر دیں۔ اور لفظ جاشت' جیم اور شین کے ساتھ ہے اور ''لَقِسَتْ'' لام کے فتح اور قاف کے کسرہ سے ہے۔

فصل: انگوروں کو کرم کہنے کی ممانعت

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ (انگوروں کو) کرم کہتے ہیں' حالانکہ کرم تو مومن کا دل ہے۔

اور مسلم شریف کی روایت ہے: انگور کا نام کرم نہ رکھو بلاشبہ کرم تو مسلمان ہے۔ اور مسلم شریف کی ہی ایک روایت ہے: بے شک کرم تو قلب مومن ہے۔[۱۱۲۸]

[۱۱۲۵] مسلم: ۲۵۰۴' مسند احمد ج ۵ ص ۶۴

[۱۱۲۶] بخاری: ۶۱۷۹' الادب المفرد للبخاری: ۸۰۹' مسلم: ۲۲۵۰' ابوداؤد: ۴۹۷۹' مسند احمد ج ۶ ص ۵۱۔۶۶۔۲۰۹۔۲۳۱۔۲۸۱' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۱۰۴۹۔۱۰۵۰' شرح السنہ للبغوی: ۳۳۹۰' شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۱۰' صحیح ابن حبان: ۵۷۲۴

[۱۱۲۷] ابوداؤد: ۴۹۷۹' مسلم: ۲۲۵۰

[۱۱۲۸] بخاری: ۶۱۸۱۔۶۱۸۲' مسلم: ۲۲۴۶۔۲۲۴۷' ابوداؤد: ۴۹۷۴' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۹۔۲۵۹۔۲۷۲۔۳۱۶۔۴۷۶۔۵۰۹' شرح السنہ للبغوی: ۳۳۸۸۔۳۸۵۵' صحیح ابن حبان: ۵۸۰۲۔۵۸۰۴' شرح مسلم ج ۱۵ ص ۴۔۵

صحیح مسلم میں حضرت وائل ابن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (انگور یا اس کے درخت کو) کرم نہ کہو بلکہ (اس کے لیے لفظ) عِنَب اور حَبَلہ بولا کرو۔[۱۱۲۹]

فائدہ: لفظ ''حبلہ'' حاء اور باء کے فتح سے ہے اور باء کے سکون سے بھی تلفظ کیا جاتا ہے۔

امام جوہری اور دیگر علماء فرماتے ہیں: حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انگوروں کو کرم کہنا ممنوع ہے' زمانۂ جاہلیت میں لوگ یہ نام استعمال کرتے تھے اور آج کل بھی بعض لوگ انگوروں کو کرم کہتے ہیں' جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا نام رکھنے سے منع فرما دیا ہے۔

امام خطابی اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوف سے کہ کہیں انگوروں کا خوبصورت نام (کرم) ان سے ماخوذ شراب پینے کی طرف راغب نہ کر دے' ان کا نام کرم رکھنے سے منع فرما دیا۔

فصل: یہ کہنا کہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے ہیں' بطورِ تکبر ہو تو منع ہے

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی کہے کہ لوگ ہلاک ہو گئے ہیں تو وہ خود ان سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔[۱۱۳۰]

نوٹ: لفظ ''اَهْلَكُهُمْ'' کاف کے رفع اور فتح سے دونوں طرح آتا ہے جبکہ مشہور رفع ہے' اور اس کی تائید حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات پر لکھی گئی کتاب ''حلیۃ الاولیاء'' کی ایک عبارت سے ہوتی ہے اور وہ ہے: ''فَهُوَ مِنْ اَهْلَكِهِمْ'' (یعنی یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے)۔

امام حافظ ابوعبداللہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جمع بین الصحیحین میں پہلی روایت کے متعلق فرماتے ہیں: بعض راویوں نے کہا: معلوم نہیں یہ نصب ہے یا رفع (یعنی فعل ماضی ہے یا اسم تفضیل)؟ حمیدی فرماتے ہیں: مشہور رفع ہے' اس صورت میں معنی ہوگا: وہ ان لوگوں سے بڑھ کر ہلاکت میں مبتلا ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں: ایسا اس وقت ہوگا جب وہ ان لوگوں کو گھٹیا اور حقیر جبکہ اپنے آپ کو برتر سمجھتے ہوئے یہ الفاظ کہے' کیونکہ وہ مخلوق میں اللہ تعالیٰ کے راز کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ایسا ہی ہمارے بعض علماء نے فرمایا ہے' یہ تھا کلامِ امام حمیدی۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مفہومِ حدیث یہ ہے کہ انسان بسا اوقات لوگوں کے عیوب و نقائص اور ان کی برائیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہہ دیتا ہے کہ لوگ تباہ و برباد ہو گئے ہیں' جب وہ یہ بات کہتا ہے تو خود ان سے بڑھ کر مبتلائے ہلاکت ہو جاتا ہے' یعنی ان کی عیب جوئی اور غیبت کے باعث جو گناہ اسے لاحق ہوتا ہے' اس کی وجہ سے ان لوگوں سے زیادہ بدحال ہو جاتا ہے' بسا اوقات اس کی یہ سوچ خود پسندی اور احساسِ برتری کا باعث بن جاتی ہے اور وہ اپنے آپ کو ان لوگوں سے افضل خیال کرتا ہے' اسی وجہ سے مبتلائے ہلاکت ہو جاتا ہے۔

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ گفتگو آپ کی کتاب معالم السنن سے اخذ کی گئی ہے۔

امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب سنن ابوداؤد میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں قعنبی نے بیان کیا' انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا' انہوں نے سہیل ابن ابوصالح سے اور انہوں نے اپنے والد ابوصالح سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' پھر یہ حدیث بیان کر دی' پھر فرمایا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی آدمی لوگوں کی دینی حالت کمزور دیکھ کر اظہارِ غم کے طور پر یہ بات کہہ دے تو میرے خیال میں کوئی حرج نہیں ہے' اور اگر فخر و تکبر' خود پسندی اور عوام الناس

[۱۱۲۹] مسلم: ۲۲۴۸' الادب المفرد للبخاری: ۷۹۵' سنن دارمی: ۲۱۴۰' شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۱۶' صحیح ابن حبان: ۵۸۰۱

[۱۱۳۰] مسلم: ۲۶۲۳' موطا ج ۲ ص ۹۸۴' ابوداؤد: ۴۹۸۳' مسند احمد ج ۲ ص ۲۷۲ ـ ۳۴۲ ـ ۴۶۵ ـ ۵۱۷' شعب الایمان للبیہقی: ۶۶۸۵' ابن علان ج ۷ ص ۷۵

کی تحقیر کرتے ہوئے یہ بات کی تو مکروہ اور ممنوع ہے۔

میرے خیال میں سند سے بیان کی گئی یہ تشریح انتہائی صحت کی حامل' عمدہ اور جامع ہے۔ بالخصوص جبکہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہو۔

فصل: مشیت وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر مقدم رکھنا مقتضائے ادب ہے

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ایسے مت کہا کرو' جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی اور فلاں کی مرضی ہوئی' بلکہ اس طرح کہا کرو: جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوئی پھر جو فلاں کی مرضی ہوئی۔

امام خطابی اور دیگر علماء کرام فرماتے ہیں: اس میں ادب کی جانب راہنمائی ہے' کیونکہ حرف عطف واؤ (بمعنی اور) جمع اور تشریک کے لیے آتا ہے' جبکہ حرف ''ثُمَّ'' (بمعنی پھر) عطف کے ساتھ ترتیب اور تراخی پر دلالت کرتا ہے' تو نبی مکرم ﷺ نے راہنمائی فرمادی کہ دوسروں کی مشیت پر اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی مقدم ہونی چاہیے۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ کوئی آدمی یہ الفاظ کہتا تو آپ مکروہ سمجھتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَبِكَ. میں اللہ کی اور تیری پناہ میں آتا ہوں۔

اور ان کلمات کی تجویز دیا کرتے تھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ. میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں' پھر تمہاری پناہ میں آتا ہوں۔

علماء کرام فرماتے ہیں: آدمی اس طرح کہہ سکتا ہے:

لَوْ لَا اللّٰهُ ثُمَّ فُلَانٌ لَفَعَلْتُ كَذَا. اگر اللہ نہ ہوتا پھر فلاں نہ ہوتا تو میں یہ کام کر بیٹھتا۔

اور یوں مت کہے:

لَوْلَا اللّٰهُ وَفُلَانٌ. اگر اللہ اور فلاں نہ ہوتا۔[۱۱۳۱]

فصل: بارش کی نسبت کسی ستارے کی طرف کرنا مکروہ ہے

یہ کہنا مکروہ ہے کہ فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب) کی وجہ سے بارش ہوئی ہے اور اگر ستارے کو مؤثر حقیقی مانتے ہوئے ایسی بات کہی تو یہ کفر ہے اور اگر یہ اعتقاد رکھتے ہوئے کہ فاعل اور مؤثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے اور ستارہ (کا طلوع یا غروب) بارش ہونے کی محض علامت ہے' ایسا قول کیا تو یہ کفر نہیں ہوگا مگر مکروہ ہے' کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ ان الفاظ کا استعمال کیا کرتے تھے' نیز یہ کہ ایسا قول ارادۂ کفر اور غیر کفر کے درمیان مشترک ہے (اس لیے ایسا قول مکروہ ہے)۔

اور بارش کے وقت پڑھے جانے والے اذکار ہم نے ماقبل باب مایقول عند نزول المطر میں بیان کر دیئے ہیں۔

فصل: ایسے کہنا حرام ہے کہ اگر میں یہ کام کروں تو یہودی یا عیسائی ہوں

ایسے کہنا کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میں یہودی ہوں یا عیسائی ہوں یا اسلام سے بیزار ہوں' وغیرہ حرام ہے۔ اگر اس نے خروجِ اسلام کی تعلیق ہی مراد لی تو اسی وقت کافر ہو جائے گا اور اس پر مرتد والے احکام جاری ہو جائیں گے اور اگر تعلیق مراد نہ ہوئی تو وہ کافر نہیں ہوگا' البتہ حرام کا مرتکب قرار پائے گا اور اس پر توبہ واجب ہے۔ اور توبہ یہ ہے کہ فوراً اس معصیت سے لاتعلق

[۱۱۳۱] ابوداؤد: ۴۹۸۰' مسند احمد ج ۵ ص ۳۸۴' ۳۹۴' ۳۹۸' ابن ماجہ: ۲۱۱۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۸۵' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۶۶۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۲۱۶' شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۲۲' الاحادیث الصحیحہ: ۱۳۶' ۱۳۷

ہو جائے' اپنے کیے پر نادم ہو' عزم کرے کہ دوبارہ ایسی حرکت نہیں کرے گا' اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے اور پڑھے: ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ''۔

فصل: کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت حرام ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہہ دے تو وہ کفر دونوں میں سے ایک کی طرف لوٹ جائے گا' اگر وہ کافر ہوا تو فبہا ورنہ وہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔[۱۱۳۲]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے کسی آدمی کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا' حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے تو یہ قول کہنے والے کی طرف لوٹ جائے گا۔[۱۱۳۳]

فصل: کسی مسلمان کے لیے بے ایمان ہونے کی دعا کرنا سخت گناہ ہے

اگر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے خلاف دعا کرتے ہوئے کہے: اے اللہ! اس کا ایمان سلب فرمالے! تو ایسی دعا کرنے والا گنہگار ہو جائے گا' کیا ایسی دعا کرنے والا کافر بھی ہو جائے گا؟ اس میں ہمارے علماء کے دو اقوال ہیں' ہمارے ایک عالم دین قاضی حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں دونوں اقوال ذکر کیے ہیں' زیادہ صحیح قول کے مطابق وہ کافر نہیں ہوگا' انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَO (یونس:۸۸)

اے ہمارے رب! ان کے مال و دولت کو برباد کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے تاکہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں جب تک وہ دردناک عذاب کو نہ دیکھ لیںO

البتہ اس استدلال پر اعتراض ہو سکتا ہے کہ ایسا اس وقت ممکن ہے' اگر ہم کہیں کہ جو کچھ پہلے لوگوں کے لیے مشروع تھا' وہ ہمارے لیے بھی مشروع ہے۔

فصل: جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر بولا جا سکتا ہے جبکہ دل ایمان پر مطمئن ہو

اگر کفار نے کسی مسلمان کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کر دیا' اس نے کہہ دیا جبکہ دل ایمان پر مطمئن تھا تو وہ کافر نہیں ہوگا' اس پر دلیل قرآن کی نص اور اجماعِ اُمت مسلمہ ہے۔ کیا جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دینا افضل ہے؟ اس میں ہمارے علماء کے پانچ اقوال ہیں۔

پہلے اور صحیح قول کے مطابق افضل یہ ہے کہ قتل پر صبر کرے اور کلمہ کفر نہ کہے۔ احادیث مبارکہ صحیحہ اور افعال صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اس کے دلائل موجود اور مشہور ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق جان بچانے کی خاطر کلمۂ کفر کہہ دینا افضل ہے۔

تیسرے قول کے مطابق دیکھیں گے اگر تو اس کی بقاء میں مسلمانوں کا فائدہ ہے' مثلاً اس سے دشمنانِ اسلام کی بیخ کنی یا

[۱۱۳۲] بخاری: ۶۱۰۴' مسلم: ۶۰' ترمذی: ۲۶۳۹' ابوداؤد: ۴۶۸۷' مسند احمد ج ۲ ص ۱۴-۱۸-۴۷-۶۰-۱۱۲-۱۱۳-۱۴۲' شرح السنہ للبغوی: ۳۵۵۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۰۸' صحیح ابن حبان: ۲۵۰

[۱۱۳۳] بخاری: ۳۵۰۸-۶۰۴۵' مسلم: ۶۱' مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۶

احکامِ شریعت کے قیام کی اُمید ہے تو کلمہ کفر کہہ کر جان بچانا افضل ہے، ورنہ قتل پر صبر افضل ہے۔

چوتھے قول کے مطابق اگر وہ عالم دین، مقتدا یا پیشوا ہے تو قتل پر صبر افضل ہے تا کہ عوام الناس دھوکہ میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

پانچویں قول کے مطابق اس پر کلمہ کفر کہنا واجب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرہ:۱۹۵)'' اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو لیکن یہ استدلال کافی کمزور ہے۔

فصل: کافر نے جان بچانے کے لیے کلمہ پڑھ لیا تو کیا وہ مسلمان قرار پائے گا؟

اگر کسی مسلمان نے کسی کافر کو اسلام لانے پر مجبور کر دیا، اس نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا اگر وہ کافر حربی تھا تو اس کا اسلام درست ہے کیونکہ یہ برحق جبر ہے۔ اور اگر وہ کافر ذمی تھا تو وہ مسلمان نہیں ہوگا کیونکہ ہم ذمیوں سے باز رہنے کا التزام کر چکے ہیں، لہٰذا یہ جبر و اکراہ ناحق ہے۔ ایک ضعیف قول کے مطابق وہ مسلمان قرار پائے گا کیونکہ اس مسلمان نے کافر کو حق بات کا حکم کیا تھا۔

فصل: کسی کافر نے بلا جبر و اکراہ حکایۃً کلمہ شہادت پڑھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

اگر کسی کافر نے بلا جبر و اکراہ کلمہ شہادت پڑھا، اگر تو بطور حکایت ہو مثلاً کہے: میں نے زید کو ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ'' پڑھتے ہوئے سنا ہے تو اس کے مسلمان ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا اور اگر کسی مسلمان نے اس سے مطالبہ کیا کہ کلمہ شہادت پڑھ لو، اس نے کہہ دیا: ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تو وہ مسلمان قرار پائے گا، اور اگر اس نے گزشتہ بیان کردہ دونوں صورتوں سے ہٹ کر ابتداءً کلمہ شہادت پڑھ لیا تو جمہور علماء کے صحیح اور مشہور مذہب کے مطابق وہ مسلمان ہو جائے گا۔ ایک ضعیف قول کے مطابق وہ مسلمان نہیں ہوگا کیونکہ اس صورت میں حکایت کا احتمال ہے۔

فصل: مسلمانوں کے سربراہ کے لیے کون سے القاب جائز اور کون سے ناجائز ہیں؟

مسلمانوں کے سربراہ کو خلیفۃ اللہ کہنا مناسب نہیں ہے، بلکہ اسے خلیفہ، خلیفۂ رسول اللہ اور امیر المؤمنین کہا جائے گا۔

امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح السنہ میں فرماتے ہیں: مسلمانوں کے اُمور سرانجام دینے والے کو امیر المؤمنین اور خلیفہ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے خواہ اس کی روش ائمۂ عدل کی سیرت کے خلاف ہو، کیونکہ وہ مسلمانوں کے اُمور سرانجام دے رہا ہے اور مسلمان اس کی اطاعت کر رہے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں: اسے خلیفہ بھی کہا جا سکتا ہے کیونکہ وہ متقدمین کا خلف اور ان کا قائم مقام ہے۔ آپ فرماتے ہیں: حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کے علاوہ کسی کو خلیفۃ اللہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ط (البقرہ:۳۰) — میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

اور حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

یٰـدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰـكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ. (ص:۲۶) — اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنا دیا ہے۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہہ دیا: ''یَا خَلِیْفَةَ اللّٰهِ'' اے اللہ کے خلیفہ! آپ نے فرمایا: میں محمد رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ ہوں اور اس پر راضی ہوں۔ ایک آدمی نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ

کو کہہ دیا: ''یَا خَلِیْفَةَ اللّٰهِ'' اے اللہ کے خلیفہ!

آپ نے فرمایا: تیرے لیے ہلاکت ہو! تو نے بہت دور ہاتھ ڈال دیا ہے' میری ماں نے میرا نام عمر رکھا تھا' اگر تو اس نام سے مجھے پکارے گا تو میں قبول کرلوں گا' پھر میں بڑا ہوا تو میری کنیت ابوحفص رکھ دی گئی' اگر مجھے اس کنیت سے بلاؤ گے تو قبول کرلوں گا' پھر تم لوگوں نے اپنے معاملات میرے سپرد کر دیئے اور مجھے امیر المؤمنین کہنے لگے' اگر اس لقب سے پکار لو گے تو تمہیں کفایت کر جائے گا۔

امام اقضی القضاۃ ابوالحسن ماوردی بصری شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''الاحکام السلطانیہ'' میں فرماتے ہیں: امام کو اس لیے خلیفہ کہا جاتا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی امت میں آپ ﷺ کا نائب ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: امام المسلمین کو مطلقاً خلیفہ بھی کہا جا سکتا ہے اور خلیفۂ رسول اللہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں: لفظ خلیفۃ اللہ کے جواز میں علماء کا اختلاف ہے' بعض نے جواز کا قول کیا ہے کیونکہ وہ مخلوق میں حقوق اللہ قائم کرتا ہے۔ نیز اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَکُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ط (فاطر:۳۹) وہی ہے جس نے تم کو زمین میں نائب بنایا۔

جمہور علماء نے اس سے منع کیا ہے اور ایسا کہنے والے کو فاسق و فاجر قرار دیا ہے۔ یہ امام ماوردی کا کلام تھا۔

میرے نقطۂ نظر سے سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا اور اہل علم کے مابین اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ البتہ جو بعض جاہلوں کو مسیلمہ کے متعلق وہم ہوا' وہ خطائے صریح و جہل قبیح اور اجماع علماء کے خلاف ہے' اور ان علماء کرام کی کتب اس بات کو نقل کرنے میں متفق ہیں کہ سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔

امام حافظ ابو عمر ابن عبد البر نے اپنی کتاب ''الاستیعاب فی اسماء الصحابۃ رضی اللہ عنہم'' میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کو سب سے پہلے امیر المؤمنین کا نام دیئے جانے اور وجہ تسمیہ کا بیان کیا ہے' اور یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ رسول اللہ ﷺ کہا جاتا تھا۔

فصل: مخلوق میں سے کسی کو شاہانِ شاہ کہنا سخت حرام ہے

مخلوق میں سے کسی سلطان وغیرہ کو شاہانِ شاہ کہنا سخت حرام ہے کیونکہ اس کا معنی ہے: بادشاہوں کا بادشاہ' اور وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے گھٹیا نام اس آدمی کا ہے جسے ''مَلِكُ الْاَمْلَاكِ'' (بادشاہوں کا بادشاہ) کہا جاتا ہے۔ ماقبل کتاب الاسماء میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور حضرت سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں: لفظ ملک الاملاک' شاہانِ شاہ کی مثل ہے۔ [۱۱۳۴]

فصل: لفظ سیّد کا اطلاق کس پر کیا جا سکتا ہے؟

لفظ سیّد کا اطلاق ہر اس شخص پر کیا جا سکتا ہے جو اپنی قوم سے فائق اور قدر و منزلت کے اعتبار سے ان سے بلند تر ہو' رئیس اور اہل فضل کو بھی سیّد کہتے ہیں' اس کا اطلاق اس حلیم الطبع پر بھی کیا جاتا ہے جس کا غصہ اسے بھڑکا نہ سکے۔ اسی طرح کریم' مالک اور خاوند کو بھی سیّد کہا جاتا ہے۔ اہلِ فضل و خیر پر سیّد کے اطلاق کے متعلق کثیر احادیث موجود ہیں' منجملہ یہ ہیں:

[۱۱۳۴] سابقہ: ۸۹۲

صحیح بخاری میں حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کو لے کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سیّد ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔[۱۱۳۵]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے انصار سے فرمایا: اپنے سیّد کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔ بعض روایات میں سیّد یا خیر کا لفظ ہے، اور بعض میں بلا تردید سیّد کا لفظ ہے۔[۱۱۳۶]

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پائے تو کیا اسے قتل کر سکتا ہے؟ الحدیث، رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین سے) فرمایا: اپنے سیّد کی بات سنو![۱۱۳۷]

ممانعت کی روایت وہ ہے جو سنن ابوداؤد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کو سیّد مت کہو کیونکہ اگر وہ (تمہارے کہنے کی وجہ سے) سیّد (سردار) ہو گیا تو تم نے اپنے رب تعالیٰ کو ناراض کر لیا۔[۱۱۳۸]

نوٹ: میرے نقطۂ نظر سے ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہو گی کہ جسے سیّد کہا جا رہا ہے اگر وہ علم، صلاح اور تقویٰ وغیرہ کے باعث اہلِ فضل و خیر سے ہے تو اس پر لفظ سیّد کا اطلاق کرتے ہوئے فلاں سیّد ہے اور یا سیّدی کہنے میں حرج نہیں ہے، اور اگر وہ فاسق ہے یا دین میں تہمت زدہ ہو تو اس کو سیّد کہنا مکروہ ہے۔ حضرت امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب معالم السنن میں ان احادیث میں اسی طرح تطبیق فرمائی ہے۔

فصل: کیا مملوک اپنے مالک کو رب کہہ سکتا ہے؟

مملوک اور غلام کے لیے اپنے آقا کو ربی (میرا رب) کہنا مکروہ ہے، وہ ان الفاظ سے پکار سکتا ہے: سیّدی (میرے سردار)، مولای (میرے آقا) اور مالک کے لیے اپنے غلام کو عبدی (میرے بندے) اور اَمَتی (میری باندی) کے الفاظ سے پکارنا مکروہ ہے، جبکہ ان الفاظ سے پکار سکتا ہے: فتای (میرے جوان)، فتاتی (میری بچی)، غلامی (میرے لڑکے)۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ مت کہے: اپنے رب کو کھانا پیش کرو! اپنے رب کو وضو کراؤ! اپنے رب کو پانی پلاؤ! بلکہ یوں کہا کرو: میرے سردار اور میرے آقا! اور تم میں سے کوئی یوں مت کہے: میرے بندے اور میری باندی! بلکہ یوں کہا کرو: میرے جوان! میری بچی! اور میرے لڑکے!

مسلم شریف کی ایک روایت اس طرح ہے: تم میں سے کوئی ایسے مت کہے: ربی (میرے رب) بلکہ یوں کہا کرو: میرے سردار، میرے آقا!

اور مسلم شریف کی ایک روایت اس طرح ہے: تم میں سے کوئی ہرگز نہ کہے: عبدی (میرے بندے)، اَمَتی (میری باندی) کیونکہ تم سب اللہ کے بندے ہو اور غلام اپنے مالک کو ربی (میرے رب) مت کہے، بلکہ یوں کہے: سیدی (میرے سردار)۔

[۱۱۳۵] بخاری: ۲۷۰۴، ترمذی: ۳۷۷۵، نسائی ج ۳ ص ۱۰۷، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۵۱، ابوداؤد: ۴۶۶۲، مسند احمد ج ۵ ص ۳۷-۴۴-۴۷-۴۹-۵۱، صحیح ابن حبان: ۶۹۲۵

[۱۱۳۶] بخاری: ۳۰۴۳-۳۸۰۴-۴۱۲۱-۶۲۶۲، مسلم: ۱۷۶۸، ابوداؤد: ۵۲۱۵-۵۲۱۶، مسند احمد ج ۳ ص ۲۲-۷۱، شرح السنہ للبغوی: ۲۷۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۵۷-۵۸، ج ۹ ص ۶۳، صحیح ابن حبان: ۶۹۸۷

[۱۱۳۷] مسلم: ۱۴۹۸

[۱۱۳۸] ابوداؤد: ۴۹۷۷، مسند احمد ج ۵ ص ۳۴۶-۳۴۷، الادب المفرد للبخاری: ۷۶۰، حاکم ج ۴ ص ۳۱۱، عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۲۴۴، عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۹۱، شعب الایمان للبیہقی: ۴۸۸۳، الاحادیث الصحیحہ: ۳۷۱

اور مسلم شریف کی ایک اور روایت اس طرح ہے: تم میں سے کوئی عبدی اور اَمَتی کا لفظ ہرگز استعمال نہ کرے کیونکہ تم سب اللہ کے بندے اور تمہاری عورتیں اللہ کی باندیاں ہیں، البتہ یوں کہا کرو: غلامی (میرے لڑکے) جاریتی (میری لڑکی) فتای (میرے جوان) فتاتی (میری بچی)۔[۱۱۳۹]

نوٹ: علماء کرام فرماتے ہیں: الف لام کے ساتھ رب کا اطلاق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، البتہ اضافت کے ساتھ رب المال اور رب الدار کہہ سکتے ہیں۔

اس پر دلیل نبی کریم ﷺ کا وہ فرمان ہے جو گم شدہ اونٹوں کے متعلق ہے، آپ نے فرمایا: ''دَعْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا.'' انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ ان کا رب (مالک) ان کو پالے۔[۱۱۴۰]

اور صحیح حدیث میں ہے: ''حَتّٰى يُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ يَقْبَلُ صَدَقَتَهُ.'' حتیٰ کہ صدقہ قبول کرنے والا مال کے رب کو پریشان کردے گا۔

اور صحیح حدیث میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''رَبَّ الصُّرَيْمَةِ'' (قلیل اونٹوں کے رب) اور ''رَبَّ الْغُنَيْمَةِ'' (قلیل بکریوں کے رب، یعنی مالک) کی اضافت سے لفظ رب کے استعمال کی نظائر احادیث میں بکثرت موجود ہیں اور حاملینِ شریعت مطہرہ کا اس لفظ کو استعمال کرنا مشہور و معروف ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں: مملوک کے لیے اپنے مالک کو ربی کہنا بہرحال مکروہ ہے، کیونکہ اس لفظ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربوبیت میں مشارکت موجود ہے، البتہ حدیث شریف کے الفاظ ''حتی يلقاها ربها'' اور ''رب الصريمة'' وغیرہ قابل استعمال ہیں، کیونکہ ان میں مضاف الیہ غیر مکلف ہے، لہٰذا یہ الفاظ رب الدار اور رب المال کی طرح ہو گئے، جن کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔

البتہ حضرت یوسف علیہ السلام کا قول: ''اُذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ. (یوسف:۴۲)'' اپنے رب (آقا) کے پاس میرا ذکر کرنا۔ اس کے دو جواب ہیں:

(۱) حضرت یوسف علیہ السلام نے ایسے لفظ سے اسے مخاطب فرمایا جو ان کے ہاں معروف تھا، اور ضرورت کے تحت ایسا کرنا جائز ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو فرمایا: ''وَانْظُرْ اِلٰى اِلٰهِكَ. (طٰہٰ:۹۷)'' اور تو اپنے الٰہ کی طرف دیکھ۔ یعنی جس کو تو الٰہ بنائے بیٹھا ہے۔

(۲) یہ ہم سے پہلے لوگوں کی شریعت ہے اور اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ہماری شریعت میں شریعتِ سابقہ کے خلاف کوئی حکم آ جائے تو وہ شریعت سابقہ ہمارے لیے حجت نہیں رہتی۔ علماء اصول کا اختلاف اس بات میں ہے کہ جب ہماری شریعت میں گزشتہ کی نہ موافقت ہو نہ مخالفت تو کیا وہ ہمارے لیے حجت ہوگی یا نہیں؟[۱۱۴۱]

فصل: امام ابوجعفر نحاس کا نقطۂ نظر اور اس کی تردید

امام ابوجعفر نحاس اپنی تصنیف صناعۃ الکتاب میں فرماتے ہیں:

[۱۱۳۹] بخاری: ۲۵۵۲، مسلم: ۲۲۴۹، ابوداؤد: ۴۹۷۵-۴۹۷۶، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۲۴۱-۲۴۳، عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۹۰، شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۱۹-۸۵۵۲

[۱۱۴۰] بخاری: ۹۱، مسلم: ۱۷۲۲، موطا ج ۲ ص ۷۵۷، ابوداؤد: ۱۷۰۴-۱۷۰۸، ترمذی: ۱۳۷۲-۱۳۷۳، شرح السنۃ للبغوی: ۲۲۰۸، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۸۵-۱۸۶، صحیح ابن حبان: ۴۸۶۹-۴۸۷۰، جامع الاصول: ۸۳۶۰

[۱۱۴۱] بخاری: ۱۴۱۲، مسلم: ۶۱-۱۰۱۲، مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۳-۵۳۰، شرح السنۃ للبغوی: ۴۲۴۴، صحیح ابن حبان: ۶۶۳۵، جامع الاصول: ۷۹۲۰

مخلوق کے لیے لفظ مولای کے عدم جواز میں ہمارے خیال میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

فصل سابق میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ لفظ مولای مطلقاً جائز ہے' اُس کے اور اِس کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے' نحاس نے لفظ ''المولی'' معرف باللام میں گفتگو کی ہے' جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ لفظ سیّد (الف لام کے بغیر) غیر فاسق کے لیے بولا جا سکتا ہے جبکہ السید (معرف باللام) کا اطلاق غیر اللہ پر نہیں کیا جاتا۔

میرے خیال میں زیادہ ظاہر یہی ہے کہ لفظ ''المولی'' اور ''السیّد'' کے بشرطِ سابق مخلوق کے لیے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

فصل: ہوا کو گالی دینا منع ہے

گزشتہ باب: جب تیز ہوا چلے تو کیا پڑھا جائے؟ میں ہوا کو گالی دینے کی ممانعت کے متعلق دو حدیثیں گزر چکی ہیں۔

فصل: بخار کو گالی دینا مکروہ ہے

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی صحابیہ اُم السائب یا اُم المسیب کے ہاں تشریف لے گئے' فرمایا: اے اُم السائب! یا اُم المسیب! تمہیں کیا ہوا کانپ کیوں رہی ہو؟ عرض کیا: بخار ہے' اللہ اسے بابرکت نہ کرے! فرمایا: بخار کو گالی نہ دو' یہ انسان کی خطائیں ایسے دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کی میل دور کر دیتی ہے۔[۱۱۴۲]

حدیث مذکور کے بعض الفاظ کے ضبط و معنی کا بیان

حدیث میں موجود لفظ ''تزفزفین'' کا معنی ہے: تم تیزی سے حرکت کر رہی ہو' یعنی کانپ رہی ہو۔ یہ لفظ تا کے ضمہ اور زا کے تکرار سے ہے' اور را کے تکرار سے بھی مروی ہے' جبکہ زا مشہور ہے۔ یہ دونوں لغات ابن اثیر کی بیان کردہ ہیں۔

صاحبِ مطالع نے زا کے ساتھ روایت کی ہے اور را کے ساتھ قاف روایت کیا ہے' جبکہ مشہور فاء کے ساتھ ہے' خواہ زا ہو یا را۔

فصل: مرغ کو گالی دینا منع ہے

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت زید ابن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرغ کو گالی نہ دیا کرو' یہ تو نماز کے لیے جگا دیتا ہے۔[۱۱۴۳]

فصل: جاہلیت کا سا دعویٰ کرنا اور ان کے الفاظ استعمال کرنا مذموم ہے

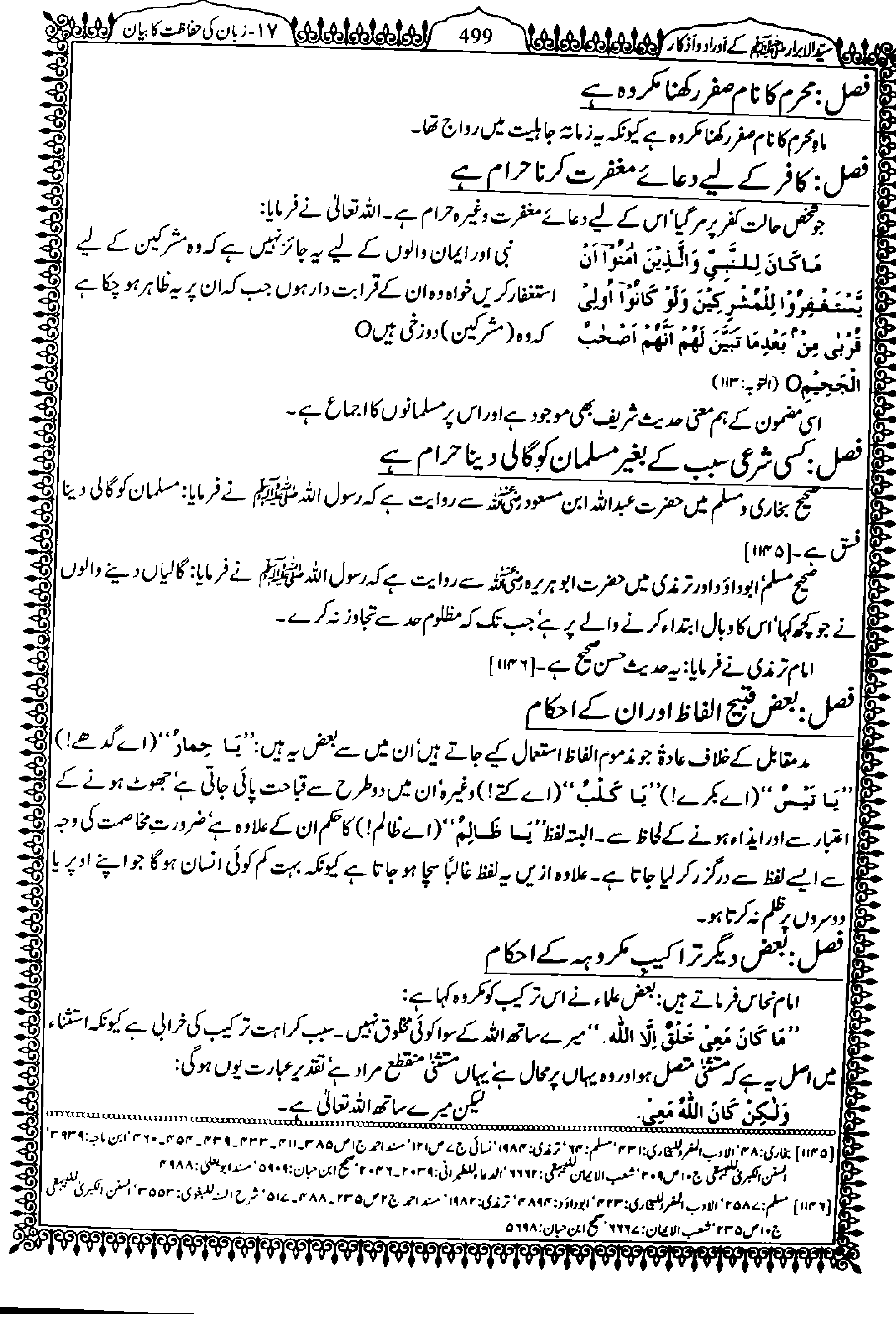
صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے رخسار پیٹے اور گریبان چاک کیا اور جاہلیت کا سا دعویٰ کیا' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

ایک روایت میں واؤ کی بجائے لفظ ''اَوْ'' ہے۔[۱۱۴۴]

[۱۱۴۲] مسلم: ۲۵۷۵' مسند ابی یعلیٰ: ۲۰۸۳۔ ۲۱۷۳' شعب الایمان للبیہقی: ۹۸۳۹' الدعاء للطبرانی: ۲۰۷۳' صحیح ابن حبان: ۲۹۲۷

[۱۱۴۳] ابوداؤد: ۵۱۰۱' مسند احمد ج ۴ ص ۱۱۵۔ ج ۵ ص ۱۹۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۴۵' شرح السنۃ للبغوی: ۳۲۷۰' الکبیر للطبرانی: ۵۲۰۸۔ ۵۲۱۲' الدعاء للطبرانی: ۲۰۵۵' شعب الایمان للبیہقی: ۵۱۷۳' صحیح ابن حبان: ۱۹۹۰' الصحیحۃ للالبانی: ۳۱۳۶

[۱۱۴۴] سابقہ: ۴۵۱



فصل: محرم کا نام صفر رکھنا مکروہ ہے

ماہِ محرم کا نام صفر رکھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت میں رواج تھا۔

فصل: کافر کے لیے دعائے مغفرت کرنا حرام ہے

جو شخص حالت کفر پر مر گیا' اس کے لیے دعائے مغفرت وغیرہ حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ○ (التوبہ:۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ (مشرکین) دوزخی ہیں○

اسی مضمون کے ہم معنی حدیث شریف بھی موجود ہے اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

فصل: کسی شرعی سبب کے بغیر مسلمان کو گالی دینا حرام ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔[۱۱۴۵]

صحیح مسلم' ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گالیاں دینے والوں نے جو کچھ کہا' اس کا وبال ابتداء کرنے والے پر ہے' جب تک کہ مظلوم حد سے تجاوز نہ کرے۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۱۴۶]

فصل: بعض قبیح الفاظ اور ان کے احکام

مدمقابل کے خلاف عادۃً جو مذموم الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں' ان میں سے بعض یہ ہیں: ''يَا حِمَارُ'' (اے گدھے!) ''يَا تَيْسُ'' (اے بکرے!) ''يَا كَلْبُ'' (اے کتے!) وغیرہ' ان میں دو طرح سے قباحت پائی جاتی ہے' جھوٹ ہونے کے اعتبار سے اور ایذاء ہونے کے لحاظ سے۔ البتہ لفظ ''يَا ظَالِمُ'' (اے ظالم!) کا حکم ان کے علاوہ ہے' ضرورتِ مخاصمت کی وجہ سے ایسے لفظ سے درگزر کر لیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ لفظ غالباً سچا ہو جاتا ہے کیونکہ بہت کم کوئی انسان ہو گا جو اپنے اوپر یا دوسروں پر ظلم نہ کرتا ہو۔

فصل: بعض دیگر تراکیب مکروہہ کے احکام

امام نحاس فرماتے ہیں: بعض علماء نے اس ترکیب کو مکروہ کہا ہے:

''مَا كَانَ مَعِيْ خَلْقٌ اِلَّا اللّٰهُ'' ''میرے ساتھ اللہ کے سوا کوئی مخلوق نہیں۔ سبب کراہت ترکیب کی خرابی ہے کیونکہ استثناء میں اصل یہ ہے کہ مستثنیٰ متصل ہو اور وہ یہاں پر محال ہے' یہاں مستثنیٰ منقطع مراد ہے' تقدیر عبارت یوں ہو گی:

وَلٰكِنْ كَانَ اللّٰهُ مَعِيْ. لیکن میرے ساتھ اللہ تعالیٰ ہے۔

[۱۱۴۵] بخاری:۴۸' الادب المفرد للبخاری: ۴۳۱' مسلم: ۶۴' ترمذی: ۱۹۸۳' نسائی ج ۷ ص ۱۲۱' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۵-۴۱۱-۴۳۳-۴۳۹-۴۵۴-۴۶۰' ابن ماجہ: ۳۹۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۰۹' شعب الایمان للبیہقی: ۶۶۶۲' الدعاء للطبرانی: ۲۰۳۹-۲۰۴۶' صحیح ابن حبان: ۵۹۰۹' مسند ابویعلیٰ: ۴۹۸۸

[۱۱۴۶] مسلم: ۲۵۸۷' الادب المفرد للبخاری: ۴۲۳' ابوداؤد: ۴۸۹۴' ترمذی: ۱۹۸۲' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۵-۴۸۸-۵۱۷' شرح السنۃ للبغوی: ۳۵۵۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۵' شعب الایمان: ۶۶۶۷' صحیح ابن حبان: ۵۶۹۸

اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے:

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ. (الحدید:۴) اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

البتہ ان کلماتِ مذکورہ کی بجائے یہ کلمات بہتر ہیں:

مَا كَانَ مَعِيَ اَحَدٌ اِلَّا اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى. میرے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے علاوہ کوئی ایک نہیں ہے۔

آپ فرماتے ہیں: یہ ترکیب بھی مکروہ ہے:

اِجْلِسْ عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ. اللہ کے نام پر بیٹھو۔

بلکہ یوں کہنا چاہیے:

اِجْلِسْ بِاسْمِ اللّٰهِ. اللہ کے نام کی برکت سے بیٹھ جاؤ۔

فصل: روزہ دار کے بعض نامناسب الفاظ کا بیان

امام نحاس بیان کرتے ہیں کہ بعض اسلاف نے فرمایا: روزہ دار کے لیے یہ الفاظ مکروہ ہیں۔ ''وَحَقِّ هٰذَا الْخَاتَمِ الَّذِيْ عَلٰى فَمِيْ.'' اس مہر کے حق کی قسم جو میرے منہ پر لگی ہوئی ہے۔

دلیل کراہت یہ ہے کہ مہر تو کفار کے منہ پر لگائی گئی ہے' لیکن اس استدلال میں اعتراض کی گنجائش ہے۔ اصل دلیل یہ ہے کہ یہ غیر اللہ کے نام کی قسم ہے (اس لیے مکروہ ہے) عنقریب اس کا بیان آئے گا' انشاء اللہ! کراہت کی ایک وجہ ہم نے بیان کر دی ہے' دوسری یہ ہے کہ اس میں بلاوجہ روزے کا اظہار ہے۔

فصل: زمانۂ جاہلیت کے بعض کلام اور ان کے احکام

سنن ابوداؤد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں ہم ان کلمات سے ایک دوسرے کو دعا دیا کرتے تھے: [۱۱۴۷]

اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا وَاَنْعِمْ صَبَاحًا. اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرے! تمہاری صبح خوشگوار ہو!

جب اسلام ضیاء بار ہوا تو ہمیں ان کلمات سے روک دیا گیا۔

امام عبدالرزاق فرماتے ہیں: معمر نے کہا کہ آدمی کے یہ الفاظ مکروہ ہیں: ''اَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا'' جبکہ ان الفاظ میں حرج نہیں ہے: ''اَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ''۔

نوٹ: اس حدیث کی سند اس طرح ہے: رواہ ابوداؤد عن قتادہ او غیرہ' اس قسم کی حدیث کے متعلق اہل علم فرماتے ہیں: اس کی صحت کا حکم نہیں لگایا جا سکتا' کیونکہ قتادہ تو ثقہ راوی ہیں مگر ''اَوْ غَيْرِهٖ'' میں جس راوی کا ذکر ہے وہ مجہول ہے' اب احتمال آ گیا کہ ہو سکتا ہے یہ مجہول کی روایت ہے۔ لہٰذا اس سے حکم شرعی ثابت نہیں ہوگا' مگر چونکہ اس کی صحت کا احتمال بھی موجود ہے' اس لیے احتیاط اجتناب میں ہے' نیز یہ کہ بعض علماء مجہول سے بھی استدلال کر لیتے ہیں۔

فصل: تین افراد میں سے دو کا علیحدہ ہو کر سرگوشی کرنا منع ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تمہاری تعداد

[۱۱۴۷] ابوداؤد: ۵۲۲۷' شعب الایمان: ۸۸۹۳



تین ہوتو دو علیحدہ ہوکر سرگوشی نہ کریں، یہاں تک کہ لوگوں میں گھل مل جاؤ (اب وہ دو علیحدہ ہوکر بات کر سکتے ہیں)، وجہ یہ ہے کہ تمہاری اس حرکت سے اُسے تکلیف ہوگی۔ [۱۱۴۸]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تین آدمی ہوں تو تیسرے سے علیحدہ ہوکر دو آدمی سرگوشی نہ کریں۔

یہ روایت سنن ابوداؤد میں بھی موجود ہے، اس میں یہ اضافہ ہے: ابوصالح راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ اگر چار آدمی ہوں (تو کیا دو علیحدہ ہوکر بات کر سکتے ہیں)، فرمایا: اب کوئی حرج نہیں۔ [۱۱۴۹]

فصل: عورت کے لیے دوسری عورت کا حسن و جمال اپنے خاوند وغیرہ کے سامنے بیان کرنا منع ہے

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عورت دوسری عورت سے مباشرت نہ کرے کہ وہ اس کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے اس طرح بیان کرے، گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

فصل: شادی کرنے والے کو کیسے دعا دی جائے گی؟

دولہا کو "بالرّفاه والبنین" کہنا مکروہ ہے (ان الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ تم دونوں میں اتفاق و اتحاد رہے اور تمہارے بیٹے پیدا ہوں) بلکہ اسے ان کلمات سے دعا دی جائے گی:

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَ. اللہ تعالیٰ تیرے لیے برکت پیدا فرمائے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے!

کتاب النکاح میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ [۱۱۵۰]

فصل: جو آدمی غصہ میں ہو اُسے سوچ سمجھ کر تبلیغ کرنی چاہیے

امام نحاس ایک بے نظیر عالم، فقیہ اور ادیب ابوبکر محمد ابن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں: کوئی آدمی غیظ و غضب میں ہو تو اسے یہ کہنا مکروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کر، کیونکہ ممکن ہے غصہ کی حالت میں وہ کوئی ایسا لفظ منہ سے نکال دے جو اسے کفر تک پہنچا دے، اسے یہ بھی نہیں کہنا چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ہدیۂ درود و سلام پیش کر، کیونکہ یہی خوف موجود ہے۔

فصل: بعض وہ الفاظِ قبیحہ جن کا عام رواج ہے

بعض قبیح الفاظ ایسے بھی ہیں جو لوگوں میں رواج پا چکے ہیں، مثال کے طور پر جب کوئی آدمی قسم اُٹھانا چاہتا ہے تو وہ گناہ کے خوف سے یا اجلالِ خداوندی کے پیش نظر یا حلف سے بچنے کے لیے لفظ "واللہ" (اللہ کی قسم) کہنے سے اجتناب کرتا ہے، ایسے موقع پر کئی لوگ کہہ دیتے ہیں:

اللہ جانتا ہے یہ معاملہ ایسے نہیں ہوا، یا اللہ جانتا ہے یہ بات اس طرح ہوئی ہے، وغیرہ۔ یہ انتہائی خطرناک جملے ہیں، کیونکہ اگر کہنے والے کو یقین ہے کہ حقیقت میں معاملہ اسی طرح ہے جس طرح یہ کہہ رہا ہے، پھر تو کوئی حرج نہیں اور اگر کہنے والا خود شک میں مبتلا ہے تو بہت بڑی قباحت لازم آئے گی۔ اس صورت میں وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام لگا رہا ہے کیونکہ وہ خبر دے رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایسی شے کا علم رکھتا ہے جس کے بارے میں اسے یقین نہیں کہ وہ کیسے ہے۔ ایک اور باریکی جس کی وجہ

[۱۱۴۸] بخاری: ۶۲۹۰، الادب المفرد للبخاری: ۱۱۷۱، مسلم: ۲۱۸۴، ابوداؤد: ۴۸۵۱، ترمذی: ۲۸۲۷، مسند احمد ۳۷۵-۴۲۵-۴۳۱-۴۴۰-۴۶۲-۴۶۴، سنن دارمی: ۲۶۶۰، ابن ماجہ: ۳۷۷۵، شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۵۹، صحیح ابن حبان: ۵۸۲، جامع الاصول: ۴۷۴۵

[۱۱۴۹] بخاری: ۶۲۸۸، الادب المفرد للبخاری: ۱۱۷۰، مسلم: ۲۱۸۳، ابوداؤد: ۴۸۵۲، مسند احمد ج ۲ ص ۲-۳۲-۴۳-۷۹-۱۲۱، مسند حمیدی: ۶۴۶-۶۴۷، شرح السنہ للبغوی:

سے پہلے سے بڑی قباحت لازم آئے گی' وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک وصف ثابت کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم واقع کے خلاف ہے' اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو یہ کفر ہے' اس لیے انسان کو ایسے جملوں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

فصل: مغفرت کو مشیت الٰہیہ سے معلق کرنا مکروہ ہے

اس طرح دعا کرنا مکروہ ہے: یا اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مغفرت فرما دے! اگر تیرا ارادہ ہے تو مجھے بخش دے! بلکہ آدمی کو یقین سے اس طرح دعا کرنی چاہیے: یا اللہ! میری مغفرت فرما!

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس طرح دعا نہ کرے: اے اللہ! اگر تیری مرضی ہے تو مجھے بخش دے! اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما دے! بلکہ عزم سے دعا کرے کیونکہ اسے مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے: آدمی پختہ ارادہ اور خوب رغبت سے دعا کرے کیونکہ کوئی بھی چیز عطاء کرنا اللہ تعالیٰ کے لیے بڑی بات نہیں۔[۱۱۵۱]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو عزم سے مانگے' ایسے مت کہے: اے اللہ! اگر تو چاہتا ہے تو مجھے عطاء فرما دے! کیونکہ اسے مجبور کرنے والا کوئی نہیں۔[۱۱۵۲]

فصل: غیر اللہ کی قسم اٹھانا مکروہ ہے

اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات کے علاوہ کسی کی قسم اُٹھانا مکروہ ہے' خواہ وہ نبی کریم ﷺ' خانہ کعبہ' ملائکہ' امانت' حیات اور روح وغیرہ کی ہو اور امانت کی قسم تو شدید ترین مکروہ ہے۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو آباء و اجداد کی قسمیں اُٹھانے سے منع فرمایا ہے' جسے قسم اُٹھانی ہو وہ اللہ کی اُٹھائے' ورنہ خاموش رہے۔

اور صحیح کی ایک روایت اس طرح ہے: جس نے حلف اُٹھانا ہو وہ صرف اللہ کا حلف اُٹھائے یا خاموش رہے۔[۱۱۵۳]

امانت کا حلف اُٹھانے کا ہم نے شدت سے انکار کیا ہے' اس سلسلے میں ایک روایت سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے امانت کی قسم اُٹھائی' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[۱۱۵۴]

فصل: خرید و فروخت میں زیادہ قسمیں اُٹھانا مکروہ ہے خواہ انسان سچا ہی کیوں نہ ہو

صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بیع میں زیادہ

۳۵۰۸-۳۵۱۰' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۶۰' صحیح ابن حبان: ۵۷۹' جامع الاصول: ۴۷۴۴

[۱۱۵۰] بخاری: ۵۲۴۰-۵۲۴۱' ابوداؤد: ۲۱۵۰' ترمذی: ۲۷۹۳' مسند احمد ج ۳ ص ۸۰-۸۷-۲۳۸-۳۴۰-۳۴۳-۳۶۳-۳۶۴' شرح السنۃ للبغوی: ۲۲۴۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۲۳' صحیح ابن حبان: ۴۱۳۸-۴۱۳۹

[۱۱۵۱] بخاری: ۶۳۳۹' الادب المفرد للبخاری: ۶۰۷-۶۷۷' مسلم: ۲۶۷۹' ابوداؤد: ۱۴۸۳' ابن ماجہ: ۳۸۵۴' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۳-۳۱۸-۴۶۳-۴۶۴' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۸۲' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۹۱-۱۳۹۲' الدعاء للطبرانی: ۷۲' صحیح ابن حبان: ۹۷۳

[۱۱۵۲] بخاری: ۶۳۳۸-۷۴۶۴' مسلم: ۲۶۷۸' مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۱' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۵۸۴

[۱۱۵۳] بخاری: ۶۶۴۶' مسلم: ۱۶۴۶' ابوداؤد: ۳۲۴۹' ترمذی: ۱۵۳۴' نسائی ج ۷ ص ۴-۵' ابن ماجہ: ۲۰۹۴' مسند احمد ج ۲ ص ۷-۸-۱۱-۱۷-۱۸-۱۹-۳۲-۳۶-۱۴۲' سنن دارمی: ۲۳۴۶' شرح السنۃ للبغوی: ۲۴۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۸-۲۹' صحیح ابن حبان: ۴۳۴۵-۴۳۴۷' جامع الاصول: ۹۲۸۰

[۱۱۵۴] ابوداؤد: ۳۲۵۳' مسند احمد ج ۵ ص ۳۵۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۳' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۱۶' صحیح ابن حبان: ۴۳۱۸' حاکم ج ۴ ص ۲۹۸' الاحادیث الصحیحۃ: ۹۴-۳۲۵



قسمیں اُٹھانے سے بچو کہ اس سے سامان زیادہ فروخت ہو جاتا ہے لیکن اس سے برکت ختم ہو جاتی ہے۔[۱۱۵۵]

فصل: آسمان پر ظاہر ہونے والی دھنک کو قوس قزح کہنا مکروہ ہے

امام ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوس قزح مت کہا کرو کیونکہ قزح تو شیطان ہے البتہ ''قَوْسَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ'' (اللہ تعالیٰ کی قوس) کہا کرو یہ اہلِ زمین کے لیے امان ہوتی ہے۔[۱۱۵۶]

نوٹ: لفظ قزح' قاف کے ضمہ اور زا کے فتح سے ہے امام جوہری اور دیگر فرماتے ہیں: یہ غیر منصرف ہے اور عوام الناس تلفظ میں غلطی کرتے ہوئے اسے قدح (بالدال) بولتے ہیں۔

فصل: بلاوجہ اظہارِ گناہ بجائے خود گناہ ہے

جب انسان کسی مصیبت اور گناہ میں مبتلا ہو جائے تو کسی کے سامنے اس کا اظہار کرنا مکروہ ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اس برائی کو فوراً ترک کرے اپنے کیے پر نادم ہو اور پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرے گا' یہ توبہ کے تین ارکان ہیں ان کا مجموعی طور پر پایا جانا ضروری ہے ورنہ توبہ درست نہیں ہوگی۔

اگر اپنے شیخ شریعت وطریقت یا اس جیسی کسی شخصیت کے سامنے اظہار کیا جس کے متعلق یہ اُمید ہو کہ اس معصیت سے چھٹکارے کی کوئی راہ نکالے گا یا آئندہ حفاظت کا طریقہ بتائے گا' یا اس ابتلائے فجور کا سبب ظاہر فرمائے گا' یا اس کے لیے دعائے خیر فرمائے گا' تو کوئی حرج نہیں بلکہ مستحسن ہے ورنہ مکروہ ہے۔

صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری ساری امت کے لیے معافی ہے سوائے ان لوگوں کے جو گناہ کو ظاہر کرتے ہیں اور اظہارِ گناہ یہ ہے کہ آدمی رات کی تاریکی میں کوئی حرکت کرے پھر اس حال میں صبح کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال رکھا ہو اور وہ کہتا پھرے: اے فلاں! میں نے آج رات یہ اور یہ کام کیا ہے اللہ تعالیٰ رات کو اس پر پردہ ڈالے اور وہ صبح اُٹھ کر اللہ کے ڈالے ہوئے پردے کو پھاڑ ڈالے۔[۱۱۵۷]

فصل: کسی انسان کے بیوی بچوں اور غلام وغیرہ کے کان بھرنا سخت حرام ہے

ہر عاقل بالغ مسلمان کے لیے حرام ہے کہ وہ کسی انسان کے ملازم بیوی' بچوں اور غلام وغیرہ کو ایسی باتیں سکھائے جن سے وہ اس کے خلاف فساد برپا کر دیں البتہ اگر ایسی باتیں کرے جن میں نیکی کا حکم اور برائی سے رکنے کی ترغیب ہو تو حرج نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (المائدہ:۲) اور تم نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور ظلم میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ وہ جو بات بھی کہتا ہے (اس کو تحریر کرنے کے لیے) اس کا محافظ (فرشتہ)

[۱۱۵۵] مسلم:۱۶۰۷' نسائی ج ۷ ص ۲۴۶' مسند احمد ج ۵ ص ۲۹۷_۲۹۸_۳۰۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۵ ص ۲۶۵

[۱۱۵۶] حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۳۰۹' الفتوحات الربانیہ ج ۷ ص ۱۱۵

[۱۱۵۷] بخاری:۶۰۶۹' مسلم:۲۹۹۰' شعب الایمان للبیہقی:۹۶۷۳

عَتِيْدٌ○ (ق:۱۸) منتظر ہوتا ہے○

کتاب ابوداؤد اور نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی کی بیوی اور غلام کے کان بھر کر انہیں خراب کیا' وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[۱۱۵۸]

فصل: کسی نیک کام میں مال صرف کیا تو اظہار کے لیے کون سے الفاظ جائز اور کون سے ناجائز ہیں؟

فی سبیل اللہ جو مال خرچ کیا' اس کے متعلق انسان کو یوں کہنا چاہیے: میں نے خرچ کیا' مثلاً میں نے اپنے حج میں ایک ہزار خرچ کیا' جہاد میں دو ہزار خرچ کیے' مہمانوں کی ضیافت میں خرچ کیے' بچوں کے ختنے کرتے وقت اور نکاح وغیرہ میں خرچ کیے' اور جاہلوں کی طرح یہ الفاظ نہ کہے: میں نے مہمانوں کی ضیافت میں اتنا تاوان برداشت کیا' حج میں اتنا خسارہ ہوا اور سفر میں اتنے روپے ضائع کیے۔

ماحصل یہ کہ خرچ کرنے کا لفظ اطاعت اور بندگی میں استعمال ہوتا ہے اور خسارہ' تاوان اور برباد کرنا یہ الفاظ معصیت اور کراہت والے کاموں کے لیے ہیں' نیک کاموں کے لیے نہیں ہیں۔

فصل: نماز میں پائی جانے والی ایک رسم اور اس کا انکار

ایک ممنوع رسم جس کا کافی لوگ ارتکاب کرتے ہیں' وہ یہ ہے کہ جب نماز میں امام ''اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ'' کہتا ہے تو مقتدی بھی انہی کلمات کو دہراتے ہیں' اس رسم کو ترک کر دینا چاہیے اور لوگوں کو منع کرنا چاہیے۔ (فقہ شافعی کی معروف کتاب) البیان کے مصنف فرماتے ہیں: اگر تلاوت کی نیت نہ ہو تو اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ صاحب البیان کا قول ہے' اس میں اعتراض کی گنجائش ہے اور ظاہر مذہب کے مطابق ان سے موافقت نہیں کی جاسکتی۔ بہرحال مقتدی کو ایسے کلمات سے اجتناب کرنا چاہیے' اگرچہ نماز باطل نہیں ہوتی مگر اس مقام پر کراہت ضرور آتی ہے۔ واللہ اعلم!

فصل: سرکاری ٹیکس کو حقِ سلطان کہنا منع ہے

بائع' مشتری اور دیگر لوگوں سے جو ٹیکس وصول کیا جاتا ہے' اس کے متعلق بعض لوگ اور سرکاری ملازمین اس طرح کہتے ہیں: یہ سلطان کا حق ہے یا تجھ پر سلطان کا حق لازم ہو چکا ہے' یا اس قسم کی دیگر عبارات جن میں اس ٹیکس کو حق یا لازم قرار دیا جاتا ہے' یہ سخت ممنوع اور بدترین بدعت ہیں' ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ بعض علماء نے کہہ دیا: جس نے اس ٹیکس کے لیے حق کا لفظ استعمال کیا' وہ کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جائے گا۔

جبکہ صحیح مذہب یہ ہے کہ محض اس ٹیکس کو حق کہہ دینے سے وہ کافر نہیں ہوگا' البتہ اگر اس کے ظلم ہونے کا علم رکھتے ہوئے اس کے حق ہونے کا اعتقاد رکھے گا تو کافر ہو جائے گا۔

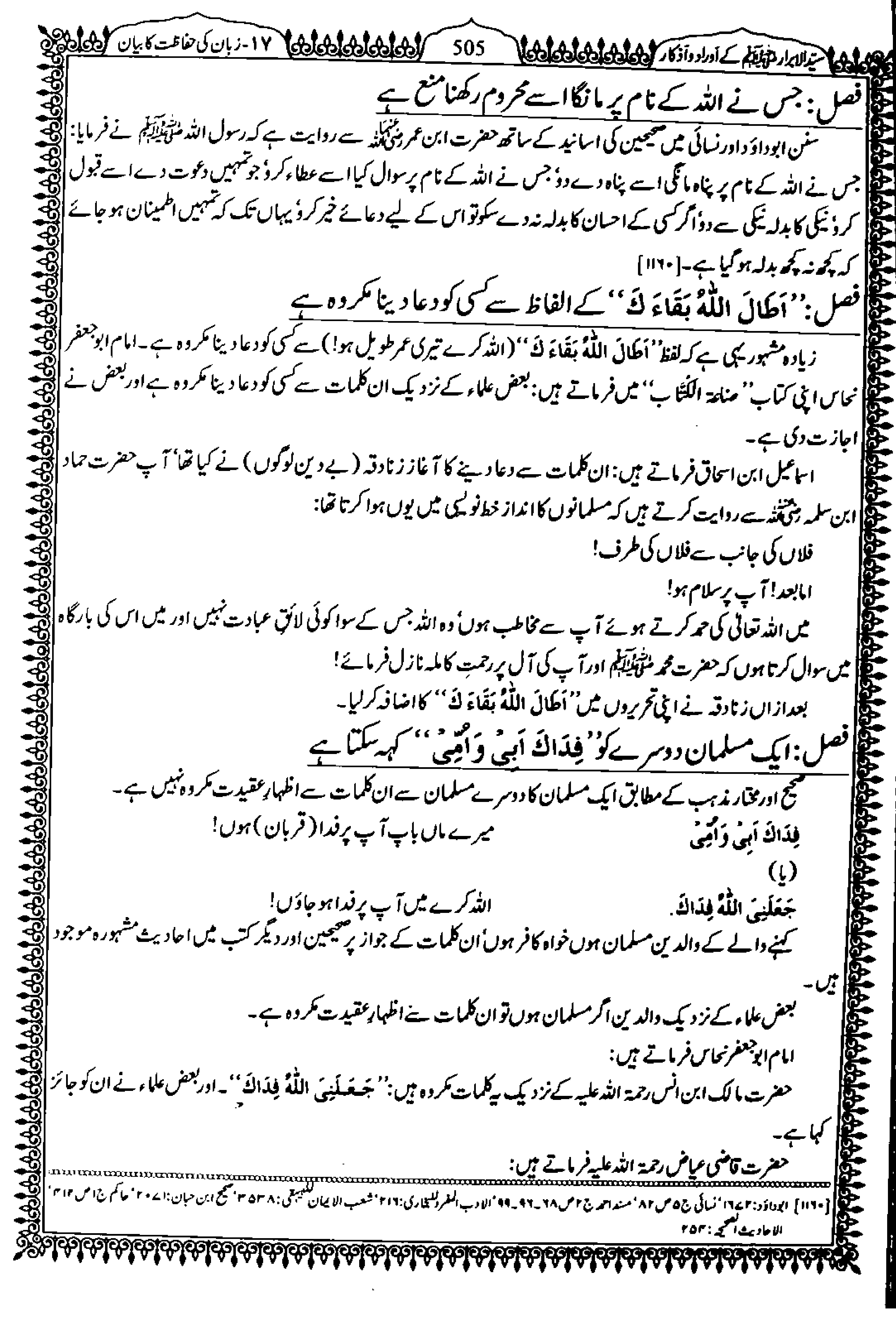
بہتر یہ ہے کہ اسے ٹیکس یا بادشاہ کا چندہ وغیرہ کہا جائے۔

فصل: وجہ اللہ کے توسل سے غیر جنت کا سوال کرنا مکروہ ہے

سنن ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وجہ اللہ کے وسیلہ سے صرف جنت کا سوال کیا جائے۔[۱۱۵۹]

[۱۱۵۸] ابوداؤد:۵:۲۱۷۵-۵۱۷۰' مسند احمد ج ۲ ص ۳۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۱۳' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۱۱۵' صحیح ابن حبان:۱۹:۴۳' حاکم ج ۲ ص ۱۹۶' الاحادیث الصحیحہ:۳۲۴

[۱۱۵۹] ابوداؤد:۱۶۷۱' شعب الایمان للبیہقی:۷۵۳۳' المقاصد الحسنہ:۹۵۰' المقاصد ص ۴۷۱' ضعیف ابوداؤد:۳۶۸



فصل: جس نے اللہ کے نام پر مانگا اسے محروم رکھنا منع ہے

سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیحین کی اسانید کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کے نام پر پناہ مانگی اسے پناہ دے دو، جس نے اللہ کے نام پر سوال کیا اسے عطاء کرو، جو تمہیں دعوت دے اسے قبول کرو، نیکی کا بدلہ نیکی سے دو، اگر کسی کے احسان کا بدلہ نہ دے سکو تو اس کے لیے دعائے خیر کرو، یہاں تک کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ کچھ نہ کچھ بدلہ ہو گیا ہے۔[۱۱۶۰]

فصل: ''اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كَ'' کے الفاظ سے کسی کو دعا دینا مکروہ ہے

زیادہ مشہور یہی ہے کہ لفظ ''اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كَ'' (اللہ کرے تیری عمر طویل ہو!) سے کسی کو دعا دینا مکروہ ہے۔ امام ابوجعفر نحاس اپنی کتاب ''صناعة الکتاب'' میں فرماتے ہیں: بعض علماء کے نزدیک ان کلمات سے کسی کو دعا دینا مکروہ ہے اور بعض نے اجازت دی ہے۔

اسماعیل ابن اسحاق فرماتے ہیں: ان کلمات سے دعا دینے کا آغاز زنادقہ (بے دین لوگوں) نے کیا تھا، آپ حضرت حماد ابن سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کا انداز خط نویسی میں یوں ہوا کرتا تھا:

فلاں کی جانب سے فلاں کی طرف!

امابعد! آپ پر سلام ہو!

میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے آپ سے مخاطب ہوں، وہ اللہ جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور میں اس کی بارگاہ میں سوال کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اور آپ کی آل پر رحمتِ کاملہ نازل فرمائے!

بعد ازاں زنادقہ نے اپنی تحریروں میں ''اَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَ كَ'' کا اضافہ کر لیا۔

فصل: ایک مسلمان دوسرے کو ''فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ'' کہہ سکتا ہے

صحیح اور مختار مذہب کے مطابق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے ان کلمات سے اظہارِ عقیدت مکروہ نہیں ہے۔

فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ — میرے ماں باپ آپ پر فدا (قربان) ہوں!

(یا)

جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ. — اللہ کرے میں آپ پر فدا ہو جاؤں!

کہنے والے کے والدین مسلمان ہوں خواہ کافر ہوں، ان کلمات کے جواز پر صحیحین اور دیگر کتب میں احادیث مشہورہ موجود ہیں۔

بعض علماء کے نزدیک والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کلمات سے اظہارِ عقیدت مکروہ ہے۔

امام ابوجعفر نحاس فرماتے ہیں:

حضرت مالک ابن انس رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ کلمات مکروہ ہیں: ''جَعَلَنِیَ اللّٰهُ فِدَاكَ''۔ اور بعض علماء نے ان کو جائز کہا ہے۔

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

[۱۱۶۰] ابوداؤد: ۱۶۷۲، نسائی ج۵ ص۸۲، مسند احمد ج۲ ص۶۸-۹۶-۹۹، الادب المفرد للبخاری: ۲۱۶، شعب الایمان للبیہقی: ۸: ۳۵۳۸، صحیح ابن حبان: ۲۰۷۱، حاکم ج۱ ص۴۱۲، الاحادیث الصحیحہ: ۲۵۴

جمہور علماء کے نزدیک یہ کلمات جائز ہیں' فدا ہونے والا مسلمان ہو خواہ کافر' میرے نقطۂ نظر سے ان کلمات کے جواز پر اَن گنت احادیثِ صحیحہ موجود ہیں' جن میں سے بعض شرح صحیح مسلم میں بیان کر دی ہیں۔

فصل: مراء' جدال اور خصومت قابلِ مذمت ہیں

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مراء یہ ہے کہ آپ اظہارِ خلل کے لیے کسی کے کلام پر اعتراض کر دیں' جس میں قائل کی تحقیر اور اپنی فضیلت ظاہر کرنے کے علاوہ کوئی غرض نہ ہو۔

آپ فرماتے ہیں: جدال ایسے امر کو کہتے ہیں جو مذاہب کے اظہار و اقرار سے متعلق ہوتا ہے (لہٰذا یہ مراء سے خاص ہوا)۔

نیز فرماتے ہیں:

اپنا کوئی مالی یا غیر مالی مقصد پورا کرنے کے لیے جھگڑا کرنا خصومت کہلاتا ہے' خصومت کبھی ابتداءً ہوتی ہے اور کبھی اعتراض کی صورت میں' جبکہ مراء صرف اعتراض ہوتا ہے' یہ کلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

جدال کبھی حق ہوتا ہے' کبھی باطل

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَ لَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (العنکبوت:۴۶)

اور (اے مسلمانو!) اہل کتاب سے صرف عمدہ طریقہ سے بحث کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ (النحل:۱۲۵)

اور ان سے بطریق احسن بحث کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا يُجَادِلُ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا. (المؤمن:۴)

اللہ کی آیتوں میں صرف کفار جھگڑا کرتے ہیں۔

اگر جدال حق کی معرفت و اقرار کے لیے ہو تو محمود ہے' اگر حق سے روکنے کے لیے ہو یا جدال بلا علم ہو تو مذموم ہے' اور جدال کی اباحت و مذمت میں وارد شدہ نصوص اسی تفصیل پر مبنی ہیں' لفظ مجادلہ اور جدال ہم معنی ہیں اور میں نے اپنی کتاب ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں تفصیل سے ان کی وضاحت کر دی ہے۔

ایک عالم دین فرماتے ہیں: میں نے خصومت سے بڑھ کر کوئی ایسی شے نہیں دیکھی جو دین کو برباد کرنے والی' مروت کو نقصان پہنچانے والی' لذت کو ضائع کرنے والی اور دل کو غافل کرنے والی ہو۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

حقوق کی بقاء کے لیے خصومت کے بغیر چارہ نہیں' اب آدمی کیا کرے؟

اس کا جواب حضرت امام غزالی رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قابلِ مذمت وہ خصومت ہے جو ناجائز ہو یا علم کے بغیر ہو' جیسے وکیلِ عدالت کہ وہ اس بات کی معرفت کیے بغیر کہ حق کس جانب ہے' وکیل فی الخصومت بن جاتا ہے اور بغیر علم کے جھگڑا شروع کر دیتا ہے۔

اور وہ بھی قابلِ مذمت ہے جو اپنا حق طلب کرتے ہوئے قدر حاجت سے تجاوز کر جائے، جھگڑا کرے، جھوٹ بولے ایذاء کا مرتکب ہو اور مدمقابل پر مسلط ہونے کی کوشش کرے، اسی طرح وہ بھی قابلِ مذمت ہے جو بوقتِ خصومت ایسے اذیت رساں الفاظ استعمال کرے، جن کی تحصیلِ حق میں کوئی حاجت نہ ہو اور وہ بھی لائقِ مذمت ہے جسے مدمقابل کو مغلوب کرنے اور اسے شکست سے دوچار کرنے کی خاطر عناد محض خصومت پر برانگیختہ کرے۔ البتہ ایک مظلوم آدمی جس کی بحث و حجت شریعت مطہرہ کے مطابق ہو، زائد از ضرورت اور قدر حاجت سے زیادہ نہ ہو، اس میں عناد اور اذیت رسانی نہ ہو تو ایسا بحث و مباحثہ حرام نہیں ہے۔

لیکن احسن اور اولیٰ یہ ہے کہ حتی الامکان بحث و خصومت سے اجتناب کیا جائے کیونکہ بوقتِ خصومت زبان کو اعتدال کی پابندی کرانا ناممکن سی بات ہے، اس لیے کہ خصومت سینے کے اُبال اور غضب کے ہیجان کو کہتے ہیں، جب غصہ بھڑکتا ہے تو باہم کینہ پیدا ہوتا ہے، نتیجۃً ہر کوئی دوسرے کے نقصان سے خوش ہوتا ہے اور اس کے چین سے بے چین ہوتا ہے، اس کی آبرو ریزی کے لیے زبان کو بے لگام کر دیتا ہے، لہٰذا جس نے مخاصمت کی راہ اختیار کی، اسے ان آفات کا سامنا تو کرنا ہوگا، خصومت کا کم از کم نقصان جمعیت خاطر کا فقدان ہے، حتیٰ کہ بندہ نماز میں ہوتا ہے اور دل میدانِ کارزار میں ہوتا ہے، اور استقامت تو ہمیشہ کے لیے روٹھ جاتی ہے، معلوم ہوا کہ خصومت، جدال اور مراء ہر برائی کی جڑ ہیں، لہٰذا انسان کو انتہائی ضرورت کے سوا بحث و مباحثہ کا دروازہ بند رکھنا چاہیے، اور اگر ضروری ہو جائے تو پھر اس کی آفات سے دل اور زبان کی حفاظت کرنی چاہیے۔

جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تیرے گنہگار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ تو ہمیشہ جھگڑے کرتا رہے۔

اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں: جھگڑوں میں ہلاکتیں ہیں۔[۱۱۶۱]

فصل: اظہارِ فصاحت و بلاغت کے لیے باچھیں کھول کر حلق سے آواز نکالنا مکروہ ہے

باچھیں کھول کر حلق سے آواز نکالنا، سجع اور فصاحت کا تکلف، فصاحت کے شوقین حضرات کا آغازِ کلام میں تصنع اور وہ مزین گفتگو جس میں جھوٹ کی آمیزش ہو، یہ سب قابلِ مذمت تکلفات ہیں، کلام میں بتکلف سجع بنانا (یعنی جملوں کے آخری الفاظ ہم وزن لانا) بھی حوصلہ افزائی کے لائق نہیں۔

یوں ہی عوام کو خطاب کرتے ہوئے پیچیدہ اعراب اور لغت کے غیر مانوس الفاظ لانا بھی مکروہ ہے، بلکہ خطاب کرنے والا ایسے الفاظ استعمال کرے جنہیں سننے والا بغیر کسی دشواری کے باآسانی سمجھ سکے۔

سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بلیغ آدمی سے ناراض ہو جاتا ہے جو اپنی زبان سے اس طرح خلال کرتا ہے جیسے گائے خلال کرتی ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۱۶۲]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: مبالغہ آرائی کرنے والے ہلاک ہو گئے۔[۱۱۶۳]

[۱۱۶۱] ترمذی: ۳۰۱/۳-۱۹۹۵، شعب الایمان للبیہقی: ۸۴۳۲

[۱۱۶۲] ابوداؤد: ۵۰۰۵، ترمذی: ۲۸۵۷، مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۵-۱۸۷، شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۷۲، الاحادیث الصحیحہ: ۸۸۰

[۱۱۶۳] مسلم: ۲۶۷۰، ابوداؤد: ۴۶۰۸، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۶

جامع ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن تم میں سے مجھے سب سے پیارا اور میرے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو تم میں سے سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہوگا' اور قیامت کے دن میرے لیے سب سے زیادہ قابلِ نفرت اور مجھ سے دور وہ لوگ ہوں گے جو ''ثرثارون'' (باتونی لوگ) ''متشدقون'' (باچھیں کھول کھول کر گفتگو کرنے والے) اور ''متفیھقون'' ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم ''ثرثارون'' اور ''متشدقون'' کو تو جان گئے ہیں' یہ ''متفیھقون'' کون لوگ ہیں؟ فرمایا: متکبرین۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے۔ [۱۱۶۴]

نوٹ: پند و نصیحت اور خطبہ کے وقت خوبصورت الفاظ استعمال کرنا اس مذمت میں داخل نہیں ہے' کیونکہ اس میں حد سے تجاوز اور مبالغہ آرائی نہیں ہوتی بلکہ مقصد دلوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرف مائل کرنا ہوتا ہے اور اس مقصد میں حسنِ کلام کی تاثیر ظاہر ہے۔

فصل: نمازِ عشاء کے بعد مباح گفتگو بھی مکروہ ہے

جس نے نمازِ عشاء پڑھ لی' اس کے لیے ایسی گفتگو بھی مکروہ ہے جو دیگر اوقات میں مباح ہو' اور مباح سے مراد وہ بات چیت ہے جس کا کرنا اور چھوڑنا برابر ہے' اور وہ بات چیت جو دیگر اوقات میں حرام یا مکروہ ہو' وہ اس وقت سخت حرام اور مکروہ ہو گی۔

البتہ کلام خیر جیسے علمی مذاکرات' حکایاتِ صالحین' اخلاقِ عالیہ کی گفتگو اور مہمانوں کے ساتھ بات چیت میں کوئی حرج نہیں ہے' بلکہ یہ مستحب ہے اور احادیثِ صحیحہ میں اس کے دلائل موجود ہیں' اسی طرح عذر اور مجبوری سے کوئی بات کرنی پڑ جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تمام کے دلائل احادیث میں موجود ہیں۔

ان میں سے بعض کی طرف اختصار سے اشارہ کروں گا اور کثیر کو رمز میں بیان کر جاؤں گا۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نمازِ عشاء سے قبل سونے اور اس کے بعد گفتگو کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

وہ اُمور جن میں گفتگو کی اجازت ہے' اس کے متعلق کثیر احادیث موجود ہیں۔ [۱۱۶۵]

من جملہ وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری ایام میں نمازِ عشاء ادا فرمائی' سلام پھیر کر فرمایا: کیا تم لوگ آج کی اس رات کو جانتے ہو؟ (کہ کون سی تاریخ ہے) جو لوگ آج اس روئے زمین پر موجود ہیں' ایک سو سال کے بعد ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔ [۱۱۶۶]

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے نمازِ عشاء آدھی رات تک مؤخر فرما دی' پھر تشریف لائے اور صحابہ کرام کو نماز پڑھائی' نماز سے فارغ ہو کر حاضرین سے فرمایا: ذرا ٹھہرو! میں تمہیں بتاتا ہوں' تمہیں مبارک ہو' تم پر اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت یہ بھی ہے کہ اس وقت تمہارے علاوہ کسی انسان نے نماز ادا نہیں کی۔ [۱۱۶۷]

[۱۱۶۴] ترمذی: ۲۰۱۹' مسند احمد ج ۴ ص ۱۹۳۔ ۱۹۴' شرح السنۃ للبغوی: ۳۳۹۵' صحیح ابن حبان: ۴۸۲' الاحادیث الصحیحۃ: ۷۹۱

[۱۱۶۵] بخاری: ۵۴۱۔ ۵۴۷۔ ۵۶۸۔ ۵۹۹۔ ۷۷۱' مسلم: ۷۔ ۲۳۷۔ ۶۴' ابوداؤد: ۳۹۸' ترمذی: ۱۶۸' مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۰۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵' سنن دارمی: ۱۳۳۶' شرح السنۃ للبغوی: ۳۵۰' نسائی ج ۱ ص ۲۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۴۵۰' صحیح ابن حبان: ۱۵۰۱

[۱۱۶۶] بخاری: ۱۱۶۔ ۵۶۴۔ ۶۰۱' مسلم: ۷۔ ۲۵۳' ابوداؤد: ۴۳۴۸' ترمذی: ۲۲۵۲' مسند احمد ج ۲ ص ۸۸۔ ۱۲۱۔ ۱۳۱

[۱۱۶۷] بخاری: ۵۶۷' مسلم: ۶۴۱

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا انتظار کیا' آپ ﷺ نصف رات کے قریب تشریف لائے' صحابہ کرام کو نماز پڑھائی' پھر آپ نے ہمیں خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: سنو! لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں اور تم نے جب تک نماز کا انتظار کیا ہے حالت نماز میں ہی رہے ہو۔[۱۱۶۸]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اپنی خالہ اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سوئے' نبی کریم ﷺ نے نمازِ عشاء ادا فرمائی' پھر گھر تشریف لائے اور اپنے اہل خانہ سے بات چیت کی' پھر فرمایا: بچڑا سو گیا ہے۔[۱۱۶۹]

من جملہ حضرت عبدالرحمٰن ابن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما والی وہ روایت ہے' جس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مہمانوں اور آپ کے تشریف لے جانے کا ذکر ہے' حتیٰ کہ آپ نے نمازِ عشاء ادا فرمائی' تشریف لائے' مہمانوں سے بات چیت کی' اپنی اہلیہ محترمہ اور بیٹے سے گفتگو کی اور تکرار سے کی' یہ اور ماقبل روایت صحیحین کی ہیں' اس باب کی اَن گنت احادیث موجود ہیں' جو ہم نے بیان کر دی ہیں' ان سے کافی حد تک گزارہ ہو سکتا ہے۔[۱۱۷۰]

فصل: نمازِ عشاء کو عتمہ کہنا مکروہ ہے

نمازِ عشاء کو عتمہ کہنا اور نمازِ مغرب کو عشاء کہنا مکروہ ہے' احادیث صحیحہ مشہورہ میں اس کے دلائل موجود ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بدو لوگ تمہاری نمازِ مغرب کا نام رکھنے میں تم پر غالب نہیں آنے چاہئیں۔ راوی فرماتے ہیں: بدو اس کو عشاء کہا کرتے تھے۔[۱۱۷۱]

ایک اعتراض اور اس کے دو جواب

وہ احادیث جن میں نمازِ عشاء کو عتمہ کہا گیا' مثلاً یہ حدیث کہ اگر لوگ جانتے کہ نمازِ فجر اور عتمہ میں کتنا اجر ہے تو ضرور انہیں ادا کرنے آتے' اگر انہیں اپنے آپ کو گھسیٹ کر لانا پڑتا۔

اس کے دو جواب ہیں:

(۱) ان احادیث میں اس بات کا بیان ہے کہ ممانعت تحریم کے لیے نہیں بلکہ تنزیہہ کے طور پر ہے۔

(۲) لفظ عتمہ سے ان لوگوں کو خطاب کیا گیا ہے جن کے متعلق خوف تھا کہ اگر عشاء کہا گیا تو ان کو سمجھ نہیں آئے گی' یعنی ضرورۃً ایسا کہا گیا ہے۔

اور صحیح مذہب کے مطابق نمازِ فجر کو غداۃ کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ لفظ غداۃ کئی احادیث میں استعمال کیا گیا ہے۔ ہماری ایک جماعت نے اسے مکروہ کہا ہے' مگر اس کی کوئی حیثیت نہیں' اسی طرح نمازِ مغرب اور عشاء کو عشائین کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں اور نمازِ عشاء کو عشاء آخرہ کہنا بھی درست ہے' امام اصمعی نے کہا: نمازِ عشاء کو عشاء آخرہ کہنا جائز نہیں' جبکہ ان کا قول صراحۃً غلط ہے۔[۱۱۷۲]

صحیح مسلم میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے دھونی سے خوشبو حاصل کی' وہ ہمارے ساتھ عشاء آخرہ میں شامل ہونے کے لیے نہ آئے۔ اس روایت سے بے شمار صحابہ کرام کے اقوال کی تائید ہوگئی جو صحیحین اور دیگر کتب میں موجود ہیں' اور میں نے تمام کو شواہد سمیت اپنی کتاب تہذیب الاسماء واللغات میں بیان کر دیا ہے۔[۱۱۷۳]

[۱۱۶۸] بخاری: ۵۷۲' مسلم: ۶۴۰' مسند احمد ج ۳ ص ۱۸۲' جامع الاصول: ۲۸۱۹ [۱۱۶۹] سابقہ: ۶۵ [۱۱۷۰] سابقہ: ۸۹۴

[۱۱۷۱] بخاری: ۵۶۳' مسند احمد ج ۵ ص ۵۵' زاد المعاد ج ۲ ص ۳۴۹۔۳۵۱ [۱۱۷۲] سابقہ: ۹۷

[۱۱۷۳] مسلم: ۴۴۴' ابوداؤد: ۴۱۷۵' نسائی ج ۸ ص ۱۵۴' مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۴

فصل: کسی کا راز فاش کرنا منع ہے

کسی کا راز فاش کرنے کی ممانعت میں کثیر احادیث موجود ہیں اور اگر کسی کا راز فاش کرنے میں اسے نقصان اور اذیت ہو تو افشائے راز حرام ہے۔

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی بات کر کے چلا گیا تو اس کی وہ بات امانت ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۱۷۴]

فصل: کسی آدمی سے بلاوجہ یہ دریافت کرنا مکروہ ہے کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیوں مارا؟

غیر ضروری گفتگو سے سکوت رکھنے کے متعلق صحیح احادیث کتاب حفظ اللسان کے آغاز میں ہم بیان کر چکے ہیں، وہاں یہ حدیث بھی ہم بیان کر آئے ہیں کہ غیر ضروری باتوں سے اجتناب کرنا آدمی کے اسلام کا حُسن ہے۔[۱۱۷۵]

سنن ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی آدمی سے یہ دریافت نہیں کیا جائے گا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کیوں مارا (سزا دی) ہے؟[۱۱۷۶]

فصل: عمدہ مضامین کے اشعار جائز اور قبیح کے ناجائز ہیں

اشعار کے متعلق مسند ابویعلیٰ موصلی میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت ہے، آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے اشعار کے متعلق دریافت کیا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کلام ہے جس میں عمدہ ہو تو اچھا ہے، قبیح ہو تو بُرا ہے۔

علماء کرام فرماتے ہیں: مفہوم حدیث یہ ہے کہ اشعار بھی نثر کی طرح ہیں، مگر ہمہ وقت انہیں میں لگے رہنا اور فنافی الاشعار ہو جانا مذموم ہے۔[۱۱۷۷]

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اشعار سنے اور حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ کو کفار کی ہجو کا حکم دیا۔[۱۱۷۸]

حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بعض اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔[۱۱۷۹]

اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جائے تو وہ اس سے بہتر ہے کہ وہ (بُرے مضامین کے) شعروں سے بھرا ہوا ہو۔

ان تمام روایات کے مصادیق ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔[۱۱۸۰]

[۱۱۷۴] ابوداؤد: ۴۸۶۸، ترمذی: ۱۹۶۰، مسند احمد ج ۳ ص ۳۲۴_۳۵۲_۳۷۹_۳۸۰_۳۹۴، شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۹۳، مسند ابی یعلیٰ: ۲۱۵۸، الاحادیث الصحیحہ: ۱۰۹۰

[۱۱۷۵] سابقہ: ۱۰۶۱

[۱۱۷۶] ابوداؤد: ۲۱۴۷، ابن ماجہ: ۱۹۸۶، مسند احمد ج ۱ ص ۲۰، الارواء للالبانی: ۲۰۳۴

[۱۱۷۷] الفتوحات ج ۷ ص ۱۴۱، فتح الباری ج ۱۰ ص ۵۳۶

[۱۱۷۸] بخاری: ۶۱۵۳، مسلم: ۲۴۸۶، ترمذی: ۲۸۵۴، مسند احمد ج ۵ ص ۱۰۵

[۱۱۷۹] بخاری: ۶۱۴۵، الادب المفرد للبخاری: ۸۵۸_۸۶۴، ابوداؤد: ۵۰۱۰، مسند احمد ج ۵ ص ۱۲۵_۱۲۶، سنن دارمی: ۲۹۷۲، ابن ماجہ: ۳۷۵۵، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۳۷

[۱۱۸۰] بخاری: ۶۱۵۵، الادب المفرد للبخاری: ۸۶۰، مسلم: ۲۲۵۷، ابوداؤد: ۵۰۰۹، ترمذی: ۲۸۵۱، ابن ماجہ: ۳۷۵۹، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۸_۳۳۱_۳۵۵_۳۹۱_۴۷۸_۴۸۰، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۴۴، شرح السنۃ للبغوی: ۳۴۱۳، صحیح ابن حبان: ۵۷۷۴

فصل: اُمورِ قبیحہ کی بلاضرورت صریح عبارت سے تعبیر منع ہے

صحیح احادیث میں بدکلامی اور فحش گوئی سے منع کر دیا گیا ہے' یعنی اُمورِ قبیحہ کو صریح الفاظ سے بیان کرنا منع ہے' خواہ متکلم سچا ہی کیوں نہ ہو' اور ایسا جماع وغیرہ کے الفاظ میں بکثرت ہوتا ہے' لہٰذا ایسے مقام پر کنایہ کے الفاظ استعمال کیے جائیں اور ایسی خوبصورت عبارت سے اپنے مدعیٰ کو بیان کیا جائے جس سے غرض صاف طور پر سمجھ میں آ جائے۔ قرآن عزیز اور سنن صحیحہ مکرمہ کا ایسا ہی حسین طرز بیان ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ (البقرہ:۱۸۷)

تمہارے لیے روزہ کی رات اپنی بیویوں کے پاس جانا حلال کر دیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَيْفَ تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ (النساء:۲۱)

اور تم اس مال کو کیسے واپس لو گے جب کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ (خلوت میں) مل چکے ہو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ (البقرہ:۲۳۷)

اور اگر تم نے عورتوں کو ہاتھ لگانے سے قبل انہیں طلاق دے دی۔

اس مضمون کی آیات اور احادیث بکثرت موجود ہیں۔

علماء کرام فرماتے ہیں: ایسے مقامات جہاں صریح الفاظ کے ذکر سے حیاء اور شرم محسوس کی جاتی ہے' وہاں ایسے کنایات کا استعمال زیادہ مناسب ہے جن سے بات سمجھ آ جائے' مثلاً عورت کے جماع کو بیان کرنا ہو تو اس کے لیے' افضاء (ملاقات)' دخول' مباشرت اور ہم بستری وغیرہ الفاظ استعمال کیے جائیں' صراحت سے جماع وغیرہ کے الفاظ سے اجتناب کیا جائے۔

بول و براز کے لیے قضائے حاجت اور بیت الخلاء جانے کا لفظ زیادہ مناسب ہے' پیشاب پاخانہ کے لفظ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اور امراض جیسے برص (کوڑھ)' بخر (گندہ دہنی)'' صنان'' (گندہ بغلی) وغیرہ کے لیے ایسے عمدہ کنایات ذکر کیے جائیں جن سے غرض سمجھ میں آ جائے۔

یہ چند مثالیں ہم نے ذکر کر دی ہیں' دیگر الفاظ کو انہیں پر قیاس کر لیا جائے۔

ایک اہم فائدہ

کنایات کا استعمال اس وقت زیادہ مناسب ہوگا جب صریح الفاظ کی کوئی خاص ضرورت نہ ہو اور اگر بات کو کھل کر بیان کرنا اور مخاطب کو اچھی طرح سمجھانا مقصد ہو اور خوف ہو کہ مخاطب مجاز کو سمجھ نہیں سکے گا یا غیر مراد سمجھ لے گا' اس وقت صریح الفاظ ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ حقیقی افہام حاصل ہو سکے۔ اور احادیث مبارکہ میں جو صریح الفاظ آئے ہیں' انہیں اسی مقصد اور حاجت پر محمول کیا جائے گا' کیونکہ محض ادب کی رعایت کرنے کی بجائے دوسرے کو بات ذہن نشین کرانا زیادہ ضروری ہے۔

کتاب ترمذی شریف میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن بہت زیادہ طعنہ زن' بہت زیادہ لعنت کرنے والا' بے ہودہ گو اور بدکلام نہیں ہوتا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۱۸۱]

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس میں فحش آئے گا اسے عیب ناک کر دے گا اور جس میں حیاء آئے گا اسے خوبصورت بنا دے گا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۱۸۲]

فصل: والدین کو جھڑکنا سخت ترین حرام ہے

والد اور والدہ کو جھڑکنا اور انہیں اذیت دینا سخت حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا O وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا O

اور آپ کا رب حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا اور اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچ جائے تو ان کو اُف تک نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے ادب سے بات کرنا O اور ان کے سامنے عاجزی اور رحم دلی کا بازو جھکائے رکھنا اور یہ دعا کرنا: اے میرے رب! ان پر رحم فرمانا جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی O

(الاسراء: ۲۳-۲۴)

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہوں میں سب سے بڑا گناہ ہے' صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا کوئی آدمی اپنے والدین کو بھی گالیاں دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! ایک آدمی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ دوسرا اس کے والد کو گالی دے دیتا ہے اور ایک دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ دوسرا اس کی ماں کو گالی دے دیتا ہے (لہٰذا والدین کو گالیاں پڑنے کا سبب یہ خود بن گیا)۔[۱۱۸۳]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں کہ میری ایک بیوی تھی جو مجھے بہت پیاری تھی' میرے والد ماجد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس سے نفرت کرتے تھے' انہوں نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو! میں نے انکار کر دیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر صورتِ حال بیان کر دی' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۱۸۴]

باب: جھوٹ کی ممانعت اور اس کی اقسام کا بیان

جھوٹ کی حرمت کتاب و سنت کی نصوص سے واضح طور پر ثابت ہے' یہ قبیح گناہ اور بہت بڑا عیب ہے' ظاہر نصوص کے ساتھ

[۱۱۸۱] سابقہ: ۱۱۰۱

[۱۱۸۲] ترمذی: ۱۹۷۵' ابن ماجہ: ۴۱۸۵' مسند احمد ج ۳ ص ۱۶۵' الادب المفرد للبخاری: ۶۰۱' مسند الشہاب للقضاعی: ۷۹۴' شرح السنہ للبغوی: ۳۵۹۶' شعب الایمان للبیہقی: ۷۷۲۳' صحیح ابن حبان: ۱۹۱۵' صحیح ترمذی: ۱۶۰۷

[۱۱۸۳] بخاری: ۵۹۷۳' مسلم: ۹۰' ترمذی: ۱۹۰۳' ابوداؤد: ۵۱۴۱' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۴-۱۹۵-۲۱۴-۲۱۶' شعب الایمان للبیہقی: ۷۸۵۹

[۱۱۸۴] ابوداؤد: ۵۱۳۸' ترمذی: ۱۱۸۹' مسند احمد ج ۲ ص ۲۰-۴۲-۵۳-۱۵۷' ابن ماجہ: ۲۰۸۸' صحیح ابن حبان: ۴۰۲۳' حاکم ج ۴ ص ۱۵۲-۱۵۳

ساتھ اس کی حرمت پر اجماع اُمت بھی منعقد ہو چکا ہے' حرمت کی تمام نصوص کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے' زیادہ ضروری یہ ہے کہ استثنائی صورتیں بیان کی جائیں اور ان کے دقائق سے آگاہ کیا جائے۔

جھوٹ سے نفرت کے لیے وہی متفق علیہ حدیث کافی ہے' جو صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافق کی تین علامات ہیں: (۱) بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔[۱۱۸۵]

صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چار خصلتیں جس میں پائی جائیں وہ پکا منافق ہے اور جس میں ایک خصلت ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت پائی جائے گی یہاں تک کہ وہ اسے ترک کر دے: (۱) اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (۲) بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) وعدہ کرے تو دھوکہ دے جائے (۴) جھگڑا کرے تو بے ہودہ بکے۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں !اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے' ان کی جگہ یہ الفاظ ہیں: وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔[۱۱۸۶]

ممانعت سے استثناء کی ایک صورت وہ ہے جو صحیح بخاری و مسلم میں اُم المؤمنین حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو آدمی لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے خلافِ واقع بات کرتا ہے یا بہتری کی بات کرتا ہے تو وہ کذاب نہیں ہے۔

صحیحین میں صرف اتنی بات ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جھوٹ بولنے کی اجازت دیتے ہوئے نہیں سنا' سوائے تین مقامات کے یعنی جنگ میں' لوگوں کے درمیان صلح کراتے ہوئے اور میاں بیوی کو ایک دوسرے سے بات کرتے ہوئے۔

کسی مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنے کے جواز میں یہ حدیث صریح ہے' علماء کرام نے وہ مقامات بیان کیے ہیں جہاں جھوٹ بولنا مباح ہے۔ اس سلسلے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی گفتگو سب سے بہترین ہے' آپ فرماتے ہیں:

کلام' مقصد تک پہنچنے کا وسیلہ ہوتا ہے اور ہر وہ عمدہ مقصد جس تک آدمی جھوٹ اور سچ دونوں کے ذریعے پہنچ سکتا ہو' وہاں جھوٹ بولنا حرام ہے کیونکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں' اور اگر سچ کے سوا صرف اور صرف جھوٹ سے ہی مقصد تک رسائی ممکن ہو تو دیکھیں گے کہ اگر وہ مقصد مباح ہوگا تو جھوٹ بھی مباح ہو جائے گا' اور اگر مقصود واجب ہوگا تو جھوٹ بولنا بھی واجب ہو جائے گا' اگر کوئی مظلوم مسلمان کسی ظالم سے بھاگ کر چھپ گیا اور ظالم نے دریافت کر لیا تو اس کو چھپانے کی خاطر جھوٹ بول دینا واجب ہے' کسی آدمی کے پاس یا دوسرے کے پاس امانت ہو اور کوئی ظالم چھین لینے کے ارادہ سے دریافت کرے تو اس امانت کو خفیہ رکھتے ہوئے جھوٹ بول دینا واجب ہے' حتیٰ کہ اگر اس ظالم کو اپنے پاس موجود امانت کی اطلاع کر دی' اور ظالم نے جبراً وہ چیز لے لی' تو مودع مخبر پر تاوان واجب ہے' اور اگر ظالم نے قسم مانگ لی تو قسم اُٹھانا لازم ہے اور توریہ کا استعمال کرے اور اگر توریہ کا سہارا لیے بغیر قسم اُٹھا دی تو صحیح مذہب کے مطابق حانث ہو جائے گا جبکہ بعض علماء نے حنث کی نفی بھی کی ہے (حانث ہونے

[۱۱۸۵] سابقہ: ۹۹۳

[۱۱۸۶] بخاری: ۳۴_۲۴۵۹_۳۱۷۸' مسلم: ۵۸' ابوداؤد: ۴۶۸۸' ترمذی: ۲۶۳۲' نسائی ج ۸ ص ۱۱۶' مسند احمد ج ۲ ص ۱۸۹_۱۹۸' شرح السنۃ للبغوی: ۳۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۳۰_ج ۱۰ ص ۷۴' شعب الایمان للبیہقی: ۴۳۵۲' صحیح ابن حبان: ۲۵۴

کی صورت میں کفارہ ادا کرنا ہوگا)۔

اگر جنگی مقاصد ہوں یا باہم صلح کرانا مقصد ہو یا مظلوم کا دل نرم کرنا مقصد ہو تا کہ وہ زیادتی کرنے والے کو معاف کر دے اور ان مقاصد کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو تو جھوٹ حرام نہیں ہے۔ جھوٹ کی حرمت کا ارتفاع صرف اس صورت میں ہوتا ہے جب غرض کا حصول جھوٹ کے بغیر ممکن نہ ہو' مگر تمام صورتوں میں احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ توریہ کا سہارا لیا جائے۔ توریہ کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی ایسے الفاظ ذکر کرے' جن کے ظاہر کے لحاظ سے اگر چہ وہ جھوٹا ہو' مگر ان الفاظ سے اپنے درست مقصد کا ارادہ کرلے جس کے اعتبار سے اسے جھوٹا قرار نہ دیا جا سکے۔ اور اگر کسی نے توریہ نہ کیا بلکہ سیدھا سیدھا جھوٹ بول دیا تو اس مقام پر وہ حرام نہیں ہوگا۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر وہ مقام جہاں صحیح غرض پیش نظر ہو' خواہ اس کا تعلق اپنی ذات سے ہو یا کسی دوسرے سے وہاں جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اپنی ذاتی غرض صحیح' جیسے کسی کو ڈاکو پکڑ کر پوچھے کہ مال کہاں رکھا ہے؟ تو (شرعاً) جھوٹ بولنا جائز ہے' اسی طرح بندے نے کسی بے حیائی کا ارتکاب کیا جس کا معاملہ اس بندے اور اللہ تعالیٰ کے مابین تھا' سلطانِ اسلام نے دریافت کیا تو بندہ جھوٹ بول سکتا ہے' کہہ سکتا ہے: میں نے زنا نہیں کیا' میں نے شراب نوشی نہیں کی' وغیرہ۔ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ کئی لوگوں نے حدود کا اقرار کیا اور انہیں اس اقرار سے رجوع کی تلقین کی گئی۔

وہ غرض صحیح جس کا تعلق کسی دوسرے سے ہو' مثلاً ایک آدمی دوسرے سے اپنے کسی مسلمان بھائی کا راز دریافت کرے تو وہ انکار کر سکتا ہے' وغیرہ۔

الحاصل آدمی کو جھوٹ اور سچ کے انجام کا جائزہ لے لینا چاہیے' اگر سچ کا انجام زیادہ خراب ہو تو جھوٹ بولا جا سکتا ہے اور اگر جھوٹ کا انجام زیادہ خراب ہو یا جانبین میں شک ہو تو جھوٹ بولنا حرام ہے۔

مستحب یہ ہے کہ جوازِ کذب کی صورت میں ذاتی مفاد ہو تو جھوٹ نہ بولے اور کسی دوسرے کا فائدہ ہو تو بول سکتا ہے کیونکہ غیر کے حق میں چشم پوشی درست نہیں ہے (بلکہ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنا زیادہ ضروری ہے)۔ اور احتیاط یہ ہے کہ مقامِ اباحت میں ترک کذب کیا جائے اور مقامِ وجوب میں اس کا لحاظ رکھا جائے۔[۱۱۸۷]

مذہب اہلِ سنت کے مطابق کسی شے کی ایسی خبر دینا جو واقع کے خلاف ہو' کذب کہلاتا ہے خواہ عمداً ہو یا جہالت کی بنا پر' جہل کی صورت میں گناہ نہیں ہوگا' عمد کی صورت میں ہوگا۔ ہمارے علماء کی دلیل نبی کریم ﷺ کی تقیید ہے کہ جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔[۱۱۸۸]

باب: ہر سنی سنائی بات بلاوجہ آگے بیان کرنا ممنوع ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ — اور جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کی پیروی مت کرو' بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے (روزِ قیامت) سوال کیا جائے گا○

[۱۱۸۷] بخاری: ۲۶۹۲' الادب المفرد للبخاری: ۳۸۵' مسلم: ۲۶۰۵' ابوداؤد: ۴۹۲۱' ترمذی: ۱۹۳۹' مسند احمد ج ۶ ص ۴۰۳-۴۰۴' شرح السنۃ للبغوی: ۳۵۳۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۷-۱۹۸' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۰۹۵' صحیح ابن حبان: ۵۷۰۳' جامع الاصول: ۸۱۹۷

[۱۱۸۸] فتح الباری ج ۱ ص ۲۰۰-۲۰۳' جامع الاصول: ۱۱۴-۱۸۹-۲۱۰-۵۸۵۰-۵۸۶۹-۶۱۱۱-۸۲۰۳-۸۲۰۴' صحیح الجامع: ۶۳۹۵' الفتوحات ج ۷ ص ۱۶۰-۱۶۲' اسرار المرفوعہ: ۴۰-۶۹

عَنۡهُ مَسۡـُٔوۡلًا O (الاسراء: ۳۶)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مَا يَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَـدَيۡهِ رَقِيۡبٌ عَتِيۡدٌ O (ق: ۱۸)

وہ جو بات بھی کہتا ہے (اس کو لکھنے کے لیے) اس کا محافظ (فرشتہ) منتظر ہوتا ہے O

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ رَبَّكَ لَبِالۡمِرۡصَادِ O (الفجر: ۱۴)

بے شک آپ کا رب (ان کی) گھات میں ہے O

صحیح مسلم میں حضرت حفص ابن عاصم تابعی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ ہر سنی ہوئی بات آگے بیان کر دے۔[۱۱۸۹]

نوٹ: اس حدیث کو امام مسلم نے دو سندوں سے روایت کیا ہے' ایک یہی جو ماقبل بیان کر دی گئی اور دوسری مرسل ہے' جس میں حضرت حفص ابن عاصم' نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں' اس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔ اور جس روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اس کو ترجیح ہے' کیونکہ ثقہ کا اضافہ مقبول ہوتا ہے۔ فقہاء کرام' اہلِ اصول اور محققین محدثین کا صحیح اور مختار مذہب یہی ہے کہ جب ایک حدیث دو سندوں سے روایت کی گئی ہو' ایک مرسل اور دوسری متصل' تو متصل کو ترجیح ہوگی' حدیث کی صحت کا حکم لگا دیا جائے گا اور احکام وغیرہ ہر مسئلہ میں اس سے استدلال درست ہوگا۔ واللہ اعلم!

صحیح مسلم میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ فرماتے ہیں: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا کافی ہے کہ جو بات سنے اسے (بلا تحقیق) آگے بیان کر دے۔[۱۱۹۰]

صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت ہے اور اس باب کی روایات کافی زیادہ ہیں۔[۱۱۹۱]

سنن ابو داؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن مسعود یا حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ ایسے کہتے ہیں' یہ جملہ انسان کی کتنی بُری سواری ہے۔[۱۱۹۲]

لوگ کہتے ہیں' اس جملہ کو سواری سے تشبیہ دینے کی وجہ

امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ معالم السنن میں بیان فرماتے ہیں:

حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ انسان جب کسی کام اور شہر جانے کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو سواری پر بیٹھ کر اپنی حاجت اور منزل تک پہنچ جاتا ہے' اور لفظ ''زعموا'' یعنی لوگ ایسا گمان کرتے ہیں یا ایسے کہتے ہیں' یہ وہ لفظ ہے جسے آدمی اپنی گفتگو کے آغاز میں لاتا ہے اور اس کے ذریعے اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے' اس کو نبی مکرم ﷺ نے سواری سے تشبیہ دی ہے کیونکہ سواری کے ذریعے آدمی اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں' یہ جملہ اس گفتگو کے آغاز میں لایا جاتا ہے' جس کی کوئی سند اور ثبوت نہ ہو۔ صرف بات آگے منتقل کرنے کے لیے اس جملہ کا سہارا لیا جاتا ہے' اس انداز سے کی ہوئی گفتگو کی نبی مکرم ﷺ نے مذمت فرمائی اور حکم فرمایا کہ آدمی جو بات

[۱۱۸۹] مسلم ج ۱ ص ۱۰' ابو داؤد: ۴۹۹۲' صحیح ابن حبان: ۳۱' حاکم ج ۱ ص ۱۱۲

[۱۱۹۰] مسلم ج ۱ ص ۱۱' شعب الایمان للبیہقی: ۴۹۹۷

[۱۱۹۱] مسلم ج ۱ ص ۱۱

[۱۱۹۲] ابو داؤد: ۴۹۷۲' الادب المفرد للبخاری: ۷۶۲' شعب الایمان للبیہقی: ۵۲۲۵' الاحادیث الصحیحہ: ۸۶۶

کرے' اس کا ثبوت ہونا چاہیے اور بات کرنے والے کو پورا وثوق ہونا چاہیے' جب تک بات پایۂ ثبوت کو نہ پہنچے اور کسی ثقہ سے مروی نہ ہو' آگے منتقل نہیں کرنی چاہیے۔

یہ امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ہے۔ واللہ اعلم!

باب: تعریض و توریہ کا بیان

یہ باب بہت اہمیت کا حامل ہے' کیونکہ ان چیزوں کا استعمال کثیر اور ابتلاء عام ہے' اس کی تحقیق ضروری ہے' تعریض و توریہ کا استعمال کرنے والے کو غور و فکر کر کے اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے کیونکہ جھوٹ کی شدید حرمت اور زبان کو بے لگام کرنے کے خطرات ماقبل میں ہم بیان کر آئے ہیں اور اس باب میں جھوٹ سے محفوظ رہنے کا طریقہ بیان کیا جائے گا۔

تعریض و توریہ کا معنی

تعریض و توریہ کا معنی ہے کہ آپ کوئی ایسا لفظ ذکر کریں جس کا ایک معنی ظاہر ہو جبکہ آپ دوسرا معنی مراد لیں جو خلاف ظاہر ہو اور لفظ اس کو بھی شامل ہو۔ یہ دھوکہ اور فریب کی ایک قسم ہے۔

تعریض و توریہ کا ضابطہ اور علماء کی تصریحات

تعریض و توریہ کا ضابطہ بیان کرتے ہوئے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: کوئی شرعی مصلحت توریہ کی متقاضی ہو جو مخاطب کو اندھیرے میں رکھنے سے زیادہ ضروری ہو یا کوئی مجبوری ہو جس میں جھوٹ کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہو تو تعریض میں کوئی حرج نہیں اور اگر ان میں سے کوئی صورت نہ ہو تو مکروہ ہے اور اگر اس کے ذریعے باطل کو تقویت اور حق کو نقصان ہو تو حرام ہے۔

اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات بعض جواز اور بعض عدمِ جواز کو ثابت کرتی ہیں' تمام کو اسی تفصیل پر محمول کیا جائے گا جس کا ابھی ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

ممانعت کی روایات میں ایک وہ روایت ہے جو سنن ابوداؤد میں حضرت سفیان ابن اسید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم اپنے کسی (مسلمان) بھائی سے ایسی بات کرو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہے اور تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو تو یہ بہت بڑی خیانت ہے۔[۱۱۹۳]

نوٹ: اس حدیث کی سند میں کچھ ضعف ہے لیکن اس کو امام ابوداؤد نے ضعیف قرار نہیں دیا۔ جس کا مطلب ہے کہ ان کے نزدیک یہ حدیث حسن ہے جیسا کہ ان کا ضابطہ پہلے گزر چکا ہے۔

حدیث کے راوی کا نام سفیان ابن اسید' ہمزہ کے فتح اور سین کے کسرہ سے ہے۔

امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی دانش مند کو جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں کیونکہ (توریہ' کنایہ اور تعریض وغیرہ کے ذریعے) کلام میں بہت وسعت موجود ہے۔

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ جائز تعریض کی مثال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ نے کسی آدمی کے متعلق بات کی جو اسے پہنچ گئی' اس نے آپ سے دریافت کیا تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ بھائی جو باتیں میں نے کی ہیں' انہیں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے' سننے والا اس سے نفی سمجھے گا جب کہ آپ کا مقصد یہ ہوگا کہ جو باتیں بھی میں نے کی ہیں' اللہ تعالیٰ کو بہرحال ان کا علم ہے۔

[۱۱۹۳] ابوداؤد: ۴۹۷۱' الادب المفرد للبخاری: ۳۹۳' شعب الایمان للبیہقی: ۴۸۲۰' مسند احمد ج ۴ ص ۱۸۳

امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: اپنے بیٹے سے یوں نہ کہا کرو کہ میں تمہارے لیے مٹھائی لاؤں گا بلکہ اس طرح کہا کرو: تم چاہتے ہو تو مٹھائی لے آتا ہوں (اس میں قطعی وعدہ نہیں بلکہ احتمال ہے کیونکہ بسا اوقات مٹھائی لانا یاد نہیں رہتا)۔ جب کوئی آدمی امام نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق پوچھتا تو آپ لونڈی کو فرماتے: اسے کہہ دو! آپ انہیں مسجد میں تلاش کر لیں۔ ایک صاحب یوں کہا کرتے تھے: میرے والد صاحب تھوڑی دیر پہلے باہر گئے تھے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ ایک دائرہ لگاتے اور اپنی لونڈی سے کہتے: یہاں انگلی رکھو اور جا کر کہہ دو وہ یہاں (دائرہ والی جگہ کی نیت کرتے ہوئے) نہیں ہیں۔

کوئی آدمی کھانے کی دعوت دے تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں: میں نیت پر ہوں اس سے مقصد اس کو یہ وہم دلانا ہوتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں جبکہ مقصود یہ ہوتا ہے کہ میں نے کھانا نہ کھانے کی نیت کی ہوئی ہے ایسے ہی کوئی آدمی دریافت کرلے: کیا آپ نے فلاں کو دیکھا ہے؟ تو جواب میں آدمی کہہ دے: ''ما رأیتہ'' اس کا ظاہری معنی تو یہ ہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا جبکہ دوسرا معنی یہ بھی ہے کہ میں نے اس کے پھیپھڑے پر نہیں مارا نیت دوسرے معنی کی کر لے۔

اس کی امثال ونظائر بے شمار ہیں۔

اگر امورِ مذکورہ میں سے کسی شے کی قسم اُٹھالی اور توریہ کیا تو حانث نہیں ہوگا خواہ اللہ تعالیٰ یا طلاق وغیرہ کی قسم اُٹھائی ہو اور طلاق وغیرہ بھی واقع نہیں ہوگی۔ حکم مذکور اس وقت ہوگا جب قاضی نے کسی دعویٰ میں قسم نہ لی ہو ورنہ قاضی کی نیت معتبر ہوگی جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم لے رہا ہو اور اگر طلاق کی قسم ہوئی تو قسم اُٹھانے والے کی نیت معتبر ہوگی کیونکہ دیگر لوگوں کی طرح قاضی کے لیے بھی طلاق کی قسم لینا جائز نہیں ہے۔

کسی کو ایک یا دو مرتبہ کوئی کام کہنے کے بعد عادۃً کہنا: میں تمہیں سو مرتبہ کہہ چکا ہوں یہ جھوٹ ہے

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حرام جھوٹ جس سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے اس کی ایک صورت وہ مبالغہ آرائی ہے جس کا لوگ عموماً ارتکاب کرتے ہیں جیسے کوئی کہہ دیتا ہے: میں تمہیں سو مرتبہ کہہ چکا ہوں اور میں تمہیں سو مرتبہ تلاش کر چکا ہوں وغیرہ اس سے قائل کی مراد گنتی نہیں بلکہ تفہیم مبالغہ ہوتی ہے اور اگر صرف ایک مرتبہ کسی کو کہا یا تلاش کیا تو قائل جھوٹا ہوگا اور اگر ایک سے بڑھ کر اتنی مرتبہ کہا یا تلاش کیا جتنی تعداد میں عادۃً وہ کام نہیں کیا جاتا تو قائل گنہگار نہیں ہوگا خواہ سو کی تعداد پوری نہ بھی کی ہو ان کے درمیان کئی درجات ہیں جن میں مبالغہ کرنے والا جھوٹ کا ارتکاب کرتا ہے۔

جوازِ مبالغہ اور مبالغ کو جھوٹا نہ کہنے کی دلیل صحیحین کی وہ حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ابوجہم تو اپنے کندھے سے چھڑی اُتارتا ہی نہیں اور معاویہ کے پاس کوئی مال نہیں ہے حالانکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہننے کے کپڑے موجود تھے اور ابوجہم سوتے وقت لاٹھی اتار کر رکھ دیا کرتے تھے۔[۱۱۹۴]

باب: جو آدمی قبیح گفتگو کا ارتکاب کرلے وہ کیا کرے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِمَّا یَنۡزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰہِ ؕ (الاعراف:۲۰۰)

اور (اے مخاطب!) اگر شیطان تمہیں کوئی وسوسہ ڈالے تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[۱۱۹۴] سابقہ:۱۰۷۷

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰۤىِٕفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (الاعراف:۲۰۱)

بے شک جو لوگ (اللہ سے) ڈرتے ہیں انہیں اگر شیطان کی طرف سے کوئی بُرا خیال چھو بھی جاتا ہے تو وہ خبردار ہو جاتے ہیں اور اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں ۝

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَ مَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ اُولٰٓىِٕكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ (آل عمران:۱۳۵۔۱۳۶)

اور جن لوگوں نے جب کوئی بے حیائی کا کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا تو انہوں نے اللہ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے اور انہوں نے دانستہ ان کاموں پر اصرار نہیں کیا' ان لوگوں کی جزاء ان کے رب کی طرف سے مغفرت ہے اور ایسے باغات ہیں' جن کے نیچے نہریں جاری ہیں' وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور نیک کام کرنے والوں کی کیا خوب جزاء ہے ۝

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے حلف اُٹھایا اور اپنے حلف میں لات اور عزیٰ کا نام لیا تو وہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ لے اور جس نے اپنے دوست سے کہا: آؤ جوا کھیلیں! تو وہ کوئی نہ کوئی چیز صدقہ کرے۔

جس نے کسی لفظِ حرام یا فعلِ حرام کا ارتکاب کر لیا' اس پر فوراً توبہ کرنا واجب ہے' توبہ کے تین ارکان ہیں:

(۱) اس گناہ کو فوراً ترک کر دے (۲) اپنے کیے پر نادم ہو (۳) پختہ ارادہ کرے کہ دوبارہ اس فعل کا ارتکاب نہیں کرے گا۔

اور اگر اس گناہ کا تعلق حقوق العباد سے ہو تو اُمورِ ثلاثہ کے ساتھ چوتھی چیز یہ واجب ہے کہ ظلماً ضبط کی ہوئی چیز واپس کرے یا صاحبِ حق سے معاف کرالے' اس کا بیان ماقبل میں گزر چکا ہے۔ جب کسی ایک گناہ سے توبہ کرنی ہو تو تمام گناہوں سے کرلینی چاہیے' اور اگر ایک سے توبہ پر اکتفاء کیا تو توبہ درست ہو جائے گی' اس کے بعد پھر وہی گناہ کر لیا تو اس دوسرے کی وجہ سے گنہگار ہو گا اور دوبارہ توبہ واجب ہو گی' پہلی توبہ باطل نہیں ہو گی' یہ اہل سنت کا مذہب ہے' معتزلہ کا دونوں مسئلوں میں اختلاف ہے۔[۱۱۹۵]

باب: وہ الفاظ جنہیں بعض علماء نے مکروہ کہا ہے حالانکہ وہ مکروہ نہیں

اس باب کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ آدمی کہیں قولِ باطل سے دھوکہ میں آ کر اس پر اعتماد نہ کر لے۔

احکامِ شرعیہ پانچ ہیں: (۱) واجب (۲) مندوب (۳) حرام (۴) مکروہ (۵) مباح۔

ان میں سے ہر ایک کا ثبوت دلیل سے ہو گا اور دلائل شرع معروف ہیں' جو حکم دلیل سے محروم ہو گا وہ لائق التفات نہیں ہو گا' اس کا جواب دینے کی بھی ضرورت نہیں' کیونکہ وہ بے دلیل ہے جواب دینے میں وقت ضائع نہیں کیا جائے گا' اس کے باوجود علماء کرام رحمہم اللہ نے ان (اقوالِ باطلہ) کے بطلان پر دلائل پیش کرنے کی مہربانی فرمائی ہے۔

[۱۱۹۵] بخاری: ۶۸۶۰' مسلم: ۷۱۶۴' ابوداؤد: ۳۲۴۷' ترمذی: ۱۵۳۵' نسائی ج ۷ ص ۷' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۹۱۔۹۹۲' ابن ماجہ: ۲۰۹۶' مسند احمد ج ۲ ص ۳۰۹' شرح السنۃ للبغوی: ۲۴۳۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۱۴۸۔۱۴۹' صحیح ابن حبان: ۵۷۰۵' جامع الاصول: ۹۳۱۳

اس ساری گفتگو سے میرا مقصود یہ ہے کہ جس قول کے متعلق میں یہ کہوں کہ اس کے قائل نے اسے مکروہ کہا ہے اور میرے نزدیک یہ مکروہ نہیں یا میرے نزدیک اسے مکروہ کہنا باطل ہے' وغیرہ تو مجھے اس کے بطلان پر دلیل پیش کرنے کی ضرورت نہیں اور اگر میں دلیل پیش کردوں تو یہ میری طرف سے مہربانی ہوگی۔

میرا اس باب کو لانے کا مقصد یہ ہے کہ درست کو غلط سے ممتاز کردوں' تاکہ قول باطل کو جس شخصیت کی طرف منسوب کیا جائے' اس کی بزرگی اور عظمت شان کی وجہ سے کوئی دھوکہ میں نہ آجائے۔

ان الفاظ کو مکروہ کہنے والے علماء کے نام اس لیے ذکر نہیں کروں گا تاکہ ان کی جلالت شان متاثر نہ ہو اور ان کے متعلق بدگمانی پیدا نہ ہو کیونکہ انہیں ڈی گریڈ کرنا مقصد نہیں' مقصد تو ان سے منقول اقوالِ باطلہ پر انتباہ ہے' خواہ وہ اقوال ان سے ثابت ہوں یا نہ ہوں اور اگر یہ اقوال ان بزرگوں سے ثابت ہو بھی جائیں' پھر بھی نام ذکر نہ کرنے سے ان کی عزت وعظمت مجروح نہیں ہوگی۔

کسی غرضِ صحیح کی بناء پر بعض کی طرف نسبت کرنے کی ضرورت پڑ سکتی ہے' مثلاً اس کا قول محتمل ہو (یعنی اس میں کسی اور معنی کا احتمال بھی موجود ہو) تاکہ کوئی دوسرا بھی اس میں غور وفکر کرے' ہوسکتا ہے کہ اس کی فکر میری فکر سے ٹکرا جائے اور حکم سابق کے قائل امام کے اس قول کی مدد سے اس کی نظر اس کے لیے باعث تقویت ہو جائے۔

من جملہ وہ قول ہے جس کو امام ابوجعفر نحاس نے اپنی کتاب ''شرح اسماء اللہ سبحانہ وتعالیٰ'' میں بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ وہ اس قول کو مکروہ سمجھتے تھے کہ کوئی دوسرے کو کہے: ''تَصَدَّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ. ''اللہ تعالیٰ تجھے صدقہ دے! وجہ کراہت یہ بیان کرتے کہ صدقہ کرنے والا ثواب کا اُمیدوار ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس قول پر کراہت کا حکم لگانا صریح خطاء اور قبیح جہالت ہے اور یہ استدلال شدید فاسد ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قصر نماز کے متعلق فرمایا: یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ ہے' لہٰذا اس کا صدقہ قبول کرلو۔[۱۱۹۶]

فصل: اے اللہ! مجھے جہنم سے آزاد فرما! اس دعا کو مکروہ کہنے والے کی تردید

امام نحاس بیان فرماتے ہیں: وہی قائل جن کا ماقبل ذکر ہو چکا ہے' اس دعا کو بھی مکروہ قرار دیتے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اَعْتِقْنِيْ مِنَ النَّارِ'' اے اللہ کریم! مجھے جہنم سے آزاد فرما! وجہ کراہت یہ بیان کرتے ہیں کہ آزاد وہی کرتا ہے جو طالب ثواب ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ کراہت کا یہ دعویٰ اور استدلال قبیح ترین خطاء اور احکام شرعیہ سے رذیل ترین جہالت کا نتیجہ ہے' اگر میں احادیثِ صحیحہ بیان کروں جن میں اس بات کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے جہنم سے آزاد کرتا ہے تو کتاب حد ملال تک طویل ہو جائے گی۔

ایک حدیث یہ ہے: جس نے غلام آزاد کیا' اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کے بدلے میں اس آزاد کرنے والے کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد فرمادے گا۔[۱۱۹۷]

[۱۱۹۶] مسلم: ۶۸۶' ترمذی: ۳۰۳۷' ابوداؤد: ۱۱۹۹' نسائی ج ۳ ص ۱۱۶' مسند احمد ج ۱ ص ۲۵-۳۶' سنن دارمی: ۱۵۱۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۱۳۴-۱۴۰-۱۴۱' شرح السنۃ للبغوی: ۱۰۲۳' صحیح ابن حبان: ۲۷۲۸

[۱۱۹۷] بخاری: ۲۵۱۷-۶۷۱۵' مسلم: ۲۲-۱۵۰۹' مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۰-۴۲۲-۴۲۹-۴۳۱-۵۲۵' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۲۷۱-۲۷۲' شعب الایمان: ۴۳۲۷

اور حدیث شریف ہے: عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ دوسرے دنوں سے بڑھ کر اپنے بندوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔[۱۱۹۸]

فصل: اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ کام کرو اس کے قائلِ کراہت کی تردید

بعض حضرات نے کہا کہ ایسا کہنا مکروہ ہے:

''اِفْعَلْ كَذَا عَلٰى اسْمِ اللّٰهِ. ''اللہ کے نام پر یہ کام کرو۔ دلیل کراہت یہ بیان کی کہ ''عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ'' کا مطلب ہے: اللہ کے نام پر' حالانکہ اللہ تعالیٰ کا نام تو ہر چیز سے بلند و بالا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء نے فرمایا: یہ قول غلط ہے' احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قربانی کے متعلق اپنے صحابہ کرام کو فرمایا:

''اِذْبَحُوْا عَلٰى اِسْمِ اللّٰهِ. ''اللہ کے نام پر ذبح کرو' مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام مبارک بولتے ہوئے ذبح کرو۔

فصل: اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی جائے رحمت میں جمع فرمائے' اس دعا کو مکروہ کہنے والوں کی تردید

امام نحاس بیان کرتے ہیں: ابوبکر محمد ابن یحییٰ کا قول ہے کہ بعض حامل فقہ ادیب علماء نے کہا: ایسے مت دعا کرو:

جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَنَا فِيْ مُسْتَقَرِّ رَحْمَتِهٖ. اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی رحمت کی جگہ جمع فرمائے۔

دلیل کراہت یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے قرار ثابت نہیں کیا جا سکتا' وہ اس سے زیادہ وسعت کی حامل ہے۔

اسی طرح یہ دعا بھی مکروہ ہے۔

اِرْحَمْنَا بِرَحْمَتِكَ. اپنی رحمت کے صدقے ہم پر رحم فرما!

ان دونوں اقوال کی دلیلِ کراہت نہ ہمارے علم میں ہے اور نہ ہی ان کے پاس ہے کیونکہ مستقر رحمت سے قائل کی مراد جنت ہے' اور اس دعا سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جنت میں جمع فرمائے جو کہ دارِ قرار' دارِ مقام اور محل استقرار ہے' اس میں داخل ہونے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے صدقہ سے داخل ہوں گے' پھر جس کو داخلہ نصیب ہو گیا' وہ اس میں ہمیشہ کے لیے قیام پذیر ہو جائے گا اور حوادث اور تلخیوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ یہ جملہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے صدقے ہوں گی' گویا وہ یہ دعا کر رہا ہے: اے اللہ! ہمیں جنت میں جمع فرما! جسے تیری رحمت کے صدقے ہم حاصل کریں (لہٰذا ان دعاؤں میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

فصل: ''اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ'' وغیرہ دیگر دعاؤں کے قائلِ کراہت کی تردید

امام نحاس روایت کرتے ہیں کہ وہی ابوبکر مذکور نے کہا: ایسے دعا مت کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ. مولا! ہمیں جہنم سے اپنی پناہ عطاء فرما!

اور یہ دعا بھی نہ کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا شَفَاعَةَ النَّبِيِّ ﷺ. اے اللہ! ہمیں نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرما!

کیونکہ شفاعت اس کی ہوتی ہے جو جہنم کا مستحق بن چکا ہو۔

میں کہتا ہوں: یہ فحش خطاء اور واضح جہالت ہے اور اگر اس غلط قول کے باعث لوگوں کے گمراہ ہونے کا خوف اور اس کا کتب میں تذکرہ نہ ہوتا تو میں اس کا تذکرہ کرنے کی جسارت ہی نہ کرتا' بے شمار احادیث میں کامل مؤمنوں کو شفاعت کی ترغیب

[۱۱۹۸] مسلم: ۱۳۴۸' نسائی ج ۵ ص ۲۵۱-۲۵۲' ابن ماجہ: ۳۰۱۴' شعب الایمان للبیہقی: ۴۰۶۸

دی گئی ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے شفاعت کا وعدہ فرمایا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے مؤذن کے کلمات جیسا جواب دیا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔ وغیر ذالک!

امام حافظ فقیہ ابوالفضل قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا: شہرت سے ثابت ہے کہ سلف صالحین ہمارے نبی مکرم ﷺ کی شفاعت کا سوال کیا کرتے تھے' اور اس شفاعت میں بڑی رغبت رکھتے تھے' لہٰذا جس نے یہ کہہ کر کراہت کا قول کیا کہ شفاعت تو گنہگاروں کے لیے ہوتی ہے' اس کا قول بالکل لائق التفات نہیں ہے' کیونکہ صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث میں ثابت ہے کہ نبی مکرم ﷺ کی شفاعت سے کئی لوگ بلاحساب جنت میں جائیں گے اور کئی لوگوں کے جنت میں درجات بلند ہوں گے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں: پھر ہر صاحب عقل اپنی تقصیر کا معترف ہے اور عفو ودرگزر کا محتاج ہے اور خوفزدہ ہے کہ کہیں تباہ و برباد ہونے والوں میں سے نہ ہو جائے۔ پھر تو ایسے قائل کو مغفرت اور رحمت کی دعا بھی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ بھی گنہگاروں کے لیے ہیں۔

قائل کراہت کے تمام نظریات اسلاف واخلاف رضی اللہ عنہم سے منقول دعاؤں کے خلاف ہیں۔

فصل: ایک اور دعا اور اس کے قائلین کراہت کی تردید

امام نحاس نے اسی قائل مذکور سے ایک اور قول نقل کیا کہ یوں دعا نہ کیا کرو:

تَوَكَّلْتُ عَلٰى رَبِّي الرَّبِّ الْكَرِيْمِ. میں نے اپنے رب پر اعتماد کیا جو رب کریم ہے۔

بلکہ یوں دعا کیا کرو:

تَوَكَّلْتُ عَلٰى رَبِّي الْكَرِيْمِ. میں نے اپنے رب کریم پر اعتماد کیا۔

میں کہتا ہوں: اس قائلِ کراہت کا قول بے اصل ہے۔

فصل: بعض علماء کے اس قول کی تردید کہ طواف کو شوط یا دَور کہنا مکروہ ہے

علماء کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ وہ بیت اللہ شریف کے طواف کو شوط یا دور کہنے کو مکروہ قرار دیتے ہیں' وہ کہتے ہیں: طواف کے ایک چکر کو طَوْفَۃ' دو کو طَوْفَتَان' تین کو طوفات اور اس سے زائد کو طواف کہنا چاہیے۔

میں کہتا ہوں کہ ان کا یہ قول بالکل بے اصل ہے' شاید انہوں نے ان الفاظ کو اس لیے مکروہ کہا ہے کہ یہ زمانۂ جاہلیت میں استعمال ہوتے تھے' صحیح اور مختار مذہب کے مطابق ان الفاظ کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو تین اشواط (چکروں) میں رمل (اکڑ کر چلنے) کا حکم دیا' اور تمام اشواط میں صرف شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے حکم نہیں دیا۔ [۱۱۹۹]

فصل: صحیح مذہب کے مطابق ماہِ رمضان کے لیے بلا اضافت وقرینہ لفظ رمضان کا استعمال مکروہ نہیں ہے

یوں کہنا کہ ہم نے رمضان کا روزہ رکھا' رمضان آیا وغیرہ جبکہ اس سے ماہِ رمضان المبارک مراد ہو تو ایسے استعمال کی کراہت میں اختلاف ہے۔

[۱۱۹۹] بخاری: ۱۶۰۲-۴۲۵۶' مسلم: ۱۲۶۶' ترمذی: ۸۶۳' ابوداؤد: ۱۸۸۶-۱۸۸۹' نسائی ج ۵ ص ۲۳۰' مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۰-۳۰۶-۳۷۳' ابن ماجہ: ۲۹۵۳' السنن الکبریٰ

علماءِ متقدمین کی ایک جماعت کے نزدیک شہر (مہینے) کی طرف اضافت کیے بغیر رمضان کہنا مکروہ ہے۔ اور یہ نقطۂ نظر حضرت حسن بصری اور مجاہد کی طرف منسوب ہے۔ امام بیہقی نے فرمایا: اس نسبت میں ضعف ہے۔

ہمارے علماء کرام فرماتے ہیں: یوں کہنا کہ رمضان آیا' رمضان داخل ہوا' رمضان حاضر ہوا وغیرہ' اس وقت مکروہ ہے جب ماہ پر دلالت کرنے والا قرینہ مفقود ہو۔ اگر قرینہ موجود ہو تو مکروہ نہیں جیسے میں نے رمضان کا روزہ رکھا' میں نے رمضان کا قیام کیا' رمضان کا روزہ واجب ہے' رمضان آ گیا جو کہ ماہِ مبارک ہے' وغیرہ۔

ہمارے علماء کرام کے اس قول کو چیف جسٹس ابوالحسن ماوردی نے اپنی کتاب ''الحاوی'' میں اور ابونصر صباغ نے اپنی کتاب ''الشامل'' میں نقل فرمایا ہے اور دیگر علماء نے ہمارے علماء سے اور انہوں نے مطلقاً علماء سے نقل کیا ہے (یعنی ہمارے ہم مسلک ہونے کی قید نہیں ہے)۔

انہوں نے سنن بیہقی کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے' جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رمضان نہ کہا کرو' رمضان تو اللہ تعالیٰ کے اسماء گرامی میں سے ایک اسم ہے' البتہ ماہِ رمضان کہہ لیا کرو۔

یہ حدیث ضعیف ہے' اسے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے اور اس کا ضعف ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے گرامی پر کثیر کتب تصنیف کی گئی ہیں' جبکہ کسی ایک نے بھی اسمائے گرامی میں رمضان کا ذکر نہیں کیا۔

امام ابوعبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب درست معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے اپنی صحیح میں بیان کیا' ان کے علاوہ بھی کئی علماء محققین نے بیان کیا کہ لفظ رمضان کو جس طرح چاہیں استعمال کر لیں' مطلقاً کراہت نہیں ہو گی' کیونکہ کراہت کا ثبوت صرف اور صرف شریعت سے ہوتا ہے اور شرع شریف سے اس کی کراہت ثابت نہیں ہے بلکہ احادیث سے اس کا جواز ثابت ہے' صحیحین اور دیگر کتب میں ان گنت روایات موجود ہیں' اگر کوشش کر کے تمام کو جمع کروں تو اُمید ہے دوسو احادیث اس موضوع پر جمع ہو جائیں گی' جبکہ غرض ایک حدیث سے بھی حاصل ہو جائے گی۔[۱۲۰۰]

وہ حدیث ان تمام کی طرف سے کفایت کر جائے گی جو صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

صحیحین کی بعض روایات میں یہ حدیث یوں ہے: جب رمضان داخل ہوتا ہے۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت ہے: جب رمضان ہوتا ہے۔[۱۲۰۱]

اور صحیح کی ایک روایت یوں ہے: رمضان پر (ایک یا دو روزوں کے ساتھ) سبقت نہ کرو۔[۱۲۰۲]

اور صحیح کی ایک روایت اس طرح ہے: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے' ان میں سے ایک رمضان کا روزہ ہے۔ اس کی نظائر کثیر اور معروف ہیں۔[۱۲۰۳]

للبیہقی ج ۵ ص ۸۲' صحیح ابن حبان: ۳۸۰۰

[۱۲۰۰] السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۰۱' الکامل لابن عدی: ۱۹۸۴۔ ج ۷

[۱۲۰۱] بخاری: ۱۸۹۹۔ ۳۲۷۷' مسلم: ۱۰۷۹' موطأ ج ۸ ص ۳۱۰' ترمذی: ۶۸۲' نسائی ج ۴ ص ۱۲۶۔ ۱۲۸' مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۲۔ ۳۵۷۔ ۳۷۸' سنن دارمی: ۱۷۸۲' شرح السنہ للبغوی: ۱۷۰۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۰۲۔ ۳۰۳' صحیح ابن حبان: ۳۴۲۵' جامع الاصول: ۶۸۵۷

[۱۲۰۲] بخاری: ۱۹۱۴' مسلم: ۱۰۸۲' ابوداؤد: ۲۳۳۵' ترمذی: ۶۸۵' نسائی ج ۴ ص ۱۵۴' مسند احمد ج ۲ ص ۲۳۴۔ ۳۴۷۔ ۴۰۸۔ ۴۷۷۔ ۵۱۳' سنن دارمی: ۱۶۹' ابن ماجہ: ۱۶۵۰' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۲۰۷' صحیح ابن حبان: ۳۵۷۸

[۱۲۰۳] بخاری: ۸' مسلم: ۱۶' ترمذی: ۲۶۰۹' نسائی ج ۸ ص ۱۰۷' مسند احمد ج ۲ ص ۲۶۔ ۹۳۔ ۱۲۰۔ ۱۴۳' شرح السنہ للبغوی: ۶' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱ ص ۳۵۸۔ ج ۳ ص ۳۶۷'

فصل: سورتوں کے نام سورۃ البقرہ اور سورۃ النساء وغیرہ رکھنا مکروہ نہیں ہے

بعض متقدمین علماء کہتے ہیں: سورتوں کے نام' سورۃ البقرہ' سورۃ النساء' سورۃ الدخان' سورۃ العنکبوت' سورۃ الروم اور سورۃ الاحزاب وغیرہ رکھنا مکروہ ہے' وہ کہتے ہیں: اس طرح کہنا چاہیے کہ وہ سورت جس میں بقرہ کا ذکر ہے' وہ سورت جس میں نساء کا ذکر ہے۔ وغیر ذالک!

میرے خیال میں یہ قول خطاء پر مبنی اور خلافِ سنت ہے کیونکہ احادیث میں بے شمار مقامات پر ایسا استعمال ہوا ہے' جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے' جس نے رات میں سورۃ البقرہ کی آخری دو آیات پڑھ لیں' وہ اس کے لیے کافی ہیں۔

یہ حدیث صحیحین میں ہے اور اس کی نظائر بے شمار ہیں۔[۱۲۰۴]

فصل: اللہ تعالیٰ کے لیے فعل مضارع کا صیغہ لانا مکروہ نہیں ہے

حضرت مطرف ابن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس طرح کہنا مکروہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے' بلکہ یوں کہنا چاہیے: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ لگتا ہے انہوں نے کراہت کا قول اس لیے کیا ہے کہ مضارع کا صیغہ حال اور استقبال کے لیے آتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کا کلام ہے اور اس کا کلام قدیم ہے۔

میرے نقطۂ نظر سے ان کی یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے اور احادیثِ صحیحہ میں کثیر جہات سے مضارع کا استعمال ثابت ہے اور میں شرح صحیح مسلم اور کتاب آداب القراء میں اس سے آگاہ کر چکا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَO (الاحزاب:۴)

اور اللہ حق بات کہتا ہے اور سیدھا راستہ دکھاتا ہےO

صحیح مسلم میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا (الانعام:۱۶۰)

جو شخص اللہ کے پاس ایک نیکی لے کر آئے گا اس کے لیے اس جیسی دس نیکیوں کا اجر ہوگا۔[۱۲۰۵]

صحیح بخاری میں ہے: اس آیت کی تفسیر کے تحت:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا. (آل عمران:۹۲)

تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ خرچ کرو۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ط (آل عمران:۹۲)

تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے' حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔[۱۲۰۶]

شعب الایمان للبیہقی: ۳۵۶۷' صحیح ابن حبان: ۱۵۸۔۱۴۴۳

[۱۲۰۴] سابقہ: ۲۶۸

[۱۲۰۵] مسلم: ۲۶۸۷' مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳۔۱۵۵۔۱۶۹' شعب الایمان للبیہقی: ۷۰۴۷۔۷۰۴۸

[۱۲۰۶] بخاری: ۱۴۶۱۔۲۳۱۸' مسلم: ۹۹۸' موطأ ج ۲ ص ۹۹۵۔۹۹۶' ابوداؤد: ۱۶۸۹' ترمذی: ۳۰۰۰' نسائی ج ۶ ص ۲۳۱۔۲۳۲' مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۱۔۲۵۷۔۲۸۵' سنن دارمی: ۱۶۶۲' شرح السنۃ للبغوی: ۱۶۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۶ ص ۱۶۴۔۱۶۵۔۲۷۵' شعب الایمان للبیہقی: ۳۴۲۳۔۳۴۵۰' صحیح ابن حبان: ۳۳۲۹۔۷۱۳۸' جامع الاصول: ۴۶۷۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب:۱۸

ان دعاؤں کا بیان جنہیں جامع ہونے کا شرف حاصل ہے

اس کتاب میں ہم ایسی دعائیں بیان کرنا چاہتے ہیں جو کسی وقت یا حالت کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ تمام اوقات میں اہم اور مستحب ہیں۔

یہ باب بہت وسعت کا حامل ہے' اس کا احاطہ بلکہ دس فیصد کا احاطہ بھی ممکن نہیں' البتہ میں انتہائی اہم دعاؤں کا ذکر کروں گا۔ سب سے پہلے ان دعاؤں کو بیان کروں گا جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام اور دیگر صالحین کی زبان سے بیان فرمائی ہیں۔ وہ معروف اور بکثرت موجود ہیں' کچھ دعائیں رسول اللہ ﷺ سے اس طرح ثابت ہیں کہ آپ نے وہ دعائیں خود مانگی ہیں یا دوسروں کو تعلیم فرمائی ہیں۔ اس قسم کی بکثرت دعائیں موجود ہیں' بعض ابواب سابقہ میں گزر چکی ہیں' کچھ دعائیں ذیل میں درج کروں گا جنہیں قرآنی دعاؤں اور ماقبل بیان کردہ دیگر دعاؤں کے ساتھ ملا کر پڑھا جا سکتا ہے۔

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں صحیح اسانید کے ساتھ حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت ہی ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۲۰۷]

سنن ابوداؤد میں جید اسناد کے ساتھ اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' آپ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جامع دعا کو پسند فرماتے تھے اور دیگر دعائیں بھی فرمایا کرتے تھے۔[۱۲۰۸]

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا سے بڑھ کر قابل احترام کوئی چیز نہیں۔[۱۲۰۹]

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے پسند ہو کہ مصائب اور مشکلات میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے' اسے چاہیے کہ خوشحالی کے دنوں میں بکثرت دعائیں کیا کرے۔[۱۲۱۰]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

اے اللہ! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطاء فرما اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے۔

امام مسلم نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا: حضرت انس رضی اللہ عنہ جب دعا کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا کرتے اور اگر کوئی

[۱۲۰۷] ابوداؤد: ۱۴۷۹' ترمذی: ۳۲۴۷' مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۷۔۲۷۱۔۲۷۶' ابن ماجہ: ۳۸۲۸' الادب المفرد للبخاری: ۷۱۴' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۸۴' الدعاء للطبرانی: ۱۔۷' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۰۵' صحیح ابن حبان: ۲۳۹۶' حاکم ج ۱ ص ۴۹۰۔۴۹۱

[۱۲۰۸] ابوداؤد: ۱۴۸۲' مسند احمد ج ۶ ص ۱۴۷۔۱۴۸۔۱۸۹' الدعاء للطبرانی: ۵۰' صحیح ابن حبان: ۲۴۱۲' حاکم ج ۱ ص ۵۳۹

[۱۲۰۹] ترمذی: ۳۳۷۰' ابن ماجہ: ۳۸۲۹' مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۲' الادب المفرد للبخاری: ۷۱۲' شعب الایمان: ۱۱۰۶' الدعاء للطبرانی: ۲۸' صحیح ابن حبان: ۲۳۹۷' حاکم ج ۱ ص ۴۹۰' صحیح ترمذی: ۲۶۸۴

[۱۲۱۰] ترمذی: ۳۳۷۹' حاکم ج ۱ ص ۵۴۴' الاحادیث الصحیحۃ: ۵۹۳

اور دعا کرتے تو اس میں یہ دعا ضرور کرتے۔[۱۲۱۱]

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى.

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاکدامنی اور توانگری کا سوال کرتا ہوں۔[۱۲۱۲]

صحیح مسلم میں حضرت طارق ابن اشیم اشجعی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: جب کوئی آدمی دولتِ اسلام سے مشرف ہوتا تو نبی کریم ﷺ اسے نماز کی تعلیم فرماتے' پھر فرماتے کہ ان کلمات سے دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ' وَارْحَمْنِیْ' وَاهْدِنِیْ' وَعَافِنِیْ' وَارْزُقْنِیْ.

اے اللہ! میری مغفرت فرما' مجھ پر رحم فرما' مجھے ہدایت نصیب فرما' مجھے عافیت عطاء فرما اور مجھے رزق (حلال) عطاء فرما!

مسلم شریف کی ایک روایت حضرت طارق رضی اللہ عنہ سے اس طرح مروی ہے کہ انہوں نے نبی مکرم ﷺ کو سنا جب آپ کی بارگاہِ اقدس میں ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! جب میں اپنے رب سے سوال کروں تو کیسے دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس طرح دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ' وَارْحَمْنِیْ' وَعَافِنِیْ' وَارْزُقْنِیْ.

اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے عافیت عطاء فرما اور مجھے رزق عطاء فرما!

بلاشبہ یہ کلمات تیرے لیے تیری دنیا اور آخرت جمع کر دیں گے۔[۱۲۱۳]

مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ مُصَرِّفَ الْقُلُوْبِ صَرِّفْ قُلُوْبَنَا عَلٰى طَاعَتِكَ.

اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے' ہمارے دلوں کو اپنی بندگی پر لگا دے![۱۲۱۴]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: شدید آزمائش' بدبختی' بُری تقدیر اور دشمن کی فرحت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔

حدیث کے راوی سفیان کہتے ہیں: حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے' ایک کا اضافہ میں نے کیا ہے' لیکن مجھے معلوم نہیں وہ کون سی ہے۔

ایک روایت میں ہے: سفیان کہتے ہیں کہ مجھے لگتا ہے ایک کا اضافہ میں نے کیا ہے۔[۱۲۱۵]

صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ' وَالْكَسَلِ' وَالْجُبْنِ' وَالْهَرَمِ' وَالْبُخْلِ'

اے اللہ! میں عاجزی' کاہلی' بزدلی' بڑھاپے اور بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں عذابِ قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور زندگی اور موت کے فتنہ

[۱۲۱۱] سابقہ: ۳۶۲

[۱۲۱۲] مسلم: ۲۷۲۱' ترمذی: ۳۴۸۹' ابن ماجہ: ۳۸۳۲' مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۱۔ ۴۱۶۔ ۴۳۷' الادب المفرد للبخاری: ۶۷۴' الدعاء للطبرانی: ۱۴۰۸' المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۸۷۸' صحیح ابن حبان: ۸۹۷

[۱۲۱۳] مسلم: ۲۶۹۷' مسند احمد ج ۳ ص ۴۷۲۔ ج ۶ ص ۳۹۴

[۱۲۱۴] مسلم: ۲۶۵۴' مسند احمد ج ۲ ص ۱۶۸' السنۃ لابن ابی عاصم: ۲۲۲۔ ۲۳۱' الدعاء للطبرانی: ۱۲۶۰

[۱۲۱۵] بخاری: ۶۳۴۷۔ ۶۶۱۶' الادب المفرد للبخاری: ۶۶۹' مسلم: ۲۷۰۷' نسائی ج ۸ ص ۲۶۹۔ ۲۷۰' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۳۔ ۲۴۶' مسند حمیدی: ۹۷۲' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۶۰' صحیح ابن حبان: ۱۰۱۶

وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ.
سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اور ایک روایت میں اس طرح ہے:

وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ.
اور قرض کی شدت اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۱۲۱۶]

صحیحین میں حضرت عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہما، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: مجھے کوئی دعا تعلیم فرمائیں جو میں نماز میں پڑھ لیا کروں، آپ ﷺ نے فرمایا: یوں دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کر لیا ہے اور تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں، اپنے فضل سے میری مغفرت فرما دے اور مجھ پر رحم فرما! بلاشبہ تو خوب بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔[۱۲۱۷]

فائدہ

دعا کے الفاظ "ظُلْمًا كَثِيْرًا" میں ایک روایت "ظُلْمًا كَبِيْرًا" ہے اور اذکار نماز میں اس کا بیان گزر چکا ہے، مستحب یہ ہے کہ دعا کرنے والے دونوں کو جمع کرتے ہوئے "ظُلْمًا كَثِيْرًا كَبِيْرًا" کہہ لیا کریں۔ یہ دعا اگرچہ نماز میں وارد ہوئی ہے، مگر یہ بہت عمدہ خوبصورت اور ہر مقام کے لیے مستحب ہے۔ اور ایک روایت میں "وَفِيْ بَيْتِيْ" کے الفاظ ہیں، یعنی میں نماز میں اور گھر میں پڑھ لیا کروں۔

صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ (تعلیم اُمت کے لیے) یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ، وَجَهْلِيْ، وَاِسْرَافِيْ فِيْ اَمْرِيْ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ جِدِّيْ، وَهَزْلِيْ، وَخَطَئِيْ، وَعَمْدِيْ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِيْ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا اَخَّرْتُ، وَمَا اَسْرَرْتُ، وَمَا اَعْلَنْتُ، وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ، اَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.

اے اللہ! میری خطاء، میری نادانی، معاملات میں میری زیادتیاں اور میری وہ کوتاہیاں معاف فرما دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے! اے اللہ! میری کاوش، میری ناتوانی، میری بھول، عمد اور میری ہر تقصیر معاف فرما دے! اے اللہ! میرے گزشتہ، آئندہ، باطنی، ظاہری اور وہ تمام گناہ معاف فرما دے جنہیں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تیری ذات مقدم اور مؤخر ہے اور تیری ذات ہر شے پر قادر ہے۔[۱۲۱۸]

صحیح مسلم میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

[۱۲۱۶] بخاری: ۲۸۲۳، الادب المفرد للبخاری: ۶۷۲، مسلم: ۲۷۰۶، ترمذی: ۳۴۸۰-۳۴۸۱، ابوداؤد: ۱۵۴۰-۱۵۴۱-۲۹۷۲، نسائی ج ۸ ص ۲۵۷-۲۵۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۱۳-۱۱۷-۱۲۲-۱۵۹-۲۰۸-۲۱۴-۲۲۰-۲۲۶-۲۳۱، شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۵۵-۱۳۵۶، الدعاء للطبرانی: ۱۳۴۸-۱۳۵۲، صحیح ابن حبان: ۱۰۰۵-۱۰۰۶، جامع الاصول: ۲۳۷۹، مسند ابویعلیٰ: ۳۰۱۸

[۱۲۱۷] سابقہ: ۱۸۷

[۱۲۱۸] بخاری: ۶۳۹۸-۶۳۹۹، الادب المفرد للبخاری: ۶۸۸، مسلم: ۲۷۱۹، مسند احمد ج ۴ ص ۴۱۷، صحیح ابن حبان: ۹۵۳، الدعاء للطبرانی: ۱۷۹۵

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ.

اے اللہ! میں جو عمل کر چکا ہوں ان کے شرٗ اور جو ابھی تک نہیں کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں![۱۲۱۹]

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی یوں دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ، وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَفُجَاْءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سُخْطِكَ.

اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال' تیری عافیت کے بدل جانے' تیرے اچانک آنے والے عذاب اور تیری جملہ ناراضگیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں![۱۲۲۰]

صحیح مسلم میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں تم لوگوں کو وہی دعا سکھاؤں گا جو رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے' آپ ﷺ اس طرح دعا فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَّا يُسْتَجَابُ لَهَا.

اے اللہ! میں عاجزی' کاہلی' بزدلی' بخل' بڑھاپے اور عذابِ قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطاء فرما! اس کا تزکیہ فرما! تیری ذات اس کا سب سے بہتر تزکیہ فرما سکتی ہے' تو ہی اس کا مالک و مولا ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں ایسے علم سے جو سودمند نہ ہو' ایسے دل سے جو دولتِ خشوع سے محروم ہو' ایسے نفس سے جو سیر نہ ہوتا ہو اور ایسی دعا سے جسے شرفِ قبولیت نصیب نہ ہو۔[۱۲۲۱]

صحیح مسلم میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس طرح دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ وَسَدِّدْنِیْ.

اے اللہ! مجھے ہدایت عطاء فرما اور راہِ راست نصیب فرما!

اور ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالسَّدَادَ.

اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت اور راہِ راست کا سوال کرتا ہوں۔

[۱۲۲۲]

صحیح مسلم میں حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی کلام تعلیم فرمائیں جسے میں پڑھ لیا کروں' فرمایا: اس طرح پڑھا کرو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ

اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اللہ سب سے بڑا ہے' بہت زیادہ تعریفیں اللہ کے لیے ہیں' اللہ پاک ہے جو سب جہانوں کا پروردگار ہے' نیکی کرنے کی قوت اور گناہ سے بچنے کی طاقت صرف اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے ہے۔

[۱۲۱۹] مسلم: ۲۷۱۶' ابوداؤد: ۱۵۵۵' نسائی ج ۳ ص ۵۶۔ ج ۸ ص ۲۸۱' مسند احمد ج ۶ ص ۳۱۔ ۱۰۰۔ ۱۳۹۔ ۲۱۳۔ ۲۷۸' ابن ماجہ: ۳۸۳۹' الدعا للطبرانی: ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۹' صحیح ابن حبان: ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸

[۱۲۲۰] مسلم: ۲۷۳۹' ابوداؤد: ۱۵۴۵' شعب الایمان للبیہقی: ۴۵۴۴' الدعا للطبرانی: ۱۳۳۷' المعجم الاوسط للطبرانی: ۳۶۱۲

[۱۲۲۱] مسلم: ۲۷۲۲' ترمذی: ۳۵۶۷' نسائی ج ۸ ص ۲۶۰' مسند احمد ج ۴ ص ۳۷۱' شعب الایمان للبیہقی: ۱۷۸۰

[۱۲۲۲] مسلم: ۲۷۲۵' مسند احمد ج ۱ ص ۸۸۔ ۱۵۴' ابوداؤد: ۴۲۲۵' نسائی ج ۸ ص ۱۷۷۔ ۲۱۹' صحیح ابن حبان: ۹۹۴

اس نے عرض کیا: یہ کلمات تو میرے رب کے لیے ہیں' میرے لیے کیا ہے؟ فرمایا: تو یہ دعا کیا کر:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ' وَارْحَمْنِيْ' وَاهْدِنِيْ' وَارْزُقْنِيْ' وَعَافِنِيْ.

اے اللہ! میری مغفرت فرما! مجھ پر رحم فرما! مجھے ہدایت عطاء فرما! مجھے رزق نصیب فرما اور مجھے عافیت سے مالا مال فرما![۱۲۲۳]

نوٹ: ''وَعَافِنِيْ'' کے الفاظ میں راوی کو شک ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِي الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاَصْلِحْ لِيْ اٰخِرَتِيَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَادِيْ وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ

اے اللہ! میرے دین کی اصلاح فرما جو میرے معاملے کی عصمت ہے' میری دنیا کی اصلاح فرما جس میں میری معیشت ہے' میری آخرت کی اصلاح فرما تا جہاں مجھے لوٹ کر جانا ہے' ہر نیکی کی توفیق عطاء فرما کر میری عمر دراز فرما اور ہر قسم کے شر سے محفوظ فرما کر موت کو میرے لیے راحت بنا دے۔[۱۲۲۴]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِيْ اَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ يَمُوْتُوْنَ.

اے اللہ! میں نے تیری بارگاہ میں سر تسلیم خم کر دیا' میں تجھ پر ایمان لے آیا' میں نے تجھ پر بھروسہ کیا' تیری طرف رجوع کیا اور تیری رضا کے لیے میں نے (تیرے دشمنوں سے) جھگڑا کیا' اے اللہ! میں تیری عزت کی پناہ مانگتا ہوں' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' (پناہ) اس سے کہ تو مجھے گمراہ کرے' تیری ذات ایسی حی اور قیوم ہے جسے موت نہیں اور تمام جن و انس موت کے منہ میں چلے جائیں گے۔[۱۲۲۵]

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو اس طرح دعا کرتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِاَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ.

اے اللہ! میں اپنی اس گواہی کے توسل سے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو اللہ ہے' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو واحد اور بے نیاز ہے' تیری ذات نے کسی کو جنا نہیں اور نہ تو جنا گیا ہے اور تیری برابری کرنے والا کوئی نہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے اسم گرامی کے توسل سے سوال کیا ہے کہ جب اس نام نامی کے وسیلہ سے مانگا جائے تو وہ عطاء فرماتا ہے اور دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے۔

ایک روایت اس طرح ہے: تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اسم اعظم کے توسل سے مانگا ہے۔

[۱۲۲۳] سابقہ: ۲۳

[۱۲۲۴] مسلم: ۲۷۲۰' الادب المفرد للبخاری: ۶۶۸' الدعاء للطبرانی: ۱۴۵۵

[۱۲۲۵] بخاری: ۷۳۸۳' مسلم: ۲۷۱۷' مسند احمد ج ۱ ص ۳۰۲' صحیح ابن حبان: ۸۹۵

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۲۶]

سنن ابوداؤد اور نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے' ایک آدمی نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، يَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں دست سوال دراز کرتا ہوں' اس بات کے توسل سے کہ ہر حمد کے لائق فقط تیری ذات ہے' تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو بہت احسان فرمانے والا ہے' بغیر مادہ کے آسمانوں اور زمین کی تخلیق فرمانے والا ہے' اے بزرگی اور اکرام والی ذات' اے وہ ذات جو زندہ! اے وہ ذات جو دوسروں کو قائم فرمانے والی ہے!

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی نے اللہ تعالیٰ سے اس کے ایسے عظیم اسم گرامی کے توسل سے دعا کی ہے کہ جب بھی اس نام نامی کے وسیلہ سے دعا کی جائے وہ قبول فرماتا ہے اور جب مانگا جائے' وہ عطاء فرماتا ہے۔[۱۲۲۷]

سنن ابوداؤد' ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ میں اسانید صحیحہ کے ساتھ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ.

اے اللہ! میں آگ کے فتنہ' آگ کے عذاب' دولت مندی اور تنگدستی کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں' امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۲۲۸]

ترمذی شریف میں حضرت زیاد ابن علاقہ سے روایت ہے' وہ اپنے چچا جان حضرت قطبہ ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ مُّنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ.

اے اللہ! میں ناپسندیدہ اخلاق' اعمال اور خواہشات سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۲۹]

سنن ابوداؤد' ترمذی اور نسائی میں حضرت شکل ابن حُمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی دعا تعلیم فرمائیں' فرمایا: یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ، وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ.

اے اللہ! میں اپنے کانوں' اپنی آنکھوں' اپنی زبان' اپنے دل اور اپنے مادۂ منویہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۳۰]

[۱۲۲۶] ابوداؤد: ۱۴۹۵' ترمذی: ۳۴۷۱' ابن ماجہ: ۳۸۵۷' مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۰' الدعاء للطبرانی: ۱۱۴' صحیح ابن حبان: ۲۳۸۳' حاکم ج ۱ ص ۵۰۴

[۱۲۲۷] ابوداؤد: ۱۴۹۵' الادب المفرد للبخاری: ۷۰۵' نسائی ج ۳ ص ۵۲' ترمذی: ۳۵۴۸' مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۰_۱۵۸_۲۴۵_۲۶۵' ابن ماجہ: ۳۸۵۸' الدعاء للطبرانی: ۱۱۶' صحیح ابن حبان: ۲۳۸۲' حاکم ج ۱ ص ۵۰۳_۵۰۴

[۱۲۲۸] سابقہ: ۱۸۵

[۱۲۲۹] ترمذی: ۳۵۸۵' الدعاء للطبرانی: ۱۱۸۴' حاکم ج ۱ ص ۵۳۲' صحیح ابن حبان: ۲۴۲۲' صحیح ترمذی: ۲۸۴۰

سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیح سندوں سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّءِ الْاَسْقَامِ.

اے اللہ! میں برص، دیوانگی، کوڑھ اور قبیح امراض سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔[۱۲۳۱]

سنن ابوداؤد اور نسائی میں حضرت یسر صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَأَعُوْذُ بِكَ اَنْ يَتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ فِي سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَّأَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا

اے اللہ! میں کسی عمارت کے نیچے آ کر اور گہری کھائی میں گر کر مرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، میں غرق ہونے، جل جانے اور بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ موت کے وقت شیطان مجھے خبط میں مبتلا کر دے، اور ایسی موت سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے آئے، اور ایسی موت سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو سانپ وغیرہ کے ڈسنے سے آئے۔

یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں، اور اس کی ایک روایت میں ''والغم'' کے الفاظ ہیں۔[۱۲۳۲]

سنن ابوداؤد اور نسائی میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِيْعُ وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.

اے اللہ! میں بھوک (کی شدت) سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ یہ بہت بُری ہم بستر ہے اور خیانت سے تیری پناہ مانگتا ہوں کیونکہ یہ بہت بُری باطنی خصلت ہے۔[۱۲۳۳]

ترمذی شریف میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب (وہ غلام جس کے ساتھ مالک نے معاہدہ کر لیا ہو کہ اتنی رقم ادا کر دو تو تم آزاد ہو) نے ان کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا: میں اپنا بدل کتابت (قرض) ادا کرنے سے عاجز ہوں، میری امداد (Help) فرمائیں، آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے؟ اگر تم پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوا تو اللہ تعالیٰ ادائیگی کی صورت پیدا فرما دے گا، تم یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ.

اے اللہ! رزق حلال عطاء فرما کر حرام سے میری کفایت فرما اور اپنے فضل سے مجھے اپنے غیروں سے بے نیاز کر دے!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۳۴]

ترمذی شریف میں حضرت عمران ابن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو یہ دو کلمات سکھائے جن کے ساتھ وہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ

اے اللہ! مجھے میری ہدایت الہام فرما دے اور مجھے میرے نفس کے شر

[۱۲۳۰] ترمذی: ۳۴۸۷، ابوداؤد: ۱۵۵۱، نسائی ج ۸ ص ۲۵۹-۲۶۰، مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۹، الادب المفرد للبخاری: ۶۶۳، الدعاء للطبرانی: ۱۳۸۰، حاکم ج ۱ ص ۵۳۳، صحیح ابوداؤد: ۱۳۸۷

[۱۲۳۱] ابوداؤد: ۱۵۵۴، نسائی ج ۸ ص ۲۷۱، مسند احمد ج ۳ ص ۱۹۲-۲۱۸، الدعاء للطبرانی: ۱۳۴۲، صحیح ابن حبان: ۲۴۴۷، الارواء للالبانی ج ۳ ص ۳۵۷

[۱۲۳۲] ابوداؤد: ۱۵۵۲، نسائی ج ۸ ص ۲۸۲-۲۸۳، الدعاء للطبرانی: ۱۳۶۳، الکبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۱۷۰، حاکم ج ۱ ص ۵۳۱، صحیح ابوداؤد: ۱۳۷۳

[۱۲۳۳] ابوداؤد: ۱۵۴۷، نسائی ج ۸ ص ۲۶۳، ابن ماجہ: ۳۳۵۴، شرح السنہ للبغوی: ۱۳۷۰، الدعاء للطبرانی: ۱۳۶۰، صحیح ابن حبان: ۲۴۴۴، صحیح ابوداؤد: ۱۳۸۳

[۱۲۳۴] سابقہ: ۳۸۳

شَرِّ نَفْسِی — سے پناہ عطاء فرما!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۳۵]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ.

اے اللہ! میں عداوت' منافقت اور بداخلاقی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ [۱۲۳۶]

ترمذی شریف میں حضرت شہر ابن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا: اے اُم المؤمنین! رسول اللہ ﷺ جب آپ کے ہاں جلوہ گر ہوتے تو کون سی دعا کیا کرتے تھے؟ فرمایا: آپ ﷺ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ.

اے اللہ! اے دلوں کو پھیرنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر محکم فرما!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۳۷]

ترمذی شریف میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ جَسَدِيْ وَعَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

اے اللہ! میرے بدن میں عافیت عطاء فرما! میری بصارت میں عافیت عطاء فرما اور اسے میرا وارث بنانا (یعنی تادم مرگ اس کو سلامت رکھنا) تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں' تو حلیم وکریم ہے' پاک ہے اللہ جو عرشِ عظیم کا رب ہے اور تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پروردگار ہے۔[۱۲۳۸]

ترمذی شریف میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے ساتھ محبت کرنے والے کی محبت اور ایسے عمل کی محبت کا سوال کرتا ہوں' جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے' اے اللہ! اپنی محبت مجھے میری جان' اہل اور ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب بنا دے!

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۳۹]

[۱۲۳۵] ترمذی:۳۴۷۹' مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۴' الکبیر للطبرانی ج ۱۸ ص ۱۷۳' المعجم الاوسط للطبرانی:۸۷۱۷' الدعا للطبرانی: ۱۳۹۳ - ۱۳۹۴' صحیح ابن حبان:۸۹۶' ضعیف ترمذی: ۶۹۰

[۱۲۳۶] ابوداؤد:۱۵۴۶' نسائی ج ۸ ص ۲۶۴' ضعیف ابوداؤد:۳۳۲

[۱۲۳۷] ترمذی:۳۵۲۲' مسند احمد ج ۶ ص ۲۹۴ - ۳۰۲ - ۳۱۵' کتاب السنہ لابن ابی عاصم: ۲۲۳ - ۲۳۲' الدعا للطبرانی: ۱۲۵۷ - ۱۲۵۸' صحیح ترمذی: ۲۷۹۲

[۱۲۳۸] ترمذی:۳۴۷۶' ضعیف ترمذی:۶۸۹

[۱۲۳۹] ترمذی:۳۴۸۵' حاکم ج ۲ ص ۴۳۳' ضعیف ترمذی:۶۹۱

ترمذی شریف میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مچھلی کے پیٹ میں مچھلی والے (حضرت یونس علیہ السلام) نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ.

تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' تو پاک ہے بلاشبہ میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں۔

کوئی مسلمان آدمی کسی بھی مشکل میں جب یہ دعا کرے گا تو قبول ہو جائے گی۔

امام حاکم ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔[۱۲۴۰]

ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! کون سی دعا افضل ہے؟ فرمایا: اپنے رب سے دنیا و آخرت کی عافیت و معافات کا سوال کیا کرو۔ اس نے دوسرے دن حاضر خدمت ہو کر پھر عرض کیا: یارسول اللہ! کون سی دعا افضل ہے؟ آپ ﷺ نے پھر وہی ارشاد فرمایا' وہ تیسرے دن بھی آ گیا اور پھر وہی سوال کیا' آپ ﷺ نے فرمایا: جب تجھے دنیا اور آخرت میں عافیت دے دی گئی تو تو کامیاب ہو گیا۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۴۱]

جامع ترمذی میں حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی چیز تعلیم فرمائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا کروں؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کیا کرو' میں نے کچھ دن بعد پھر حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی شے تعلیم فرمائیں جو میں اللہ تعالیٰ سے مانگ لیا کروں' فرمایا: اے عباس! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں عافیت مانگا کرو۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔[۱۲۴۲]

ترمذی شریف میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے بکثرت دعائیں فرمائیں' ہم ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رکھ سکے' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے بہت زیادہ دعائیں فرمائی ہیں' ہمیں کوئی بھی یاد نہیں رہ سکی' آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ایسی دعا نہ بتا دوں جو سب کی جامع ہو! تم یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

اے اللہ! میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا سوال تجھ سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے کیا ہے' اور ہم اس چیز کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں جس کے شر سے تیرے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے' اور تیری ذات سے ہی مدد مانگی جاتی ہے' اور تیری ذات ہی منزل مقصود تک پہنچاتی ہے' گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۴۳]

[۱۲۴۰] سابقہ: ۳۶۷

[۱۲۴۱] ترمذی: ۳۵۰۷' ابن ماجہ: ۳۸۴۷' الدعاء للطبرانی: ۱۲۹۸' ضعیف ترمذی: ۶۹۸

[۱۲۴۲] ترمذی: ۳۵۰۹' مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۹' الادب المفرد للبخاری: ۷۲۶' مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۰۶' الدعاء للطبرانی: ۱۲۹۵' الاحادیث الصحیحہ: ۱۵۲۳

[۱۲۴۳] ترمذی: ۳۵۱۶' الاحادیث الضعیفہ: ۳۳۵۶' ضعیف ترمذی: ۷۰۲

ترمذی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ وظیفہ کثرت سے کیا کرو'' یَـــا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ. ''اے بزرگی اور عزت والی ذات!'' [۱۲۴۴]

یہی حدیث سنن نسائی میں حضرت ربیعہ ابن عامر صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اس کے متعلق امام حاکم نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔[۱۲۴۵]

نوٹ: حدیث شریف میں موجود لفظ'' اَلِظُّوا'' ہمزہ کے فتح اور لام کے کسرہ سے (جمع مذکر حاضر' فعل امر حاضر معروف' مضاعف ثلاثی از باب افعال) ہے۔ معنی ہے: اسے لازم پکڑو یا اس کی کثرت کرو۔

سنن ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اس طرح دعا فرمایا کرتے تھے:

رَبِّ اَعِنِّـــی وَلَا تُـعِـنْ عَـلَـیَّ وَانْصُرْنِی وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْکُرْ لِی وَلَا تَـمْکُرْ عَلَـیَّ وَاهْـدِنِـی وَیَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْـصُـرْنِی عَـلَـی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِی لَکَ شَاکِرًا لَکَ ذَاکِرًا لَکَ رَاهِبًا لَکَ مِطْوَاعًا اِلَیْکَ مُخْبِتًا اَوْ مُنِیبًا تَقَبَّلْ تَوْبَتِی وَاغْسِلْ حَوْبَتِی وَاَجِبْ دَعْوَتِی وَثَبِّتْ حُجَّتِی وَاهْدِ قَلْبِی وَسَدِّدْ لِسَانِی وَاسْلُلْ سَخِیمَةَ قَلْبِی.

اے اللہ! میری اعانت فرما! میرے خلاف کسی کی اعانت نہ کرنا! میری مدد فرما! میرے خلاف کسی کی مدد نہ کرنا! میرے فائدہ کی تدبیر فرما! میرے خلاف تدبیر نہ فرمانا! مجھے ہدایت نصیب فرما! اور ہدایت میرے لیے آسان بنا دے اور مجھے اپنے باغی پر غالب رکھنا' اے اللہ! مجھے ایسا بنا دے کہ تیرا شکر کروں' تیرا ذکر کروں' تیرا خوف رکھوں' تیرا اطاعت گزار رہوں' تیری بارگاہ میں حاضر رہوں یا رجوع کرتا رہوں' میری توبہ قبول فرما' میرے گناہ دھو دے' میری دعا کو شرفِ قبولیت عطاء فرما' میری دلیل کو ثبات نصیب فرما' میرے قلب کو نورِ ہدایت سے نواز دے' میری زبان کو درستگی عطاء فرما اور میرے دل سے کینہ سلب فرما لے!

ترمذی شریف کی ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

اَوَّاهًا مُنِیبًا. (مجھے) بہت آہیں مارنے والا' رجوع کرنے والا (بنا دے)۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔[۱۲۴۶]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ'' السخیمه'' سین کے فتح اور خاء کے کسرہ سے ہے' اس کی جمع'' سخائم'' آتی ہے' یہاں اس کا معنی ہے: کینہ۔

مَنْ سَلَّ سَخِیْمَتَهٗ فِیْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ. جس نے مسلمانوں کے راستہ میں اپنا سخیمہ (گند) ڈال دیا' اس پر اللہ کی لعنت!

اس حدیث میں'' سخیمه'' سے مراد پس انداختہ ہے۔[۱۲۴۷]

مسند امام احمد بن حنبل اور سنن ابن ماجہ میں اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں فرمایا: یہ دعا کیا کرو:

[۱۲۴۴۔۴۵] ترمذی: ۳۵۲۲' مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۷' حاکم ج ۱ ص ۴۹۸' الدعا للطبرانی: ۹۲۔۹۳' مسند ابویعلیٰ: ۳۸۳۳' الاحادیث الصحیحہ: ۱۵۳۶

[۱۲۴۶] ابوداؤد: ۱۵۱۰' ترمذی: ۳۵۴۶' ابن ماجہ: ۳۸۳۰' مسند احمد ج ۱ ص ۲۲۷' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۶۰۷' الادب المفرد للبخاری: ۶۶۴۔۶۶۵' شرح السنہ للبغوی: ۵ ص ۱۳' الدعاء للطبرانی: ۱۴۱۱۔۱۴۱۲' صحیح ابن حبان: ۲۴۱۴' حاکم ج ۱ ص ۵۲۰

[۱۲۴۷] المعجم الاوسط للطبرانی: ۵۴۲۲' حاکم ج ۱ ص ۱۸۶' ترغیب و ترہیب ج ۱ ص ۱۳۴

اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْاَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَآجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ اَوْ عَمَلٍ وَاَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا سَاَلَكَ بِهٖ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَاَسْاَلُكَ مَا قَضَيْتَ لِيْ مِنْ اَمْرٍ اَنْ تَجْعَلَ عَاقِبَتَهٗ رَشَدًا.

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں ان تمام بھلائیوں کا سوال کرتی ہوں جو جلد اور دیر سے حاصل ہونے والی ہیں' اور جو میرے علم میں ہیں اور جو نہیں ہیں' اے اللہ! میں ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو جلد اور دیر سے آنے والا ہے اور جو میرے علم میں ہے اور جو نہیں ہے' میں تجھ سے جنت اور جنت کے قریب کرنے والے قول و فعل کا سوال کرتی ہوں اور میں جہنم اور جہنم کے قریب کرنے والے قول و فعل سے تیری پناہ چاہتی ہوں' اور میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتی ہوں جس کا سوال تیری بارگاہ میں تیرے عبد خاص اور تیرے رسول حضرت محمد ﷺ نے کیا ہے اور میں ہر اس شر سے تیری پناہ مانگتی ہوں جس سے تیرے عبد خاص اور تیرے رسول حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے اور میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ تو میرے حق میں جس امر کا بھی فیصلہ فرمائے' اس کا انجام بخیر کرنا!

امام حاکم ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔[۱۲۴۸]

امام حاکم کی مستدرک میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح بھی دعا فرمایا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ، وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ، وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ.

اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں تیری رحمت کا باعث بننے والے اعمال' تیری مغفرت کے اسباب' ہر گناہ سے حفاظت' ہر نیکی کے حصول' کامیابی سے جنت کے دخول اور جہنم سے نجات کا سوال کرتے ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شرطِ مسلم پر یہ حدیث صحیح ہے۔[۱۲۴۹]

اور مستدرک میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے بارگاہِ رسالت مآب میں حاضر ہو کر دو یا تین مرتبہ اس طرح عرض کیا: ''وَاذُنُوْبَاهُ ، وَاذُنُوْبَاهُ '' ہائے میرے گناہ! ہائے میرے گناہ!

رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ.

اے اللہ! تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ وسیع ہے اور میری اُمیدیں اپنے اعمال کی بجائے تیری رحمت کے ساتھ زیادہ وابستہ ہیں۔

اس آدمی نے یہ دعا کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر یہ دعا کرو' اس نے دوبارہ کی' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک مرتبہ اور یہ دعا کرو' اس نے تیسری بار کی' آپ ﷺ نے فرمایا: کھڑے ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے گناہ بخش دیئے ہیں۔[۱۲۵۰]

[۱۲۴۸] مسند احمد ج ۶ ص ۱۳۴' ابن ماجہ: ۳۸۴۶' الدعاء للطبرانی: ۱۳۴۷' صحیح ابن حبان: ۲۴۱۳' حاکم ج ۱ ص ۵۲۲' الاحادیث الصحیحہ: ۱۵۴۲

[۱۲۴۹] حاکم ج ۱ ص ۵۲۵' ضعیف الجامع: ۱۲۸۲

[۱۲۵۰] حاکم ج ۱ ص ۵۴۴

کتاب ''مستدرک'' میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اس شخص پر مقرر کر دیا جاتا ہے جو اس طرح کہتا ہے: ''یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ. ''اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والی ذات! جو آدمی تین مرتبہ یہ کلمات کہتا ہے' فرشتہ اسے کہتا ہے: وہ ذات جو ارحم الراحمین ہے' اس نے تیری طرف توجہ فرمائی ہے' اب مانگ لے![۱۴۵۱]

باب: آدابِ دعا کا بیان

فقہاء کرام' محدثین عظام اور اسلاف و اخلاف کے ہر طبقہ سے جمہور علماء کا مختار مذہب یہ ہے کہ دعا کرنا مستحب ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ. (المؤمن:۶۰)

اور تمہارے رب نے فرمایا: تم مجھ سے دعا کرو' میں تمہاری دعا قبول کر لوں گا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً. (الاعراف:۵۵)

تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور آہستہ سے پکارو۔

اس باب کی آیاتِ مبارکہ کثیر اور معروف ہیں۔

اور احادیثِ صحیحہ کی شہرت محتاجِ بیان نہیں' ابھی ابھی جامع دعاؤں کے بیان میں ہم نے کافی احادیث ذکر کر دی ہیں۔

حضرت امام ابوالقاسم قشیری رضی اللہ عنہ اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں: لوگوں کا اختلاف ہے کہ دعا افضل ہے یا سکوت و رضا؟

بعض نے کہا: دعا افضل ہے کیونکہ حدیث میں اس کو عبادت کہا گیا ہے' الفاظِ حدیث یہ ہیں: ''اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ. ''دعا عبادت ہی تو ہے۔

نیز دعا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں احتیاج و افتقار کا اظہار ہے۔

دوسرے گروہ نے کہا: حکمِ خداوندی کے سامنے سکوت اور خاموشی اختیار کرنا اور تقدیر پر راضی رہنا افضل و اولیٰ ہے۔

بعض نے کہا: دونوں امر جمع کر لے' اس طرح کہ زبان سے دعا کر لے اور دل سے تقدیر پر راضی رہے۔

امام قشیری فرماتے ہیں: وقت وقت کی بات ہے' بعض اوقات دعا سکوت سے افضل ہوتی ہے' اس وقت دعا کرنا مقتضائے ادب ہے اور بعض اوقات خاموشی دعا سے افضل ہوتی ہے' اس وقت خاموش رہنا ادب ہے' اس کا فیصلہ تو وقت اور حالات کرتے ہیں' جب دل میں دعا کی جانب اشارہ ہو تو دعا افضل و اعلیٰ ہے اور اگر سکوت کا اشارہ ملے تو سکوت اولیٰ ہوگا۔

آپ فرماتے ہیں: یہ کہنا بھی بے جا نہ ہوگا کہ جس مسئلہ میں دیگر مسلمان بھی شامل ہوں یا اس میں اللہ تعالیٰ کا حق ہو تو دعا افضل ہے' کیونکہ یہ عبادت ہے اور اگر صرف ذاتی مسئلہ ہو تو سکوت بہتر ہے۔

آپ فرماتے ہیں: رزقِ حلال بھی دعا کے لیے شرط ہے۔

حضرت یحییٰ ابن معاذ رازی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

(اے اللہ!) میں تجھ سے کیسے دعا کروں؟ میں تو گنہگار ہوں اور میں تجھ سے کیوں دعا نہ کروں؟ جبکہ تیری ذات کریم ہے'

دعا کا ایک ادب حضورِ قلب ہے اور اس کی دلیل ان شاء اللہ آگے آ رہی ہے۔

[۱۴۵۱] حاکم ج ۱ ص ۵۴۴

بعض نے فرمایا: دعا سے مراد فاقہ وتکلیف کا اظہار ہے ورنہ اللہ تعالیٰ جو چاہے کرتا ہے۔[۱۲۵۲]

امام غزالی علیہ الرحمہ کے بیان فرمودہ آدابِ دعا

حضرت امام ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

دعا کے آداب دس ہیں:

(۱) اوقاتِ فضیلت نگاہ میں رکھے جیسے یومِ عرفہ ماہ رمضان المبارک یوم جمعۃ المبارک آخری تہائی رات اور وقت سحر۔

(۲) احوالِ شریفہ کو غنیمت سمجھے جیسے حالتِ سجود لشکروں کے ٹکرانے کا وقت بارش کا وقت اقامتِ نماز کا وقت اور نماز کے بعد۔ میرے نزدیک رقت قلب کی حالت بھی ان احوالِ شریفہ میں داخل ہے۔

(۳) قبلہ رخ ہو کر دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کرے اور آخر میں اپنے چہرے پر مل لے۔

(۴) آواز آہستہ رکھے جو نہ زیادہ پست اور نہ زیادہ بلند ہو۔

(۵) رعایتِ سجع کا تکلف نہ کرے کہ اسے دعا میں ظلم کہا گیا ہے۔ بہتر ہے کہ منقول دعاؤں پر اکتفا کرے کیونکہ جو آدمی دعا میں خوبصورتی پیدا کرنے کی کوشش کرے گا اس میں ظلم وزیادتی کا خوف موجود رہے گا۔

بعض علماء نے کہا: بوقت دعا زبان سے ذلت وافتقار کا اظہار ہونا چاہیے نہ کہ فصاحت وبلاغت کا اور منقول ہے کہ علماء و مشائخ دعا میں سات سے زیادہ کلمات نہیں لاتے تھے اور سورۂ بقرہ کی آخری دعائیں اس قول کی تائید کرتی ہیں جن کا آغاز ''ربنا لا تواخذنا'' سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی دعائیں جس مقام پر بھی ذکر فرمائی ہیں وہ ان مذکور دعاؤں سے بڑھ کر نہیں ہیں۔

نوٹ: سورۂ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَO (ابراہیم:۳۵)

اور جب ابراہیم نے دعا کی کہ اے میرے رب! اس شہر کو امن والا بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی پرستش کرنے سے محفوظ رکھO

نوٹ ۲: جمہور علماء کے مختار مذہب کے مطابق سات یا کم کلمات کی کوئی پابندی نہیں اور سات سے زیادہ مکروہ نہیں بلکہ بکثرت دعا کرنا مطلقاً مستحب ہے۔

(۶) خشوع وخضوع اور خوف سے دعا مانگی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَO (الانبیاء:۹۰)

بے شک وہ نیک کاموں میں جلدی کرتے تھے اور ہم سے شوق اور خوف کے ساتھ دعائیں کرتے تھےO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ (الاعراف:۵۵)

اپنے رب کو گڑگڑا کر اور آہستہ سے پکارو۔

[۱۲۵۲] سابقہ: ۱۲۰۷

(۷) قوی عزم اور جزم سے طلب کرے' قبولیت کا یقین رکھے اور سچی اُمید وابستہ کرے' اس کے دلائل کثیر اور مشہور ہیں۔

حضرت سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تمہارے قلبی خیالات تمہیں دعا سے نہ روکیں' اللہ تعالیٰ نے تو بدترین مخلوق ابلیس کی دعا قبول کر لی تھی' اس نے یہ دعا کی تھی:

قَالَ اَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَO قَالَ اِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَO

فرمایا: (اے میرے رب!) مجھے اس دن تک کی مہلت دے جس دن سب لوگ اُٹھائے جائیں گےO فرمایا: بے شک تو مہلت پانے والوں میں سے ہےO (الاعراف: ۱۴-۱۵)

(۸) دعا گڑگڑا کر کرے' تین مرتبہ دہرائے اور قبولیت کی تاخیر ذہن سے نکال دے۔

(۹) دعا کا آغاز اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کرے۔

میرا موقف یہ ہے کہ دعا کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد بارگاہِ رسالت میں ہدیۂ درود و سلام پیش کرے اور دعا کا اختتام بھی اسی طرح کرے۔

(۱۰) سب سے اہم بات اور اصلِ قبولیت یہ ہے کہ توبہ کرے' ظلماً ضبط کی ہوئی اشیاء واپس کرے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر دے۔

فصل: جب قضا نے ٹلنا نہیں تو دعا کا کیا فائدہ؟

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ اعتراض ہو کہ تقدیر تو ٹلتی نہیں' پھر دعا کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کسی مصیبت کا بذریعہ دعا ٹل جانا بھی تقدیر کا حصہ ہے' اور دعا ردِّ بلاء اور وجودِ رحمت کا سبب ہے' جیسے ڈھال اسلحہ روکنے اور پانی زمین سے نباتات اُگنے کا سبب ہے' تو جس طرح ڈھال اور تیر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں' اسی طرح دعا اور بلاء کا ٹکراؤ ہوتا ہے اور تقدیر پر یقین کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آدمی اپنے دفاع میں اسلحہ ہی نہ اُٹھائے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ

اور انہیں چاہیے کہ اپنے دفاع اور ہتھیاروں کو قابو میں رکھیں۔ (النساء: ۱۰۲)

تو جہاں اللہ تعالیٰ نے اُمور مقدر فرمائے' وہاں ان کے اسباب بھی مقدر فرما دیئے۔

دعا کا ایک فائدہ حضورِ قلب اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی احتیاجی کا اظہار ہے اور یہ دو چیزیں ہی عبادت و معرفت کا نتیجہ ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب!

باب: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے اعمالِ صالحہ کے وسیلہ سے دعا کرنا

صحیح بخاری و مسلم میں اصحابِ غار کا واقعہ بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ گزشتہ لوگوں میں سے تین آدمی سفر کے لیے نکلے' انہوں نے رات گزارنے کے لیے غار کی پناہ لی اور اس میں داخل ہو گئے' ایک بہت بڑا پتھر پہاڑ سے گرا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا' انہوں نے کہا: اس پتھر سے نجات کی صورت یہی ہے کہ اپنے اعمالِ صالحہ کے توسل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ ان میں سے ایک بولا: اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے ہو چکے تھے اور میں شام کو دودھ دوہ کر لاتا اور ان سے قبل اپنے اہل و عیال کو نہ پلاتا تھا' پھر انہوں نے طویل حدیث ذکر کی' اس میں ہر کسی نے اپنے نیک عمل کے واسطہ سے دعا کی کہ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کی

خاطر کیا ہے' تو ہماری یہ مشکل آسان فرما! ہر ایک کی دعا کے بعد وہ کچھ نہ کچھ سرک جاتا' حتیٰ کہ تیسرے کی دعا کے بعد راستہ مکمل کھل گیا' اور وہ نکل کر چل پڑے۔

ہمارے ایک عالم دین قاضی حسین صاحب اور دیگر علماء نے نمازِ استسقاء میں ایک بات ذکر کی ہے' جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو آدمی کسی مشکل میں مبتلا ہو' اس کے لیے اپنے اعمالِ صالحہ کے توسل سے دعا کرنا مستحب ہے اور انہوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

اس پر اعتراض ممکن ہے کہ دعا سے مقصود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ محتاجی و افتقار ہے اور توسل میں اس افتقار کا ترک ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس حدیث کا ذکر فرمایا اور متوسلین کی تعریف فرمائی اور یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے ان کے اس فعلِ توسل کو درست قرار دیا ہے۔ [۱۲۵۳]

فصل: دعا میں اپنے گناہوں کا اقرار قبولیت کو یقینی بنا دیتا ہے

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا میں اسلافِ کرام سے ایک بہت خوبصورت بات نقل فرمائی ہے' آپ فرماتے ہیں: ایک دفعہ لوگ نمازِ استسقاء کے لیے باہر نکل آئے' ان میں حضرت بلال ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے' آپ نے کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' پھر کہا: اے گروہِ حاضرین! کیا تم اپنے گناہوں کا اعتراف نہیں کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: کیوں نہیں! پھر انہوں نے اس طرح دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا سَمِعْنَاكَ تَقُوْلُ مَا عَلَی الْمُحْسِنِیْنَ مِنْ سَبِیْلٍ' وَقَدْ اَقْرَرْنَا بِالْاِسَاءَةِ فَھَلْ تَكُوْنُ مَغْفِرَتُكَ اِلَّا لِمِثْلِنَا؟ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاسْقِنَا.	اے اللہ! ہم نے تیرا فرمان سن لیا ہے کہ نیکوکاروں پر طعنہ زنی کی کوئی وجہ نہیں ہے' اور ہم نے اپنی جملہ کوتاہیوں کا اعتراف کر لیا ہے' کیا تیری مغفرت ہم جیسوں کے لیے نہیں ہے؟ اے اللہ! ہماری مغفرت فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہمیں سیراب فرما!

سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعا کی' اللہ تعالیٰ نے بارش نازل فرما دی۔

اَنَا الْمُذْنِبُ الْخَطَّاءُ وَالْعَفْوُ وَاسِعٌ وَلَوْ لَمْ یَكُنْ ذَنْبٌ لَمَا وَقَعَ الْعَفْوُ

''میں گنہگار بہت خطاء کار ہوں اور (تیرا) عفو و درگزر وسیع ہے اور اگر گناہ نہ ہوتا تو عفو و کرم کا وقوع بھی نہ ہوتا''۔

باب: ہاتھ اُٹھا کر دعا کرنے اور بعد میں چہرے پر پھیرنے کا بیان

ترمذی شریف میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دعا فرمانے کے لیے اپنے دستِ اقدس بلند کرتے تو نیچے لانے سے قبل اپنے رخِ انور پر پھیر لیتے۔ [۱۲۵۴]

سنن ابوداؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم ﷺ سے اسی مضمون کی حدیث روایت کی ہے' جبکہ دونوں کی سند ضعیف ہے۔

حافظ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پہلی حدیث کے متعلق امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

ترمذی کے قابل اعتماد نسخے حافظ صاحب کے اس قول کی تائید نہیں کرتے بلکہ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے۔ [۱۲۵۵]

[۱۲۵۳] بخاری: ۲۲۱۵' مسلم: ۲۷۴۳' ابوداؤد: ۳۳۸۷' مسند احمد ج ۲ ص ۱۱۶' الدعاء للطبرانی: ۱۹۷-۱۹۹' صحیح ابن حبان: ۸۹۴

باب: تکرار سے دعا کرنا مستحب ہے

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ دعا اور تین مرتبہ استغفار کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔[۱۲۵۶]

باب: دعا میں حضورِ قلب کی ترغیب

جیسا کہ ماقبل میں بیان کر دیا گیا ہے کہ دعا کا مقصود حضورِ قلب ہے' اس کے دلائل بے شمار ہیں اور اس کی معرفت محتاج بیان نہیں' لیکن حصولِ برکت کے لیے ہم ایک حدیث بیان کر رہے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے قبولیت کی قوی اُمید رکھتے ہوئے دعا کیا کرو' کیونکہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ' غافل دل سے کی ہوئی دعا قبول نہیں فرماتا۔

اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔[۱۲۵۷]

باب: کسی کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں دعا کرنے کی فضیلت

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ. (الحشر:۱۰)

(اور یہ اموال) ان کے لیے ہیں جنہوں نے ان کے بعد ہجرت کی' وہ دعا کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ (محمد:۱۹)

اور (اے حبیب!) دعا کیجئے کہ اللہ آپ کو معصوم ہی رکھے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے گناہ بخش دے!

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝ (ابراہیم:۴۱)

اے ہمارے رب! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور سب مؤمنوں کی جس دن حساب ہوگا!۝

اور حضرت نوح علیہ السلام کی دعا اللہ تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمائی:

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا۝ (نوح:۲۸)

اے میرے رب! میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی' اور ان کی جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہو گئے' اور تمام مؤمن مردوں اور تمام ایمان والی عورتوں کی اور ظالموں میں صرف ہلاکت کو زیادہ فرما!۝

صحیح مسلم میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب

[۱۲۵۴-۵۵] ترمذی: ۳۳۸۳' ابوداؤد: ۱۴۸۵' ابن ماجہ: ۳۸۶۶' حاکم ج ۱ ص ۵۳۶' بلوغ المرام: ۱۳۴۳' الارواء للالبانی: ۴۳۳

[۱۲۵۶] ابوداؤد: ۱۵۲۴' صحیح ابن حبان: ۱۵۲۳' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۵۷' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۶۸' مسند احمد ج ۱ ص ۳۹۴-۳۹۷' مسند ابی یعلیٰ: ۵۲۰۷' الکبیر للطبرانی ج ۱۰ ص ۱۹۷' الدعا للطبرانی: ۵۱' ضعیف ابوداؤد: ۳۲۸

[۱۲۵۷] ترمذی: ۳۴۷۹' حاکم ج ۱ ص ۴۹۳' مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۷' الاحادیث الصحیحۃ: ۵۹۴

کوئی بندۂ مسلم اپنے کسی بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے حق میں دعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: تجھے بھی اس کی مثل بھلائی نصیب ہو۔

اور صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: کوئی مسلمان آدمی اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی غیر موجودگی میں اس کے حق میں دعائے خیر کرے تو وہ قبول کر لی جاتی ہے' اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر ہوتا ہے' جب بھی وہ آدمی اپنے بھائی کے لیے دعائے خیر کرے گا تو وہ مقرر فرشتہ کہتا ہے: آمین! اور تجھے بھی اس کی مثل بھلائی نصیب ہو! [۱۲۵۸]

ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک آدمی دوسرے کی عدم موجودگی میں اس کے حق میں دعا کرے تو وہ سب سے جلد قبول ہوتی ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔[۱۲۵۹]

باب: اپنے محسن کے حق میں دعائے خیر کرنا مستحب ہے

اس موضوع کا کافی مواد ماقبل میں اپنے اپنے مقام پر پیش کیا جا چکا ہے۔

سب سے عمدہ وہ روایت ہے جو ترمذی شریف میں حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کے ساتھ کوئی نیکی کی گئی' اس نے نیکی کرنے والے کو یہ دعا دی: ''جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا.'' اللہ تعالیٰ تجھے اچھا بدلہ دے! ' تو اس نے تعریف کی انتہاء کر دی۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۲۶۰]

ابھی قریب ہی کتاب حفظ اللسان میں ہم صحیح حدیث بیان کر آئے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو تم پر احسان کرے' اس کا بدلہ چکا دیا کرو' اگر بدلہ چکانے کے لیے تمہیں کوئی چیز میسر نہ ہو تو اس کے حق میں دعائے خیر کرو' یہاں تک کہ تمہیں اطمینان ہو جائے کہ تم نے بدلہ چکا دیا ہے۔[۱۲۶۱]

باب: بزرگوں سے دعا کی درخواست کرنا مستحب ہے' خواہ کہنے والا افضل ہی کیوں نہ ہو

اس مسئلہ پر علماء کا اجماع ہے اور اس باب کی بے شمار احادیث موجود ہیں اور جس حدیث سے سب سے بہتر استدلال کیا جا سکتا ہے' وہ ہے جو سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ سے عمرہ کی اجازت طلب کی' آپ نے اجازت عطاء فرما دی اور فرمایا: اے میرے بھائی! اپنی دعاؤں میں ہمیں بھول نہ جانا' آپ ﷺ نے ایک بات ارشاد فرمائی (وہ اتنی مسرور کن تھی) کہ اگر اس کے عوض پوری دنیا میری جھولی میں ڈال دی جائے تو میں خوش نہیں ہوں گا۔

ایک روایت اس طرح ہے: اے میرے بھائی! ہمیں اپنی دعاؤں میں شامل رکھنا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اذکار مسافر میں ہم اس کا ذکر کر چکے ہیں۔[۱۲۶۲]

[۱۲۵۸] مسلم: ۲۷۳۲' ابوداؤد: ۱۵۳۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۳۵۳' الادب المفرد للبخاری: ۶۲۵' شرح السنۃ للبغوی: ۱۳۹۷' صحیح ابن حبان: ۹۸۵' الدعاء للطبرانی: ۱۳۲۸

[۱۲۵۹] ترمذی: ۱۹۸۱' ابوداؤد: ۱۵۳۵' الادب المفرد للبخاری: ۶۲۳' الدعاء للطبرانی: ۱۳۲۹' ضعیف ابوداؤد: ۳۳۰

[۱۲۶۰] سابقہ: ۹۷۳ [۱۲۶۱] سابقہ: ۱۱۹۰ [۱۲۶۲] سابقہ: ۶۵۹

باب: اپنے آپ' اولاد' خادم اور مال وغیرہ کے خلاف دعا کرنا منع ہے

سنن ابوداؤد میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے آپ کے خلاف دعا نہ کرو' اپنی اولاد کے خلاف دعا نہ کرو' اپنے خدمت گاروں کے خلاف دعا نہ کرو اور اپنے اموال کے خلاف دعا نہ کرو' ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ سے (ان دعاؤں کے ساتھ) موافقت نہ کرنا جو اس کی عطاؤں کا وقت ہو' ورنہ تمہاری یہ دعائیں قبول کر لی جائیں گی۔

امام مسلم اسی حدیث کو اپنی صحیح کے آخر میں اس طرح لائے: اپنے آپ کے خلاف دعا نہ کرو اور اپنی اولاد کے خلاف دعا نہ کرو اور اپنے اموال کے خلاف دعا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے (ان دعاؤں کے ساتھ) کسی ایسے وقت میں موافقت نہ کر لینا جس میں عطائیں مانگی جاتی ہیں' ورنہ وہ تمہاری یہ دعا قبول کر لے گا۔[۱۲۶۳]

باب: مسلمان کی دعا رائیگاں نہیں جاتی' قبولیت کی جلدی نہیں کرنی چاہیے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. (البقرہ:۱۸۶)

اور (اے رسول!) جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں (تو آپ فرما دیں کہ) بلاشبہ میں ان کے قریب ہوں' دعا کرنے والا جب مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ. (المؤمن:۶۰)

تم مجھ سے دعا کرو' میں تمہاری دعا قبول فرماؤں گا۔

ترمذی شریف میں حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر جو مسلمان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کا مطلوب عطاء فرما دیتا ہے یا اس کے برابر کوئی آفت ٹال دیتا ہے' جب تک وہ بندہ گناہ یا قطع رحم کی دعا نہ کرے' ایک آدمی بولا: پھر تو ہم کثرت سے دعائیں کیا کریں گے' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ عطاء فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اسی حدیث کو امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''المستدرک علی الصحیحین'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس میں یہ اضافہ کیا: (آپ ﷺ نے فرمایا:) یا اللہ تعالیٰ اس دعا کے برابر اجر ذخیرہ فرما دیتا ہے۔[۱۲۶۴]

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی دعا کرے تو وہ قبول کر لی جاتی ہے' جب تک وہ جلد بازی کرتے ہوئے یہ نہ کہے: میری دعا تو قبول ہی نہیں ہوتی۔

ولاحول ولاقوة الا باللّٰه.[۱۲۶۵]

[۱۲۶۳] مسلم:۳۰۰۹' ابوداؤد:۱۵۳۲' صحیح ابن حبان:۲۴۱۱

[۱۲۶۴] ترمذی:۳۵۶۸' مسند احمد ج۵ ص۳۲۹' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۳۱' الدعاء للطبرانی:۸۶' مسند احمد ج۳ ص۱۸' حاکم ج۱ ص۴۹۳' صحیح ترمذی:۲۸۲۷

[۱۲۶۵] بخاری:۶۳۴۰' الادب المفرد للبخاری:۶۵۴' مسلم:۲۷۳۵' موطا ج۱ ص۲۱۳' ترمذی:۳۳۸۴' ابوداؤد:۱۴۸۴' ابن ماجہ:۳۸۵۳' مسند احمد ج۲ ص۳۹۶' الدعاء للطبرانی:۸۴' صحیح ابن حبان:۹۷۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب: ۱۹

استغفار کا بیان

(خصوصیت سے) لائقِ اعتناء اور قابلِ عمل ابواب میں ''استغفار کا بیان'' انتہائی اہمیت کا حامل ہے' اختتام پر لانے کا مقصد یہ نیک فالی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارا خاتمہ فرمائے تو ہم استغفار کر رہے ہوں' اس کریم ذات کی بارگاہ میں دعا ہے کہ استغفار کی توفیق نصیب فرمائے! مجھے' میرے جملہ احباب اور تمام مسلمانوں کو جمیع وجوہ خیر نصیب فرمائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِO (المؤمن:۵۵)

اور (اے محبوب!) اپنے لیے گناہوں سے محفوظ رہنے کی دعا کریں اور صبح و شام اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کریںO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط (محمد:۱۹)

اور (اے حبیب!) دعا کیجئے کہ اللہ آپ کو معصوم ہی رکھے اور ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے گناہ بخش دے!

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًاO (النساء:۱۰۶)

اور اللہ سے معافی طلب کرو' بے شک اللہ بہت بخشنے والا' بڑا مہربان ہےO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِO اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِO اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْمُنْفِقِيْنَ وَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِO (آل عمران:۱۵تا۱۷)

اللہ سے ڈرنے والوں کے لیے ان کے رب کے پاس ایسے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں' جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اور پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ کی رضا ہے' اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے' جو یہ کہتے ہیں: اے ہمارے رب! بے شک ہم ایمان لائے' سو ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا' جو صبر کرنے والے' سچ بولنے والے' (اللہ کی) اطاعت کرنے والے' (فی سبیل اللہ) خرچ کرنے والے' سحری کے وقت مغفرت طلب کرنے والے ہیںO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَO (الانفال:۳۳)

اور اللہ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ انہیں عذاب دے جبکہ (اے محبوب!) آپ ان میں موجود ہوں' اور نہ اللہ (اس وقت) انہیں عذاب دینے والا ہے جبکہ یہ استغفار کر رہے ہوںO

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْٓا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ O (آل عمران:۱۳۵)

اور جن لوگوں نے جب کوئی بے حیائی کا کام کیا یا اپنی جانوں پر ظلم کیا تو انہوں نے اللہ کو یاد کیا اور اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور اللہ کے سوا کون گناہوں کو بخشتا ہے اور انہوں نے جان بوجھ کران کاموں پر اصرار نہیں کیا O

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا O (النساء:۱۱۰)

اور جو شخص کوئی برا کام کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے، پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو وہ اللہ کو بہت بخشنے والا نہایت مہربان پائے گا O

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَأَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ (ھود:۳)

اور یہ کہ اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا O (نوح:۱۰)

تو میں نے کہا: اپنے رب سے معافی مانگو وہ بڑا معاف فرمانے والا ہے O

اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ھود علیہ السلام کی حکایت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا إِلَيْهِ (ھود:۵۲)

اے میری قوم! اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔

بغرضِ تنبیہ آیاتِ مذکورہ کافی ہیں ورنہ استغفار کے موضوع پر آیات کثیر اور معروف ہیں۔

اور استغفار کے بیان میں احادیث تو گنتی وشمار سے باہر ہیں، میں چند کا بیان کیے دیتا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت اغر مزنی صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میرا دل (انوار، تجلیات اور سکینۂ الٰہیہ سے) مغلوب رہتا ہے اور میں (اظہارِ تشکر کے لیے) ایک دن میں سومرتبہ استغفار کرتا ہوں۔[۱۲۶۶]

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ کی قسم! میں ایک دن میں ستر سے زائد مرتبہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتا ہوں۔[۱۲۶۷]

صحیح بخاری میں حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بندے کی یہ دعا سید الاستغفار کہلاتی ہے:

[۱۲۶۶] مسلم: ۲۷۰۲، ابوداؤد: ۱۵۱۵، الادب المفرد للبخاری: ۶۲۱، مسند احمد ج ۴ ص ۲۱۱۔۲۲۶۔۲۶۰۔۲۱۰، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۴۲، الکبیر للطبرانی: ۸۸۸۔۸۸۹، شرح السنۃ للبغوی: ۱۲۸۷، صحیح ابن حبان: ۹۲۷، شعب الایمان للبیہقی: ۶۴۰۔۷۰۴۳، الدعاء للطبرانی: ۱۸۲۶۔۱۸۲۹۔۱۸۳۳۔۱۸۳۵

[۱۲۶۷] بخاری: ۶۳۰۷، ترمذی: ۳۲۵۵، مسند احمد ج ۲ ص ۲۸۲۔۳۴۱، عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۳۵۔۴۳۹، شعب الایمان للبیہقی: ۶۳۸۔۶۳۹، الدعاء للطبرانی: ۱۸۳۸، المعجم الاوسط للطبرانی: ۴۳۳۳، صحیح ابن حبان: ۹۲۱

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ	اے اللہ! تو میرا رب ہے' تیرے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں' تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں' میں اپنی استطاعت کے مطابق تیرے عہد و پیمان کا پابند ہوں' میں اپنے اعمال کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں' اپنے اوپر ہونے والی تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں' اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں' میری مغفرت فرما کہ تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

جس نے اخلاص اور یقین کامل سے دن کے وقت یہ کلمات پڑھ لیے اور رات آنے سے قبل اسے موت نے گھیر لیا تو وہ جنتی ہے' اور جس نے رات کو صدقِ دل سے یہ کلمات پڑھ لیے' پھر صبح ہونے سے قبل اس کی وفات ہوگئی تو وہ بھی جنتی ہے۔[۱۲۶۸]

سنن ابوداؤد' ترمذی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں: ہم شمار کیا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مجلس میں سو مرتبہ ان کلمات سے استغفار کیا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ.	اے اللہ! میری مغفرت فرما! میری توبہ قبول فرما! بلاشبہ تو ہی خوب توبہ قبول فرمانے والا' انتہائی رحم فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔[۱۲۶۹]

سنن ابوداؤد اور ابن ماجہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے استغفار کو اپنا معمول بنالیا' اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر تنگی سے آسانی پیدا فرمائے گا' اسے ہر غم سے نجات دے گا اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطاء فرمائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوگا۔[۱۲۷۰]

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر تم لوگوں نے گناہ نہ کیے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ختم کر دے گا اور ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو گناہ کریں گے' پھر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں گے' پھر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے گا۔[۱۲۷۱]

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تین مرتبہ دعا کرنے اور تین مرتبہ استغفار کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔

یہ حدیث شریف ابھی ابھی کتاب جامع الدعوات میں گزر چکی ہے۔[۱۲۷۲]

کتاب ابوداؤد اور ترمذی میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک آزاد کردہ غلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے استغفار کرلی' اس نے گناہ پر اصرار نہیں کیا' خواہ ایک دن میں ستر مرتبہ گناہ کر کے استغفار کرے۔

[۱۲۶۸] سابقہ: ۲۱۴

[۱۲۶۹] ابوداؤد: ۱۵۱۶' ترمذی: ۳۴۳۰' ابن ماجہ: ۳۸۱۴' الادب المفرد للبخاری: ۶۱۸' مسند احمد ج ۲ ص ۸۴' صحیح ابن حبان: ۲۴۵۹' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۵۸' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۷۰' شعب الایمان للبیہقی: ۶۳۱' الاحادیث الصحیحہ: ۵۵۶

[۱۲۷۰] ابوداؤد: ۱۵۱۸' ابن ماجہ: ۳۸۱۹' مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۸' عمل الیوم واللیلہ للنسائی: ۴۵۶' عمل الیوم واللیلہ لابن سنی: ۳۶۴' بیہقی ج ۳ ص ۳۵۱' شعب الایمان: ۶۳۵' الدعا للطبرانی: ۱۷۷۳' المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۰۶۶۵' المعجم الاوسط للطبرانی: ۶۲۸۷' حاکم ج ۴ ص ۲۶۲' مسند: ۲۲۳۴' الاحادیث الضعیفہ: ۷۰۵

[۱۲۷۱] مسلم: ۶۹۷۴' الدعا للطبرانی: ۱۸۰۱-۱۸۰۲' حاکم ج ۴ ص ۲۴۶' مسلم: ۶۷۴۸' ترمذی: ۳۵۳۳' مسند احمد ج ۵ ص ۴۱۴' الدعا للطبرانی: ۱۷۹۸

[۱۲۷۲] سابقہ: ۱۲۵۶

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔[۱۲۷۳]

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم! جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے اُمید رکھے گا تو میں تیرا سب کچھ معاف کر دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں' اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگیں' پھر تو مجھ سے معافی مانگے تو میں تجھے معاف کر دوں گا' اے ابن آدم! اگر تجھ سے زمین بھر خطائیں سرزد ہوئیں' پھر تو میری بارگاہ میں اس حال میں آیا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تو میں تجھے زمین بھر معافیاں عطا کر دوں گا۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔[۱۲۷۴]

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''عَنَان السماء'' عین کے فتح سے ہے' معنی ہے: بادل' اس کا واحد ''عنانہ'' ہے' اور بعض نے کہا: جب آپ سر اُٹھا کر دیکھیں تو جو چیز آپ کے سامنے ظاہر ہو اسے عنان کہتے ہیں' اور لفظ ''قراب الارض'' قاف کے ضمہ اور کسرہ سے دونوں طرح مروی ہے' ضمہ زیادہ مشہور ہے' معنی ہے: وہ چیز جو زمین کو بھرنے کے قریب کر دے' کسرہ والی روایت صاحب مطالع کی ہے۔

سنن ابن ماجہ میں جید اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے نامۂ اعمال میں کثرت سے استغفار موجود پایا' اسے مبارک ہو۔[۱۲۷۵]

سنن ابوداؤد اور ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ان کلمات سے استغفار کی:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں' وہ ذات کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہ زندہ ہے دوسروں کو قائم فرمانے والا ہے اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے خواہ وہ میدانِ جنگ سے فرار ہوا ہو۔ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے' اس باب میں بہت وسعت ہے' اختصار میں ضبط کی سہولت ہے' لہٰذا ہم اسی قدر پر اکتفاء کیے دیتے ہیں۔[۱۲۷۶]

فصل: کلماتِ استغفار کے متعلق ایک وہم کا ازالہ اور ایک بدو کی حکایت

استغفار کے متعلق حضرت ربیع ابن خثیم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' آپ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی ان کلمات سے استغفار مت کرے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ.

میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔

کیونکہ اگر وہ استغفار نہ کر سکا تو یہ جھوٹ اور گناہ ہوگا' بلکہ وہ اس طرح کہے:

[۱۲۷۳] ترمذی: ۳۵۵۴' ابوداؤد: ۱۵۱۴' عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی: ۳۶۱' شعب الایمان للبیہقی: ۶۴۲۲' ضعیف ابوداؤد: ۳۲۶

[۱۲۷۴] ترمذی: ۳۵۴۳' الدعا للطبرانی: ۱۳' مسند احمد ج ۵ ص ۱۶۷۔ ۱۷۲' سنن داری: ۲۷۹۱' الاحادیث الصحیحہ: ۱۲۷

[۱۲۷۵] ابن ماجہ: ۳۸۱۸' عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۴۵۵' شعب الایمان للبیہقی: ۶۴۷

[۱۲۷۶] ابوداؤد: ۱۵۱۷' ترمذی: ۳۵۷۲' ترغیب و ترہیب ج ۲ ص ۴۷۰' المستدرک للحاکم ج ۱ ص ۵۱۱' المشکوٰۃ: ۲۳۵۳

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ.　　اے اللہ! میری مغفرت فرما اور میری توبہ قبول فرما!

اسی وجہ سے بعض لوگوں نے کہہ دیا کہ استغفار کے عمدہ الفاظ یہ ہیں: ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ.''۔

لیکن ہم ان لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتے جو کہتے ہیں: ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' کے الفاظ میں کراہت ہے اور اس میں کذب کا امکان ہے' کیونکہ ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ'' کا معنی ہے: میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتا ہوں' اس میں کون سی جھوٹ والی بات ہے۔ نیز اس قائل کے ردّ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی وہی حدیث کافی ہے جو ابھی ماقبل مذکور ہوئی۔

حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

گناہ کا خاتمہ کیے بغیر توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے۔

حضرت رابعہ عدویہ بصریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ہمارا استغفار بجائے خود کئی استغفاروں کا محتاج ہے۔

ایک بدو غلاف کعبہ سے چمٹ کر کہہ رہا تھا: اے اللہ! میرا گناہوں پر اصرار کے باوجود استغفار کرنا بے مروّتی ہے اور تیرے عفو و کرم کی وسعتوں کو جانتے ہوئے استغفار ترک کرنا سستی ہے' تیری ذات مجھ سے بے نیاز ہے' پھر بھی تو نے میرے لیے کتنی نعمتیں پسند فرمائی ہیں' میں تیرا محتاج ہوں' پھر بھی گناہ کر کے تجھے ناراض کرتا رہتا ہوں۔

اے وہ ذات جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرتی ہے' جب دھمکی دے تو عفو و درگزر سے کام لیتی ہے' میرے جرمِ عظیم کو اپنے عفوِ عظیم اور فضلِ عمیم میں داخل فرما لے۔ یا ارحم الراحمین!

باب: ثواب کی نیت سے صبح سے شام تک خاموش رہنا منع ہے

سنن ابوداؤد میں اسنادِ حسن کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث محفوظ کر لی کہ بالغ کو یتیم کہنا منع ہے اور صبح سے شام تک خاموش رہنا منع ہے۔

اس حدیث کی تفسیر بیان کرتے ہوئے حضرت امام ابوسلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب معالم السنن میں فرماتے ہیں:

زمانۂ جاہلیت میں خاموش رہنے کو عبادت سمجھا جاتا تھا' ان میں سے کوئی جب دن رات کا اعتکاف کرتا تو اس میں خاموش رہتا' بالکل گفتگو نہ کرتا' اسلام میں لوگوں کو اس کام سے منع کر دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ وہ ذکرِ خیر اور بھلائی کی گفتگو کیا کریں۔ [۱۲۷۷]

صحیح بخاری میں حضرت قیس ابن ابوحازم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زینب احمسیہ نامی ایک خاتون کے ہاں تشریف لائے' آپ نے دیکھا کہ اس نے خاموشی اختیار کر رکھی ہے' فرمایا: اسے کیا ہوا' یہ بولتی کیوں نہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ اس خاتون نے تو خاموش رہ کر حج بھی کیا ہوا ہے' آپ نے اس خاتون کو فرمایا: باتیں کیا کرو' خاموشی کو کارِ ثواب سمجھنا جائز نہیں ہے' یہ جاہلیت کا عمل ہے' پھر اس نے کلام کرنا شروع کر دیا۔ [۱۲۷۸]

فصل: تیس احادیث مبارکہ جو اسلام کا مرکز و محور ہیں

کتاب اختتام پذیر ہے' آخر میں ایسی احادیث مبارکہ لا رہا ہوں جن کے ساتھ انشاء اللہ العزیز کتاب کے محاسن کی تکمیل ہو جائے گی' یہ احادیث دینِ اسلام کا مرکز و محور ہیں' کون سی احادیث پر اسلام کا مدار ہے؟ اس سلسلے میں علماء کے مابین کافی

[۱۲۷۷] ابوداؤد: ۲۸۷۳' المعجم الاوسط للطبرانی: ۲۷۳۷' الصغیر للطبرانی: ۹۵۲' الارواء للالبانی: ۱۲۴۴

[۱۲۷۸] بخاری: ۳۸۳۴

اختلاف پایا جاتا ہے' اقوالِ علماء کو باہم ملا کر اور اپنی جانب سے اضافہ کرتے ہوئے تیس (۳۰) احادیث جمع ہوئی ہیں' جو درج ذیل ہیں:

[۱] حَدِيثُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ.

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث کہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔[۱۲۷۹]

کتاب کے آغاز میں اس کا بیان گزر چکا ہے۔

[۲] عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ.

اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی ایسی نئی چیز پیدا کر دی جو اس میں سے نہ ہو تو وہ مردود ہو گی۔[۱۲۸۰]

[۳] عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: اِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَاِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اِسْتَبْرَاَ لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِيْ يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يَرْتَعَ فِيْهِ، اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَحَارِمُهٗ اَلَا وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ.

حضرت نعمان ابن بشیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک حلال واضح ہے اور بے شک حرام (بھی) واضح ہے' ان کے درمیان کچھ مشتبہ اشیاء ہیں جنہیں زیادہ تر لوگ نہیں جانتے' تو جو شبہ والی چیزوں سے بچ گیا' اس نے اپنا دین اور اپنی عزت محفوظ کر لی اور جو شبہات میں واقع ہو گیا (سمجھو) وہ حرام میں واقع ہو گیا' جیسے ایک چرواہا (اپنے جانور) ممنوعہ سرکاری چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے' خطرہ ہے کہ جانور اس سے چر جائے گا۔ خبردار! ہر بادشاہ کی ممنوعہ چراگاہ ہے اور سنو! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہیں اس کی حرام کردہ اشیاء ہیں' خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ہے' جب ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہے' وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہے' اور سن لو! وہ دل ہے۔[۱۲۸۱]

[۴] عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا' درآں حالیکہ آپ صادق ہیں اور آپ کی صداقت مسلمہ ہے' بلاشبہ تم میں سے (ہر) ایک کا مادۂ تخلیق اس کی ماں کے بطن میں چالیس دن تک بصورتِ نطفہ جمع رہتا ہے' پھر وہ اتنی مدت تک جما ہوا خون بنا رہتا ہے'

[۱۲۷۹] سابقہ:۲

[۱۲۸۰] بخاری:۲۶۹۷- ج۳ ص۳۵۵' مسلم:۱۷۱۸' مسند احمد ج۶ ص۷۳-۲۴۰-۲۷۰' ابوداؤد:۴۶۰۶' شرح السنۃ للبغوی:۱۰۳' ابن ماجہ:۱۴' کتاب السنۃ لابن ابی عاصم: ۵۲-۵۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ ص۱۱۹' مسند ابو یعلیٰ:۴۵۹۴

[۱۲۸۱] بخاری:۵۲-۲۰۵۱' مسلم:۱۵۹۹' ابوداؤد:۳۳۲۹-۳۳۳۰' ترمذی:۱۲۰۵' نسائی ج۷ ص۲۴۱' مسند احمد ج۴ ص۲۶۷-۲۷۱-۲۷۵' سنن دارمی:۲۵۲۴' ابن ماجہ: ۳۹۸۴' صحیح ابن حبان:۷۱۹' شرح السنۃ للبغوی:۲۰۳۱' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۵ ص۲۶۴' شعب الایمان:۵۷۴۰' جامع الاصول:۸۱۲۳

نُطْفَةً، ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يُرْسَلُ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ، وَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ بِكَتْبِ رِزْقِهٖ، وَاَجَلِهٖ، وَعَمَلِهٖ، وَشَقِيٌّ اَوْسَعِيْدٌ، فَوَالَّذِيْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا.

پھر وہ اتنی مدت تک گوشت کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر جاتا ہے' پھر ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں روح پھونک دیتا ہے' اور اسے چار باتوں یعنی اس کا رزق' موت' عمل اور بدبختی یا نیک بختی لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں! تم میں سے ایک اہلِ جنت والے عمل کرتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر تحریر (تقدیر) اس پر سبقت کرتی ہے' وہ دوزخیوں والے عمل کرتا ہے اور اس میں جا گرتا ہے' اور تم میں سے ایک دوزخیوں والے عمل کرتا ہے' حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے' پھر تحریر (تقدیر) اس پر سبقت کرتی ہے' وہ اہل جنت والے عمل کرتا ہے اور اس میں داخل ہو جاتا ہے۔[۱۲۸۲]

[۵] عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْ مَا يَرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ.

حضرت حسن ابن علی رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے (اس حدیث کو) یاد کیا کہ جو چیز تمہیں شبہ میں ڈالے' اسے چھوڑ کر وہ چیز اختیار کرو جو تمہیں شبہ میں نہ ڈالے۔[۱۲۸۳]

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث صحیح ہے۔

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''یریبك'' یا کے فتحہ اور ضمہ سے دونوں طرح آتا ہے' جبکہ فتحہ زیادہ مشہور ہے۔

[۶] عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فضول کام ترک کر دینا آدمی کے اسلام کی ایک خوبی ہے۔[۱۲۸۴]

امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: یہ حدیث حسن ہے۔

[۷] عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی پسند کی طرح اپنے بھائی کی پسند کا خیال نہ رکھے۔[۱۲۸۵]

[۱۲۸۲] بخاری: ۳۲۰۸' مسلم: ۲۶۴۳' ابوداؤد: ۴۷۰۸' ترمذی: ۲۱۳۸' ابن ماجہ: ۷۶' مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲۔ ۴۱۴۔ ۴۳۰' شعب الایمان للبیہقی: ۱۸۷' شرح السنۃ للبغوی: ۷۱' مسند ابو یعلیٰ: ۵۱۵۷

[۱۲۸۳] ترمذی: ۲۵۲۰' مسند احمد ج ۱ ص ۲۰۰' نسائی ج ۸ ص ۳۲۷۔ ۳۲۸' شرح السنۃ للبغوی: ۲۰۳۲' سنن دارمی: ۲۵۳۵' شعب الایمان للبیہقی: ۵۷۴۷' صحیح ابن حبان: ۵۱۲' حاکم ج ۲ ص ۱۳۔ ج ۴ ص ۹۹' الارواء للالبانی: ۲۰۷۴

[۱۲۸۴] سابقہ: ۱۰۶۱

[۱۲۸۵] بخاری: ۱۳' مسلم ۴۵' نسائی ج ۸ ص ۱۱۵' ترمذی: ۲۵۱۷' ابن ماجہ: ۶۶' سنن دارمی: ۲۷۴۳' مسند احمد ج ۳ ص ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۲۰۷۔ ۲۵۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۸۔ ۲۸۹' شعب الایمان للبیہقی: ۱۱۱۲۵' شرح السنۃ للبغوی: ۳۴۷۴' صحیح ابن حبان: ۲۳۴

[۸] عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ تَعَالٰى: (يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ) (المؤمنون) وَقَالَ تَعَالٰى (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ) (البقرہ:۱۷۲) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ، وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ، فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پاک ہے اور صرف پاکیزہ چیز پسند فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہی حکم دیا ہے جو اپنے رسولوں کو دیا ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرتے رہو' بے شک تم جو بھی کام کرتے ہو' میں اس کو خوب جاننے والا ہوں' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ایمان والو! ان پاکیزہ چیزوں سے کھاؤ جو ہم نے تم کو عطا کی ہیں' پھر آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کا ذکر کیا' جس نے طویل سفر کیا ہو' بال پراگندہ ہوں اور وہ غبار آلود ہو' آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے دعا کرے: اے میرے رب! اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا' پینا اور لباس حرام ہو' اسے غذا ہی حرام دی گئی ہو تو ایسی صفات کے ہوتے ہوئے اس کی دعا کیسے قبول کی جائے گی۔[۱۲۸۶]

[۹] لَا ضَرَرَ وَلَا ضِرَارَ.

نہ نقصان اُٹھاؤ اور نہ نقصان پہنچاؤ۔[۱۲۸۷]

یہ حدیث حسن ہے اور موطأ میں بطریق ارسال اور سنن دار قطنی اور دیگر کتب میں بطریق اتصال روایت کی گئی ہے۔

[۱۰] عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ، قُلْنَا لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ، وَلِرَسُوْلِهِ، وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَعَامَّتِهِمْ.

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: دین خیر خواہی ہے' ہم نے عرض کیا: کس کے لیے؟ فرمایا: اللہ کے لیے' اس کی کتاب' اس کے رسول' ائمۃ المسلمین اور عوام الناس کے لیے۔[۱۲۸۸]

[۱۱] عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ يَقُوْلُ: مَا نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنِبُوْهُ، وَمَا اَمَرْتُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَاِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَثْرَةُ مَسَائِلِهِمْ وَاخْتِلَافُهُمْ عَلٰى اَنْبِيَآئِهِمْ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں تم کو جس چیز سے منع کروں اس سے باز رہو اور جو کام کرنے کا حکم دوں اسے حتی الامکان بجا لاؤ' پہلے لوگوں کو صرف اس چیز نے ہلاک کیا کہ وہ اپنے انبیاء علیہم السلام سے کثرت سے سوالات کرتے تھے اور ان سے اختلاف کرتے تھے۔[۱۲۸۹]

[۱۲] عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل

[۱۲۸۶] مسلم:۱۰۱۵' ترمذی:۲۹۹۲' مسند احمد ج ۲ ص ۳۲۸' سنن دارمی:۲۷۲۰' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۵۹۔۱۱۱۶۰۔۵۷۳۸

[۱۲۸۷] الاحادیث الصحیحہ:۲۵۰' الفتوحات ج ۷ ص ۳۲۹۔۳۳۱' جامع الاصول:۴۹۲۹

[۱۲۸۸] سابقہ:۱۰۲۲

[۱۲۸۹] بخاری:۷۲۸۸' مسلم:۱۳۰۔۱۳۳۷۔۱۳۳۸' نسائی ج ۵ ص ۱۱۰۔۱۱۱' مسند احمد ج ۲ ص ۲۴۷۔۲۵۸۔۴۲۸۔۴۴۷۔۴۵۷۔۴۶۷۔۵۱۷۔۵۹۸' ابن ماجہ:۲' شرح السنہ للبغوی:۹۸۔۹۹' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۲۶' صحیح ابن حبان:۱۸۔۲۰' الارواء للالبانی:۹۷۹

وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ إِذَا عَمِلْتُهُ اَحَبَّنِي اللّٰهُ وَاَحَبَّنِي النَّاسُ؟ فَقَالَ اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ، وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ.

ارشاد فرمائیں جسے اپناؤں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت فرمائے اور لوگ (بھی) مجھ سے محبت کریں' فرمایا: دنیا سے منہ موڑلو اللہ تعالیٰ تجھ سے محبت فرمائے گا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے' اسے چھوڑ دو لوگ تم سے محبت کریں گے۔[۱۲۹۰]

[۱۳] عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِىءٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اَلثَّيِّبُ الزَّانِيْ، وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالتَّارِكُ لِدِيْنِهِ الْمُفَارِقُ لِلْجَمَاعَةِ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول ہوں تو تین چیزوں کے سوا اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہے' (وہ تین یہ ہیں:) شادی شدہ زانی' قتل کے بدلے قتل اور جماعت (اسلامیہ) سے جدا ہو کر دین کو ترک کرنے والا (یعنی مرتد)۔[۱۲۹۱]

[۱۴] عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ، وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ، فَإِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَاءَ هُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے لوگوں سے لڑائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے' یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں' جب انہوں نے ایسا کر لیا تو انہوں نے اپنے خون اور اموال مجھ سے محفوظ کر لیے' لیکن اسلام کا حق اس کے علاوہ ہے اور (اس معاملے میں) ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔[۱۲۹۲]

[۱۵] عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِيْتَاءِ الزَّكٰوةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے' گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوٰۃ ادا کرنا' حج کرنا اور ماہِ رمضان کے روزے رکھنا۔[۱۲۹۳]

[۱۶] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو ان کے دعویٰ کے مطابق دیا جائے تو لوگ قوم کے اموال اور ان

[۱۲۹۰] ابن ماجہ: ۴۱۰۲، حاکم ج ۴ ص ۳۱۳، حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۲۵۲۔ ۲۵۳، الاحادیث الصحیحۃ: ۹۴۴

[۱۲۹۱] بخاری: ۶۸۷۸، مسلم: ۱۶۷۶، ابوداؤد: ۴۳۵۲، ترمذی: ۱۴۰۲، نسائی ج ۷ ص ۹۰۔ ۹۱۔ ج ۸ ص ۱۳، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۲۔ ۴۲۸۔ ۴۴۴۔ ۴۶۵، سنن دارمی: ۲۳۰۳۔ ۲۴۵۱، ابن ماجہ: ۲۵۳۴، شرح السنۃ للبغوی: ۲۵۱۷، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۸ ص ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۲۱۳۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴، صحیح ابن حبان: ۴۴۰۸۔ ۴۴۹۱۔ ۵۹۴۵

[۱۲۹۲] بخاری: ۲۵، مسلم: ۲۲، شرح السنۃ للبغوی: ۳۳، السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۳ ص ۹۲۔ ۳۶۷، صحیح ابن حبان: ۱۷۵۔ ۲۱۹

[۱۲۹۳] سابقہ: ۱۲۰۳

يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ، لَادَّعَى رِجَالٌ أَمْوَالَ قَوْمٍ وَدِمَاءَهُمْ، لٰكِنِ الْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِيْ وَالْيَمِيْنُ عَلٰى مَنْ اَنْكَرَ.

کے خون کا دعویٰ کرنا شروع کر دیں گے' لیکن گواہ لانا مدعی کے ذمہ اور قسم اس کے ذمہ ہے جو انکار کرے۔[۱۲۹۴]

ان الفاظ سے یہ حدیث حسن ہے۔

[۱۷] عَنْ وَابِصَةَ بْنِ مَعْبَدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جِئْتَ تَسْأَلُ عَنِ الْبِرِّ وَالْاِثْمِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ، اَلْبِرُّ مَا اطْمَاَنَّتْ اِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَاَنَّ اِلَيْهِ الْقَلْبُ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ، وَاِنْ اَفْتَاكَ النَّاسُ وَاَفْتَوْكَ.

حضرت وابصہ ابن معبد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' آپ ﷺ نے فرمایا: تم نیکی اور گناہ کے متعلق دریافت کرنے آئے ہو؟ عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: اپنے دل سے فتویٰ لے لیا کرو' نیکی وہ ہے جس پر نفس مطمئن ہو جائے اور اطمینان قلبی حاصل ہو جائے' اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور سینے میں شک پیدا کرے' خواہ لوگ تجھے (موافق) فتویٰ دیں' خواہ وہ تجھے (مخالف) فتویٰ دیں۔[۱۲۹۵]

یہ حدیث حسن ہے۔

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ، وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ نَفْسِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ.

حضرت نواس ابن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: نیکی حسن خلق (کا نام) ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس سے آگاہ ہونا تجھے پسند نہ ہو۔[۱۲۹۶]

[۱۸] عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ، وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ، وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ، وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ.

حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کے متعلق حسن سلوک لازم کر دیا ہے' جب تم کسی کو سزائے موت دو تو بطریق احسن اسے موت کے گھاٹ اتارو اور جب تم (کوئی جانور) ذبح کرو تو عمدہ طریقے سے ذبح کرو اور تم میں سے ایک اپنی چھری تیز کر لیا کرے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچائے۔[۱۲۹۷]

[۱۹] عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے' اسے چاہیے کہ عمدہ بات کرے یا

نوٹ: حدیث میں موجود لفظ ''الْقِتْلَةَ'' اور ''الذِّبْحَةَ'' پہلے پہلے حروف کے کسرہ سے ہیں۔

[۱۲۹۴] السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ص۲۵۲' مسلم:۱۷۱۱' جامع الاصول:۷۶۸۰

[۱۲۹۵] مسند احمد ج۴ص۲۲۸' سنن دارمی:۲۵۳۶' مسند ابی یعلیٰ:۱۵۸۶۔۱۵۸۷' الکبیر للطبرانی ج۲۲ص۱۴۸۔۱۴۹' جامع العلوم والحکم للحافظ ابن رجب ص۲۱۹۔۲۲۰' مشکوۃ المصابیح للالبانی:۲۷۷۴

[۱۲۹۶] مسلم:۲۵۵۳' ترمذی:۲۳۹۰' مسند احمد ج۴ص۱۸۲' الادب المفرد للبخاری:۲۹۵۔۳۰۲' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۱۰ص۱۹۲' شعب الایمان للبیہقی:۷۹۹۴' سنن دارمی:۲۷۹۲' صحیح ابن حبان:۳۹۸

[۱۲۹۷] مسلم:۱۹۵۵' ترمذی:۱۴۰۹' ابوداؤد:۲۸۱۵' نسائی ج۷ص۲۲۷' مسند احمد ج۴ص۱۲۳۔۱۲۴۔۱۲۵' سنن دارمی:۱۹۷۶' ابن ماجہ:۳۱۷۰' شرح السنہ للبغوی:۲۷۸۳' السنن الکبریٰ للبیہقی ج۹ص۲۸۰' شعب الایمان للبیہقی:۱۱۰۷۱۔۱۱۰۷۲' الکبیر للطبرانی:۷۱۱۴۔۷۱۲۳' صحیح ابن حبان:۵۸۵۳۔۵۸۵۴

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ.

خاموش رہے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے اپنے ہمسائے کا احترام کرنا چاہیے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے اپنے مہمان کی عزت کرنی چاہیے۔[۱۲۹۸]

[۲۰] عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ، قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ لَا تَغْضَبْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت فرمائیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم غصہ نہ کیا کرو! اس نے بار بار دریافت کیا' آپ ﷺ نے (ہر مرتبہ) فرمایا: تم غصہ نہ کیا کرو۔[۱۲۹۹]

[۲۱] عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوْهَا، وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا، وَحَرَّمَ اَشْيَاءَ فَلَا تَنْتَهِكُوْهَا، وَسَكَتَ عَنْ اَشْيَاءَ رَحْمَةً لَّكُمْ غَيْرَ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا.

حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کچھ اشیاء فرض کی ہیں انہیں ضائع مت کرو' کچھ حدود مقرر کی ہیں' ان سے تجاوز مت کرو' کچھ چیزیں حرام کی ہیں' ان کی حرمت پامال نہ کرو' اور بغیر بھولنے کے صرف تم پر رحمت کرتے ہوئے کچھ اشیاء سے سکوت فرمایا ہے' ان کے متعلق بحث نہ کرو۔[۱۳۰۰]

[۲۲] عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُّدْخِلُنِيَ الْجَنَّةَ، وَيُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ، وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ، وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ، وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، وَتَحُجُّ الْبَيْتَ، ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ، اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ كَمَا يُطْفِئُ الْمَاءُ النَّارَ، وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ، ثُمَّ تَلَا تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتّٰى بَلَغَ يَعْمَلُوْنَ. (الم تنزیل السجدہ:۱۶) ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتادیں جو مجھے جنت میں داخل کردے اور دوزخ سے دور رکھے؟ فرمایا: تم نے بہت بڑی بات دریافت کرلی ہے' اور یہ بات اس کے لیے آسان ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کردے' تم اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو' ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا: کیا ابوابِ خیر پر تیری راہنمائی نہ کردوں! روزہ ڈھال ہے' صدقہ گناہ کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھاتا ہے۔ اور رات کے اندر آدمی کا نماز پڑھنا' پھر آپ نے یہ آیۂ مبارکہ تلاوت فرمائی: ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوجاتے ہیں' یہ آیت ''یعملون'' تک تلاوت فرمائی' پھر فرمایا: کیا تمہیں سارے معاملے کی اصل' اس کے ستون اور اس کی کوہان کی بلندی کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یارسول اللہ! فرمایا: معاملے کی اصل اسلام' اس کا ستون نماز اور اس کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے' پھر فرمایا: کیا تمہیں ہر شے کے

[۱۲۹۸] سابقہ: ۴۲۷-۱۰۳۹

[۱۲۹۹] بخاری: ۶۱۱۶' ترمذی: ۲۰۲۱' مسند احمد ج ۲ ص ۳۶۲-۴۶۶' شعب الایمان للبیہقی: ۸۲۷۷-۸۲۷۸' موطا ج ۲ ص ۹۰۶

[۱۳۰۰] سنن دار قطنی ج ۴ ص ۱۸۴' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۱۲-۱۳' حاکم ج ۴ ص ۱۱۵' غایۃ المرام: ۴

كُلِّهِ، وَعَمُوْدِهِ وَذِرْوَةِ سَنَامِهِ؟ قُلْتُ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلٰوةُ، وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ، ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكَ بِمِلَاكِ ذٰلِكَ كُلِّهِ؟ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَأَخَذَ بِلِسَانِهِ، ثُمَّ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا، فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، وَإِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَكَلَّمُ بِهِ؟ فَقَالَ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ، وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ، أَوْ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ، إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ؟

مقصود کی خبر نہ دوں؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں! یا رسول اللہ! آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑ کر فرمایا: اسے قابو میں رکھو، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! کیا ہماری گفتگو پر بھی مواخذہ ہوگا؟ فرمایا: تجھے تمہاری ماں روئے! لوگوں کو جہنم میں ان کے منہ کے بل یا نتھنوں کے بل گرانے والی ان کی زبانوں کی کمائی ہی تو ہوگی۔[۱۳۰۱]

نوٹ: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ لفظ "ذروۃ السّنام" ذال کے کسرہ اور ضمہ سے دونوں طرح آتا ہے، معنی ہے: کوہان کی بلندی۔ "ملاك الامر" میم کے کسرہ سے ہے، معنی ہے: معاملہ کا مقصود۔

[۲۳] عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ وَّمُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُمَا كُنْتَ، وَاتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ.

حضرت ابوذر اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم جہاں بھی ہو اللہ سے ڈرو، گناہ ہو جائے تو اس کے بعد نیکی کرو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آؤ۔ [۱۳۰۲]

امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن ہے، ترمذی کے بعض قابل اعتماد نسخوں میں ہے: حسن صحیح ہے۔

[۲۴] عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَأَوْصِنَا قَالَ أُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَإِنْ تَأَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، وَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ،

حضرت عرباض ابن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ایک دن) ہمیں ایسا بلیغ وعظ فرمایا جس سے دل دہل گئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! لگتا ہے یہ رخصت ہونے والے کا وعظ ہے، ہمیں کوئی وصیت فرما دیجئے! فرمایا: میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور (حکم) سننے اور ماننے کی وصیت کرتا ہوں خواہ کوئی حبشی غلام تمہارا امیر بن جائے، اور تم میں سے جو زندہ رہا وہ کثیر اختلافات دیکھے گا، لہٰذا تم پر میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے، اسے داڑھوں کے ذریعے مضبوطی سے پکڑ لو اور نئے کاموں سے بچو کیونکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔[۱۳۰۳]

[۱۳۰۱] سابقہ: ۱۰۶۰

[۱۳۰۲] ترمذی: ۱۹۸۸، مسند احمد ج ۵ ص ۱۵۳۔۱۵۸، سنن دارمی: ۲۷۹۴، شعب الایمان للبیہقی: ۸۰۲۵، جامع العلوم والحکم للحافظ ابن رجب ص ۱۳۶۔۱۶۰، سفر، سنن دارمی: ۲۸۳۳

فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ.

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

[۲۵] عَنْ أَبِي مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ پہلی نبوت کے کلام سے لوگوں نے جو کچھ حاصل کیا' اس میں سے ایک بات یہ ہے کہ جب تو بے حیاء ہو جائے تو پھر جو تیرے جی میں آئے کرتا رہ۔[۱۳۰۴]

[۲۶] عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الْمَكْتُوْبَاتِ' وَصُمْتُ رَمَضَانَ' وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ' وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ' وَلَمْ أَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ شَيْئًا أَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟ قَالَ نَعَمْ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کرتے ہوئے عرض کیا: بتائیے! جب میں فرض نمازیں ادا کروں' رمضان المبارک کے روزے رکھوں' حلال کو حلال سمجھوں اور حرام کو حرام سمجھوں اور اس پر کوئی اضافہ نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ فرمایا: ہاں![۱۳۰۵]

[۲۷] عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُلْ لِيْ فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا غَيْرَكَ' قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ.

حضرت سفیان ابن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' آپ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسلام کے بارے میں کوئی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ کے علاوہ کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے' فرمایا: کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا' پھر اس پر پکے ہو جاؤ۔[۱۳۰۶]

علماء کرام فرماتے ہیں: یہ حدیث حضور ﷺ کے جوامع الکلم میں سے ہے' اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مطابق ہے:

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ○ (الاحقاف:۱۳)

بلاشبہ جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے' پھر اس پر ثابت قدم ہو گئے' نہ ان پر کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے○

جمہور علماء کرام علیہم الرحمہ فرماتے ہیں: آیت اور حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا التزام کرو۔

[۲۸] حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جس میں حضرت جبریل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ سے ایمان'

[۱۳۰۳] ابوداؤد:۴۶۰۷' ترمذی:۲۶۷۱' مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۶-۱۲۷' ابن ماجہ:۴۲' سنن داری:۹۶' شعب الایمان للبیہقی:۷۵۱۶' صحیح ابن حبان:۱۰۲' حاکم ج ۱ ص ۹۵-۹۷' الارواء للالبانی:۲۴۵۵' جامع العلوم والحکم ص ۲۲۵-۲۳۶

[۱۳۰۴] بخاری:۳۴۸۳-۳۴۸۴-۶۱۲۰' الادب المفرد للبخاری:۱۳۱۶-۵۹۷' ابوداؤد:۴۷۹۷' ابن ماجہ:۴۱۸۳' مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۱' زوائد المسند ج ۵ ص ۲۷۳' شرح السنہ للبغوی:۳۵۹۷' السنن الکبریٰ للبیہقی ج ۱۰ ص ۱۹۲' شعب الایمان للبیہقی:۷۷۳۳' صحیح ابن حبان:۶۰۶

[۱۳۰۵] مسلم:۱۵-۱۶-۱۷-۱۸

[۱۳۰۶] مسلم:۳۸' مسند احمد ج ۳ ص ۴۱۳-ج ۴ ص ۳۸۴-۳۸۵' ترمذی:۲۴۱۱' ابن ماجہ:۳۹۷۲' الکبیر للطبرانی:۶۳۹۶-۶۳۹۸' شعب الایمان للبیہقی:۴۹۱۶-۴۹۱۷' صحیح ابن حبان:۹۳۸

اسلام احسان اور قیامت کے متعلق سوال کیا تھا' یہ حدیث مشہور اور صحیح مسلم وغیرہ میں مذکور ہے۔[۱۳۰۷]

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِيْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ اَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ اِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْاَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِيْمَانِ قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ عَنْ اَمَارَاتِهَا قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِيْ يَا عُمَرُ اَتَدْرِيْ مَنِ السَّائِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهٗ جِبْرِيْلُ اَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ.

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرے والد حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: ایک روز ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موجود تھے' اچانک ایک شخص نمودار ہوا' جس کا لباس خوب سفید اور بال گہرے سیاہ تھے' اس کی حالت سے سفر کے آثار معلوم نہیں ہوتے تھے اور ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا بھی نہ تھا' حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا' اس نے اپنے گھٹنے سرورِ عالم کے مبارک گھٹنوں کے ساتھ ملائے اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے (یعنی باادب بیٹھ گیا) اور کہنے لگا: اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے متعلق بتایئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک (حضرت) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں' نماز قائم کرو' زکوٰۃ ادا کرو' (ماہِ) رمضان کے روزے رکھو اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرو' کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا ہے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: ہمیں تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور تصدیق بھی' پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے متعلق بتایئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں اور قیامت کو مان لے اور اچھی اور بُری تقدیر کو مان لے' کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا ہے' پھر اس نے کہا: مجھے احسان کے متعلق بتایئے؟ فرمایا: تم اللہ کی عبادت اس حال میں کرو گویا کہ تم اس کا دیدار کر رہے ہو اور اگر تمہیں دیدار نصیب نہیں تو وہ تو تمہیں ضرور دیکھ رہا ہے' پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں' آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے دریافت کیا گیا ہے' وہ سوال کرنے والے سے زیادہ جاننے والا نہیں ہے' پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کی علامات بتا دیں' فرمایا: (قربِ قیامت میں) لونڈی اپنے آقا کو جنے گی' تم دیکھو گے برہنہ پا' برہنہ تن' فاقہ کش چرواہے بڑی بڑی عمارات بنائیں گے۔ حضرت عمر فرماتے ہیں: پھر وہ چلا گیا' میں تھوڑی دیر تک وہاں موجود رہا' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عمر! جانتے ہو یہ سوالات کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتا ہے' فرمایا: یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے' تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے تمہارے پاس آئے تھے۔

[۱۳۰۷] سابقہ: ۹۶۵

[۲۹] عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّيْ أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ، اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللّٰهَ، وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى أَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَإِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى أَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوْكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: ایک دن میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں تم اللہ (کے احکام) کی حفاظت کرو اللہ تعالیٰ تمہاری حفاظت فرمائے گا تم اللہ (کے دین) کا خیال رکھو تم اسے (تائید و اعانت میں) اپنے سامنے پاؤ گے جب سوال کرنا ہو تو اللہ سے سوال کرو جب مدد مانگو تو اللہ سے مانگو جان لو اگر ساری دنیا جمع ہو کر تمہیں کوئی فائدہ پہنچانے کی کوشش کرے تو تمہیں وہی نفع دے سکتے ہیں جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے اور اگر تمہیں نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو تمہیں صرف وہی نقصان دے سکتے ہیں جو اللہ نے تم پر لکھ دیا ہے قلم اُٹھا دیئے گئے ہیں اور رجسٹر خشک ہو چکے ہیں۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ترمذی کے علاوہ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے:

اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ وَاعْلَمْ، أَنَّ مَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَمَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَفِيْ آخِرِهٖ وَاعْلَمْ أَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَأَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَأَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا.

تم اللہ (کے اوامر و نواہی) کا خیال کرو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے خوشحالی میں اسے یاد رکھو وہ ایامِ شدت میں تم پر فضل و کرم فرمائے گا اور جان لو جو مصیبت تجھے نہیں آنی وہ نہیں آ سکتی اور جو مصیبت تجھے پہنچنی ہے وہ پہنچ کر رہے گی اور حدیث کے آخر میں ہے: اور جان لو! (اللہ کی) مدد صبر کے ساتھ نصیب ہوتی ہے اور بلاشبہ تکلیف کے ساتھ خوشحالی ہے اور بلاشبہ تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔[۱۳۰۸]

[۳۰] اس حدیث مبارک کے ساتھ احادیث مبارکہ اور کتاب اختتام پذیر ہو رہے ہیں اس آخری حدیث کو ہم ایک انوکھی سند کے ساتھ ذکر کر رہے ہیں اور اللہ کریم سے خاتمہ بالخیر کا سوال ہے۔

اخبرنا شيخنا الحافظ ابو البقاء خالد بن يوسف النابلسي ثم الدمشقي رحمه الله تعالٰى قال اخبرنا ابو طالب عبد الله، وابو منصور يونس، وابو القاسم حسين بن هبة الله بن مصري، وابو يعلى حمزة، وابو الطاهر اسماعيل، قالوا اخبرنا الحافظ ابو القاسم علي بن الحسن هو

ہمیں ہمارے شیخ حافظ ابوالبقاء خالد بن یوسف نابلسی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابوطالب عبداللہ اور ابومنصور یونس اور ابوالقاسم حسین ابن ہبۃ اللہ ابن مصری اور ابویعلیٰ حمزہ اور ابوطاہر اسماعیل نے خبر دی یہ فرماتے ہیں: ہمیں حافظ ابوالقاسم علی ابن حسن المعروف ابن عساکر نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ہمیں شریف ابوالقاسم علی ابن ابراہیم ابن عباس حسینی خطیب دمشق نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابوعبداللہ محمد ابن علی ابن یحییٰ ابن سلوان نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابوالقاسم فضل ابن جعفر نے

[۱۳۰۸] ترمذی: ۲۵۱۸ مسند احمد ج ۱ ص ۲۹۳ ـ ۳۰۳ ـ ۳۰۷ شعب الایمان للبیہقی: ۷۰۸۸ جامع العلوم والحکم للحافظ ابن رجب ص ۱۶۱

ابن عساکر قال اخبرنا الشریف ابو القاسم علی بن ابراھیم بن العباس الحسینی خطیب دمشق، قال اخبرنا ابو عبداللہ محمد بن علی بن یحیی بن سلوان، قال اخبرنا ابو القاسم الفضل بن جعفر قال اخبرنا ابو بکر عبد الرحمن بن القاسم بن الفرج الھاشمی قال اخبرنا ابو مسھر قال اخبرنا سعید بن عبد العزیز عن ربیعۃ بن یزید عن ابی ادریس الخولانی، عن ابی ذر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، عَنْ جِبْرِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ، عَنِ اللّٰہِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی اَنَّہٗ قَالَ: یَا عِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا یَا عِبَادِیْ اِنَّکُمْ (الَّذِیْنَ) تُخْطِئُوْنَ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ، وَاَنَا الَّذِیْ اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ وَلَا اُبَالِیْ، فَاسْتَغْفِرُوْنِیْ اَغْفِرْ لَکُمْ، یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُہٗ فَاسْتَطْعِمُوْنِیْ اُطْعِمْکُمْ یَا عِبَادِیْ کُلُّکُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ کَسَوْتُہٗ فَاسْتَکْسُوْنِیْ اَکْسُکُمْ یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا عَلٰی اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْکُمْ لَمْ یَنْقُصْ ذٰلِكَ مِنْ مُلْکِیْ شَیْئًا، یَا عِبَادِیْ لَوْ اَنَّ اَوَّلَکُمْ وَاٰخِرَکُمْ وَاِنْسَکُمْ وَجِنَّکُمْ کَانُوْا فِیْ صَعِیْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِیْ فَاَعْطَیْتُ کُلَّ اِنْسَانٍ مِّنْھُمْ مَا سَاَلَ لَمْ یَنْقُصْ ذٰلِكَ مِنْ مُلْکِیْ (شَیْئًا) اِلَّا کَمَا یَنْقُصُ الْبَحْرُ اَنْ یُّغْمَسَ الْمِخْیَطُ فِیْہِ غَمْسَۃً وَّاحِدَۃً، یَا عِبَادِیْ اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ اَحْفَظُھَا عَلَیْکُمْ،

خبر دی، وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابوبکر عبدالرحمٰن ابن قاسم ابن فرج ہاشمی نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں: ہمیں ابومسہر نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں: ہمیں سعید ابن عبدالعزیز نے خبر دی، انہوں نے ربیعہ ابن یزید سے، ربیعہ نے ابوادریس خولانی سے، ابوادریس نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے، آپ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کرلیا ہے اور میں نے اسے تمہارے درمیان حرام کر دیا ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو، میں گناہوں کو بخشتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں، مجھ سے بخشش مانگو تمہیں بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو مگر جسے میں کھانا کھلاؤں، تم مجھ سے کھانا مانگا کرو میں تمہیں کھلا دیا کروں گا، اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو مگر جسے میں لباس پہناؤں، تم مجھ سے لباس مانگا کرو، میں تمہیں لباس عطاء کر دیا کروں گا، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد والے، تمہارے انسان اور جن کسی سب سے بڑے بدکار آدمی کے دل کے موافق ہو جائیں تو میری سلطنت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، اے میرے بندو! اگر تمہارے پہلے اور بعد والے تمہارے انسان اور جن کسی ایک میدان میں جمع ہو کر مجھ سے سوال کریں اور میں ان میں سے ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطاء کر دوں تو اس سے میری سلطنت میں اتنی کمی ہو گی جتنی اس سمندر سے کمی ہوتی ہے جس میں ایک مرتبہ سوئی ڈبو کر باہر نکال لی جائے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہی ہیں، جنہیں میں تمہارے لیے محفوظ کر رہا ہوں، جو بھلائی پائے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد بیان کرے، اور جو اس کے علاوہ پائے وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔

فَمَنْ وَجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ،
وَمَنْ وَجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ إِلَّا نَفْسَهُ.

ابو مسہر فرماتے ہیں: سعید ابن عبد العزیز نے فرمایا: شیخ ابو ادریس جب اس حدیث مبارک کو بیان فرماتے تو دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے۔

یہ حدیث صحیح ہے، ہم نے اسے صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث سے روایت کیا ہے، مجھ سے لے کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ تک اس کی سند کے تمام راوی دمشق سے تعلق رکھنے والے ہیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ دمشق تشریف لائے تو اس حدیث میں کئی فوائد جمع ہو گئے۔ من جملہ اس کی سند کی صحت، اس کے متن کی صحت، اس کا علو اور اہلِ دمشق تک اس کا تسلسل ہے، رضی اللہ عنہم و بارک فیہم!

نیز یہ حدیث شریف دین کے اصول و فروع، آداب اور لطائف قلوب وغیرہ کے عظیم قواعد پر مشتمل ہے۔ وللہ الحمد!

ابو عبد اللہ امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ و رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اہل شام کے پاس شرافت و فضیلت کے لحاظ سے اس حدیث سے بڑھ کر کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ [١٣٠٩]

کلماتِ اختتام

کتاب کے اختتامی کلمات پیش خدمت ہیں، اللہ کریم نے اپنی شان کے مطابق احسانِ عظیم فرمایا کہ اس نے مختلف اور اہم ترین علوم و فنون سے نفیس فوائد اور دقیق لطائف اور ان کے مفید مطلوب و حقائق بیان کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ قرآنِ عزیز کی آیاتِ مبارکہ کی تفسیر اور بیانِ مراد، احادیثِ صحیحہ اور ان کے ایضاح مقاصد، علومِ اسانید کے بیان نکات، دقائقِ فقہ اور معاملات قلوب وغیرہ کی توفیق نصیب فرمائی۔ ان جملہ اُمور اور دیگر لاتعداد نعمتوں پر حمد و ثناء کے لائق صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اسی کا احسان ہے کہ مجھے اس کام کی ہدایت عطا فرمائی اور اس کتاب کو تالیف کرنے کی توفیق دی، اس کام کو میرے لیے آسان کیا، میری اعانت فرمائی اور اسے مکمل کرنے کی ہمت عطا کر کے مہربانی فرمائی، اسی کے لیے حمد ہے، اسی کا احسان ہے، اسی کا فضل ہے، طاقت بھی اسی نے عطا فرمائی اور اسی کا شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں پرامید ہوں کہ کسی صالح بھائی کی دعا مجھے فائدہ دے گی اور بارگاہِ الٰہیہ کے قرب کے حصول میں میری معاون ہو جائے گی، اور امید کرتا ہوں کہ بھلائی اور نیکی میں دلچسپی رکھنے والا مسلمان میری ان بعض کاوشوں سے فائدہ حاصل کرے گا اور اپنے اللہ کریم کو خوش کرنے والے اعمال میں میری معاونت اس کے شاملِ حال رہے گی۔

میں اپنے، والدین، تمام احباب، بھائیوں، خیر خواہوں اور جملہ مسلمانوں کے دین، امانتیں، اختتامی اعمال اور اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں، اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں، وہ ذات جو کریم، لطیف اور بے انتہا رحم فرمانے والی ہے۔

میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ ہم سب کو راہِ صواب پر گامزن رہنے کی توفیق نصیب فرمائے! شر پسندوں اور باغیوں کے راہ و رسم سے محفوظ فرمائے، اور ہمیشہ اپنا فضل و کرم فرمائے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تضرع و زاری سے دعا گو ہوں کہ ہمیں راست اقوال و افعال کی توفیق عطا فرمائے اور اہلِ بصیرت اور اربابِ عقل و دانش کے آثار و اطوار اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے!

کہ وہی ذات ہے جو کرم، وسعت اور بے پناہ عطاؤں والی ہے، میری توفیق صرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، میں نے

[١٣٠٩] مسلم: ٢٥٧٧، ترمذی: ٢٤٩٧، مسند احمد ج ٥ ص ١٥٤۔ ١٦٠۔ ١٧٧، ابن ماجہ: ٤٢٥٧، الادب المفرد للبخاری: ٤٩٠، حاکم ج ٤ ص ٢٤١، الدعاء للطبرانی: ١٤، حلیۃ الاولیاء ج ٥ ص ١٢٥، صحیح ابن حبان: ٦١٨، جامع العلوم والحکم للحافظ ابن رجب ص ١٩٤۔ ٢٠٤

اسی پر اعتماد کیا اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز ہے نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی قوت صرف اللہ کی طرف سے ہے جو غالب حکمت والا بلند و بالا اور عظمت والا ہے۔

تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور کامل درود و سلام ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ پر ہو! جو مخلوق خدا میں سب سے افضل و اعلیٰ ہیں آپ کی آل پاک اور جملہ اصحاب کرام پر ہو جب تک ذکر کرنے والے ذکر کرتے رہیں اور جب تک غافل لوگ غفلت کی تاریکیوں میں ڈوبے رہیں اور تمام انبیاء کرام پر ان سب کی آل اور جملہ صالحین پر (بھی درود و سلام) ہو۔

اجازت روایت از مصنف کتاب

اس کتاب کے مصنف ابوزکریا (امام) یحییٰ ابن شرف ابن موسیٰ ابن حسن ابن حسین ابن محمد النووی عفا اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ماہ محرم الحرام ۶۶۷ ہجری میں کتاب مکمل کی مگر کچھ عبارات بعد میں شامل کیں میں تمام مسلمانوں کو اس کتاب کی روایت کی اجازت دیتا ہوں۔

کلمات تشکر و دعا از مترجم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین. اللہ تبارک وتعالیٰ کا کروڑں شکر ہے جس کی توفیق سے آج مورخہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ/ ۱۴ اگست ۲۰۱۰ء رات گیارہ بج کر چھیالیس منٹ پر ترجمہ کا کام مکمل ہوگیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالك التوفیق

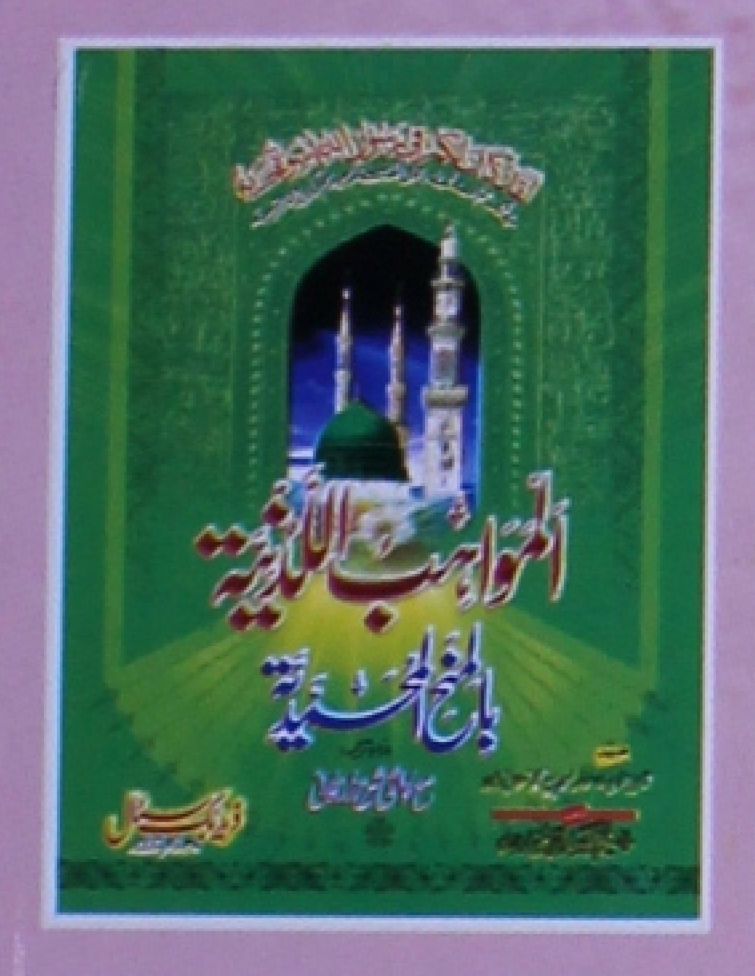
اللہ کریم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں دعا ہے کہ اس حقیر سعی کو اپنی بارگاہ اقدس میں شرف قبولیت عطا فرمائے مجھے اور میرے اساتذہ کرام میرے والدین کریمین اہل خانہ اولاد تمام احباب خصوصاً جامعہ مرتضائیہ کے معاونین اور جملہ ایمان والوں کو جسمانی روحانی صحت و عافیت اور اپنی حفظ و امان عطا فرمائے روزِ محشر اپنے پیارے حبیب ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے ہم پر اپنی بے پایاں رحمتوں کا نزول فرمائے سب کی مغفرت فرمائے اور اذکار مذکورہ کا وظیفہ کرنے والوں کو بامراد فرمائے۔ آمین

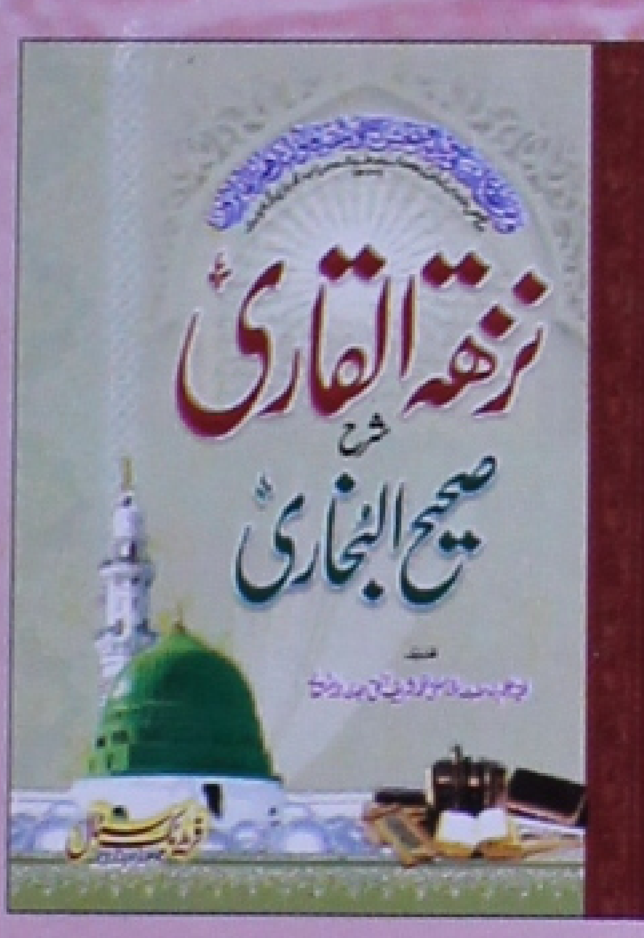
ابوالنور خلیل احمد مرتضائی

بانی و خادم جامعہ مرتضائیہ قلعہ شریف ڈاکخانہ ناظر لبانہ
تحصیل شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ

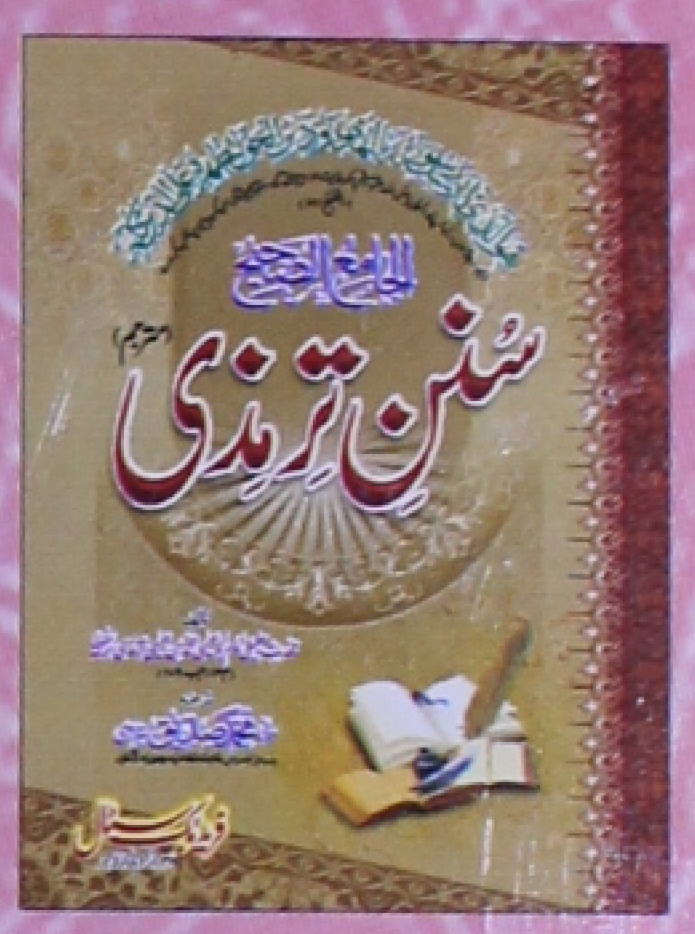
موبائل: 0345,0300-8470925

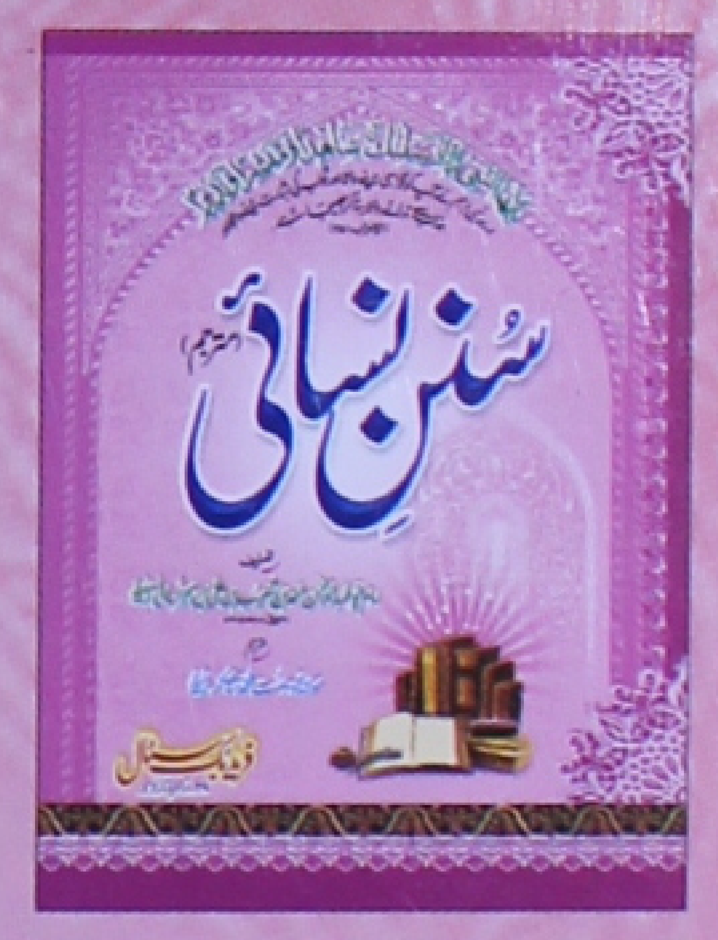
❁❁❁❁❁

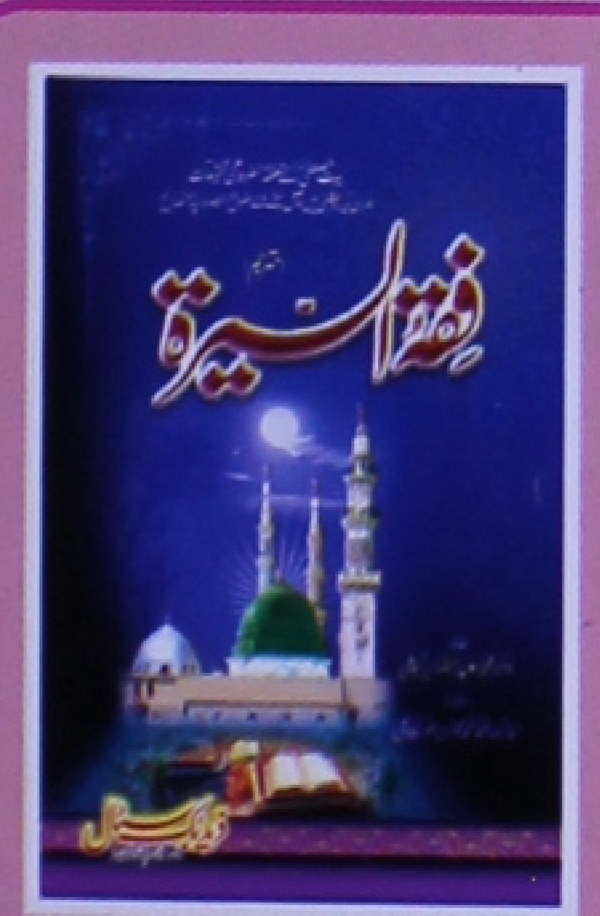


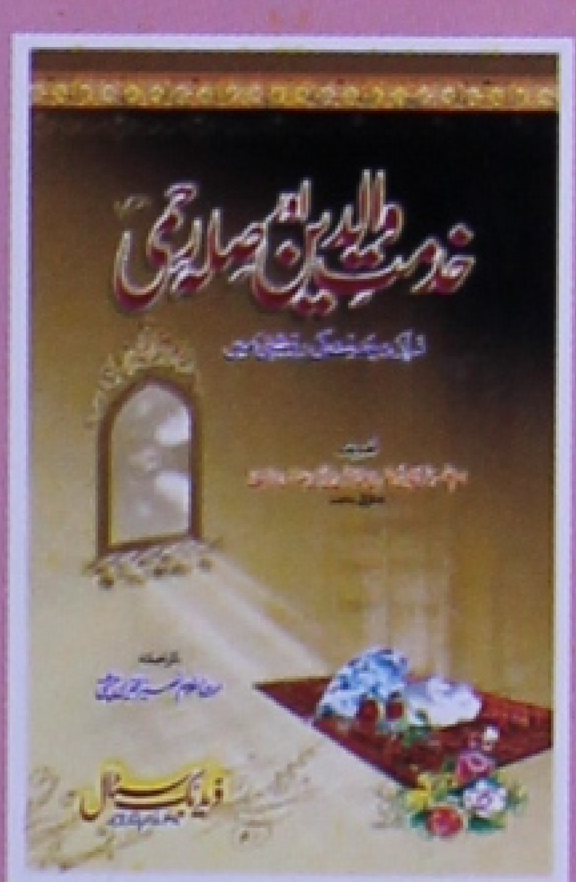


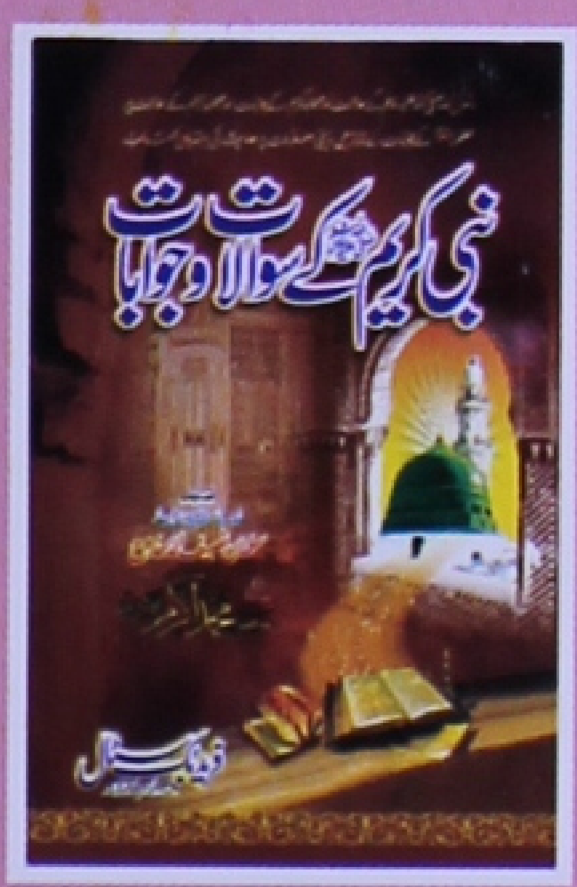












انوار الفتاوی

